ایمان کے ستتر (۷۷) شعبوں سے متعلق نصوص قرآنی، احادیث نبویہ، صحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین اور صلحاء امت وصوفیائے کرام کے آثار، اقوال واشعار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع ومفصل انسائیکلوپیڈیا
شعب الایمان
اردو
امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ
۳۸۴ — ۴۵۸
اردو ترجمہ
مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل
دارالاشاعت
اردو بازار کراچی
besturdubooks.wordpress.com

ایمان کے ستتر (۷۷) شعبوں سے متعلق نصوصِ قرآنی، احادیثِ نبویہ، صحابۂ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین اور صلحاءِ اُمت وصوفیائے کرام کے آثار، اقوال واشعار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع ومفصل انسائیکلوپیڈیا

امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ

۳۸۴ ——— ۴۵۸

جلد اوّل

اردو ترجمہ

مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اکتوبر ۲۰۰۷ء علمی گرافکس
ضخامت : 520 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
کتاب ''شعب الایمان'' کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف	۱۹
اسم کتاب کی تحقیق	۲۰
مصنف کتاب ''شعب الایمان'' حافظ امام بیہقی کی شخصیت اور ان کی تصانیف	۲۰
خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پہچان بن گئیں	۲۰
امام بیہقی اور تحصیل علم	۲۱
امام بیہقی اپنی تصانیف کے آئینے میں	۲۱
سند وخطبۂ خطاب	۲۴
باب...... ذکر الحدیث	۲۶
ایمان کے ساٹھ یا ستر شاخوں کا ذکر	۲۸
امام احمد کا فرمان	۲۸
باب...... ایمان کی حقیقت کے بیان میں	۲۹
ایمان جلی	۳۰
باب...... اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں	۳۱
باب...... اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں	۳۵
احناف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں	۴۰
باب...... اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں	۳۱
اعتراض کا جواب	۴۶
باب...... ایمان کے زیادہ وکم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے سے زیادہ ہونا	۴۷
بعض کا قول	۵۳
امام بیہقی کا قول	۵۳
ایمان کی کمی اور زیادتی کی بابت احناف کا موقف	۶۷
ایمان کے بارے میں انشاء اللہ کہنا	۶۸
امام بیہقی کا قول	۶۹
شیخ حلیمی کا قول	۶۹
شیخ حلیمی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے	۶۹
ایمان کے الفاظ	۷۱
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت	۷۲
فصل...... جو شخص مسلمان کو کافر کہے	۷۳
قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ	۷۴
امام بیہقی کا قول	۷۴
باب...... تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات	۷۴
پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی ومنطقی دلائل	۷۵
ایمان بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا	۷۸
علم کلام کے بارے میں فیصلہ کن بات	۷۸
باب...... اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان کے سبب سے مؤمن ہوتا ہے	۷۹
باب...... اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے	۸۰
باب...... اسلام کی طرف دعوت	۸۱
باب نمبر ۱	۸۲
ایمان کا پہلا شعبہ...... ایمان باللہ	۸۲

عنوان	صفحہ نمبر
حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت	۸۲
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۸۹
حلیمی کا حدیث اسماء اللہ ذکر کرنا	۸۹
فصل......اللہ عز وجل کی معرفت اور اس کے اسماء وصفات کی معرفت	۸۹
امام بیہقی کا قول	۹۲
اسماء ذات کے معانی کا بیان	۹۲
فصل......اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور عالم کے حادث ہونے کے بعض دلائل کی طرف اشارہ	۱۱۱
وجود اور توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل	۱۱۱
وقائع وحوادثات سے وجود توحید باری پر استدلال	۱۱۱
مقدم ومؤخر پیدا کرنے سے استدلال	۱۱۲
اختلاف اشکال وصور وہیئات سے استدلال	۱۱۲
انتقال اسباب واحوال سے استدلال	۱۱۲
کائنات کے موجود مصنوع اور مخلوق ہونے سے استدلال	۱۱۲
تخلیق انسانی کے مختلف مراحل پر غور وفکر سے استدلال	۱۱۲
روئی سے کپڑا بنانے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنانے کی دو مثالوں سے استدلال	۱۱۳
قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجود، قدرت اور توحید باری تعالیٰ پر استدلال، انسان کی مٹی سے تخلیق کرنا اور دھرتی پر پھیلانا	۱۱۳
انسانوں کی ہم جنس بیویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور وفکر کا سامان	۱۱۳
تخلیق ارض وسماء میں اختلاف رنگ زبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں	۱۱۴
رات کو آرام کے لئے دن کو تلاشِ فضل کے لئے بنانے میں اسم سمع کے لئے دلائل ہیں	۱۱۴

عنوان	صفحہ نمبر
بجلی کی چمک بارش کے نزول دھرتی کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں	۱۱۴
ارض وسماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں مدفون انسان اللہ کے بلانے پر نکل کھڑے ہوں گے	۱۱۴
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم انسانیت کو اپنی وحدانیت اپنی قدرت اپنے تصرف کے بارے میں دعوت فکر	۱۱۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الٰہ واحد کی دعوت کا مشرکوں کی حیرانی ودلیل کا مطالبہ دلیل کا نزول	۱۱۷
توحید باری تعالیٰ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ ابو العتاہیہ کے اشعار	۱۱۷
توحید باری پر مبنی شاعر ابونواس کے اشعار	۱۱۸
انسان کردار سے بنتا ہے شکل وصورت سے نہیں	۱۱۸
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۱۹
انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد	۱۱۹
انسان اعضاء کی باطنی کارکردگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۲۰
قدرت باری کا حیران کن شاہکار	۱۲۲
حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ علیہ کی نصیحت	۱۲۳
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۲۳
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا افضل عمل	۱۲۳
اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنے کا حکم	۱۲۳
عقیدہ یہ رکھیں کہ تیرے خیال تصور کا مالک بھی اللہ ہے	۱۲۴
اللہ تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں عقلی و منطقی بحث اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات	۱۲۴

عنوان	صفحہ نمبر
باب نمبر۲	۱۳۱
ایمان کا دوسرا شعبہ	۱۳۱
اللہ کے تمام رسولوں صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیان	۱۳۱
قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسل کی تعلیم	۱۳۱
امام بیہقی کا فرمان	۱۳۲
پہلی وجہ	۱۳۷
دوسری وجہ	۱۳۷
تیسری وجہ	۱۳۷
معجزات رسل کے اقسام	۱۳۹
مذکورہ معجزات کی تفصیل	۱۳۹
موسیٰ علیہ السلام کے باقی معجزات	۱۳۹
داؤد علیہ السلام کے معجزے	۱۳۹
عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات	۱۴۰
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	۱۴۰
قرآن مجید کی حقانیت کی فطری اور عقلی دلیل	۱۴۱
چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی سچائی کی بڑی دلیل ہے	۱۴۲
مسلیمہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکا تھا	۱۴۳
کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۳
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۳
ان العیش عیش الآخرۃ......فارحم الانصار والمہاجرۃ	۱۴۳
کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۳
حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۳
قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجوہات	۱۴۵
قرآن میں دین اسلام کی غلبے کی بشارات	۱۴۵

عنوان	صفحہ نمبر
اہل ایمان کے لئے خلافت عطا کرنے کی بشارت	۱۴۶
اہل روم کے غلبے کی بشارت	۱۴۶
اہل مکہ کے اعتراض کا جواب	۱۴۶
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۱۴۶
شیخ حلیمی اور کتاب اللہ کے علوم کے اقسام اور اس کے حوالے سے اس میں جو اعجاز ہے	۱۴۶
باب نمبر۳	۱۴۹
ایمان کا تیسرا شعبہ	۱۴۹
فرشتوں کے ساتھ ایمان	۱۴۹
فصل......فرشتوں کی معرفت	
مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول	۱۵۱
شیخ حلیمی کا قول اور فرشتوں اور جنوں کے الگ الگ مخلوق ہونے کے دلائل	۱۵۴
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۱۵۴
حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد	۱۵۴
حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد	۱۵۵
حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد	۱۵۵
شیخ حلیمی کی تحقیق	۱۵۶
قصہ ہاروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (منجانب مترجم)	۱۶۴
شیخ حلیمی کا موقف	۱۶۶
باب نمبر۴	۱۶۸
ایمان کا چوتھا شعبہ	۱۶۸
ایمان بالقرآن	۱۶۸
جو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے	۱۶۸
اوران تمام کتابوں کے ساتھ جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں	۱۶۸

عنوان	صفحہ نمبر
ایمانِ بالقرآن کے شعبے اور حصے	١٦٨
ایمان بالقرآن کا پہلا شعبہ	١٦٨
دوسرا شعبہ	١٦٩
تیسرا شعبہ	١٦٩
قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے	١٧٣
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	١٧٤
استاذ ابوبکر بن فورک کا ارشاد	١٧٤
شیخ حلیمی کا قول	١٧٧
امام بیہقی کا قول	١٧٧
قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ	١٧٩
جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک	١٧٩
قرآن مجید کی جمع وترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی	١٨٠
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن چھوڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد	١٨١
کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟	١٨١
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	١٨٢
قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت	١٨٣
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	١٨٣
باب نمبر ۵	١٨٥
ایمان کا پانچواں شعبہ	١٨٥
تقدیر اچھی ہو یا بری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے	١٨٥
بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے	١٨٥
منکرین تقدیر سے حضرت عبداللہ بن عمر کا اعلان برأت	١٨٥
تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے	١٨٦
آیات واحادیث کا خلاصہ	١٨٨

عنوان	صفحہ نمبر
مذکورہ آیات کا شان نزول	١٨٨
آدم علیہ السلام کی تقدیر ان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہوچکی تھی	١٨٨
تقدیر کے سہارے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے اور ان کے اور اہل شقاوت کے لئے ان کے اعمال آسان ہوجاتے ہیں	١٨٩
تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	١٩١
عبداللہ اسفاطی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	١٩١
محمد بن یزید اعور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	١٩١
امام بیہقی کا قول	١٩٢
خیر وشر دونوں پیدا شدہ ہیں	١٩٣
بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے	١٩٤
خلق افعال اور توحید پر مختلف ممکنہ عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات	١٩٥
شیخ ابوالطیب کا قول	١٩٥
اعتراض دوم	١٩٥
اعتراض سوم	١٩٦
اعتراض چہارم	١٩٦
اعتراض پنجم	١٩٦
اعتراض ششم	١٩٦
اعتراض ہفتم	١٩٧
اعتراض ہشتم	١٩٧
اعتراض نہم	١٩٨
اعتراض دہم	١٩٨
اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات	٢٠٠

عنوان	صفحہ نمبر
ذوالنون مصری کا ارشاد	۲۰۰
امام بیہقی کا قول	۲۰۰
جنت کا خزانہ	۲۰۱
طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے	۲۰۱
اللہ تعالیٰ کے سوا نفع اور نقصان کا مالک کوئی نہیں	۲۰۲
ایمان کی چوٹی	۲۰۴
ابن آدم کی خوش نصیبی اور بد نصیبی	۲۰۴
خیر کے فیصلے کی دعا	۲۰۴
دعائے استخارہ	۲۰۵
خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر وغم اس کی ناراضگی اور شک میں ہے	۲۰۶
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۰۸
ایمان کی حقیقت	۲۰۸
تقدیر پر یقین رکھنے سے غم قریب نہیں آتا	۲۰۹
بشر بن سنان مجاشعی کا ارشاد	۲۰۹
ابوالعباس بن عطاء کا ارشاد	۲۰۹
بعض علماء کی نصیحت	۲۱۰
جب فقر مقدر ہو تو غنا نہیں آتا	۲۱۰
عمر بن عبدالعزیز کی جامع دعا	۲۱۱
یونس بن عبید کا ارشاد	۲۱۱
حضرت فضیل بن عیاض کا ارشاد	۲۱۲
حضرت ذوالنون مصری کا ارشاد	۲۱۲
ابوعبداللہ نباجی کا ارشاد	۲۱۲
محمد بن احمد بن شمعون کا ارشاد	۲۱۲
ابن فرجی کا ارشاد	۲۱۳
حضرت عبداللہ بن عباس کی نصیحت	۲۱۳
امام بیہقی کا قول	۲۱۴
حضرت ذوالنون مصری کا تقویٰ پر مبنی نصیحت آمیز واقعہ	۲۱۴
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نماز تہجد میں بارگاہِ الٰہی میں عجز پیش کرنا	۲۱۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پُرمغز اور جامع دعا	۲۱۵
بعض اہل نظر کا قول	۲۱۵
حضرت سہل کا قول	۲۱۵
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۲۱۶
ابراہیم بن حمش زاہد کا قول	۲۱۶
بعض اہل نظر کے منظوم ارشادات	۲۱۶
عمرو زاہد کا ارشاد	۲۱۷
عبداللہ بن شبیب کا ارشاد	۲۱۷
احمد بن عبیداللہ دارمی کا ارشاد	۲۱۷
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۱۸
حضرت عبداللہ بن عباس کا قول	۲۱۸
ابوعمرو زاہد کا ارشاد	۲۱۸
محمود بن حسن وراق کا ارشاد	۲۱۹
ابوالفوارس جنید طبری کا ارشاد	۲۱۹
باب نمبر ۶	۲۲۰
ایمان کا چھٹا شعبہ	۲۲۰
یوم آخرت کے ساتھ ایمان	۲۲۰
امام بیہقی کا قول	۲۲۰
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۲۱
باب نمبر ۷	۲۲۳
ایمان کا ساتواں شعبہ	۲۲۳
موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے، زمین سے نکل پڑنے پر ایمان	۲۲۳

عنوان	صفحہ نمبر
قرآن سے استدلال	۲۲۳
حدیث سے استدلال	۲۲۳
مرکر دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنے کے عقیدے کی تشریح	۲۲۳
تحقیق انیق	۲۲۴
قرآن مجید سے زندہ ہوکر اٹھنے کا اثبات	۲۲۴
تخلیق اول سے دوسری تخلیق پر استدلال	۲۲۴
تخلیق انسان اور تخلیق شجر اور کھیت سے مسئلہ بعث بعدالموت پر استدلال	۲۲۶
ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے مسئلہ بعث پر استدلال	۲۲۶
مسئلہ بعث بعدالموت پر حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال	۲۲۶
مسئلہ بعث بعدالموت قوم عمالقہ کے ہزاروں افراد کی موت پھر زندگی سے استدلال	۲۲۶
مسئلہ بعث بعدالموت پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے واقعہ سے استدلال	۲۲۷
بعث بعدالموت پر واقعہ اصحاب کہف سے استدلال	۲۲۷
باب نمبر ۸	۲۲۸
ایمان کا آٹھواں شعبہ ''ایمان بالحشر''	۲۲۸
قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا دھرتی کے اس مقام پر جمع ہونا جو ان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)	۲۸۸
قیامت میں لوگوں کا پسینے میں ڈوبنا	۲۲۸
قیامت میں سورج کا قریب ہوجانا	۲۲۸
اعمالنامہ سب کے گلے میں لٹکا ہوا ہے	۲۲۹
اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں	۲۲۹
ہر بات کو فرشتے لکھتے ہیں	۲۲۹
اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے	۲۲۹

عنوان	صفحہ نمبر
اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں ملا تو حساب آسان ہوگا ورنہ مشکل ہوگا	۲۳۰
لوگو آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور سے ہو	۲۳۰
ابو یوسف زاہد کا قول	۲۳۱
فرشتے کیا معاف کرسکتے ہیں؟	۲۳۱
امام بیہقی کا قول	۲۳۱
ایک متروک الحدیث راوی سے اعرابی کا واقعہ	۲۳۲
ارشاد باری تعالیٰ	۲۳۲
قیامت میں رسولوں اور امتیوں سے ایک دوسرے کی بابت سوال ہونا ہے	۲۳۲
امت محمدیہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید	۲۳۳
اعمال کے صحیفے اور فرشتے گواہ ہوں گے	۲۳۴
انسان کے خلاف اس کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے	۲۳۴
گناہگاروں کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے گی	۲۳۷
وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے	۲۳۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ہزار کا داخلہ	۲۳۸
جس سے مناقشہ کیا گیا وہ تباہ ہوجائے گا	۲۳۸
آسان حساب اور مناقشہ کی وضاحت	۲۳۸
اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ سرگوشی اور معافی	۲۳۹
امام بیہقی کا قول	۲۴۰
حضرت ابن عطیہ کا ارشاد	۲۴۰
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۴۰
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۴۰
شیخ حلیمی کا ارشاد	۲۴۱

عنوان	صفحہ نمبر
امام بیہقی کا قول	۲۴۱
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت	۲۴۲
مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حلیمی کا قول	۲۴۲
امام بیہقی کا قول	۲۴۲
فصل..... اعمال کا وزن کرنا	۲۴۴
وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے	۲۴۴
اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے	۲۴۴
جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہوا وہ کامیاب ہوگیا	۲۴۴
جن لوگوں کے پلڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے میں ہوں گے	۲۴۴
قیامت کا سائرن بجتے ہی لوگ تمام رشتے ناتے خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے	۲۴۴
جن کے پلڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے	۲۴۴
جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے	۲۴۵
ہلکے پلڑے والے جہنم میں جھلس جائیں گے	۲۴۵
وزن اعمال کا اثبات حدیث سے	۲۴۵
میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا	۲۴۵
امام بیہقی کا قول	۲۴۶
احناف کا مسلک	۲۴۷
امام بیہقی کی وضاحت	۲۴۷
امام بیہقی کا قول	۲۴۷
ابن جدعان کو کچھ نہ ملنا	۲۴۷
حاتم کو کچھ نہ ملنا	۴۷
مؤمن کو دنیا آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے	۲۴۷
اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی	۲۴۹
رحمۃ للعالمین کی وجہ سے ابولہب کو پانی کا گھونٹ ملنا	۲۵۰
پہلا گروہ	۲۵۰
دوسرا گروہ	۲۵۱
وزن اعمال کی کیفیت	۲۵۲
پہلی صورت	۲۵۲
دوسری صورت	۲۵۲
فصل..... بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں	۲۵۳
گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فحش اور فواحش کہلاتا ہے	۲۵۳
سات ہلاکت خیز جرائم	۲۵۴
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۵۴
کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا	۲۵۵
تین کبیرہ گناہ	۲۵۵
بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے	۲۵۶
قرآن مجید میں وارد ہونے والی محرمات	۲۵۶
قول شیخ حلیمی	۲۵۶
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۵۹
مقاتل بن سلیمان کا قول	۲۵۹
اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے بچو	۲۵۹
بلال بن سعد کا ارشاد	۲۵۹
عباس بن عطاء کا ارشاد	۲۶۰
کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی وعید آئی ہے	۲۶۱
اکبر الکبائر شرک ہے	۲۶۱

عنوان	صفحہ نمبر
امام بیہقی کا قول	۲۶۴
مسلمان اہل قبلہ بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے	۲۶۴
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۶۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی	۲۷۶
شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ	۲۷۶
امام بیہقی کا قول	۲۷۷
اہل کبائر کے لئے شفاعت	۲۷۸
اہل کبائر کے لئے رحمت عالم کی شفاعت	۲۷۸
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال	۲۸۰
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جواب	۲۸۱
امام بیہقی کا قول	۲۸۲
فصل...... وہ امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے بلکہ اپنے فضل وکرم سے درگذر فرمائیں گے	۲۸۶
امام بیہقی کا قول	۲۸۹
احتمال	۲۸۹
ابوسلیمان خطابی کا قول	۲۹۰
امام بیہقی کا قول	۲۹۱
فصل...... ظلم اور زیادتیوں کے قصاص اور بدلے	۲۹۴
قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	
امام بیہقی کا قول	۲۹۵
فصل...... حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات اخروی کے آغاز کی کیفیت اور قیامت کے دن کی وضاحت ''اشراط وعلامات''	۲۹۷
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۰۰
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	۳۰۱
امام بیہقی کا قول	۳۰۲
مقام حشر یا میدان ساھرہ	۳۰۷
وھب بن منبہ کا قول کہ ساھرہ بیت المقدس ہے	۳۰۸
امام بیہقی کا قول	۳۰۸
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض شام میدان حشر ہے	۳۰۸
امام نحو فرَّا کا قول ہے کہ ساھرۃ سے مراد روئے زمین ہے	۳۰۸
ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساھرہ روئے زمین ہے	۳۰۸
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۰۸
حشر یعنی لوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت	۳۰۸
ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول	۳۰۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول	۳۰۹
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت	۳۰۹
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۱۰
کافروں کا حشر قیامت کے دن اندھا کر کے ہوگا	۳۱۰
فصل...... مجرم جہنم کی طرف پیاسے ہانکے جائیں گے	۳۱۳
اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلائے جائیں گے	۳۱۳
فصل...... اللہ تعالیٰ نے قیامت کی کیا کیا ہولناکیاں بیان کی ہیں	۳۱۴
مذکورہ امور کے وقوع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف	۳۱۵
فصل...... اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب	۳۱۷
اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کتاب کرتا تو پچاس ہزار سال لگتے ، کلبی کا قول	۳۱۸

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس	۳۱۸	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	۳۳۹
ہزار سال لگتے، فرّاء کا قول		اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چمڑے جل	۳۴۱
ایک دوسری توجیہ کا احتمال	۳۱۹	جائیں گے دوسرے بدل دیئے جائیں گے	
ایک اور امکان توجیہہ	۳۱۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۴۲
ایمان کا نواں شعبہ	۳۲۱	قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے	۳۴۳
مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے	۳۲۱	برابر ہوگی اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی	
اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے	۳۲۱	قیامت میں کافر کی زبان دو فرسنگ لٹک جائے گی	۳۴۳
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مادامت السمٰوات والارض	۳۲۲	فصل...... عذاب قبر کی بحث	۳۴۴
الا ماشاء ربک کی ایک اور توجیہ		اہل ایمان و اہل استقامت سے بوقت موت	۳۴۴
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۳۲۲	فرشتوں کی بشارت اور تسلی	
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۳۲۲	مجاہد کا قول	۳۴۴
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۲۲	کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور	۳۴۴
بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟	۳۲۲	آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں	
بعض علماء کا قول	۳۲۵	ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ	۳۴۴
دیگر علماء کا موقف	۳۲۵	بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو	
پل صراط پر منافقوں کا انجام	۳۲۶	دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں	۳۴۵
ایک خاص کیفیت کا احتمال	۳۲۸	کو مضبوط کرتا ہے	
فصل	۳۲۷	نفس اور روح ایک شے ہے	۳۴۹
مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف	۳۲۷	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے،	۳۴۹
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۲۹	حتیٰ کہ داڑھی تر ہو جاتی	
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہہ	۳۲۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے	۳۵۰
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۳۳۰	عذاب کی آوازیں سننا	
فصل...... مؤمن کے بدلے کے بارے میں	۳۳۲	سورۃ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ	۳۵۰
بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۳۲	و دیگر کو عذاب قبر کا یقین ہوگیا	
فصل...... اصحاب الاعراف	۳۳۵	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دو بار اعلان	۳۵۰
فصل	۳۳۷	موت کے وقت ملک الموت مؤمن کو سلامتی کی دعا	۳۵۱
چار جنات ہیں	۳۳۸	دیتے ہیں	

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت	۳۵۱	حضرت جنید بغدادی و سری سقطی کا قول	۳۶۳
مؤمن کو ملک الموت سلام کہتا ہے		ذوالنون مصری کا قول	۳۶۴
باب نمبر ۱۰	۳۵۳	توحید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھو، قرآن سے	۳۶۴
ایمان کا دسواں شعبہ	۳۵۳	تفریح وتسکین قلب حاصل کرو، یحییٰ رازی کا قول	
اللہ کی محبت	۳۵۳	غیر اللہ کے ساتھ مسرور ہونا دھوکہ ہے	۳۶۴
گزشتہ دو حدیثوں پر امام بیہقی کا تبصرہ	۳۵۴	مشہور عابدہ ریحانہ مجنونہ کی دعا	۳۶۴
اللہ کی محبت کے مفہوم ومعانی	۳۵۵	ولہان مجنون کی محبت الٰہی کی پکار	۳۶۵
اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی	۳۵۵	مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول	۳۶۵
دوسرا مفہوم ومعنی	۳۵۵	محبت، وصل، شوق کی تین علامات	۳۶۵
تیسرا مفہوم ومعنی	۳۵۵	ریحانہ مجنونہ کے اشعار	۳۶۵
چوتھا مفہوم ومعنی	۳۵۵	علی بن سہل کی نصیحت	۳۶۶
پانچواں مفہوم ومعنی	۳۵۵	عبداللہ رازی کی نصیحت	۳۶۶
چھٹا مفہوم ومعنی	۳۵۵	ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۶۶
ساتواں مفہوم ومعنی	۳۵۶	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی باپ کو نصیحت	۳۶۷
آٹھواں مفہوم ومعنی	۳۵۶	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۶۷
نواں مفہوم ومعنی	۳۵۶	ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۶۷
دسواں مفہوم ومعنی	۳۵۶	مشہور عابد وزاہد ابراہیم بن ادھم کی بات	۳۶۷
شیخ حلیمی کا قول	۳۵۶	ابوالحواری کے بھائی کی بات	۳۶۸
بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا ہے	۳۵۹	مشہور بزرگ شبلی کی بات	۳۶۸
اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے سخت کوشش کرنے	۳۵۹	علی بن سہل کا قول	۳۶۸
والے کو اللہ محبوب بنالیتا ہے		ذوالنون مصری کا قول	۳۶۸
یہ محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس	۳۵۹	عشق الٰہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے	۳۶۹
کا ذکر نہ کریں		عشق الٰہی کے دس مقام	۳۶۹
ذوالنون مصری کا قول	۳۶۰	انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت	۳۷۰
محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے سوا کچھ نہ دیکھیں	۳۶۰	کرتا ہے	
جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ اسے	۳۶۰	ابوعلی جوزجانی کا قول	۳۷۰
غیر کے حوالے نہیں کرے گا		یحییٰ بن معاذ کا قول	۳۷۱

عنوان	صفحہ نمبر
اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے، ابوالحسین وراق کا قول	۳۷۱
ابن العطاء کا قول	۳۷۱
ابوسعید خزار کا قول	۳۷۱
ابوالحسین بن مالک صوفی کا قول	۳۷۱
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول	۳۷۲
بشر بن سری کا قول	۳۷۲
ابوالجواری کا قول	۳۷۲
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۲
کلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۲
عبدالواحد بن زید کا قول	۳۷۳
عتبہ غلام کی التجا	۳۷۳
یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۳
حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۳
حضرت جنید بغدادی کا قول	۳۷۳
ابوالحسین بوشنجی کا قول	۳۷۴
اصمعی کا قول	۳۷۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الٰہی میں غور وفکر کرنا	۳۷۴
وہب بن منبہ کا قول	۳۷۴
ذوالنون مصری کا قول	۳۷۴
حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار	۳۷۵
سری سقطی کا قول	۳۷۶
سری سقطی کا ایک شعر	۳۷۶
سری سقطی کے اشعار	۳۷۶
حسن بن محمد بن الحنفیہ کا قول اور اشعار	۳۷۷
رابعہ بصریہ کا قول	۳۷۷

عنوان	صفحہ نمبر
ایوب سختیانی کا قول	۳۷۸
ابوعمر بن سعید جرجانی کے اشعار	۳۷۸
منذر بن جارود اور فرزدق کا واقعہ	۳۷۸
ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک شخص کا رونا اور اہل مجلس کو بھی رلانا	۳۷۹
انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا	۳۷۹
عبداللہ خمار پر حد شراب جاری ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا	۳۷۹
اسلامی سزائیں تادیب کے لئے ہیں اور تطہیر کے لئے ہیں تحقیر وتذلیل کے لئے نہیں ہیں	۳۸۰
شیخ سمنون کا قول	۳۸۰
مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۸۰
شیخ حلیمی کا قول	۳۸۱
بعض فلسفیوں کا قول	۳۸۱
ذوالنون مصری کا قول	۳۸۱
فصل...... ذکر اللہ کی مداومت کرنا	۳۸۱
ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں	۳۸۲
ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کے بوجھ ذکر اتار دے گا	۳۸۲
جو شخص شب بیداری، مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کرسکتا، وہ ذکر کی کثرت کرے	۳۸۲
ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے	۳۸۳
قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہوگا جو ذکر سے خالی گذاری تھی	۳۸۳
ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا	۳۸۴
ذکر کے سوا ہر فالتو کلام بندے پر وبال ہوگا	۳۸۴
تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے	۳۸۴

عنوان	صفحہ نمبر
موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر ہو	۳۸۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت سے اور موت سے ڈرانا	۳۸۵
اچھے اعمال	۳۸۶
ذکر اللہ، اللہ کا محبوب عمل	۳۸۶
ذکر کی مجالس دھرتی پر، اور فرمایا: اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک	۳۸۸
ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں	۳۹۱
ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پا سکتا	۳۹۱
بغیر ذکر کی محفل مردار خوروں جیسی ہے	۳۹۲
بغیر ذکر کی محفل باعث افسوس ہوگی	۳۹۲
خلوت میں کثرت سے ذکر کرنا	۳۹۴
ذکر قلبی	۳۹۴
سات خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الٰہی کے سائے تلے ہوں گے	۳۹۴
خلوت میں ذکر کرنا یا جماعت میں ذکر کرنا	۳۹۵
ذکر خفی	۳۹۵
شدت، سختی، مصیبت کے وقت ذکر کرنا	۳۹۶
طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا	۳۹۷
غافل لوگوں میں ذکر کرنا	۳۹۸
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۹۹
سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا	۴۰۰
مذکورہ احادیث پر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۴۰۶
صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ	۴۱۲
مجموعہ اذکار میں سے استغفار بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا	۴۲۱

عنوان	صفحہ نمبر
فصل ثانی ...... ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار	۴۲۹
یعنی اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم	۴۲۹
بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے	۴۳۳
قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے	۴۳۵
ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت	۴۳۵
ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں	۴۳۶
کثرت ذکر دیوانگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے	۴۳۶
بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں	۴۳۶
جن کے ہاتھوں میں خیر کی چابیاں ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں	۴۳۶
ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے	۴۳۷
ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے	۴۳۷
ذکر اللہ کی لذت	۴۳۸
عبدیت، ذکر، طاعت کی لذت	۴۳۸
جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشیں ہوں	۴۳۹
بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے	۴۳۹
کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے	۴۳۹
اللہ سے غافل ہونا شرک ہے	۴۳۹
جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت	۴۴۰
بری بات ہے	۴۴۰
ابو سلیمان دارانی کا واقعہ	۴۴۰
انسانوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا علاج ہے	۴۴۰

عنوان	صفحہ نمبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور ذکر اللہ کی کثرت	۴۴۱
دل مردہ ہونے کی تین علامات اور والہانہ محبت کی تین علامات	۴۴۱
معرفت الٰہی کی حقیقت	۴۴۲
عارف باللہ کی پہچان بقول ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۴۴۲
ایمان کا گیارہواں شعبہ	۴۴۳
اللہ تعالیٰ سے ڈرنا	۴۴۳
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خدا کئی طریقوں پر ہوتا ہے	۴۴۴
مجاہد کا قول	۴۴۵
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۴۶
آیات کے مفہوم پر شیخ حلیمی کا تبصرہ	۴۴۶
نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی ضمانت حاصل کرنا	۴۴۸
عہد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا	۴۴۹
مجاہد کا قول	۴۴۹
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵۳
فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵۳
حدیث میں مجبور و مضطر کی دعا	۴۵۵
مذکورہ آیات وادعیہ پر بیہقی کا تبصرہ	۴۵۶
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال	۴۵۶
فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵۸
اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن ہے	۴۵۹
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو	۴۵۹
خوف خدا سے سینہ رسول سے ہنڈی کی سی آواز پیدا ہونا	۴۶۰

عنوان	صفحہ نمبر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رات بھر امت کی مغفرت کی دعا کرنا	۴۶۰
قیامت کے مناظر پر مشتمل پانچ سورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور کر دیا تھا	۴۶۰
دو خوف اور دو امن	۴۶۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندے کو دیکھ کر خوش ہونا	۴۶۲
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرندے کو دیکھ کر رشک کرنا	۴۶۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا	۴۶۳
جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جان لو	۴۶۴
مذکورہ احادیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۴۶۴
تین آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی	۴۶۵
اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا رونا	۴۶۶
جہنم وہ ہولناک شے ہے	۴۶۶
جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا	۴۶۷
اللہ کے خوف سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں	۴۶۸
مؤمن کی تمثیل درخت کے ساتھ	۴۶۸
نجات کس طرح ہے؟	۴۶۸
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے	۴۶۹
اللہ کے خوف سے روئے، آنسو صاف نہ کرے	۴۶۹
ایک آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رونا	۴۷۰
جہنم کس پر حرام ہوتی ہے؟	۴۷۰
آنسوؤں سے آگ کا سمندر بجھ سکتا ہے	۴۷۰
سلیمان علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا	۴۷۱
داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں رونا	۴۷۲
داؤد علیہ السلام کی کثرت عبادت	۴۷۲

عنوان	صفحہ نمبر
اللہ کے آگے حضرت عطا سلمی کا رونا	۴۷۲
عطا سلمی نے رونے سے منع کرنے پر طبیب کو علاج سے منع کر دیا	۴۷۲
بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں	۴۷۲
ایک اللہ والے کا خوف سے روتے رہنا	۴۷۳
کہمس ہلالی کا پڑوسی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھونے پر بیس سال تک رونا	۴۷۳
کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمی کا چالیس سال تک رونا	۴۷۳
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توجیہ	۴۷۳
حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمی کا رونا	۴۷۴
ضرار اور محمد بن سوقہ کامل کا رونا	۴۷۴
ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا	۴۷۴
شاید تمہارا کفن روانہ ہو چکا ہے	۴۷۵
زیادہ ہنسنا دل کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے	۴۷۵
کہیں ہنسنے پر پکڑ نہ ہو جائے	۴۷۵
ہنسنا چھوٹی غلطی ہے، ہم لوگ جنت کے قیدی ہیں	۴۷۵
حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو اولاد آدم سے زیادہ تھے	۴۷۶
داؤد علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے زیادہ تھے	۴۷۶
مشہورہ عابدہ غفیرہ کا رونا	۴۷۷
رونے سے منصور بن معتمر مسکین و مصیبت زدہ لگتے تھے	۴۷۷
یزید بن ہارون کی روتے روتے آنکھیں ضائع ہو جانا	۴۷۷
عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۸
حذیفہ بن یمان کا ارشاد	۴۷۸
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت	۴۷۸
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۸

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول	۴۷۹
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۹
یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۴۷۹
یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد	۴۷۹
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۸۰
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۸۰
عطاء بن یسار نے کہا	۴۸۰
عطاء بن یسار کا قول	۴۸۱
ابلیس کی تلبیس	۴۸۱
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا	۴۸۱
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے	۴۸۱
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت	۴۸۲
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۴۸۲
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا	۴۸۲
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت	۴۸۲
بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۸۳
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۸۳
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۸۳
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے رونا	۴۸۳
ابرار اور مقربین کے افکار	۴۸۳
شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول	۴۸۴
عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا	۴۸۴

عنوان	صفحہ نمبر
غفلت سے تنبیہ	۴۸۴
افضل رونا	۴۸۴
اللہ کے خوف سے جن کا رونا	۴۸۴
حضرت سفیان بن عیینہ کا قول	۴۸۵
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۸۵
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۴۸۵
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضگی	۴۸۶
ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے	۴۸۶
گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز	۴۸۶
ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟	۴۸۷
ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے گا؟	۴۸۷
ہلاکت کی جگر گاہوں سے بچنا	۴۸۷
رات کو جلدی اٹھنے والے منزل پر پہنچتے ہیں	۴۸۴
اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا	۴۸۸
خائفین، محبین، مشتاقین کی علامات	۴۸۸
سری سقطی کا قول	۴۸۸
ذوالنون بن ابراہیم کا قول	۴۸۸
ابراہیم بن شیبان کا قول	۴۸۸
محمد بن نصر کا قول	۴۸۹
ہارون رشید کا قول	۴۸۹
محمد بن عاصم انطاکی کا قول	۴۸۹
حضرت مالک بن دینار کا قول	۴۹۰
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۹۰
عبداللہ بن مبارک کا قول	۴۹۰
شقیق بلخی کا قول	۴۹۰
حضرت سہل کا قول	۴۹۱
علامہ شبلی اور جنید بغدادی کا واقعہ	۴۹۱

عنوان	صفحہ نمبر
دونوں بزرگوں کے قول پر امام بیہقی کا محاکمہ	۴۹۱
استاذ ابوسہل صعلوک کا قول	۴۹۱
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۹۲
فتح موصلی کا واقعہ	۴۹۲
بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ	۴۹۳
یزید بن مرثد کی آنکھیں کا آنسوؤں سے تر رہنا	۴۹۳
سری سقطی کا قول	۴۹۴
ربعی بن حراش کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا	۴۹۴
اسرافیل علیہ السلام کا نہ ہنسنا	۴۹۵
فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا	۴۹۵
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رونا	۴۹۶
حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے	۴۹۶
قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا	۴۹۶
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۴۹۷
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۹۷
عطاء سلمی کا واقعہ	۴۹۷
اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۹۸
حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۴۹۸
مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ	۴۹۸
عبدالعزیز بن سلمان کا واقعہ	۴۹۸
عتبہ عابد کا واقعہ	۴۹۹
طویل خاموش عابد کا واقعہ	۴۹۹
عابد ابن عجوز کا واقعہ	۵۰۰
عبادان کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن سماک کا واقعہ	۵۰۲
عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور پہاڑ کے رونے کا واقعہ	۵۰۲
خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ	۵۰۲
بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ	۵۰۳

عنوان	صفحہ نمبر
دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر رونے والا عابد	۵۰۴
ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہنم کے خوف سے موت واقع ہونا	۵۰۴
لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹے کا ہلاک ہوجانا	۵۰۵
حضرت زرارہ بن ابو اوفیٰ کا نماز میں سورۃ مدثر کی آیت پڑھ کر فوت ہوجانا	۵۰۵
مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور خطابت سے ایک آدمی کی موت واقع ہوجانا	۵۰۶
حضرت صالح مری کی مجلس میں ابوجھث کی وفات ہوجانا	۵۰۶
مجلس وعظ وذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہوجانا	۵۰۶
حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہوجانا	۵۰۶
صفوان کا خفیہ مقام پر رونا	۵۰۸
خوف خدا اور عجز وانکساری کی ایک مثال	۵۰۸
عبدالعزیز بن ابوداؤد نے چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا	۵۰۸
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر سفیان ثوری کو پیشاب میں خون آجاتا تھا	۵۰۸
آخرت کے خوف سے خونی پیشاب آنا	۵۰۸
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۰۸
سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا خوف خدا	۵۰۹
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت	۵۱۰
حازم بن ولید کی عبادت	۵۱۰
وسیم بلخی کا خوف آخرت	۵۱۰
شیخ اوزاعی کا قول	۵۱۰
آمنہ بنت موزع کا خوف	۵۱۰
بعض عابدوں کا قول	۵۱۰
شیخ مطرف کا قول	۵۱۱
کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں	۵۱۱
فضیل بن عیاض کا خوف خدا سے رونا	۵۱۲
عامر بن عبداللہ کی دعا کی قبولیت	۵۱۲
علی بن فضیل کی موت	۵۱۲
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۱۳
زید بن وھب کا قول	۵۱۳
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۱۳
فضیل بن عیاض کا قول	۵۱۴
ابوعمرو دمشقی کا قول	۵۱۴
یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۵۱۴
خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا	۵۱۴
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر رونا	۵۱۵
علاء بن زیاد کا قول	۵۱۵
مورق کا قول	۵۱۵
ذوالنون مصری کا قول	۵۱۶
ابوالفتح بغدادی کا واقعہ	۵۱۶
ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۱۶
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۱۷
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۵۱۷
بعض علماء کا قول	۵۱۸
فصل......خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریح	۵۱۸
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۵۱۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا	۵۱۹
اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا	۵۱۹
علی بن عثام کی دعا	۵۲۰

''کتاب شعب الایمان'' کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف

❶...... کتاب شعب الایمان، مصنف حافظ بیہقی، ان اہم ترین کتب میں سے ہے جو اسانید اور طراق حدیث پر مشتمل ہے وہ طرق حدیث جنہیں حافظ بیہقی نے اس کتاب میں جمع کیا ہے، یہ صاحب کشف الظنون نے کہا ہے۔ (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۴۷)

❷...... شعب الایمان۔ مصنفہ ابوعبداللہ حسین بن حسن حلیمی شافعی۔ متوفی ۴۰۳ھ جس کا نام انہوں نے ''المنہاج'' رکھا ہے۔ وہ جلیل القدر کتاب ہے۔ تین جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب میں احکام کثیرہ۔ اور مسائل فقہیہ اور اس کے علاوہ وہ امور جن کا تعلق، اصول ایمان قیامت کی نشانیوں، اور احوال قیامت سے ہے بیان کئے گئے ہیں۔ اور حافظ بیہقی کی کتاب کا نام

❸...... ''جامع المصنف'' ہے۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ:

ان الایمان بضع وسبعون شعبة افضلها لا اله الا اللّٰه.

بے شک ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے افضل ترین شاخ لا الہ الا اللہ ہے۔

اسی روایات کو ''صاحب منہاج'' حسین حلیمی نے بھی لیا ہے۔ اپنی کتاب منہاج کو ستتر ابواب پر تقسیم کرنے کے لئے، ایمان کی صفت اور تعریف بیان کرنے کے بعد اسی حدیث سے ایمان کے ستتر شعبے شمار کئے ہیں۔

بہر حال امام بیہقی نے اپنی اس کتاب میں احادیث کو کئی کئی اسنادوں کے ساتھ اور منفرد جدید طریقوں کے ساتھ لائے ہیں۔ اور اسناد کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لئے ان پر تنقید بھی کی ہے اور انہوں نے سند کی علل پر بھی کلام کیا ہے۔

اور اس کتاب کی تقسیم کے لئے انہوں نے ابواب قائم کئے ہیں، اور اس کے احکام کو ایسی تقسیم کے ساتھ تقسیم کیا ہے جو کتاب کے موضوع کے متناسب و مطابق ہی ہے جب کہ عقائد اور فقہ سے متعلق اس کے نقوش (وسائل) احادیث سے ماخوذ ہیں۔

وجہ تالیف:

امام بیہقی نے شعب الایمان کی وجہ تالیف خود بیان کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پایا کہ حاکم ابوعبداللہ حسین بن حسن حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث کو اپنی تصنیف اور اپنی کتاب۔ المنہاج المصنف فی بیان ''شعب الایمان'' میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے بارے میں (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان، جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے فرائض اس کی سنتیں اور اسکے مستحبات، اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں (شیخ) نے اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ حلیمی کی ترتیب کی اقتداء کی ہے اور میں نے شیخ کے کلام میں صرف اسی قدر حصہ (متعلقہ مقامات پر) نقل کیا ہے۔ جس کے ساتھ ہر باب کا مقصد واضح ہو جاتا ہے مگر (دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی تصنیف میں احادیث کے صرف متن ہی پر اکتفا کیا ہے اور اسناد کو مکمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر اسناد کو لانے کی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو میں پسند کرتا ہوں اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے اور جن اخبار حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں غالب گمان نہیں ہوا ان پر اکتفا کیا ہے۔ اور اس طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں جھوٹی اور مکذوبہ احادیث و روایات سے بچنے کا یہ راستہ اور یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور اس کتاب میں انہوں نے ہر وہ حدیث درج کر دی ہے جو ان کو حفظ تھی جو کہ جھوٹی نہ ہو۔ قاضی ابوالارشد محمد اسمٰعیل الجاروی۔

اسم کتاب کی تحقیق

❶.....الجامع لشعب الایمان = یہ نام مختصر سیاق نیساپور ۳۰/۱ میں درج ہے۔

❷.....الجامع = یہ امام امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود رکھا ہے یہ نام مصنف رحمۃ اللہ کی دو کتابوں (۱) کتاب الاعتقاد (۲) کتاب الزہد میں مذکور ہے اور اسی کے بارے میں یہ نام بھی مستعمل ہوا ہے۔

❸.....الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

❹.....مختصر شعب الایمان = یہ کتاب اصل شعب الایمان کی تلخیص اور اختصار ہے اس تلخیص کے مصنف کا نام شیخ ابوجعف عمر قزوینی ہے تلخیص کا سنہ ۶۱۹ھ ہے اور اسی تلخیص کی تحقیق شیخ زکریا علی یوسف نے اسی نام مختصر شعب الایمان کے نام سے کی ہے انہوں نے اس کی نسبت امام بیہقی کی طرف کی ہے۔ یہ انتہائی مختصر اور سمجھنے میں مخل ہے۔

❺.....شعب الایمان = قدماء نے اس کے نام رکھنے میں اختصار سے کام لیا ہے۔ اور یہی نام رکھا ہے اور اسی نام کے ساتھ مشہور ہے۔

اور ہم نے وہاں یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا وہ مشہور نام جو حفاظ حدیث نے اطلاق کیا ہے شعب الایمان ہی ہے۔ اور ہم نے مقدمے میں بیہقی کی اس تصنیف کے سبب کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی طباعت۔ اور اس کے دین کے ساتھ عظیم نفع پانے اور حسن خاتمہ اور صراط مستقیم پر نجات۔ اور حصول جنت الفردوس کی توفیق کا سوال صرف اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں آمین۔ راقم ابوالارشد محمد اسمٰعیل جارود۔

”مصنف کتاب شعب الایمان“ حافظ امام بیہقی کی شخصیت“ اور ان کی تصانیف

نام	......	احمد۔
ولدیت	......	حسین۔
دادا	......	علی۔
پردادا	......	موسیٰ۔
کنیت	......	ابوبکر۔
نسبت بستی	......	بیہقی۔
نسبت شہر	......	نیساپوری

تفصیل:

یہ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی نیساپوری، خسروگردی امام، حافظ، علامہ، محدث، فقیہ، اصولی۔ زاہد (تارک الدنیا)۔ بیہق کی طرف نسبت ہے۔

یہ متحدہ نیساپور کی مضافاتی بستی تھی، جو کہ نیساپور سے بیس میل کے فاصلے پر واقع تھی، یہ تین سو اکیس ۳۲۱ بستیوں پر مشتمل ایک بے مثال وفاق واتحاد تھا جو نیساپور، قومس، جوین۔ کے درمیان واقع تھا، جوین اس کے شروع کے حدود میں تھا یہاں سے نیساپور ساٹھ میل تھا، شروع میں بیہق کا قصبہ، خسروگود تھا۔ اس کے بعد وہ سبزوار ہو گیا تھا۔

ولادت:

ماہ شعبان، سنہ تین سو چوراسی ۳۸۴ھ۔

وفات:

ماہ جمادی اولیٰ۔ چار سو اٹھاون ۴۵۸ھ۔

شخصیت:

امام حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، عابد وزاہد تھے، متقی پرہیز گار تھے، قناعت شعار تھے مگر باوجود اس کے وہ علم کے ساتھ انتہائی عشق اور انہماک رکھتے تھے، علم حدیث کو حفظ کرنے اور اس کی تحقیق وتدقیق میں مشغول ومصروف رہتے تھے، امام بیہقی ان حفاظ حدیث میں سے نہیں تھے، جو حفظ احادیث میں مشغول ہو کر علم فقہ سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ بلکہ ان کا حفظ حدیث ان کے علم فقہ کی جز اور حصہ تھا۔

خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پہچان بن گئے

امام بیہقی اپنی ذاتی اور نفیس صفات کے ساتھ ہمیشہ پہچانے گئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

توازن اور اعتدال میں شدت، زہد اور علم، عبادت اور حفظ حدیث۔ تقویٰ اور پرہیز گاری میں اجتماع وامتزاج تواضع، ورع وپرہیز گاری۔ وسعت اطلاع، وسعت علم پر استقامت۔

امام بیہقی اور تحصیل علم

علم کو محفوظ کرنے کا آغاز انہوں نے پندرہ برس کی عمر سے کیا تھا، انہوں نے علم کی طلب اپنی جگہ رہ کر ہی نہیں کی بلکہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف سفر کئے، مختلف شہروں کا رخ کیا، مثلاً عراق، نیساپور، بغداد، کوفہ، مکۃ المکرّمہ۔ جبال حجاز مقدس، اسفرائن، طابرائی، دامغان۔ ان تمام مقامات میں جا کر انہوں نے اہل علم سے علم کو جمع کیا اور محفوظ کیا، ان کی حالت بھی علم کے معاملے ان کے اسلاف حفاظ علم وحفاظ حدیث مثلاً بخاری، نسائی، جیسی تھی چنانچہ انہوں نے جب اپنے تمام سفروں کے بعد اپنی مراد پالی اور حدیث جمع کر لی تو پھر انہوں نے حدیث کے موضوع پر تدوین وتصنیف کے مرحلے کا آغاز فرمایا۔

امام بیہقی اپنی تصانیف کے آئینے میں

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں۔

(۱)......کتاب الاداب:......یہ تین جلدوں میں چھپ چکی ہے، جس کا قلمی نسخہ دار الکتب مصر میں محفوظ ہے۔

(۲)......کتاب اثبات الرؤیۃ یہ قلمی نسخہ ہے۔

(۳)......کتاب اثبات عذاب القبر :......اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں محفوظ ہے اسی کی فوٹو لے کر ڈاکٹر شرف محمود کی تحقیق کے ساتھ عمان میں چھپ چکی ہے۔

(۴)......کتاب الخاتم:......اس کا قلمی نسخہ دار الکتب مصری میں ہے اور دوسرا نسخہ مکتبۂ احمد ثالث استنبول میں ہے، دار الکتب والے نسخے کی فوٹو لے کر چھپوادیا گیا ہے۔

(۵)......حیات الانبیاء:......اس کا قلمی نسخہ مکتبۂ احمد ثالث استنبول میں ہے دوسرا نسخہ دار الکتب مصر میں ہے ایک نسخہ مکتبہ عارف باحکمت

مدینہ منورہ میں اور قاہرہ میں مطبوعہ محمد یہ میں ۱۳۵۷ھ میں چھپی تھی (اب تقریباً ہر جگہ دستیاب ہے)۔

(۶)..... دلائل النبوۃ :..... کثرت کے ساتھ چھپی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول میں چار جلدوں میں ہے اور اس کے کئی نسخے دارالکتب مصری میں ہیں۔

(۷)..... السنن الکبریٰ للبیہقی :..... اس کا مطبوعہ نسخہ حیدرآباد دکن بھارت میں ہے، یہ منفرد نسخہ بڑا مشہور ہے اس نسخے کے حاشیہ پر ایک مشہور کتاب چڑھی ہوئی ہے وہ الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی مصنفہ ابن ترکمانی۔

(۸)..... السنن الصغریٰ:..... اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول میں ہے۔

(۹)..... کتاب احکام القرآن:..... اس کا مطبوعہ نسخہ محمد زاہد کوثری کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۱ میں عزت العطار کی سعی سے شائع ہوا ہے اور دارالکتب علمیہ نے ۱۳۹۵ میں دوبارہ شائع کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ مطبوعہ عبدالغنی عبدالخالق کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۱ مصر میں ہے۔

(۱۰)..... کتاب الاسماء والصفات:..... اس کا قلمی نسخہ مکتبہ فیض استنبول میں ہے۔ یہ کتاب بار بار چھپی ہے سب سے اچھی طباعت ہندوستان میں ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ جو کہ محمد محی الدین جعفری کی تحقیق کے ساتھ ہے۔ اور مطبعہ السعادت مصر ۱۳۵۸ میں شیخ زاہد الکوثر کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۱۱)..... کتاب الاعتقاد:..... اس کا قلمی نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ استنبول میں ہے اور مکتبہ لالہ۔ مکہ میں اور نقل شدہ نسخہ جامعہ ملک عبدالعزیز میں ہے۔

(۱۲)..... کتاب البعث والنشور:..... مکتبہ مرکز البحث العلمی مکہ میں اور اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول۔ مکتبہ سلیمانیہ استنبول۔ اور مکتبہ البحث العلمی مکہ مکرمہ میں ہے۔

(۱۳)..... الاربعین الکبریٰ والاربعین الصغریٰ:..... اس کا قلمی نسخہ مکتبہ عاشر آفندی استنبول میں ہے۔

(۱۴)..... الالف مسائلۃ:..... اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے۔

(۱۵)..... بیان خطا من اخطاء علی الشافعی:..... قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے۔

(۱۶)..... کتاب تخریج احادیث الام:..... تین قلمی جلدیں ہیں۔ پہلا حصہ مکتبہ شعر بھٹی لندن میں ہے جزء ثانی دارالکتب مصر میں ہے جزء ثالث تاحال غائب ہے۔

(۱۷)..... کتاب الدعوات الکبیر:..... اس کا قلمی نسخہ مکتبہ آصفیہ حیدرآباد دکن بھارت میں ہے۔

(۱۸)..... کتاب الخلافات بین الشافعی وابی حنیفۃ:..... قلمی نسخہ معہد المخطوطات جامعہ دول العربیہ قاہرہ میں ہے۔ نسخہ مکتبہ سلیم آغا میں دو حصوں میں ہے۔

(۱۹)..... کتاب الزھد الکبیر:..... قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے۔

(۲۰)..... رسالۃ الی ابو محمد الجوینی:..... یہ بیہقی کا پیغام اور خط ہے جوینی کی طرف ہے جو کہ ان غلطیوں کی نشاندہی پر مشتمل ہے جو جوینی سے واقع ہوئی تھیں ان کی المحیط نامی کتاب کی تصنیف کے وقت۔ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۱)..... کتاب معرفۃ السنن والآثار:..... قلمی نسخہ مکتبہ استنبول میں ہے۔ جس کی ایک جز کی طباعت استاذ سید احمد صقر کی تحقیق کے ساتھ ہوئی ہے۔

(۲۲) کتاب القرأت خلف الامام:..... قلمی نسخہ معہد المخطوطات قاہرہ میں موجود ہے۔ دارالحدیث ازہر نے شائع کی ہے۔ ہندوستان میں بھی شائع ہوئی ہے۔

(۲۳) کتاب المدخل الیٰ کتاب السنن:...... قلمی نسخہ مرکز بحث علمی جامعہ ملک عبدالعزیز مکہ میں ہے۔اس نسخے کی اصل مکتبہ الجمعۃ الایسویہ کلکتہ میں ہے اور اس کو ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے چھپوایا تھا۔

(۲۴)......کتاب مناقب الشافعی:......امام بیہقی شافعی المسلک تھے وہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا محبوب ترین مذہب ہے لہذا انہوں نے اس مذہب کا دفاع کیا ہے ان کی اس موضوع پر متعدد کتب ہیں۔

❶......مناقب الشافعی۔ ❷......ردالانتقاد علی لفظ الامام الشافعی۔ ❸......بیان خطاء بن علی من اخطاء الشافعی۔ ❹......کتاب تخریج اُحادیث الام۔ ❺......کتاب الخلافیات بین الشافعی وابی حنیفہ۔ یہ کتاب مناقب شافعی قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

(۲۵)......کتاب القضاء والقدر:......اس کا قلمی نسخہ مکتبہ شہید علی پاشا۔ متصل مکتبہ سلیمانیہ استنبول میں ہے۔

(۲۶)......کتاب فضائل الاوقات للبیہقی:......اس کا قلمی نسخہ محمد سعید یسوئی زغلولی کے پاس محفوظ ہے۔

(۲۷)......الایمان:......مصنف نے خود اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔مگر اس کا قلمی نسخہ معلوم نہیں ہو سکا۔

(۲۸)......الترغیب والترہیب:......تاحال غائب ہے۔

(۲۹)......رسالہ فی حدیث الجویباری:......یہ تاحال قلمی ہے۔

(۳۰)......فضائل الصحابۃ۔

(۳۱)......کتاب الاسرآء:......بعض نے کہا کہ اس کا نام الاسویٰ ہے یا الاسواد ہے۔

(۳۲)......کتاب المبسوط فی نصوص الشافعی:......حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ یہ بیس جلدوں میں ہے۔اور علامہ سبکی نے اس کا ذکر طبقات الشافعیہ میں کیا ہے۔

(۳۳)......مناقب احمد بن حنبل:......تاحال غائب ہے۔

(۳۴)......معرفۃ علوم حدیث

(۳۵)......جامع ابواب وجوہ قرأۃ القرآن۔

(۳۶)......جامع ابواب قرأۃ فی الصلوٰۃ علی الامام والماموم۔

(۳۷)......ینابیع الاصول:......اس کے بارے راجح یہ ہے کہ یہ بیہقی کی تصنیف نہیں ہے۔ (کما قال محمد سعید یسیوئیؒ زغلول)

(۳۸)......ترتیب الصلوٰۃ

(۳۰)......شعب الایمان للبیہقی:......جس کا پورا نام الجامع لشعب الایمان ہے۔یہ زیر نظر کتاب ہے آنے والے صفحہ پر اس کی تفصیل درج ہے۔

امام بیہقی کی ان مذکورہ کتب کے علاوہ بھی تصانیف ہیں مگر وہ صرف ذکر کی حد تک ہیں ہمارے ہاتھوں تک تاحال نہیں پہنچی ہیں۔اگر ہم یہاں اس بارے میں جلال الدین سیوطی کا وہ قول درج کردیں جو انہوں نے طبقات الحفاظ میں کہا ہے۔تو میرے خیال میں قارئین کی تشفی کا باعث ہوگا۔وہ لکھتے ہیں کہ امام بیہقی کی تصانیف ایک ہزار کے قریب ہیں۔

وفات:

حافظ بیہقی کی وفات جمادی الاولیٰ ۴۵۸ میں ہوئی نیساپور میں، در بستی بیہق میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ تیری قبر پر اپنی رحمت کی شبنم افشانی کرے۔

الراقم ابوالارشد محمد اسماعیل الجارود عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبه نستعین

سند وخطبہ خطاب

الحمدللہ رب العلمین، وصلاته وسلامه علی سید نا محمد، وعلی اله وصحبه اجمعین صلاة دائمة الی یوم الدین

ہمیں خبر دی ہے۔ شیخ امام، عالم، حافظ، ثقہ، ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین شافعی رضی اللہ عنہ بایں طور کہ انہوں نے اس کو پڑھا اور میں نے سنا، بروز اتوار، آٹھ جمادی اولیٰ سنہ ۵۷۱ھ شہر دمشق میں۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ (شیخ علی بن حسن نے فرمایا کہ) ہم سے بات بیان کی شیخ ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد شحامی نے بایں صورت کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا نیسا پور میں (شیخ زاہر بن طاہر نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی شیخ امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی حافظ نے رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی امام حافظ ابو محمد قاسم بن حافظ ابوالقاسم علی بن حسین شافعی نے، بایں صورت کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا۔ (ابو محمد القاسم نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی فقیہ ابوعبداللہ محمد بن فضل فراوی (۵۳۰ھ) نے اور ابوقاسم زاہر بن طاہر شحامی (۵۳۳ھ) نے اور مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور ابوالحسن علی بن سلیمان مرادی نے ان کو زاہر نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے، شیخ امام حافظ، شیخ السنۃ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی حافظ رحمہ اللہ نے (شیخ احمد بن حسین بیہقی نے بطور خطبہ کے فرمایا)

الحمدللہ الواحد، القدیم، الماجد، العظیم، الواسع، العلیم، الذی خلق الانسان فی احسن تقویم، وعلمه افضل تعلیم، وکرمه علی کثیر من خلق ابین تکریم.

احمده واستعینه واعوذبه من الذلل، واستهدیه لصالح القول والعمل، واساله ان یصلی علی النبی المصطفیٰ، الرسول الکریم المجتبیٰ محمد خاتم النبیین وسید المرسلین، وعلی اله الطبین الطّاهرین وسلم کثیرا اما بعد!

تمام تعریفیں اللہ واحد، قدیم، صاحب مجد، صاحب عظمت، صاحب وسعت، صاحب علم کے لئے جس نے انسان کو خوبصورت ترین شکل وصورت پر بنایا، اور اسے سب سے زیادہ فضیلت والا علم عطا کیا، اور اسے اپنی زیادہ تر مخلوقات پر عزت وشرف بخشا، اور واضح ترین تکریم سے نوازا۔ میں صرف اسی ذات والا کی حمد وشکر ادا کرتا ہوں، اور میں صرف اور صرف اسی سے مدد مانگتا ہوں، اور پھسلنے بہکنے سے صرف اسی کے ساتھ پناہ لیتا ہوں، اور سچے قول اور سچے عمل کے لئے صرف اسی سے ہدایت ورہنمائی مانگتا ہوں۔

اور میں صرف اسی سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ نبی مصطفیٰ، رسول کریم مجتبیٰ پر رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سید المرسلین پر اور ان کی آل طیبین طاہرین پر اور سلام کثیر نازل فرمائے۔

بہر حال حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد، عرض ہے کہ بے شک اللہ کریم نے، جس کی تعریف بہت بڑی ہے جس کے نام مقدس ہیں، محض اپنے فضل وکرم کے ساتھ مجھے کچھ ایسی کتب تصنیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اہم ترین احادیث رسول پر مشتمل ہیں، جو دین کے اصول وفروع میں سے ہیں (جن سے دین کے اصول وفروع اخذ کئے جاتے ہیں) اس عظیم کام کی توفیق عطاء ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بے انتہا ولاتعداد بار شکر ہے۔

ان کی تصنیف کے بعد میں نے ایسی کتاب تصنیف کرنا چاہی جو دین کے اصول اور فروع دونوں کی جامع ہو۔ اور اس بارے میں جو آیات اور احادیث اور نصوص آئی ہیں ان پر مشتمل ہو۔ اور دین کے اصول وفروع کو احسن طریقہ سے قائم کرنے کے طرق پر مشتمل ہو، اس لئے کہ اس میں ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ مجھ سے قبل۔ حاکم ابو عبداللہ حسین بن حسن حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، اسی نصوص اور احادیث کو اپنی تصنیف۔ "کتاب المنہاج المصنف فی بیان شعب الایمان" میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے فرائض، اس کی سنتیں اور اس کے مستحبات۔ اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں۔ (شیخ نے) اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ حلیمی کی ترتیب کی اقتدا کی ہے۔ اور میں نے شیخ کے کلام میں سے صرف اسی قدر حصہ (متعلقہ مقامات پر) نقل کیا ہے، جس کے ساتھ ہر باب کا مقصود واضح ہو جاتا ہے۔ مگر (دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی اس تصنیف میں احادیث کے صرف متن، ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اور اسناد کو مکمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔

جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر اسناد کو لانے کی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے۔ اور جن اخبار اور حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں گمان غالب نہیں ہوا ان پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حدث بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين.

جو شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔

اور ہم نے امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کو سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے امام زہری نے ایک حدیث بیان کی تو میں نے ان سے کہا آپ اس کو سند کے بغیر لائیے۔ تو امام زہری نے فرمایا:

اترقى السطح بلا سلم

کیا آپ چھت پر سیڑھی کے بغیر چڑھ جائیں گے۔

میں نے اس حدیث کی سند کو اور اس حکایت کو اپنی کتاب۔ "المدخل" میں ذکر کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل کتب میں بھی لایا ہوں۔

❶......کتاب الایمان۔
❷......کتاب الاسماء والصفات۔
❸......کتاب القدر۔
❹......کتاب الرؤیۃ۔
❺......کتاب دلائل النبوۃ۔
❻......کتاب البعث والنشور۔
❼......کتاب عذاب القبر۔
❽......کتاب الدعوات میں۔

اس کے بعد ان کتب میں جو سنن میں مخرّج ہے ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کی مختصر، کی ترتیب پر۔ وہ اخبار اور آثار جن کی ضرورت واقع ہوئی ہے ہر باب میں اور اس زیر نظر کتاب میں، میں نے ان اخبار و آثار کے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے جن کے ساتھ بعض مراد واضح ہو جائے۔ اور باقی کو میں نے طوالت اور اکتاہٹ کے خوف کے پیش نظر ان مذکورہ کتب کے حوالے کر دیا ہے اور ان پر چھوڑ دیا ہے، لہذا میں اس کتاب کی تصنیف میں اور اپنے دیگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں، صرف اسی کی استعانت جس کی مدد کے بغیر نہ تو کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی نیکی کر سکتا ہے۔ ہاں صرف اور صرف اللہ علی العظیم کی مہربانی کے ساتھ۔

ترجمہ شعب الایمان ...... جلداول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب :...... ذکر الحدیث

اس حدیث کا ذکر جو ایمان کے شعبہ کے بارے میں آئی ہے۔

ا...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ محمد بن حمد و یہ حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے (انہوں نے فرمایا) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے (وہ فرماتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ابوعمرو احمد بن مبارک مستملی نے اور ابوسعید محمد بن شاذان صم نے (وہ دونوں) فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوقدامہ عبیداللہ بن سعید نے (وہ فرماتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ابوعامر عقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الایمان بضع وستون شعبة والحیاء شعبة من الایمان

''ایمان کے ساٹھ سے کچھ زائد شعبے ہیں اور حیا کرنا بھی ایمان کا شعبہ ہے۔''

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اس کو عبداللہ بن محمد مسندی سے انہوں نے ابوعامر سے روایت کیا ہے اور ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نے اس کو عبیداللہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

---

(۱) ......الحافظ هو الحاكم (ت ۴۰۵)(سیر ۱۷/۱۶۲)، ومحمد بن يعقوب هو ابن الأخرم (ت ۳۴۴) (سیر ۱۵/۴۶۶)، والمستملی (ت ۲۸۴) سیر (۱۳/۳۷۳)، وابوصالح هو ذكوان المذنی أبو صالح السمان، وأبو عامر : عبدالله بن عمرو العقدی.

والحديث أخرجه البخاری (۱/۵۱ افتح)، مسلم (الایمان ۵۷)، النسائی (۸/۱۱۰) من طريق سليمان بن بلال عن عبدالله بن دينار عن ابی صالح به بلفظ.

''الایمان بضع وستون شعبة، والحیاء شعبة من الایمان''

واخرجه من طريق سليمان:

ابن منده فی الایمان (۱۴۴) بلفظ

''الایمان بضع و سبعون والباقی سواء''

واخرجه مسلم الايمان ۵۸ وابن منده فی اليمان (۱۴۷) من طريق سهيل بن ابی صالح عن عبدالله بن دينار به بلفظ : الايمان بضع و سبعون اوبضع وستون شعبة فافضلها قول لااله الاالله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان

واخرجه من طريق سهيل:

النسائی (۸/۱۱۰)، وابن البرقی التمهيد (۹/۲۳۵) بلفظ :

الايمان بصع وسبعون شعبة افضلها لااله الاالله واوضعها امامة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان

واخرجه كذالک من طريق سهيل

الترمذی (۲۶۱۴) قال (حسن صحيح)، وابن ماجة (۵۷) بلفظ :

الايمان بضع وستون. أو : سبعون. بابا أدناها اماطة الاذى عن الطريق، وارفعها قول : لااله الاالله، والحياء شعبة من الايمان.

واخرجه احمد (۲/ ۴۴۵) دون قوله 'والحیاء شعبة من الایمان" واخرجه من طریق سهیل ابوداود (۴۶۷۶) بلفظ:
والایمان بضع و سبعون، افضلها قول لااله الاالله. وادناها اماطة العظم عن الطریق، والحیاء، شعبة من الایمان.
واخرجه من طریق سهیل:
الآجری فی الشریعة (ص ۱۱۱) بلفظ:
"ان الایمان بضع و ستون. أو: بضع و سبعون. شعبة أفضلها لااله الاالله وأدناها إمامة الاذی عن الطریق، والحیاء شعبة من الایمان"
واخرجه عبدالرزاق (۲۰۱۰۵):
عن معمر عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه، عن ابی هریرة بلفظ.
"الایمان بضعة وسبعون. اوقال: بضعة وستون: باباً أفضلها شهادة ان لااله الاالله، واصغرها اماطة الذی عن الطریق، والحیاء شعبة من الایمان"
واخرجه الشجری (۱/۱۸):
من طریق ابن عجلان، عن عبدالله بن دینار عن ابی صالح، عن ابی هریرة بلفظ:
"الایمان ستون او: سبعون شعبة، اعلاها شهادة ان لااله الاالله، وادناها، اماطة الاذی عن الطریق، والحیاء شعبة من الایمان"
واخرجه الترمذی (۲۶۱۴):
من طریق عمارة بن غزیة بن ابی صالح عن ابی هریرة بلفظ:
"الایمان أربعة وستون باباً"
واخرجه من طریق عمارة: احمد (۲/۳۷۹)
"الایمان اربعة وستون بابا، ارفعها واعلاها قول لااله الاالله وادناها اماطة الاذی عن الطریق"
وقال ابن منده فی کتاب الایمان (۱۴۴) بعد ان رواه من طریق ابی عامر العقدی عن سلیمان بن بلال عن عبدالله بن دینار عن ابی صالح به.
قال: (هذا حدیث مجمع علی صحته من حدیث ابی عامر، وروی هذا الحدیث عن عبدالله بن دینار:
ابنه عبدالرحمن ویزید بن عبدالله بن الهاد و محمد بن عجلان و سهیل بن ابی صالح)
وقال الحافظ فی فتح الباری (۱/۵۱)
لم تختلف الطرق عن ابی عامر شیخ (البخاری) فی ذلک وتابعه یحیی الحمانی عن سلیمان بن بلال.
واخرجه ابوعوانة من طریق بشر بن عمرو عن سلیمان بن بلال فقال بضع وستون، اوبضع وسبعون.
وکذا وقع التردد فی روایة مسلم من طریق سهیل بن ابی صالح، عن عبدالله بن دینار.
ورواه اصحاب السنن الثلاثة من طریقه فقالو:
بضع وسبعون من غیر شک ولابی عوانة فی صحیحه من طریق:
"ست و سبعون اوسبع وسبعون"
ورجح البیهقی روایة البخاری لأن سلیمان لم یشک وفیه نظر، لما ذکرنا من روایة بشر بن عمرو عنه فتردد ایضا.
لکن یرجح بانه المتیقن وما عداه مشکوک فیه.
اما روایة الترمذی بلفظ "اربع وستون" فمعلولة، وعلی صحتها لاتخالف روایة البخاری.
وترجیح روایة "بضع وسبعون لکونها زیادة ثقة کما ذکره الحلیمی ثم عیاض لایستقیم إذ ان الذی زادها لم یستمر علی الجزم بها لاسیما مع اتحاد المخرج.
وقد رجع ابن الصلاح الاقل لکونه المتیقن اهـ.

۲:......ہمیں خبر دی ابوصالح عنبری بن طیب بن محمد عنبری، یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے نے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی تھی میرے دادا نے اور انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے اور عمرو بن زرارہ کلابی نے وہ دونوں فرماتے ہیں خبر دی جریر نے سہیل بن ابوصالح سے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایمان کے ساٹھ یا ستر شاخوں کا ذکر

الایمان بضع وستون اوسبعون شعبة فارفعها قول لااله الااللّٰه وأدناها اماطة الا ذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان

ایمان کی ساٹھ یا ستر شاخیں ہیں۔ سب سے برتر شاخ ان میں سے لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے، اور سب سے چھوٹی اور کم رتبہ شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے اور شرم وحیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں زہیر بن حرب سے بواسطہ جریر نقل کیا ہے۔

امام احمد کا فرمان

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساٹھ یا ستر کی تعداد والا شک سہیل بن ابی صالح سے واقع ہو رہے ہیں۔ جبکہ سلیمان بن بلال نے بضع و ستون، فرمایا ہے (یعنی ساٹھ سے کچھ زائد) اس نے شک ظاہر نہیں کیا اور حدیث کے اہل علم کے نزدیک اس کی روایات زیادہ صحیح ہے۔

علاوہ ازیں بعض راویون نے اس کو سہیل سے بھی بغیر شک کے نقل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بضع وسبعون افضلها قول لااله الااللّٰه وادنا ها اماطة الاذىٰ والعظم عن الطريق والحيآء شعبة عن الايمان

یعنی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ سب سے افضل، اعلیٰ وارفع اللہ تعالیٰ کی واحدنیت کا اقرار ہے اور سب سے کم مرتبہ شاخ راستہ سے ہڈی وغیرہ تکلیف دہ چیز راستہ سے ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعلی حسین بن محمد بن محمد بن علی رودباری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بیان کیا کہ ہمیں عمار بن سلمہ نے حدیث بیان کی کہ سہیل بن ابوصالح نے خبر دی ہے۔ پھر اس حدیث کو شک کے بغیر انہوں نے روایت کیا۔ یہ اضافی ہے۔ صاحب المنہاج نے اپنی کتاب میں صفت الایمان کے بیان کے بعد اس کی ستتر کی تقسیم میں اسی روایت کو لیا ہے۔ اور توفیق کا عنایت ہونا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

---

(۲)......العنبر بن الطيب بن محمد العنبرى ابوصالح لينظر ترجمة، ويحيى بن منصور القاضى ابومحمد (ت ۳۵۱) سير ۲۸/۱۶) واحمد بن سلمة بن عبدالله ابوالفضل البزاز (ت ۲۸/۱۶) (سير ۳۷۳/۱۳)، وجرير هو بن عبدالحميد، وسهيل هو ابن ذكوان ابى صالح، ابوصالح سبق فى رقم (۱)

والحديث اخرجه مسلم (ص ۶۳) عن زهير بن حرب عن جرير به

(۱) الامام احمد هو الحافظ البيهقى

(۳)...... ابوعلى الحسين بن محمد بن محمد بن على الروذبارى (ت ۴۰۳) (تذكرة الحفاظ ۱۰۷۸/۳)، ابوبكر محمدبن بكر هو ابن عبدالرزاق بن داسة التمار (ت ۳۴۶) سير ۵۳۸/۱۵) وابوداؤد هو سليمان بن الاشعث السجستانى صاحب السنن.

والحديث اخرجه ابوداوٗد (۴۶۷۶)

باب:......ایمان کی حقیقت کے بیان میں

ابو عبداللہ حلیمی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کہ ایمان امن سے بنا ہے اور امن خوف کے بالمقابل چیز ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فان خفتم فرجالاً اور کبانا فاذا امنتم فاذکروا اللہ. الخ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳۹)

(میدان جنگ میں) اگر تم خوف محسوس کرو تو تم نماز پیدل چلتے چلتے یا سواری پر پڑھ لو پھر جب تم امن میں آ جاؤ تو اللہ کی یاد کرو۔ الخ۔

(نوٹ)...... یہاں پر اللہ تعالیٰ نے امن کو خوف کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ امن خوف کی ضد اور مقابل چیز ہے۔ جبکہ ایمان امن سے بنا ہے۔

ایمان کی حقیقت اور اس کے اطلاق کے وقت اس سے مطلوب و مقصود وہی تصدیق و تحقیق ہوتی ہے۔ اس لئے کہ خبر وہ قول ہوتا ہے جس کو صدق اور کذب شامل ہوتا ہے اور امر ہو یا نہی دونوں ایسا قول ہوتے ہیں جس میں کہ اس کے قائل کی طاعت یا نافرمانی کی جاتی ہے۔ جو شخص کوئی خبر سنتا ہے وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا کہ فی نفسہ یہ جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ یقین کر لیتا ہے۔ یہی خبر حق اور سچ ہے۔ گویا کہ وہ شخص جو کچھ سنتا ہے اور اس کا یقین وعقیدہ رکھ لیتا ہے، یہ عقیدہ رکھ کر گویا وہ فی نفسہ امن میں آ جاتا ہے۔ اس بات سے کہ وہ خبر جھوٹ ہو یا اس میں کچھ غلط ہو، اور جو شخص امر یا نہی کو سنتا ہے اور اس کی اطاعت کا اعتقاد قائم کر لیتا ہے۔ گویا کہ وہ بھی جو کچھ سنتا ہے سن کر طاعت کا یقین پیدا کر کے فی نفسہ امن میں واقع ہو جاتا ہے۔ اس بات سے کہ مظلوم ہو یا مذاق کیا گیا ہو یا وہ امر نہی اس پر محمول ہو جس کا قبول کرنا اور اطاعت و تابعداری اس پر لازم نہ ہو جو شخص اس کا قائل ہوا ہے اس نے قائل کے اس قول کو امنت بکذا اور امنت نفسی کو بمنزلہ اس قول کے وطنت نفسی یا حملت نفسی علی کذایا ان کا لفظ نفس کو ترک کرنا، امنت میں کثرت استعمال کی وجہ سے اختصار کے لئے ہو۔ جیسا کہ یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ بسم اللہ اس معنی میں کہ میں نے شروع کر لیا یا اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں۔

ابو عبداللہ حلیمی نے کہا۔ اس میں ایک وجہ اور بھی ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ امنت کا معنی ہے کہ میں نے اپنے خبر دینے والے کو امان دی یا اپنے دعوت دینے والے کو امان دی ہے (کس بات سے) تکذیب سے اور مخالفت سے، اس وجہ سے کہ میں نے اس کے لئے تصدیق اور موافقت کی تصریح کر دی ہے۔

پھر ایمان جس سے مراد تصدیق ہو، جس کی طرف بھی مضاف ہو صلہ کے بغیر متعدی نہیں کیا جاتا اور یہ صلہ کبھی "با" ہوتی ہے۔ کبھی لام ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں دونوں کی استعمال موجود ہے۔

ایمان باللہ — اللہ عزوجل کے ساتھ ایمان۔

اللہ کے وجود کا اقرار و اثبات ہے۔

ایمان للہ — اللہ تعالیٰ کے لئے ایمان۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کرنا اور اس کی طاعت کرنا۔

اسی طرح:

ایمان بالنبی — نبی کریم کے ساتھ ایمان۔

آپ کی نبوت کا اقرار و اثبات ہے۔

ایمان للنبی نبی کریم کے لئے ایمان۔

آپ کی اتباع کرنا، آپ کی موافقت کرنا اور اپ کی طاعت بجالانا ہے۔

پھر وہ تصدیق جو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا معنی ومقصود ہے، اس کے اقسام میں ایک وہ تصدیق ہے جو مخفی اور چھپی ہوئی ہو وہ قلب میں واقع ہوتی ہے۔ اسی کا نام اعتقاد رکھا جاتا ہے اور دوسری وہ تصدیق ہوتی ہے جو واضح اور ظاہر ہو وہ زبان پر واقع ہوتی ہے۔ اسی کا نام اقرار ہے۔ اسی کا نام شہادت ہے "ایمان جلی" اسی طرح ایمان للّٰہ اور ایمان لرّسول بھی منقسم ہوتا ہے۔ جلی اور خفی کی طرف۔ خفی اس میں سے نیات ہیں اور عزائم ہیں جن کے بغیر عبادت جائز نہیں ہوتی اور واجب چیز کا عقیدہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح مباح کا عقیدہ مباح۔ رخصت کا عقیدہ رخصت اور ممنوع کا عقیدہ ممنوع، عبادت کا عقیدہ عبادت اور حد کا عقیدہ حد (کی طرح لازم)

ایمان جلی

ایمان جلی وہ ہے جو اعضاء اور جوارح سے سرانجام پاتا ہے۔ ظاہری طور پر قائم کرنا اور وہ متعدد امور ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں:

طہارت (وضو)

صلوٰۃ (نماز)

زکوٰۃ (زکوٰۃ)

صیام (روزہ)

حج وعمرہ

جہاد فی سبیل اللہ (اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا)

ان کے علاوہ بھی کئی امور ہیں جنہیں ہم اپنے اپنے مقام پر ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ سب کچھ ایمان ہیں اور اسلام ہیں اور اللہ ورسول کی طاعت میں مگر یہ ایمان لِلّٰہ بایں معنی میں کہ اس کی عبادت ہیں۔ اور ایمان للرسول بایں معنی ہیں کہ یہ تمام امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول ہیں۔ ان کی عبادت نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں ہے۔

ایمان باللہ اور ایمان بالرسول (ایمان کا) اصل ہے۔ یہی وہ (چیز ہے جو انسان کو) کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتی ہے اور ایمان للّٰہ و ایمان لرّسول اس کی فرع وشاخ ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے مکمل ہونے سے ایمان مکمل ہوتا ہے اور جس کے ادھورا ہونے سے ایمان ناقص و ادھورا رہتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اصل ایمان جب حاصل ہو جائے پھر اس کے پیچھے طاعت کا اضافہ بھی ہو جائے تو ایمان سابق زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے سابق ایمان ایسا ہے جس کے ساتھ مزید ایمان مل گیا ہے جس کو وہ تقاضا کرتا تھا پھر جب اس طاعت کے ساتھ دوسری طاعت بھی شامل ہو جائے تو پہلا ایمان جو کہ اصل تھا وزیادہ ہو جاتا ہے اور وہ طاعت جو اس کے بعد آتی ہے وہ بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایمان کے تمام شعبے اور شاخیں مکمل ہو جاتی ہیں۔

ابو عبداللہ حلیمی نے فرمایا کہ:

ایمان کا ناقص ونامکمل ہونا یہ ہے اصل ایمان۔ اپنی بعض فروعات اور بعض شاخوں سے الگ اور خالی ہو جائے یا اصل ایمان اور اس کی بعض

فروعات ان باقی امور اور فروعات سے الگ اور خالی ہو جائیں۔ جس پر خطاب الٰہی اور مکلّف بنانا مشتمل ہے۔ اس لئے کہ نقصان اور کمی زیادہ ہونے کے بعد کی چیز ہے۔ جب کسی ایسے انسان سے یہ کہا جائے جو ایمان لایا ہے اور نماز بھی پڑھی ہے کہ اس کا ایمان زیادہ ہو گیا ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ بندہ جو ایمان لایا ہے اور اس پر نماز بھی فرض ہو گئی ہے۔ مگر اس نے نماز پڑھی نہیں اسے یہ کہا جائے کہ وہ ناقص ایمان ہے اور وہ اس پر قادر ہونے کے باوجود اسے ترک کر کے فاسق اور گناہگار ہو گیا ہے۔ اسی اصول پر ہیں تمام ارکان اسلام)

لیکن وہ کام جو انسان بطور نفل کے انجام دیتا ہے جو کہ اس کے ذمے لازم نہیں ہیں بایں معنی کہ تصدیق عقیدہ اور اقرار باللسان عملاً اس میں موجود ہیں تو اس کے اس عمل سے بھی ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو نفلی امور کو ترک کر دیتا ہے اس کے مقابلے میں جو ترک نہیں کرتا یہ درست بات ہے کہ اس کو بھی نقصان کا نام دیا جائے گا مگر اس نفلی عمل کے تارک کے لئے عصیان اور گناہ لازم نہیں آئے گا۔ یہی مطلب ہے حلیمی کے قول کا۔

حلیمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

جب ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ طاعات سب کی عین ایمان ہیں تو ہم یہ لازم نہیں کرتے کہ معاصی جو اہل ایمان سے واقع ہوتے ہیں وہ کفر بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر باللہ اور کفر بالرسول ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے مقابل چیز کا نام ہے۔ جب ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اللہ اور رسول کے اقرار اور اثبات کا نام ہے تو کفر اس کے مقابلہ میں ان کے انکار، نفی اور ان کی تکذیب کا نام ہوگا۔

رہے اعمال تو وہ اللہ اور رسول کے ساتھ اعمال کے وجود کے بعد ایمان لِلّٰہ اور ایمان لِرَّسول ہیں۔ اس سے مراد ہے طاعت مگر سابق اقرار کی شرط پر لہذا جو چیز اس کے مقابل ہوگی وہ مخالفت اور عصیان تو ہوگی لیکن کفر نہ ہوگی۔

کتاب الایمان میں، میں نے کئی احادیث اور اثار ذکر کئے ہیں جس سے ان تمام مذکورہ امور کی وضاحت ہوتی ہے اور میں اس کتاب میں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ان احادیث وآثار کے بعض طرق کی طرف اشارہ کروں گا۔

باب:......اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قولوا امنا باللّٰه وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم واسماعيل واسحاق. (بقرہ آیت ۱۳۶)

کہو ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف اتاری گئی (قرآن) اور جو کتاب ابراہیم اسماعیل اسحٰق کی طرف اتاری گئی۔

(روایت میں ایمان باللہ کا حکم ہے۔ مترجم)

تو اللہ نے مؤمنوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ یہ کہیں ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

اور ارشاد باری ہے:

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان فى قلوبكم (سورۃ الحجرات، آیت ۱۴)

یعنی دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں فرمادیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں تا حال ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قول جو عقیدہ سے عاری ہو وہ ایمان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا

تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کے جمع ہو جانے کی وجہ سے مؤمنین ہوتے۔ اور حدیث بھی اسی کی مثل دلالت کرتی ہے جسے قرآن دلالت کر رہا ہے۔

۴:......ہمیں خبر دی ہے ابومحمد جناح بن نذیر جناح قاضی کوفہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعمرو احمد بن حازم غفار نے کہ ہمیں خبر دی ہے یعلیٰ بن عبید نے اعمش سے انہوں نے ابوسفیان سے انہوں نے جابر سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولو الا اله الااللّٰہ فاذاقالوا ھا منعوادماء ھم و اموالھم الابحقھا وحسابھم علی اللہ عزوجل.

میں حکم دیا گیا ہوں کہ کافر و مشرک لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ سب لوگ اقرار کریں اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں جب لوگ یہ اقرار کریں وہ اپنے مال اور اپنے خون محفوظ کرلیں گے باقی ان کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں دوسرے طریقہ سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے کہ میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی رحمۃ اللہ علیہ خبر دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن عبدہ نے بیان کیا ہے کہ عبدالعزیز بن محمد نے علاء بن عبدالرحمٰن سے۔ اس نے اپنے والد سے اس نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لا اله اللّٰہ ویؤمنوابی فان شھدواان لا اله الاّللّٰہ وامنوا بی وبما جئت به فقل عصموا منی دماء ھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ.

میں حکم دیا گیا ہوں کہ کافر و مشرک لوگوں سے جہاد کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے ساتھ بھی ایمان لے آئیں اگر لوگ اللہ کی الوہیت اور وحدانیت کی گواہی دیں اور میرے ساتھ ایمان لائیں اور جو میں قرآن لایا ہوں اس پر ایمان لائیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون محفوظ کر لئے مگر ان کے حق کے ساتھ۔ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو احمد بن عبدہ سے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے عکرمہ بن عمار کی روایت ابوکثیر سے ابوہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اذھب فمن لقیت یشھدان لا اله الا اللہ مستیقنا بھا قلبه فبشره با لجنة.

ابوہریرہ تو جا جو شخص تجھے ایسا ہے جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہوں اور اس شہادت کے ساتھ اس کا دل مطمئن ہو اسے جنت کی بشارت دے دے۔

۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے کہ خبر دی ہے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے کہ ہمیں بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ قاضی نے کہ ہم سے

---

(۴)...... أبومحمد جناح بن نذير بن جناح (الإكمال لابن ماكولا بالحاشية ۲/۱۷۷)، أبوجعفر محمد بن علی بن دحیم الشيبانی (ت ۳۵۱) (سير ۱۶/۳۶)، أحمد بن حازم بن أبی غرزة الغفاری أبوعمرو (ت ۲۷۶) (سير ۱۳/۲۳۹)

والأعمش هو سليمان بن مهران، و أبوسفيان هو الأسدی.

والحديث أخرجه مسلم (ص ۵۲) عن أبی بكر بن أبی شيبة عن حفص بن غياث عن الأعمش مرفوعاً

(۵)......العلاء بن عبدالرحمن هو ابن يعقوب الجهنی.

بیان کیا حذیفہ نے کہ ہم سے بیان کیا عکرمہ بن عمار نے اپنی سند کے ساتھ اسی مذکورہ حدیث کا معنی ومطلب۔

۷:......خبر دی ہے ہمیں ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابوحامد احمد بن محمد بن یحییٰ نے کہ ہمیں بیان کیا ہے علی بن حسن بن ابی عیسیٰ دار بجردی نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عرعرہ بن یزید نے کہ بیان کیا ہم سے شعبہ نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من مات وهو يشهد ان لااله الاالله وان محمد رسول الله صادق من قلبه دخل الجنة

جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ وہ لاالہ الا اللہ کی شہادت دیتا تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے اور سچے دل سے دیتا ہے جنت میں داخل ہوگیا۔

ہم نے اسی معنی روایت کی ہے عتبان بن مالک سے اور رفاعہ بن عرابہ سے اور ان دونوں کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۸:......خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ ہمیں خبر دی ہے عباس بن فضل سے اسفاطی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا فضیل بن عیاض نے ہشام سے انہوں نے حسن سے انہوں نے اپنے

---

(٦)......أبو الحسين محمد بن أحمد بن تميم القنطرى (ت ٣٤٨) (تاريخ بغداد ١/٢٨٣)، أحمد بن محمد بن عيسىٰ القاضى (ت ٣٤٨) (تاريخ بغداد ١/٢٨٣)، أحمد بن محمد بن عيسى القاضى (ت ٢٨٠) (سير ١٣/٤٠٧)

وأبو كثير هو يزيد بن عبدالرحمن السحيمى، وأبوحذيفة هو موسى بن مسعود النهدى.

والحديث أخرجه مسلم (ص ٥٩) عن زهير بن حرب بن عمر بن يونس الحنفى عن عكرمة بن عمار بن عن أبى كثير به مرفوعاً ولفظه.

"يا أباهريرة. وأعطانى نعليه قال. اذهب بنعلى هاتين فمن لقيت من وراء هذا الحائط يشهد أن لاإله إلاالله مستيقنا بها قلبه فبشره بالجنة

(٧)...... أبوطاهر محمد بن عثمان الفقيه المشتبه (ص ٣٤٨)، وأبوحامد أحمد بن محمد بن يحيى (ت ٣٣٠) (سير ١٥/٢٨٤)، ومحمد بن عرعرة بن البرند (ت ٢١٣) تقريب.

والحديث أخرجه النسائى فى عمل اليوم والليلة كما بالتحفة ٣٩٨/٨ (١٣٠٩) عن عمرو بن على عن غندر عن شعبة عن قتادة به.

ورواه عن عمرو بن على عن يزيد بن زريع عن سليمان التيمى قال: حدثنا أنس به.

ورواه أبوحمزة. جار شعبة. عن أنس مرفوعاً ولم يذكر معاذاً فى إسناد كما بالتحفة (٩٨٤). وقوله (وروينا فى هذا المعنى عن عتبان بن مالك......) (الخ).

رواه البيهقى فى السنن الكبرى (١٠/١٢٤) ورواه ابن المبارك فى الزهد (ص ٣٢٣) ورواه البخارى فى أبواب التهجد بطوله)

قوله ورفاعة بن عرابة

رواه ابن ماجة فى السنن (٤٢٨٥) عن أبى بكر بن أبى شيبة عن محمد بن مصعب عن الأوزاعى عن يحيى بن أبى كثير عن هلال بن أبى ميمونة عن عطاء بن يسار عن رفاعة الجهنى مرفوعاً بلفظ. والذى نفس محمد بيده مامن عبد يؤمن ثم يسدد إلا سلك به فى الجنة وأرجو ألا يدخلوها حتى تبوء وا أنتم...... الحديث.

وقال فى الزوائد

فى إسناده محمد بن مصعب قال فيه صالح بن محمد البغدادى: ضعيف فى الأوزاعى وعامة أحاديثه عن الأوزاعى مقلوبة لكن لم ينفرد به وقد رواه النسائى فى عمل اليوم والليلة عن يحيى بن حمزة عن الأوزاعى اهـ.

قلت ورواه ابن المبارك فى الزهد (ص ٣٢٢)، وأحمد (١٦/٤)

وقال الهيثمى (١/٢٠) رجاله وأخرجه الطبرانى فى الكبير (٤٣/٥) ومن طريقة المزى فى تهذيب الكمال (ص ٤١٥)

بعض اصحاب سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لایستقیم ایمان عبد حتی یستقیم قلبه و لایستقم قلبة حتی یستقیم لسانه

کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو جائے اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو جائے۔

۹:......خبر دی ہے ہمیں ابونصر بن قتادہ نے کہ ابوعمرو بن مطر نے ہمیں بیان کیا کہ خشنام بن بشر بن عنبر نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن منذر الحزامی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابوضحرہ انس بن عیاض نے وہ کہتے ہیں مجھے بیان کیا ہے عبداللہ بن یرفاء نے عبدالرحمن بن فروخ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

من شهدا ن لااله الاالله و ان محمدا رسول الله فذل بهالسانه و اطمأن بها قلبه لم تطعمه النار .

جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے اور در آن حالیکہ اس کی زبانی،
اسی کی اقراری ہے اور دل اس کا اسی کے ساتھ مطمئن ہے اسے آگ نہیں کھائے گی۔

۱۰:......ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن احمد بن دلو یہ کے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے احمد بن حفص بن عبداللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں۔ مجھے ابراہیم بن طہمان عمرو بن سعید نے، انہوں نے مجاہد سے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بابت فرماتے ہیں:

الا من شهدبا لحق وهم يعلمون (زخرف آیت ۸۶)

مگر جو شخص حق کی شہادت دے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

فرمایا حق کی شہادت دی اس حال میں کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ اس کا رب ہے۔

---

(۸)......العباس بن الفضل الأسفاطي (اللباب ۱/۵۴)، وأحمد هو ابن عبدالله بن يونس، وهشام هو ابن حسان.

والحديث أخرجه أحمد ۱۹۸/۳ من طريق علي بن مسعدة عن قتادة عن انس مرفوعاً.

☆......مجمع الزوائد ۵۳/۱ رواه أحمد وفي إسناده علي بن مسعدة وثقه جماعة وضعفه آخرون.

☆......وانظر الترغيب ۳۵۳/۳. الاتحاف ۴۵۱/۷

☆......ابن عدى ۱۹۲۶/۵. الشجرى ۳۶/۱

(۹)......أبونصر بن قتادة هو عمر بن عبدالعزيز بن عمر بن قتادة، وأبوعمرو بن مطر هو محمد بن جعفر بن مطر النيسابوري ت (۳۶۰) (سير ۱۶/۱۶۲) ولينظر ترجمة خشنام بن بشير بن العنبر، وعبدالله بن يرفا (تخ ۲۳۵/۵)، وعبدالرحمن بن فروخ (تخ ۳۳۷/۵)

والحديث في جمع الجوامع ۷۸۹/۱ من حديث أبي قتادة رضي الله عنه وعزاه السيوطي رحمه الله لسمويه وابن مردويه والطبراني في الكبير والخطيب في المتفق والمتفرق.

(۱۰)......حمزة بن عبدالعزيز المهلبي أبويعلى (ت ۴۰۶) (سير ۲۶۴/۱۷)، أبوبكر محمد بن أحمد بن بالويه (سير ۴۱۹/۱۵) وسليمان هو ابن مهران الأعمش وعمر بن سعيد هو ابن مسروق الثوري ووالد أحمد هو حفص بن عبدالله بن راشد السلمي النيسابوري.

والحديث عزاه السيوطي في الدر ۲۴/۶ للمصنف في الشعب فقط

باب:......اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں

اہل ایمان کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون. الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون. اولئک ھم المؤمنون حقاً. (سورۃ انفال آیت ۲-۴)

اہل ایمان تو وہی ہیں کہ اللہ کا نام ذکر کیا جائے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جس وقت ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں وہی نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں وہ لوگ سچے مومن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ خبر دی ہے کہ اہل ایمان وہی ہیں جو ان مذکورہ تمام اعمال کو اپنے اندر جمع کر چکے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعمال مجموعہ ایمان میں سے ہیں۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ جب تمہارے سامنے یہ بات ثابت ہو چکی کہ اس آیت مذکورہ کے اوصاف سے متصف لوگ اس آیت میں سچے مومن ہونے کا لقب حاصل کر چکے ہیں، تو یہ ان اعمال کے اس مرتبہ و مقام کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو متصف فرمایا ہے۔ یہ صرف اور محض اعمال عبادت ہی نہیں (بلکہ وہ مقام رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ بھی ایمان میں شامل ہیں۔)

یہ بات درست ہے کہ ان اعمال کے ذکر کرنے سے مراد یہی اعمال اور وہ فرض یا نفل اعمال ہیں جو اسی مفہوم میں آتے ہیں۔ تو گویا لفظ ''الصلوٰۃ'' ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً اعضا اور جوارح سے قائم کئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنا ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً مال کے ذریعہ سے قائم کئے اور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح دل کا ڈر جانا۔ ہر اعتبار سے استقامت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

لہٰذا طاعات قائم کرنا اور معاصی سے رک جانا سب (اسی خوف خدا) میں داخل ہیں۔

حلیمی نے فرمایا۔ مذکورہ آیت ہر اس شخص کی تعریف میں وارد ہوئی ہے جس کا دل اللہ سے ڈر جاتا ہے۔ جب کہ اللہ کی نافرمانی اور اللہ کے احکام کی مخالفت خوف خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اسی طرح ہر اس شخص کی تعریف میں آئی ہے جس کے سامنے تلاوت کی جائے تو اس کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہے۔

لہٰذا فرائض میں کوتاہی کرنا اور واجبات میں سستی کرنا کسی طرح بھی ایمان میں زیادتی اور اضافہ کا ذریعہ نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ سچے مؤمن نہیں ہیں لازمی بات ہے کہ وہ ناقص الایمان ہیں۔ اور آیت مذکورہ کے مفہوم سے خارج ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان (الحجرات آیت ۷)

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہاری طرف محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا ہے اور کفر کو اور فسق و فجور کو تمہاری طرف ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دو چیزوں میں تقابل کیا ہے ایک وہ جس کو اس نے ہمارے لئے پسندیدہ اور محبوب بنایا ہے اور دوسری وہ جس کو ہمارے لئے مکروہ اور ناپسندہ کر دیا ہے (غور کیجئے) کہ ایمان کو علیحدہ ذکر کیا ہے محبوب چیز میں اور اس کے مقابل کفر کو اور نافرمانیوں ناپسندیدہ چیزوں میں کر دیا ہے۔ (تو اس صورت میں) یہ آیت اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ ایمان کی متضاد و مخالف دو چیزیں ہیں (ایک کفر دوسرے گناہ)۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز فسوق اور نافرمانیوں کی متضاد اور مخالف ہے یعنی طاعت وہ ایمان ہے۔

گویا طاعات ایمان نہ ہوتیں تو فسق و فجور ترک ایمان نہ ہوتیں۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے فسوق اور عصیان کے درمیان (حرف عطف واو) کا فاصلہ فرمایا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معاصی میں سے بعض وہ ہیں جن کی وجہ سے انسان فاسق نہیں بنتا بلکہ ان میں سے وہ معاصی جو کبیرہ گناہ ہیں ان کے ارتکاب سے فاسق بنتا ہے۔ یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے فاسق بنتا ہے۔

جب کہ ان تمام امور سے اجتناب کرنا اور بچنا عین ایمان ہے۔ اور توفیق عنایت ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما کان اللہ لیضیع ایمانکم

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرتے۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد، تمہارا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ہے۔

(قولو یا اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے) تو ثابت ہوا کہ صلوٰۃ ایمان ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی (کہ نماز ایمان ہے) تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ہر طاعات ایمان ہے اس لئے صلوٰۃ اور دیگر طاعات میں کوئی فرق نہیں ہے۔

امام احمد البیہقی نے فرمایا۔

ہم اس حدیث میں نقل کر چکے ہیں جو ابو اسحٰق سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کے بارے میں ہے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سولہ یا سترہ مہینے آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ہونے لگی مگر وہ مسلمان جو تحویل قبلہ سے قبل فوت ہوگئے یا شہید کر دیئے گئے ان کا حکم معلوم نہیں تھا کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وما کان اللہ لیضع ایمانکم ان اللہ با لناس لرؤف الرحیم (البقرہ ۱۴۳)

اللہ تعالیٰ (ناانصاف) نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفیق اور مہربان ہے۔

فائدہ:......مگر احناف یہاں پر ایمان سے مراد ایمان، ہی لیتے ہیں نماز نہیں، یعنی نماز اور دیگر تمام اعمال تابع ہیں ایمان کے جب ایمان آپ کا محفوظ ہے تو اعمال یعنی نماز وغیرہ کیونکر ضائع ہو سکتے ہیں اعمال جب ضائع ہوں کہ ایمان ضائع ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ بلا وجہ ضائع نہیں فرماتے اگر ایسا کریں تو یہ ظلم ہوگا جب کہ اللہ جل سبحانہ، اس سے پاک ہے۔ (از مترجم)

۱۱:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو نصر الفقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید

دارمی نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔

نفیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحٰق نے پھر انہوں نے حدیث ذکر فرمائی ہے۔

بخاری مسلم نے اس روایت کو زہیر بن معاویہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کو ایمان قرار دیا ہے۔

۱۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے اور ابوبکر احمد بن محمد اشنانی نے وہ دونوں فرماتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابان بن یزید نے یحییٰ بن ابوکثیر سے زید بن سلام سے انہوں نے ابوسلام سے انہوں نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے:

الطهور شطر الايمان.

طہارت حاصل کرنا ایمان کا حصہ ہے یا صفائی نصف ایمان ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو صحیح مسلم میں ابان بن یزید عضاد کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

۱۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حسین بن عبداللہ بیہقی مسدیدی نے اس اصل کتاب سے جو میں نے خسروگرد کے ساتھ ان کے سامنے پڑھی تھی انہوں نے فرمایا خبر دی ہے ابواحمد بن محمد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ حمید بن زنجویہ نسوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوشیخ خرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ

---

(۱۱)......أبو النضر الفقيه هو محمد بن محمد بن يوسف الفقيه يأتى فى رقم (۲۳) وعثمان بن سعيد الدارمى (ت ۲۸۰) (سير ۱۳/۳۱۹)، وعثمان بن سعيد الدارمى (ت ۲۸۰) (سير ۱۳/۳۱۹)، وأبوإسحاق هو عمرو بن عبدالله السبيعى، وزهير هو ابن معاوية، والنفيلى هو عبدالله بن محمد بن على بن نفيل.

والحديث أخرجه البخارى (۱/۹۰) (۴۰) الفتح عن عمرو بن خالد عن زهير عن أبى إسحاق عن البراء به.

مسلم ص ۳۷۴ عن أبى بكر بن أبى شيبة عن أبى الأحوص عن أبى إسحاق به. ولم أجده فى مسلم من حديث زهير كما قال البيهقى رحمه الله.

(۱۲)...... أبوبكر أحمد بن محمد الأشنانى (ت ۴۱۶) (المنتخب من السياق)، أحمد بن محمد بن عبدوس الطرائفى (ت ۳۴۶) (سير ۱۵/۵۱۹) وأبوسلام هو ممطور الأسود.

والحديث أخرجه مسلم ص ۲۰۳ عن إسحاق بن منصور حدثنا حبان بن هلال حدثنا أبان حدثنا يحيى به مرفوعاً وقال النووى رحمه الله: هذا الإسناد مما تكلم فيه الدارقطنى وغيره فقالوا: سقط فيه رجل بين أبى سلام وأبى مالك والساقط عبدالرحمن بن غنم قالوا والدليل على سقوطه أن معاوية بن سلام رواه عن أخيه زيد بن سلام عن جده أبى سلام بن عبدالرحمن بن غنم عن أبى مالك الأشعرى وهكذا أخرجه النسائى وابن ماجة وغيرها.

ويمكن أن يجاب لمسلم عن هذا بأن الظاهر من حال مسلم أنه علم سماع أبى سلام لهذا الحديث من أبى مالك فيكون أبوسلام سمعه من أبى مالك وسمعه أيضاً من عبدالرحمن بن غنم عن أبى مالك فرواه مرة عنه ومرة عن عبدالرحمن وكيف كان فالمتن الصحيح لامطعن فيه.

(۱۳)......ينظر ترجمة (أبوعبدالله الحسين بن عبدالله البيهقى المسديدى أو السديورى أو السديرى، وأبوحامد أحمد بن محمد بن الحسين البيهقى، وداود بن الحسين (سير ۱۳/۵۷۹)، حميد بن زنجويه (ت ۲۳۷) (سير ۱۲/۲۹)، أبوشيخ الحرانى هو عبدالله بن مروان الحرانى الخراسانى (مجروحين ۲/۳۶، لسان ۳/۳۵۶)، ووالد معاوية هو سويد بن مقرن، وعمرو بن مرة هو ابن عبدالله الكوفى وليث هو ابى أبى سليم.

والحديث أخرجه الطيالسى (منحة المعبود) (۲۱۱۰) عن أبى داود عن جرير عن ليث عن عمرو بن مرة عن معاوية بن سويد بن مقرن عن البراء مرفوعاً

بن ایمن نے لیث سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے معاویہ بن سوید سے انہوں نے کہا میں اسے دیکھا قرار ہے تھے اپنے والد سے شک ابوشیخ کی طرف سے ہے وہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک روز بیٹھے تھے آپ نے فرمایا:

اتدرون ای عری الایمان اوثق؟

کیاتم لوگ جانتے ہوایمان کا مضبوط ترین کڑا کون سا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا۔الصلوٰۃ۔نماز مضبوط کڑا ہے۔آپ نے فرمایا:

ان الصلوٰۃ لحسنة وما هي بها

نماز تو بے شک ضرور اچھی ہے لیکن وہ نہیں۔

صحابہ نے جواب دیا۔الجہاد۔جہاد۔آپ نے فرمایا جہاد تو ضرور اچھا ہے۔لیکن وہ نہیں لوگوں نے کہا حج آپ نے فرمایا ضرور حج اچھی چیز ہے لیکن وہ نہیں لوگوں نے کہا روزہ سے آپ نے فرمایا روزے ضرور اہم ہیں مگر وہ نہیں پھر آپ نے خود وضاحت فرمائی:

اوثق العرىٰ الايمان ان تحب لله وتبغض له'

کہ ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ تو کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے اور ناپسند کرے تو اللہ کے لئے۔

جریر بن عبدالحمید نے اس کو روایت کیا ہے لیث بن ابی سلیم سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرون سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۴:......ہمیں خبر دی ہے ابومنصور نخعی نے کوفہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر بن رحیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عثمان بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے، پھر اس نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ذکر کیا سابق کی طرح علاوہ اس کے کہ اس نے اس کے آخر میں کہا ہے۔

لوگوں نے شرائع اسلام کا ذکر کیا مگر درست نہ کہہ پائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ صحیح نہیں کہہ پائے تو آپ نے فرمایا۔

ان اوثق عرىٰ الايمان ان تحب فى الله وان تبغض فى الله.

بے شک ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ تو محبت بھی اللہ کی رضا کے لئے کرے اور نفرت بھی۔

(دیکھئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام شرائع کو ایمان قرار دیا ہے اور اس کو محبت اور بغض میں بھی ظاہر کیا ہے۔

۱۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا محمد بن صالح بن ہانی نے اور ابراہیم بن عصمہ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سری ابن حزیمہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے۔عبداللہ بن یزید مقری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابی ایوب نے مرے والد مرحوم سے انہوں نے سہل بن معاذ بن انس جہنی سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اعطىٰ لله ومنع لله واحب لله وابغض لله وانكح لله فقد استكمل ايمانه.

جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے دیا اور اللہ کی رضا کے لئے دینے سے ہاتھ روکا۔جس نے اللہ کی رضا کے لئے کسی کو چاہا اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے نفرت کی۔اور اللہ کی رضا کے لئے نکاح کیا اس نے ایمان کو مکمل کرلیا۔

یہی مفہوم ابوامامہ باہلی کی حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے مگر اس میں نکاح کا ذکر نہیں ہے اور تصریح اور وضاحت

---

(۱۴)...... أبو منصور النخعي هو محمد بن عبدالله النخعي.

وانظر الحديث في المصنف لابن ابى شيبة ۱۱/۴۸، ۱۳/۲۲۹ والإيمان له (۱۱۰)

کی گئی ہے کہ یہ تمام صفات واعمال ایمان ہیں۔اور واضح فرمایا ہے کہ ایمان کا مضبوط ترین کڑا اخلاص ہے۔

ایمان کی تعریف:

۱۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن اسحٰق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر بیان کی ہے عبدالسلام بن صالح ہروی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے جعفر سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان وعمل بالارکان.

کہ ایمان دل کی معرفت۔زبان سے اقرار اور اعضاء کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔

۱۷:......اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبید بن محمد بن مہدی قشیری نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن محمد بن موسیٰ بن کعب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد فضل بن محمد بن مسیب بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصلت ہروی عبدالسلام اور محمد بن اسلم نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے والد سے پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر اس طرح کیا ہے۔

الا یمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح.

کہ ایمان زبان سے اقرار،دل کی معرفت اور اعضاء کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

اس حدیث کو مشاہدہ کیجئے شعب الایمان کی گنتی میں جو گذری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت حدیث میں۔آئندہ سطور میں ممکنہ اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو حرف عطف کے فاصلہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔(مترجم)

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات

یعنی جو لوگوں نے ایمان لائے اور عمل صالح کئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عمل صالح کو علیحدہ ذکر کیا ہے۔نیز دوسری آیت۔

---

(۱۵)...... محمد بن صالح بن هانیء (ت ۳۴۰) (طبقات السبکی ۱۷۴/۳)، إبراهيم بن عصمة (ميزان ۴۸/۱)، السری بن خزيمة أبو محمد الأبيوردی، وأبو مرحوم هو عبدالرحيم بن ميمون، وأبو أمامةهو صدى بن عجلان الباهلی رضی الله عنه.

والحديث أخرجه الترمذی (۲۵۲۱) ابن عباس الدوری عن عبدالله بن يزيد به مرفوعاً

وقال أبوعيسى: حديث حسن.

وفی تحفة الأشراف ۱۱۳۰۱ قال المزی: قال الترمذی: منكر

أحمد ۴۳۸/۳ و ۴۴۰. المستدرک ۱۶۴/۲

وقال المنذری فی الترغيب ۲۳/۴ رواه أحمد والترمذی وقال منكر والحاكم وقال صحيح الإسناد والبيهقی. أی فی الشعب. وغيرهم

وفی تحفة الأحوذی ۲۲۴/۷ منكر حسن.

قال الشارح قوله (هذا حديث منكر) وفی بعض النسخ هذا حديث حسن.

وقال: لم يظهر لی وجه كون هذا الحديث منكراً ورواه أبوداود عن أبی أمامة وفی سنده القاسم بن عبدالرحمن الشامی قال المنذری قد تكلم فيه غير واحد.

الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوبا لحق وتواصوابالصبر.　(سورۃ العصر ۳)

یعنی اس آیت میں ایمان۔ عمل صالح۔ تواصی بالحق۔ تواصی بالصبر کو الگ الگ ذکر کیا ہے یہ چیز اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ دونوں اعمال صالحہ میں سے نہیں ہیں یہی حال اس آیت کا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات.

یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ اعمال صالح ایمان نہیں ہیں بلکہ مطلب ہے کہ جو لوگ ایسے ایمان سے قبل ایمان لائے جو کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتا ہے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایمان کے ساتھ نیکیاں بھی شامل کیں اور ان پر عمل کیا یہاں تک کہ ان کا ایمان کہ درجہ سے اکمل درجے کی طرف بلند ہو گیا۔ یا ہم کہیں گے کہ الذین امنوا سے مراد ہے ایمان باللہ اور عمل بالصالحات ایمان للہ۔ دو مختلف ایمان ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اسی لئے دو الگ الگ نام رکھے گئے ہیں۔ واللہ اعلم.

احناف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں

❶......ان الذین امنوا وعملوا الصالحات.

❷......الا الذین امنوا وعملوا الصالحات.

❸......الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا با لحق وتواصوا با لصبر.

احناف کا مسلک اس بارے واضح ہے اور مؤید بکتاب اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اعمال صالحہ کو الگ الگ ذکر فرمایا جس سے طاعات ظاہر ہے دونوں دو الگ الگ چیز گو دونوں نجات کے لئے اہم اور ضروری ہیں نیز دونوں کے مابین حرف عطف واؤ کے ساتھ دونوں کو الگ کیا گیا ہے گرامر کے قانون کے مطابق اور علم اصول وغیرہ علوم کی تصریح کے مطابق عطف مغایرت کو تقاضا کرتا ہے یعنی اس بات پر کہ معطوف اور معطوف علیہ ایمان اور عمل صالح ایک چیز یعنی صرف ایمان نہیں بلکہ الگ اور مستقل چیز جو کہ دراصل تصدیق قلبی کی کیفیت کا نام ہے اور اعمال صالحہ ظاہری حسی اعضاء سے مکمل ہوتے ہیں۔ (از مترجم)

(۱۶، ۱۷)...... أبوبكر أحمد بن إسحاق الفقيه الصبعي (ت ۳۴۲) (سير ۱۵/۴۸۳)، على بن عبدالعزيز البغوى (ت ۲۸۶) (سير ۱۳/۳۴۸)، أبومحمد عبدالله بن محمد بن موسى بن كعب (سير ۱۵/۵۳۰)، أبومحمد افضل بن محمد بن المسيب البيهقى (ت ۲۸۲) (سير ۱۳/۳۱۷)، أبوالصلت الهروى عبدالسلام بن صالح (ت ۲۳۶) (سير ۱۱/۴۴۶)، ومحمد بن أسلم أبوالحسن الكندى (ت ۲۴۲) (سير ۱۲/۱۹۵)

ولينظر ترجمة أبومحمد عبيد بن محمد بن محمد بن مهدى القشيرى والحديث أخرجه ابن ماجة (۶۵) وقال الحافظ فى النكت الظراف (۱۰۰۷۲) أخرجه ابن الجوزى فى الموضوعات ۱/۱۲۸ من رواية أبى الصلت ومن رواية أحمد بن عامر الطائى وعلى بن غراب ومحمد بن سهل وهارون بن سليمان الغازى كلهم عن على بن موسى الرضا به ونقل عن الدارقطنى أنه حديث ابى الصلت وأنه هو المتهم به وكل من حدثه بن عن على بن موسى سرقه من أبى الصلت قال الحافظ.

وقد أخرجه أبوسعيد بن الأعرابى فى معجمه عن زكريا بن يحيى الساجى عن عبدالغنى بن محمد بن الحسن عن عبدالله بن يحيى بن موسى بن جعفر عن أخيه على بن موسى به.

☆......كنز العمال ۱۳۶۲ (ابن مردويه) وسنده ضعيف.

☆...... وانظر الميزان ۵۰۵۱ تهذيب الكمال ص ۸۳۲.

☆......الشريعة الأجرى ص ۱۳۱

باب:......اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں

ارشاد باری ہے:

❶......ان الدّین عندالله الا سلام. (آل عمران ۱۹)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

❷......قولوا امنا باللّٰه.

کہہ دیجئے ہم ایمان لائے اللہ پر۔

تو ہمارا قول صحیح ہوا۔ کہ ایمان باللہ اسلام ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے۔

فاخرجنا من کان فیها من المؤمنین فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین. (سورۃ الذاریات آیت ۳۵۔۳۶)

کہ ہم نے اس بستی میں سے ان لوگوں کو نکال لیا جو اہل ایمان تھے ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

ایک بار اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں سے نجات پانے والوں کو مومن کہا اور دوسری مرتبہ انہیں کو مسلم کہا۔ اغیار سے ان کا فرق کا ارادہ ان کے ادیان کے ساتھ کیا تو یہ بات صحیح ہوگئی کہ ایمان اور اسلام دین واحد کے دو نام ہیں۔ اگر چہ اسلام کی حقیقت تسلیم ورضا اور ایمان کی حقیقت تصدیق ہے۔ تو دونوں میں حقیقت کا مختلف ہونا اس بات سے مانع نہیں ہے، کہ دونوں دین واحد کے نام ہوں۔ جیسے غیث اور مطر دونوں بارش کے نام ہیں۔ اگر چہ زبان کی باریکی کے اعتبار سے غیث اور مطر کی حقیقت ذرا سی مختلف ہے۔

چار چیزوں کا حکم اور چار چیزوں کی ممانعت:

۱۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفرائینی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی۔ یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن مرزوق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے ابوحمزہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالقیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت آیا تو آپ نے دریافت فرمایا۔ من القوم تم کون لوگ ہو انہوں نے جواب دیا۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں آپ نے خوش آمدید کہا (اور دعا دی) نہ تم کبھی رسوا ہو اور نہ ہی شرمندہ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ دور دراز کی آبادی سے آپ کی خدمت میں آتے ہیں آپ کے اور ہمارے درمیان یہ کفار قبیلہ مضر کے لوگ حائل ہیں لہذا ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں آسکتے ہیں لہذا ہمیں کوئی ایسی پکی بات بتا دیجئے جس کی طرف ہم پیچھے رہ جانے والے دوسرے لوگوں کو بھی دعوت دیں اور ہم سب جنت میں داخل ہو سکیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امرکم باربع وانها کم باربع

میں آپ لوگوں کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ ایمان کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا چیز ہے۔ وہ یہ ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوۃ دینا۔ اور تم لوگ غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ بھی بیت المال میں دینا۔

اور جن چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں یہ ہے۔ (یعنی چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے ان کو منع کیا)

❶......حنتم یعنی سبز ٹھلی۔

❷......الدبآء یعنی کدو کے تونبے سے۔

❸......النقیر یعنی درختوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے مرتبان (برتن) سے۔

❹......مزفت تارکول ملے ہو برتن (مرتبان) سے۔

اور راوی نے کبھی نقیر کی جگہ المقیر کہا ان امور کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ان باتوں کی دعوت دو۔

بخاری مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے شعبہ کی روایت سے۔ دیکھے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت کو ایمان کا نام دیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں اسی کا نام اسلام رکھا ہے۔

مسئلہ تقدیر، ایمان اور اسلام:

۱۹......یہ بھی اسی میں ہے جس کی خبر ہمیں ابو عبداللہ الحافظ نے دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیٰی بن محمد بن یحیٰی اور ابو عبداللہ بوشنجی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر کی ہے ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے اولا د نعمان بن ابراہیم بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن مسدد بن مسرھد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یحیٰی بن سعید نے عبدالرحمٰن سے وہ دونوں کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن عمر سے ملے ہم ان سے تقدیر کے مسئلہ اور اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں بات کی۔ انہوں نے فرمایا۔ جب تم لوگ ان کے پاس لوٹ کر جاؤ تو ان سے کہنا کہ حضرت ابن عمر تم سے لاتعلقی ظاہر کرتا ہے اور تم لوگ بھی اس سے لاتعلق ہو تین بار یہ فرمایا پھر فرمایا مجھے خبر دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا یوں فرمایا تھا کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب نے حدیث بیان کی تھی کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے ایک خوبصورت چہرے والا جوان آیا خوبصورت بالوں والا اس نے سفید پوشاک پہن رکھی تھی لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور بولے ہم اس کو نہیں جانتے اور یہ مسافر بھی نہیں ہے آتے ہی اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس آ ؤں؟ آپ فرمایا ہاں۔ فرمایا پھر وہ آیا اور اس نے اپنے گھٹنے رسول اللہ کے گھٹنوں کے آگے تہہ کئے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر فرمایا۔

ما الاسلام؟ اسلام کیا ہے؟ حضور نے جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الایمان؟ ایمان کیا چیز ہے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اور جنت اور جہنم، اور موت کے بعد جی اٹھنا اور پوری پوری تقدیر پر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الاحسان؟ احسان کیا چیز ہے۔

آپ نے فرمایا تو عمل اس طرح کر گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے اس آنے والے شخص نے

---

(۱۸)...... علی بن محمد بن علی المقرئ الاسفرائینی أبوالحسین، الحسن بن محمد بن إسحاق (ت ۳۴۶) (سیر ۱۵/۵۳۵)، یوسف بن یعقوب بن إسماعیل بن حماد بن زید القاضی (سیر ۱۴/۸۵)، وأبو جمرة هو نصر بن عمران الضبعی، وعمرو بن مرزوق هو الباهلی.

والحدیث أخرجه البخاری ۱/۲۱ و ۲۲، ۵/۲۱۳، ۸/۵۰، ۹/۱۱، مسلم ص (۴۷)، أبو داود ۳۶۹۲. الترمذی ۱۷۴۱

☆......النسائی الأشربة باب ۴۶. البیهقی ۴/۱۹۹، ۸/۳۳۰، ۳۰۳ ☆......ابن خزیمة ۳۰۷. ۲۲۴۵ و ۲۲۴۶

ورواه البغوی فی شرح السنة ۱/۴۴ من طریق علی بن الجعد عن شعبة به مرفوعاً وقال:

هذا حدیث متفق علی صحته أخرجه مسلم عن أبی بکر بن أبی شیبة ومحمد بن بشار وغیرهما ان محمد بن جعفر عن شعبه وقال البغوی.

وفی الحدیث بیان أن الأعمال من الإیمان حیث فسر الإیمان بإقام الصلاة وإیتاء الزکاة وصوم رمضان وإعطاء الخمس من الغنیمة

☆......أی شعبة کما جاء مصرحاً باسمه فی مسلم.

سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں قیامت کے آنے کے بارے میں تم سے زیادہ نہیں جانتا، اس نے پوچھا قیامت کی علامات کیا کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا جس وقت پاؤں سے ننگے، جسم سے ننگے تنگدست غریب بکریوں کے چرواہے (خستہ حال امیر بن کر) عمارتوں (بلڈنگوں میں) ایک دوسرے پر بڑھ جائیں سبقت لے جانے لگیں اور لونڈیاں اپنے مالکوں کو جنم دیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ سائل کہاں ہے اسے بلاؤ دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آپ نے دو دن یا تین یا تین دن گذارنے کے بعد فرمایا اے ابن خطاب وہ شخص کون تھا کیا تم جانتے ہو؟ جو فلاں فلاں سوال کر رہا تھا ابن خطاب نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جرائیل تھے تمہارے پاس تمہیں دین سکھانے آئے تھے، حضرت عمر فرماتے ہیں، قبیلہ جھینہ یا مرینہ کے آدمی نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس چیز میں عمل کریں؟ کیا اس چیز میں جو گذر گئی یا جو آئندہ پیش آنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا جو چیز گذر گئی۔ ایک شخص یا بعض لوگوں نے پوچھا اس وقت ہم کس چیز کا عمل کریں؟ (یعنی عمل نہ کریں) آپ ﷺ نے جواب دیا اہل جنت کے لئے جنت کے اعمال آسان کئے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنم کے اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں۔

امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس روایت کو محمد بن حاتم سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں کلمہ شہادت کو اسلام کا نام دینے اور سابقہ حدیث میں اسی کو ایمان کا نام دینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ اس حدیث میں ایمان کی وضاحت اس امر سے کی ہے جو اس بارے میں صاف اور صریح ہے اور وہ ہے تصدیق۔ اور اسلام کی وضاحت اس چیز سے کی ہے جو اس کی نشانی ہے اور علامت ہے، اگرچہ اس کا صریح قسم اس کی نشانیوں اور علامات کو بھی شامل تھا۔ اور اس کی علامات کا نام اس کی صریح اور واضح کو بھی شامل ہے۔ یہ ایسے جیسے کہ دونوں کے اور احسان کے مابین تفصیل فرق ہے اگرچہ ایمان اور اسلام احسان ہیں اور وہ احسان جس کی تفسیر اخلاص اور یقین سے کی ہے وہی ایمان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اسلام کی بنیاد:

۲۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مہران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حنظلہ بن ابوسفیان نے عکرمہ بن

(۱۹)......أبونصر عمر بن عبدالعزيز بن عمر بن قتادة سبق (۲)، عبدالله بن أحمد بن سعد أبومحمد (ت ۳۴۹) (سیر ۱۶/۵)، محمد بن يعقوب أبوعبدالله سبق (۱)

ويحيى بن سعيد هو ابن فروخ القطان، ومحمد بن حاتم هو ابن ميمون البغدادي.

والحديث أخرجه مسلم (ص ۳۸) عن محمد بن حاتم عن يحيى بن سعيد القطان عن عثمان به. ورواه أحمد (۱/۲۷) وعنه ابنه عبدالله في السنة (ص ۱۴ و ۱۲۰ و ۱۲۱)

☆......الترمذي (۲۶۱۰) أبوداؤد (۴۶۹۵) النسائي ۸/۹۷، ابن ماجة (۶۳) وانظر ابن خزيمة (۲۲۴۴) موارالظآن (۱۶)

☆...... البيهقي (۱۰/۲۰۳) مسند أبي حنيفة (۱/۱۷۴) الترغيب للأصفهاني (۱۳۲) أحمد (۱/۲۸ و ۵۲ و ۵۳)

☆......الدارقطني (۲/۲۸۲)

(۲۰)...... أبوعبدالله محمد بن عبدالله الصفار الأصبهاني (ت ۳۳۹) (أصبهان ۲/۲۷۱)، ولينظر من هو أحمد بن مهران، وعكرمة بن خالد هو ابن العاص المخزومي.

والحديث أخرجه البخاري (۱/۹)، مسلم ص (۴۵)، الترمذي ۲۶۰۹، أحمد ۲/۲۶ و ۹۳ و ۱۲۰، البيهقي ۱/۳۵۸ و ۴/۸۱ و ۱۹۹، ابن خزيمة ۳۰۸ و ۳۰۹، تمهيد ۹/۲۴۶، شرح السنة ۱/۱۷ وقال البغوي هذا حديث صحيح متفق على صحته وأخرجه مسلم عن محمد بن عبدالله بن نمير الهمداني عن أبيه عن حنظلة

خالد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یبنی الاسلام علی خمس شهادة ان لااله الاالله اظنه قال وان محمداً رسول الله

واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان.

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا۔ میرا خیال ہے کہ فرمایا تھا یہ بھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا رمضان کے روزے رکھنا۔

بخاری نے اس حدیث کو صحیح بخاری میں عبیداللہ بن موسیٰ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے۔ وان محمداً رسول الله لیکن اس جملے کو بعض راویوں نے عبیداللہ کی روایت میں ذکر نہیں کیا، اکثر راوی اس کو حنظلہ سے ذکر کرتے ہیں۔ امام مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے بھی حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

اس روایت میں ان ارکان خمسہ کو اسلام کا نام دیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری روایت میں انہیں چیز کو ایمان کا نام دیا گیا ہے۔

۲۱:......ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ الحافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے موسیٰ بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عبداللہ نے منصور سے انہوں نے سالم بن ابی سعید سے انہوں نے عطیہ مولیٰ بن عامر سے انہوں نے یزید سکسکی سے اس نے کہا۔ میں مدینے گیا اور حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس اہل عراق میں سے ایک آدمی بھی آ گیا۔ اس سے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو کیا ہوا آپ حج عمرہ تو کرتے ہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کر دیا ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ تیرے لئے ہلاکت ہو ایمان کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ تم اللہ کی عبادت کرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ بیت اللہ کا حج کرو رمضان کے روزے رکھو اس شخص کو یہی جواب دیا پھر عبداللہ بن عمر نے فرمایا اسی طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا پھر اس سب کچھ کے بعد جہاد اچھا ہے۔

امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم ابن عمر کی مراد شاید یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ میں سے ہے اور فرض عین نہیں ہے۔

کون سا دین افضل ہے:

۲۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے اور خبر دی ہے ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبدالصفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عبید بن شریک نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوصالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے فزاری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سفیان بن سعید نے ایوب سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے اہل شام کے ایک آدمی سے اہل اسلام سے اس نے اپنے والد سے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ

(۲۱)...... موسى بن إسحاق (ت ۲۹۷) (سير ۵۷۹/۱۳)، عطية مولى بني عامر (ثقات ۲۷۸/۷، تخ ۱۱/۷)، يزيد هو ابن بشر السكسكي ذكره ابن حجر في التعجيل (ص ۴۴۹)، منصور هو ابن المعتمر، وعبدالله هو ابن محمد بن أبي شيبة.

والحديث أخرجه مسلم (ص ۴۵) عن ابن نمير عن أبيه عن حنظلة قال سمعت عكرمة بن خالد يحدث طاوساً أن رجلاً قال لعبدالله بن عمر فذكره

(۲۲)......أبوالحسن علي بن أحمد بن عبدان (سير ۳۹۷/۱۷)، أحمد بن عبدان بن إسماعيل البصري الصفار أبوالحسن (سير ۴۳۸/۱۵)، ينظر ترجمة عبيد بن شريک، وأبوقلابة هو: عبدالله بن زيد الجرمي، وأيوب هو ابن أبي تيمة السختياني، وسفيان هوالثوری، والفزاری هو إبراهيم بن محمد بن الحارث، وأبوصالح هو محبوب بن موسى القراء، يوسف بن يعقوب هو ابن إسماعيل بن حماد بن زيد القاضي.

والحديث أخرجه أحمد ۱۱۴/۴ من حديث عمرو بن عبسة، الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح.

علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو اسلام کے بارے میں آپ سے پوچھتا تھا۔ حماد کی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا اسلام قبول کر لے بچ جا۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو اللہ کے سپرد کر دے۔ اور مسلمان تیرے ہاتھ اور زبان (کی اذیت سے) محفوظ ہو جائیں۔ اس شخص نے پوچھا کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس شخص نے پوچھا کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہجرت اس نے پوچھا ہجرت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہر برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے پوچھا ہجرت کون سی افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد۔ اس نے پوچھا جہاد کیا چیز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو جہاد کر یا فرمایا تھا کہ تو قتال کر کفار کے ساتھ جب تو ان سے ٹکرائے اور مقابلہ کرے۔ اور سفیان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دشمن سے قتال کر جب تو ان سے مقابلہ کرے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کر اور بزدل بھی نہ ہو۔

اور حماد کی ایک روایت میں ہے غنیمت میں چوری نہ کر اور بزدلی نہ کر، اس پر بھی اضافہ کیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد دو عمل ایسے ہیں جو افضل ہیں تمام اعمال سے مگر جو شخص ان کے مثل عمل کرے پھر آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر اشارہ کیا کہ اس طرح حجۃ مبرورۃ او عمرۃ مبروۃ حج مقبول یا عمرہ مقبول۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اسلام جس کی اللہ جل شانہ نے خبر دی ہے کہ وہی دین ہے اس کے نزدیک ایسے اس ارشاد میں۔

ان الدین عنداللّٰہ الاسلام (آل عمران ۱۹)

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران ۸۵)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا. (المائدہ ۳)

اعتقاد اور ظاہری اعمال باہم مربوط ہیں اس لئے کہ حضور کو یہ فرمان کہ اسلام یہ ہے کہ تو اپنا دل اللہ کے سپرد کر دے۔ یہ اشارہ عقیدہ کی درستگی کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ مسلمان ترے ہاتھ اور زبان سے محفوظ اور سلامت رہیں۔ یہ اشارہ ظاہری معاملات کی درستگی کی طرف۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح اور وضاحت فرما دی اور خبر دی کہ ایمان افضل اسلام ہے اور اس کی تشریح یوں فرمائی کہ اللہ کے ساتھ ایمان، فرشتوں کے ساتھ ایمان، اس کی کتابوں کے ساتھ ایمان اس کے رسولوں کے ساتھ اور دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اس میں اشارہ او ریہ ارادہ فرمایا کہ ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے افضل ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے الذین یؤمنون بالغیب کہ متقین وہ لوگ ہیں جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح وثنا میں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں واضح فرمایا کہ اعتقاد اور عام اعمال ایمان ہیں پھر فرمایا افضل ایمان ہجرت ہے پھر ہجرت کی تفریع وتشریح فرمائی جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام ترطاعات ایمان ہیں جیسے کہ یہ اسلام بھی ہیں، اور وہ آپ کی تشریح اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اسلام وہی اذعان ویقین ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خواہ وہ یقین امر ظاہر کے ساتھ ہو یا باطنی کے ساتھ جب کہ دونوں امر ایسے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے پسند کرتے ہیں کہ بندے انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب حاصل کریں۔

زمانۂ کفر میں کیئے گئے اعمال کا مؤاخذہ:

۲۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب بن نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان عامری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے اور ہمیں خبر دی ہے، ابوعبداللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابونصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذہ بن نجدہ قرشی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے خلاد بن یحیٰی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے منصور سے اور اعمش ابووائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ انسان سے ان اعمال پر بھی گرفت کریں گے جو اس نے اسلام سے قبل دور جاہلیت میں کیئے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جس نے اسلام میں اچھائی کی اس سے ان اعمال کا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا جو اس نے جاہلیت میں کیئے تھے اور جس نے اسلام میں آ کر بھی برائی کی اس سے پہلے اور پچھلے تمام اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

یہ الفاظ ابونصر کی حدیث کے تھے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں خلاد بن یحیٰی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو محمد بن عبداللہ بن نمیر سے اس نے اپنے باپ سے اس کو روایت کیا ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ مذکورہ تقریر اس بنیاد پر ہے کہ ایمان کی حالت میں طاعات عین ایمان ہیں اور کفر کی حالت میں معاصی عین کفر ہیں۔ جب کافر مسلمان ہوجاتا ہے اسلام اس کے کفر کو تباہ کر دیتا ہے پھر اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی کرے تو اس کی طاعات اور نیکیاں اس کی ان معاصی اور گناہوں کو تباہ کر دیتی ہیں جو اس نے حالت کفر میں کیئے۔ اور اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی نہیں کرتا تو اس کے وہ گناہ باقی و بدستور رہتے ہیں انہیں تباہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی لہٰذا اس کی ان تمام برائیوں پر گرفت کی جائے گی جو اسلام میں کی ہوں گی یا اسلام سے قبل کی ہوں گی اور اس کی تفصیل میں حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے کام لیا ہے۔

اعتراض کا جواب

یہاں پر مصنف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر سابقہ گناہوں پر بھی گرفت ہوگی۔ تو اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اسلام سے قبل کے صوم وصلوٰۃ کی قضاء بھی اس پر لازم ہوگی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (از مترجم) سابقہ تقریر سے لازم نہیں آتا کہ اس شخص پر ان نمازوں اور روزوں کی قضاء لازم ہو جو اس نے ترک کیئے تھے۔ کیونکہ اسلام لانے کے بعد جب نماز پڑھے اور روزہ رکھے گا اس کے ذمہ سے وہ نمازیں اور روزے ساقط ہوجائیں گے جو اس نے کفر کے دور میں ترک کیئے تھے یہ حدیث کی دلالت سے ثابت ہے۔ (اسلام کے بعد) اگر نماز نہ پڑھے اور روزے نہ رکھے تو ان کے کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اس کو اس حال پر محمول کیا جائے گا جیسے ان کا عمل کرتا اور اس سے گذشتہ نماز روزہ کے معاف ہوجائے۔

ایک نیکی پر دس گنا ثواب:

۲۴:......ہمیں خبر دی ہے۔ ابوجعفر کامل بن احمد المستملی نے اور ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

---

(۲۳)...... محمد بن یعقوب أبوالعباس الأصم (ت ۳۴۶) (سیر ۱۵/۴۵۲)، أبوالنضر محمد بن محمد بن یوسف الفقیه (ت ۳۴۴) (سیر ۱۶/۴۹۰)، وأبووائل هو شقیق بن سلمة، وسفیان هو ابن سعید الثوری، ومعاذ بن نجدة هو ابن العریان الهروی.

والحدیث متفق علیه. أخرجه البخاری ۹/۱۸ عن خلاد بن یحیی عن سفیان عن منصور به.

ومسلم ص (۱۱۱) عن محمد بن عبدالله بن نمیر عن أبیه عن وکیع عن الأعمس به.

وانظر أحمد ۱/۳۷۹ و ۴۰۹ و ۴۳۱ و ۴۶۲. ابن ماجة ۴۲۴۲. البیهقی ۹/۲۳. الترغیب والترهیب للأصفهانی ۱۴۲

ہے ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب صبغی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن بن زیاد سری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی اویس نے انہوں نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے مالک زید بن اسلم سے انہوں نے عطابن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذااسلم العبد وفحسن اسلامه كفر الله عنه كل سيئة زلفا و كتب الله له كل حسنة كان زلفها ثم كان القصاص. الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف و السيئة بمثلها الا ان يتجاوز الله عزوجل.

کہ جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اپنے اسلام کو اچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ غلطیاں مٹادیتا ہے اور اللہ اس کی سابقہ نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے کی تھیں پھر بدلہ ہوگا ایک نیکی دس گونہ کے برابر ہوگی سات سو گونہ تک اور برائی صرف ایک گونہ ہوگی مگر اللہ چاہے تو اس سے بھی درگذر فرمالے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور یوں کہا ہے کہ مالک کہتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی ہے امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مالک نے اس حدیث کو مسند بیان کیا اور ابن عیینہ نے مرسل۔

۲۵:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہوں نے سنی ہے عطابن یسار سے وہ خبر دیتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ اسلام قبول کرتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ دور کی نیکیاں بھی قبول فرمالیتا ہے اور سابقہ غلطیاں مٹادیتا ہے اور پھر وہ نیکیاں جو اسلام میں کرتا ہے وہ ہر نیکی دس گونہ سے سات سو گونہ تک ہوتی ہے اور گناہ ایک ہی گونہ رہتا ہے یا اس ایک گونہ کو بھی اللہ تعالیٰ مٹادیتا ہے۔

باب:......ایمان کے زیادہ وکم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے زیادہ ہونا

یہ بات متفرع ہوتی ہے اور واضح ہوتی اس قول پر کہ طاعات ساری کی ساری ایمان ہیں۔ جب وہ سب ایمان ہوں گی تو ان کا کامل ہونا ایمان کے کامل ہونے سے ہوگا۔ اور ان کا کم ہونا ایمان کا کم ہونا ہوگا۔ اور اہل ایمان بھی اپنے ایمانوں میں ایک دوسرے سے متفاضل اور کم زیادہ ہوں گے جیسے کہ وہ اپنے اپنے اعمال ایک دوسرے سے کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔ اور حرام ہے یہ بات کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میرا ایمان ملائکہ کا ایمان ہے اور نبیوں کا ایمان میرا ایمان ایک ہے صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

---

(۲۴)...... أبوالعباس محمد بن إسحاق بن أيوب الصبغى (ت ۳۵۴) (سير ۱۶/ ۴۸۹)، الحسن بن على بن زياد السرى (إكمال ۴/ ۵۶۹، أنساب ۷/ ۱۳۶)، وإسماعيل هو ابن عبدالله بن عبدالله بن أويس المدنى، وأبوسعيد هو سعد بن مالك الخدرى رضى الله عنه.

والحديث أخرجه النسائى ۸/ ۱۰۵ من طريق صفوان بن صالح عن الوليد عن مالك بن مرفوعاً. وعلقه البخارى ۱/ ۱۷ ولم يذكر فيه كتب الحسنات.

وقال الحافظ فى الفتح ۱/ ۹۸ وقد ثبت فى جميع الروايات، ماسقط من رواية البخارى وهو كتابة الحسنات المتقدمة قبل الإسلام.

وقوله كتب الله اى أمر أن يكتب وللدارقطنى من طريق زيد بن شعيب عن مالك بلفظ "يقول الله لملائكته اكتبوا" فقيل إن المصنف أسقط مارواه غيره عمداً لأنه مشكل على القواعد.

(۲۵)...... أبوالحسن بن بشران هو على بن محمد بن عبدالله بن بشران (ت ۴۱۵) (سير ۱۷/ ۳۱۱)، وإسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن صالح الصفار أبوعلى (ت ۳۴۱) (سير ۱۵/ ۴۴۰)، وسعدان بن نصر أبوعثمان (ت ۲۶۵) (سير ۱۲/ ۳۵۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)......لیزدادوا ایمانا. (الفتح ۴)

تاآنکہ ان کا ایمان زیادہ ہوجائے۔

(۲)......واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا (انفال ۲)

جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے۔

(۳)......واذا ماانزلت سورۃ فمنھم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا فاما الذین امنوا فزادتھم ایمانا وھم یستبشرون (توبۃ ۱۲۴)

اور جس وقت کوئی سورۃ اتاری جاتی تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کردیا ہے۔ بہر حال جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کا ایمان اس نے زیادہ کردیا ہے اور وہ خوش ہیں۔

(۴)......ویزداد الذین امنوا ایمانا (المدثر ۳۱)

اور مؤمنوں کا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے۔

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا ایمان زیادہ ہوسکتا ہے۔ جب زیادہ ہوسکتا ہے تو زیادتی معدوم اور ختم بھی ہوسکتی ہے تو اس کا عدم ایمان کا نقصان اور کم ہونا ہے چنانچہ اس کا بیان گذر چکا ہے۔ اور حدیث بھی اسی کی مثل دلالت کرتی ہے جسے کتاب اللہ دلالت کرتی ہے۔

۲۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عمر بن حفص زاہد نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی ہے سری بن خزیمہ ابیوردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن یزید مقری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید نے اور وہ ابن ابو ایوب ہیں وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عجلان نے قعقاع بن حکیم سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **اکمل المؤمنین ایماناً احسنھم خلقاً.**

مؤمنوں میں کامل ترین ایمان والا سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

۲۷:......اور خبر دی ہے ہمیں ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابومحمد حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذھلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعلی بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے وہ ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا وخیارکم خیارکم لنساءکم.

---

(۲۶)......لینظر من ھو (أبوبکر محمد بن عمر بن حفص).

والحدیث أخرجه أحمد ۲/۵۲۷ عن عبدالله بن زیدی عن سعید بن ابن عجلان به.

والحاکم ۱/۳ عن طریق عبدالله بن محمد بن ابی میسرة عن عبدالله بن یزید المقری به مرفوعاً وسکت علیه وصححه الذهبی.

(۲۷)...... أبومحمد حاجب بن أحمد بن یرحم الطوسی (ت ۳۳۶) (سیر ۱۵/۳۳۶)، ومحمد بن یحیی الذهلی (ت ۲۵۸) (تهذیب الکمال)، وأبوسلمة هو : ابن عبدالرحمن بن عوف المدنی، ومحمد بن عمرو وهو ابن علقمة المدنی.

والحدیث أخرجه (۲/۲۵۰) عن ابن إدریس، (۲/۴۷۲) عن یحیی بن سعید، وأبونعیم فی الحلیة (۹/۲۴۸) عن یعلی کلهم عن محمد بن عمرو به مرفوعاً.

وانظر المستدرک ۱/۳، والأربعین الصغری رقم (۱۳۸).

بے شک مؤمنوں میں ایمان کے اعتبار سے زیادہ کامل ان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر ہو۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ حسن خلق ایمان ہے اچھا اخلاق نہ ہونا ایمان کا نقصان وکم ہونا ہے اور یہ کہ مؤمن اپنے ایمان میں مختلف ہیں بعض بعض سے ایمان میں زیادہ کامل ہیں۔

ایمان کا کمزور ترین درجہ:

۲۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں مروان نے منبر نکالا اور خطبہ شروع کیا نماز عید سے قبل ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے مروان آپ نے سنت کی مخالفت کی ہے آپ نے منبر نکالا ہے جب کہ وہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور آپ نے خطبہ نماز عید سے قبل شروع کیا ہے ابوسعید نے کہا کون ہے یہ؟ لوگوں نے بتایا فلاں ہے ابوسعید کہتے ہیں اس شخص نے اپنا وہ فرض ادا کیا جو اس کے ذمہ تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الا یمان.

جو شخص تم میں سے غلط اور ناجائز کام کو دیکھ لے اسے چاہئے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھے تو پھر زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر صرف دل سے برا جانے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

امام مسلم نے اس کو اعمش کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

عورت کا ناقص العقل والدین ہونا:

۲۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں انہوں نے روایت کی ہے ابن الہاد سے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا معشر النساء تصدقن واکثرن الا ستغفار فانی رأیتکن اکثر اهل النار قالت امرأة منهن وما لنا یارسول الله قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر وما رأیت من ناقصات عقل ودین اغلب لذی اللب منکن قالت یارسول الله وما نقصان العقل والدین؟

قال اما نقصان العقل فشهاة امرأتین تعد شهادة رجل فهذا نقصان العقل وتمکث اللیالی لا تصلی، تفطر فی رمضان فهذا نقصان الدین.

اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو اور استغفار کی کثرت کرو میں نے تمہیں زیادہ اہل جہنم سے دیکھا ہے ایک عورت بولی ہمیں کیا ہوا یارسول اللہ آپ نے فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے تم لوگوں سے زیادہ دین اور عقل کے اعتبار سے

---

(۲۸)...... مروان هو ابن الحكم الأموی ووالد إسماعيل هو : رجاء بن ربيعة الزبيدی.

والحديث أخرجه مسلم ص ۵۰

(۲۹)...... أحمد بن إبراهيم بن ملحان أبوعبدالله (ت ۲۹۰) (سير ۱۳/۵۳۳)، ابن الهاد هو : يزيد بن عبدالله بن أسامة بن الهاد الليثی، والليث هو : ابن سعد المصری، وابن بكير هو يحيى بن عبدالله بن بكير

والحديث أخرجه مسلم (ص ۸۵) وأخرجاه من حديث أبی سعيد.

البخاری (۱/۴۰۵) الفتح، مسلم (ص ۸۷)

ادھورا نا مکمل نہیں دیکھا جو عقلمند پر زیادہ غالب ہو تم لوگوں سے وہ بولی یارسول اللہ عقل اور دین کا نقصان کیا؟ آپ نے فرمایا عقل کا نقصان تو یوں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک آدمی کی شہادت کے برابر ہوتی ہے یہ تو عقل کا نقصان ہوا۔ کئی کئی راتیں ایک عورت نماز نہیں پڑھ سکتی رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتی یہ دین کا نقصان ہوا۔

امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں محمد بن صالح سے انہوں نے لیث سے روایت کیا اور بخاری مسلم نے اس کو ابوسعید کی روایت سے نقل کیا ہے۔

۳۰......خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومنصور محمد بن قاسم عتکی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی اویس نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے مالک نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیل نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن سعید ایلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن وہب نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی مالک نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے حضرت ابوسعید حذری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا۔ جس کو چاہے گا اپنی رحمت سے داخل کرے گا۔ اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کرے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لو فرشتے جہنم سے کوئلوں کو نکالیں گے وہ مکمل جل چکے ہوں گے پھر زندگی کی نہر (نہر الحیات) یا نہر الحیا شرم وحیاء کی نہر میں ڈالے جائیں گے۔ پھر وہ اس طرح اگیں گے جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے کیا دیکھا نہیں کہ اس کی نوک مڑی ہوئی پیلی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ ابن وہب کی حدیث کی ہیں۔

بخاری نے صحیح میں اس کو ابواویس سے روایت کیا ہے اور مسلم نے ہارون بن سعید سے۔

قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

(اس مذکورہ تشریح کی) وجہ یہ ہے کہ ایک دل میں توحید ہو جس کے ساتھ کوئی خوف غالب نہ ہو دل پر جس سے ڈرایا جائے اور نہ ہی کوئی امید موجود ہو جس کا طمع کیا جائے بلکہ صاحب توحید بھول چکا ہو (یعنی توحید میں گم ہو کر) دنیا و آخرت کو بھول چکا ہو جب کوئی انسان اس صفت اور اس کو کیفیت میں آ جائے تو توحید اس کے دل میں ان تمام قرائن سے منفرد ہو چکی ہوگی کہ اگر وہ ہوتے تو ایمان کے کئی کئی بات ہوتے جو توحید کے ساتھ زیادہ ہو جاتے اور توحید ان کی ساتھ زیادہ ہو جاتی جب وہ تصدیق ہو۔ (اور یہ حقیقت ہے کہ) ایک وجہ کی توحید کمزور تر ہوتی ہے وجوہات کثیرہ کی توحید سے، جب توحید من وجہ واحد ہوگی تو اس کا وزن بھی ہلکا ہوگا۔

اور توحید کی شہادتیں کثیر اور مسلسل ہوں گی تو اس کا وزن بھی بھاری ہوگا۔

(اور سابقہ تشریح کی) ایک وجہ اور ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایمان یقین کی ادنیٰ مراتب ہو حتیٰ کہ اگر آپ شک میں ڈالیں فوراً شک میں پڑ جائے۔ اور دوسرا ایمان ایسا ہو جو یقین کی آخری حدود تک پہنچا ہو تو اس کا وزن یقیناً بھاری ہوگا اور پہلے کا ہلکا ہوگا۔

اس کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایمان ایسا ہو جو قوی دلیل سے پیدا ہوا ہے اور کامل یقین سے اور ایک دوسرا ایمان ایسا ہو جو محض

---

(۳۰)...... أبومنصور محمد بن القاسم العتكى (ت ۳۴۶) (سير ۱۵/۵۲۹)، ووالد عمرو هو يحيى بن عمارة المازنى (ت ۱۲۹)، وأبوبكر الأسماعيلى هو أحمد بن إبراهيم الإسماعيلى.

والحديث أخرجه البخارى ۱/۷۲ (الفتح) عن إسماعيل بن أبى أويس، مسلم (ص ۱۷۲) عن هارون بن سعيد الأيلى

نبر سننے سے اور جس چیز کی خبر ملی ہے اس کی طرف میلان سے پیدا ہوا ہو یقیناً پہلا وزن کے اعتبار سے بھاری اور دوسرا وزن میں اس سے ہلکا زین ہوگا۔

(علاوہ ازیں) حدیث مذکور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگ اپنے ایمان میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تحقیق عبدالرحمٰن بن بزرج سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اخاف علیٰ امتی الا ضعف الیقین.

میں اپنی امت پر یقین کی کمزوری کے سوا کسی چیز کا خوف نہیں کرتا۔

۳۱:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدان صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن بشر مرثدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن وہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابوایوب نے۔ عبدالرحمٰن بن بزرج سے پھر اس نے گذشتہ حدیث کو ذکر کیا ہے یہ حدیث بھی دگوں کے ایمان کے ایک دوسرے سے فرق اور تفاوت پر دلالت کرتی ہے۔

ممکنہ اعتراض کا جواب

کہ اگر ایمان اور دین شئی واحد ہے اور دین نص قرآنی کے مطابق مکمل ہو چکا تو مطلب یہ ہوا کہ ایمان مکمل ہو چکا پھر کامل اور ناقص ہونا کم زیادہ ہونا چہ معنی دارد تو مصنف اس کا جواب دینے کی کوشش فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ ۳)

کہ میں نے آج تمہارے واسطے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔

یہ آیت اور دیگر وہ تمام نصوص جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارے اس قول کے منافی نہیں ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے اس لئے کہ الیوم اکملت لکم دینکم کا معنی یہ ہے کہ میں نے اس کی وضع تمہارے لئے مکمل کر دی ہے۔ یعنی آج کے بعد میں تمہارے اوپر آئندہ کوئی چیز مزید فرض نہیں کروں گا جو آج تک میں نے فرض نہیں کی۔ اور آج سے پہلے جو کچھ فرض کر چکا ہوں اس کی فرضیت تم سے ساقط نہیں کروں گا۔ یعنی آج کے بعد نہ مزید سختی ہوگی اور نہ ہی تخفیف ہوگی اور نہ ہی کوئی نسخ ہوگی نہ ہی کوئی تبدیلی ہوگی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا دین ہمارے لئے ہمارے اعمال و افعال کے کرنے سے پہلے مکمل کر دیا گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اگر ایسا ہی ہوتا، تو پھر اس آیت کے ساتھ مخاطبین پر ہمیشہ ایمان پر قائم رہنا بھی ساقط ہو جاتا اس لئے کہ دین تو کامل ہو چکا۔ اور کامل ہو جانے کے بعد تو کوئی شئی مزید نہیں ہوتی۔ جب ایمان پر مداومت آئندہ اور مستقبل کے لئے ہے اور وہی ایمان ہے تو اسی لئے وہ طاعات جو باقی ہیں جو بتدریج لازم ہوتی ہیں وہ سب کی سب ایمان ہیں۔ وہاں کامل ہونا تو یہ راجع ہے شریعت اور وضع اور ہیئت اور اس کی شکل صورت کی طرف۔ اس کے ادا کرنے والوں کے کامل کرنے کی طرف

(۳۱)...... أحمد بن بشر المرثدی (خط ۴/۴۴۳)، وعبدالرحمن بن برزج (تاریخ البخاری الکبیر).

والحدیث فی مجمع الزوائد ۱/۱۰۷ رواہ الطبرانی فی الأوسط ورجاله ثقات، وتاریخ البخاری الکبیر ۵/۲۶۴ (۸۵۳) عن إسماعیل بن أبی أویس عن ابن وهب عن سعید بن أبی ایوب به، الیقین لابن أبی الدنیا رقم (۹) بترقیمی من طریق أحمد عیسی به مرفوعاً.

نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ قائم لوگوں کے قیام کی طرف۔ واللہ اعلم۔

کفار کی مایوسی اور تکمیل دین:

۳۲:......ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبدالرحمٰن بن محبوب دھان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا یوسف بن بلال نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا محمد بن مروان نے کلبی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

الیوم یئس الذین کفرو امن دینکم. (مائدہ ۳)

کہ آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ اہل مکہ (کفار) اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم مسلمان ان کے دین کی طرف لوٹو گے کبھی بھی یعنی بتوں کی عبادت کی طرف۔

فلا تخشوھم. ان سے نہ ڈرو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے میں۔ **واخشون** اور مجھ ہی سے ڈرو بتوں کی عبادت میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ومخالفت کرنے کے بارے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے حضرت جبرائیل اترے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بلند کر رکھا تھا اور مسلمان اللہ سے دعا کر رہے تھے یہ آیت لائے **الیوم اکملت لکم دینکم** جبرائیل کہہ رہے تھے **حلالکم وحرامکم۔** اپنے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو **فلم ینزل بعد ھذا حلال ولاحرام۔** اس کے بعد نہ مزید کچھ حلال ہوگا نہ ہی کچھ حرام ہوگا۔ **واتممت علیکم نعمتی** میں نے اپنی نعمت تمہارے اوپر مکمل کر دی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا اپنا انعام احسان پورا کر دیا تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ **ورضیت** ابن عباس فرماتے ہیں میں نے منتخب کر لیا **لکم الاسلام دیناً** تمہارے اسلام کو دین۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی اور ان کو اپنی طرف اور اپنی رحمت کی طرف سمیٹ لیا۔

۳۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ دھقان نے کوفہ میں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابی عرزہ غفاری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ جعفر بن عون نے ابوعمیس سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں طارق بن شہاب سے یہود کے ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہماری جماعت یہود پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہرا لیتے حضرت عمر نے پوچھا کون سی آیت اس نے کہا یہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (مائدہ ۳) حضرت عمر نے جواب دیا۔ ہم اس دن کو بھی جانتے، اور اس جگہ بھی جہاں وہ نازل ہوئی تھی رسول اللہ عرفات میں تھے جمعہ کے دن تھا۔

فائدہ:......یعنی ہم مسلمان اس سے قطعاً غافل و بے خبر نہیں ہیں ہمیں معلوم ہے کہ:

---

(۳۲)...... ینظر من ھو (محمد بن عبدالرحمن بن محبوب الدھان)، والحسین بن محمد بن ھارون، أحمد بن محمد بن نصر، یوسف بن بلال، أبوصالح ھو: باذام والکلبی ھو: محمد بن السائب بن بشر، ومحمد بن مروان ھو: السدی الصغیر.

والحدیث عزاہ السیوطی فی الدر (۲/۲۵۷) للمصنف فی الشعب فقط.

(۳۳)...... ینظر من ھو (علی بن محمد بن عبدالرحمن بن عیسی الدھقان أبوالحسین، وقیس بن مسلم وھو الجدلی، وبوالعمیس ھو عتبة بن عبداللہ بن عتبة الھذلی.　　والحدیث أخرجہ البخاری ۶/۶۳، ومسلم (ص ۲۳۱۳)

☆...... کتب بھامش أصل المطبوعة (فی ذی الحجة الحرام ومحرم وصفر وقبضہ اللہ تعالیٰ فی شھر ربیع الأول إلی رحمتہ ولطفہ)

❶......وہ رسول اللہ پر نازل ہوا۔

❷......جمعہ کے دن نازل ہوئی۔

❸......عرفات میں نازل ہوئی۔

❹......حج کے عظیم اجتماع کے موقع پر نازل ہوئی ہمارے لئے وہ ذات مقدس ہے جس پر اتری۔

وہ کتاب مقدس ہے جس میں اتری وہ مقام مقدس ہے جہاں اتری وہ دن مقدس ہے جس دن اتری۔ وہ اجتماع مقدس ہے جس میں اتری وہ حج سب سے مقدس ہے حجۃ الوداع جس میں اتری تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی عید اور بڑی خوشی کیا ہوسکتی ہے۔ (ازمترجم)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو حسن بن صباح سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اس کو عبد بن حمید سے دونوں نے جعفر بن عون سے۔

بعض کا قول:

جن لوگوں نے ایمان کم یا زیادہ ہونے کا قول کیا ہے ان میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ انسان جب گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ معصیت اس کی ان طاعات کو اور عبادات کو اکارت وضائع کر دیتی ہے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق حتیٰ کہ بعض تو اصل ایمان تک کو ڈوبتی ہیں (ایمان کے ضیاع کے بعد تو وہ دائمی جہنمی ہو جائے) وہ بعض قائل ایسے شخص کی خلود اور دائمی جہنم کا قول نہیں کرتا بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے اگر چاہے تو اس کو اپنی رحمت سے معاف کردے، یا شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نجات ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو اسکو اس کے گناہوں کی پاداش میں سخت عذاب دے پھر اپنی رحمت کے ساتھ اس کو جنت میں داخل کردے۔

سابقہ قول کے قائلیں کا استدلال اور حجت یہ آیت ہے۔

یاایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ با لقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون (حجرات ۲)

ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو اور آپ کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں حالانکہ تمہیں اس کا علم ہی نہ ہو۔

استدلال کرنے والوں کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرنا معصیت واقع ہوا ہے لہذا معصیت کرنے والے کا ایمان نکل جاتا ہے اور بعض اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کی دوسری دلیل یہ ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم با لمن والاذی (بقرہ ۲۶۴)

ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ ضائع نہ کرو۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مذکورہ آیات سے استدلال کرنے والوں نے جو استدلال کیا ہے کبھی اس کے برعکس بھی مفہوم ہوسکتا ہے وہ یہ کہ آیت کا معنی اور مفہوم یہ ہو۔ کہ اے مہاجرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارا ہجرت کرنا اور اے انصار تمہارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانہ دینا۔ تمہیں کہیں اس بات پر نہ اکسادے کہ تم اس کی عزت وحرمت کو ضائع کردو اور اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر بیٹھو لہذا اپنی اس حرکت سے اپنی ہجرت اور پیغمبر کو جگہ دینے اور نصرت کرنے کی نیکی سے جو مقصود رضائے الٰہی تھی کہیں اس غرض سے ہٹ نہ جاؤ لہذا اس کے عظیم اجر سے

محروم ہو جاؤ گے۔

اور ایک توجیہ اس آیت کے مفہوم کی اور بھی ممکن ہے وہ اس طرح ہے کہ

لاتجھر واله با لقول کجھر بعضکم لبعض (الحجرات۲) بہ جھر با لقول.

کبھی ایسا نہ ہو کہ تم سے توہین کی حد کو پہنچ جائے پھر تم کافر ہو جاؤ اور کفر کی وجہ سے تمہارے اعمال تباہ ہو جائیں مگر یہ کہ تم توبہ کرو اور اسلام میں آ ؤ۔

اسی طرح

لاتبطلوا ضدقاتکم با لمن والاذی (بقرہ۲۶۴)

اس پر محمول نہیں کہ احسان جتلانا صدقہ کو تباہ کرتا ہے۔ بلکہ اس کی توجیہ یہ ہے کہ صدقہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ خالص اللہ کی رضا ڈھونڈی جاتی ہے اور اس کے ثواب سے یہی توقع اور امید ہوتی ہے۔ جب صدقہ کرنے والا سائل پر احسان جتلاتا ہے اور اس کو عیب لگا کر ایذا دیتا ہے تو اپنے صدقہ کو اللہ کی رضا جوئی سے ہٹا کر سائل کی رضا کی طرف لے آتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کا اجر تباہ ہو جاتا ہے (اللہ کے ہاں اجر ضائع ہونے کے بعد) پھر اجر اس کی طرف سے ہونا چاہیے جس پر صدقہ کیا جس کو دیا اگر اس کو ایذا دی گئی ہو اور دے کر رسوا کیا ہو گا تو وہاں سے بھی ضائع ہوا یا احسان جتلانے ایذا پہنچانے کی وجہ سے تو لامحالہ اجر دونوں طرف سے ضائع ہی ہوا۔

اور اگر معنی ہے طاعات کو معصیت کے ساتھ خراب کر دینا تو یہ صدقہ کے باطل کرنے کے ساتھ مختص نہیں کوئی بھی طاعت ہو سکتی ہے۔

اس موضوع پر حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی کلام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہا ہے کہ اس قول پر طعن اور اعتراض یہ بھی ہے کہ اہل ایمان کی خطائیں جزا کے اعتبار سے متناہی ہیں یعنی سزا کی ایک حد ہے جہاں وہ ختم ہو جاتی ہے اور ان کی حسنات اور نیکیاں جزا کے اعتبار سے غیر متناہی ہیں یعنی ختم ہونے والا نہیں ہے کیونکہ وہ جنت کا دائمی دخول ہے اس اعتبار سے جنت میں اجر ہمیشہ جاری و ساری رہے گا تو اس طرح اجر نہ ختم ہونے والا ہوا۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ ختم ہو جانے والی سزا مؤمن اپنی غلطی کی وجہ سے جس کا مستحق ہو جاتا ہے۔ وہ مؤمن کی ایسی نیکی کو لے ڈوبتی ہے جس کا ثواب نا ختم ہونے والا ہوتا ہے جس کی انتہا نہیں ہوتی۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

من اقتنیٰ کلباً الا کلب صید او ماشیة فانه ینقص من عمله کل یوم قیراطان.

جو شخص کتا پالتا ہے شکاری کتے یا مال مویشی کے حفاظتی کتے کے علاوہ اس کے عمل سے دو قیراط روزانہ کم ہوتے ہیں۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے عمل کے اجر سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں اور یہ اکثر روایات ابن عمر سے اس حدیث میں من اجرہ کے الفاظ ہیں اور بعض میں من عملہ ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے اپنے عمل کے ثواب کے کچھ حصے سے محروم ہو جائے گا۔

ہم اس بات کے جواز کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کو اس کی ایک غلطی یا کئی غلطیوں کی وجہ سے اس کی نیکیوں کی کچھ جزا سے محروم کر دے اور اس کا ثواب کم کر دے۔ ہاں ہم اس شخص کے قول کا انکار کرتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ غلطی اور گناہ طاعات و عبادت کو اکارت کر دیتی ہے۔ اس کو ثواب کے بالکل باطل کرنے کو لازم کر دیتی ہے۔ یہ ہمارا انکار اس لئے ہے کہ اس کے بارے میں نہ قرآن میں وضاحت ہے نہ ہی حدیث میں۔ اور یہ بات اہل ایمان کے جنت میں دائمی دخول کے ثبوت کے بعد ناممکن ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی کا قول:

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:
کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

اتدرون ماالمفلس؟ قالوا ان المفلس من لا درهم له ولا متاع ان المفلس من امتی رجل یاتی یوم القیمة بصلاة وصوم وزکاة ویأتی وقد شتم هذا وقذف هذا واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فیعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناتة قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایا هم فطرحت علیه ثم طرح فی النار.

لوگوں نے جواب دیا مفلس وہ ہے جس کے روپیہ پیسہ نہ ہو سامان نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ سب لے کر آئے مگر کسی کو گالی دی ہے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے اس کا مال کھایا ہے اس کا ناحق خون کیا ہے اس کو مارا ہے تو قیامت کے روز اس کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اس کو دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس کے قرض چکانے سے پہلے پھر ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے پھر یہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں جس شخص نے یہ قول کیا ہے کہ برائی نیکی کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔
اس نے اس مذکورہ حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کے حریفوں کو اس کی نیکیوں کے اجر میں سے کچھ اس قدر دیا جائے گا جو اس کی غلطی کی سزا کے برابر ہو سکے اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں یعنی اس کی نیکیوں کا اجر ختم ہو گیا جو اجر اس کی غلطیوں کی سزا کے مقابل کیا گیا تھا تو پھر ان کے خطائیں لی جائیں گی وہ اس پر ڈالی جائیں گی اور یہ شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا تا نکہ وہاں عذاب دیا جائے گا اگر اس کی بخشش نہ کی گئی حتیٰ کہ جب اس کے گناہوں کی سزا ختم ہو جائے گی جنت میں واپس بھیج دیا جائے گا اس لئے کہ اس کے لئے جنت کا دوام لکھا ہوا تھا اور اس کے دعویداروں کو غلطیوں کے تقابل کے بعد باقی اجر زیادہ نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ یہ اللہ کا فضل ہے یہ اس کے لئے مخصوص جو قیامت دن ایمان دار آئے گا۔ واللہ اعلم۔

کوئی گناہ نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو:

۳۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ سے انہوں نے کہا خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں ہم روایت کیا عقیل نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی اس حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو چور اس حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس حالت میں انہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو مال چھیننے والا ڈاکو جب مال جھپٹتا ہے تو وہ اس حالت میں نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو (اس طرح کہ نظریں اٹھا کر اس کو دیکھتے رہ جائیں۔)

۳۵:...... اور اسی اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے سعید سے اور ابوسلمہ سے ابوہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابوبکر کی مثل مروی ہے لیکن اس میں نھبہ یعنی مال چھیننے کا ذکر نہیں ہے اس حدیث کو بخاری نے یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے اور مسلم نے دوسرے طریق سے لیث سے۔

---

(۳۴)...... أبوبكر أحمد بن سليمان الفقيه (ت ۳۴۵) (سير ۱۶/۲۷۹) والزهري هومحمد بن مسلم بن عبيدالله بن عبدالله بن شهاب، وعقيل هو ابن خالد الأيلي، والليث هو ابن سعد، ويحيى هو ابن عبدالله بن بكير.
والحديث أخرجه البخاري (۵/۱۹ فتح) عن سعيد بن عفير عن الليث به مرفوعاً

تشریح:....... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وھو مؤمن ۔حالانکہ وہ مؤمن ہو سے مطلق ایمان مرادلیا ہے لیکن وہ ناقص ایمان ہے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے اور اللہ کی نہی کو ترک کرنے کی وجہ سے چنانچہ یہ امر تکفیر با للہ کو لازم نہیں کرتا اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔قرآن اور حدیث میں ہر وہ مقام جہاں فرض کو ترک کرنے پر تشدید اور سختی ہے یا ارتکاب کبیرہ پر تو اس سے مراد ایمان کا ناقص ہونا ہے۔
تحقیق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشآء (نساء ۴۸۔۱۱۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کریں گے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوا کو جس کے لئے چاہیں گے معاف فرمادیں گے۔

ہم نے کتاب الایمان میں احادیث اور آ ثار ذکر کئے ہیں جو ہماری ذکر کردہ تاویل کی صحت پر دلالت کرتے ہیں جو کہ کافی ہیں۔اور توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے یہاں ایسے آ ثار جو دلالت کرتے ہیں طاعات ایمان ہیں اور یہ کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے۔اور یہ کہ اہل ایمان ایمان میں ایک دوسرے پر سے کم زیادہ ہیں یا ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ہم نے اس مسئلہ کو کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے اور یہاں ہم اس کے کئی طرق کی طرف اللہ کی مشیت کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں۔

۳۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن عیسیٰ بن سکن نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عمران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مبارک نے ابن شوزب سے انہوں نے محمد بن حجادہ سے انہوں نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے ھذیل بن شرحبیل سے وہ کہتے ہیں عمر بن خطاب نے فرمایا تھا۔

لووزن ایمان ابی بکر بایمان اھل الارض لرجع بھم.

اگر ابوبکر صدیق کا ایمان تمام روئے زمین کے لوگوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ان سب کے ایمان سے بھاری ہوگا۔

۳۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے سہل بن بکار نے محمد بن طلحہ سے زبیر سے انہوں نے ذر سے وہ کہتے ہیں۔عمر بن عبدالعزیز بسا اوقات ایک یا دو آدمیوں ہاتھ پکڑتے اور فرماتے:

---

(۳۵)......أبوسلمة هو ابن عبدالرحمن الزهري، وسعيد هو ابن المسيب
والحديث أخرجه البخاري (۱۲/۵۸) فتح عن يحيى بن بكير ،مسلم (ص ۷۶) عن عبدالملك بن شعيب بن الليث بن سعد عن أبيه عن جده به.

(۳۶) محمد بن عيسى بن السكن أبوبكر الواسطي الشهيربه (ابن أبي قماش) (خط ۲/۴۰۰ ت ۲۸۷)
والحديث أخرجه عبدالله بن أحمد في السنة (ص ۱۰۲) وخيثمة الإطرابلسي في فضائل أبي بكر الصديق (ص ۱۳۳) وانظر (علل الدارقطني) ۲/۲۲۳.

(۳۷)...... محمد بن أيوب الكلابي أبوهريرة الواسطي (تقريب) وسهل بن بكار (سير ۱۰/۴۶۲) ولينظر من (محمد بن طلحة
والحديث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۰۸) عن أبي أسامة عن محمد بن طلحة عن زبيد عن ذربه
وقال الألباني : سائر الرواة رجال الشيخين غير أن ذروهو ابن عبدالله المرهبي لم يدرك عمر قلت:
هو زر بن حبيش وليس ذر بن عبدالله وقد جاء مصرحاً به في الشريعة للآجري (ص ۱۱۲) من طريق يزيد بن هارون عن محمد بن طلحة به وعليه فالحديث صحيح والحمدلله.

تعالوا نزداد ایمانا

آ جاؤ ہم ایمان زیادہ کریں۔

دل پر ایمانی نقطہ:

۳۸:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ بشر بن موسیٰ نے خبر دی ہے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ھوذہ بن خلیفہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف عبداللہ بن عمر بن ہند سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ نے فرمایا کہ:

دل کے اندر ایمان ایک سفید نقطہ کی صورت میں شروع ہوتا ہے، پھر جس وقت ایمان بڑھتا اور عظیم ہوتا ہے وہ سفیدی بڑھتی ہے پھر جس وقت ایمان مکمل ہو جاتا ہے تو پورا دل (روشن) اور سفید ہو جاتا ہے۔ اور نفاق شروع ہوتا ہے ایک سیاہ دھبے اور نقطے کی صورت دل میں پھر جیسے جیسے نفاق بڑھ کر زیادہ ہوتا ہے یہ سیاہی بھی بڑھتی ہے جب نفاق مکمل ہو جاتا تو پورا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ قسم اللہ کی اگر تم لوگ کسی مؤمن کا دل چیر کر دیکھو تو اسے سفید پاؤ گے اور اگر کسی منافق کا دل چیر کر دیکھو تو اس کو سیاہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا وہ لمحہ و دھبہ ایک ذوقہ ہے جیسے کوئی انسان یا جانور کوئی معمولی چیز چکھتا ہے اسی طرح ایمان بھی تھوڑا سا دل میں داخل ہوتا ہے پھر اس میں وسعت اور کشادگی آتی ہے اور زیادہ ہوتا ہے۔

ایمان چار ستون پر قائم ہے:

۳۹:......ہمیں خبر دی ابوزکریا بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن عنام بن حفص بن غیاث نے وہ کہتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن وسیع نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے محمد بن سوقہ سے انہوں نے علاء بن عبدالرحمٰن سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت علی کے پاس گیا اور پوچھا اے امیر المؤمنین ایمان کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایمان چار ستون پر قائم ہے۔

صبر۔ عدل۔ یقین۔ اور جہاد پر پھر ان میں سے ہر ایک ستون کی تقسیم ذکر فرمائی ہم نے حضرت علی سے کئی دیگر وجوہ سے بھی روایت کی ہے۔

۴۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن محمد اشنائی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو خالد احمر نے عمر بن قیس سے انہوں نے ابواسحٰق سے وہ کہتے ہیں حضرت علی نے فرمایا کہ صبر ایمان میں بمنزلہ سر کے ہے جسم میں جب صبر چلا جائے ایمان چلا جاتا ہے۔

---

(۳۸)...... اللمظة : بالضم مثل النكتة من البياض ومنه فرس ألمظ إذا كان بجحفلته بياض يسير. كذا بالنهاية لابن الأثير، بشر بن موسى بن صالح بن شيخ بن عميرة أبوعلى البغدادى (ت ٢٨٨) (سير ٣٥٢/١٣)، وعوف هو ابن أبى جميلة

والحديث أخرجه ابن أبى شيبة فى الإيمان (٨) عن أبى أسامة عن عوف به.

وقال الألبانى منقطع الإسناد بين عبدالله وعلى كما فى التقريب والخلاصة

(۳۹)...... أبوزكريا بن أبى إسحاق هو يحيى بن إبراهيم بن محمد (سير ٢٩٥/١٧)، أبومحمد أحمد بن عبدالله المزنى، عبيدالله بن غنام بن حفص بن غياث (سير ٥٥٨/١٣)

والحديث أخرجه ابن أبى الدنيا فى اليقين طبع بدار الكتب العلمية

(۴۰)...... أبوالحسن الطرائفى هو أحمد بن محمد بن عبدوس سبق (١٢)، وأبوإسحاق هو عمرو بن عبدالله السبيعى، وعمرو بن قيس هو الملائى، وأبوخالد الأحمر هو : سليمان بن حيان.

والحديث أخرجه ابن أبى شيبة (١٣٠) عن أبى خالد الأحمر به

وقال الألبانى :

الإسناد ثقات غير أن أبا إسحاق وهو السبيعى كان اختلط ولم يسمع من على رضى الله عنه ثم هو مدلس

وضوء، نصف ایمان ہے:

۴۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنائی نے وہ کہتے ہیں ہمیں ابوالحسن طرائفی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عبداللہ بن رجاء بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اسرائیل نے ابواسحق سے ابولیلیٰ سے وہ کہتے ہیں حجر بن عدی نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے۔

الو ضوء نصف الایمان۔ کہ وضو نصف ایمان ہے۔

جو نماز نہیں پڑھتا وہ کافر اور بے دین ہے:

۴۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنائی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید دارمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن نمیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن ابی اسماعیل نے معقل خثعمی سے وہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ کھلے میدان یا کھیت میں تھے اے امیر المومنین آپ اس عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نماز نہیں پڑھتی حضرت علی نے فرمایا:

من لم یصل فھو کافر۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔

۴۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنائی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے بات بیان کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے ہم سے شریک نے عاصم سے اس نے ذر سے اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

من لم یصل فلا دین له.

جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اور ہم نے بریدہ بن حصیب سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے:

العھد الذی بیننا وبینھم الصلاۃ فمن ترکھا فقد کفر.

ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جو شخص اسے چھوڑ دے وہ کافر ہو گیا۔

یقینی بات ہے کہ ارادہ کیا ہے ایسا کفر جو ایمان اللہ کے منافی اور ایمان کی ضد ہے بوجہ ترک کرنے ایک شاخ کے کئی شاخوں میں سے اور وہ کف

---

(۴۱)...... أبو لیلی ھو الکندی، وإسرائیل ھو ابن یونس بن أبی إسحاق.

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۲۳ م) عن وکیع عن سفیان عن أبی إسحاق عن إبی لیلی الکندی عن غلام للحجر أن حجراً رأی ابناً له خرج من الغائط فقال یاغلام ناولنی الصحیفة من الکوۃ سمعت علیاً یقول:

"الطھور نصف الإیمان"

(۴۲)...... أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۱۲۶) عن ابن نمیر عن محمد بن أبی إسماعیل به.

وقال الألبانی ھذا لایصح عن علی وعلته (معقل) ھذا قال (الحافظ) مجھول

(۴۳)...... عاصم ھو ابن بھدلة وشریک ھو ابن عبدالله النخعی.

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۴۷) عن شریک عن عاصم به.

وقال الألبانی شریک ھو ابن عبدالله القاضی وھو ضعیف لسوء حفظه.

وقول البیھقی: وقد روینا عن بریدۃ بن حصیب...... الخ

أخرجه الترمذی (۲۶۲۱)، وابن ماجة (۱۰۷۹)، أحمد (۳۴۶/۵)، والمصنف فی السنن الکبری له (۳۶۶/۳)، والحاکم فی المستدرک (۶/۱ و ۷)، وابن أبی شیبة فی الإیمان (۴۶) وصحح الألبانی إسناده.

مراد نہیں جو ایمان باللہ کے منافی ہو اس لئے کہ اس شخص نے فرضیت کا انکار نہیں کیا ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کو خاص طور پر ذکر کرنا اس کے ترک پر وجوب قتل کے لئے ہو جیسے قتل کا وجوب ترک ایمان پر ہے۔

۴۴:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو نعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعمش نے جامع بن شداد سے اسود بن ہلال سے وہ کہتے حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے اصحاب سے کہا:

اجلسوا بنا نوء من. اظنه قال. ساعة ای نذ کر اللّٰه.

ہمارے ساتھ بیٹھو ہم ایمان لائیں، یا من میں آئیں۔میرا خیال ہے کہا تھا ایک لحظہ یقینی ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں۔

۴۵:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبداللہ بن جراح نے اور بیان کیا ہے ہمیں محمد بن فضیل نے اپنے والد سے وہ نقل کرتے ہیں شباک سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبداللہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

اجلسوا بنا نزداد ایمانا

ہمارے ساتھ بیٹھو ہم ایمان کو زیادہ کریں۔

۴۶:......ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے عبداللہ بن جراح نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ابن حمانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے ہلال وزان سے انہوں نے عبداللہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ سے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

اللهم زدنی ایماناً وفقها

اللہ میرا ایمان اور دین کی فہم زیادہ فرما۔

۴۷:......ہمیں خبر دی ہے ابو نصر قتادہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو منصور نضروی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے احمد بن نجدہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سعید بن منصور شریک نے پھر اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ سابقہ روایت کی مثل نقل کیا ہے اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

یقیناً وعلماً

یعنی میرے یقین اور علم میں اضافہ فرما۔

---

(۴۴)...... أبونعيم هو الفضل بن دكين

والحديث علقه البخاری (۱/۴۵ الفتح) وقال الحافظ وصله احمد، وابوبكر أيضاً بسند صحيح إلى الأسود بن هلال، ا ھ،وأخرجه ابن أبی شيبة فی الإيمان (۱۰۵)

(۴۵)...... عبدالله هو ابن مسعود رضی الله عنه وعلقمة هو ابن قيس النخعی، وإبراهيم هو ابن يزيد بن قيس النخعی، ووالد محمد هو فضيل بن غزوان الضبی، ومحمد بن أيوب هو ابن يحيی بن الضريس

(۴۶)...... هلال هو ابن أبی حميد الوزان، وابن الحمانی هو يحيی بن عبدالحميد، وأبومنصور النضروی هوالعباس بن الفضل بن زكريا الضبی النضروی، وأحمد بن نجدة (سير ۱۳/۵۷۱)

والحديث فی فتح الباری ۱/۴۸ وعزاه الحافظ لأحمد فی الإيمان من طريق عبدالله بن عكيم عن عبدالله به.

وقال الحافظ اسناده صحيح وأخرجه الآجری فی الشريعة (ص ۱۱۲) من طريق وكيع عن شريک به.

صبر نصف اور یقین عین ایمان ہے:

۴۸:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن بن داؤد علوی نے اور املا کروایا کہتے ہیں خبر دی ہے عبداللہ بن محمد بن حسن نصیر آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبداللہ بن ہاشم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وکیع نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعمش نے ابوظبیان سے انہوں نے علقمہ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔

الصبر نصف الا یمان و الیقین الا یمان۔ صبر نصف ایمان ہے اور یقین عین ایمان ہے۔

یہ روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جو کمزور ہے مرفوعاً روایت ہے۔

ہم نے اسی مفہوم کے کئی شواہد حضرت عبداللہ بن مسعود کے اقوال روایت کئے ہیں وہ کتاب الایمان میں مذکور ہیں جو شخص ان سے واقف ہونے چاہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

۴۹:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں بیان

---

(۴۸)...... أبوالحسن محمد بن الحسين بن داود العلوى (ت ۴۰۵) (عبر ۲/۱۲۹)، ولينظر من هو عبدالله بن محمد بن الحسن النصير آبادى، وعبدالله بن هاشم (ت ۲۵۵) (سير ۱۲/۳۲۸)، وأبوظبيان هوالحصين بن جندب، ووكيع هو ابن الجراح، وعبدالله بن هاشم هوالطوسى.

والحديث علقه البخارى (الفتح ۱/۴۵) وقال الحافظ ۱/۴۸:

رواه الطبرانى بسند صحيح.

وأخرجه أبونعيم فى الحلية والبيهقى فى الزهد من حديثه مرفوعاً ولايثبت رفعه، وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد (۱/۵۷) رواه للطبرانى فى الكبير ورجاله رجال الصحيح.

(۴۹)......عمار هو ابن ياسر رضى الله عنه، وسفيان الغالب أنه ابن سعيد الثورى ويحتمل أن يكون ابن عيينة.

والحديث فى الترغيب والترهيب للأصبهانى رقم (۵۹) بترقيمنا من طريق الحسين بن عبدالله الواسطى امام مسجد العوام عن عبدالرزاق عن معمر عن ابن إسحاق به مرفوعاً.

فتح البارى ۱/۸۲ تعليقاً وقال الحافظ:

رواه أحمد بن حنبل فى كتاب الإيمان من طريق سفيان الثورى ورواه يعقوب بن أبى شيبة فى مسنده من طريق شعبة.

وزهير بن معاوية كلهم عن أبى إسحاق السبيعى عن صلة بن زفر به.

وهكذا رويناه فى جامع معمر عن أبى إسحاق

وكذا حدث به عبدالرزاق فى مصنفه عن معمر

وحدث به عبدالرزاق بأخرة فرفعه إلى النبى صلى الله عليه وسلم كذا أخرجه البزار فى مسنده وابن أبى حاتم فى العلل كلاهما عن الحسن بن عبدالله الكوفى. هو عندنا الحسين بن عبدالله الواسطى.

وكذا رواه البغوى فى شرح السنة من طريق أحمد بن كعب الواسطى.

وكذا أخرجه ابن الأعرابى فى معجمه عن محمد بن الصباح الصنعانى ثلاثتهم عن عبدالرزاق مرفوعاً

واستغربه البزار وقال أبوزرعة هو خطأ.

قال الحافظ:

هو معلول من حيث صناعة الإسناد لأن عبدالرزاق تغير بأخرة وسماع هؤلاء منه فى حال تغيره إلا أنه مثله لايقال بالرأى فهو فى حكم المرفوع

وقد رويناه مرفوعاً من وجه آخر عن عمار أخرجه الطبرانى فى الكبير وفى إسناد ضعف.

قلت: قال الهيثمى فى المجمع ۱/۵۷ فى إسناده القاسم أبوعبدالرحمن وهو ضعيف.

کیاابونعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیاسفیان نے ابواسحٰق سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے عمار سے وہ فرماتے ہیں۔

ثلاثة من جمعهن فقد جمع الا یمان. الا نفاق من الاقتار والانصاف من النفس. وبذل السلام للعالم

تین صفات ہیں جوشخص اپنے اندران کوجمع کرلے اس نے ایمان کوجمع کرلیا تنگدستی کے باوجوداللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی ذات اور اپنے نفس کاانصاف ومحاسبہ کرنا۔اور سلام کرنے کوسارے جہاں کے لئے عام کرنا۔

۵۰:......ہمیں خبردی ابوعبداللہ نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے ہم سے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے شیخ اہل مدینہ نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے عصا بن یسار سے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

تعال نؤمن ساعة. اولسنا مؤمنین.

آئیے ہم ایک لحظہ مؤمن ہیں اس نے پوچھا کہ کیا ہم مؤمن نہیں ہیں انہوں نے جواب دیا۔

بلیٰ ولكنا نذكر الله فنزداد ایمانا.

ہاں مؤمن تو ہیں لیکن ہم اللہ کی یادکریں اور ہماراایمان زیادہ ہو۔

قرآن سے پہلے ایمان سیکھنا:

۵۱:......ہمیں خبردی ہے ابوعبداللہ حسین بن عبداللہ بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ہے ابوحامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتلائی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے۔حجاج بن نصیر نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے حماد بن نجیح نے ابی عمران الجونی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سناجندب بجلی سے انہوں نے فرمایا تھا:

كنا فتينا حزاورةً مع نبينا صلى الله عليه وسلم فتعلمنا الا یمان قبل ان نتعلم القران ثم تعلمنا القرأن فازددنا به ایماناً وانكم الیوم تعلمون القران قبل الایمان.

ہم لوگ مضبوط جوان تھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے ہم قرآن سیکھنے سے پہلے ایمان سیکھتے تھے اس کے بعد ہم قرآن سیکھتے تھے لہٰذا ہماراایمان زیادہ ہوجاتا اورتم لوگ آج ایمان سے پہلے قرآن سیکھتے ہو۔

ایمان کی تین صفات:

۵۲:......کہا(داؤد بن حسین بیہقی نے) حدیث بیان کی ہے ہم سے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے انہوں ابی حازم سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

(۵۰)...... أحمد هو ابن عبدالله بن یونس الكوفي.

والحدیث أخرجه ابن أبي شیبة في الإیمان (۱۱۲) عن أبي أسامة عن موسی بن مسلم عن ابی سابط قال: كان عبدالله بن رواحة یأخذ بیدالنفر من أصحابه فیقول فذكره وقال الألباني: إسناده ضعیف لأن ابن سابط واسمه عبدالرحمن لم یدرك ابن رواحة فإن هذا مات فی عهدالنبی صلی الله علیه وسلم شهیداً فی غزوة مؤته.

(۵۱)...... جندب هو ابن عبدالله البجلی رضی الله عنه وأبوعمران هو عبدالملك بن حبیب، وحماد بن نجیح هوالسدوسی.

والحدیث أخرجه ابن ماجة (۶۱) عن علي بن محمد عن وكیع عن حماد بن نجیح وكان ثقة به دون قوله وإنكم الیوم تعلمون القرآن قبل الإیمان.

وقال البوصیری في الزوائد:

إسناد هذا الحدیث صحیح رجاله ثقات.

(۵۲)...... أبوحازم هو سلمان الأشجعي الكوفي، وطلحة هو ابن مصرف ومنصور هو ابن المعتمر! وإسرائیل هو ابن یونس.

قائل قال هو: داود بن الحسین البیهقي.

ثلاث من الایمان. ان یحتلم الرجل فی اللیلة الباردة. فیقوم فیغتسل لایراہ الا اللہ. والصوم فی الیوم الحار. وصلاۃ الرجل فی الارض القلات لایراہ الا اللہ.

تین صفات یا تین کام ایمان میں سے ہیں۔ سخت سردی کی رات میں کوئی آدمی خواب میں ناپاک ہو جائے پھر اٹھ کر غسل کرے حالانکہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ دوسرا سخت گرمی کے دن روزہ رکھنا تیسرے کسی انسان کا جنگل و بیابان میں نماز ادا کرنا جہاں اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔

ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے:

۵۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے اسماعیل بن عیاش حمصی نے عبدالوہاب بن مجاہد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ سے دونوں نے فرمایا۔

الایمان یزدادو ینقص.

ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

۵۴:......اپنی سند کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بتائی ہے اسماعیل بن عیاش نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے حریز بن عثمان نے رجبی نے ابوحبیب حارث بن مخمر سے ان ہوں نے ابودرداء سے انہوں نے فرمایا:

الایمان یزدادوینقص۔ کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۵۵:......اور اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہمیں اسماعیل بن عیاش نے حدیث بیان کی ہے صفوان بن عمرو سے عبداللہ بن ربیعہ حضرمی سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ آپ نے فرمایا:

الایمان یزدادوینقص

کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن زیادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونصر تمار نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے اور خبر دی ہے ابوبکر اشنانی نے خبر دی ہے طرائفی نے

---

(۵۳)...... والد عبدالوهاب هو مجاهد بن جبر المكي، وأحمد هو ابن عبدالله بن يونس.

والحديث أخرجه ابن ماجة (۷۴) عن أبي عثمان البخاري سعيد بن سعيد عن الهيثم بن خارجة عن إسماعيل يعني ابن عباس به.

وقال البوصيري:

إسناد هذا الحديث ضعيف.

(۵۴)...... الحارث بن مخمر أبوحبيب (الجرح ۳/۱۵۴)، (الثقات ۴/۱۳۱)، وأبوالدرداء هو عويمر رضي الله عنه.

والحديث أخرجه ابن ماجة (۷۵) عن أبي عثمان البكاري عن الهيثم عن إسماعيل بن عباس عن حريز بن عثمان الرجي عن الحارث (بن مخمر) أظنه عن مجاهد عن أبي الدرداء به.

تنبيه: وقع في ابن ماجة المطبوعة جرير بدل حريز وهو خطأ

(۵۵)...... عبدالله الصواب أنه ابن رافع الحضرمي، وصفوان بن عمرو هو: ابن هرم الحمصي.

والحديث في اللآلئ المصنوعة (۱/۳۸) وعزاه السيوطي للمصنف في الشعب فقط.

ہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حماد بن سلمہ نے ابوجعفر سے خطمی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد عمیر بن حبیب بن خماشہ سے انہوں نے کہا **الایمان یزداد وینقص** ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

ان سے پوچھا گیا اس کی کمی اور زیادتی کیا ہے انہوں نے جواب دیا۔

جب ہم اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور ہم اس سے ڈرتے ہیں یہ ایمان کی زیادتی ہے اور جب ہم غافل ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اور کوئی عمل ضائع کرتے ہیں یہ ایمان کا نقصان ہے۔ یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

۵۷:...... ہمیں خبر دی ہے اشنانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا بوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن فضیل نے اپنے والد سے انہوں نے شباک سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے لقمہ سے کہ وہ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔

امشوا بنا نزداد ایمانا.

ہمیں لے چلو ہم ایمان بڑھائیں۔

خیانت کرنے والے کا ایمان گھٹ جاتا ہے:

۵۸:...... مذکورہ اسناد کے ساتھ۔ ہمیں بیان کیا ہے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے کہتے ہیں بیان کیا ہے ہمیں وکیع نے سفیان سے انہوں نے ہشام ن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے وہ فرماتے ہیں۔

مانقصت أمانة عبدقط الا نقص من ایمانه

نہیں کم ہوتی کسی بندے کی امانت ہرگز مگر اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے۔

یعنی امانت میں خیانت کرنے والے کا ایمان گھٹ جاتا ہے۔ (مترجم)

۵۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شیبان نے وہ کہتے ہیں خبر دی جریر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے عیسیٰ بن عاصم نے عدی بن عدی سے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اس

---

۵۶)...... عمیر بن خماشة رضی الله عنه ذکره الحافظ فی الإصابة، وأبوجعفر هو عمیر بن یزید الخطمی، وعفان هو ابن مسلم، وأبونصر و عبدالملک بن عبدالعزیز التمار.

الحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۱۴)، والآجری فی الشریعة (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲) من طریق حماد بن سلمة به.

۵۷)...... الحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۱۰۴) عن ابن فضیل عن أبیه به.

قال الإلبانی إسناده حسن.

۵۸)...... والدهشام : هو عروة بن الزبیر الأسدی وسفیان یمکن أن یکون ابن سعید الثوری أو ابن عیینة ووکیع هو ابن الجراح.

الحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۱۰) عن وکیع وأخرجه الأصبهانی فی الترغیب والترهیب (۲۵۶) بترقیمی من طریق الحسن بن لی بن صالح.

کلاهما عن سفیان به.

۵۹)...... جریر هو : ابن حازم، وشیبان هو ابن فروخ الحبطی.

الحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۱۳۵) عن أبی اسامة عن جریر بن حازم عن عیسی بن عاصم به وقال الألبانی سناده صحیح.

کی طرف لکھا:

اما بعد فان للایمان حدودا وشرائع وفرائض من استکملها استکمل الایمان ومن لم یستکملها لم یستکمل الایمان

حمد وصلوٰۃ کے بعد! بے شک ایمان کی کچھ حدود ہیں اور طریقے ہیں اور احکام وفرائض ہیں جس نے ان کو مکمل کیا اس نے ایمان کو مکمل کیا جس نے ان کو ادھورا چھوڑا اس نے ایمان اُدھورا چھوڑا۔

ایمان قول وعمل ہے:

۶۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ خبر دی بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالصمد بن حسان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بتلایا سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا:

الایمان قول وعمل یزید وینقص

ایمان قول وعمل ہے زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے۔

۶۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنانی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے کہ بات بیان کی ہم سے عثمان بن سعید نے فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی ہوں علی بن مدینی سے خلف بن خلیفہ سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے اس ارشاد الٰہی کے بارے میں:

ولکن لیطمئن قلبی (البقرہ ۲۶۰)

تا نکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

مجاہد نے کہا:

ازداد ایماناً الی ایمانی اپنے ایمان کی طرف ایمان کو زیادہ کرو۔

ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی سے۔

۶۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے انہوں نے کہا خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو ہلال نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بکر بن عبداللہ مزنی نے وہ کہتے ہیں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض حواریوں سے کہا۔

ارنی یدک قصیر الایمان

اپنا ہاتھ مجھے دیکھایئے اے چھوٹے ایمان والے۔

یہ وہ وقت تھا جب وہ پانی پر چلے تھے اور ایک آدمی ان کے پیچھے لگا۔ اس نے اپنا پیر رکھا اور غوطہ کھایا (ڈوبنے لگا) عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا هات یدک یاقصیر الایمان ادھر ہاتھ کرائے کوتاہ ایمان والے۔

۶۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے

---

(۶۰) سفیان هو ابن سعید الثوری، وعبدالصمد ذکره ابن حجر فی التعجیل (ص ۲۶۰)

(۶۱)...... لیث هو ابن أبی سلیم، وعلی هو: ابن عبدالله بن جعفر المدینی.

والحدیث أخرجه الطبری فی التفسیر (۳/۵۱) حلبی عن صالح بن مسمار عن زید بن الحباب عن خلف بن خلیفة عن لیث بن أبی سلیم عن مجاهد وإبراهیم به.

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱/۳۳۴ و ۳۳۵)، (سعید بن منصور)، وابن جریر وابن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۶۲)......الحدیث أخرجه ابن أبی الدنیا فی کتاب الیقین (۲/ب. ۳/أ)

وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابوشہاب نے لیث سے عبدالرحمٰن بن سابط سے انہوں نے کہا۔

واللہ ماارى ايمان اهل الارض يعدل ايمان ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه ولاارى ايمان مكة ايمان عطاءً.

اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ اہل زمین کا ایمان ابوبکر کے ایمان کے برابر ہو سکے اور میں نہیں سمجھتا کہ اہل مکہ کا ایمان عطاء کے ایمان کے برابر ہو سکے۔

جبرائیل علیہ السلام کا ایمان:

۶۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بیہقی نے فرماتے ہیں خبر دی ہے ابوحامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن اسحٰق نے بن ابوعباد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن عمر نے وہ فرماتے ہیں۔

کہ ابن ابی ملیکہ سے کہا گیا آپ کے ساتھ ایک آدمی بیٹھتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا ایمان جبرائیل علیہ السلام کے ایمان کی مثل ہے انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم اللہ نے جبرائیل کو ثناء میں فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (جبرائیل کے بارے میں)

انه لقول رسول كريم ذى قوة عند ذى العرش مكين مطاع ثم امين وما صاحبكم بمجنون (تکویر ۱۹۔۲۲)

بے شک قرآن معزز فرشتے کا کہا ہوا ہے۔ جو بڑا طاقتور ہے۔ عرش کے مالک کے نزدیک بڑا رتبے والا ہے۔ اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ وہاں وہ امین (قابل اعتماد) ہے اور تمہارا رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہے دیوانہ۔

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو اتنی بڑی عظمت عطا کی ہے۔ (مترجم)

اور سمجھتے ہو کہ مہران کا ایمان وہ آدمی جو ہر وقت شراب میں مست رہتا تھا جبرائیل کے برابر ایمان کے ہے۔

۶۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوعتبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی بقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے عبدالملک بن ابی نعمان نے جو کہ شیخ تھے اہل جزیرہ کے وہ روایت کرتے ہیں میمون بن مہران سے وہ کہتے ہیں۔

کہ ایک آدمی نے ان سے تقدیر کے بارے میں مناظرہ کیا۔ فرماتے ہیں وہ اسی بحث میں مصروف تھے کہ اچانک دونوں نے ایک عورت کے گانا گانے کی آواز سنی میمون نے فرمایا اس عورت کے ایمان کا حضرت عمران کی بیٹی مریم کے ایمان کے ساتھ کیا مقابلہ میمون کہتے ہیں جب انہوں نے اس سے یہ بھی بات کہی تو (شرمندہ ہوکر) چلا گیا اس پر مزید کچھ نہ کہہ سکا۔

۶۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بیہقی نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو بشر حلبی نے حسن سے انہوں نے کہا۔

ليس الايمان بالتحلى ولابالتمنى ولكن ماوقر فى القلب ودقاته الاعمال من قال حسنا وعمل غير صالح رده

---

(۶۳)...... عطاء هو ابن أبي رباح القرشي، وليث هو ابن أبي سليم، وأبوشهاب هو عبدربه بن نافع الحناط.

(۶۴)...... يعقوب بن أبي عباد (الجرح ۹/۸۴۸)، (الثقات ۹/۲۸۵)، وابن أبي مليكة هو عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة القرشي، ونافع بن عمر بن عبدالله الجمحي (ت ۱۶۹) تهذيب.

(۶۵)...... أبوعتبه أحمد بن الفرج الحجازي (سير ۱۲/۵۸۴)، ولينظر من هو عبدالملك بن أبي النعمان.

اللہ علی قولہ ومن قال حسناً وعمل صالحا رفعه العمل.

ایمان بناوٹ سجاوٹ کا نام نہیں ہے اور نہ خوش امیدوں کا نام ہے ایمان وہ ہے جو دل میں جگہ کرلے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔
جو شخص بات اچھی کرے اور عمل غیر صالح کرے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قول پر مار دیتے ہیں اور جو شخص اچھی بات کرے عمل صالح کرے اس کے عمل بلند کردے گا یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه. (فاطر ١٠)

اللہ تعالیٰ کی طرف پاک الفاظ چڑھتے اور بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اس کو وہی اوپر اٹھاتا ہے۔

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
تحقیق ایمان کے بارے میں ہم اپنا قول محمد بن حنفیہ سے بھی روایت کر چکے ہیں اور عطاء بن ابی رباح سے اور حسن سے۔ ابن سیرین سے۔ عبید بن عمر سے وہب بن منبہ سے اور حبیب بن ابی ثابت سے اور دیگر مسلمان ائمہ سے مثلاً اوزاعی، مالک، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض، امام شافعی، احمد حنبل، اسحاق بن ابراہیم حنظلی محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہم رحمہم اللہ۔

نماز ایمان میں سے ہے:

٦٧:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعمرو نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مسئلہ کے بارے میں جو انہوں نے کتاب السیر میں ذکر کیا ہے۔

الصلوٰۃ من الایمان نماز ایمان میں سے ہے۔

اور کہا ہے۔ ذبیحہ پر تسمیہ کے بارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بارے میں ناپسند نہیں کرتا کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کے ساتھ یہ بھی کہہ صلی اللہ علی رسوله (اللہ اپنے رسول پر رحمت نازل کرے) بلکہ میں اس کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ کا ذکر اور رسول اللہ پر صلوٰۃ ایمان باللہ ہے اور اس کی عبادت ہے جس پر انشاء اللہ اجر دیا جائے گا جو کہے گا۔

ہم نے یوسف بن عبدالاحد سے روایت کیا ہے انہوں نے ربیع بن سلیمان سے وہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا فرماتے تھے۔

الایمان قول وعمل یزید وینقیص ایمان

ایمان قول ہے اور عمل ہے کم زیادہ ہوتا ہے۔

٦٨:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے یوسف نے پھر اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں:

٦٩:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوعلی حسین بن صفوان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے ابراہیم بن سعید نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے عبدالصمد بن نعمان نے وہ کہتے

---

(٦٦)...... لینظر من هو أبوبشر الحلبی.
والحدیث فی کنز العمال (١١) أخرجه ابن النجار والدیلمی وسعید بن منصور عن أنس.
(٦٧)...... أبوسعید بن أبی عمرو هو محمد بن موسی بن الفضل الصیر فی (ت ٤٢١)، والربیع : هو ابن سلیمان بن عبدالجبار المرادی.
(٦٨)...... الزبیر بن عبدالواحد بن محمد الأسد أباذی أبوعبدالله (ت ٣٤٧) (سیر ١٥/٥٧٠). ولینظر من هو یوسف بن عبدالأحد.
(٦٩)...... لینظر من هو أبوعلی الحسین بن صفوان، وعبدالصمد بن النعمان، أما أبراهیم بن سعید فهو الجوهری، وعبدالله هو ابن محمد بن عبید بن أبی الدنیا. والحدیث أخرجه ابن أبی الدنیا فی محاسبة النفس (٨٦) ومن طریقه أخرجه المصنف.

ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے ہارون بربری نے عبداللہ بن عبید بن عمر سے انہوں نے فرمایا۔

الایمان قائد والعمل سائق والنفس حرون فاذاونی قائدها لم تستقم لسائقها واذاونی سائقها لم تستقم لقائدها ولایصح هذا الا مع هذا حتی تقدم علی الخیر الایمان با للّٰہ مع العمل للہ والعمل للہ مع الایمان با للّٰہ.

ایمان، آگے سے کھینچنے والا ہے اور عمل پیچھے سے ہانکنے والا۔ اور نفس اڑیل گھوڑا ہے جب اسے آگے کھینچنے والا سست ہوجاتا ہے وہ پیچھے سے ہانکنے والے سے سیدھا نہیں ہوتا اور جب پیچھے سے ہانکنے والا سست ہوجاتا ہی تو وہ آگے کھینچنے والے سے سیدھا نہیں ہوتا (دونوں باہم لازم ملزوم ہیں ایمان اور عمل صالح) ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ نفس خیر کا اقدام کرے ایمان باللہ، عمل للہ کے ساتھ اور عمل للہ ایمان باللہ کے ساتھ۔

قبیصہ بن عقبہ ہارون سے اس اثر کا متابع لائے ہیں۔

٧٠:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صغانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعلی بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسنان نے ضحاک سے اس ارشاد الٰہی کے بارے میں:

الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه. (فاطر١٠)

ضحاک نے کہا:

العمل الصالح یرفع الکلام الطیب.

عمل صالح طیب کلام کو اونچا کرتا ہے۔

ایمان کی کمی اور زیادتی کی بابت احناف کا موقف

١......احناف کا موقف یہ ہے کہ ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ایمان نام ہے زبان کے اقرار دل کی تصدیق کا، تو اقرار و تصدیق دونوں خاص کیفیات ہیں، جو کہ زیادہ یا کم نہیں ہوسکتیں۔

البتہ مؤمن بہ کا اضافہ ہوتا ہے یعنی جن چیزوں یا امور سے ایمان لایا جاتا ہے وہ چیزیں اور ان کے ساتھ ایمان تو کم زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر ایمان جو کہ تصدیق قلبی ہے وہ تو بدستور ہے لہذا وہ کم زیادہ نہیں ہوسکتی۔

٢......یہ ایمان اور اعمال دو الگ الگ چیزیں ہیں گو نجات اخروی کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ دونوں اہم و ضروری ہیں لیکن اعمال صالحہ ایمان میں شامل یا اس کا حصہ نہیں ہے۔

یعنی ایمان تصدیق قلبی کے نام ہے اور اعمال احکامات شرعیہ کے مطابق اعضاء و جوارح کو استعمال کر کے بنیت رضاء الٰہی بنیت عبادت سرانجام دینے کا نام ہے۔ آیات قرآنیہ شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو دو مختلف اور الگ چیزوں کے طور کے پیش فرمایا۔

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنت الفردوس نزلا (کہف) (از مترجم)

---

(٧٠)......الضحاک هو: ابن مزاحم الهلالی، وأبوسنان هو: سعید بن سنان الشیبانی الأصغر والحدیث عزاه السیوطی فی الدر المنثور (٢٤٦/٥) لابن المبارک وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر وابن أبی حاتم عن الضحاک به.

ایمان کے بارے میں انشاء اللہ کہنا

۷۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شعبہ نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا۔ انا مومن۔ میں مؤمن ہوں ابن مسعود نے فرمایا یوں کہوں۔ کہ میں جنت میں ہوں (یعنی میں جنت میں جاؤں گا) مگر ہم تو کہتے ہیں۔ ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

۷۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن علی بن دحیم نے شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اسحٰق زہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے علقمہ سے کہا۔ کیا تو مؤمن ہے اس نے جواب دیا میں امید کرتا ہوں انشاء اللہ۔

مصنف فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ بات صحابہ، تابعین، سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے نقل ہے۔

اور ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا تم لوگ مؤمن ہو۔ تم لوگ اہل جنت ہو۔ اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ اہل فارس وروم کا زیادہ طبقہ جہاں تک تم دعوت لے کر بھیجے گئے ہو وہ جنت میں ہوں گے کیونکہ ان میں سے کوئی تمہارے لئے کوئی کام کر دیتا ہے تو تم اسے کہتے ہو۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ تم نے بہت اچھا کیا اللہ تجھے برکت دے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصالحات ویزیدھم من فضلہ۔ (سورہ شوریٰ آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ کر کے دیتا ہے۔

۷۳:......ہمیں خبر دی ہے ابو محمد مؤملی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوعثمان بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے محمد بن عبدالوہاب نے کہ خبر دی ہے یعلی بن عبید نے کہ ہمیں بات بتائی ہے اعمش نے شقیق سے انہوں نے سلمہ بن سبرہ سے وہ کہتے ہیں حضرت معاذ نے ہمیں خطبہ دیا۔ پھر اس نے پورا خطبہ ذکر کیا۔ (جو پہلے ذکر ہو چکا ہے) حضرت معاذ کے خطبہ میں یہ بات ہے کہ وہ اس میں جماعت کو مخاطب کرتے ہیں کسی شخص معین یعنی خاص شخص کو نہیں۔ مگر دوران بات استثناء کی طرف رجوع کرتے ہیں دخول جنت کے بارے میں اور یوں کہتے ہیں۔ انی لاطمع کہ میں امید کرتا ہوں۔

---

(۷۱)......أبو العباس محمد بن أحمدبن محبوب المحبوبی (ت ۳۴۶) (الوافی ۲/۴۱، شذرات ۲/۳۷۳)

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۲۲) عن غندر عن شعبة به

وقال الألبانی موقوف صحیح الإسناد، وأخرجه عبدالرزاق (۲۰۱۰۶) عن معمر عن الأعمش عن شقیق به بنحوه.

(۷۲)......محمد بن علی بن دحیم الشیبانی هو أبوجعفر الکوفی سبق (۴)، وإبراهیم بن إسحاق الزهری.

(۷۳)......أبومحمد الموصلی هوالحسن بن علی بن المؤمل بن الحسن بن عیسی.

أبوعثمان البصری هو عمرو بن عبیدالله، ولینظر من هو محمد بن عبدالوهاب، وسلمة بن سبرة (الجرح ۴/۱۶۲)، وشقیق هو ابن وائل.

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۳۳) عن عبدالله بن إدریس عن الأعمش به.

وقال الألبانی فی سنده جهالة، سلمة بن سبرة أورده ابن أبی حاتم فی الجرح (۲/۱/۱۶۲) بروایة شقیق فقط عنه وکذ أورده ابن حبان فی الثقات (۱/۷۳)

۷۴:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ السد یری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو حامد خسرو گردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین خسرو گردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ابو شیخ حرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے کہا۔

حضرت عمر بن خطاب کو اطلاع پہنچی کہ ایک آدمی کو یہ زعم ہے کہ وہ مؤمن ہے آپ نے اس کے گورنر کو لکھا کہ اسے میرے پاس بھیجو جب وہ آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تو مؤمن ہے اس نے کہا اللہ کی قسم ہاں اے امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا تیرا ستیاناس ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا کیا آپ لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے تو تین قسم نہیں تھے؟ مشرک منافق اور مؤمن تو آپ ان میں کون سی قسم میں تھے۔ حضرت عمر نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا یہاں تک آپ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

۷۵:......اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے عثمان بن اسود نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا بن ابی رباح سے کہا ایک آدمی یہ کہتا ہے میں نہیں جانتا کہ میں مؤمن ہوں یا نہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔ الذین یؤمنون بالغیب (بقرہ ۳) اللہ غیب ہے جو شخص غیب کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ اللہ کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے

امام بیہقیؒ کا قول:

امام حافظ ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ہے وہ جو ہم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے روایت کیا اور یہ ہے وہ جو حضرت عمرؓ کی تصویب اور درست قرار دینے کے بارے میں مرسلا مروی ہے۔ اور حضرت عطاء کا قول اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ مؤمن ہے یعنی اس بات کی طرف راجع ہے کہ فی الحال مؤمن ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ خاتمہ اور انجام کے خرابی کے خوف فی الحال بھی اپنے آپ کو مؤمن کہنے سے رک جانا اور باز آجانا کسی بھی مؤمن کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر خدانخواستہ یہ بات ہو جائے اور جو ایمان وہ مقدم کر چکا وہ ضائع ہو بھی جائے تو اب جو ایمان موجود ہے یہ بالکل معدوم تو نہیں ہو جائے گا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کا اجر ضائع ہوگا اور ثواب باطل ہوگا۔

شیخ حلیمی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے:

مؤمن کے نام کے اطلاق کا انکار سلف میں سے جس نے بھی کیا ہے تو اس کا بھی ایک مقام ہے جو اس کے لائق ہے اور شایان شان ہے اور وہ وہی ہے جو شیخ حلیمی نے کہا کہ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مؤمن ہوں۔ اور مؤمن رہوں گا۔ اور مؤمن ہی مروں گا۔ اور اللہ کو مؤمن ہی ملوں گا۔ انشاء اللہ بالکل نہیں کہتا۔

اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ بلکہ کہہ دے کہ میں جنت میں جاؤں گا اس لئے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں مر گیا وہ جنت میں ہوگا۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو اپنی زندگی کا ایک لحظہ یا ایک دن یا ایک سال مؤمن تھا وہ جنت میں نہیں ہوگا۔ تو اس سے ہم یہ سمجھے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے یہ بات اس شخص کے بارے کہی تھی جو اپنے ایمان پر تکیہ اور بھروسہ کر رہا تھا لہٰذا انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ اپنے

---

(۷۴)...... محمد بن إسحاق هو: ابن يسار المطلبي، ومحمد بن سلمة هو ابن عبدالله الحراني.

عام حالات اور عام اوقات میں مطلقاً مؤمن ہے وہ مؤمن ہی جیئے گا اور مؤمن ہی مرے گا، اپنے معاملے کو اس نے اللہ کے حوالے نہیں کیا۔

بہر حال کسی مؤمن کا یہ قول کرنا کہ میں اس وقت مؤمن ہوں یہ وہ قول ہے جس کو غلط نہیں کہا جا سکتا استثناء کرنا یعنی انشاء اللہ کہنا اس وقت صحیح ہوتا ہے جب مستقبل کے بارے میں خصوصاً خبر ہو اس وقت مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ کی بارگاہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ایمان پر مجھے پکار کھنے کا احسان فرمائیں گے اور اپنی عطا کردہ ہدایت مجھ سے نہیں چھینیں گے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استثناء کرنے اور انشاء اللہ کہنے کے لئے ایک مقام اور ہے جہاں وہ صحیح ہے اور بہت بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کو نہ ایمان کے کمال کی طرف راجع کیا جائے نہ ہی اس کی اصلی اور بنیاد پر مثال کے طور پر جیسے ایک آدمی نے حضرت قتادہ سے سوال کیا اَمُومن انت؟ کیا آپ مؤمن ہیں حضرت قتادہ نے (جواب میں یہ نہیں کہا کہ میں مؤمن ہوں بلکہ یہ) کہا بہر حال میں اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں، اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور اچھی و بری تقدیر پر۔ باقی رہی مؤمن کی وہ صفت اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر سورۃ انفال میں فرمایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں ہوں یا نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے وہ آیات تلاوت کیں (جن کا مفہوم یہ ہے) مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان زیادہ کر دیتی ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ مؤمن وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ہم نے جو انہیں رزق دیا ہے خرچ کرتے وہی لوگ سچے مؤمن ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجے اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔

حضرت قتادہ نے واضح فرمایا کہ وہ ایسا ایمان لائے ہیں جو اسے کفر سے دور کرتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے وہ اوصاف وصفات مکمل کر لی ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے مؤمن قوم کے لئے بیان فرمائی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور درجات واجب فرمائے ہیں۔ یہ بات غیر یقینی تھی ان کے لئے ایمان کی تکمیل کے وہ صفات جس کے لئے درجات واجب ہوتے ہیں وہ حاصل کر سکے ہیں یا نہیں۔ اس بات میں شک انہیں نہیں تھا کہ ایمان پر ہوتے ہوئے کفر کی کیفیت سے بالکل دور ہیں جس سے عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ جو شخص مذکورہ دونوں جگہوں میں سے کسی ایک موقع پر استثناء یعنی انشاء اللہ کہتا ہے وہ شک کرنے والا نہیں ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے یہی مفہوم حسن بصری سے بھی روایت کیا ہے۔

۷۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے ابواحمد حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد شاذان ہاشمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نصر مقری زاہد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عبدالجبار حمصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ بن ولید نے تمام بن نجیح سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حسن بصری سے ایمان کے بارے پوچھا انہوں نے فرمایا ایمان دو ہیں اگر تم مجھ سے ایمان باللہ یعنی اللہ کے ساتھ ایمان اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں، جنت، جہنم، مرکر دوبارہ اٹھانا۔ حساب و کتاب کے بارے پوچھتے ہو تو میں اس مذکورہ معنی اور مفہوم میں مؤمن ہوں۔ اور اگر آپ کا سوال ہے اس ایمان کے بارے میں جس ایمان کے حاصل ہونے کے لئے یہ صفات اللہ نے بیان کی ہیں کہ مؤمن وہ لوگ ہیں جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ڈر جاتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے یہ آیات اولئک هم المؤمنون حقا تک پڑھیں۔ (انفال ۳)

تو اللہ کی قسم میں بھی نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

۷۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابومنصور فقیہ نے۔ خبر دی ہے ابواحمد بن اسحٰق حافظ نے وہ کہتے ہیں اس نے ابوالعباس ثقفی سے سنا وہ فرماتے تھے

---

(۷۶)...... محمد بن شاذان الهاشمي أبو العباس (سير ۱۴/ ۲۶۲)، وأحمد بن نصر هو ابن زياد القرشي.

کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ فرماتے تھے یہی قول ہے، جو سنت اور ائمہ اسلام سے ماخوذ ہے پھر انہوں نے حکایت کی اور فرمایا۔

کہ ایمان زیادتی کو قبول کرتا ہے اور ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے۔ نماز ایمان میں سے ہیں۔ زکوۃ ایمان میں سے ہے۔ حج ایمان میں سے ہے۔ راستہ سے تکلیف دینے والی چیز دور کرنا ایمان میں سے ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے نزدیک اس نام کے ساتھ مؤمن ہیں جو اللہ نے ان کا نام رکھا (یعنی سورۃ حج میں ھو سما کم المسلمین اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے) وہ مؤمن ہیں۔ اقرار میں اور حدود میں۔ وراثتوں اور ہم نہیں کہتے سچے مؤمن ہیں اور یہ بھی نہیں کہتے کہ عنداللہ مؤمن ہیں، اور یہ بھی نہیں کہتے کہ جبرائیل اور میکائل کے ایمان کی طرح (ہے ہمارا ایمان) اس لئے کہ ان دونوں کا ایمان مقبول ہے۔
امام حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت وکیع سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔

میں مؤمن ہوں۔ اور اہل قبلہ سارے مؤمن ہیں نکاح میں۔ خون بہا دینے میں میراث میں۔ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں اللہ کے نزدیک مؤمن ہوں۔ اس سے مراد واللہ اعلم۔ یہ ہے کہ اللہ عزوجل جانتے ہیں کہ اس کا معاملہ مستقبل میں کیا ہوگا؟ اور وہ نہیں جانتا تو جو چیز معلوم نہیں اس کا معاملہ اس کے جاننے والی ذات کے سپرد ہوگا۔ لہذا وہ اس کی خبر دیتے تھے جس حالت پر وہ فی الحال تھے توفیق کی عنایت اللہ کی طرف سے ہے۔

ایمان کے الفاظ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذقال ابراھیم لابیہ وقومہ اننی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ، سیھدین۔
وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ. (زخرف ۲۶۔۲۷)

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا بس وہی مجھے راہ دیکھائے گا۔ اور بنادیا اس کو ایک باقی رہنے والی بات ان کی اولاد میں تاکہ وہ رجوع رہیں۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد لا الٰہ الا اللہ کا قول ہے۔
اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر چکے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لاالہ الااللہ فاذا قالوا ھاعصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ.

میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ کہنے لگ جائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب وہ یہ کہیں تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے اور حساب وکتاب ان کا اللہ کے ذمہ ہوگا۔

۷۸:...... ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحیم بن منیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عبدالحمید نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۷۷)...... محمد بن إسحاق الثقفی السراج أبو العباس خط (۱/۲۴۸)

لاعطين الراية غداً رجلا يحب الله ورسوله يفتح الله عليه.

میں صبح جہاد کا جھنڈا ضرور ایک آدمی کو دوں گا جو اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیں گے۔

سہیل فرماتے ہیں میرا خیال ہے وہ خیبر کا موقع تھا۔

حضرت عمر نے فرمایا۔

میں امارت کو کبھی پسند نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اس دن (ضرور رشک کیا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں امیر مقرر فرمایا۔

حضرت علی فرماتے ہیں: میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔لوگوں سے جہاد کر حتی کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اگر وہ یہ کریں تو انہوں نے تم سے بچالیا اپنے خون کو اور مالوں کو مگر اس کے حق ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو دوسرے طریق سے سہیل سے روایت کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

۷۹:......مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی ہے ابوالعباس اصم نے خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے ہیں۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ایمان کے اقرار کی دو وجوہ ہیں۔جو شخص بت پرست ہے۔اور جو بے دین ہے اور دین نبوی کا دعویدار ہے۔جب وہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔بس اس نے ایمان کا اقرار کرلیا جب اس اقرار سے پھر جائے قتل کر دیا جائے گا۔

اور جو شخص دین یہودیت اور نصرانیت پر ہے یہ لوگ دین موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے دعویدار ہیں، حالانکہ وہ اس میں تبدیلی کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی کتاب میں ان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان کا عہد لیا جا چکا مگر وہ ان کے ساتھ ترک ایمان کی وجہ سے کفر کر چکے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کے باوجود اس کے دین کی اتباع یہ اللہ پر جھوٹ ہے۔

مجھ سے کہا گیا ہے کہ ان لوگوں میں وہ بھی ہیں جو دین محمد پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں اور اس بات کی شہادت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ بالفرض اگر ان میں کوئی ایسا ہو اور ان میں سے کوئی ایک یہ کہے **اشهد ان لا اله الا الله وان محمد الرسول الله**۔ تو صرف کہنے سے وہ شخص ایمان کے اقرار کا مکمل کرنے والا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے یا فرض ہے اور اظہار برأت کرے اس سب کچھ سے جو دین محمد کے خلاف ہے یا دین اسلام کے خلاف ہے جب وہ یہ کہے بس وہ ایمان کا اقرار مکمل کرلیا امام شافعی نے اس میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

اس مذکورہ تفصیل پر قیاس کرتے ہوئے ہر وہ شخص جو احتمال رکھنے والے کلام کا تلفظ کرے تو یہ اس کی طرف سے ایمان کا صریح اقرار نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ ایسی کلام کا تلفظ کرے جو اس کو احتمال کی حد سے نکال دے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے مفصل کلام کیا ہے۔

کبھی مشہور قول لا الہ الا اللہ کے بغیر بھی ایمان منعقد ہو جاتا ہے جب ایسے الفاظ لے آئے جن سے معروف قول کا مفہوم ادا کر دے، ہم نے جو آیت ذکر کی ہے اس میں اس پر دلالت موجود ہے۔

---

(۷۸) أخرجه مسلم (ص ۱۸۷۱) عن قتيبة بن سعيد عن يعقوب بن عبدالرحمن عن سهيل به.

(۱) فی صحیح مسلم (منعوا منک)

حالانکہ تحقیق ہم روایت کر چکے ہیں مقداد بن اسود کی حدیث میں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں کسی کافر سے ٹکراؤں وہ مجھ سے قتال کرلے اور تلوار میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر وہ بھاگ کر مجھ سے کسی درخت کے ساتھ پناہ لے لے اور یہ کہے کہ میں اللہ کے لئے اسلام لایا ہوں کیا اس کے یہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کردوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تو قتل نہ کر۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ تو میرا ہاتھ کاٹ چکا ہوگا۔ اس کے بعد یہ کہہ رہا ہوگا کیا میں اسے قتل کردوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کو قتل نہ کر۔ اگر تم نے اسے قتل کیا تو وہ ترے اس مقام پر ہوگا جس مقام تو اس کو قتل کرنے سے قبل تھا۔ اور تو اس کے اس مقام پر ہوگا جس پر وہ کلمہ پڑھنے سے قبل تھا۔

۸۰:......ہمیں اسی کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن ابراہیم نے بن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے لیث نے ابن شہاب سے انہوں نے عطا بن یزید لیثی سے انہوں نے عبداللہ بن عدی بن خیار سے انہوں نے مقداد بن اسود سے انہوں نے کہا یا رسول اللہ...... پھر اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

بخاری۔ مسلم نے اس کو اپنی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

اور ہم نے روایت کیا ہے عقبہ بن مالک کی حدیث میں شبیہہ کی قصہ میں مقداد کے قصے کے ساتھ علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہا انی مسلم جب کہ میں مسلمان بھی ہوں۔ پھر آگے اس سے وہی ذکر کیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعراض منقول تھا اس کے قاتل سے اور آپ کا یہ فرمان بھی کہ:

ان اللہ ابی علی من قتل مؤمنا.

بے شک اللہ نے مجھ پر انکار کیا ہے اس شخص کی مغفرت سے جو شخص کسی مؤمن کو قتل کرے۔

فصل:......جو شخص مسلمان کو کافر کہے

۸۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالولید فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن بشر اور عبداللہ بن نمیر نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن عمر نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا کفر الرجل اخاه فقد باء بها احدهما

جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک اس کفر کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔

(یعنی ایک ضرور اس کا مصداق ہو جاتا ہے)۔

---

(۸۰)...... فتح الباری ۳۲۱/۷ (۴۰۱۹) عن أبی عاصم عن ابن جریج عن الزهری به.

ومن طریق ابن أخی ابن شهاب عن عمه به، ومسلم ص (۹۵) من طریق اللیث عن ابن شهاب به قوله وروینا فی حدیث عقبة بن مالک...... الخ

مجمع الزوائد ۲۶/۱ و ۲۷ وقال الهیثمی رواه الطبرانی فی الکبیر وأحمد وأبویعلی إلا أنه قال عقبة بن خالد بدل عقبة بن مالک ورجاله ثقات کلهم.

وانظر المستدرک ۱۹/۱. البیهقی ۲۲/۸، ۱۱۶/۹

الطبرانی فی الکبیر ۳۵۶/۱۷. ابن أبی شیبة ۱۲۷/۱۰، ۳۹۸/۱۲. أحمد ۱۱۰/۴، ۲۸۹/۵. تهذیب الکمال للمزی ص ۸۸۴.

(۸۱)...... الحسن بن سفیان (ت ۳۰۳) (سید ۱۵۷/۱۴)، محمد بن بشر هو: ابن الفرافصة الکوفی والحدیث أخرجه مسلم ص ۷۹

مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن دینار کی ایک روایت میں ابن عمر سے مروی ہے۔

ان كان كما قال والا رجعت اليه.

اگر وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ اس نے کہا تو (ٹھیک ہے) ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔

قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات جب کوئی مسلمان مسلمان کے بارے میں کہتا ہے تو یہ دو وجوہ پر ہوتا ہے۔ اگر کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ وہ دین جس کا یہ معتقد ہے وہ کفر ہے تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ باطنی طور پر کافر ہے لیکن ظاہری طور پر بطور منافقت ایمان کا اظہار کرتا ہے تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا اور اگر کسی بات کا ارادہ نہ کرے تب بھی کافر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس کو تہمت لگائی ہے اس چیز کے بارے میں جس کو وہ فی نفسہ خود نہیں جانتا۔

امام بیہقی کا قول:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں اس وقت کہا تھا جب انہوں نے مکہ میں خط بھیج کر رسول اللہ کا راز افشا کیا تھا۔

دعني اضرب عنق هذا المنافق.

چھوڑیئے مجھے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔

حضرت عمر نے اس کو منافق قرار دیا تھا جب کہ وہ درحقیقت منافق نہیں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تصدیق فرمائی تھی اس کی اس بات کے بارے میں جو اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی تھی۔

اور حضرت عمر اس کی وجہ سے کافر نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے حاطب کو کفر کی نسبت تاویل کے ساتھ کی تھی۔ اور حضرت عمرؓ کا موقف وہ تھا جس احتمال تھا۔

باب:......تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات

مقلد وہ ہوتا ہے جو چاہے دین بنالیتا ہے اس لئے کہ اس کا دین اس کے باپ دادا سے اور رشتے داروں کا دین ہوتا ہے (غالباً مصنف کی مراد اس سے باپ دادے کی رسومات کے پیروکار لوگ ہیں)

اور اس کے اہل شہر کا دین ہے اس کے پاس اس کے سوا کوئی حجت کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

مشکوک وہ شخص ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسلام کا عقیدہ رکھتا ہوں اور اہل اسلام کی تابعداری کرتا ہوں مگر صرف اپنی ذات کی بچاؤ کے لئے اس لئے کہ اگر یہ حق ہوا تو میں کامیاب ہو جاؤں گا اور اگر یہ سچ نہ ہوا تو میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے فرماتے ہیں۔

وہ مؤمن جو تقلید نہیں کرتا دو طرح پر ہے۔

ایک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو دلائل و براہین کے ساتھ معرفت تامہ کے ساتھ پہچانتا ہے۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے بارے کوئی شک نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صدق پر دلالت کرنے والے دلائل کے ساتھ پہچانتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا اعتراف کرتا ہے اور رسول اللہ کی طرف سے ان تمام احکامات کو دل سے قبول کرتا ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ اور ان تمام امور کے اندر جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ہے یا جن امور سے اسے روکا ہے اس میں رسول کی رضاعت کے ساتھ وہ شخص اپنے آپ کو رسول اللہ کے تابع کر چکا ہوتا ہے۔

اور دوسرا وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کے نبی کی نبوت پر حجت قائم ہو جانے کے بعد اللہ کے نبی کی دعوت کی اجابت کرنے دعوت کو قبول نے کے لئے اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ حلیمی نے اس کے بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ۔ پھر دیکھا جائے گا اگر وہ شخص مؤمن اس ایمان لانے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں کوئی الحاد و بے دینی کرتا تھا تو اس کا نیا ایمان اس الحاد کو ترک کرتا ہوگا نبی کریم کے فرمان اور دعوت کی وجہ سے۔

اور اگر اس سے پہلے بے دین تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ عالم کا کوئی صانع نہیں کوئی بنائے والا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی حالت پر ہے جس پر اس وقت ہے۔ تو ایسے شخص کے ایمان کی وجہ اللہ کے نبی کی دعوت ہوگی۔ وجود باری تعالیٰ کے بارے میں پیغمبر اسلام کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے ذکر فرمایا کہ عالم کے لئے ایک اللہ ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے۔ وہ قادر ہے کوئی شئی اس کو عاجز نہیں کر سکتی۔ عالم ہے۔ حکیم ہے۔ وہ اس وقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا اپنے ماسوا پر موجود شئی کو اس نے از سر نو بنایا۔ اور اس کو اختراع کیا اور ایجاد کیا مگر بغیر اصلی اور مادے کے اور اس نے رسول کو لوگوں کے پاس بھیجا تا کہ ان کو اس کی معرفت کرائے۔ اور ان کو اس کی مخلوق کے آثار ونشانات سے جنہیں وہ دیکھ رہے ہیں۔

مبتلا فرمائے اور وہ اس سے سمجھ حاصل کریں۔ اور تا نکہ وہ رسول لوگوں کو اللہ کی اطاعت وعبادت کی دعوت دے۔ اور اس رسول کی سچائی پر دلالت ورہنمائی وہ امور ہیں جن کے ساتھ اس کی اس نے تائید کی ہے جو کہ گونا گوں قسم کے ہیں جو اس طرح ہیں کہ لوگ ان کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگر چہ وہ سب ان کی مثل لانے کے لئے ایک دوسرے کے معاون بھی ہو جائیں۔

پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی و منطقی دلائل

(عقل کے ساتھ سوچئے کہ) جب ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہے جو تم سب کی طرح بشر ہے وہی بشریت تمہارے اندر بھی ہے اس کے اندر بھی۔ پھر تمہاری اس کی مٹی پانی ہوا ایک ہے شہر ایک ہے (اسی شہر میں تم رہتے ہو اسی میں وہ رہتا ہے۔ اسی دھرتی پر تم رہتے ہو اسی پر وہ۔ اسی ہوا میں تم سانس لیتے ہو اور اسی میں وہ۔ وہی پانی تم پیتے اور وہی وہ کہ اس تمام وحدت و یگانگت کے باوجود وہ ایک بات میں تم سے مختلف ہے کہ وہ کہتا ہے اس کو آسمانی تائید حاصل ہے تا نکہ اس کی سچائی پر دلالت ہو۔ جب کہ وہ اس کے علاوہ کسی بھی چیز میں لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی مختلف نہیں ہے۔ اس کو کھانے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو۔ اس کو پینے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو ہے۔ اور عادت کے مطابق وہ کسی شے پر الگ سے قدرت نہیں رکھتا صرف انہیں اشیاء پر قدرت رکھتا ہے جن پر سب قدرت رکھتے ہیں جس چیز سے سب عاجز میں وہ بھی عاجز ہے۔ (مگر اس سب کچھ کے باوجود اس کے پاس ایک ایسا پیغام ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ اس کو ایسی تائید حاصل ہے جو کسی کو نہیں،) تو پھر ضروری ہے عقلی اور منطقی طور پر کہ سب لوگ یہ جان لیں کہ یہ اس اللہ واحد کا فضل ہے جس نے اس فضل کے ساتھ صرف اسی کو مختص کر لیا ہے۔ ورنہ وہ شخص تو ان امور کے اندر جو امور عادیہ میں سے نہیں ہیں سب لوگوں کی طرح عاجز ہے۔ پھر اگر وہ عاجز ہے ان چیزوں سے اور اس کے پاس موجود ہو جائیں اور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائیں۔ باوجود یہ کہ وہ اس کے کرنے کی نہیں ہیں بلکہ اس کے سوا کسی اور ہستی کی

صنعت ہیں۔ اور عقلی طور پر یہ بھی ممنوع بات ہے کہ وہ ہستی اس کی ہم مثل اور ہم جنس بھی نہ ہو۔ اور قدرت وطاقت میں اس کی نظیر بھی نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر ایسے خلاف عادت امور کا ظہور اور وجود اس سے بھی اسی طرح محال ہوگا جیسے اس سے محال ہے۔

لیکن یہ جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ اس شخص کے پیچھے کسی عظیم صانع کا ہاتھ ہے جو اشیاء کائنات میں ایسی قدرت اور ایسی قوت سے تصرف کرتا ہے جس قوت اور قدرت کے ساتھ بڑے بڑے صنعت کار اور مشاہدہ کرنے والے کاریگری نہیں کر سکتے جیسے اس کی صنعت و کاریگری مخلوق کی صنعت کے مشابہ نہیں۔ ایسے ہی وہ خود بھی ان سے مشابہ نہیں بلکہ بے مثل ہے۔

اور ایسے ہی اس پر نقص اور کمی کا تصور جائز نہیں جیسے مخلوق پر ہے۔ اثبات صانع پر اس کی حجت قائم ہو چکی ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی ذات سے جاہل یا غیر معترف ہیں چنانچہ پیغمبر اسلام کی رسالت کا اثبات اسی ذات لایزال کی طرف سے ہے جو شخص جھک جائے اس کی حجت کے لئے۔ اور سچا مان لے اس کو اس کے تمام فرامین میں اور جو شخص اس کی تمام دعوت کے ساتھ ایمان لے آئے۔ اس کے لئے اثبات رسول اور اثبات مرسل ایک ساتھ ایک ہی مقام میں ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اور رسول دونوں کا اثبات واعتراف اور دونوں کے ساتھ ایمان ایک ساتھ ہو جائے گا۔

یہ وجہ ہے ایمان باللہ کی رسول اللہ کی دعوت کی اجابت کرنے کے لئے یہ اجابت حجت و دلیل کے ساتھ ہے۔ اور انبیاء اور رسل کی دعوت کو قبول کرنے والے عام لوگوں کا ایمان اسی وجہ سے ہے۔

پھر رسول اللہ کے بعد لوگوں میں وہ لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے بعد میں بھی متنبہ کیا۔ اور خود بھی غور وفکر کیا اور بحث وتمحیص کی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے دلائل کی بصیرت عطا کی جس نے اس کی کمر مضبوط کر دی۔ چنانچہ انہوں نے پیغمبر کے دین کی حفاظت کی اور ان کا یقین مضبوط ہوا اور انہوں نے اس علم کو تلاش کیا اس قدر جس سے پیغمبر کی دین کی نصرت ہوئی ہے جس سے اس کے اعداء اور دشمنوں سے مجادلہ ومناظرہ کر سکے اور اس کے دفاع کے لئے کھڑا ہو سکے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شاہ حبشہ کے سامنے تقریر:

۸۲:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وہب بن جریر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے میرے باپ نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور حدیث بیان کی ہے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ام سلمہ زوجہ رسول سے فرماتی ہیں کہ اہل مکہ نے جب رسول اللہ کو پریشان کیا۔ اور اس کے اصحاب بھی پریشان ہوئے تو آپ نے انہیں ارض حبشہ کی طرف چلے جانے کا اشارہ دیا۔ پھر انہوں نے لمبی حدیث ذکر کی ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ کہ نجاشی (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بات کی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ ہم ان کے دین پر تھے یعنی اہل مکہ کے دین پر۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک رسول بھیجا ہم جس کا نسب پہچانتے ہیں اور اس کی سچائی، اس کی پاک دامنی پہچانتے ہیں۔ اس نے ہمیں یہ دعوت دی کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں۔ اور ہماری قوم اور دیگر لوگ جو اللہ کے سوا عبادت کرتے ہم وہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں اچھائی اور نیکی کرنے کا حکم دیا۔ برائی سے ہمیں روکا۔ ہمیں نماز کا حکم دیا۔ روزہ کے رکھنے اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔ اور اخلاق حسنہ کی تمام اقدار کا حکم دیا۔ اور ہمارے سامنے اس نے قرآن کی تلاوت کی جسے وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں جس کے مشابہ کوئی شئی نہیں ہے۔ ہم نے اس رسول کی تصدیق کی اور اس کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم اس کے

ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے پہچان لیا ہے کہ وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ اللہ عزوجل کی طرف سے حق سچ ہے۔
اس کے بعد ہماری قوم نے ہم سے بائیکاٹ کرلیا ہے۔اور ہمیں ایذا اور آزمائش سے دوچار کر دیا ہے جب ہمیں اتنا ستایا گیا جس کی برداشت کی ہمارے اندر سکت نہ تھی تو ہم نے ہمارے نبی نے تمہارے ملک کی طرف نکل جانے اور ہجرت کر جانے کا حکم دیا ہے۔آپ کو انہوں نے آپ کے ماسوا پر ترجیح دی ہے تاکہ آپ ہمیں ان کے مظالم سے نجات دلائیں۔
نجاشی نے پوچھا۔کیا تمہارے پاس اس کتاب میں سے کچھ ہے جو ان پر نازل ہوئی ہے۔تاکہ تم میرے سامنے اس میں سے کچھ پڑھو۔
حضرت جعفر نے جواب دیا۔ ہاں ہے چنانچہ انہوں نے سورہ مریم ان کے سامنے پڑھی۔ حضرت جعفر کی تلاوت کے بعد نجاشی رو پڑے۔یہاں تک کہ روتے روتے اس کی داڑھی بھیگ گئی۔اور اس کے ارکان سلطنت بھی رو پڑے اور ان کے صحیفے بھیگ گئے۔پھر نجاشی نے کہا۔بے شک یہ کلام اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔

آپ ﷺ کی نبوت پر کھجور کے درخت کی شہادت:

۸۳:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے۔اور محمد بن موسیٰ نے۔دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عباس بن محمد دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن عبدالوہاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے سماک سے انہوں نے ابوضبیان سے انہوں نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔آپ کیونکر نبی بن گئے ہیں؟
آپ نے فرمایا یہ بتا کہ اگر میں ان کھجوروں میں سے کسی کو بلاؤں اور وہ میری بات مان لے تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ بولا ہاں۔آپ ﷺ نے ایک کھجور کے درخت کو بلایا۔کھجور نے آپ کی بات مان لی۔پھر وہ شخص یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور اسلام لے آیا۔
اس حدیث کو محمد بن سعید اصفہانی نے اسی طرح روایت کیا ہے شریک سے جو اس سے زیادہ مکمل ہے اور اس کو اعمش ابی ضبیان سے بھی روایت کیا ہے۔
ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اس کے کئی شواہد ذکر کیے ہیں۔اور ہم نے اس شخص کا ایمان ذکر کیا ہے۔جو اس وقت ایمان لایا جب وہ نبی کریم کی سچائی پر واقف ہو گیا اور آپ کے معجزے پر جس سے آپ کے فرمان کی سچائی کھل جاتی ہے۔
۸۴:......ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے۔وہ کہتے ہیں۔خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن یوسف سلمی نے وہ کہتے ہیں۔حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے جعفر بن برقان نے عمر بن عبدالعزیز سے کہ ایک آدمی نے ان سے کھجور کی بابت سوال کیا۔تو انہوں نے فرمایا:

علیک بدین الا عرابی و الغلام فی الکتاب و اله عمن سواه

لازم پکڑ دیہاتی کا ایمان اور لڑکے کا ایمان کتاب میں اور چھوڑ دے اس کو جو اس کے سوا ہے۔

(۸۲)...... جعفر هو ابن أبي طالب، ووالد وهب وهو جرير بن حازم، ونصر بن علي هو ابن نصر الجهضمي الصغير
والحديث أخرجه أحمد (۱/۲۰۱ و ۲۰۳) من طريق أبي بكر بن عبدالرحمن به.
(۸۳)...... سماک هو: ابن حرب الكوفي، وشريک هو ابن عبدالله القاضي، ومحمد بن سعيد هو ابن سليمان بن الأصبهاني
والحديث أخرجه المصنف في الدلائل (۶/۱۵) من طريق محمد بن سعيد الأصبهاني عن شريک به
وانظر المستدرک (۲/۲۲۰)
وقوله ورواه أيضاً عن الأعمش عن أبي ظبيان انظر الدلائل (۶/۱۵)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ ہے وہ جو عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا اور ان کے سوا سلف نے علم کلام کے مسائل میں غور کرنے سے نہی کے بارے میں یہ اس لئے کہا کہ انہوں نے دیکھا سمجھا کہ مسائل کلام میں گھسنے کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہے دین کی صحت کی تبین اور توضیح کے لئے۔

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلائل و براہین کے ساتھ تائید یافتہ بنا کر بھیجے گئے تھے اور ان صحیح براہین کا مشاہدہ انہیں لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے ان کا مشاہدہ کیا، اور ان کا مکمل پیغام اور وہ لوگ جن کو وہ بھیجا وہ ایک ساتھ اثبات توحید و نبوۃ کے لئے کافی وافی تھا دوسری چیزوں کی نسبت سے انہوں نے امن اور سلامتی نہیں سمجھی کہ لوگ علم کلام میں فراخی پیدا کریں، اور لوگوں میں وہ شخص بھی ہوگا جس کی عقل کامل نہ ہوگی اور رائے کمزور ہوگی لہذا بعض گمراہوں کی گمراہی کے جال میں پھنس جائے گا۔ اور بے دینوں کے شبہات میں، اور اس سے نکلنے کی استطاعت بھی نہ رکھے گا جیسے کمزور آدمی جو تیرنے میں ماہر نہ ہو جب گہرے پانی میں گر جائے غرق ہونے سے محفوظ نہیں ہوتا اور اس سے چھٹکارے پر قدرت بھی نہیں رکھتا۔

اور علم کلام سے منع بھی نہیں کیا کہ ذاتی طور پر وہ مذموم ہے یا غیر مفید ہے۔

اور وہ علم کیسے مذموم اور قابل نفرت ہو سکتا ہے؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک رسائی حاصل کی جائے اور اللہ کی صفات کے علم اور اس کے رسولوں کی معرفت حاصل کی جائے اور سچے نبی اور جھوٹے نبوت کے دعویدار ہیں جس کے ذریعے فرق کیا جائے۔

لیکن کمزوروں پر ان کے ڈرنے اور شفقت کرنے کی وجہ سے منع کیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ جو چاہتے ہیں علم کلام سے وہاں تک نہ پہنچ سکیں اور گمراہ ہو جائیں۔ لہذا اس علم کے ساتھ اشتغال سے روکا اور منع کیا ہے۔

علم کلام کے بارے فیصلہ کن بات:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اللہ کے دشمنوں کے خلاف تیاری کرنے کے لئے علم کلام سیکھنے پر ابھارنے اور برانگیختہ کرنے کے لئے تفصیلی بحث کی ہے۔

شیخ حلیمی کے علاوہ بعض اہل علم کا لوگوں کو علم کلام میں اشتغال سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے اسلاف رسولوں کے معجزات کے ساتھ اکتفا کرتے تھے جس طریقے سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ سلف اہل السنّت کے زمانے میں علم کلام کے ساتھ اہل بدعت اشتغال رکھتے تھے۔ لہذا اہل السنّت اہل بدعت کے کلام کے ساتھ اشتغال رکھنے و مصروف ہونے سے منع کرتے تھے پھر اس پر طرہ یہ کہ اہل بدعت اس بات کے دعویدار تھے کہ اہل السنّت کے مذہب اپنے اصول میں عقل کے خلاف ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک جماعت کو غور وفکر کرنے اور استدلال کے لئے مقرر فرما دیا انہوں نے کلام میں مہارت حاصل کی اور روشن دلائل اور حجت باہرہ کے ساتھ بیان کر دیا کہ اہل السنّت کے مسالک عقل کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں جیسے کہ وہ ظاہر کتاب وسنت کے موافق ہیں۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ ہر چیز کا اثبات وایجاب کتاب وسنت سے ہوتا ہے ان امور میں بھی جن میں عقلا جائز ہے کہ غیر واجب ہوں۔ عقل سے اثبات وایجاب نہیں ہوتا۔ یہ پکی بات ہے کہ سلف میں وہ لوگ بھی تھے جو علم کلام میں مہارت حاصل کرتے اور اس کے ذریعے اہل بدعت کا رد کرتے تھے۔

۸۵:...... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے احمد بن سہل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن معقل نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حرملہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن وہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے مالک نے کہ وہ ایک دن عبداللہ

(۸۵) ابن وهب هو عبدالله بن وهب بن مسلم وحرملة هو ابن يحيى المصرى

بن یزید بن ہرمز کے پاس داخل ہوئے۔ اور قصہ ذکر کیا۔ پھر کہا کہ ابن ہرمز کلام میں بصیرت والا اور وہ اہل بدعت کا رد کرتا تھا۔ اور بڑے علم والے لوگوں میں سے تھا خصوصاً جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے اہل بدعت میں سے۔

باب:......اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان سبب سے مؤمن ہوتا ہے

۸۶:......ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عبداللہ بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے علاء بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کل انسان تلده امه علی الفطرة ابواه یهود انه اوینصر انه اویمجسانه فان کانا مسلمین فمسلم.

و کل انسان تلده امه یلکزه الشیطان فی حضنیه الامریم و ابنها

ہر انسان کو اس کی ماں جنم دیتی ہے (اسلام کی) فطرت پر۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے یا مجوسی بناتے ہیں اگر وہ دونوں مسلمان ہوتے ہیں تو بچہ بھی مسلمان ہوتا ہے۔

اور ہر انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلوں میں گھوسہ مارتا ہے مگر بی بی مریم اور اس کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام

امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

اور ہم امام شافعی سے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا:

کل مولود یولد علی الفطرة.

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

یہ وہی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف قرار دیا ہے جب تک وہ اپنے قول سے وضاحت نہ کریں اور دو میں سے ایک قول کو اختیار کریں۔ ایمان یا کفر کوئی ذاتہ ان کے حکم میں ہے البتہ ان کا حکم ان کے والدین والا ہے ولادت کے دن ان کے والدین جو کچھ تھے تو بچہ بھی اسی حکم میں ہوگا۔ اگر مؤمن تھے تو وہ ایمان پر ہوگا یا کافر تھے تو وہ کفر پر ہوگا۔ امام شافعی کا مسلک اسی بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولود کو اس طرح بنایا ہے کہ فی نفسہ اسکے لئے اپنا کوئی حکم نہیں ہے۔ بہر حال دنیا میں وہ اپنے والدین کے تابع ہے دین میں یہاں تک کہ وہ اپنے بارے میں بالغ ہونے کے بعد کچھ ظاہر کرے۔

باقی رہا ان کا آخرت کا حکم تو کچھ لوگوں نے ان کو آخرت کے بارے میں بھی ان کے والدین کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور بعض نے مسلمانوں کی اولادوں کو ان کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مشرکین کی اولاد اہل جنت کے خادم ہوں گے۔

اور کچھ لوگوں نے تمام بچوں کے بارے میں توقف کیا ہے اور ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کیا ہے یہ قول احادیث صحیحہ کے مطابق تمام اقوال میں سے زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں سلف کے تمام اقوال اور ان کے دلائل ہم کتاب القدر کے آخر میں ذکر کر رہے ہیں جو شخص ان پر آگاہی چاہے تو انشاء اللہ وہاں رجوع کرے گا۔ جب والدین دونوں یا کوئی ایک مسلمان ہو جائے گا بچہ اس کے اسلام کے ساتھ مسلمان قرار پائے گا۔

(۸۶)...... مسلم (ص ۲۰۴۸) عن قتیبة به بلفظ

"کل انسان تلده أمه علی الفطرة و أبو اه بعد یهود انه" الحدیث.

ہم نے کتاب السنن میں اولاد صحابہ میں سے جو بچے والدین یا کسی ایک اسلام کی وجہ سے مسلمان قرار پائے تھے ان کا ذکر کیا ہے۔

جب کوئی بچہ دار الکفر سے قید ہو کر آئے اور اس کے والدین ساتھ ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک ساتھ ہو تو بچے کا دین اس کے ماں باپ والا ہوگا اگر بچہ اکیلا قیدی ہو کر آئے تو اس کا دین قید کرنے والے کا دین ہے کیونکہ وہی اس کا ولی ہے جو اس کے لئے اولیٰ ہے لہذا بچہ اپنے دین کے معاملے میں اپنے والدین کی جگہ ہے جیسے ولایت اور کفالت میں ان کی جگہ ہے۔ واللہ اعلم۔

باب:......اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح اور کس کا صحیح نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذابلغ الاطفال منکم الحلم فلیستأذنوہ. (نور۵۹)

جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں چاہئے کہ وہ اجازت طلب کیا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آیت میں یہ خبر دی ہے کہ بچوں پر فرض عائد ہو جاتا بلوغت کے لئے کہ وہ اجازت مانگیں اندر آنے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان فی خلق السموات والارض......تا......لآیات لقوم یعقلون. (البقرہ۱۶۴)

یعنی اس مذکور تفصیل میں عقل رکھنے والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

لایات لاولی الالباب. (آل عمران۱۹۰)

عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

فرائض کے ساتھ خطاب اس کے عقل سے کیا ہے۔

۸۷:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالولید طیالسی نے اور موسیٰ بن اسماعیل نے۔ دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے نبی کریم سے۔ آپ نے فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة عن الصبی حتی یحتلم وعن المعتوہ حتی یفیق وعن النائم حتی یستیقظ

تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا دیا گیا ہے۔ (یعنی خاص حالت میں فرشتے ان کے اعمال نہیں لکھتے) چھوٹا بچہ یہاں تک کے جوان ہو جائے۔ اور بیہوش جب تک کے ہوش میں آئے اور نیند والا یہاں تک کے بیدار ہو جائے۔

بہر حال حضرت علی کے اسلام کے بارے میں جو مروی ہے کہ وہ دس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا۔ اسی بارے حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور نماز کا حکم دیا تو وہاں دو میں سے ایک بات تھی۔ یا تو انہیں خطاب کے لئے مخصوص کیا ہوگا۔ اس لئے کہ وہ صاحب تمیز اور صاحب معرفت ہو گئے تھے باقی عام بچوں کے مقابلے۔ تا نکہ یہ ان کی کرامت اور منقبت ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خطاب ان کی طرف متوجہ ہوا اور دعوت متوجہ ہوئی تو ٹھیک ان کی طرف سے اس کی اجابت بھی ہوگئی اور باقی تمام بچوں کی طرف نہ تو خطاب متوجہ ہوتا ہے اور نہ ہی دعوت لہذا ان کی طرف سے اسلام صحیح نہیں ہوتا۔ یا پھر نبی علیہ السلام کا خطاب حضرت علی کے لئے خاص ان کو

اسلام اور نماز کی دعوت ہوگا۔

اس دن اس لئے کہ وہ حضور کے نزدیک بالغ ہو چکے تھے۔ اس لئے کہ سن کے ساتھ بالغ ہونا ابتداً اسلام میں مشروع نہیں ہوا تھا بلکہ ابن عمر کے قصہ سے قبل محفوظ نہیں جو احد یا خندق میں ہوا علاوہ اس کے کوئی بات محفوظ نہیں ہے۔

بلکہ ظاہر یہ ہے کہ لوگ اس بارے میں اپنی رائے پر چلتے تھے۔ اور جس بات کو لوگ جانتے وہ یہ تھی کہ صبی (بچہ) وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہونا ممکن نہ ہو۔ اور آدمی وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہونا ممکن ہو۔ اور حضرت علی جب مسلمان ہوئے تو دس برس کے تھے یعنی دس پورے کر کے گیارہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اور جو اس عمر کو پہنچ جائے اس کی اولاد ہونا ممکن ہوتا ہے۔ جب بلوغ اس کے بعد اس کے ساتھ مشروع ہوا تو سن کی طرف دیکھا جانے لگا۔ کہ جو اس سن کو پہنچ جائے ممکن ہے کہ اس کی اولاد ہو جائے سوائے اس سنہ کے جو نادر ہوا ان میں سے جو اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو جائے اور وہ جو اس متعین سنہ سے کم ہوگا وہ بچہ کے حکم میں ہوگا۔ اور یہ بھی جائز نہیں ہوگا کہ اس کا اسلام صحیح اور درست ہو۔

اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہم نے کتاب السنن کی کتاب الفضائل میں ذکر کر دیا ہے۔

باب:......اسلام کی طرف دعوت

۸۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ابراہیم مزنی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے میرے دادا یحییٰ بن منصور نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے وکیع نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے زکریا بن اسحٰق مکی نے یحییٰ بن عبداللہ صفی سے انہوں نے ابومعبد سے انہوں نے ابن عباس سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو اس سے فرمایا۔ تم اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو انہیں لا الٰہ الا اللّٰہ کی شہادت کی دعوت دینا اگر وہ لوگ تمہاری اس دعوت کو مان لیں، تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں رات دن میں۔ ہر روز اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو تم ان کے اعلیٰ ترین مالوں میں تصرف سے بچنا اور خود کو مظلوم کی بد دعا سے بچانا کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا بخاری نے اس کو یحییٰ بن منصور سے انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اس کو اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

جس شخص کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اس کو دعوت دینا فرض ہے۔ اور جس کو دعوت اسلام پہنچ ہو چکی ہے اس کو بلانا مستحب ہے۔

کتاب السنن میں احادیث اور اس بارے میں کلام گذر چکے ہیں۔

---

(۸۷)......الأسود هو ابن يزيد النخعي، وإبراهيم هو ابن يزيد بن قيس النخعي، وحماد هو ابن أبي سليمان الكوفي، وأبو الوليد

أخرجه أبوداود (۴۳۹۸) عن عثمان بن شيبة عن يزيد بن هارون.

والنسائي ۱۵۶/۶ عن يعقوب بن ابراهيم عن عبدالرحمن بن مهدى كلاهما عن خمادبن سلمة عن حماد بن أبي سليمان به

وابن ماجة (۲۰۴۱) عن أبي بكر بن أبي شيبة عن يزيد بن هارون به.

وعن محمد بن خالد بن خداش ومحمد بن يحيى الذهلي كلاهما عن عبدالرحمن بن مهدى به.

(۸۸)...... يحيى بن عبدالله هو ابن محمد بن صيفي المخزومي، ووكيع: هو ابن الجراح، وإسحاق بن إبراهيم هو ابن مخلد بن راهويه الحنظلي.

والحديث أخرجه البخاري (۱۰۰/۵) الفتح عن يحيى بن موسى به مختصراً

وانظر فتح الباري الأرقام (۱۳۹۵ و ۱۴۵۸ و ۱۴۹۶ و ۴۳۴۷ و ۷۳۷۱ و ۷۳۷۲)، مسلم ص ۵۰

باب نمبر ۱

ایمان کا پہلا شعبہ

ایمان باللہ

۸۹:......فرمایا: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن اسحٰق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو مسلم نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے محمد بن کثیر نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے سہیل بن ابی صالح سے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

الایمان بضع وستون اوبضع وسبعون. افضلها لااله الاالله وادنا هااماطة الاذیٰ عن الطریق والحیاء شعبة من اللایمان

ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زائد شعبے وشاخیں ہیں سب برتر شاخ لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستہ سے گندگی وغیرہ تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کا شعبہ ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ شہادت فرض ہے۔ جو اعتقاد بالقلب اور اقرار باللسان کو شامل ہے۔ دل کا اعتقاد اور زبان کا اقرار اگرچہ دو ایسے عمل ہیں جو دو مختلف اعضاء (دل اور زبان) سے صادر ہوتے ہیں۔ مگر عمل کی نوعیت واحد ہے۔ جو چیز اس میں قلب کی طرف منسوب ہے وہی زبان کی طرف منسوب ہے۔

اور جو چیز زبان کی طرف منسوب ہے وہی دل کی طرف منسوب ہے۔ جیسے لفظ۔ مکتوب وہی لکھا ہوا مکتوب ہے وہی بولا ہوا مکتوب ہے۔ بولا ہوا وہی لکھا ہوا اور لکھا ہوا وہی بولا ہوا مکتوب ہے حلیمی نے فرمایا۔ کہ عمل صالح اعتقاد اور اقرار سمیت مجموعی طور پر متعدد اشیاء ہیں۔

❶......اول:۔ باری تعالیٰ کے وجود کا اثبات کرنا تاکہ اس کے ساتھ تعطیل کا عقیدہ سے انکار واقع ہو۔

❷......دوم:۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات تاکہ اس کے ساتھ شرک سے بیزاری واقع ہو۔

❸......سوم:۔ اس بات کا اثبات کہ اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے تاکہ اس کے ساتھ عقید تشبیہ سے بیزاری واقع ہو۔

❹......چہارم:۔ اس بات کا اثبات کہ اللہ کے سوا ہر شئی کا وجود اللہ تعالیٰ کے ایجاد و اختراع کرنے سے قبل معدوم تھا تاکہ اس کے ذریعہ خالق ومخلوق کے مابین علت ومعلول کے تعلق ورشتہ کے عقیدہ سے بیزاری و براءۃ واقع ہو۔

❺......پنجم:۔ اس بات کا اثبات کہ جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس کا مدبر اور متصرف جیسے چاہے وہ خود ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے ان لوگوں سے براءۃ واقع ہو سکے جو اس بات کے قائل ہیں کہ کائنات طبعی طور پر چل رہی ہے یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کواکب اور ستاروں کی گردش سے یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ فرشتوں کی تدبیر سے چل رہی ہے، بہر حال باری تعالیٰ کے اثبات کے ساتھ براۃ وبیزاری اور اللہ کے وجود کا اقرار یہ عقیدہ تعطیل کے ردمیں سے ہے اس لئے کہ ایک قوم اللہ کی معرفت سے بھٹک گئی ہے اور کافر وملحد ہوگئے ہیں اور انہوں نے یہ دعویٰ کرلیا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ اسی حالت پر ہے اور یہ کہ موجود وہی چیز ہوسکتی ہے جو محسوسات میں سے اور جو چیز محسوس نہیں ہوتی وہ موجود بھی نہیں ہے۔

(۸۹)...... أبو مسلم هو إبراهيم بن عبدالله الكجي (ت ۲۹۲) (سير ۱۳/ ۴۲۳)، محمد بن كثير هو العبدي

أخرجه مسلم (ص ۶۳)، وابن منده في الإيمان من (۱۴۷) من طريق سهيل به.

اور یہ کہ حوادث اور واقعات عناصر اربعہ آگ پانی ہوا مٹی کے طبائع کے تغیر و تبدیلی سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہ عالم کا کوئی مدبر نہیں ہے جس کے اختیار اور عمل سے ہو جو کچھ ہوتا ہے۔

جب کوئی ثابت کرنے والا عالم کے لئے ایک الہٰ ثابت کرتا ہے اور فعل اور صنعت کی نسبت اسی کی طرف کرتا ہے۔ تو وہ الحاد اور تعطیل کو غلط کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ ملحدین کا خوبصورت مذہب ہے جس کے قائل اہل الحاد اپنے مخالفین کو فرقہ متجابلہ کا نام دیتے ہیں اور انہیں غیر فلاسفہ وغیر معقول کہتے ہیں۔

اسی طرح شرک سے براۃ و بیزاری وحدانیت کے اثبات سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ کائنات کے دو فاعل یا دو خالق ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ایک خیر کے امور اور دوسرا شر کے امور انجام دیتا ہے۔ اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تخلیق کی ابتدا روح اور نفس سے تھی۔ لیکن غیر درست طریقہ اور غیر معقول طریقے تھی اللہ تعالیٰ نے اس تخلیق کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مادہ قدیمہ کے طرف ارادہ کیا جو ازل سے اس کے ساتھ موجود تھا۔ اور اس عالم کو اس مادہ سے بنایا اور ترتیب دیا اس موجودہ درست اور معقول ترکیب کے ساتھ۔

جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ الہٰ کوئی نہیں ہے اللہ کے سوا وہ ایک ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اور اس کے سوا کوئی قدیم نہیں ہے۔ تو وہ شریک ہونے کے قول کی نفی کرتا ہے اور یہ شریک ہونے یا کرنے والا قول باطل ہونے اور اپنے قائل کے لئے کافر کا لقب واجب کرنے میں الحاد اور تعطیل کے قول کی طرح ہے اسی طرح تشبیہ کے عقیدے سے براۃ و بیزاری یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے اور نہ ہی عرض ہے اس لئے ہے کہ ایک قوم حق سے بھٹک گئے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بعض حادث صفات کے ساتھ متصف کیا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جوہر ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ جسم ہے۔ بعض نے یہ جائز رکھا ہے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے جیسے کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا ہے۔ جب کہ یہ ساری باتیں اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب لگانے کے لئے تعطیل اور تشریک کے عقیدے کی طرح ہیں (کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کائنات کی اشیاء سے مماثلت رکھتا ہے جب کہ وہ مثلیت سے پاک ہے (مترجم) جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیءٌ ہے اس کی مثل کوئی بھی شئی نہیں ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نہ وہ جوہر ہے اور نہ ہی عرض ہے تو وہ تشبیہ کی نفی کر دیتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ جوہر یا عرض ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز اور ممکن ہوتا جو تمام جواہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

جب وہ جوہر نہیں ہے عرض نہیں ہے تو اس پر وہ سب کچھ جائز نہیں ہے جو جواہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

اس لئے کہ جواہر میں تالیف و ترکیب ہوتی ہے تجسیم ہوتی ہے اللہ اس سے پاک ہے اور مکان اور جگہ گھیرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے حرکت و سکون میں آتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔ اور وہ کیفیات بھی اس پر جائز نہیں جو اعراض پر ہوتی ہے جیسے قائم بالغیر ہونا اپنے ہونے اور وجود کے لئے کسی اور شئی کا محتاج ہونا پھر حادث و فانی ہونا وغیرہ اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہے۔

اسی طرح تعطیل سے براۃ و بیزاری۔ یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی کو از سر نو بغیر مادہ کے بنانے والا ہے اپنی ذات کے سوا (یہ اس لئے ضروری ہے کہ) پہلے لوگوں میں سے ایک قوم نے فرقہ معطلہ کی مخالفت کی مگر حق تک رسائی پانے میں ناکام ہو گئے اور انہوں نے یہ قول اختیار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ موجود تو ہے لیکن اسی طرح کہ وہ تمام کائنات کی موجودات کے لئے علت اور سبب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے وجود نے۔ موجودات میں سے ہر ہر شئی کے وجود کو ایک کے بعد ایک کو تقاضا کیا ہے ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس کا وہ ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ معلول جب علت سے جدا نہیں ہوتا تو پھر لازم ہے کہ اس عالم کا مادہ بھی ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو یعنی دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہے اور مادہ بھی قدیم ہے آپس میں علت و معلول کا تعلق ہے جیسے وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے یہ بھی جدا

نہیں ہو سکتے۔

تو جو شخص یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ از سر نو ع بغیر مادے اور بغیر مثال کے کائنات بنانے اور ایجاد کرنے والا ہے اور اپنے سوا ہر چیز کو از سرے نو پیدا کرنے والا ہے اپنے اختیار کے ساتھ اور اپنے ارادے کے ساتھ خواہ وہ چیز جو ہر ہو یا عرض ہو بغیر کسی اصل کے اختراع کرنے والا ہے تو وہ شخص تعطیل کے قول کی نفی کرتا ہے علت ومعلول کے عقیدہ کی نفی کرتا ہے جو عقیدہ اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب دینے کے لئے عقیدہ تعطیل وتشریک کی طرح ہے۔ اسی طرح شریک سے براۃ وبیزاری یعنی تدبیر میں شریک ہونا اس کی نفی ہوتی ہے اس بات کے اثبات کے ساتھ کہ موجودات میں سے کسی بھی شئی کے لئے اللہ کے سوا کوئی مدبر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک قوم نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ فرشتے عالم کے مدبر ہیں لہذا ان کو اللہ کا نام دے رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے بارے میں فرمایا۔ **فالمدبرات امراً** (نازعلت) مدبرات کا معنی ہے **منفذات لما دبر اللہ علی ایدیھا** اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے جس چیز کی تدبیر فرمادی ہے ان تدبیرات الٰہیہ کو نافذ کرنے والے مثال کے طور پر جیسے اللہ کے حکم کو نافذ کرنے والے کو حاکم کہتے ہیں جب وہ دو مخالفوں میں فیصلہ کرتا ہے اور ایک قوم نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ کواکب اور ستارے اپنے نیچے مدبر ہیں اور ہر مصیبت اور ہر حادثہ جو دھرتی پر ہوتا ہے وہ کواکب کی گردش کے آثار سے ہوتا ہے اور ان کے ملنے اور جدا ہونے ان کے ملاپ اور جدائی وغیرہ کیفیات سے ہوتا ہے۔

تو جو شخص یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ ایجاد واختراع کیا ہے اس کا مدبر وہ خود ہے اس کے سوا کوئی مدبر نہیں ہے تو وہ تدبیر میں شریک کرنے کی نفی کرتا ہے جب کہ یہ شرک اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب دینے میں قدیم ہونے کے شرک اور تخلیق میں شرک کی طرح ہے پھر اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ تمام شرک کی نفی کرنے اور توحید کے تمام مذکورہ وغیر مذکورہ (پہلو اجاگر کرنے اور ثابت کرنے کے لئے) اور مذکورہ تمام معانی کو ایک ہی کلمہ میں جمع کرنے کے لئے یہی ایک کلمہ دیا ہے وہ ہے **لاالہ الااللہ**۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے مامورین کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی کا عقیدہ رکھیں اور اسی کا قول واقرار کریں اور اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے:

فاعلم انہ لاالٰہ الااللہ (سورۃ محمد ۱۹)

یقین جانئے کہ وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

یعنی لاموجود الااللہ. لاواحد الااللہ. لامنزہ من الشرکاء الااللہ. لامنزہ من التشبیہ الااللہ. لامبدع ولاموجد بغیر اصلی ومادۃ الااللہ. لامدبر والامتصرف فی الکون الااللہ. وغیرہ ذلک من اللوازم والصفات (از مترجم)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

انھم کانوا اذاقیل لھم لاالہ الااللہ یستکبرون. ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون. (الصفات ۳۵۔۳۶)

بے شک ان مشرکوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے تو وہ اکڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم ایک شاعر اور دیوانے کے لئے اپنے بہت سارے معبودوں اور حاجت رواؤں کو چھوڑ دیں گے؟

یعنی جب انہیں کہا جاتا کہ لا الٰہ الا اللہ تو وہ اکڑ جاتے اور اس کا اقرار نہ کرتے بلکہ اس کی جگہ یہ کہتے:

ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون.

۹۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابونصر فقیہ نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن عیسیٰ الحکانی

---

(۹۰)...... علی بن محمد بن عیسی الحکانی (ت ۲۹۲) (سیر ۱۳/۳۵۴)، أبو الیمان ھو الحکم بن نافع البھرانی (ت ۲۲۲) شعیب ھو ابن أبی حمزۃ.

نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالیمان نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے شعیب نے زہری سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیّب نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اقرار کر لیں لا الٰہ الا اللہ جو شخص یہ کلمہ بڑھ لے اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال بچا لیا مگر اس کے حق کے ساتھ اور حساب اس کا اللہ کے ذمہ ہے۔ بخاری نے اس کو صحیح بخاری میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے۔

۹۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے حسین بن محمد قبانی نے وہ کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن کیسان نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابوحازم نے ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا تھا:

قل لا الٰہ الا اللہ اشھد لک یوم القیمۃ.

آپ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے میں قیامت کے دن آپ کے لئے اس کی شہادت دوں گا۔

اس نے کہا اگر مجھے قریش کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ مجھے طعنہ دیں گے کہ موت گھبرا کر میں نے تیرے سامنے اقرار کر لیا تھا تو میں ضرور اقرار کرتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء. (القصص ۵٦)

آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن حاتم سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

۹۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابومحمد بن شوذب واسطی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب بن ایوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوغان مالک بن اسماعیل نہدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالسلام بن حرب نے عبداللہ بن بشر نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو آپ کے اصحاب میں سے کئی لوگ شک میں مبتلا ہو گئے میں بھی انہیں میں سے ایک تھا حضرت عمر میرے پاس سے گذرے اور سلام کیا میں نے ان کا جواب نہ دیا انہوں نے ابوبکر صدیق کے آگے میری شکایت کر دی صدیق اکبر میرے پاس آئے اور فرمایا تیرے بھائی نے سلام کیا اور تم نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا مجھے تو ان کے سلام کا پتہ ہی نہیں میں اس سے بے خبر تھا اور مشغول تھا ابوبکر صدیق نے پوچھا کیسے؟ میں نے کہا مجھے یہ خیال آ گیا تھا کہ حضور فوت ہو گئے ہیں اور میں نے ان سے اس امر کی نجات کے بارے نہیں پوچھا؟ صدیق نے فرمایا میں نے آپ سے پوچھا تھا حضرت عثمان کہتے ہیں میں جلدی سے کھڑا ہوا اور صدیق اکبر کو گلے سے لگا لیا اور معانقہ کیا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ واقعی اس کے زیادہ حق دار تھے۔

انہوں نے فرمایا میں نے اس امر کی نجات کے بارے رسول اللہ سے سوال کیا تھا حضور نے فرمایا:

---

(۹۱)...... الحسن بن یعقوب (ت ۳۴۲) (سیر ۱۵/۴۳۳)، الحسین بن محمد القبانی (ت ۲۸۹) (سیر ۱۳/۴۹۹)، ویحیی ھو ابن سعید القطان، ویزید بن کیسان ھو الیشکری أبو إسماعیل. أخرجه مسلم ص ۵۵ عن محمد بن حاتم بن میمون

(۹۲)...... أبو محمد بن شوذب الواسطی ھو عبداللہ بن عمر بن شوذب (تاریخ واسط ۸۰ و ۱۵۹)، و شعیب بن أیوب (ت ۲۶۱) تقریب. أخرجه ابن سعد فی الطبقات الکبری (۲/۲/۸۴ و ۸۵) عن محمد بن عمر عن محمد بن عبداللہ عن الزھری به.

من قبل الکلمة التی عرضتها علی عمی فھی له' نجاة.

جوشخص اس کلمہ کوقبول کرلے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا بس وہی اس کے لئے نجات ہے۔

کلمہ توحید کا اقرار نجات کی ضمانت ہے:

۹۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد خاتم دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن اسماعیل نے۔ پھر انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ ازیں آخر میں یہ کہا ہے۔

من قبل الکلمة التی عرضتھا علی عمّی فردھا فھی له نجاة.

جوشخص وہ کلمہ قبول کرلے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اور اس نے اسے رد کر دیا تھا یہی کلمہ اس بندے کے لئے نجات ہے۔

۹۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابوعبداللہ الغفار اصبہانی نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی احمد بن مہدی بن رستم نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کی ابوعاصم نبیل نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی عبدالحمید بن جعفر نے وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا صالح بن ابوعریب نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالصمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے انہوں نے ولید بن ابی بشر سے انہوں نے حمران بن ابان سے کہ انہوں نے سنا تھا عثمان بن عفان سے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا:

من مات یعلم انه لاالٰہ الااللّٰہ دخل الجنة.

جوشخص مرگیا اور وہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی علیہ نے خالد سے پھر اس مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے علاوہ ازیں کہا ہے:

---

(۹۳)...... أخرجه أحمد (۱/ ۶' عن أبی الیمان عن شعیب عن الزهری عن رجل من الأنصار من أهل الفقه عن عثمان بن عفان به.

وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۱/ ۱۴) رواه أحمد والطبرانی باختصار وأبویعلی. فی المسند بتمامه والبزار بنحوه وفیه رجل لم یسم ولکن الزهری وثقه وأبهمه (۹۴)...... أبوعاصم النبیل (ت ۲۱۲)

أخرجه أبوداود (۳۱۱۶)، والحاکم (۱/ ۳۵۱)، وأحمد (۵/ ۲۳۳) من طریق صالح بن أبی عریب به

وقال الحاکم صحیح الإسناد ووافقه الذهبی وحسنة الألبانی فی الإرواء (۳/ ۱۵۰)

(۹۵)...... محمد بن الحسن بن محمد المحمد آبادی أبوطاهر (ت ۳۳۶) (سیر ۱۵/ ۳۰۴ و ۳۲۹)، وأبوقلابة هو : عبدالملک بن محمد (ت ۲۷۶) قریب، وعبدالصمد هو ابن عبدالوارث بن سعید العنبری أبوسهل البصری (ت ۲۰۷)

أخرجه أحمد ۱/ ۶۵ عن محمد بن جعفر عن شعبة به

وقال العلامة شاکر رحمه الله : إسناده صحیح.

(۹۶)...... أحمد بن جعفر هو أبوبکر القطیعی (ت ۳۶۸) (سیر ۱۶/ ۲۱۰)

أخرجه مسلم (ص ۵۵)، وأحمد (۱/ ۶۹)، والمصنف فی الأسماء والصفات (ص ۹۹)

من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة.

جوشخص مرگیا حالانکہ وہ یقین سے جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام مسلم نے اس کو زہیر بن حرب سے اور ابن علیہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ہم نے اس کلمہ کے فضائل کتاب الاسماء والصفات کی جز خامس میں ذکر کئے ہے تفصیل کے ساتھ یہاں ہم نے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

کلمہ توحید کے ذریعہ بروزِ قیامت تکالیف سے حفاظت:

۹۷:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بزار نے یعنی احمد بن عمرو نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو کامل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعوانہ نے منصور سے انہوں نے ہلال بن یساف سے انہوں نے اغر سے انہوں نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

من قال لا اله الا الله نفعته يوما من دهره اصابه قبل ذالک ما اصابه.

جوشخص لا الہ الا اللہ کہے اس دن اس کی حفاظت رہے گی اس سے قبل جو اس کو تکلیف پہنچی تھی وہ پہنچ چکی۔

۹۸:......ہمیں خبر دی ہے علی نے وہ کہتے ہیں خبر دی احمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن یونس نے سفیان ثوری سے انہوں نے منصور سے پھر اسی کی ذکر کی ہے علاوہ ازیں فرمایا۔ انجنه نفعته کی جگہ۔

۹۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن اسحٰق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے۔پھر اسی حدیث کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔

۱۰۰:......ہمیں خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن عبید اللہ بن عبداللہ حرفیؒ نے بطور املا کے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیب بن حسن قزاز نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر احمد بن یحییٰ بن اسحٰق حلوانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے یعنی

---

(۹۷)...... أحمد بن عمرو البزار أبوبكر (ت ۲۹۲) (سير ۱۳/۵۵۴)، وأبو كامل هو : فضيل بن حسين بن طلحة البصرى أبو كامل الجحدرى (ت ۲۳۷)

أخرجه البزار (كشف الأستار ۱/۱۰ (۳) عن أبى كامل عن أبى عوانة به.

وقال البزار وهذا لانعلمه يروى عن النبى صلى الله عليه وسلم إلا بهذ الإسناد.

ورواه عيسى بن يونس عن الثورى عن منصور إيضاً.

وقد روى عن أبى هريرة موقوفاً ورفعه أصح.

وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد ۱/۱۷ رواه البزار والطبرانى فى الأوسط والصغير ورجاله رجال الصحيح

قلت رواه الطبرانى فى الصغير (۳۹۳) الروض الدانى ولكن من طريق عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن أبى هريرة مرفوعاً بلفظ :

من قال لاإله إلاالله نفعته يوماً من دهره ولو بعد مايصيبه العذاب

تنبيه : سقط من الإسناد عندالبزار (كشف الأستار) : الأغر فليصحح

(۹۸)...... عمرو بن خالد بن فروخ بن سعيد الحنظلى أبوالحسن الجزرى (ت ۲۲۹)، وعيسى بن يونس (ت ۲۸۷، أو ۲۹۱)

والحديث أشارله البزر أثناء الحديث السابق.

وأخرجه أبونعيم فى الحلية ۵/۴۶ من طريق أبى الزنباع روح بن الفرج، ۷/۱۲۶ من طريق أحمد بن مهدى كلاهما عن عمرو بن خالد.

وأخرجه المصنف فى الأسماء والصفات ص ۱۰۴ من طريق هلال بن العلاء عن عيسى بن يونس به.

ابن عبدالحمید نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابواحمد بن عدی حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابان بن میمون سراج نے اور احمد بن محمد بن خالد برانی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ حمانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

(۱۰۰)...... عبدالرحمن بن عبيدالله بن عبدالله الحرفي (ت ۴۲۳) (سير ۱۷/۱۱/۴)، وأحمد بن يحيى بن إسحاق هو البجلي الحوالني أبوجعفر، يحيى بن عبدالحميد (ت ۲۲۸)، أحمد بن محمد المالينى أبوسعد (ت ۴۰۹) (جرجان ص ۱۲۴)، أبوأحمد بن عدى عبدالله بن عدى الجرجانى أبواحمد (ت ۳۶۵) (جرجان ص ۲۶۶)، محمد بن إبراهيم بن أبان أبوعبدالله (ت ۳۳۶) (سير ۱۴/۲۲۲)، أحمد بن محمد بن خالد البرائى أبوالعباس (ت ۳۰۰) (سير ۱۴/۹۲) أخرجه ابن عدى فى الكامل ۴/۱۵۸۲ عن محمد بن أبان وأحمد بن محمد البرائى به.

وأخرجه الخطيب البغدادى فى تاريخ بغداد (۱/۲۶۶) من طريق محمد بن أحمد بن إبراهيم عن يحيى الحمانى به، ۱۰/۲۶۵ من طريق أبى مسلم الواقدى عبدالرحمن بن واقد عن عبدالرحمن بن زيد بن أسلم به، وعزاه ابن كثير فى التفسير ۲/۵۳۷ لابن أبى حاتم من طريق عبدالرحمن بن زيد.

وللطبرانى من طريق سليمان بن عبدالله بن وهب الكوفى عن عبدالعزيز بن حكيم عن ابن عمر.

المطالب العالية (۳۳۹۵) وعزاه الحافظ لأبى يعلى وقال البوصيرى:

رواه أبويعلى والطبرانى والبيهقى بلفظ آخر وسكت.

وعزاه الهيثمى فى المجمع ۱۰/۸۳ للطبرانى بن الأوسط من طريقين

وفى الأولى يحيى الحمانى وفى الأخرى مجاشع فى عمرو وكلاهما ضعيف، ۱۰/۳۳۳ رواه الطبرانى وفيه جماعة لم أعرفهم.

قلت يبدو أنه يشير للطريق التى ذكرها ابن كثير.

والحديث ضعفه العراقى ۱/۲۹۸ (الأحياء) وعزاه لأبى يعلى والطبرانى والبيهقى فى الشعب.

قلت أخرجه الخطيب فى تاريخ بغداد ۵/۳۰۵ من طريق ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس مرفوعاً

وقول البيهقى: وروى من وجه آخر ضعيف......

أخرجه البيهقى فى البعث (۸۲) من طريق بهلول بن عبيد عن سلمة وقد روى آدم بن أبى أياس هذا الحديث بإسناد غير هذا عن أبى هريرة وذكر فيه الأسماء وليس له إسناد صحيح وأخرجه ابن ماجة (۳۸۶۱) عن هشام بن عمار عن عبدالملك بن محمد الصنعانى عن أبى المنذر زهير بن محمد التميمى عن موسى بن عقبة عن عبدالرحمن الأعر عن أبى هريرة به وقال البوصيرى فى الزوائد لم يخرج أحد من الأئمة الستة عدد أسماء الله الحسنى من هذا الوجه ولا من غيره غير ابن ماجة والترمذى مع تقديم وتأخير وطريق الترمذى أصح شىء فى الباب وإسناد طريق ابن ماجة ضعيف لضعف عبدالملك بن محمد. اهـ.

وقول الترمذى (وقد روى آدم بن أبى أياس......) الخ قال الحافظ فى التلخيص الحبير ۴/۱۷۲ والطريق التى أشار إليها الترمذى رواها الحاكم فى المستدرك ۱/۱۷ من طريق عبدالعزيز بن الحصين عن أيوب وعن هشام بن حسان جميعاً عن محمد بن سيرين عن أبى هريرة وفيها زيادة ونقصان وقال. أى الحاكم. المحفوظ عن أيوب و هشام بدون ذكر الأسامى. قال الحاكم وعبدالعزيز ثقة

قال الحافظ بل متفق على ضعفه وهاه البخرى ومسلم وابن معين وقال البيهقى ضعيف عند أهل النقل:

ابن كهيل عن ابن عمر وقال البيهقى هذا مرسل عن سلمة بن كهيل عن ابن عمر.

وعبيد بن بهلول تفرد به وليس بالقوى.

ثم أخرجه البهيقى (۸۳) من طريق بهلول بن عبيد عن سلمة عن كهيل عن نافع عن ابن عمر به.

لیس علی اھل لاالٰہ الا اللّٰہ وحشۃ وفی قبورھم ولافی نشورھم وکانی باھل لاالٰہ الا اللّٰہ ینفضون عن رؤسھم یقولون الحمد للہ الذی اذھب عن الحزن۔

اہل لا الٰہ الا اللہ پر ان کی قبر میں وحشت نہیں ہوگی اور نہ ہی قبروں سے اٹھتے وقت میں گویا اہل لا الٰہ الا اللّٰہ والوں کے ساتھ ہوں۔ اپنے سروں سے مٹی جھاڑیں گے اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔

اس روایت میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم متفرد ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے ضعیف طریقہ مروی ہے جسے ہم نے ''کتاب البعث والنشور'' میں نقل کر دیا ہے اور ہم نے اس کلمہ کا ذکر تعلق ان عقائد خمسہ ساتھ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ذکر کر دیا ہے۔

کیونکہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ اس نے اللہ کو ثابت کیا اور غیر اللہ کی نفی کی لہذا اس نے جو کچھ ثابت کیا اس کے ساتھ وہ عقیدہ تعطیل سے باہر آ گیا۔ اور شرک کی نفی سے بھی جو اسی کے ساتھ مربوط ہے۔ اور ایسے شخص نے لفظ الٰہ سے موجد اور مدبر ہونا بھی ثابت کر دیا۔ اور اس سے تشبیہ کی نفی بھی کر دی الٰہ کا لفظ مبدع اور موجد کے ماسوا کے لئے درست نہیں ہوسکتا۔ لفظ الٰہ سے جب مبدع اور موجد کا اعتراف ثابت ہو گیا تو مدبر ہونا خود بخود ثابت ہو گیا، اس لئے کہ ایجاد کرنا خود تدبیر کرنا ہے پھر اس ایجاد کو باقی رکھنا اور اس میں اعراض کی کیفیات پیدا کرنا اور ان کیفیات اعراض کو ختم کرنا ایجاد کے بعد۔ یہی خود تدبیر کرنا و مدبر ہونا ہے۔ اور الٰہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مخلوق میں سے اس کا کوئی شبیہ نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق میں سے کوئی اس کا شبیہ ہو تو پھر لازم ہوگا کہ یہی صورت اور صفت اس کے لئے بھی جائز ہو جو اس کے شبیہ کے لئے مانی تھی۔ جب یہ بات اس دوسرے شبیہ یا پہلے کے لئے جائز ہو تو وہ لفظ الٰہ کے نام کا مستحق نہیں ہوگا جیسے اس کی وہ مخلوق اس کی مستحق نہیں جو اس کی شبیہ قرار دی جا رہی ہے۔ تو اس طرح ثابت ہوا کہ لفظ الٰہ اور شبیہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے جیسے لفظ الٰہ اور ابداع کی نفی جمع نہیں ہو سکتے۔

حلیمی کا حدیث اسماء اللہ ذکر کرنا:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اسماء اللہ ذکر کی ہے اور اس کے ساتھ وہ اسماء بھی ملائے ہیں جو دیگر احادیث میں وارد ہوئے ہیں اور ان اسماء کو عقائد خمسہ میں تقسیم کیا ہے ہم نے وہ سب کتاب الاسماء والصفات میں نقل کئے ہیں اور ہم نے اس کے ساتھ بعض شواہد اور صفات کی معرفت، اور مشکل آیات کی تاویل اور احادیث مشتبہات کا اضافہ کیا ہے جن کی معرفت ضروری ہے جو شخص اس پر مطلع ہونا چاہے گا انشاء اللہ اس کی طرف بھی رجوع کرے گا۔

اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ حدوث عالم کے اثبات میں۔ اور ان دلائل میں کہ اس عالم کا کوئی صانع اور بنانے والا اور مدبر یعنی چلانے والا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کا مشابہ یہ نہیں ہے۔ کئی خوبصورت فصل ذکر کئے ہیں جن میں سے کوئی شئی حذف کرنا ممکن نہیں ہے لہذا میں نے ان کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ اور یہاں پر میں نے ان کے سوا اور کے کلام سے وہ حصہ نقل کیا ہے اس باب میں جس کو نقل کرنا ضروری تھا۔

فصل:......اللہ عزوجل کی معرفت، اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت

معرفت الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اسے موجود سمجھیں۔ قدیم سمجھیں۔ ہمیشہ ہے۔ فنا نہیں ہوگا۔ ایک ہے۔ صمد ہے اور ایسا ایک ہو جو وہم و گمان میں اور تصور میں نہیں آ سکتا۔ تقسیم نہیں ہوسکتا۔ حصے بخرے ٹکڑے نہیں ہوسکتا۔ وہ جوہر نہیں (قائم بالقدرت کسی جگہ میں) عرض

نہیں ہے (قائم بالغیر) جسم نہیں ہے۔ قائم بنفسہ ہے۔ غیر سے بالکل مستغنی ہے۔ زندہ ہے، قادر ہے، عالم ہے، مرید (ارادہ کرنے والا) ہے سمیع ہے بصیر ہے۔ متکلم ہے۔ اس کی حیات ہے۔ قدرۃ ہے علم ہے ارادہ ہے سمع ہے بصر ہے۔ کلام ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ ان صفات کے ساتھ۔ مخلوق کی کوئی صفات اس کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہا جائے کہ صفات وہی ہیں اور نہ ہی غیر ہیں یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ اس سے جدا ہیں۔ یا مجاوز ہیں۔ یا مخالف ہیں۔ یا موافق ہیں۔ یا اس کو حلول کر چکی ہیں۔ بلکہ یہ اس کی تعریف وثنا ہیں، ازلی ہیں۔ اور اس کی صفات ابدی میں اسی کے ساتھ قائم ہیں اسی کے وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی کے دوام کے ساتھ دائم ہیں۔ نہ ہیں اعراض میں نہ ہی اغیار ہیں۔ نہ اعضاء میں اترنے والی ہیں۔ ذہنوں میں خیال وتصور کے اعتبار سے غیر مکلّف ہیں یعنی جن کی کیفیت کا تصور میں ذھنوں نہیں آسکتا۔ ان کی تمثیل وہموں کے لئے غیر مقدور ہے۔ اس کی قدرت مقدورات کو عام وشامل ہے۔ اور اس کا علم معلومات کے لئے عام ہے اور شامل ہے۔ اور اس کا ارادہ تمام مرادات کو شامل ہے۔ وہی ہوتا ہے جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے۔ جو کچھ نہیں ہوتا اس کا وہ ارادہ ہی نہیں کرتا۔ وہ حدود اور جہات واطراف سے اور غایات سے وراء ہے...... مکانوں اور زمانوں سے مستغنی ہے۔ نہیں پاسکتیں اس کو حاجات اور نہیں چھو سکتے اس کو منافع اور نقصانات۔ نہیں لاحق ہوتیں اس کو لذات۔ نہ ہی تقاضے نہ ہی شہوات ایسی کوئی کیفیت اس پر جائز نہیں جو حادث چیزوں پر جائز ہیں۔ اور حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں اس کا مطلب ہے کہ نہ حرکت درست ہے اس پر نہ ہی سکون۔ نہ ہی اجتماع نہ ہی افتراق نہ ہی برابری نہ ہی معاملہ۔ نہ ہی ایک دوسرے کو چھونا۔ نہ ایک دوسرے کا مجاور ہونا پڑوسی ہونا نہ ہی کوئی حادث شئی اس کے ساتھ قائم ہے۔ نہ ہی اس کی کوئی ازلی صفت اس سے باطل ہوتی ہے۔ اس پر عدم صحیح نہیں ہے محال ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ یا بیوی ہو۔ یا شریک ہو۔ اپنے سوا ہر زندہ کو موت دینے پر قادر ہے۔ اپنے سوا ہر شئی کو فنا کر سکتا ہے۔ فنی کے بعد دوبارہ اجسام کو بنا سکتا ہے۔ ہر شئی کی مثال بغیر کسی کمی کوتاہی کے پیدا کر سکتا ہے۔ ہر شئی پر قادر ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے اسی کا حکم ہے۔ ہر انعام اس کا فضل ہے ہر اکرام اس کی طرف سے انصاف ہے۔ اس کی طرف نسبت جوڑنا جائز ہے اور اس کی طرف نسبت ظلم صحیح نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نسب کا سوال:

۱۰۱:...... ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے اور ابوجعفر محمد بن صالح نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سابق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر رازی نے ربیع بن انس سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابی بن کعب سے۔ کہ مشرکین نے کہا اے محمد اپنے رب کا ہمارے سامنے نسب بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی۔

قل هو الله احدالله الصمد. فرمادیجئے اللہ ایک ہے اللہ صمد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صمد وہ ہوتا ہے الصمدالذی. لم يلدولم يولدولم يكن له كفوا احداً.

جو نہ کسی کو جنے اور نہ ہی اس کو کوئی جنے اور کوئی ایک بھی اس کا ہمسر نہ ہو۔

(۱۰۱)...... الحسين بن الفضل (ت ۲۸۲) (شير ۱۳/۴۱۴)، ومحمد بن سابق (۲۱۳) تقريب، وأبوجعفر الرازى هو عيسى بن ماهان.

أخرجه الترمذى (۳۳۶۴)، أحمد ۵/۱۳۳ و ۱۳۴ من طريق أبى سعد بن ميسر عن أبى جعفر الرازى عن الربيع به.

ورواه الترمذى (۳۳۶۵) من طريق عبيدالله بن موسى عن أبى جعفر عن الربيع عن أبى العالية أ النبى صلى الله عليه وسلم فذكر نحوه ولم يذكر ابيا.

قال الترمذى وهذا أصح من حديث أبى سعد

کیونکہ جو بھی پیدا ہوتا وہ مرتا بھی ہے اور جو مرتا ہے اس کی جگہ کوئی اور بھی آ تا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نہ ہی مرے گا نہ ہے اس کی جگہ کوئی لے گا۔ نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے۔ نہ ہی برابر ہے۔ کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام:

۱۰۲:......ہمیں خبر دی ہے ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمٰن سلمی نے محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا اسماعیل بن نجید نے اور ابو عمرو بن مطر نے اور علی بن بندار صیر فی نے اور ابو عمرو بن حمدان نے اور ابو بکر بن قریش نے وغیرہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صفوان بن صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب بن ابی حمزہ نے ابو زناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللّٰہ تسعة وتسعین اسماً مائة الا واحدة. انه وتر یحب الوتر. من احصاها دخل الجنة.

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک سو سے ایک کم۔ (اللہ تعالیٰ طاق عدد ہے اور وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔) جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔

هو اللّٰه. الذی لااله الا هو الرحمٰن الرحیم. الملک القدوس. السلام المؤمن. المهیمن. العزیز. الجبار. المتکبر. الخالق. الباری. المصور الغفار. القهار. الوهاب. الرزاق. الفتاح. العلیم. القابض. الباسط الخافض. الرافع. المعز. المزل. السمیع. البصیر. الحکم. العدل. اللطیف. الخبیر. الحلیم. العظیم. الغفور. الشکور. علی الکبیر. الحفیظ. المقیت. الحسیب، الجلیل. الکریم. الرقیب. المجیب الواسع الحکم. الودود. المجید. الباعث. الشهید. الحق. الوکیل. القوی المتین. الولی. الحمید. المحصی. المبدئ. المعید. المحی الممیت الحی. القیوم. الماجد. الواجد. الواحد. الاحد. الصمد. القادر المقتدر. المقدم. المؤخر. الاول. الاخر. الظاهر. الباطن. البر. التواب المنقم العفو. الرؤف. مالک الملک ذوالجلال والاکرام الوالی. المتعالی المقسط الجامع. الغنی المغنی. الرافع. الضار. النافع. النور. الهادی البدیع. الباقی. الوارث. الرشید. الصبور. الذی لیس کمثله شئی وهو السمیع البضیر

"ابو ہریرہ کے سوا اوروں نے۔ الرافع کے بدلے میں المانع کہا ہے۔

اور الباطن کے بعد الوالی المتعالی کہا ہے۔

---

(۱۰۲)......أبوبکر الإسماعیلی هو أحمد بن إبراهیم بن إسماعیل بن العباس (ت ۳۷۱) (سیر ۱۶/۲۹۲)، إسماعیل بن نجید (ت ۳٦٦) طبقات الصوفیة للسلمی (ص ۴۵۴)، علی بن بندار الصیرفی هو أبوالحسن (ت ۳۵۹) (طبقات الصوفیة للسلمی ص ۵۰۱)، وأبوعمرو بن حمدن هو: محمد بن أحمد بن حمدان طبقات الصوفیة للسلمی (ص ۷۱)، میزان الاعتدال (۳/۴۵۷)، وصفوان بن صالح هو أبوعبدالملک الدمشقی (تقریب) ولینظر من هو أحمد بن علی الدامغانی، وأبوبکر بن قریش.

أخرجه الترمذی (۳۵۰۷) وابن حبان ۲۳۸۴ والحاکم ۱/۱٦، والمصنف فی الأسماء والصفات (ص ۵) وفی سنة الکبری (۱۰/۲۷) من طریق صفوان بن صالح عن الولید بن مسلم به وقال الترمذی.

هذا حدیث غریب حدثنا به غیر واحد عن صفوان بن صالح ولا نعرفه إلا من حدیث صفوان بن صالح وهو ثقة عند أهل الحدیث.

وقد روی هذا الحدیث من غیر وجه عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم ولا نعلم فی کثیر شیء من الروایات ذکر الأسماء إلا فی هذا الحدیث.

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی نے فرمایا۔

استاذ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم اسفرائنی نے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان من احصاھا۔ سے مراد ہے من علمھا۔ جو ان اسماء کو یاد کرے سے مراد ہے جو ان کو جان لے۔ اور ذکر فرمایا کہ یہ اسماء اٹھائیس نام ذات کے لئے ہیں اور اٹھائیس نام صفات کے لئے اور تینتالیس اسم فعل کے لئے ہیں۔

اسماء ذات کے معانی کا بیان

''اللہ''

اس کے کئی معانی ہیں:

❶ ...... وہی مخلوق پر قدرت رکھنے والا۔

❷ ...... وہی کچھ ہوتا ہے جو وہ ارادہ کرتا ہے۔

❸ ...... وہی ایسا غالب ہے جو مغلوب نہیں ہوتا۔

❹ ...... وہی ایسا غالب جس پر غلبہ نہ کیا جائے۔

❺ ...... وہی ہے جس کے بغیر مکلف بنانا صحیح نہ ہو سکے۔

''الملک یا بادشاہ''

اس کا معنی یہ ہے:

❶ ...... وہی عزت دیتا ہے جس کو چاہے۔

❷ ...... وہی ذلت دیتا ہے جس کو چاہے۔

❸ ...... اس پر ذلت محال ہے۔

تحقیق کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے:

❶ ...... وہی مالک بنانے والا، بادشاہی دینے والا ہے۔

❷ ...... چھین لینے والا۔

❸ ...... قدرت دینے والا۔

❹ ...... روک لینے والا ہے۔

تحقیق کہا گیا کہ معنی یہ ہے:

❶ ...... وہی سرپرستی کرتا ہے۔

❷ ...... معزول کرتا ہے۔

❸ ...... جس کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔

❹......جس سے کوئی کچھ نہیں چھین سکتا۔

تحقیق کیا گیا کہ معنی یہ ہے:

❶......وہی عزت اور بادشاہت میں متفرد ہے اس مفہوم میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

''القدوس''

(پاکیزہ)(پاک ذات ہر عیب سے) اس کے کئی معانی ہیں:

(۱)......❶......وہی عیبوں سے بری ہے۔

❷......شرکاء سے بری ہے۔

❸......انداد(شریکوں) سے پاک ہے۔

❹......اضداد سے(حریفوں) سے پاک ہے۔

(۲)......ہر وصف جو اس کے ساتھ مختص ہے اس وصف کا کمال صرف اسی کے لئے ہے۔

(۳)......اپنے ماسوا(مخلوق) کو عیبوں سے پاک کرنا اسی کی صفت ہے۔

(۴)......❶......خیال وگمان اس کی تحدید کا ادراک نہیں کر سکتے۔

❷......نگاہیں اس کی صورت کو پا نہیں سکتیں۔

''السلام''

سلامتی والا، عیبوں سے بری، سلامتی دینے والا

اس کے کئی معانی ہیں:

(۱)......❶......سلامتی اسی کے ساتھ ہے۔

❷......سلامتی اسی میں ہے۔

(۲)......جو اس کی اطاعت کرے گا سلامت رہے گا(بچ جائے گا عذاب سے، جہنم سے)

(۳)......نقائص سے سلامتی والا ہے۔

(۴)......وہی سلامتی دیتا ہے اپنی طرف سے مقصد کی تحقیق پر۔

''المؤمن''

(امن دینے والا)

اس کے کئی معانی ہیں:

❶......ہدایت اور ایمان اسی کی طرف سے ہے۔

❷......تصدیق وتکذیب اسی کے ساتھ ہے۔

❸......حقائق اسی کے آگے کھلیں گے۔

❹......حکم اسی سے لیا جاتا ہے۔

❺......قول اسی کا قول ہے، جس کی مخالفت ممکن نہیں۔

❻......اسی کا زوال محال ہے۔

❼......اسی کے ساتھ جھگڑا کرنا مشکل و ناممکن ہے۔

''المہیمن''

نگہبان، محافظ، خوف سے امن دینے والا

یہ اسماء کمال میں سے ہے۔ فضل کے تمام اوصاف کو جامع ہے اور نقص کے تمام اوصاف کے مخالف ہے گویا کہ کمال وہ ہے جس پر زوال صحیح نہیں ہے اس میں شہادت، حفاظت عطا۔ منع۔ اختصاص۔ داخل ہیں۔

''العزیز''

غالب، عزت والا

اس کے کئی معانی ہیں:

❶......وہ جو مغلوب نہ کیا جائے۔

❷......وہ جس کی مراد میں مخالفت نہ کی جا سکے۔

❸......وہ انتباہ سے خوف زدہ نہیں کرتا۔

❹......وہ اپنے مقام سے کبھی نیچے نہیں اترتا۔

❺......وہ جس کو ارادہ کرے عذاب دے سکتا ہے۔

❻......بھاگ کر آنے ولوں کے لئے جائے پناہ ہے۔

❼......ارادت مندوں کا مقصود وہی ہے۔

❽......دین سے نکل جانے والوں کا راستہ وحساب اسی پر ہے۔

❾......عمل کرنے والوں کا ثواب اسی پر ہے۔

❿......وہی ہے جس کی مثال موجود نہیں۔ وہی ہے جو کسی حد میں محدود نہیں۔ وہی ہے جس پر کوئی نقص اور عیب صحیح نہیں۔

''الجبار''

بڑا زبردست

اس کے کئی معانی ہیں:

(۱)......وہ ہے جو عذاب دینے پر آئے تو شفقت نہ کرے (نہ روئے۔)
(۲)......بخششیں کرتے کسی سے نہ ڈرے۔
(۳)......جب دینے پر آئے تو دل کھول کر دے۔
(۴)......جب ہاتھ روکنے پر آئے تو پوری طاقت سے روک دے۔
(۵)......جو بے وفائی کرنے عہد شکنی والوں کی وجہ سے کمزور نہیں پڑتا۔
(۶)......جو وفاداروں اور مخلصین کی وجہ سے نہیں اتراتا۔
(۷)......وہ جو آئندہ کسی شئی کے نہ ہونے پر اس کی تمنا نہیں کرتا۔
(۸)......جو اب تک کسی شئی کے نہ ہونے پر پریشان نہیں ہوتا۔
(۹)......وہ جس کے کسی فعل میں اس سے کوئی پوچھنے اور کیوں؟ کرنے والا نہیں۔
(۱۰)......جس کے کسی کام کی وجہ کی مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔
(۱۱)......جس کی قدرت پر کوئی روکاوٹ کوئی قدغن نہیں۔
(۱۲)......جس پر کوئی شئی لازم نہیں ضروری نہیں۔
(۱۳)......جس کی عزت کے آگے بڑے بڑے عزت دار ذلیل ہیں۔
(۱۴)......جس کے اپنے قریب کرنے سے بڑے بڑے ذلیل (گنہگار) شرف وعزت کے مالک بن جاتے ہیں۔

"المتکبر"

بڑائی والا، کبریائی والا

اس کے کئی معانی ہیں:
(۱)......وہ جس کے آگے کسی شئی کی کوئی مقدار نہیں ہے۔
(۲)......جس کو کسی ملامت کا اثر نہیں (ملامت کے والے فعل و اثر دونوں سے پاک ہے)۔
(۳)......جس کو کسی عقاب وسزا کا ڈر نہیں۔
(۴)......جو کسی نفع کے حصول کے لئے پیدا نہیں کرتا۔
(۵)......جو کسی نقصان سے بچنے کے لئے اختراع وایجاد نہیں کرتا۔
(۶)......جس کی طاعت وعبادت سے اس پر کسی کا احسان نہیں۔
(۷)......جس کی تابعداری سے اس پر ثواب لازم نہیں۔
(۸)......اتباع کرنے سے جس کی عزت میں اضافہ نہیں ہوتا۔
(۹)......کسی نافرمانی اور سرکشی کرنے والے سے جس کی عزت ومقام کم نہیں ہوتا۔
(۱۰)......جو کسی ذاتی فائدے کے لئے امر نہیں کرتا۔
(۱۱)......جو کسی مفاد کے لئے رکاوٹ ونہی نہیں کرتا۔

"العلی"

اونچا، سب سے اوپر، عالی مرتبہ

اس کے کئی معانی ہیں:

❶ ....وہ برتر ہے (الف) کسی مالک سے (ب) کسی حکم کرنے والے سے (ج) کسی روکنے والے سے (د) کسی حد بندی سے (ھ) کسی رسم نشان سے (و) کسی رکاوٹ سے (ز) کسی ہاں و جواب سے۔

❷ ......وہ برتر ہے، مخلوقات کی طرف اپنی کسی حاجت سے۔

❸ ......(وہ برتر ہے) اس سے سوال نہیں کیا جائے وہ جو کچھ کرے۔ اس سے محاسبہ نہیں کیا جائے گا اس پر جو کچھ وہ قبض کرے۔

"العظیم"

عظمت والا، حدود و ادراک سے وعقل ماوریٰ

اس کے کئی معانی ہے:

❶ ......ہر قسم کی تحدید ہر قسم کی پیمائش اس پر محال ہے۔

❷ ......کثیف (موٹے) اور دقیق (باریک) ہونے سے پاک ہے۔

❸ ......طاعت بجالاتے وقت جس کے آگے اظہار ذلت و اظہار و عجز واجب ہے۔

"الجلیل"

شان و شوکت والا، جلال والا، عظمت والا

اس کے کئی معانی ہیں:

❶ ......اس سے عظیم تر کہ میں جو چیز حدوت پر دلالت کرتی ہے اس کی نسبت اس کی طرف کی جاسکے۔

❷ ......جس کی تابعداری فرض ہو۔

❸ ......وہی شان و شوکت والا بنتا ہے جس کو وہی رفعت عطا کرے۔

"الکبیر"

سب سے بڑا، گرامی قدر

اس کے کئی معنی ہیں:

❶ ......جس پر مقدار اور اندازے واقع اور فٹ نہیں ہیں۔

❷ ......جس کی تدبیر رد نہیں کی جاسکتی۔

❸ ......ہر قسم کے امور میں جس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی۔

''الحمید''

حمد وثنا کا مستحق، خوبیوں والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......تمام تعریف وحمد کے مفہوم صرف اسی کے لئے ہیں۔

❷......تمام صفات مدح اسی کے لئے ہیں۔

❸......تمام صفات کمال اسی کے لئے ہیں۔

''المجید''

مجد والا، بزرگی والا، بڑے رتبے والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......جس کے اوصاف مدح میں اس کا مساوی کوئی نہیں۔

❷......وہ ذات جو اپنے جلال اپنی کبریائی اپنی عزت میں منفرد ہے۔

❸......وہ ذات کہ اس کے ماسوا کے سارے مدح کے اوصاف صرف اسی کی حمد وثنا کے مرہون منت ہیں۔

''الحق''

اللہ، سچ، مجسم عدل وانصاف

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......جس کا رد ممکن نہ ہو۔

❷......جس کا ہٹنا ممکن نہ ہو، صحیح بھی نہ ہو۔

❸......وہ ہستی جسے ایسی قدرت سے موصوف نہ کیا جا سکے جس پر اس کی برائی ہو سکے۔

❹......وہ ذات کہ اس کی مخلوق کا کوئی کام بھی ہو جو اس کی امر کے تابع نہ ہو وہ قابل تعریف نہ ہو سکے۔

❺......وہ ذات جس نے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے اپنی مخلوق کے لئے جو کچھ ان سے وہ کروانا چاہتے ہیں۔

''المبین''

ظاہر کرنے والا، جدا کرنے والا، واضح روشن

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......عقل رکھنے والوں کے لئے اس نے بیان کر دیا ہے۔

❷......فضل اسی کے ذریعے ہوتا ہے۔

❸......تحقیق وتمیز اسی کی طرف سے ہے۔

❹......ہدایت اسی کے ذریعے سے ہے۔

''الواحد''

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......اس کے حصے اور اجزا نہیں ہیں۔

❷......اس پر تشبیہ درست نہیں ہے۔

❸......اس کے ملک اور بادشاہی سے نکلنا ممکن نہیں ہے۔

❹......اس کی حکومت و بادشاہت کی کوئی حد نہیں ہے۔

''الماجد''

بزرگی والا، عزت والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......انتہائی درجے کا اعلیٰ اور ارفع۔

❷......حسب مشیئت کسی کو قریب کرتا ہے۔

❸......بادشاہ ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔

❹......بادشاہت دینا بھی اسی کے ساتھ خاص ہے۔

''الصمد''

بلند مرتبہ، بے نیاز، ہمیشہ رہنے والا، بڑے بڑے عظیم کاموں میں جس کی طرف رجوع کیا جائے

اس کے کئی معنی ہیں:

❶......وہم وگمان میں بھی جس کے اجزا و حصے بخرے نہ ہو سکیں۔

❷......وجود وہستی اور تمام احوال و کیفیات اسی سے طلب کئے جاتے ہیں۔

''الاول''

پہلا، سب سے پہلے والا

اس کے کئی معنی ہیں:

❶......وہی ہمیشہ سے ہے۔

❷......انعام اور آزمائش پر جس کا احسان نہ چکایا جا سکے۔

❸......کسی فعل پر جس سے سبقت نہ لی جا سکے۔

''الاخر''

پچھلا، سب کے بعد والا

اس کے معنی ہے دائم (ہمیشہ رہنے والا) جس پر کبھی بھی عدم اور نہ ہونا محال ہے۔

''الظاہر''

باہر وظاہر، اپنی قدرتوں سے سب، ظاہر

اس کے معنی ہے دلائل کے ساتھ جس کا ادراک قطعی اور یقینی صحیح ہو۔

''الباطن''

اندر، مخفی (اپنی ذات سے) پوشیدہ

اس کے معنی چھونے سے، سونگھنے سے، چکھنے سے یعنی حواس سے جس کا ادراک نہ کیا جا سکے اور وہ تمام مخفی امور سے واقف ہو۔

''المتعال''

بلند، عالی مرتبہ، عالی شان

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶......وہ بلند ہے ہر ایک کی طاقت وقدرت سے۔

❷......وہ برتر ہے زوال سے ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔

❸......وہ برتر ہے ہر ضرورت وحاجت سے۔

''الغنی''

بے نیاز، بے پرواہ

❶......قدرت کا محتاج نہیں۔ ستون سہارے کا محتاج نہیں، کسی تعلق کا محتاج نہیں۔

اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کے حادث ہونے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ تصور اس سے درست ہو سکتا ہے۔ کسی نئے حکم پر توقف کے بغیر بھی۔

"النور"

روشنی، روشن کرنے والا

❶ ......وہ اپنے اولیاء پر دلیل کے ساتھ مخفی نہیں ہے۔ جب کہ آنکھوں کے ساتھ اس کا ادراک درست نہیں اور ممکن نہیں ہے اور ہر عقلمند کے لئے عقل کے ساتھ ظاہر ہے۔

"ذوالجلال"

بزرگی والا، بڑی شان والا، صاحب جلال

❶ ......ذوالجلال کا معنی ہے، وہ ذات جو مذکورہ تمام صفات جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں کے ساتھ مختص ہے۔

❷ ......بعض احادیث میں ہے کہ ذوالجلال کا معنی ہے۔ السید (سردار)

قول بیہقی:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث کی سند میں کتاب (الاسماء والصفات) میں ذکر کر دی ہے۔

اور اس کے علاوہ جو دیگر احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں ان کی اسناد بھی۔

امام بیہقی کے استاذ کا قول:

(حضرت) استاذ نے فرمایا کہ ذوالجلال کا معنی ہے کہ وہی تمام مخلوق کا مالک ہے۔ وہی ہر شئی کو وجود عطا کرنے میں منفرد اور اکیلا ہے۔

"المولیٰ"

مالک، دوست، مددگار

اس کا معنی ہے وہی تبدیلی کرتا ہے جو کچھ چاہے اور جیسے چاہے۔

"الاحد"

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶ ......اس کا معنی ہے وہ ذات جس کے لئے اتصال صحیح نہیں۔ ایک دوسرے کو چھونا درست نہیں۔

❷ ......جس پر نقصان اور کمی اور زیادتی درست اور ممکن نہیں۔

"الفرد"

اکیلا

اس کا معنی ہے کہ اس کے لئے بیوی اور بیٹا درست نہیں۔

''الوتر''

''طاق''

اس کا معنی ہے کہ وہ ذات جو معنی کے اعتبار سے معدودات میں شمار نہیں ہوتی۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ وہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں ہوتا۔ جس کے ساتھ مخلوق کا کوئی فرد متصف ہو سکے۔ صرف اسی صفت سے موصوف ہو جو اسی کے ساتھ خاص ہو اور غیر سے مبائنت ہو۔

ذات مقدس کے صفاتی نام

ذات مقدس کے صفاتی نام جن کا تعلق قدرت سے ہے۔

''القاہر''

غالب

اس کا معنی ہے ''غالب''۔

''القہار''

دباؤ والا، غالب بڑا

اس کا معنی کئی معنی ہیں:

❶......جس کا برا نہ چاہا جا سکے۔

❷......جو مغلوب نہ کیا جا سکے۔

''القوی''

طاقتور

اس کا معنی ہے۔ ہر مقصد میں اور ہر مراد میں پوری پوری قدرت رکھنے والا۔

''المقتدر''

قادر مطلق، قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے کہ وہ ہستی جس کو اس کے مقصد و مراد سے کوئی شے نہ ہٹا سکے۔

''القادر''

قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے قدرت کا اثبات۔

''ذوالقوۃ المتین''

اس کا معنی ہے قدرت کے اختتام کی نفی۔(یعنی لامتناہی قدرت کا اثبات)یعنی عام اور جامع قدرت کا اثبات۔
بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔بعض آثار میں مروی ہے۔''المغلاب'' اس کا مطلب ہے جو ارادہ کرتا ہے اس پر مجبور کر دیتا ہے۔اور اس کے ارادہ کے خلاف اس کو مجبور نہیں جا سکتا۔

ذات مقدس کے صفاتی نام
جن کا تعلق علم سے ہے اور ان کے معانی

''العلیم''

علم رکھنے والا، جاننے والا

اس کا معنی ہے،معلومات کی تعمیم۔یعنی سب کچھ جاننا۔

''الخبیر''

خبردار،خبر رکھنے والا، ہر شے سے واقف

اس ذات کی یہ خصوصیت ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ہونے سے قبل وہ اس کو جانتا ہے۔

''الحکیم''

حکمت والا، دانائی والا

اسی کی خصوصیت ہے کہ وہ اوصاف کی باریکیاں تک جانتا ہے۔

''الشہید''

اسی کی خصوصیت ہے کہ وہ موجود اور غیر موجود کو برابر جانتا ہے مطلب ہے کہ اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔(گواہ)(بتانے والا)(موجود)۔

''الحافظ''

حفاظت کرنے والا

اس نام کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حافظ بھی ہے وہ جو کچھ جانتا ہے اس کو بھولتا نہیں ہے۔

المحصی

ہر شے کا احاطہ کرنے والا، ہر شے کے علم و معلومات کا احاطہ کرنے والا

اس صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ معلومات کی کثرت اس کو بعض دوسری چیز کی معلومات سے مشغول یا غافل نہیں کر سکتی۔مثال کے طور پر نور کی

ضیاباری۔ ہوا کی شدت، اس میں پتوں کا جھڑنا پتوں کا ہلنا اور پتوں کی حرکات کا علم ہر ہر پتے کے ہلنے کا علیحدہ علم (اس طرح کہ کائنات کے ذرے ذرے کا پورا پورا علم وہی جانتا ہے) اس لئے کہ اسی کی صفت ہے المحصی تمام معلومات کا احاطہ رکھنے والا وہ کیسے نہیں جانے گا حالانکہ وہ ان سب کا خالق ہے اس کا ارشاد ہے:

الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (الملک ۱۴)

خبردار ان تمام مخلوقات کو وہ جانتا ہے جو اس نے پیدا کیا اور وہ بہت باریک بین ہے۔

ذات مقدس کے وہ صفاتی نام جن کا تعلق ارادے سے ہے

''الرحمٰن''

بہت بڑا مہربان

اس کا مفہوم ومطلب یہ ہے کہ دار آزمائش امتحان میں ہر زندہ وذی روح کے لئے رزق کا ارادہ وہی کرتا ہے۔

الرحیم

نہایت رحم کرنے والا

اس کا مطلب ہے کہ اہل جنت کے انعامات کا ارادہ وہی کرتا ہے۔

''الغفار''

بہت بخشنے والا

اس کا مطلب ہے۔ بندے کے سزا کا مستحق ہونے کے باوجود اس کی سزا معاف کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

''الودود''

بے حد محبت کرنے والا

اس کا مطلب ہے اہل ولایت واہل محبت کے لئے احسانات کا ارادہ کرنے والا۔

''العفو''

درگذر کرنے والا، بہت معاف کرنے والا

اہل معرفت پر معاملات کی آسانی کا ارادہ کرنے والا۔

''الرؤف''

شفقت کرنے والا، مہربان

اپنے بندوں پر تخفیف کرنے یعنی ہر معاملہ ہلکا کرنے والا اور آسان کرنے والا۔

''الصبور''

بہت صبر کرنے والا

اپنے بندوں پر پکڑ کرنے اور سزا دینے میں بہت تاخیر سے کام لینے والا۔

''الحلیم''

بڑے حوصلے والا، بڑا بردبار

اصل میں جرم ومعصیت پر سزا ساقط کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

''الکریم''

کرم کرنے والا

حاجت مندوں پر خیرات کی کثرت کی بارش کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

''البر''

مہربان، سچ بولنے والا

اہل ولایت ومحبت کے لئے اعزاز واکرام کا ارادہ کرنے والا۔

ذات مقدس کے وہ صفاتی نام جن کا تعلق سننے سے ہے

''السمیع''

سب کچھ سننے والا

وہ اسم جس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔

''البصیر''

سب کچھ دیکھنے والا

وہ جس کا تعلق حیات سے ہے۔

''الحی''

زندہ ہمیشہ سے

وہ جس کا تعلق بقا سے ہے۔

''الباقی''

بقاوالا، باقی رہنے والا

اور اسی معنی میں ہے۔

الوارث

وارث

یعنی جو مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے گا (یعنی اس پر فنا نہیں آئے گی)۔ وہ جس کا تعلق کلام سے ہے۔

''الشکور''

قدر دان

وہ جامع اسم جس کا تعلق بیک وقت علم۔ سمع، وبصر سے ہے۔

''الرقیب''

اس کے معنی ہیں نگران، نگہبان، محافظ۔

وہ صفاتی نام جن کا تعلق فعل سے ہے

''الخالق''

(پیدا کرنے والا) کسی بھی چیز کی اختراع کے ساتھ مختص ہے۔

''الباری''

(پیدا کرنے والا) کسی چیز کی بہتر اور خوبصورت اختراع وایجاد کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

''المصور''

(ہر مخلوق کی شکل وصورت بنانے والا) جوڑنے بنانے مرکب کرنے کے تمام اقسام کے لئے خاص ہے۔

''الوہاب''

(دینے والا) بڑا (عطا فرمانے والا) عطا کرنے کی کثرت، اور نافرمان سے بھی واپس نہ لینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

''الرزاق''

(رزق دینے والا) اس عطا کے ساتھ خاص ہے جو زندگی بچائے اور ہلاکت کو دفع کرے۔

"الفتاح"

(خوب فیصلہ کرنے والا) (بڑا کھولنے والا) (فتح دینے والا) یہ ہر مشکل کام کو آسان کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"القابض"

(قبض کر لینے والا) (بند کر دینے والا) (روک لینے والا) یہ اسم چھین لینے۔ واپس لے لینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"الباسط"

(کھول دینے والا) (وسعت وفراخی کرنے والا) عطایا وانعامات میں وسعت وفراخی کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

"الخافض"

(نیچے کر دینے والا) (ذلت دینے والا) منکرین کو ذلیل کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"الرافع"

(رفعت وبلندی وبرتری دینے والا) مراتب ومقامات عطا کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"المعز"

(عزت دینے والا) (غلبہ دینے والا) احوال وحالات اچھے بنا دینے خوبصورت کر دینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"المذل"

(ذلت دینے والا) (عاجز وکمزور کرنے والا) مرتبہ ومقام مال اولاد روزی روزگار وغیرہ کم کرنے گھٹا دینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"الحکم"

(فیصل) (حاکم) منصف (فرق کرنے والا) جو کچھ ارادہ کرے اس کو کر ڈالنے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

"العدل"

(منصف) عادل (انصاف کرنیوالا) جو کچھ کرتا ہے وہ قبیح اور غلط نہیں ہوتا جو بھی کرتا ہے وہی عین انصاف ہوتا ہے اسی سے خاص ہے۔

"اللطیف"

(باریک بین) مہربان (لطف وکرم والا) (گہرائی تک نظر رکھنے والا) افعال ومعاملات کی باریکیوں پر نظر رکھنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"الحفیظ"

(نگہبان) یاد کرنے والا (حفاظت کرنے والا) اس صفت سے خاص ہے کہ ایک چیز کا دفاع یا حفاظت دوسری چیز کی حفاظت سے غافل نہیں کرتا۔

"المقیت"

(روزی رسان)(نگہبان)ایک چیز کی حقیقت جاننا دوسری کی حقیقت واضح ہونے سے اس کو غافل نہ کر سکے اسی صفت سے مختص ہے۔

"الحسیب"

(شمار کرنے والا)(حساب لینے والا)کافی ایک کی موافقت دوسرے کی موافقت اس کو غافل نہیں کرتی اسی صفت سے مختص ہے۔

"الرقیب"

(نگہبان)منتظر(محافظ)ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرسکتی اس صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"المجیب"

(جواب دینے والا)(دعا قبول کرنے والا)سوال کے وقت خرچ کرنے دعاء کے وقت قبول کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"الواسع"

(فراخی والا)(وسعت والا)روزی فراخ کرنے والا)یہ اس صفت سے خاص ہے کہ اس پر دینا وعطا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

"الباعث"

(مارنے کے بعد قیامت میں زندہ کر کے اٹھانے والا)یہ صفت اللہ تعالیٰ کی یوم حشر سے خاص ہے۔

"الوکیل"

(کارساز)دوسروں کے کام بنانے والا)مخلوق کی کفالت سے مختص ہے۔

"المبدیٔ"

(ابتدا کرنے والا)(نیا اور انوکھا کام کرنے والا)محض اپنی عنایت سے ابتدا کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

"المعید"

(لوٹانے والا)(دوبارہ پیدا کرنے والا)اعادہ کرنے دوبارہ بنانے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"المحی"

(زندہ کرنے والا)(جلانے والا)حیات وزندگی تخلیق کرنے کی صفت سے خاص ہے۔

"الممیت"

(موت دینے والا)(مارنے والا)موت پیدا کرنے کی صفت اور اس پر قبضہ کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

''القیوم''

(سب کو قائم رکھنے والا) (سب کو تھامنے والا) (ہمیشہ زندہ) تمام مخلوق کو ان کی صفات کے ساتھ قائم و دائم رکھنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

''الواجد''

(پالنے والا، وجود دینے والا) جو کچھ ارادہ کرے اس کو وجود عطا کر دے اس صفت کے ساتھ خاص ہے۔

''المقدم''

(آگے کرنے والا) جس چیز کو چاہے آگے کر دے اس صفت سے مختص ہے۔

''المؤخر''

(پیچھے کرنے والا) جس چیز کو چاہے پیچھے کر دے اس صفت سے مختص ہے۔

''الولی''

(دوست) (مددگار) (مالک، مہربان، نگہبان) اپنے اہل ولایت واہل محبت کی حفاظت کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

''التواب''

(بڑا معاف کرنے والا) توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

''المنتقم''

(انتقام لینے والا) عہد شکنی کرنے والوں کو عذاب دینے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

''المقیط''

(انصاف کرنے والا) انصاف اور عدل کے فعل کے ساتھ مختص ہے۔

''الجامع''

(اکٹھا کرنے والا) جھگڑنے والوں اور انصاف کو جمع کرنے کی صفت کے ساتھ خاص۔

''الغنی''

(بے پرواہ، بے نیاز، سب کچھ کا مالک) ہر قسم کی کمی اور حاجات کو پورا کرنے کی صفت سے مختص ہے۔

''النافع''

(فائدہ پہنچانے والا) لذات کی صفت پیدا کرنے کی خاصیت سے مختص۔

''الہادی''

(ہدایت دینے والا) طاعات کے فعل کے ساتھ خاص ہے۔

''المضل''

(گمراہ کرنے والا) معاصی اور گناہوں کے پیدا کرنے کی صفت سے مختص ہے۔

''البدیع''

(از سر نو پیدا کرنے والا) تخلیق میں اس کے ساتھ مشارکت کے محال ہونے کی خصوصیت کے ساتھ خاص۔

''الرشید''

(ہادی) (راہنما) ہر کام کو صحیح طور پر انجام دینے والا) مقصود تک پہنچانے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

''مالک الملک''

(سلطنت کا مالک) (بادشاہی کا مالک) تبدیل کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

شیخ نے فرمایا:

بعض ان عبارات کی تاویل و تشریح اسماء ذات کے حساب سے ممکن ہے اور یہ بھی فرمایا۔

یقین جانئے کہ اسماء الٰہی تین اقسام پر ہیں۔

قسم اول:...... ذات کے لئے۔

قسم ثانی:...... ذات کی صفات کے لئے۔

قسم ثالث...... فعل کی صفات کے لئے۔

قسم اول:

اسم اور مسمی ایک چیز ہے اس کی مثال۔ قدیم۔ شئی۔ لف۔ مالک ہے اسم اور مسمی ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسم کے ساتھ اس کے مسمی کی کسی صفت کا اضافہ و زیادتی ثابت نہیں ہوتی بلکہ صرف مسمی کا اثبات مقصود ہوتا ہے۔

دوسری قسم:

اسم صفت ہے وہ صفت جو مسمی کے ساتھ قائم ہے یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہی اسم خود مسمی ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ مسمی کے علاوہ شے ہے اس کی مثال جیسے عالم۔ قادر۔ کیونکہ اسم وہی علم اور قدرت ہے۔

تیسری قسم:

وہ فعل کی صفات ہیں۔ ان میں اسم مسمی کا غیر ہے یعنی علیحدہ چیز ہے۔

اس کی مثال جیسے خالق، رازق۔ کیونکہ خلق اور رزق۔ یہی خالق و رازق نہیں بلکہ علیحدہ چیز ہے۔

بہر حال تسمیہ جب مخلوق میں سے ہو تو یہ اسم اور مسمی کا غیر ہوتا ہے اور تسمیہ جب اللہ عزوجل سے ہو یہ حقیقت ہوتی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہے یہی اس کی کلام ہے۔ یوں نہیں کہا جائے گا کہ مسمی ہے اور نہ غیر مسمی اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ وہی علم ہے وہی قدرت ہے ہمارے بعض اصحاب اہل حق میں سے ہے کہ تمام اسماء الہی کے بارے میں یہ قول اختیار کیا ہے کہ اسم اور مسمی ایک چیز ہے۔

انہوں نے کہا ہے۔ عالم۔ خالق کے ہمارے قول میں ذات باری تعالیٰ کے لئے اسم ہے وہی ذات ہے جس کے لئے ذات کی صفات ہیں جیسے علم۔ قدرت اور فعل کی صفات میں جیسے خلق رزق وغیرہ انہوں نے کہا کہ ہم ان صفات کے بارے میں یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اسماء ہیں بلکہ اسم اللہ کی ذات ہے جس کی یہ صفات ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی قول کو اختیار کیا ہے حارث بن اسد محاسبی نے اس میں جو ان سے استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے نقل کیا ہے۔

اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے جس کے ساتھ زبان شہادت دیتی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بغلام اسمہ یحییٰ (مریم ۷)

اس آیت میں۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس کا نام یحییٰ ہے۔ اور یہ بھی فرمایا یحییٰ۔ اے یحییٰ۔ اس کے اسم کو خطاب کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مخاطب یحییٰ ہے نام نہیں۔ یحییٰ اس کا نام ہے اور یحییٰ وہی خود ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

ماتعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا (یوسف ۴۰)

نہیں عبادت کرتے تم اس کے سوا مگر ناموں کی جو تم نے نام رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں اسماء سے مراد مسمیات مراد لئے ہیں اس لئے کہ اگر اسماء الگ ہوتے اور مسمیات الگ یا دو اسماء ہوتے مسمیات نہ ہوتے تو قائل کو چاہیے تھا کہ جب کہتا عبدت اللہ نے اللہ کی عبادت کی ہے اور اللہ اس کا نام ہے۔ تو در حقیقت اس نے اللہ کی نہیں بلکہ اس کے نام کی عبادت کی ہوتی۔ یا غیر اللہ کی یا لا غیر کی تو کہا جاتا کہ بے شک وہ وہی ہے اور یہ محال ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول:

"ان للہ تسعۃ وتسعین اسما"

بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ بندوں کی طرف سے رکھے ہوئے اللہ کے نام۔ اس لئے کہ فی نفسہ وہ تو واحد ہے۔

شاعر نے کہا:

الی الحول ثم اسم السلام علیکما

ابوعبید کہتے ہیں شاعر کی مراد ہے ثم السلام علیکما۔

اس لئے کہ اسم السلام در حقیقت وہی ذات السلام ہے۔ اور ہمارے اصحاب میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اسماء کو یعنی ناموں کو صفات کے قائم مقام جاری کیا ہے۔ اس بارے میں کلام گذر چکا ہے اور پسندیدہ قول ان اقوال میں سے وہ قول ہے جس کو شیخ ابوبکر بن فورک نے پسند کیا ہے۔

۱۰۳:......ہمیں خبر دی ہی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابوالولید حسان بن محمد فقیہ سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابوعثمان سعید بن اسماعیل سے وہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے بارے سوال کئے گئے تھے۔

تبارک:......انہوں نے فرمایا اس کا مطلب ہے ارتفع وعلا۔ اونچا ہوا اور بلند ہوا۔

فصل:......اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور عالم کے حادث ہونے کے بعض دلائل کی طرف اشارہ

عالم:......اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئی سے عبارت ہے۔ اور وہ تمام اجسام اور تمام اعراض ہے۔ (یعنی تمام بذات خود موجود اور دوسرے کے سہارے موجود اشیاء) اور مذکورہ تمام اشیاء اللہ کی ایجاد اور صرف اسی کی اختراع سے عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وهو الذی يبدئ الخلق ثم يعيده.

اللہ وہی ذات ہے جس نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔

اور ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کائنات کی پہلی تخلیق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

كان الله ولم يكن شيئى غيره ثم ذكر الخلق.

اللہ تعالیٰ موجود تھا اور علاوہ اس کے کچھ بھی نہیں تھا۔

پھر آپ نے مخلوق کا ذکر فرمایا ہے۔

وجود اور توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ کیا عقل کے پاس کائنات کے اجسام کے حادث و نئے پیدا شدہ ہونے یعنی عدم سے وجود میں آنے کی کوئی دلیل ہے؟ یا کائنات کے وجود تغیر سے استدلال تو اس کو جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے رہتے ہیں آئے دن اس کائنات میں واقع اجسام مسلسل ٹوٹ پھوٹ وغیرہ حوادثات کا شکار ہوتے رہتے ہیں، مجتمع رہنا منتشر ہونا کبھی حرکت کبھی سکون کبھی رنگ وبو اور ذائقہ کی تبدیلیاں وغیرہ جو چیز مسلسل حوادث اور تغیرات کا شکار ہو رہی ہو وہ ازلی اور قدیم نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے وجود میں بھی عدم سے وجود میں آنے کی محتاج ہوتی ہے جب ثابت ہوا کہ حادث ہے عدم سے وجود میں آئی ہے تو لامحالہ ثابت ہوا کہ پھر اس کا کوئی محدث وموجد بھی ہے جو اس کو وجود میں لایا ہے اور وہ اللہ ہے اور وہ ایک ہے اور وہ ایسا موجد ہے کہ اس کی کوئی مثال ممکن نہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ کیا عقل کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے؟ کہ اعراض یعنی وہ چیزیں جو مستقل اور بذات خود موجود نہیں بلکہ کسی دوسری شئی کے ساتھ قائم ہیں جیسے بے شمار رنگ وغیرہ وہ بھی حادث ہیں قدیم نہیں ہیں۔ کائنات کے تضاد واختلاف سے استدلال تو جواب یہ ہے کہ جی ہاں دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم روزمرہ یہ دیکھتے ہیں کہ ایسی اشیاء اپنے وجود میں متضاد ہیں مختلف ہیں۔ جن کا وجود ایک جگہ میں اکٹھے ہونا سب کا ممکن نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں سے بعض کو باطل کر دیں گے۔ اور جس چیز پر باطل ہونا درست ہو اور ممکن ہو، وہ حادث ہوتی ہے کیونکہ قدیم ہمیشہ سے ہوتا ہے اور اس پر عدم صحیح نہیں ہوتا لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ تمام اعراض کی حادث ہیں۔

وقائع وحوادثات سے وجود وتوحید باری پر استدلال

اگر کوئی کہے کہ کیا کائنات میں حوادث واقعات۔ تغیرات وغیرہ ہوتے ہیں ان کا بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے تو جواب یہ ہے کہ جی ہاں

(۱۰۳)......حسان بن محمد الفقيه أبو الوليد (سير ۱۵/۴۹۲)، وسعيد بن إسماعيل أبو عثمان الحيرى (سير ۱۴/۶۲)

ہے۔ وہ اس طرح کہ محدث اور نو پیدا چیز کی حقیقت یہ ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آتی ہے۔ پھر اگر موجود شئی کو وجود میں لانے والا کوئی نہ ہوتو وہ وجود میں نہ آئے اس لئے کہ اس کا وجود ان کے عدم سے بہتر نہ ہوگا لہذا عدم عدم ہی رہے گا اگر کوئی موجد اور وجود بخشنے والا ہوگا تو وہ اس کے وجود کو عدم وجواب بہتر جان کر اس کو وجود میں لائے گا چنانچہ موجود کا وجود دلیل ہے اس بات کی کہ اس کا موجد عقلاً بھی ضروری ہے۔ اور وہ اللہ ہے جو کہ اکیلا ہے۔

مقدم ومؤخر پیدا کرنے سے استدلال

دوسری بات یہ ہے کہ کائنات کی اشیاء اور نو پیدا حوادثات اور واقعات ایک دوسرے سے مقدم ومؤخر وجود میں آتے رہتے ہیں تو ان کو کوئی مقدم مؤخر کرنے والا نہ ہوتا تو کسی شئی کا پہلے وجود دوسری بعد میں موجود سے بہتر یا ضروری نہ ہوتا۔ لہذا ثابت ہوا کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو بعض سے بعض کو کسی اولیت وضرورت کی وجہ سے بعض کو بعض پر مقدم ومؤخر کر کے وجود میں لاتی ہے وہی اللہ ہے۔

اختلاف اشکال وصور وہیئات سے استدلال

اسی طرح کائنات کی بعض اشیاء کا وجود دوسری بعض سے شکل وصورت میں مختلف ہے اور اپنی مخصوص شکل وصورت پر ہے اور یہ سلسلہ مستقل اور قائم ہے، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کوئی اس کا خالق ہے جس نے اس کو مخصوص اور مختلف اشکال کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی اس کا فاعل اور کرنے والا نہ ہوتا تو بعض ھیئات بعض سے بہتر واولیٰ نہ ہوتیں لہذا کائنات یک رنگ ویک شکل ہوتی یا سرے سے نہ ہوتی لہذا کوئی ایسی ذات ہے جس نے اشکال وھیأت کی موجودہ تخصیص کو ضروری اور بہتر جان کر ایسا کیا ہے وہی اللہ تعالیٰ ہے دوسرا کرنے والا کوئی نہیں۔

انتقال اسباب واحوال سے استدلال

اسی طرح یہ بات بھی ہے کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اجسام کے اسباب منتقل ہوتے اور ان کے احوال تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی منتقل کرنے والا نہ ہوتا جو منتقل کرتا تو کائنات کی اشیاء کا منتقل ہونا نہ ہونے سے بہتر نہ ہوتا لہذا کائنات میں جمود ہوتا تبدیلی اور انتقال کا تسلسل نہ ہوتا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ یہ سلسلے کسی ایسی ذات سے مربوط اور وابستہ ہے کہ جو اس میں نقل وتبدیل کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ کائنات اپنے اس تغیر وتبدیلی میں محتاج ہے اس کی جو اس کو بدلے اور اپنی مرضی کی تبدیلی لائے وہی اللہ ہے وہ اکیلا ہے۔

کائنات کے موجود مصنوع اور مخلوق ہونے سے استدلال

علاوہ ازیں یہ بات ہے کہ کائنات موجود ہے مصنوع ہے اور مخلوق ہے جب موجود ہے تو کوئی وجود میں لانے والا بھی ہوگا کیونکہ وجود موجد کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ مصنوع ہے تو کوئی صانع بھی ہوگا اس لئے صانع کے بغیر مصنوع ممکن نہیں۔ اور مخلوق ہے تو خالق بھی ہوگا کیونکہ کوئی مخلوق خالق کے بغیر ممکن نہیں موجود اور موجد ایک نہیں ہو سکتے مصنوع اور صانع ایک نہیں ہو سکتے مخلوق اور خالق ایک نہیں ہو سکتے کائنات موجود ہے مصنوع ہے۔ مخلوق۔ اللہ اس کا موجد ہے صانع ہے خالق وہ اس عمل میں اکیلا ہے۔

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل پر غور وفکر سے استدلال

ہم کائنات کے تغیر وتبدیلی کو انسان کی مثال کے آئینے تصور کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ انسان جو انتہائی درجے پورا اور کامل ہے۔ اس کے

پس منظر کو زیر غور لائیں کہ وہ کبھی پانی کی بوند تھا۔ کبھی وہ خون کی پھٹکی تھا۔ کبھی وہ گوشت کا لوتھڑا یا بوٹی تھا پھر وہ ہڈیاں اور گوشت پوست اور خون کا مجموعہ بن گیا پھر وہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا بھاگتا دوڑتا ہنستا مسکراتا۔ کام کاج کرتا بے شمار امور انجام دیتا انسان بن گیا۔

تو ہم نے اس پورے منظر و پس منظر میں انسان کو جب دیکھا تو یقین آ گیا ہے کہ یہ انسان تمام حالات میں ایک حالت سے دوسری کی طرف بذات خود منتقل نہیں ہو گیا اس لئے کہ ہم اس کو اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کا مالک بن چکا ہے پوری عقل رکھتا اس کے باوجود وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے لئے قوت شنوائی پیدا کر لے اور قوت بینائی خود بنا لے اور نہ وہ اس پر قادر ہے کہ اپنے لئے ہاتھ پیر بنا لے تو یہ بات دلیل ہے اس امر کی کہ اپنے مکمل ہونے سے قبل اپنی طاقت حاصل کرنے سے قبل آج کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ عاجز ہوگا۔ پھر ہم نے انسان کو بچہ بھی دیکھا۔ پھر جوان دیکھا پھر بوڑھا دیکھا پھر ضعیف دیکھا تو ہم نے سمجھ لیا کہ ان تمام حالات اور تمام مراحل کی طرف وہ خود منتقل نہیں ہوتا رہا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ ضرور کوئی ذات ہے جو اس کو ان تمام مراحل کی طرف ایک کے بعد ایک کر کے منتقل کرتی رہی اور ہر مرحلے پر اس کی تدبیر و اصلاح کرتی رہی وہی ذات اللہ ہے جو کہ اس سارے تصرفات میں اکیلا ہے۔

روئی سے کپڑا بنانے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنانے کی دو مثالوں سے استدلال

اس امر کو جو بات واضح کرتی ہے اس کی ایک تمثیل یہ ہے کہ کپاس کو دیکھ لیجئے ناممکن ہے کہ وہ خود بخود کاتا ہوا سوت بن جائے پھر خود بخود بنا ہوا کپڑا بن جائے بغیر کسی بنانے والے اور تدبیر و اصلاح کرنے والے کے اور اسی طرح ناممکن ہے کہ پانی اور گارا مل کر خود بخود مضبوط عمارت بن جائے بغیر کسی مستری اور بغیر کسی انجینئر کے۔ جیسے کوئی صانع صانع نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی کوئی صنعت نہ ہو مصنوع نہ ہو جیسے کوئی مصنوع چیز صانع کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کائنات بھی بغیر صانع کے مصنوع نہیں ہوگئی بغیر موجد کے ایجاد نہیں ہوگئی بغیر خالق کے مخلوق نہیں ہوگئی بلکہ اس کا صانع موجد و خالق ہے اور وہ اکیلا اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں متعدد مقامات پر اپنی کتاب عزیز میں ان امور کے بارے میں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے تنبیہ اور آگاہی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجودِ قدرت اور توحید باری تعالیٰ پر استدلال

انسانوں کی مٹی سے تخلیق کرنا اور دھرتی پر پھیلانا

(۱)...... ومن ایاته ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون.

اور اسی کی (قدرت اور وجود) کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان ہو کر ہر جگہ پھیل رہے ہو۔

انسانوں کی ہم جنس بیویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور و فکر کا سامان

(۲)...... ومن ایاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودة و رحمة ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون.

اسی کے (وجود قدرت و تصرف) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ تم ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور اسی نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

تخلیق ارض وسما میں اور اختلاف رنگ زبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں

(۳)......ومن ایاته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لایات للعلمین.

اور اسی کے (وجود قدرت وتصرف) کے دلائل میں سے ہے پیدائش آسمانوں اور زمین کی اور اختلاف تمہاری زبانوں کا اور رنگوں کا بے شک اس میں نشانیاں ہیں علم والوں کے لئے

رات کو آرام کے لئے دن کو تلاشِ فضل کے لئے بنانے میں اہل سمع کے لئے دلائل ہیں

(۴)......ومن ایاته منامکم باللیل والنهار وابتغاء کم من فضله ان فی ذلک لایت لقوم یسمعون.

اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات کا سونا اور دن کا تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔

بجلی کی چمک بارش کے نزول دھرتی کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں

(۵)......ومن ایاته یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینزل من السماء ماءً فیحی به الارض بعد موتها ان فی ذلک لایت لقوم یعقلون.

اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں دکھاتا ہے ڈر اور امید کے لئے اور وہی نازل کرتا ہے آسمان سے پانی پھر وہ زندہ کرتا ہے اس کے ذریعے زمین کو اس کے ویران ہونے کے بعد بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

ارض وسماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں مدفون انسان اللہ کے بلانے پر نکل کھڑے ہوں گے

(۶)......ومن ایاته ان تقوم السماء والارض بامره ثم اذا دعاکم دعوة من الارض اذا انتم تخرجون.

اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان وزمین قائم ہیں اسی کے حکم سے پھر وہ جس وقت بلائے گا تمہیں بلانا زمین میں سے تو اس وقت تم نکل کھڑے ہوں گے۔

(سورہ الروم آیت ۲۰ تا ۲۵)

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے کہ ارض وسماء میں آثار صناعت موجود ہیں؟

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اسے کہا جائے گا کہ آسمان (بلندی) محدود اور متناہی جسم ہے (یعنی ختم ہوجانے والا چیز۔) محدود اور متناہی شئی کا قدیم ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدیم وہ موجود ذات ہے جس کے وجود کا کوئی سبب نہیں ہے۔ اور جس کے وجود کا سبب نہیں اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی انتہا ہو۔ اس لئے کہ اس کا وجود اس انتہا تک اولیٰ نہیں ہوگا اس کے بعد غیر ضروری نہیں ہوگا۔

اور اس لئے بھی کہ متناہی خالص الوجود نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اپنی حد اور انتہا تک تو موجود ہوتا ہے پھر اپنی انتہاء کے بعد معدوم ہوجاتا ہے۔ جب کہ قدیم کبھی معدوم نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بات درست ہوئی کہ متناہی یعنی انتہاء رکھنے والے کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قدیم ہو۔ جب کہ آسمان متناہی ہے جب متناہی ہے اس کی حد بھی ہے اور انتہا بھی تو ثابت ہوگیا کہ وہ قدیم نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ آسمان متناہی ہے اور اس کی انتہاء ہے؟

اسے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ آسمان مشاہدہ کے اعتبار سے متناہی ہے یعنی اس جہت کے اعتبار سے جو ہمارے قریب تر ہے یہی بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ان جہات سے بھی متناہی ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم اس کا مشاہدہ نہیں کر رہے کیونکہ اسی جہت نے اس کی انتہاء لازم کر دیا ہے کہ ہمارے قریب والی اس کی جہت قدیم نہ ہو اور موجود بوجہ سبب ہو۔ تو یہ بات صحیح اور درست ہوگئی کہ آسمان کی وہ جہت جو ہمارے قریب نہیں ہے وہ بھی اسی طرح ہے یعنی وہ بھی قدیم نہیں ہے۔ (ورنہ لازم آئے گا کہ ایک جہت اور دوسری قدیم ہے) جب کہ یہ درست نہیں ہے کہ شئی واحد کا بعض حصہ قدیم ہو اور بعض حصہ قدیم نہ ہو بلکہ غیر قدیم ہو (اور آسمان کے قدیم نہ ہونے بلکہ حادث ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ) آسمان ذو اجزا جسم ہے یعنی اس کے کئی اجزاء ہیں اور اس کی ہر ہر جز محدود ہے اور متناہی ہے تو یہی بات دلالت کرتی ہے کہ پورا آسمان محدود ہے اور متناہی ہے لہذا یہی ثابت ہوا کہ آسمان حادث ہے قدیم نہیں ہے۔

پھر حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بات کو آگے چلاتے ہوئے یہاں تک کہا ہے کہ میں نے آسمان کے (حادث ہونے کے) بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ زمین کے بارے میں بھی بالکل اسی طرح بات ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے اس لئے کہ زمین کے اجزاء تو مشاہدۃ استحالہ اور تبدیلی کو قبول کرتے ہیں اس لئے وہ بھی حادث ہے قدیم کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی۔

یہی حال پانی اور ہوا کا بھی ہے اس لئے کہ دونوں کے اجزا جمع بھی ہوتے ہیں اور بکھرتے بھی ہیں اور ایک حالت سے دوسری کی طرف بدلتے بھی ہیں۔ لہذا ان کا حال بھی ان تمام دیگر اجسام والا ہوا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یعنی یہ بھی دیگر اجسام کی طرح کسی تبدیلی کرنے والے کے محتاج ہیں جو انہیں تبدیل کرتا ہے اور ناقل کی طرف محتاج ہیں جو انہیں مختلف احوال کی طرف منتقل کرتا ہے۔ اور وہ وہی واحد ہے جو زبردست ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ کیا عقل کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے کہ کائنات کے تمام اجسام کو پیدا کرنے والا اور وجود دینے والا ایک صرف ایک ہے؟ اور وہ دلیل کیا ہے؟

تو اسے جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ایک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے ہر شے اپنے حدوث اور وجود میں صرف ایک پیدا کرنے والے کی محتاج ہے جب ایک پیدا کر ڈالے تو پھر زیادہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی لہذا کائنات کے تمام افراد و اجسام کا خالق ایک ہے اور صرف ایک ہے اور وہی اللہ ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر کائنات کے صانع دو (یا زیادہ) ہوتے ان دو یا سب کی تدبیر و تصرف کا نظام (اور ڈسپلن) نہ چل سکتا اس لئے کہ وہ اپنے اپنے احکام جاری کرتے تو یہی اختلاف فساد شروع ہو جاتا اور یہ اختلاف کائنات کی تباہی کا باعث بن جاتا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا. (الانبیاء ۲۲)

اگر ارض سماء میں متعدد الٰہ ہوتے سوائے اللہ کے تو وہ ضرور تباہ ہو جاتے۔

یعنی وہ اپنے اپنے احکام جاری کرتے تو ضرور دونوں یا ایک عاجز ہو جاتے تو جو عاجز ہو جائے وہ الٰہ نہیں ہو سکتا اور یہ اس لئے بھی ہے کہ اگر مثال کے طور پر دونوں میں سے ایک کسی ایک جسم کو زندہ رکھنا چاہتا اور دوسرا اسے مارنا چاہتا تو عقلا یہ صورتیں ہو سکتیں یا تو دونوں کا منشا پورا ہو جائے یا کسی ایک کا جب کہ دونوں کا منشاء پورا ہونا موت و حیات کے حوالے سے ناممکن ہے۔ جس کا منشاء پورا ہوتا وہ تو الٰہ ہوتا جس کا منشاء و ارادہ پورا نہ ہو سکے وہ کیسے الٰہ ہو سکتا ہے یا پھر دونوں کا ارادہ پورا نہ ہو سکتا لہذا وہ الٰہ نہ ہو سکتے۔

جس کی مراد پوری نہیں ہو سکتی وہ عاجز بن جاتا اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا، والٰہ نہیں ہو سکتا، وہ قدیم نہیں ہو سکتا۔

اور اس کا دوسرا پیرایہ یہ بھی ہے کہ دو ہونے کی صورت میں دونوں میں مخالفت صحیح ہوتی یا باہمی جھگڑا مشکل ہوتا اگر مخالفت صحیح ہوتی یا جھگڑا مشکل ہوتا بایں طور کہ مخالفت صحیح ہوتی تو جس کی مراد وارادہ پورا نہ ہوتا تو وہ قہر وجبر سے موصوف ہوتا لہذا وہ الٰہ نہ ہوسکتا یا باہم جھگڑا مشکل ہوتا تو ہر ایک نقص اور عجز کے ساتھ موصوف ہوتا لہذا عاجز معبود نہیں ہوسکتا۔ اس لئے دو یا زیادہ ہونا محال ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم انسانیت کو اپنی وحدانیت اپنی قدرت اپنے تصرف کے بارے میں دعوت فکر

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار کئی مقامات پر اپنی کتاب میں اپنی وحدانیت کی دعوت دی ہے اپنی نشانیاں ہمیں دکھا دکھا کر اور ہمارے لئے دلائل واضح فرمائے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

والھکم اللہ واحد لاالٰہ الا ھوالرحمٰن الرحیم. ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس. وما انزل اللہ من السمآء من مآء فاحیابہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخربین السمآء والارض لا یت لقوم یعقلون. (بقرہ ۱۶۳۔۱۶۴)

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر وہی بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی تبدیلی میں اور ان جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لے کر جن میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ اور اس پانی میں جیسے اللہ نے آسمان سے برسایا ہے۔ پھر اس کے ساتھ زندہ کیا ہے زمین کو اس کے مرنے یعنی خشک ہونے کے بعد۔ اور پھیلائے اس میں ہر قسم کے جانور۔ اور ہواؤں کے بدلنے میں۔ اور آسمان وزمین کے درمیان تابع فرماں بادلوں میں، البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے میں واضح دلائل دیئے ہیں اور ہمیں اپنی نشانیاں زمین وآسمان میں دکھائی ہیں تا نکہ ہم غور وفکر کریں اور سمجھیں:

❶ ......یہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق۔

❷ ......لیل ونہار کا نظام۔

❸ ......سمندروں کے بہاؤ میں جہازوں کی روانی اور مال برداری۔

❹ ......اس میں لوگوں کا تجارتی اور کاروباری نفع۔

❺ ......اوپر سے بارش اتار کر خشک زمین کو تروتازہ کر کے فصلیں اور باغات سیراب کر کے انسانی معیشت کی بحالی۔

❻ ......دھرتی پر مویشیوں کا پھیلانا اور انسانوں کا ان سے ضروریات پوری کرنا۔

❼ ......ہواؤں کے ہیر پھیر کے ساتھ موسموں کی تبدیلی کا نظام۔

❽ ......بین السماء والارض یعنی فضا میں بادلوں کا مسخر ہونا یہ تمام امور ایسے ہیں اللہ کی قدرت اللہ کی وجود۔ اللہ کی خالقیت ومالکیت۔ اللہ کے مدبر ومتصرف اور واحد۔ اور زبردست اور حکیم اور قادر مطلق ہونے کے قطعی شواہد ہیں۔ اور یہ وہ جس دلائل میں اللہ کی وحدانیت جن کو ہر انسان کھلی آنکھوں سے ہر وقت دیکھ سکتا ہے اور ہر وقت مشاہدہ کر سکتا ہے اور ہر وقت ان میں غور وفکر کر سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے کہ یہ سارے کام ایسے ہیں جو اللہ کے سوا کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا یہ وہ دلائل توحید ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ دلائل فطرت ہیں جو انتہائی سادہ بھی ہیں اور عام فہم بھی ہیں اجڈ اور جاہل سے جاہل کی سمجھ میں بھی آ سکتے ہیں۔ اور یہی دلائل جامع بھی ہیں ان دلائل میں غور وتدبر کرنے والے اصحاب علم

ودانش بھی ان گہرائی میں اتر کروہ موتی حاصل کرسکتے ہیں جوان کے علم کو چار چاند لگا سکتے ہیں اور دنیائے کفرودنیاء مادیت کے تمام لغوولچر خیالات کو باطل کرسکتے ہیں جس سے شرک اور کفر کے اندھیرے چھٹ سکتے ہیں اور توحید باری تعالیٰ کا سورج کائنات کو اپنی روشنی میں لے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے معبود مالک کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیں اپنا پیغام سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الٰہ واحد کی دعوت کا
مشرکوں کی حیرانی ودلیل کا مطالبہ دلیل کا نزول

۱۰۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس اصم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن فضل صائغ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر رازی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسروق نے ابوالضحیٰ سے والھکم الہ واحد. جب یہ آیات نازل ہوئی تو مشرکین حیران ہوگئے اور ایک دوسرے سے بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے:

الھکم الہٰ واحد

تمہارا الٰہ معبود مشکل کشا سب کچھ کرتا دھرتا ایک ہے۔

یہ سچا ہے تو اس بات کی کوئی نشانی کوئی دلیل ہمارے سامنے پیش کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار (بقرہ ۱۶۴)

نازل فرمائی کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو دیکھیں رات دن کے آنے جانے کو دیکھیں کہ یہ کس کی تدبیر وتصرف سے سب کچھ ہوا ہے اور ہورہا ہے وہی اللہ ہے وہی ایک ہی وہی الٰہ ہے معبود ہے مشکل کشا ہے۔ اور آخر میں یہ بتایا کہ اس میں سمجھنے اور عقل رکھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

توحید باری تعالیٰ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ ابوالعتاہیہ کے اشعار

۱۰۵:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن یوسف دقیقی نے انہوں نے کہا میں نے اپنے پاس امام شافعی کی ایک کتاب میں یہ شعر لکھے ہوئے پائے۔

فیا عجبا کیف یعصٰی الاالٰہ ام کیف یجحدہ جاحد.

اے حیرانی، معبود حقیقی کی کیسے نافرمانی کی جاتی ہے۔ یا کوئی انکار کرنے والا کیسے؟ اس کا انکار کرتا ہے۔

واللہ فی کل تحریحکۃ وتسکینۃ ابداً شاھد.

اللہ کی قسم ہر حرکت میں اور ہر سکون میں ہمیشہ (اس کی الوہیت) کی دلیل موجود ہوتی ہے حرکت میں۔

فی کل شیئی لہ ایۃ تدل علیٰ انہ واحد

(کائنات کی) ہر شے میں اس کی نشانی موجود ہے، جو دلالت کررہی ہے کہ وہ ایک ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار ابوعتاہیہ شاعر کے ہیں۔

(۱۰۴)......أحمد بن الفضل بن الصایغ (جرح ۲/۶۷)

۱۰۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا ابوالحسن عبدالواحد میں ابوعبدالرحمن سے ان سے نقل کرنے والا ابو القاسم مذکور ہے وہ کہتے ہیں میرے دادا نے حکایت بیان کی ہے اپنی کتب میں اپنے شیوخ سے کہ ابوالعتاھیہ شاعر اسماعیل بن قاسم ایک دفعہ کاغذ فروش کی دکان کے چھپرے تلے آیا اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگا باتیں کرتے کرتے اس نے ایک کاپی یا رجسٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی پشت پر اس نے یہ اشعار لکھ کر چھوڑ دیئے۔ یعنی اوپر مذکورہ تین اشعار لکھے اور اٹھ کر چلا گیا جب اگلی صبح ہوئی یا اس کے بعد کسی دن وہاں ابونواس شاعر بھی آ کر بیٹھا اور باتیں کرنے لگا اچانک اس نے وہی رجسٹر اٹھایا تو اس پر مذکورہ شعر لکھے دیکھے اور بولا، بہت اچھا لکھا، اس کو اللہ مارے، میں نے تو بھائی ان تمام اشعار کے مقابلے میں جو میں نے کہے ہیں ان کو بہت پسند کیا ہے۔

یہ کس کا کلام ہے؟ کس کے اشعار ہیں؟

ہم لوگوں نے بتایا کہ یہ ابوالعتاھیہ نے لکھے ہیں۔ بولا ہاں یہ اسی کا حق تھا یعنی واقعی یہ وہی لکھ سکتا ہے۔

توحید باری پر مبنی شاعر ابونواس کے اشعار

پھر ابونواس شاعر نے رجسٹر اٹھایا اور (ابوالعتاھیہ کی طرح اللہ کی توحید اور شان میں اشعار) لکھے وہ یہ ہیں۔

سبحان من خلق الخلق من ضعیف مهین

پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو کمزور اور حقیر نطفے سے پیدا کیا

یسوقه من قرار الیٰ قرار مکین

چلاتا ہے اس کو ایک ٹھکانے سے دوسرے مضبوط ٹھکانے کی طرف۔

یحوز شیئاً مشیاً فی الحجب دون العیون.

درجہ بدرجہ اس کی حفاظت کرتا ہے کئی کئی پردوں میں نگاہوں سے بچا کر

حتیٰ بدت حرکات مخلوقة من سکون

یہاں تک کہ حرکات ظاہر ہو جاتی ہیں بچے میں (ایک طویل) سکون کے بعد۔

اتفاق سے ابوالعتاھیہ شاعر جب واپس اسی جگہ آیا تو اس نے ابونواس کے یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے اس نے بھی وہی جملے کہے جو اس کے بارے ابونواس نے کہے تھے کہ بہت اچھا لکھا ہے۔ اللہ اس کو مارے۔ اللہ کی قسم میں اپنے تمام کلام کے مقابلے جو میں نے کہا ہے اس کو پسند کرتا ہوں یہ کس کا کلام ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ یہ ابونواس شاعر کا کلام ہے۔ ابوالعتاھیہ نے جواب میں کہا کہ اچھا یہ اس شیطان نے کہا ہے؟ پھر اس نے یعنی ابوالعتاھیہ نے لکھا۔

انسان کردار سے بنتا ہے شکل وصورت سے نہیں

فان کنت حالکاً فالمسک احوی ومالسواد جلدی من بقاء

اگر میں کالا ہوں تو (کیا ہوا) کستوری بھی تو کالی ہوتی ہے۔ میرے چمڑے کی سیاھی باقی رہنے والی نہیں ہے

ولکنی عن الفحشاء ناءٍ. کبعد الارض عن جو السماء

مگر میں برائیوں اور بے حیائیوں سے تو دور ہوں جیسے کہ زمین آسمان کی فضا سے دور ہے۔

(۱۰۶) أبو العتاهية إسماعيل بن القاسم (سير ۱۰/۱۹۵) وانظر ديوان أبي العتاهية (ص ۱۰۴). سيبويه (۱/۱۵۳)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد'':

۱۰۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن صالح بن ھانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے سری بن خزیمہ نے وہ کہتے ہمیں بیان کیا ہے ابونعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سفیان نے اعمش سے منھال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

ولقدخلقنا کم ثم صورنا کم (اعراف ۱۱)

البتہ تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری ہم نے شکل وصورت بنائی۔

حضرت ابن عباس نے تفسیر بتائی۔

خلقوا فی اصلاب الرجال .ثم صوروا فی ارحام النساء

اس سے مراد ہے کہ پہلے مردوں کی پیٹھ میں پیدا کئے گئے پھر عورتوں کی رحموں میں ان کی شکلیں بنائی گئیں۔

انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد

۱۰۸:......ہمیں بیان کیا امام ابوالنصیر سہیل بن محمد بن سلیمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد دقیقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبداللہ بن محمد عبدالرحمٰن مدینی نے انہوں نے کہا ہمیں بتایا ہے اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی بقیہ بن ولید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا بحیر بن سعید نے خالد بن معدان سے وہ کہتے ہیں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قد افلح من اخلص الله قلبه للایمان . وجعل قلبه سلیماً .ولسانه صادقاً . ونفسه مطمئنة .
وخلیقته مستقیمة . وجعل اذنه مستمعة وعینه ناظرة .فاما الاذن فقمع واما العین
فمقرة لما یوعی القلب .وقد افلح من جعل الله قلبه واعیاً .

کامیاب ہوگیا وہ شخص جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے خالص کرلیا۔ اور اس کی دل کو حق شناس بنادیا۔ اس کی زبان کو سچا۔ اور اس کے نفس کو مطمئن بنادیا۔ اس کی فطرت کو درست بنادیا۔ اس کے کان کو حق سننے والا۔ آنکھ کو حق دیکھنے والا بنادیا۔ بہر حال کان تو قیف ہیں (بات اندر پہنچانے کے لئے) اور آنکھ دل کی محفوظ کردہ چیز کا پیالہ میں۔ تحقیق کامیاب ہوگیا وہ شخص اللہ نے جس کے دل کو ایمان کو محفوظ کرنے والا بنادیا۔

---

(۱۰۷)...... أخرجه الحاکم فی المستدرک (۳۱۹/۲) عن أبی جعفر محمد بن صالح بن هانئ، به.
وعزاه السیوطی فی الدر (۷۲/۳) لعبدالرزاق، وعبد بن حمید، وابن جریر، وابن المنذر، وابن أبی حاتم، وأبوالشیخ، والحاکم وصححه والمصنف فی شعب الإیمان عن ابن عباس رضی الله عنهما.

(۱۰۸)......سهل بن محمد بن سلیمان أبوالطیب طبقات الشافعیة (۳۹۳/۴)، عبدالله بن محمد بن عبدالرحمن المدینی (بیان خطأ ۱۷۵)
خالد بن معدان الکلاعی، أبوعبدالله ثقة تقریب.
اخرجه أحمد ۱۴۷/۵ عن إبراهیم بن أبی العباس، والأصبهانی فی الترغیب (۱۰۱) من طریق الولید بن عتبة کلاهما عن بقیة به
وعزاه السیوطی فی اللآلیء (۹۷/۱) لابن السنی فی الطب، قلت ومن طریقه أخرجه الأصبهانی فی الترغیب.

انسانی اعضاء کی باطنی کارکردگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۱۰۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور مادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں خبر دی معمر نے عالم سے انہوں نے ابوصالح سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

القلب ملک. وله جنود. فاذاصلح الملک صلحت جنودة واذا فسدالملک فسدت جنوده.
والاذنان قمع والعينان مسلحة واللسان ترجمان واليد ان جناحان. والرجلان بريد
والكبد رحمة والطحال ضحک والكليتان مكروالرية نفس.

دل بادشاہ ہے اوراس کے کئی مددگار یا سپاہی ہیں، جب بادشاہ درست ہو جائے تو اس کے مددگار بھی درست ہو جاتے ہیں۔اور جب بادشاہ خراب ہو جائے اس کے مددگار سپاہی بھی خراب ہو جاتے ہیں دونوں کان (بات داخل کرنے کا) قیف ہیں۔اور آنکھیں تو چوکیدار کا ٹھکانہ ہیں۔اور زبان ترجمان ہے۔دونوں ہاتھ پر ہیں۔اور دونوں پاؤں ڈاک پہچانے والا دل اور جگر شفقت ورحمت ہے اور تلی ہنسی کا راستہ ہے دونوں پھیپھڑے سانس اور جان بن اور دونوں گردے خفیہ تدبیر ہیں۔

''امام بیہقی فرماتے ہیں'':

اسی طرح یعنی مذکورہ اثر کے مفہوم کے مطابق ایک موقوف روایت میں بھی آیا ہے یعنی قلب کے بارے میں نعمان بن بشر کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے۔اوراس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مبارک نے معمر سے اپنی اسناد کے ساتھ اور کہا کہ انہوں نے اس کو مرفوع کہا ہے۔

۱۱۰:......ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوسعید احمد بن نسوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن

---

(۱۰۹)...... أحمد بن منصور الرمادی (جرح ۷۸/۲)

عزاه العراقی لأبی نعیم فی الطب النبوی والطبرانی فی مسند الشامیین والمصنف فی الشعب من حدیث أبی هریرة كذا بالاتحاف (۲۲۴/۷)

وقال الزبیدی : قوله رواه أبونعیم فی الطب ظاهره أنه من حدیث عائشة ولیس كذلک وإنما أخرجه من حدیث أبی سعید

(۱۱۰)...... الحسن بن عیسی بن ماسرجس الماسرجسی أبوعلی (تهذیب ۳۱۳/۲)

قول البیهقی ورواه أیضاً الحكم بن فضیل...... الخ

رواه ابن عدی فی الكامل فی الضعفاء ۶۳۳/۲ من طریق سوید بن سعید عن الحكم بن فضیل عن عطیة عن أبی سعید.

وقال ابن عدی هذا الحدیث لاأعلم یرویه عن عطیة غیر الحكم بن فضیل والحكم هذا قد روی عن غیر عطیة مثل خالد الحذاء وغیره وهو قلیل الروایة وما تفرد به لایتابعه علیه الثقات.

قلت: تعقبه السیوطی فی اللآلیء ۹۶/۱ بقوله :

(الحكم) وثقه أبوداود وغیره.

(وسوید) وإن وهاه ابن معین فقد وثقه أحمد وأبوحاتم وأبوزرعة والبغوی وصالح حرزه والدارقطنی وآخرون واحتج به مسلم فی صحیحه وكفی بذلک، غایة أمره عمی وعمره مائة سنة فاختل حفظه.

وله متابع أخرجه أبوالشیخ وفی العظمة عن علی بن الصباح عن یحیی بن واقد عن هشام بن محمد بن السائب عن أبی الفضل العبدی من آل حرب بن مصقلة عن عطیة عن أبی سعید به.

وعطیة لم ینته أمره إلی أن یحكم علی حدیثه بالوضع بل الترمذی یحسن له.

ابراہیم نیساپوری نے انہوں نے کہا حسن بن عیسیٰ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تھا یعنی عبداللہ بن مبارک والی حدیث کے بارے میں انہوں نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر نے عاصم بن ابی نجود سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے اس کو مرفوع کیا ہے اور ذکر کیا ہے۔

اور اس کو حکم بن فضیل نے عطیہ سے انہوں نے ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۱۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روزباری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ابن جریج سے انہوں نے محمد بن مرتفع سے انہوں نے عبداللہ بن زبیر سے رضی اللہ عنہما۔

وفی انفسکم افلا تبصرون. (ذریت ۲۱)

اور خود تمہارے نفسوں میں (نشانیاں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں۔

ابن زبیر نے فرمایا نفسوں میں نشانیوں سے مراد پیشاب پاخانے کا راستہ ہے۔

۱۱۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوجعفر رزاز نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ولید نجام نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے ابونعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے سفیان نے ابن جریج سے انہوں نے عبداللہ بن کثیر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے کہ:

وفی انفسکم افلا تبصرون.

کہ تمہاری نفسوں میں نشانیاں ہیں سے مراد ہے کہ۔ پیشاب پاخانے کا راستہ مراد ہے۔

فائدہ:......مذکورہ آیت میں انسان کو اپنے وجود میں کارفرما خودکار نظام میں غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے جس میں اللہ کے وجود اس کی وحدانیت۔ قدرت وتصرف کے بے شمار دلائل ہیں انسانی وجود درحقیقت اللہ کی عظیم ترین قدرت کا بے مثال شاہکار ہے جدید سائنس اور میڈیکل نے ثابت کیا ہے کہ انسانی وجود میں آٹھ بڑے بڑے نظام کارفرما ہیں جو کہ اپنی جگہ محیر العقول کارکردگی کا خودکار عمل انجام دے رہے ہیں جس پر غور کرنے کے بعد انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ انسانی وجود میں ایک چھوٹی کائنات آباد ہے سچ خالق کائنات نے فرمایا:

وفی انفسکم افلا تبصرون.

حضرت ابن زبیر کا ارشاد عوام الناس کو سمجھانے کے لئے سادہ اور اہم ہے۔ کیونکہ یہ نظام اخراج ہے اور انتہائی اہم ہے جس پر زندگی کا دارومدار ہے اگر یہ خراب ہو جائے تو زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے اسی لئے شارع علیہ السلام نے فراغت ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی ہے:

الحمدللہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی. (مترجم)

۱۱۳:......اور ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عمر بن حفص تاجر نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سری بن خزیمہ سے ابیوردی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابونعیم نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سفیان نے ابن جریج سے

(۱۱۱-۱۱۳)...... ابوجعفر الرزاز هو محمد بن عمرو بن البختری (ت ۳۳۹) (خط ۱۳۲/۳) أخرجه الطبری فی التفسیر ۱۲۶/۲۶ عن ابن حمید عن مهران عن سفیان به.

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور للفریابی وسعید بن منصور والمنذری وابن جریر والمنذری وابن أبی حاتم والمصنف فی شعب الایمان عن ابن الزبیر رضی الله عنه.

انہوں نے محمد بن مرتفع سے انہوں نے ابن زبیر سے پھر مذکورہ بات کوذکر کیا ہے۔

۱۱۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوذکریا بن ابواسحٰق نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن محمد بن عبید اللہ ادیب نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمود بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عبداللہ بن ھیثم نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے الاصمعی نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابن سماک سے وہ ایک آدمی سے کہہ رہے تھے۔

قدرت باری کا حیران کن شاہکار

تبارک من خلقک فجعلک تبصر بشحم وتسمع بعظم وتتکلم بلحم.

بابرکت ہے وہ ذات جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے ایسا بنایا کہ تم ایک چربی کے ساتھ دیکھتے ہو۔ایک ہڈی کی ساتھ سنتے ہو۔ اورایک گوشت کے ساتھ کلام کرتے ہو۔

۱۱۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوامیہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہی ابوعاصم نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے صالح ناجی نے ابن جریج سے انہوں نے ابن شہاب سے۔اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

یزید فی الخلق مایشآء (فاطر۱)

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی تخلیق میں اضافہ فرماتا ہے۔

ابن شہاب نے فرمایا اس سے حسن صورت مراد ہے۔

۱۱۶:......ابوعبداللہ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوامیہ طرسوسی نے۔وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن سلیمان بصری نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابراہیم بن جنید نے عمر بن حفص عسقلانی سے انہوں نے خلید بن دعلج سے انہوں نے حضرت قتادہ سے اس قول باری کے بارے میں:

یزید فی الخلق مایشاء (فاطر۱)

اللہ جو چاہتا اپنی مخلوق میں اضافہ فرماتا ہے۔کہ اس سے آنکھوں کی خوبصورتی مراد ہے۔

فائدہ:......آیت مذکورہ کا مفہوم عام ہی انسان اپنے مالک کی تخلیق کے اضافہ کے بارے میں کسی تفصیل جاننے سے عاجز ہے سوائے وحی کی اطلاع کے جو کہ اب ممکن نہیں دوسرے تخلیق کے بعد اس کے مشاہدے سے جو کہ آج تک حیران کن طریقہ سے جاری ہے اور انسانی زندگی کے ارتقاء کے ساتھ جاری رہے گا۔روایت میں آواز کی خوبصورتی اور آنکھوں کی خوبصورتی کا ذکر آیا ہے بلاشبہ یہ بھی اللہ کی تخلیق میں اضافہ ہے مگر یہ اضافہ انہیں دو میں بندنہیں بلکہ جیسے اللہ کی قدرت کوئی نہیں جان سکتا اس کے عمل کو بھی محدود نہیں کیا جاسکتا۔اپنے اضافہ کو بھی وہی جانتا ہے اپنی قدرت کی طرح۔ (مترجم)

---

(۱۱۴)......عبدالله بن الهيثم هو أبوعبدالله البصري، الأصمعي هو : أبوسعيد عبدالملك بن قريب (ت ۲۱۵)، وابن السماك هو : أبو العباس محمد بن صبيح العجلي (ت ۱۸۳) (سير ۸/۳۲۸)

(۱۱۵)......أبوأمية الطرسوسي هو : محمد بن إبراهيم وأبوعاصم هو الضحاك بن مخلد.

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۵/۲۴۴) لعبد بن حميد وابن المنذور وابن أبي حاتم والمصنف في الشعب عن الزهري به.

(۱۱۶)...... أبوعثمان الخياط في الدر المنثور (۵/۲۴۴) للمصنف فقط

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

۱۱۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے انہوں نے کہا میں نے ابوعثمان خیاط سے سنا کہتے تھے ہمیں بیان کیا ذوالنون بن ابراہیم مصری نے انہوں نے کہا۔

ان اللہ تعالی خلق القلوب اوعیۃ للعلم لولا ان اللہ سبحانہ وبحمدہ انطق اللسان با لبیان.

وافتتحہ با لکلام ماکان الانسان الابمنزلۃ البھیمۃ یوحی با لرأس ویشیر با لید.

اللہ عزوجل نے انسانی قلوب کو علم وآ گاہی کی سانچے اور برتن بنایا ہے۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ زبان کو بیان کرنے کے لئے قوت گویائی عطا نہ فرماتا اور کلام وبات چیت کرنے کیلئے اسے نہ کھولتا تو انسان ایک چوپائے اور جانور کی طرح ہوتا۔ سر سے اشارہ کرتا اور ہاتھ سے اشارہ کرتا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

۱۱۸:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے انہوں نے کہا خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سعدان بن نصر نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابومعاویہ نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سالم بن ابوالجعد سے انہوں نے ام درداء سے انہوں نے ابودرداء سے انہوں نے فرمایا۔

تفکرو ساعۃ خیر من قیام لیلۃ.

(اللہ کی قدرت میں (اور اللہ کی کتاب میں) ایک لحظہ غور وفکر کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا افضل عمل

۱۱۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے انہوں نے کہا خبر دی ہے۔ اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں بتایا ہے سعدان بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بتایا ہے ابومعاویہ نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سالم بن ابوالجعد سے۔ ام درداء سے پوچھا گیا تھا کہ ابودرداء کے افضل اعمال میں سے افضل عمل کونسا تھا انہوں نے جواب دیا ''التفکر'' اللہ کی قدرت اور اللہ کی کتاب میں غور وفکر کرنا۔

اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنے کا حکم

۱۲۰:......ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبدالعزیز نے کہ خبر دی ہے ابوالفضل عبدوس بن حسین بن منصور نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابوحاتم محمد

---

(۱۱۷)...... أبوعثمان الخیاط ھو : سعید بن عثمان (خط ۹/۹۹)

(۱۱۸)...... أخرجہ أحمد فی الزھد (ص ۱۷۲) من طریق أبی معاویۃ بہ

وأخرجہ أبونعیم فی الحلیۃ (۱/۲۰۹) من طریق قیس بن عمار الدھنی عن سالم أبی الجعد عن معدان عن أبی الدرداء بہ

(۱۱۹)......أخرجہ أبونعیم فی الحلیۃ (۱/۲۰۸) من طریق أحمد بن حنبل عن أبی معاویۃ بہ.

وانظر الزھد لابن المبارک (ص ۳۰۲)

(۱۲۰)......حمزۃ بن عبدالعزیز (ت ۴۰۷) (سیر ۱۷/۲۶۴)، وعبدوس بن الحسین بن منصور أبو الفضل، ومحمد بن إدریس الرازی أبوحاتم (ت ۲۷۷) تقریب، وعلی بن ثابت ھو : أبو أحمد الجزری، والوازع بن نافع (میزان ۴/۳۲۷)، أخرجہ ابن عدی (۷/۲۵۵٦) من طریق الصلت بن مسعود عن الوازع بہ.

قال الھیثمی فی مجمع الزوائد (۱/۸۱) للطبرانی فی الأوسط وقال :

فیہ الوازع بن نافع وھو متروک.

بن ادریس رازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حاتم ذمی ادیب نے کہ خبر دی ہے علی بن ثابت نے وازع بن نافع سے (سالم) انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تفکروا فی الاء اللہ یعنی عظمته ولاتفکروا فی اللہ.

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں غور وفکر کیا کرو یعنی اللہ کی عظمت کے بارے میں اور اللہ کی ذات کے بارے میں غور وفکر نہ کیا کرو۔

یہ ایسی اسناد ہے جس میں نظر ہے۔

عقیدہ یہ رکھیں کہ تیرے خیال تصور کا مالک بھی اللہ ہے

۱۲۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے علی بن محمد مروزی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن ابراہیم رازی نے کہ ہمیں بیان کیا ہے یحییٰ بن معاذ نے انہوں نے کہا کہ:

ساری توحید ایک ہی کلمہ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تیرے خیال وگمان میں بھی جس چیز کا تصور آئے اس کے بارے میں آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ اس کا مالک بھی ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں عقلی و منطقی بحث اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات پر کیا دلیل ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ موجود ہے؟

جواب دیا جائے کہ ہم بیان کر چکے کہ اسی نے اس عالم کو وجود دیا اور از سر نو پیدا کیا۔ اور یہ کام ایسا تھا کہ اس کا وقوع ایک عظیم قدرت والی ذات کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اور قدرت بذات خود تو قائم نہیں ہوئی بلکہ لازم ہے کہ وہ کسی قدر موجود کے ساتھ قائم ہے۔

دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کے وجود کی یہ ہے کہ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ فعل عمل میں نہ آنے سے فعل کا وجود محال ہوتا ہے۔ اسی طرح فاعل کے عدم وجود سے بھی فعل کا وجود محال ہوتا ہے یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ عالم موجود ہے تو عالم کا وجود خود دلیل ہے اس بات کی کہ اس کا فاعل موجود ہے ورنہ کائنات نہیں ہو سکتی تھی اور وہ وہی اللہ ہے۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قدیم ہے اور وہ ہمیشہ رہے گا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ تو ثابت ہو چکا کہ اللہ موجود ہے۔ پھر اگر وہ قدیم نہ ہوتا ضرور اس کا کوئی وجود میں لانے والا ہوتا لہذا وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج ہوتا اور یہ سلسلہ لامتناہی چلتا۔

جب کہ موجود دو حال سے خالی نہیں ہو سکتیں یا قدیم یا حادث۔ جب حادث ہونا غلط ہوا تو لامحالہ ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے۔

اور اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ تمام حادث اشیاء ایک دوسری سے مقدم و مؤخر ہیں۔ جن کو مقدم یا مؤخر کرنے والے کا وجود ضروری ہے ورنہ تمام اشیاء ایک دوسری سے مقدم یا مؤخر نہ ہو سکتیں۔ اسی طرح بعض سے بعض کی شکلیں اور صورتیں مختلف ہیں یعنی اشکال وصور بعض اشیاء کے ساتھ مخصوص میں تو کوئی تخصیص کرنے والا ضرور ہے جو کہ صورتیں الگ اور مخصوص کر کے دے اگر یہ کام کرنے والا حادث ہوتا تو یہی ضرورت اس کی بھی ہوتی لہذا دونوں ایک ضرورت وحاجت کا شکار ہوتے لہذا خود اسی حاجت کا شکار دوسرے کی حاجت پوری نہ کر سکتا لہذا نہ کوئی تخصیص کرنے والا ہوتا نہ کہ مقدم مؤخر کرنے والا کیونکہ ہر ایک کی خواہش اور تقاضا یہی ہوتا لہذا ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(۱۲۱) علی بن محمد المروزی (ت ۳۵۱) (سیر ۱۶/۴۸)، ویحیی بن معاذ هو : الرازی (ت ۲۵۸) (سیر ۱۳/۱۵)

اگر کوئی کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ وہ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے؟

جواب یہ ہوگا کہ اگر وہ جسم ہوتا تو وہ مرکب ہوتا کیونکہ جسم مرکب شئی کا نام ہے اور مرکب ایک نہیں بلکہ دو یا زدہ سے ترکیب پانے والی شئی ہوتی ہے جب کہ اللہ سبحانہ شئی واحد ہے تالیف وترکیب کا احتمال نہیں رکھتا۔ وہ مرکب ہونے سے پاک ہے یوں وہ جسم نہیں ہے۔ اور وہ عرض نہیں ہے اس لئے کہ عرض وہ ہوتا ہے جس کی بذات خود بقاء صحیح نہیں ہو بذات خود قائم نہ ہو بلکہ وہ کسی دوسری شئی کے ساتھ قائم ہو جب کہ اللہ تعالیٰ قائم بنفسہ قائم بذاتہ ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ اس کا عدم صحیح نہیں۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اللہ قدیم سبحانہ شئی ہے مگر اشیاء جیسا نہیں تو اسی طرح تم یہ انکار کر دیا کہ وہ جسم ہے مگر اجسام کی طرح اور اجسام جیسا نہیں؟

جواب دیا جائے گا کہ اگر یہ بات لازم ہوتی تو یہ بھی لازم ہوتا کہ وہ صورة ہو مگر صورتوں جیسی نہیں اور جسد ہو مگر اجساد جیسا نہیں۔ جوہر ہو مگر جواہر جیسا نہیں جب یہ لازم نہیں آتا تو وہ بھی لازم نہیں آتا۔

لفظ شئی نام ہے اور علامت ہر موجود چیز کا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئی کا نام دیا ہے ارشاد باری ہے:

قل ای شیئی اکبر شهادة؟ قل اللّٰه اکبر شهید بینی و بینکم (انعام ۱۹)

فرما دیجئے کون سی شئی بڑی ہے شہادت کے اعتبار سے؟ فرما دیجئے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لفظ استعمال کیا ہے جب کہ اپنے آپ کو جسم کا نام نہیں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ جسم یا جسد استعمال نہیں فرمایا، اور نہ ہی اس کے مسلمانوں نے اتفاق کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وللّٰه الاسماء الحسنى فادعوه بها و ذروا الذين يلحدون فی اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون. (اعراف ۱۸۰)

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہے انہیں ناموں کے ساتھ اس کو پکاریئے ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جو اللہ کے ناموں میں الحاد اور بے دینی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جلدی اس کا بدلہ دیئے جائیں گے جو عمل کرتے تھے۔

(ان ناموں میں کوئی نام جسم یا جسد وغیرہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو جسم کہنا درست نہیں۔ (مترجم)

اگر کہا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنوعات کے مشابہ نہیں ہے اور وہ وہم اور تصور میں نہیں آ سکتا تو جواب یہ دیا جائے گا کہ۔ اگر اللہ تعالیٰ مصنوع اور بنائی چیزوں کے مشابہ ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز ہوتا جو ان مصنوع ومخلوق چیزوں پر جائز ہے نقص کی علامات اور حادث ہونے کی نشانیاں اور دوسرے محدث وموجد کی ضرورت اور احتیاج۔ اور یہ بات اس کی نفی کی مقتضی ہے لہذا واجب ہوا کہ وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا ہے۔

لیس كمثله شيئی وهو السميع البصير. (شوریٰ ۱۱)

اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کسی شے کے مشابہ نہیں اس امر کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ) ہم روزمرہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہمارے سامنے جتنی بنائی ہوئی چیزیں وہ اپنے بنانے والے کے مشابہ نہیں ہیں، مثلاً کتاب کاتب کے مشابہ نہیں ہے۔ عمارت بانی کے مشابہ نہیں ہے اسی طرح دیگر وہ تمام اشیاء جو ظاہر ہیں اور اپنے بنانے والے کے مشابہ نہیں ہیں اور بنانے والا اپنی بنائی ہوئی اشیاء کے مشابہ نہیں ہے ان ظاہر چیزوں سے ہم غائب چیزوں پر دلیل پکڑ سکتے ہیں اور ہم نے اسی سے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کسی اپنی بنائی ہوئی شئی کے مشابہ نہیں اور نہ ہی کوئی شئی اس کے مشابہ ہے۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بنفسہ وبذاتہ قائم ہیں اپنے ماسوا سے مستغنی ہے تو اسے جواب دیا جائے گا کہ۔

اگر وہ بذات خود قائم نہ ہوتا تو وہ اپنے قیام کے لئے اپنے ماسوا اور غیر کا محتاج ہوتا۔ تو یہ دلیل ہوتی حادث ہونے کی اگر وہ حادث ہوتا تو دیگر حادث اشیاء پر جو تغیرات جائز ہیں وہ سب کچھ اس پر بھی جائز ہوتے حالانکہ اس کے قدیم ہونے پر دلائل قائم ہو چکے ہیں لہذا وہ بذات خود قائم ہے دوسروں سے مستغنی ہے اپنے وجود کے اندر تا نکہ وہی سب کا قائم کرنے والا رہے اس کو کوئی قائم رکھنے والا نہ ہو اور وہ سب سے مستغنی ہو کسی کا محتاج نہ ہو جو مستغنی نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہو کسی اور کا خالق وموجد حقیقی کیسے ہوسکتا ہے؟! اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے عالم ہے قادر ہے؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ جواب یہ ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ کے فعل کا ظہور اس کی حیات۔ اس کی قدرت اور اس کے علم کی دلیل ہے اس لئے کہ اس فعل کا ظہور اور وقوع میت سے اور عاجز سے اور لاعلم اور جاہل سے ممکن نہیں ہے جب اس کے افعال وجود میں آ چکے ہیں جو کہ میت سے۔ عاجز سے جاہل سے وجود میں نہیں آ سکتے تو لا محالہ ثابت ہوا کہ جس سے یہ افعال صادر ہوئے ہیں یقیناً وہی ہے قادر ہے عالم ہے اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مرید ہے یعنی ارادہ کرتا ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ وہ زندہ ہے۔ عالم ہے، نہ وہ مجبور ہے نہ وہ مغلوب اور عاجز ہے نہ ہی اس کے ساتھ کوئی ایسی مشکل ہے جو اسکو ان امور سے روک سکے ہر وہ ذات جو زندہ ہو جاہل نہ ہو اور اس کے ساتھ کوئی ایسی مشکل نہ ہو جو اس کے ارادے کو روک دے وہ اپنے ارادے کا مالک ہوتا ہے۔ مختار ہوتا ہے قصد کرنے والا ہوتا ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے بصیر ہے؟

جواب دیا جائے گا کہ وہ زندہ ہے اور زندہ وجود کے لئے یہ محال ہوتا ہے کہ وہ سمع وبصر کی صفت سے خالی ہو جب کہ وہ کسی مانع صفت سے خالی ہو کیونکہ منع مانع اور ممنوع کو تقاضا کرتا ہے۔ اور جو ممنوع ہو وہ مغلوب ہوتا ہے۔ اور جو مغلوب ہو یہ صفت حادث کی ہوتی ہے جب کہ باری تعالیٰ قدیم ہے ہمیشہ ہے وہ سمیع ہے بصیر ہے ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے؟

جواب دیا جائے گا کہ اللہ حی ہے زندہ ہے ساکت نہیں ہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی آفت نہیں لگی ہوئی جس کی وجہ سے وہ کلام نہ کر سکے۔ اور ہر وہ زندہ جو ایسا ہو وہ متکلم ہوتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ متکلم ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ جس کو کلام کرنا محال ہو اس کی طرف سے خطاب کرنا اور حکم وامر کا پایا جانا بھی محال ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب بھی موجود ہے امر بھی موجود میں تو لازمی بات ہے کہ وہ متکلم ہے اگر سوال کیا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ۔ قادر۔ عالم۔ ارادہ کرنے والا۔ سمیع بصیر متکلم تھا اور رہے گا؟

جواب یہ ہے کہ۔ کہ اگر اللہ ہمیشہ سے زندہ۔ قادر۔ عالم۔ ارادہ کرنے والا۔ سننے والا دیکھنے والا۔ کلام کرنے والا نہ ہوتا تو لا محالہ وہ۔ میت ہوتا۔ عاجز ہوتا جاہل ہوتا۔ ارادہ نہ کر سکتا۔ نہ سن سکتا نہ دیکھ سکتا نہ کلام کر سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو لازمی بات ہے کہ پھر وہ کچھ کر بھی نہ سکتا اس سے کوئی چھوٹا یا بڑا فعل اور کام بھی وجود میں نہ آ سکتا جب کہ مشاہدہ اس سب کچھ کو غلط بتا رہا ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ کر چکا ہے اور کر رہا ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ہمیشہ ایسے تھا اور ہمیشہ ایسے رہے گا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ کیا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ حی ہے۔ قادر ہے عالم مرید ہے سمیع ہے بصیر ہے متکلم ہے حیات کا مالک ہے قدرت اور علم ارادے۔ سمع بصر اور کلام کا مالک ہے۔ جواب دیا جائے گا کہ ایسی موجود ہستی کا سرے سے اثبات محال ہے جو موجود تو ہو الٰہ بھی ہو حی قادر عالم مرید سمیع بصیر متکلم تو ہو لیکن وہ حیات قدرت علم ارادہ سمع بصر کلام کا مالک نہ ہو بلکہ ان صفات کے ہوتے ہوئے ان صفات کا اثبات اس کے لئے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا یحیطون بشئی من علمه الا بماشاء. (البقرہ ۲۵۵)

کائنات کے سارے لوگ اللہ کے علم میں سے کسی شئی کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ خود چاہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وسع کل شیئی علماً (طٰہٰ)
ہر شے سے اس کا علم فراخ ہے۔

تیسرے مقام پر فرمایا:

وان اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علماً. (الطلاق ۱۲)
اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو اپنے علم کے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔

یعنی اس کے علم نے تمام معلومات کا احاطہ کرلیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وہ تمام آیات جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں اسی مذکورہ بات کی دلیل ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

ان اللّٰہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین. (الذاریات ۵۸)
بے شک اللہ ہی رزاق ہے اور وہ بڑی مضبوط قوت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے طاقت وقوت کو ثابت فرمایا ہے اور یہی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے علم کو ثابت فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ وہ عالم ہے علم کے ساتھ اور قادر ہے قدرت کے ساتھ اس لئے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ عالم تو ہو لیکن اس کو علم نہ ہو یہ بھی ممکن ہوتا کہ علم تو ہو مگر کوئی اس کا عالم نہ ہو۔ جیسے اگر یہ ممکن ہوتا کہ فاعل تو ہو مگر اس کا کوئی فعل نہ ہو۔ تو یہ بھی ممکن ہوتا کہ فعل تو ہو مگر اس کا فاعل نہ ہو جب یہ محال ہے کہ فاعل ہو مگر اس کا کوئی فعل نہ ہو۔ جیسے یہ محال ہے کہ فعل ہو مگر فاعل نہ ہو اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ عالم تو ہو مگر اس کا علم نہ ہو۔ جیسے یہ محال ہے کہ علم ہو لیکن اس کا کوئی عالم نہ ہو۔

اس لئے کہ عالم کے عالم ہونے میں اگر علم شرط نہ ہوتا تو اس کا عدم بھی ہر عالم میں نقصان دہ نہ ہوتا یہاں تک کہ صحیح ہونا ہر عالم کہ وہ عالم ہو عدم علم کے باوجود۔ جب عالم کے لئے علم شرط تھا بعض میں تو یہ واجب ہوا کہ ہر عالم میں علم ہو بوجہ امتناع اختلاف حقائق کے دو موصوفوں میں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ فعل کے احکام عدم علم کے ساتھ ممتنع ہیں ہماری طرف سے جیسے ممتنع ہے ہمارے غیر عالم ہونے کے ساتھ۔ جیسے علماء ہونے میں تمام محکمین میں برابری واجب ہے ایسے اس بات میں بھی ان میں برابری واجب ہے کہ علم بھی ان کے لئے ہو۔ بوجہ محال ہونے اس کے وقوع کے غیر ذی علم سے ہماری طرف سے۔ مثل محال ہونے اس کے وقوع کے غیر عالم سے ہماری طرف سے (ایک وجہ یہ ہے) کہ علم کی حقیقت وہ ہوتی ہے جس کو علم والا جانتا ہے جس کے عدم کے ساتھ وہ عالم نہیں ہوتا پس اگر قدیم بذات خود عالم ہو تو ذات اس کی علم ہوگی۔ اور عالم بمعنی علم ہونا درست نہیں اگر اس بات پر جو ہم نے ذکر کی آیات سے معارضہ کریں جیسے ارشاد باری ہے:

وفوق کل ذی علم علیم. (یوسف ۷۶)
کہ ہر ذی علم سے بڑے علم والا ہوتا ہے۔

تو ہم یہ جواب دیں گے کہ۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذو علم ہے بطور نکرہ بلکہ ہم کہہ رہے ہیں وہ علم والا ہے بطور معرفہ جیسے ہم کہتے ہیں وہ ذا الجلال والا کرام ہے بطور معرفہ ہم اس کو ذو جلال واکرام نہیں کہتے بطور نکرہ۔

لہٰذا آیت مذکورہ کا معنی اس وقت فوق کل ذی علم محدث من اعلم منہ ہوگا یعنی ہر ذی علم حادث سے کوئی بڑا علم والا بھی ہوتا ہے۔

اگر کچھ لوگ اعتراض کریں کہ اس کا علم قدیم ہے حالانکہ وہ خود قدیم ہے۔ جواب میں کہا جائے گا کہ۔ ہمارے اصحاب میں سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ازلی ہونے کا اثبات کرنے کے ساتھ اس بات کے قائل نہیں۔ اور ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی اشتباہ بھی

واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدیم وہ ہوتا ہے جو اپنے وجود میں متقدم ہو بشرط مبالغہ۔ اور متقدم فی الوجود وہی وجود ہی ہوتا ہے۔ اور وجود کسی ایک کے نزدیک بھی اشتباہ کو لازم نہیں کرتا۔ تو اسی طرح متقدم فی الوجود اشتباہ واجب نہیں کرتا اور اس لئے بھی کہ قدیم ہونا وصف مشترک ہے۔ جو استعمال سے ثابت ہے یوں کہا جاتا ہے۔ شیخ قدیم۔ بناء قدیم۔ عرجوں قدیم۔ پرانا بزرگ۔ پرانی عمارت۔ پرانی شاخ وغیرہ تو مشترک وصف میں اشتراک کے ساتھ اشتباہ واقع نہیں ہوتا۔

اس لئے کہ اگر قدیم ہونے میں اشتراک کے ساتھ اگر اشتباہ واقع ہوتا اشتراک فی الحدث کے ساتھ بھی اشتباہ واقع ہوتا۔ جب اشتراک فی الحدث کے ساتھ اشتباہ واقع نہیں ہوتا تو اشتراک فی القدم کے ساتھ بھی واقع نہیں ہوتا۔

اور اس لئے کہ ہمارے نزدیک مشتبھین کی حقیقت۔ دو غیر چیز ہوتی ہیں ایسی دو غیر کہ ایک پر جو سب کچھ جائز ہو دوسرے پر بھی صحیح ہو اور ایک دوسرے کے قائم مقام ہو۔ جب کہ اللہ کی صفات اس کی غیر نہیں ہیں۔

اگر کچھ لوگ اعتراض کریں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کا علم ہو تو وہ تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو وہ خود وہی ہوگا۔ یا اس کا غیر ہوگا۔ یا اس کا بعض ہوگا۔ (تینوں صورتیں غلط ہیں) جواب دیا جائے گا کہ یہ محض دعویٰ ہے۔ بلکہ اللہ کے علم کا انکار ہے۔ یہ جائز نہیں کہ یہ کہا جائے کہ علم وہی خود اللہ ہے اس لئے کہ یہ محال ہے کہ علم عالم ہو۔

اور یہ بھی جائز نہیں کہ یہ کہا جائے اس کا علم اس کا غیر ہے۔ اس لئے کہ علم کی مفارقت اس سے محال ہے اور دو غیروں کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کی مفارقت کسی بھی صورت میں دوسرے سے محال ہو۔ اور اللہ کا بعض کہنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کا موصوف یعنی اللہ تعالیٰ کے حصے نہیں ہو سکتے وہ جزئیت اور بعضیت سے پاک ہے اگر اعتراض کریں کہ۔ اگر اس کا علم ہو تو وہ عرض ہو جو مکتسب اور حاصل کردہ ہوگا۔ مضطر الیہ ہوگا یعنی وہ اس کی طرف مجبور ہوگا۔ تو اعتقادی طور پر وہ ہمارے علوم یعنی مخلوق کے علوم کی جنس سے ہوگا اس لئے کہ یہی حکم علم معقود کا ہے۔

جواب دیا جائے کہ۔ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ علم علم نہیں ہے اس لئے کہ عرض ہے یا اس کیفیت وصفت پر ہے جو تم نے ذکر کی ہے۔ بلکہ علم تھا اس لئے کہ علم بہ جانا گیا پھر مجبور کیا گیا۔

اگر علم محدث ہوتا تو اس کا علم عرض ہوتا کسبی ہوتا یا اس کی طرف مجبوری ہوتی۔ اور اگر وہ علم حادث نہیں تو جو چیز حادث کو لازم ہے کہ اس کے ساتھ موصوف ہونا صحیح نہیں ہوگا۔ جب لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم ہو غیر معتقد غیر مکتسب ہو غیر مضطر ہو تو لازم ہوا کہ اس کا ایسا علم ہو جو ان صفات سے موصوف ہو سکے جو تم نے ذکر کی ہیں۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ عالم ہے علم کے ساتھ تو وہ اپنے علم کا محتاج ہوتا ہے جواب دیا جائے گا کہ حاجت وضرورت اس پر جائز نہیں کیونکہ وہ غنی ہے اس کا علم اس کا غیر نہیں ہے اور اسی طرح اس کی تمام صفات ذاتیہ اس کی غیر نہیں ہیں۔ اس کی بعض بھی نہیں ہیں یہاں تک کہ اس کو اپنے غیر اپنے بعض کی طرف ضرورت وحاجت کے ساتھ موصوف کیا جا سکے۔

اگر لوگ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر اس شئی کا علم ہے جس کا معلوم کیا جانا صحیح اور ممکن ہو جواب دیا جائے گا کہ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی یہ صفت بیان کی ہے۔

لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر و ان اللہ قد احاط بکل شیئی علماً. (طلاق ۱۲)

تا نکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے اور اللہ نے ہر شئی کو علم کے احاطہ میں لے لیا ہے۔

بہر حال غیر اللہ یعنی اللہ کے ماسوا کے لئے ممکن نہیں کہ ہر شئی کے علم کے ساتھ عالم ہو۔ ہر شئی کے بارے اس کو علم ہونا ممکن بھی نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہر معلوم کا عالم ہونا لازم ہے۔ اسی طرح لازم ہے کہ اس کا علم ہر اس چیز کا علم ہو جس کا معلوم ہونا ممکن ہو۔

اللہ تعالیٰ کی تمام ذاتی صفات میں، ہی کلام ہے جو اس کے علم کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں سے کسی صفت کے بارے میں یہ جائز نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ اس کی مجاور ہیں کیونکہ مجاورت تقاضا کرتی ہے ایک دوسرے سے چھونے اور مس کرنے کو یا مقاربت کو مکان وجگہ کے اعتبار سے جب سب کچھ اجسام کی صفت ہے اور اجسام حوادث کا محل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ صفات اس میں داخل ہوگئی ہیں اس لئے کہ حلول مجاورت کو تقاضا کرتا ہے جب کہ مجاورت کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہے، اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اس کی صفات اس کی مخالف ہیں یا اس کے مفارق اور جدا ہیں اس لئے کہ مخالفت اور مفارقت فرع ہیں غیریت کی۔ جب کہ اللہ اور اس کی صفات کے درمیان تغایر محال ہے اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ اس کی ملکیت ہیں اس لئے کہ جو چیز ملک ہوتی ہے اس میں تصرف وغیرہ ممکن ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ وہ اپنی ذات میں مختلف میں نہ ہی یہ کہا جائے کے متفق ہیں اس لئے کہ وہ ایک دوسری سے متغایر نہیں ہیں۔

اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ صفات اللہ کے ساتھ ہیں یا اللہ کے اندر ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ صفات اس کی ذات کے ساتھ مختص ہیں اسی کے ساتھ قائم ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ان کے ساتھ موصوف تھا اور ہمیشہ ان کے ساتھ موصوف رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات خبری ہیں بعض ان میں سے (وَجہ) چہرہ (دایاں) ہاتھ ہے ان کے اثبات کا طریقہ ان کے بارے میں خبر صادق کا وارد ہونا ہے، ہم انہیں ثابت تو کریں گے لیکن ان کی کیفیت بیان نہیں کریں گے۔

بہر حال صفات فعل مثلاً خلق۔ رزق۔

یہ اغیار ہیں اور یہ سب لایزال ہیں دائمی ہیں ان کے ساتھ ازل میں اللہ کو موصوف کرنا درست نہیں۔

ہمارے اصحاب میں سے محققین نے یہ کہنے سے انکار کیا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ ازل سے خالق اور رازق تھا مگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خالق ازلی ہے ہمارا رازق ازل سے جو کہ خلق اور رزق پر قادر تھا اس لئے کہ اس نے ازل میں پیدا نہیں کیا تھا پھر پیدا کیا۔ جب خالق کا نام وجود خلق کے بعد دیا گیا تو لازم نہیں کرتا تغیر کو اس کی ذات میں ہمارے اصحاب میں سے وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ قول کرنا جائز ہے۔ کہ وہ ازل سے خالق تھا رازق تھا اس معنی میں کہ عنقریب پیدا کرے گا اور عنقریب رزق دے گا۔

۱۲۲:......ہمیں خبر دی ہے۔ ابوزکریا بن ابواسحاق نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن طلحہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں۔

هل تعلم له سمياً (مریم ۶۵)

کیا تم جانتے ہو اس کے لئے نام۔

---

(۱۲۲)......معاوية بن صالح الحضرمي هو : أبوعمرو (ت ۱۵۸) تقريب.

علي بن أبي طلحة، أرسل عن ابن عباس ولم يره (تقريب)

أخرجه ابن جرير في التفسير (۱۶/۸۰) عن علي بن عبدالله عن معاويه

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۴/۲۷۹) لابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما.

یعنی کیا تم جانتے ہو رب تعالیٰ کی کوئی مثل یا مشابہ (یا ہم نام جانتے ہو)۔

۱۲۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب (ح) نے اور خبر دی ہے ہمیں ابوالحسن بن فضل قطان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے علی بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن ماتی نے ان دونوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غرزہ غفاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن یزید نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے اسرائیلی نے سماک سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وهل تعلم له سمیاً (مریم ٦٥) کہ لیس احد یسمیٰ الرحمن غیره.

ایسا کوئی ایک بھی نہیں ہے جس کا نام رحمٰن ہو اللہ کے ماسوا۔

---

(۱۲۳)...... أبوالحسين بن الفضل هو محمد بن الحسين بن محمد بن الفضل أبوالحسين الأزرق القطان سبق برقم ۸۴، وخالد بن يزيد هو الكاهلی أخرجه الحاكم.(۲/۳۷۵) عن أبی زكريا العنبری عن محمد بن عبدالسلام عن إسحاق بن إبراهيم عن وكيع ويحيى بن آدم قالا: ثنا إسرائيل به.

وصححه الهاكم ووافقه الذهبی.

وعزاه السيوطی فی الدرالمنثور (۴/۲۷۹) لعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبی حاتم والحاكم وصححه والمصنف فی الشعب.

باب نمبر۲

ایمان کا دوسرا شعبہ

اللہ کے تمام رسولوں صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایمان

دل کے اعتقاد اور زبان کے اقرار سمیت تمام رسولوں کے ساتھ ایمان لانا (ایمان بالرسل ہے) مگر ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا دیگر تمام رسولوں کے ساتھ ایمان بایں طور ہوگا کہ سارے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان لوگوں کی طرف جن کے تذکرے میں یہ بیان ہوا ہے کہ فلاں فلاں رسول فلاں فلاں قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور وہ اپنی نبوت ورسالت میں سچے تھے اور حق پر تھے۔

جب کہ ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان اس بات کی تصدیق کرنا ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول تھے ان سب لوگوں کی طرف جن کی طرف آپ بھیجے گئے تھے اور ان سب کی طرف جو ان لوگوں کے بعد تھی یا ہوں گے قیامت قائم ہونے تک جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے (سب کی طرف آپ کی رسالت عام ہے۔)

قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسل کی تعلیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱)......امنوا باللہ ورسولہ　　(الحدید ۷)

ایمان لاؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

تشریح:......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ ایمان لانے کے حکم کو اپنے ساتھ ایمان لانے کے حکم کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

(۲)......والمؤمنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ.　　(البقرۃ ۲۸۵)

سب مؤمن بھی ایمان لائے ہیں، ہر ایک ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں کے ساتھ، ہم فرق نہیں ڈالتے کسی ایک کے درمیان اس کے رسولوں میں سے۔

(۳)......ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا. (النساء ۱۵۰)

بلاشبہ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور فرق کرنا چاہتے ہیں (ایمان کے حوالے سے) درمیان اللہ کے اور اس کے رسولوں کے اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اختیار کرلیں اس کے بیچوں بیچ کوئی دوسرا رستہ۔

اولئک ھم الکفرون حقاً

وہ لوگ اصلی کافر ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔ پھر تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو اپنی ذات کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔

(۴).....والذین امنوا با للہ ورسلہ الخ (نساء۱۵۲)

جولوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر اور نہ فرق کیا (ایمان کی بابت)
ان میں سے کسی ایک کے درمیان یہی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کو ان کے اجر دے گا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اچھا انجام واچھا ٹھکانہ انہیں لوگوں کے لئے ہوگا جو ایمان لانے میں اللہ اور رسولوں میں اور تمام رسولوں کے درمیان فرق نہ کریں بلکہ تمام رسولوں پر ایمان لائیں۔

ہم روایت کر چکے ہیں ابن عمر کی روایت میں حضرت عمر بن خطاب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا۔

ان تؤمن با للّٰہ وملئکتہ، وکتبہ ورسولہ والیوم الاخر وتؤمن با لقدر کلہ خیرہ وشرہ.

کہ تو اللہ پر ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تو ایمان لا تقدیر کے ساتھ یعنی اچھی اور بری (دونوں کے ساتھ)

۱۲۴:.....ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر رزاز نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن مقری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے کھمس بن حسن نے کہ میں نے سنا عبداللہ بن بریدہ سے وہ حدیث بیان کرتے تھے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث انہوں نے بیان فرمائی۔

اسی حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں کھمس کی روایت سے نقل کیا ہے۔

۱۲۵:.....ہمیں خبر دی ہے۔ ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم بوشنجی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن امام نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لاالہ الاﷲ ویؤمنوبی وبما جئت بہ فاذ فعلوا ذلک عصموا منی دماء ھم واموالھم الابحقھا، وحسابھم علی اللہ.

میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور جو چیز میں لایا ہوں (قرآن) اس پر ایمان لائیں وہ جب یہ کام کرلیں وہ بچالیں گے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال مگران کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

امام مسلم نے اس روایت کو اپنی صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶:.....ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن لیث نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ

(۱۲۴).....عیسی بن عبداللہ الطیالسی (۲۷۵) تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۱۰) أخرجه مسلم (ص ۳۷)

(۱۲۵).....یحیی بن محمد العنبری أبوزکریا (ت ۳۴۴) (سیر ۵۳۳/۱۵)، وأمیة بن بسطام (ت ۲۳۱) تقریب، یزید بن زریع ھو أبومعاویة (تقریب).

بن ہشام نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل پالان پر آپ کے پیچھے سوار تھے آپ نے فرمایا اے معاذ۔ انہوں نے جواب دیا لبیک یا سعدیک یعنی حاضر ہوں یارسول اللہ اور سعادت حاصل کررہا ہوں آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کی بھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا یارسول اللہ۔ کیا میں اس بات کی لوگوں کو اطلاع کر نہ دوں تاکہ لوگ خوش ہو جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ ایسا کرنے سے لوگ اسی کا آسرا کر لیں گے (عمل کرنے سے سستی کریں گے) حضرت معاذ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بتادی تھی تاکہ حدیث چھپانے اور کتمان حق کرنے کے) گنہگار نہ ہو جائیں۔

۱۲۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن روح مدائنی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر بن فارس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ بیان کرتے تھے حضرت معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من شهد ان لااله الاالله مخلصاً من قلبه وان محمداً رسول الله دخل الجنة.

جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں سچے دل سے
اور یہ شہادت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۱۲۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر احمد بن کامل بن خلف قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن محمد نے یعنی ابوقلابہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیب بن شہید نے حمید بن ہلال سے انہوں نے ھصان بن کاہل سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من مات يشهد ان لااله الاالله وأنى رسول الله يرجع ذالك الى قلب موقن دخل الجنة.

جو شخص اس حال میں مرجائے کہ وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں یہ بات یقین کرنے والے دل سے ہو۔ وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

۱۲۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں

---

(۱۲۶)...... علی بن محمد بن سختویه أبوالحسن (ت ۳۳۸) (شذرات ۳۴۸/۲)، وإسحاق بن منصور هو : أبويعقوب التميمي (ت ۲۵۱) ومعاذ بن هشام هو : ابن أبي عبدالله الدستوائي (ت ۲۰۰) (تقريب).

أخرجه مسلم (ص ۶۱)

(۱۲۷)...... علي بن عبدالله بن إبراهيم الهاشمي أبوالحسن (سير ۳۲۱/۱۷)، وعثمان بن أحمد بن السماك أبوعمرو (ت ۳۴۴) (سير ۴۴۴/۱۵)، وعبدالله بن روح المدائني (ت ۲۷۷) (سير ۵/۱۳)، وعثمان بن عمر بن فارس (ت ۱۹۹) (تقريب)

والحديث سبق برقم (۷)

(۱۲۸)...... أحمد بن كامل بن خلف أبوبكر القاضي (ت ۳۵۰) خط ۳۵۷/۴ تحفة الاشراف (۴۰۵/۸)

أخرجه النسائي في اليوم والليلة، وابن ماجة (۳۷۹۶) كلاهما من طريق يونس عن حميد بن هلال به، وأخرجه النسائي في اليوم والليلة من طريق ابن أبي عدى عن حبيب بن الشهيد به.

حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے پھر اس نے مذکورہ حدیث اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کی ہے سوا اس کے کہ انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن سمرۃ سے معاذ بن جبل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

انبیاء ورسل کی تعداد:

۱۳۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ احمد بن عبدالجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے مسعودی سے اس نے کہا مجھے خبر دی ہے ابوعمرو دمشقی نے عبید بن خشخاش سے انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کی۔

یارسول اللہ کم المرسلون؟ رسول کتنے ہیں؟

قال ثلاث مائة وبضعة عشر جماً غفيراً قال قلت ادم نبی کان؟ قال نعم بنی متکلم؟

تین سو دس سے اوپر تھے بڑی جماعت تھی میں نے کہا کیا آدم علیہ السلام بھی نبی تھے؟

آپ نے فرمایا ہاں نبی تھے اللہ نے اس کے ساتھ کلام کی تھی۔

۱۳۱۔ وہ فرماتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے موسیٰ بن عبیدہ سے انہوں نے محمد بن ثابت سے انہوں نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلوا على انبيآء الله ورسله فان الله بعثهم كما بعثنى.

اللہ کے سارے نبیوں پر درود بھیجو اور سارے رسولوں پر بیشک اللہ نے ان کو بھی ایسے بھیجا تھا جیسے مجھے بھیجا ہے۔ اور یحییٰ بن سعید سعدی بصری نے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے اس نے روایت کیا ہے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے عبید بن عمر لیثی سے انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا یارسول اللہ۔

کم النبيون؟

نبی کتنے تھے؟

قال مائة الف نبی واربعة وعشرون الف نبی.

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے۔

---

(۱۳۰)...... أحمد بن عبدالجبار (سیر ۱۳/۵۵)، المسعودی هو:

عبدالرحمن بن عبدالله المسعودی (ت ۱٦۵) (تقریب)

عبيد بن الخشخاش هو أبوعمرو الدمشقی

أخرجه أحمد (۱۷۸/۵) عن وكيع به.

(۱۳۱)......موسى بن عبيدة بن نشيط أبوعبدالعزيز (ت ۱۵۳) محمد بن ثابت بن أبی هريرة مجهول (تقريب)

أخرجه الخطيب البغدادی فی تاريخ بغداد ۱۰۵/۸ من طريق أبی عاصم عن موسى بن عبيدة به.

المطلب العالية (۳۳۲۷) وعزاه الحافظ (لابن أبی عمر) وزاد البوصيری فی عزوه لأحمد بن منيع وقال البوصيری:

فی إسناده موسى بن عبيدة وهو ضعيف

والحديث ضعفه الحافظ فی فتح الباری ۱٦۹/۱۱ وعزه للقاضی إسماعيل

وعزاه السيوطی فی الدرالمنثور ۲۲۰/۵ لعبدالرزاق والقاضيی إسماعيل وابن مردويه والمصنف فی الشعب.

میں نے کہا کم المرسلون منھم؟

ان میں رسول کتنے تھے؟

قال ثلاث مائة و ثلاثة عشر۔

تین سو تیرہ تھے۔

۱۳۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن فضل ساصری نے بغداد میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن عرفہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیٰی بن سعید سعدی البصری نے پھر وہی مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

یہی روایت ایک دوسرے طریقہ سے حضرت ابوذر سے مروی ہے جو کہ غیر قوی ہے۔

۱۳۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوذکریا عنبری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالسلام سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا خبر دی ہے عمرو بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل سے انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

و اذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقا نبیاً (مریم ۴۱)

اے پیغمبر قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا تذکرہ پڑھئے بیشک وہ سچا نبی تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سارے انبیاء کرام بنی اسرائیل میں سے تھے مگر دس۔

❶...... حضرت نوح علیہ السلام۔

❷...... حضرت صالح علیہ السلام۔

❸...... حضرت ہود علیہ السلام۔

❹...... حضرت لوط علیہ السلام۔

❺...... حضرت شعیب علیہ السلام۔

❻...... حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

❼...... حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔

❽...... حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

❾...... حضرت یعقوب علیہ السلام۔

❿...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

(۱۳۲)...... علی بن الفضل السامری الستوری أبوالحسن، الحسن بن عرفة (ت ۲۵۷) (تقریب)

أخرجه المصنف فی السنن الکبری ۴/۹ وقال: تفرد به یحیی بن سعید السعیدی.

وقال الذهبی فی المیزان ۳۷۷/۴:

یحیی بن سعید القرشی العبشمی السعدی وقیل السعدی الشهید عن ابن جریج عن عطاء عن عبید بن عمیر عن أبی ذر بحدیثه قال العقیلی لایتابع علیه، وقال ابن حبان یروی المقلوبات، والملزقات لایجوز الاحتجاج به إذا انفرد.

انبیاء میں سے صرف دو ایسے تھے جن کے دو نام تھے:

❶......حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرا نام مسیح ہے۔

❷......یعقوب علیہ السلام ان کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔

امام بیہقی کا فرمان:

ایمان بالرسول، ایمان باللہ.

کو بھی متضمن ہے۔ایمان بالرسول درحقیقت اس کتاب کو بھی قبول کرنا ہے جو وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا عزم ہوتا ہے۔اس لئے کہ اس بات کی تصدیق کرنا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں درحقیقت ان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے۔اور یہی چیز ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے طرف راجع ہوتی ہے اس لئے کہ وہ رسل کی تصدیق ہے اور اطاعت رسول میں درحقیقت اطاعت مرسل (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت) ہے۔

اس لئے کہ اسی کے حکم سے ہی تو اس کی اطاعت اس نے کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ. (النساء۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔

امام بیہقی نے فرمایا۔

نبوۃ۔اسم ہے نباءٌ سے مشتق ہے اور نبا خبر کو کہتے ہیں۔مگر اس موقع پر خبر سے مراد خاص خبر ہے اور نبی وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں سے کسی ایک بندے کو یہ عزت واکرام عطا کرتے ہیں اور اس کو باقی لوگوں سے ممتاز بنادیں گے اس کی طرف وحی بھیج کر۔جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے اپنی شریعت پر مطلع کرتے ہیں امر نہی وعظ۔ارشاد وعد۔وعید وغیرہ امور سے لہٰذا نبوت اس طرح کی خبر اور ایسی ہی اطلاعات جو ان مذکورہ صفات سے متصف ہو کا نام ہے۔تو نبی وہ ذات مقدس ہوتی ہے جس کو ان امور کی خبر دی جاتی ہے۔ان اطلاعات کے ساتھ اگر ان امور کو لوگوں تک پہنچانے اور تبلیغ کرنے اور لوگوں کو اس کی دعوت دینے کا حکم بھی ساتھ ساتھ ہوتا ہے تو وہی انسان نبی اور رسول ہوتا ہے۔

اور اگر اس کی طرف وحی اس لئے القا کی جاتی ہے تا نکہ وہ خود بذاتہ اس پر عمل کرے۔اور اس کو اس کی تبلیغ اور اس کی دعوت کا حکم نہیں دیا جاتا تو وہ نبی ہوتا ہے رسول نہیں ہوتا لہٰذا ہر رسول نبی ہوتا ہے، اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تخلیق کائنات کے بارے میں واضح آیات کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور مخلوق کے مخلوق ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور کائنات کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں اطلاع اور رہنمائی فرمائی ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبوت کے اظہار واعلان کے لئے بھی رہنمائی فرمائی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

❶......**لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط** (الحدید ۲۵)

البتہ تحقیق بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ اور نازل کی ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان عمل تانکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

❷......**رسلاً مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسول** (النساء۱۶۵)

بہت سے رسول بھیجے ہم نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تا کہ نہ رہ جائے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت رسولوں کے بعد۔

❸......ولو انا اھلکنا ھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ایا تک من قبل ان نذل و نخزی. (طٰہٰ ۱۳۴)

اگر ہم ان لوگوں کو رسول کے آنے قبل عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے تو وہ قیامت میں یہ کہتے اے ہمارے رب ہماری طرف آپ نے کوئی رسول کیوں نہ بھیجا (اگر آپ رسول بھیجتے) تو ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسول ہوتے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اسنے رسولوں کو اپنے بندوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے بھیجا اور اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر الزام ختم کرنے کے لئے۔

کہا گیا کہ اس میں کئی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ:

(بسلسلہ رسل جاری فرما کر) اللہ تعالیٰ نے جس الزام اور جس حجت کو کاٹ دیا اور ختم کر دیا وہ یہ ہو سکتی تھی کہ لوگ قیامت میں یہ کہتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا تھا تا کہ ہم اس کی عبادت کریں تو چاہئے تھا کہ ہمارے لئے اس عبادت کو بھی بیان کر دیا جاتا جو ہم سے مطلوب تھی، اور جس عبادت کو ہمارے لئے پسند کیا تھا۔ یہ بیان کیا جاتا کہ وہ عبادت کیا ہے؟ اور کیسی ہے؟

اگر چہ ہماری عقلوں میں اس سے فائدے کا حاصل کرنا اور اس کا شکر کرنا ان نعمتوں پر جن کا ہمارے اوپر اس نے انعام فرمایا ہے تو تھا لیکن یہ ہماری عقلوں میں نہیں آتا تھا کہ اظہار عجز و ذلت اس کے آگے کیسے کریں؟ اور اظہار عبدیت ہماری طرف سے کس طرح ہونا چاہئے اور کس طور پر مناسب ہے کہ اس کا اظہار ہو لہذا یہ ان کی حجت اور ان کا یہ اعتراض اس طرح ختم کر دیا گیا کہ انہیں حکم دیئے گئے۔ انہیں کہی گئی اور ان کے لئے احکامات جاری کئے گئے۔ ان کے لئے راستے اور مناہج متعین کئے گئے لہذا وہ اچھی طرح جان گئے کہ ان سے کیا کچھ مطلوب ہے اور ان کے سارے شبہات دور ہو گئے۔

دوسری وجہ:

بے شک وہ حجت جو کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ کہتے ہم لوگ شہوت وغفلت سے مرکب بنائے گئے تھے۔ ہمارے اوپر حرص و ہوا مسلط کئی گئی تھی۔ ہمارے اندر شہوات ولذات رکھی گئی تھیں۔ اگر ہماری کسی ایسی انسان کو بھیج مدد کر دی جاتی کہ جب ہم بھول چوک اور سہو غلطی کا شکار ہوتے تو وہ ہمیں تنبیہ کر دیتا اور جب ہمیں ہوا و خواہش اس طرف مائل کرتی تو وہ ہمیں سیدھا چلاتا کیونکہ ہم سے مطلوب تو صرف اطاعت ہی تھی۔ لیکن ہمارے ساتھ ایسا نہ کیا گیا بلکہ ہمارے درمیان اور ہمارے نفسوں کے درمیان تخلیہ چھوڑ دیا گیا۔ اور ہمیں مکمل طور پر اپنے نفوس کے حوالے کر دیا گیا خصوصاً اس وقت جب ہماری کیفیات وہ تھی جو ہم نے بتلائی ہیں تو بلا محالہ ہمارے اوپر ہماری خواہشات غالب آ گئیں۔ ہم ان پر جبر کرنے پر قادر نہ رہ سکے تھے لہذا اسی واسطے ہم سے نافرمانیاں اور معاصی ہو گئے تھے۔

تیسری وجہ:

رسولوں کو بھیج کر جو الزام ختم کر دیا گیا اور جو حجت کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہمارے عقلوں میں ایمان کی اچھائی۔ سچائی۔ انصاف محسن کا شکر کرنے کی اچھائی تو آتی تھی۔ جھوٹ۔ کفر۔ ظلم وزیادتی کی قباحت و برائی بھی ہماری عقلوں میں آتی تھی۔ لیکن ہماری عقلو میں از خود یہ بات نہیں آتی تھی کہ جو شخص اچھائی کو ترک کر کے برائی کی طرف چلا جائے حسن کو چھوڑ کر قبیح کا ارتکاب کرے وہ آگ کے عذاب میں ڈال دیا

جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ اور جو شخص قبیح کو چھوڑ کر حسن کا ارتکاب کرے گا برے کام چھوڑ کر اچھے کام کرے گا وہ جنت کا ثواب اور بدلہ دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا یہ بات ہماری عقل میں نہیں آسکتی تھی۔ کیونکہ یہ بات عقل سے معلوم نہیں ہوسکتی تھی اور عقل کے ساتھ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق ایسی بنائی ہے جس کو جنت کہتے ہیں اور ایک مخلوق وہ بنائی ہے جس کو جہنم کہتے ہیں اور وہ آگ ہے اور وہ دونوں مخفی اور غائب تھیں لہٰذا اس بات کا ادراک کیسے ہوسکتا تھا کہ ایک گنہگاروں کے لئے بنائی گئی ہو اور دوسری اہل اطاعت کے لئے اگر ہم جان لیتے کہ ہم گناہ کرنے پر عذاب دیئے جائیں گے۔ اور محدود گناہوں پر محدود عذاب اور غیر محدود گناہ کرنے پر عذاب بھی غیر محدود دیئے جائیں گے اور محدود اطاعات پر غیر محدود ثواب دیئے جائیں گے اس لئے کہ ہم سے مطلوب صرف اطاعت تھی۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیج کر یہ تمام حجتیں کاٹ دیں اور یہ سارے الزام ختم کر دیئے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسولوں کی بعث کی صحت وضرورت پر حجت پکڑی ہے اور دلیل دی ہے۔

ان امور کے ساتھ جو مشہور ومعروف ہیں ستاروں کے برج، ان کی تعداد۔ اور ان کی رفتار کے ساتھ پھر ان چیزوں کے ساتھ جو زمین میں غذا کی بابت نہیں ان کے ساتھ۔ اور ان چیزوں کے ساتھ جو دور میں کسی خاص بیماری کے لئے۔ اور ان چیزوں کے ساتھ جو زہر ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو زہر کے نقصان کو دور کرنے کے ساتھ مختص ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو کسر اور ٹوٹنے کو درست کرنے کے لئے مخصوص ہیں۔ اور علاوہ اس کے منافع اور نقصانات کے ساتھ جن کا ادراک بجز وحی کے نہیں ہوسکتا۔

پھر لوگوں کے کلام کے وجود سے۔ بیشک وہ انسان جو بہرہ پیدا ہوتا ہے وہ کبھی بھی نہیں بول سکتا۔ اور جو بچہ کسی بھی لغت کو سنتا ہے اور اسی پر پرورش پاتا ہے اسی لغت کے ساتھ کلام بھی کرتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ کلام کی اصل سننا ہے اور بے شک وہ پہلا انسان جس نے کلام کیا تھا اس نے تعلیم سے اور وحی سے تکلم کیا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وعلم ادم الاسمآء کلها. (البقرہ ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھلائے۔

اور ارشاد فرمایا:

خلق الانسان. علمه البيان. (الرحمٰن ۳-۴)

انسان کو پیدا کیا۔ اس کو بیان کرنا سکھلایا۔

پھر ہر رسول جسے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قوم کی طرف بھیجا اس کو کوئی نہ کوئی معجزہ اور نشانی ضرور عطا کی جس کے ساتھ اس کو تائید دی۔ اور ضرور اسے کوئی نہ کوئی حجت ودلیل بھی ساتھ دی اور رسول کو دی جانے والی آیت یا نشانی یا معجزہ کو عادات کے خلاف بنا دیا۔

اس لئے کہ رسول جس چیز کا اس معجزے یا نشانی کے ساتھ اثبات چاہتا تھا یعنی اللہ کی عطا کردہ رسالت وہ خود ایسا امر تھا جو خارج تھا عادات سے تاکہ اس معجزے یا نشانی کے اپنے دعوے کے ساتھ ملنے سے اس بات پر استدلال کر سکے کہ وہ رسول ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسالت کا جھوٹا دعویٰ کر کے اللہ پر افتراء اور جھوٹ بولنا سب سے بڑا جرم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی حکمت وفراست کے لائق نہیں ہے کہ وہ ہر کس وناکس کے ہاتھ پر ایسی امور کو ظاہر کر دے جو عادات کے خلاف ہوں اور پھر وہ اس کے ذریعے بندوں کو فتنے میں واقع کرتا پھرے اور اللہ تعالیٰ نے اس فعل سے براءت وبیزاری کرتے ہوئے اپنی کتاب میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے اور اپنے نبی کا ارادہ فرماتے ہوئے فرمایا۔

ولو تقول علينا بعض الا قاويل. لاخذ نا منه با ليمين. ثم لقطعنا منه الوتين. (الحاقہ ۴۴-۴۶)

اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔

ہر وہ نشانی جو اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو عطا فرمائی پہلے تو وہ اس سے یہ ثابت فرماتا ہے رسول کے متعلق کہ وہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ پھر دوسرے لوگوں کے سامنے یہی ثابت کرتا ہے کہ وہ سچا رسول ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نشانی صرف اور صرف رسول کے لئے مخصوص کر کے اس کو اس کی اپنی نبوت کا علم دے پھر اس کی قوم کے لئے اس کے علاوہ کوئی ثبوت عطا کرے۔

معجزات رسل کے اقسام

رسولوں کے معجزات کی اقسام بہت ساری تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اطلاع فرمائی ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو نو آیات بینات عطا فرمائی تھیں۔

(۱)......عصا کا معجزہ (۲)......ید بیضاء کا معجزہ (۳)......خون
(۴)......طوفان (۵)......ٹڈیوں کا (۶)......چچڑیاں
(۷)......مینڈک (۸)......چہروں کا مٹانا۔ (۹) دریا چیرنا۔

مذکورہ معجزات کی تفصیل

عصاء کا معجزہ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا اژدھا بن جانا یہ تمام ملحدوں اور جادوگروں کے خلاف حجت تھی۔ اس وقت جادو زوروں پر تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا عصاء دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اور جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا تو انہیں یقین آ گیا کہ اس کی حرکت نو پیدا حیات اور زندگی کی وجہ سے ہے جو کہ حقیقی زندگی ہے یہ اس طرح کی اور اس جنس کی نہیں ہے جو مختلف حیلوں اور تدبیروں سے جادوگروں نے وہم وخیال پیدا کر دیا ہے۔

لہذا موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ ایک طرف تو حقیقی صانع کی صنعت پر یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کر رہا تھا اور دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر اکٹھے دو چیزوں کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کے باقی معجزات

ہر حال باقی تمام نشانیاں جن کا تعلق ساحروں وغیرہ سے نہیں تھا وہ نشانیاں فرعون اور اس کی قوم کے خلاف تھیں جو اس بات کے قائل تھے کہ زمانہ ہی خالق ہے دھریت کا نظریہ رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ نشانیاں موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرما کر ان کے ذریعے یہ ظاہر فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جو کچھ خبر دی ہے وہ صحیح ہے اور جو پیغام دیا ہے وہ سچا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا اور ان سب کا ایک رب ہے اور ان کا خالق ہے۔

داؤد علیہ السلام کے معجزے

(۱)......اللہ عزوجل نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم فرما دیا تھا۔

(۲)......اسی طرح ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا۔

(۳)......اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو کہ شام کو بھی اور صبح کو بھی ان کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

(۱)..... عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو جھولے میں کلام کرنے پر قادر بنادیا تھا کہ وہ جھولے میں حکماء اور داناؤں کی طرح کلام کرتے تھے۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ ان کے لئے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔

(۳)..... اور ان کی دعاء سے اور ان کے ہاتھ کے ساتھ جب وہ ہاتھ لگاتے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیتے تھے۔

(۴)..... اور انہیں یہ قدرت دی تھی کہ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے اور وہ اللہ کے حکم کے ساتھ پرندہ بن جاتا۔

(۵)..... پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہودیوں کے بیچوں سے اس وقت اوپر اٹھالیا جب وہ اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور صلیب پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوپر اٹھا کر ان کے جسم کو قتل اور پھانسی کی اذیت و تکلیف سے نجات دے دی۔ اس دور میں طب عام تھی اور اپنے عروج پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات ان کے ہاتھ پر جاری کئے ان کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ حاذق طبیب اور حکما ان نشانیوں اور معجزات سے کئی گنا کم درجات کے کارناموں سے بھی عاجز تھے۔ اور اسی زمانہ میں طبائع کی کیفیت ایسی تھی کہ ان کے آگے چیخ چیخ کر یہ بتانا بلکہ اس کا امکان ظاہر کرنا کہ عالم کا خالق ہے اور کوئی مدبر ہے سب کچھ بے کار تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے مذکورہ معجزات اور نشانیوں کے اظہار سے اس پر دلیل قائم کر دی اور ان کی دعوت کے ساتھ ان کے صدق پر حجت قائم کر دی۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

بہر حال ہمارے پیارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اللہ کی رحمتیں ہوں ان سب پر اور حضور پر اور آپ کی آل پاک پر اور سب کے سب صحابہ پر۔

آپ کے معجزات تمام رسولوں سے زیادہ ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی نبوت کے نشانات و معجزات ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔ مگر ان تمام نشانیوں میں سے وہ نشانی معجزات میں سے وہ معجزہ جو آپ کی دعوت سے مقترن ہے اور ملا ہوا ہے۔ جو آپ کی زندگی کے ایام میں برابر بڑھتا گیا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی امت میں ہمیشہ سے ہے وہ قرآن مجید ہے جو واضح طور پر معجز ہے۔ جو اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ وہ بالکل اسی کا مصداق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی خود تعریف بیان فرمائی ہے۔

ارشاد فرمایا۔

(۱)..... وانه لكتاب عزيز لايأتيه الباطل من بين يديه و لا من خلفه تنزيل من حكيم حميد (حم سجدہ ۴۱-۴۲)

بے شک وہ قرآن مضبوط کتاب ایسی ہے کہ باطل اس کے قریب بھی نہیں آ سکتا نہ اس کے آگے نہ اس کے پیچھے حکمت والی اور محمود ذات نے اسے نازل فرمایا ہے۔

اور ارشاد ہے:

انه لقران كريم فى كتاب مكنون لايمسه الاالمطهرون.

(۲)..... تنزيل من رب العالمين. (واقعہ ۷۷-۸۰)

بے شک یہ قرآن ہے عزت والا۔ جو کتاب محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہے پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

(۳)......بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ. (بروج ۲۱۔۲۲)

(یہ کتاب ہزل وبطلان نہیں) بلکہ یہ عظیم الشان قرآن ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

(۴)......ان هذا لهوا لقصص الحق. (آل عمران ۶۲)

بے شک یہ قرآن سچے واقعات ہیں۔

(۵)......وهذا کتاب انزلناه مبارک فاتبعوه واتقوا لعلکم ترحمون (انعام ۱۵۵)

یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے۔ اسی کی اتباع کرو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

(۶)......انها تذکرة فمن شأ ذکره. فی صحف مکرمه. مرفوعة مطهوة. بایدی سفرة کرام بررة. (عبس ۱۔۱۶)

دیکھو یہ قرآن نصیحت ہے۔ جو چاہے اسے یاد رکھے۔ قابل ادب ورقوں میں لکھا ہوا ہے جو بلند مقام پر رکھے ہوئے اور پاک ہیں۔ ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو سردار اور نیکوکار ہیں۔

(۷)......قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأ تو ابمثل هذا القران لایأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا.)(اسراء ۸۸)

کہہ دیجئے اگر تمام انسان اور جن اکٹھے ہو جائیں اس بات پر کہ اس قرآن کی مثل بنا کر لے آئیں تو اس کی مثل نہیں لاسکیں گے اگر چہ وہ سب ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے قرآن مجید کو ایک ایسی صفت پر اتارا ہے جو بشر کے کلام کے مبائن ہے یعنی اس سے جدا ہے اور مختلف ہے۔

اس لئے کہ یہ نہ تو نظم ہے اور نہ ہی نثر ہے۔ (نظم ہے مگر) اس کی نظم خطوط ورسائل والی نظم نہیں ہے وعظ وتقریر والی نظم نہیں ہے۔ اشعاروں والی نظم نہیں ہے۔ کاھنوں کے سجعوں جیسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بتایا ہے کہ کوئی بھی اس کی مثل لانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو چیلنج کر دیں کہ وہ اس کی مثل بنا کر لائیں اگر انہیں اس بات کا ادعاء ہو یا وہم گمان ہو کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

قل فأ توا بعشر سور مفتریات. (ھود ۱۳)

فرما دیجئے کہ لے ؤ تم دس سورتیں افترا کی ہوئی۔

پھر ان کے لئے نو سورتیں کم کرنے فرمایا:

فأ تو ابسورة من مثله (بقرہ ۲۳)

لاؤ تم کوئی ایک سورۃ اس جیسی۔

قرآن مجید کی حقانیت کی فطری اور عقلی دلیل

قرآن مجید کی حقانیت کی ایک فطری اور عقلی دلیل یہ ہے کہ خود حاصل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخالف وموافق کی نظر میں اور اپنے او پرائے کی نظر میں ہر الزام اور ہر اعتراض سے پاک تھے سب کی نظروں میں مقبول تھے عمدہ دائرے اور پختہ سمجھ رکھنے والے تھے متناسب اور سنجیدگی کے مالک تھے قوت عقل اور اصابت رائے سے آراستہ تھے۔

ظاہر ہے جو انسان شرافت ومتانت وسنجیدگی کے اس مرتبہ ومقام پر فائز ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دینے کے

لئے کھڑا ہو عقل نہیں مان سکتی اور کسی بھی اعتبار سے ممکن بھی نہیں کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم کوئی ایک سورۃ اس جیسی لے آ ؤ جو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں یعنی قرآن اور تم ہرگز اس کو نہیں لا سکو گے۔ اور اگر تم اس کو لے آ ؤ گے تو میں اپنے اس دعوے میں کاذب ہوں گا کہ میں اس کو اللہ کی طرف سے لے آیا ہوں، یہ میرا اپنا کلام نہیں میری اختراع ایجاد نہیں ہے نہ ہی کسی اور بندے کی ہے۔

خصوصاً اس صورت میں تو آپ کبھی یہ چیلنج نہیں کر سکتے تھے جب اپنے دل میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ قرآن ان پر نہیں اترا (اگر واقعتہً نہ اترا ہوتا تو وہ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے) جب کہ انہیں یہ بھی خطرہ تھا کہ ان کی قوم میں فصیحوں بلیغوں اور ادیبوں کی کمی نہیں ہے کوئی ایک بھی میری قوم میں سے میرے مقابلے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اگر آپ کا دعویٰ باطل ہوتا تو آپ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے۔ جب آپ نے یہ چیلنج کیا تو یہ قطعی دلیل ہے اس بات کی کہ آپ نے پورے عرب کو ایسے نہیں کہہ دیا تھا کہ اس کی مثل پیش کرو اگر کر سکتے ہو تو لیکن میں کہتا ہوں تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔ آپ اسے نہیں کہہ سکتے تھے مگر اس وقت جب آپ کو یقین محکم ہو کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے اور بالکل نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ آپ نے محض اپنے اندازے سے یہ یقین بنا لیا ہو جب تک کہ یہ یقین ان کو ان کے رب کی طرف سے نہ دلایا گیا ہو جن کی طرف سے آپ کے پاس وحی آ رہی تھی لہٰذا آپ نے اس رب کی خبر پر یقین کرتے ہوئے اتنا بڑا چیلنج انتہائی وثوق و اعتماد کے ساتھ کر دیا تو یہ فطری اور عقلی اور حسی دلیل ہے اس بات کی کہ قرآن اللہ کا بے مثل کلام ہے کسی بندے کی اختراع و ایجاد نہیں ہے۔

چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی سچائی کی بڑی دلیل ہے

پس منظر سے پیش منظر کی طرف آیئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیلنج دے دیا کہ اگر تم لوگ میرے مخالفت اور قرآن کی مخالفت میں سچے ہو یہ کہنے میں اگر سچے ہو کہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام نہیں بلکہ کسی بندے کی اختراع ہے ایجاد ہے تو تم بھی بندے ہو صاحب زبان ہو ادیب ہو تمہارے اندر بھی فصحاء کی کمی نہیں ہے زبان کا ماہرین کا قحط الرجال نہیں ہے اس پورے قران کا مقابلہ نہ کرو صرف ایک سورت اس جیسی بنا کر لے آ ؤ اگر تم سچے ہو۔ دنیا گواہ ہے آسمان شاہد ہے۔ مہلت لمبی ہوتی چلی گئی اس بارے میں ان کو پوری پوری مدت مہلت اور ڈھیل دی گئی، یہاں تک کہ اس چیلنج کے بعد مسلسل حوادث و مصائب پیش آتے رہے اسی چیلنج کرنے والے عظیم انسان کے چیلنج کے ہوتے ہوئے دونوں کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ اہل عرب کے سردار اور صنادید مکہ قتل ہوتے رہے۔ ان کی اولادیں قید ہوتی رہیں، عورتیں لونڈیاں بنتی رہیں۔ ان کے مال لٹتے رہے لیکن چشم فلک نے پہلی بار یہ منظر دیکھا کہ ان مصائب سے دوچار ہونے والی قوم میں سے کوئی مائی کا لال یہ جرات نہ کر سکا کہ میں محمد کے اس قرآن کا مقابلہ کرتا ہوں اور پورے عرب کو اس مصیبت سے نجات دلاتا ہوں۔ عقل پکار پکار کر کہتی ہے کہ اگر وہ لوگ اس پر قادر ہوتے تو وہ ضرور اس کے ساتھ اپنے نفسوں کا فدیہ دیتے اپنی اولادوں کو بچاتے اپنے مالوں کو بچاتے اپنی عورتوں کو بچاتے تو معاملہ اس طرح ان پر آسان ہو جاتا خصوصاً جب کہ وہ اہل زبان تھے اہل فصاحت تھے شعر و خطابت کے ماہر تھی۔ جب وہ قرآن کی ایک بھی سورۃ کی مثال بنا کر نہ لا سکے نہ ہی وہ اس بات کا ادعا کر سکے تو یہ حقیقت مسلم ہوگئی کہ وہ اس بات سے عاجز تھے۔ اور ان کے عجز کے ظاہر ہونے میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کام سے عاجز ہونے میں انہیں کی مثل تھے۔ اس لئے کہ انہیں کی مثل بشر تھے۔ ان کی زبان انہیں کی زبان تھی، ان کی عادت انہیں والی عادت تھی۔ ان کی طبیعت انہی والی طبیعت تھی، ان کا زمانہ، انہیں والا زمانہ تھا جب یہ سب باتیں ویسی ہی تھیں مگر اس کے باوجود قرآن مجید جیسی بے مثل و بے معارضہ کتاب آ گئی تو پھر واجب ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکا تھا

اگر مسیلمہ کے سجعوں کا ذکر کریں تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا سارا کلام اس سے تجاوز نہیں کرتا اس کا کچھ حصہ ایک دوسرے کی حکایت گوئی سے ہے اور سرقہ یعنی چرایا ہوا کلام ہے، کچھ حصہ کاہنوں کے سجع ہیں اور عرب کے رجز ہیں۔ اس سے تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احسن ہوتا تھا اعتماد سے اور معنوی اعتبار سے زیادہ درست تھا۔ اور فائدہ کے اعتبار سے زیادہ واضح تھا۔ پھر اس کے باوجود اہل عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ الزام نہیں دیا اور ان پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ آپ ہمیں تو قرآن کی مثل لے آنے کا چیلنج کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام انسان اور تمام جن مل کر اگر قرآن کی مثل لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے نہیں ہے بلکہ آپ کا اپنا کلام ہے۔ یہ آپ کا قول تھا۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انا النبی لا کذب...... انا ابن عبد المطلب.

میں نبی ہوں۔ جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تا للّٰہ لو لا اللہ ما ھتدینا...... و لا تصدقنا و لا صلینا.

قسم بخدا اگر اللہ پاک نہ ہوتا ہمیں راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کرتے نہ ہم نماز پڑھتے۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان العیش عیش الا خرۃ...... فارحم الا نصار و المھاجرۃ.

بے شک اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ تو مہاجرین و انصار پر رحم فرما۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعیس عبدالدینار و الدرھم. و عبدالخمیصیۃ ان اعطی منھارضی و ان لم یعط سخط.

تعیس و انتکس (و ان شیک) فلا انتقش.

درہم و دینار کا بندہ ہلاک ہو جائے کپڑے لتے کا بندہ تو اگر اس میں سے کچھ مل جائے خوش ہو جائے اگر نہ ملے تو ناراض ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام اور اس جیسا اور بہت سارا کلام جو الفاظ کی دنیا میں حسین ترین کلام ہے اور معنی اور مطلب کی دنیا میں سب سے زیادہ فٹ اور درست ہے۔ تکلف و تصنع سے پاک ہے۔

عرب میں سے کسی ایک نے بھی اس بات کا دعویٰ نہ کیا کہ اس کے کلام میں سے کوئی شئے قرآن کے مشابہ ہے۔

حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف ہمارے بعض اصحاب کی طرف سے لکھا کہ انہوں نے کہا۔ عین ممکن ہے کہ یہ نظم بھی اہل عرب کے درمیان زیر بحث آئی ہو اور چیلنج کے وقت وہ اس سے بھی عاجز ہو گئے ہوں لہٰذا یہ بھی معجزہ بن گیا ہو اس لئے کہ جو چیز عادت میں شمار ہوتی ہو اس کو عادت سے نکال دینا عادت کو توڑ دینا ہوتا ہو بالکل اسی طرح جیسے اس چیز کو عادت میں داخل کرنا جو عادت میں نہیں ہے عادت کو توڑ

دیتا ہے۔

شیخ نے اس کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے۔

دونوں میں سے جو بھی بات ہو اس کے ساتھ آپ کا معجزہ ظاہر ہو گیا اور عرب نے اپنے عجز کا اعتراف کر لیا اور اس کی مثل لانے سے عاجز ہونے کا اقرار کر لیا۔

۱۳۴:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے اس کے آگے قرآن کی تلاوت کی جس سے اس کا دل بڑی نرم ہوا، یہ خبر ابوجہل کو پہنچی ولید نے پورا ماجرا سنایا اسی اثناء میں ولید نے کہا قسم بخدا تمہارے اندر اشعار کو جاننے والا مجھ سے بڑا کوئی نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ کوئی رجز و قصیدہ پڑھنے اور جاننے والا ہے۔ اور نہ ہی جنوں کے اشعار میں۔ اللہ کی قسم محمد جو کہتا ہے اس میں سے کوئی شئی بھی اس کی مثل نہیں ہے اللہ کی قسم اس کے قول میں جو وہ کہتا ہے ایک حلاوت ہے مٹھاس ہے اور اس کلام پر تازگی ہے۔ وہ کلام ہے جس کا اوپر پھل دار ہے جس کا نچلا حصہ چشمہ آب شیریں ہے۔ وہ برتر ہے غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔ وہ کاٹتا ہے جو اس کے تحت ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا ہمیں انہوں نے اسی طرح موصول حدیث بیان فرمائی۔ اس روایت کو حماد بن زید نے ایوب سے عکرمہ سے مرسلاً روایت کیا ہے اس نے وہ آیت بھی ذکر کی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی تھی۔ وہ یہ تھی:

ان الله يا مربا لعدل والا حسان. (النحل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔

ہم نے اس کو ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے جو کہ اس بھی زیادہ اتم ہے۔ جب ولید بن مغیرہ اور قریش کا وفد اکٹھے ہوئے تا کہ وہ اس موسم حج میں کسی ایک بات اور کسی ایک رائے پر متفق ہو سکیں جس کے بعد عرب کے وفود سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جو کچھ بات چیت کیا کریں گے۔ ایک متفق علیہ بات ہوگی۔

چنانچہ قریش نے ولید بن مغیرہ سے کہا۔ اے عبدشمس۔ آپ بات کریں اور اپنی رائے قائم کریں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارے میں) ہم بھی اپنی رائے دیں گے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا نہیں آپ لوگ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) بات کریں میں سنوں گا۔

قریش نے کہا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ کاھن ہے۔ (غیب کی خبریں ہانکنے والا)۔

ولید بن مغیرہ نے کہا نہیں وہ کاہن نہیں ہے۔ میں بہت سارے کاہن دیکھ چکا ہوں (اس کا کلام) کاہن کی بھنبھناہٹ نہیں ہے نہ ہی کاہن کا سحر ہے۔

قریش نے کہا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے۔ (دیوانہ ہے)۔

ولید بن مغیرہ نے جواب دیا۔ نہیں وہ مجنون اور دیوانہ نہیں ہے ہم نے جنون دیکھا ہے ہم اس کو پہچانتے ہیں اس کو مجنوں کا خنق (یعنی گلا گھٹنا) نہیں ہے اور مجنون کا اس کے ساتھ مخالجہ اور فکر و تردد نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے ساتھ پاگل کا وسواس ہے قریش نے کہا۔ پھر تو ہم کہتے ہیں شاعر ہے۔ ولید نے جواب دیا۔ وہ شاعر بھی نہیں ہے قسم بخدا ہم شعر کو اس کی ان اقسام کے ساتھ پہچانتے ہیں۔ شعر پر رجز ہوتا ہے ہزج ہوتا قریضہ ہوتا ہے۔ مقبوضہ ہوتا ہے۔ مبسوطہ ہوتا ہے۔ مگر اس کا کلام تو شعر بھی نہیں ہے قریش نے کہا ہم کہیں کہ وہ ساحر ہے۔ (جادوگر)۔

(۱۳۴)...... أخرجه الحاكم في المستدرك (۲/۵۰۶ و ۵۰۷) عن أبي عبدالله محمد بن علي الصنعاني به وصححه على شرط البخاري ووافقه الذهبي

ولید نے کہا۔ وہ جادوگر بھی نہیں ہے۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں اور انکا جادو بھی دیکھا ہے نہ ہی یہ کلام جادوگر کی پھنکار اور چھکار ہے نہ ہی جادوگر کا گنڈا اور گرہ ہے قریش نے کہا۔ اے عبد شمس پھر ہم اس کو کیا کہیں؟

ولید نے کہا۔ اللہ کی قسم بیشک اس کی بات میں بڑی حلاوت اور مٹھاس ہے۔ اس کا کلام (ایسا درخت ہے) جس جڑ میں سے آب شریں کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اور جس کی ٹہنی میوے اور پھل سے لدی ہوئی ہے۔ تم اس میں کسی شئی کو ماننے والا نہیں ہو مگر یہی کہ سب غلط اور باطل ہے۔ (تمہاری عقلوں کے) قریب قریب بات یہ ہے کہ وہ ایسا جادوگر ہے جو آدمی کے اور باپ درمیان فاصلہ پیدا کر دیتا ہے آدمی کے اور اس کے بھائی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کے قبیلے و خاندان کے درمیان۔ اسی گفتگو کے ساتھ قریش ولید سے اٹھ کر چلے گئے اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ذرني ومن خلقت وحيداً. وجعلت له مالا ممدوداً. وبنين شهوداً ومهدت له تمهيداً. ثم يطمع ان ازيد كلا. انه كان لا ياتنا عنيدا سارهقه صعوداً. انه فكرو قدر فقتل كيف قدر ثم نظر ثم عبس وبصر ثم ادبروا ستكبر. فقال ان هذا الا سحر يؤثران هذا الا قول البشر. ساصليه سقر. (المدثر ۱-۲۶)

چھوڑ دیجئے مجھے اور اس کو جس کو میں نے پیدا کیا تنہا۔ اور بنایا میں نے اس کے لئے بہت سارا مال۔ اور ہر وقت حاضر رہنے والے بیٹے۔ اور تیار کر دیا میں نے اس کے لئے ہر طرح کا سامان تیار کر دیا۔ پھر وہ یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ اس کو دوں۔ ہرگز نہیں۔ بلاشبہ وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے۔ عنقریب چڑاؤں گا میں اس کو اونچی گھاٹی پر۔ بلاشبہ اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ پھر اسے خدا کی مار اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر اس نے نگاہ کی۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور براھند بنایا۔ پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا یہ قرآن تو کچھ نہیں مگر جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے مگر بندے کا قول ہے عنقریب میں اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔

۱۳۵:......ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن عبدالجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی محمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کا ایک وفد اکٹھے ہوئے پھر آگے مذکورہ عبارت ذکر کی ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ کی آٹھویں جلد میں مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے اور دیگر ان تمام روایات کو بھی ذکر کیا ہے۔ جو نضر بن حارث سے۔ عتبہ بن ربیعہ وغیرہ سے وارد ہوئی ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کے سماع کے وقت کیا کچھ کہا اور انہوں نے جو اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنا۔

قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجوہات

پہلی وجہ: وہ ہے جس میں غیب کی خبر ہے۔ اس کا بیان اس ارشاد باری میں ہے۔

قرآن میں دین اسلام کی غلبے کی بشارات

ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون. (توبہ ۳۳، الصف ۹)

---

(۱۳۵)...... محمد بن أبي محمد هو : مولى زيد بن ثابت

أخرجه المصنف في دلائل النبوة (۲/۱۹۹ . ۲۰۱) عن أبي عبدالله الحافظ به.

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت و دین حق کے ساتھ۔
تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرک اس کو ناپسند کریں۔
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اہل ایمان کے لئے خلافت عطا کرنے کی بشارت

لیستخلفنهم فی الارض. (النور ۵۵)
اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ضرور دھرتی پر خلافت عطا کرے گا۔

اہل روم کے غلبے کی بشارت

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ الروم میں:
وهم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین. (آیت ۳،۴)
(رومی مغلوب ہوگئے ہیں قریب ملک میں) اور وہ اپنے مغلوب ہوجانے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے صرف چند سالوں کے اندر اندر۔
علاوہ اس مذکور کے اللہ تعالیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتوحات کے وعدے آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد پھر ایسی ہی ہوا جیسے قرآن نے خبر دی ہے۔
اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نجوم کے علوم سے واقف تھے۔ نہ ہی کہانت کو جانتے تھے اور نہ ہی نجومیوں کے پاس بیٹھتے تھے اور نہ ہی کاہنوں کے پاس بیٹھتے تھے۔
دوسری وجہ اعجاز قرآنی کی دوسری صورت وہ پہلے لوگوں کے قصے اور خبریں ہیں جو سچ سچ بیان ہوئے ہیں بغیر کسی مخالفت کے ادعاء کیا ہے اس کے خلاف اس میں۔ ایسی چیزیں جس سے خبر واقع ہوئی ہے ان لوگوں کے بارے میں جو اہل کتاب تھے ان کتب کے۔
اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے کوئی کتاب نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اور نہ ہی اہل کتاب سے سیکھنے کے لئے ان کے پاس بیٹھتے تھے اور جس وقت بعض لوگوں نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بشر یا فلاں بشر سکھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو رد کر دیا۔ اور ارشاد ہوا۔
لسان الذی یلحدون الیه اعجمی وهذالسان عربی مبین. (نحل ۱۰۳)
اس انسان کی زبان جس کی طرف منسوب کرتے ہیں اس قرآن کو عجمی ہے اور یہ قرآن خالص عربی زبان ہے۔

اہل مکہ کے اعتراض کا جواب

۱۳۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔ تفسیر میں کہ خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابی ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا قریش نے کہا تھا یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آل حضرمی کا رومی غلام پڑھاتا ہے اور وہ صاحب کتب تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
لسان الذی یلحدون الیه اعجمی
جس کی طرف اس قرآن کو منسوب کررہے ہیں اس کی زبان عجمی یعنی غیر عربی ہے یعنی رومی زبان میں بات کرتا ہے

(۱۳۶)...... إبراهيم بن الحسين (سير ۱۳/۱۸۴)، ورقاء هو: ابن عمر بن كليب أبوبشر الكوفي، وابن أبي نجيح هو عبدالله.

اور یہ قرآن صاف ستھری عربی ہے۔

۱۳۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اپنی کتاب المستدرک میں اور کہتا ہے مجاہد سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۱۳۸:......اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ ہمیں بیان کیا ہے ورقاء نے حصین بن عبدالرحمٰن سے عبداللہ بن سلم بن حضرمی سے انہوں نے کہا ہمارے دعائی غلام لڑکے تھے اہل عین تمر سے دونوں میں سے ایک کا نام یسار دوسرے کا نام جبر تھا اور وہ اپنی کتاب پڑھتے رہتے تھے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گذرتے تو وہاں ذرا سا کھڑے ہو جاتے لہذا مشرکین نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے سیکھتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما کران کا رد فرما دیا۔

کلبی کا گمان ہے کہ اس روایت کے مطابق جو ابوصالح سے ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ دونوں عیسائی لڑکے مسلمان ہو گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے ان کو سکھاتے اور ان سے باتیں بھی کرتے اور وہ دونوں اپنی کتاب کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو شخص اس مذکورہ کمزور کہانی کے پیچھے پڑا وہ کسی بات سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ اسی طرح کی تہمت آپ کو لگا تا رہے گا یہ بات دلیل ہے اس کی کہ اگر وہ لوگ کسی ایسی چیز کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت لگائیں جس کی ہم نفی کر چکے ہوں تو بھی اس کو ذکر کرتے رہیں گے اور اس اتہام سے خاموش نہیں ہوں گے۔

شیخ حلیمی اور کتاب اللہ کے علوم کے اقسام اور اس حوالے سے اس میں جو اعجاز ہے

شیخ حلیمی نے تفصیلی کلام کیا ہے اس اشارے کے بارے میں جو علوم کے انواع واقسام کے بارے میں کتاب اللہ میں ہے اور اس کے بارے میں اسی میں جو اعجاز ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید کے علاوہ جو آیات باہرہ ہیں۔

❶......مثلاً آپ کے لئے درخت کا آپ کا کہنا مان کر چلے آنا جب آپ نے اس کو بلایا تھا۔

❷......زہر آلودہ بکری کی نلی کا آپ کے ساتھ کلام کرنا۔

❸......آپ کے لئے کھانے کا بڑھ جانا اور لوگوں کی بڑی تعداد کو کافی ہو جانا۔

❹......اور آپ کے ہاتھ کی انگلیوں سے بڑے ٹپ میں پانی کا بہنا یہاں تک کہ اس سے لوگوں کی کثیر تعداد نے وضو کر لیا۔

❺......کھجور کے خشک تنے کا بول پڑنا اور رو پڑنا۔

❻......آپ کا بہت سی غیب کی خبروں کی خبر دینا اور اس کا سچا ہو جانا علاوہ اس کے جو کچھ معجزات مذکور ہیں اور مدون ہیں۔ کسی ایک بات میں بھی کفایت ہے یعنی ان باتوں میں سے کوئی بات بھی یقین کرنے کے لئے کافی ہے علاوہ ازیں جب اللہ عزوجل نے آپ کے لئے دو امر جمع فرمائے ہیں: ایک آپ کی جنات اور انسانوں کی طرف بعثت عامہ اور دوسری آپ کے ساتھ نبوت ورسالت کے سلسلہ کو ختم کر دینا یہ واضح طور پر آپ کے لئے حجج واضحہ میں سے ہے حتیٰ کہ اگر ایک چیز کسی فریق سے رہ جائے تو دوسری ان کو ضرور پہنچ جائے گی۔ ایک چیز فائدہ نہ دے اس کی تو دوسری فائدہ دے گی گردش زمانہ سے اگر ایک چیز مٹ گئی تو دوسری باقی رہے گی۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے حجت بالغہ ہے اسی کا شکر ہے

---

(۱۳۷)...... أخرجه الحاكم في المستدرك (۳۵۷/۲) عن عبدالرحمن بن الحسن بن أحمد الأسدي به.

(۱۳۸)...... أخرجه الطبري في التفسير (۱۲۰/۱۴) من طريق هشيم عن حصين به.

اس کی حفاظت پر اور شفقت پر اپنی مخلوق کے لئے خاص طور پر ایسا جس کا وہ مستحق ہے۔
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کاہنوں اور بات چرانے والوں کے بارے میں کئی فصل ذکر کئے ہیں ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ، میں ذکر کیا ہے۔ان اخبار کو جو اس بارے میں وارد ہوئے ہیں جو کاہنوں اور جنوں کے بارے میں پائے گئے ہیں۔
ہمارے نبی کریم کی تصدیق کی بابت اور ان کے اشارت کی بابت ان کے انسانی دوستوں کے بارے میں آپ کے ساتھ ایمان کے بارے میں۔مؤمن جنوں کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو اللہ پر جھوٹ بولنے پر آمادہ کریں۔یا اس کی تابعداری پر آمادہ کریں۔جو اللہ پر جھوٹ بولے اور کافر جنوں کے لئے ممکن ہے کہ وہ اپنے اولیاء کو حکم کریں ایمان کا اس انسان کے ساتھ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے۔تو یہ بات دلالت کرتی ہے۔اس پر کہ اس کا حکم جو ان میں سے اللہ رسول پر ایمان لایا سو وہ معرفت کی وجہ سے ہے جو اس کے لئے واقع ہو چکی ہے بسبب اس کے تصدیق کرنے کے اس شخص کی جو اللہ رسول کے ساتھ ایمان لا چکا انسانوں میں سے۔

۱۳۹:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیٰ نے وہ ابن بکیر سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے عُقیل سے ابن شہاب سے کہ انہوں نے کہا کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے۔

بعثت بجوامع الكلم. ونصرت بالرعب وبينا انا اوتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت في يدي.

میں جامع ترین کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔اور میں رعب و ہیبت کے ساتھ امداد کیا گیا ہوں اور یکا یک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں بس وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے اور تم اسے حاصل کر رہے ہو ابن شہاب نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے امور کثیرہ جمع کر رہے ہیں جو آپ سے پہلے کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک امر میں اور دو امروں میں یا اس کی مثل اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے روایت کیا ہے۔
اور ہم نے اس کو یونس کی حدیث سے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔

۱۴۰:......ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر عمر بن حفص سدوسی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے جو برمیہ بن بشیر ھجیمی نے انہوں نے کہا میں نے سنا حسن سے انہوں نے ایک دن یہ آیت پڑھی۔

ان الله يأمر بالعدل والاحسان الىٰ اخره . (نحل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا......آخر تک۔

آیت پڑھنے کے بعد رک گئے اور فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے تمہارے لئے ساری خیر کو جمع کر دیا ہے اور سارے شر کو بھی جمع کر دیا اس ایک آیت میں۔پس اللہ کی قسم اس نے نہیں چھوڑا عدل کو اور احسان کو اللہ کی اطاعت میں سے کسی شئی کو مگر اس کو جمع کر دیا ہے۔اور نہیں چھوڑا بے حیائی اور برائی کو اور سرکشی کو یعنی اللہ کی معصیت میں سے کسی شئے کو مگر اس کو جمع کر دیا ہے۔

---

(۱۳۹)...... أخرجه البخاري (۶/ ۱۲۸) فتح، مسلم (ص ۳۷۱)

(۱۴۰)...... عمر بن حفص السدوسي ابوبكر (ت ۲۳۹) (خط ۱۱/ ۲۱۶)، وعاصم بن علي بن عاصم الواسطي هو أبوالحسين.

عزاه السيوطي في الدر المنثور (۴/ ۱۲۸) للمنصف في الشعب فقط.

باب نمبر ۳

ایمان کا تیسرا شعبہ

فرشتوں کے ساتھ ایمان

ایمان بالملائکہ کئی معنی پر مشتمل ہے۔

پہلی بات:......فرشتوں کے وجود کی تصدیق کرنا۔

دوسری بات:......ان کو ان کے مرتبے اور مقام پر رکھنا۔ اور ثابت کرنا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

اللہ کی مخلوق ہیں، انسانوں کی طرح، اور جنوں کی طرح، اللہ کے حکم کے مامور میں، شریعت کے مکلّف ہیں، کسی شئی پر قادر نہیں ہیں ہاں جس شئی پر اللہ نے انہیں قدرت دی ہے ان پر موت آسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑی طویل مدت بنائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ اس وقت وفات دے گا جب وہ اپنی اللہ کی طرف سے مقررہ مدت کو پہنچ جائیں گے۔ وہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں کئے جاتے جو وصف ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے تک پہنچاتی ہو۔ اور نہ ہی انہیں الٰہ یا معبود کے نام سے پکارا جائے گا جیسے کہ پہلے لوگ انہیں پکارتے تھے۔ یا اس کے دعویدار تھے۔

تیسری بات:......اس بات کا اقرار کرنا کہ فرشتوں میں سے بعض اللہ کے رسول ہیں یعنی نمائندے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بندوں میں سے جس کے پاس چاہتے تھے بھیجتے تھے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے بعض کو بعض کی طرف بھیجتے ہوں، اور اس مذکورہ اعتراف کے تابع یہ بات بھی ہے کہ فرشتوں میں سے بعض حاملین عرش ہیں، بعض ان میں سے صافین یعنی صف باندھے کھڑے ہیں، بعض ان میں سے جنت کے خازن ہیں (دربان) اور بعض جہنم کے خازن اور داروغے ہیں، بعض اعمال لکھنے والے ہیں۔ بعض ان میں سے بادلوں کو ہانکنے والے ہیں ان تمام تفصیلات کے بارے میں یا اکثر کے بارے میں قرآن میں آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایمان کے بارے میں خصوصاً فرماتے ہیں۔

امن الرسول بما انزل الیه من ربه و المؤمنون کل امن با للّٰه و ملئکته و کتبه و رسله. (البقرة ۲۸۵)

رسول ایمان لا چکا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتری ہے اور سارے مؤمن بھی ان میں سے ہر ایک ایمان لا چکا ہے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

اور ہم روایت کر چکے ہیں حضرت ابن عمر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔

ان تؤمن با للّٰه و ملئکته و کتبه و رسله.

یہ کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ۔

(فائدہ): یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان بالملائکہ۔ ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (مترجم)

فصل:......فرشتوں کی معرفت

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ عقل و گویائی رکھنے والے دو گروہ ہیں ایک انسان دوسرے جن پھر دونوں گروہ کی دو قسم ہیں۔ اچھے اور برے۔ تو اچھے انسان، ابرار کے نام کے ساتھ پکارے جاتے ہیں۔ پھر وہ ابرار تقسیم ہوتے ہیں رسولوں اور غیر رسلوں کی طرف اور برے انسان پکارے جاتے ہیں فجار کے نام کے ساتھ۔ پھر وہ بھی دو قسم ہیں ایک کفار دوسرے غیر کفار اور اچھے جن ملائکہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں پھر وہ بھی دو قسم ہیں رسول اور غیر رسول اور برے جن۔ پکارے جاتے ہیں شیاطین کے نام کے ساتھ۔ پھر یہی نام بطور استعاذہ فجار انسانوں پر بھی بطور تشبیہ یعنی فجار جنوں کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ تشریح۔ ایک اور توجیہ کا بھی احتمال رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض ان میں سے دھرتی پر رہنے والے ہیں اور بعض آسمان پر رہنے والے۔ جو آسمان پر رہنے والے ہیں۔ وہ ملاء الاعلیٰ کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور ملائکہ کے نام سے۔ اور جو دھرتی پر رہنے والے ہیں وہ مطلقاً جن ہیں وہ نیک اور بد۔ مؤمن اور کافر کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔

باقی ملاء الاعلیٰ کے لئے ملائکہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ رسالت کے اصل ہیں اور اس کی صلاحیت رکھتے ہیں جس کا ولاء نام رکھا جاتا ہے۔

اور اکثر لوگ اس پر ہیں کہ ملک دراصل مالک تھا اور ملک میں قلب کیا گیا ہے۔

ملائکہ کے واحد کو مالک کہتے ہیں بایں معنی کہ وہ رسالت کا محل ہے اس لئے کہ مختار ہے اور برگزیدہ ہے آسمان کے لئے کہ وہ وہاں سکونت کرے، اس لئے کہ رسالت وہیں سے دھرتی کے رہنے والوں کے پاس آتی ہے جو شخص اسی کی طرف گیا ہے۔ وہ کہتا ہے اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ اس نے ملائکہ کو حکم دیا تھا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں لہذا انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو اسے ملائکہ سے مستثنیٰ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه.

کہ ابلیس جنوں میں سے تھا پھر اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کرلی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ سجدے کے لئے مامور ایک طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں مگر ابلیس نے جب نافرمانی کی اور ملعون ہوا تو وہ جنوں میں سے ہوگیا جو دھرتی پر رہتے ہیں۔

اور یہ دلیل بھی ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے ان کافروں کے بارے میں خبر دی ہے جنہوں نے کہا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وجعلوا بینه وبین الجنة نسباً (صفات ۱۵۸)

ان مشرکوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنا رکھی ہے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائکہ اور فرشتے جنوں میں سے ہیں اور وہ نسب اور رشتے داری جو انہوں نے ان کے اور اللہ کے درمیان بنالی ہے تو وہ ان کا یہ قول ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

حالانکہ اللہ بہت برتر ہے اس سے جو وہ کہتے ہیں اور بہت بلند ہے بہت بڑا ہے۔

اور یہ دلیل بھی ہے کہ انسان ظاہر ہیں۔ اور جن چھپے ہوئے ہیں اور فرشتے بھی چھپے ہوئے ہیں۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوقات کی صفات بیان کی ہیں تو ارشاد فرمایا۔

خلق الانسان من صلصال کالفخار . وخلق الجان من مارج من نار (الرحمٰن ۱۴۔۱۵)

انسان کو بنایا ٹھیکری کی مانند بجنے والی مٹی سے۔اور جنوں کو پیدا کیا آگ کے مارج اور جوہر سے۔
اگر فرشتے کوئی تیسری قسم ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کو اشرف مخلوقات میں نہ پکارتے اور اس کی تخلیق کرنے پر اپنی قدرت کی مدح وتعریف نہ کرتے۔

مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول

جس نے اس مذکورہ قول کی مخالفت کی اس نے کہا کہ دھرتی کے رہنے والے ذوالعقول دو قسم ہیں۔انسان۔اور جن اور جو اس تعریف سے نکل گیا اس کو انسان کا نام لاحق نہیں ہوتا اگرچہ چھپا ہوا نہ ہو بلکہ نظر آنے والا ہو اور نہ ہی جن کا نام لوگ ہو سکتا ہے اگرچہ نظر نہ آنے والا ہو۔

وہ دلیل جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائکہ جنوں سے الگ شئی ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جب فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے ابلیس کی ملائکہ سے مفارقت کے سبب کے بارے میں۔ارشاد ہوا:

الا ابلیس کا ن من الجن ففسق عن امر ربه. (کہف ۵۰)

مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) جنوں میں سے تھا اور اپنے رب کی نافرمانی کی تھی۔

اگر سب کے سب مامورین ہوتے تو امتناع از سجود میں سب مشترک ہوتے۔ابلیس کے جنوں میں سے ہونے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو اس کو عدم سجدہ پر آمادہ کرتی۔اس آیت میں وہ دلالت بھی موجود ہے جو یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ملائکہ غیر ہیں۔اور جن بھی غیر ہیں۔اور وہ دو مختلف گروہ ہیں (ایک گروہ نہیں ہیں) باقی ابلیس اس حکم میں داخل تھا جس کے ساتھ فرشتے مخاطب کئے گئے تھے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی تھی فرشتوں کی ہم نشینی کی اور ہم سکونتی کی بسبب اس کی حسن عبادت کے اور سبب عبادت میں اس کی سخت جدو جہد کے لہذا فرشتوں کی گنتی میں اور جماعت میں شمار ہونے لگا۔

لہذا جب ملائکہ آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیئے گئے تو وہ بھی اور تمام اصلی ملائکہ اور لاحق بہ ملائکہ فی الجملہ حکم میں داخل ہو گئے۔سوا اس کے کہ ملائکہ سے اس کی اصل جبلت کی مفارقت اور الگ ہونے نے اس کو اطاعت میں بھی ان سے مفارقت پر آمادہ کر دیا۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه. (کہف ۵۰)

سوائے ابلیس کے کہ وہ جنوں میں سے تھا لہذا اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کر لی۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وجعلوا بینه وبین الجنة نسباً. (الصافات ۱۵۸)

کہ مشرکوں نے اللہ کے جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی۔

(اس آیت سے استدلال کرنا کہ ملائکہ بھی جن میں سے ہے یہ صحیح نہیں اس لئے کہ) یہ آیت اس بات کی احتمال رکھتی ہے کہ مشرکین اصنام کو اور بتوں کو الٰہ کہتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جو کہ ان لوگوں کو ان کی عبادت کرنے پر اللہ کے قریب کر دیتی ہیں۔یہ اس وقت ہوتا تھا جب شیطان جن ان بتوں کے پیٹوں میں گھس جاتے اور پجاریوں سے ہم کلام ہوتے بتوں کے اندر سے لہذا یہ لوگ اس کلام کو اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وجعلوا بینه وبین الجنة نسباً. (الصافات)

کہ ان لوگوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی ہے۔

اس لئے کہ وہ بتوں کو الٰہ (الٰہ معبود و مشکل کشا) کہتے اس بات کی وجہ سے کہ "جن" ان لوگوں کے ساتھ بتوں کے پیٹ سے بات کرتے تھے۔ لہذا مشرکوں نے یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ لہذا اس طرح انہوں نے اپنی جہالت کی بنیاد پر اللہ کے اور جنوں کے مابین نسب اور رشتہ ثابت کر لیا۔

۱۴۱:...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس آیت کی تفسیر کی بارے میں۔ کہ خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حسن قاضی کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابو نجیح سے انہوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں۔

وجعلوا بینه وبین الجنة نسبًا (صافات ۱۵۱)

مجاہد فرماتے ہیں کہ کفار قریش نے کہا۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے فرمایا ان کی مائیں کون ہیں؟ بولے سردار جنوں کی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد علمت الجنة انهم لمحضرون. (الصافات۔۱۵۸)

البتہ تحقیق جن جانتے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے کہ عنقریب حساب کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔

اور جن وہی ملائکہ ہیں ہم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا (مشرکوں نے) ملائکہ کو جنوں میں سے اللہ کی بیٹیاں قرار دیا اور اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ بولا۔

ابوعمران جونی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں سے مصاہرت کی اس کے نتیجے میں ملائکہ پیدا ہوئے۔

اور ہم نے کلبی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ یہودی یہ کہتے تھے۔ اپنی اس بات کی بنا پر کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد علمت الجنة انهم لمحضرون.

جن اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ حاضر کئے جائیں گے۔

یعنی جہنم پر حاضر کئے جائیں گے یعنی وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (کلبی نے) کہا اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت زندیقوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا، اور چوپایوں کو اور مویشیوں کو ابلیس نے کہا تھا کہ میں بھی ضرور ایک مخلوق پیدا کروں گا جو ان سب کو نقصان پہنچائے گی سو اس نے سانپ پیدا کئے بچھو اور درندے پیدا کئے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا۔

وجعلوا بینه وبین الجنة نسباً. (صافات ۱۵۸)

بولے وہ ابلیس ہے اللہ اس کو رسوا کرے۔ اللہ اس سے برتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

(۱۴۱)...... أخرجه الطبري في التفسير (۶۹/۲۳) من طريق ورقاء به، وفي الدر المنثور (۲۹۲/۵) عزاه السيوطي لآدم بن أبي أياس، وعبد بن حميد، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم والمصنف في الشعب عن مجاهد.

۱۴۲:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن دھان نے کہ خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

خلق الا نسان من صلصال کالفخار وخلق الجان من مارج من نار (الرحمٰن ۱۴۔۱۵)

انسان کو ٹھیکری کی مانند بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جنوں کو آگ کے مارج سے پیدا کیا۔ (شعلے سے)۔

یہ بیان ہے اس کیفیت کا جب پہلی تخلیق کے وقت ان کو ترکیب دیا تھا ملائکہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ غیر مذکورہ مادہ کے) اختراع کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہو جاؤ پس ہو گئے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس پہلے اصل کو جس سے جن پیدا ہوئے تھے اور اس اصل کو جس سے انسان کو پیدا کیا تھا وہ مٹی پانی آگ اور ہوا ہے۔ کہ ہو جا پس ہو گئی۔ فرشتے اختراع وایجاد میں جنوں اور انسانوں کے اصول کی طرح ہیں اور ان کی ذوات کی طرح نہیں اس لئے ان کے ساتھ ذکر نہیں کئے گئے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳:......یہ وہ روایت ہے۔ جس کی ہمیں خبر دی ہے سید ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو حامد بن شرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ابوالازہر اور حمدان سلمی نے ان سب نے کہا ہمیں حدیث بیان عبدالرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خلقت الملائکه من نور. وخلق الجان من مارج من نار، وخلق آدم مماوصف لکم.

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے تھے، اور جن آگ کے شعلے پیدا کئے تھے، اور آدم اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کی گئی ہے۔

اس کو مسلم نے محمد بن رافع سے انہوں نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

دونوں کے مابین فرق کے ذکر میں دلیل ہے اس بات پر کہ انہوں نے نور سے مراد آگ کے نور کے علاوہ نور مرادلیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۱۴۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حارث بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر بن محمد نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے صالح سے جو مولی ہیں توامہ کے انہوں نے حضرت ابن عباس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ انہوں نے فرمایا:

ان من الملائکه قبیلة یقال لها الجن و کان ابلیس منها و کان یسوس ما بین السمآء و الارض فسخط اللّٰه علیه فمسخه شیطانا رجیماً.

بیشک ملائکہ میں سے ایک قبیلہ ہے جسے جن کہا جاتا ہے ابلیس اسی قبیلے سے تھا انتظام کرتا تھا درمیان آسمان وزمین کے سو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا لہذا اس کو شیطان مردود کے طور پر مسخ کر دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات اگر ثابت ہو جائے تو یہ دلالت کرے گی اس قبیلے کی مفارقت پر دیگر ملائکہ سے نام کے اندر۔

اور مقاتل بن سلیمان کا خیال ہے کہ ابلیس کی پیدائش اور جنوں کے مذکورہ قبیلے کی پیدائش نار سموم سے اور مارج نار سے تھی اور وہ سب جنت کے خازن تھے ان کا سردار ابلیس تھا اور یہ سب آسمان دنیا کے رہنے والے تھے جب دھرتی پر رہنے والے جن قتل ہو گئے تو یہ سب دھرتی پر

---

(۱۴۳)...... أبو حامد بن الشرقي هو: أحمد بن محمد بن الحسن النيسابوري (سير ۱۵/۳۷)، ومحمد بن يحيى هو الذهلي، وحمدان السلمي هو: أحمد بن يوسف السلمي.

أخرجه مسلم ص (۲۲۹۴)

اتر آئے۔اور وہ سب وہی لوگ تھے جن کی طرف اللہ عزوجل نے یہ وحی کی تھی۔

انی جاعل فی الارض خلیفة۔ (بقرہ ۳۰)

کلبی کا خیال ہے کہ بیشک یہ سب جنت کے دربان تھے۔ان کو اسی لئے جنۃ کہا جاتا ہے الجن انہیں کے لئے مشتق کیا گیا اسم جنۃ سے۔ابلیس کے پاس جنت کی چابیاں تھیں اس کی پیدائش آگ کے مارج سے تھی یہ وہ آگ ہوتی ہے جس کا دھواں نہیں ہوتا۔

اور جنون آپس میں لڑائی کر کے جنوں کی اولادوں کو قتل کر دیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے ابلیس بھیجا فرشتوں کی ایک لشکر کے ساتھ یہ زمین پر اتر آئے تو جنوں اولاد کو جنات سے نکال دیا اور ان کو سمندر کے جزیروں میں دھکیل دیا اور دھرتی پر سکونت اختیار کر لی یہی لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا۔

انی جاعل فی الارض خلیفة

کہ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں۔

اس کے ساتھ ان ملائکہ سے کو مراد نہیں لیا جو کہ آسمان پر تھے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ قول کی بنا پر احتمال ہے کہ ان کو بھی اللہ نے آگ کے شعلے سے پیدا کیا ہو۔اور وہ جن کا نام اس لئے رکھے گئے ہوں کہ جو کلبی نے ذکر کیا ہے۔یا اصل خلقت میں جن کے ساتھ ان کی موافقت کی وجہ سے۔اور ان کے علاوہ دیگر کو پیدا کیا ہو ملائکہ سے (نور سے واقع ہوئے) جیسے ہم نے سیدہ عائشہ کی حدیث سے روایت کیا۔اور اللہ تعالیٰ کا قول:

وجعلوا بينه وبين الجنه نسباً۔ (۱۵۸)

احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد یہی قبیلہ ہو جس کو جن کہا جاتا ہے ان کے سوا دیگر ملائکہ مراد نہ ہوں۔

شیخ حلیمی کا قول اور فرشتوں اور جنوں کے الگ الگ مخلوق ہونے کے دلائل

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔وہ دلائل جو جنوں اور فرشتوں کے الگ اور جدا مخلوق ہونے پر دلالت کرتے ہیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن فرشتوں سے سوال کریں گے مشرکین کے بارے میں اور ان سے کہیں گے۔

اهؤلاء اياكم كانوا يعبدون۔ (سورہ سبا ۴۰)

کیا یہی ہیں جو تمہاری عبادت کرتے تھے۔

فرشتے جواب دیں گے۔

سبحنك انت ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون الجن۔ (سبا ۴۱)

تو پاک ہے تو ہی ہے ہمارا دوست نہ کہ وہ (مشرک) بلکہ وہ تو پوجتے تھے جنوں کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ملائکہ جنوں سے الگ مخلوق ہیں۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ احتمال ہے کہ یہ براءت و بیزاری ملاء الاعلیٰ کی طرف سے ہو جو "جن" کے نام سے موسوم نہیں ہیں۔

(۱۴۴)..... إبراهيم بن الحارث البغدادي (سير ۱۳/۲۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد:

۱۴۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر نے ابواسحٰق سے انہوں نے عمر بن عبداللہ اصم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

إن نار كم هذه التى توقدون لجزءَ من سبعين جزء ًامن نار جهنم و ان السموم الحار التى خلق الله تعالى منها الجان لجزء من سبعين جزء ًمن نار جهنم.

بے شک یہ تمہاری آگ (دنیاوالی) جسے تم سلگاتے ہو ایک حصہ ہے ستر حصوں میں سے جہنم کی آگ سے اور بیشک گرم ہوا جس سے اللہ نے جنوں کو پیدا کیا ہے ایک حصہ ستر حصوں میں سے جہنم کی آگ سے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد:

۱۴۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابوعمرو بن سماک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلیمان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد نے سفیان بن حسین سے انہوں نے یعلیٰ بن مسلم سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

كان اسم ابليس عزازيل و كان من اشراف الملائكة من ذو الاربعة الا جنحة ثم ابلس بعده

کہ ابلیس کا نام عزازیل تھا اور وہ چار پروں والے باعزت فرشتوں میں سے تھا پھر اس کے بعد نافرمان ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد:

۱۴۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اعمش سے انہوں نے حبیب بن ابوثابت سے انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا:

كان ابليس من خزان الجنة و كان يد بر امر السماء الدينا.

ابلیس جنت کے خازنوں میں سے تھا آسمان دنیا کا انتظام کرتا تھا۔

۱۴۸:......ہمیں خبر دی ہے ابواللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے اس نے کہا ہمیں

---

(۱۴۵)...... أبوإسحق هو : عمرو بن عبدالله السبيعى

أخرجه ابن جرير فى التفسير (۱۴/ ۲۱) من طريق شعبة عن أبى إسحاق عن عمرو بن الأصم به وعزاه السيوطى فى الدر المنثور (۴/ ۹۸) للطيالسى، وابن جرير، وابن أبى حاتم، والطبرانى، والحاكم وصححه، والمنصف فى الشعب عن ابن مسعود رضى الله عنه.

(۱۴۶)......حنبل بن إسحاق (ت ۲۷۳) (سير ۱۳/ ۵۱)، سعيد بن سليمان هو أبوعثمان الواسطى (تقريب)، عباد هو : ابن العوام أبوسهل الواسطى (تقريب)، و سفيان بن حسين هو: ابن الحسن أبومحمد (تقريب)، ويعلى بن مسلم هو ابن هرمز.

عزاه السيوطى فى الدر المنثور (۱/ ۵۰) لابن أبى الدنيا فى كتاب مكايد الشيطان، وابن أبى حاتم، وابن الأنبارى فى كتاب الأضداد، والمصنف فى الشعب.

(۱۴۷)...... حبيب بن أبى ثابت (ت ۱۲۹) (تقريب)

عزاه السيوطى فى الدر المنثور (۱/ ۵۰) لوكيع وابن المنذر، والمصنف فى الشعب.

حدیث بیان کی ہے سری بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔
عثمان بن زفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب قمی نے انہوں نے جعفر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے:

كان من الجن (کہف ۵۰)

کہ ابلیس جنوں میں سے تھا۔

فرمایا کہ ان جنوں میں سے تھا جو جنت میں کام کرتے تھے۔

شیخ حلیمی کی تحقیق:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ملائکہ، روحانیین نام رکھے گئے تھے۔
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جبرائیل کا نام بھی روح الامین۔ اور روح القدس رکھا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يوم يقوم الروح والملائكة صفا. (النساء ۳۸)

جس دن روح اور فرشتے بحالت صف کھڑے ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جبرائیل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جبرائیل نہیں بلکہ وہ کوئی اور بڑا فرشتہ ہے وہ اکیلا بحالت صف کھڑا ہوگا۔ اور دیگر ملائکہ الگ صف میں جنہوں نے یہ بات کہی ہے وہ کہتے ہیں وہ روح جوہر ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی کئی روحوں کو مرکب کر کے ان کو ایک جسم بنادے اور ایک ناطق اور عاقل مخلوق بنادے۔ اور ممکن ہے کہ ملائکہ اجسام ہوں جس حالت پر آج ایجاد شدہ ہیں جب عیسیٰ علیہ السلام۔ او صالح علیہ السلام کی اونٹنی اختراع کئے گئے تھے۔
اور بعض لوگوں نے کہا کہ ملائکہ روحانیین ہیں (را کی زبر کے ساتھ) بایں معنی کہ وہ مکانوں اور سائیوں میں محصور میں ہیں بلکہ فضا اور فراخی میں ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رحمت والے فرشتے روحانی میں اور عذاب والے فرشتے کربی ہیں یہ کرب سے بنا ہے اور وہ روح سے بنا ہے۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ کربی ساتویں آسمان پر رہنے والے ہیں روتے ہیں اور نوحہ اور بین کرتے رہتے ہیں۔ (یعنی اللہ کے خوف سے) ہم نے اپنی کتاب الاسماء والصفات کے تیرہ نمبر پر وہ تمام روایات ذکر کی ہیں جو روح اور ملک کے تفسیر کے بارے میں جنہیں روح کہا جاتا ہے وارد ہوئی ہیں۔
نئے اور پرانے زمانے سے لوگوں نے فرشتوں کے اور انسانوں کے مابین فضیلت کے بارے میں کلام کیا ہے کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں۔ انسانوں میں سے جو رسول ہیں وہ ان رسولوں سے افضل جو فرشتوں میں سے ہیں اور انسانوں میں سے جو اولیاء ہیں وہ ان اولیاء سے افضل ہیں جو فرشتوں میں سے اولیاء ہیں اور کچھ دوسرے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ملاء الاعلیٰ جملہ اہل زمین سے افضل ہیں اور سب کے پاس اپنے اپنے قول کی دلیل موجود ہے۔
۱۴۹:......اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوحامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزرعہ رازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدربہ بن صالح قرشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ بن رویم نے انصاری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

---

(۱۴۸)...... يعقوب هو : ابن سفيان القمي.

أخرجه المصنف في الأسماء والصفات ص (۳۱۶ و ۳۱۷) بنفس الإسناد، ومن حديث جابر بن عبدالله الأنصاري رضي الله عنهما.

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اس کی اولاد کو بھی تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب آپ نے انہیں پیدا تو فرمایا ہے وہ کھائیں گے اور پئیں گے شادی بیاہ کریں گے سواری کریں گے لہذا آپ دنیا کو ان کے لئے خاص کر دیں اور آخرت کو ہمارے لئے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا ان کے لئے جن کو میں اپنے (بے مثال) ہاتھ سے پیدا کیا اور جس میں میں نے اپنی (بے مثال) روح پھونک دی۔ (ان جیسا نہیں کروں گا) جن کو میں نے کن کہا اور وہ ہو گئے۔ (یعنی انسانوں کو تمہارے برابر نہیں کروں گا۔)

امام بیہقی نے فرمایا۔ ابوطاہر اور ابوحامد کے علاوہ دیگر لوگوں نے ہشام بن عمار سے اس کی اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے (ہی کچھ) کہا ہے مگر اس کے ثبوت میں نظر ہے۔

جنہوں نے ملائکہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ دو قسم ہیں انہوں نے زیادہ بہتر بات کہی ہے اس میں سے جو اس بارے میں کہی جا سکتی ہے۔ اور انہوں نے اس قسم سے جس میں سے ابلیس ہے ان سے کم تر مراد لی ہے جو ملاء الاعلیٰ میں ہیں کیونکہ وہ زیادہ شرف اور عزت والے ہیں۔ اور ہم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نزدیک ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بشر کہتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کے اوپر رحم فرمائے، فرشتے کہاں گئے؟ یعنی ان کا مرتبہ کہاں گیا؟ تو عبداللہ بن سلام نے میری طرف غور سے دیکھا اور ہنس پڑے اور فرمانے لگے اے بھتیجے کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کیا چیز ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرشتے ایک مخلوق میں جیسے زمین مخلوق ہے آسمان مخلوق ہے جیسے بادل مخلوق میں پہاڑ مخلوق ہیں ہوائیں مخلوق ہیں اور جیسے دیگر تمام مخلوقات ہیں سب سے زیادہ عزت والی مخلوق اللہ کے نزدیک ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور عبداللہ بن سلام نے اوپر والی حدیث ذکر فرمائی۔

۱۵۰:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسن مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماء نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے مہدی بن میموں نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب نے بشر بن شغاف نے حضرت عبداللہ بن سلام سے اور مذکورہ بات ذکر کی ہے۔

۱۵۱:......ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار شکری نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن عبداللہ ترقفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حفص بن عمر نے حکم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل آسمان پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور تمام انبیاء پر بھی فضیلت عطا فرمائی ہے لوگوں نے سوال کیا اے ابن عباس اہل آسمان پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ اسطرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان کے بارے میں فرمایا:

ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالک نجزیه جهنم کذالک نجزی الظالمین. (انبیآء ۲۹)

جو بھی کہے ان میں سے کہ بے شک میں معبود ہوں اللہ کا سوا تو ایسے کو ہم جہنم کی سزا دیں گے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

---

(۱۴۹)......الأنصاری قیل هو جابر بن عبدالله الأنصاری کما فی تهذیب الکمال (ص ۹۲۷)

(۱۵۰)...... مهدی بن میمون هو الأزدی أبویحیی، ومحمد بن عبدالله بن أبی یعقوب هو التمیمی، وبشر بن شغاف، وابن سلام هو عبدالله بن سلام کلهم من رجال (التقریب)

أخرجه المصنف فی دلائل النبوة (۴۸۵/۵) بنفس الإسناد.

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

انا فتحنالک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر. (الفتح ۱-۲)

بے شک فتح دی ہم نے آپ کو فتح کھلی۔ تاکہ معاف کردے ان کے لئے اللہ جو پہلے ہو چکا کوئی گناہ آپ سے اور جو پیچھے رہا۔

لوگوں نے کہا اے ابن عباس۔ انبیاء پر آپ کی کیا فضیلت ہے؟ فرمایا اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه. (ابراہیم ۴)

نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی اپنی قومی زبان کے ساتھ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وارسلناک للناس رسولاً. (النساء ۷۹)

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے والد سے مگر وہ قوی نہیں ہے۔

اور جس نے دوسرا قول کیا ہے اور اللہ کے اس قول کے ساتھ معارضہ کیا ہے۔

لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین. (الزمر ۶۵)

اگر آپ نے شرک کیا (بالفرض والمحال) تو آپ کے عمل اکارت ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

مگر یہ کہ کوئی کہنے والا یہ کہے (اور روایت مذکورہ کی تاویل کرے) کہ آیت میں خطاب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ نہیں ہیں بلکہ (امت کے لوگ ہیں)۔

یا یہ تاویل کی جائے کہ اگر یہی ہے وہی مراد ہو جو ظاہر الفاظ سے واضح ہے تو پھر اللہ نے آپ کو اس آیت کے ذریعہ اس سے پناہ دے دی ہے جسے ابن عباس نے پڑھا ہے ان کی روایت کے مطابق (یعنی سورۃ فتح کی آیت کے ساتھ)۔

۱۵۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالازہر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوفقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے ابوالمہزم سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

المؤمن اکرم علی اللہ من الملائکة.

---

(۱۵۱)...... عبدالله بن يحيى بن عبدالجبار السكرى أبومحمد (ت ۴۱۷) (سير ۱۷/۳۸۷)، وعباس بن عبدالله الترفقى هو أبومحمد (ت ۲۶۶) (سير ۱۳/۱۲)، وحفص بن عمر هو ابن ميمون العدنى، والحكم بن أبان هو أبوعيسى، وعكرمة، وإبراهيم بن الحكم بن ابان الأربعة من رجال التقريب.

أخرجه المصنف فى دلائل النبوة (۵/۴۸۶، ۴۸۷) بنفس الإسناد.

(۱۵۲)...... أبو المهزم هو يزيد بن سفيان.

أخرجه ابن ماجة (۳۹۴۷) من طريق الوليد بن مسلم عن حماد بن سلمة به.

وانظر الكاف الشاف فى تخريج أحاديث الكشاف لابن حجر رقم (۷۸۰) بترقيمى.

وقال البوصيرى فى الزوائد:

إسناده ضعيف لضعف يزيد بن سفيان أبى المهزم.

ایماندار انسان اللہ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابوالمھزوم نے ابوہریرہ سے بطور موقوف روایت اور ابوالمھزوم متروک ہے۔

۱۵۳:......ہمیں خبر دی ہے۔ استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر نے اپنی اصل (کتاب یا سند) سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد العمروی نے بطور املاء کے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالغفار بن عبداللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن تمام سلمی نے خالد حذاء سے انہوں نے بشر شغاف سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن شئی اکرم علی الله من ابن ادم قال قیل یارسول الله و لا الملائکة؟

قال الملائکة مجبورون بمنزلة الشمس و القمر.

کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن ادم سے زیادہ عزت والی نہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ کیا؟ فرشتے بھی نہیں آپ نے فرمایا فرشتے تو مجبور محض میں چاند اور سورج کی طرح۔

اس روایت میں عبیداللہ بن تمام متفرد ہیں۔

امام بخاری نے کہا ابن تمام کے نزدیک کئی عجیب وغریب روایات ہیں اس کے علاوہ خالد حذاء سے جو موقوف میں عبداللہ بن عمرو پر وہی صحیح ہے۔

۱۵۴:......ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی قماش نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وھب بن بقیہ نے خالد حذاء سے انہوں نے بشر بن شغاف سے اس نے اپنے باپ سے اس کے کہا میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے وہ کہتے تھے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن آدم سے بڑھ کر کوئی شئی زیادہ عزت والی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیا فرشتے بھی نہیں انہوں نے فرمایا وہ چاند وسورج کے بمنزلے میں وہ تو مجبور محض ہیں۔

۱۵۵:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابواسحاق ابراہیم بن محمد دیبلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن زید صائغ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن عبید ایادی نے ابوعمران جونی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ میں اس کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اچانک جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان چوکا مارا، اور میں اٹھ کر ایک درخت کی طرف چلا گیا اس میں جیسے پرندے

---

(۱۵۳)......عبدالقادر بن طاهر أبومنصور (سیر ۵۷۲/۱۷)، واحمد بن محمد بن أحمد هو العمرزی أبوالعباس، ومحمد بن حیویه بن عباد هو أبوبکر السراج، وعبیدالله بن تمام السلمی قال فی الجرح روی أحادیث منکرة.

أخرجه الطبرانی کما فی ابن کثیر (۹۵/۵)، الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد (۴۵/۴) من طریق عبیدالله بن تمام به.

وقال ابن کثیر : وهذا حدیث غریب جداً

وانظر الکاف الشاف رقم (۷۸۰) بترقیمی، والدیلمی (۶۳۳۱) بترقیمی.

وعزاه الهیثمی فی مجمع الزوائد (۸۲/۱) للطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی فیه عبیدالله بن تمام.

(۱۵۴)...... وهب بن بقیة هوالواسطی أبومحمد (ت ۱۹۶)

کے دو آشیانے کی طرح تھے ایک میں میں بیٹھ گیا اور دوسرے میں جبرائیل میں نے بسم اللہ پڑھی اور میں بلند ہو گیا اوپر کو چلا گیا۔ یہاں تک کہ جب آسمان کے دونوں کنارے بھر گئے اور میں نے اپنا پہلو بدلا۔ میں اگر چاہتا تو آسمان کو چھوسکتا تھا میں نے توجہ کی تو جبرائیل علیہ السلام لپٹے ہوئے ٹاٹ کی مانند تھے لہذا میں نے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں جبرائیل کے علم کی فضیلت کو پہچان لیا۔

حماد بن سلمہ نے اس کو ابو عمران جونی سے انہوں نے محمد بن عمیر بن عمار سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ جبرائیل گر کر بے ہوش ہو گیا گویا کہ وہ ٹاٹ ہے لہذا میں نے اپنی خدا خوفی پر اس کی خدا خوفی کی فضیلت و برتری کو جان لیا پھر میری طرف وحی کی گئی بادشاہ نبی یا بندہ وغلام نبی؟ یا جنت کی طرف؟

جبرائیل نے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کرنا۔ حالانکہ وہ لیٹے ہوئے تھے میں نے جواب میں کہا نہیں بادشاہ نبی نہیں بلکہ عبد و بندہ نبی یعنی میں اللہ کی بندگی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔

۱۵۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ زاہد اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو السری موسیٰ بن حسن بن عباد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیش بن مبشر فقیہ نے انہوں نے کہا ہم یزید بن ہارون کے پاس تھے انہوں نے قصہ ذکر کیا پھر یزید بن ہارون نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمران جونی نے محمد بن عمر بن عطارد بن حاجب تمیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مجھے معراج کرائی گئی۔ میں ایک درخت میں تھا اور جبرائیل دوسرے درخت میں تھا پھر ہمیں چھپالیا اللہ کے امر میں سے بعض چیز نے جو کچھ چھپانا تھا۔ اور جبرائیل اس وقت گر کے بیہوش ہو گئے مگر میں (الحمد اللہ) اپنی حالت پر ثابت رہا اور میں نے جبرائیل کے ایمان کی اپنے ایمان پر فضیلت پہچان لی۔

۱۵۷:...... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسامہ عبد اللہ بن اسامہ کلبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے انہوں نے مقسم سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ جبرائیل سرگوشی کر رہے تھے۔ اچانک آسمان کا کنارا پھٹا اور جبرائیل علیہ السلام متوجہ ہوئے کمزور ہوئے سکڑنے لگے اور بعض ان کا بعض میں داخل ہونے لگا اور

---

(۱۵۵)......عبدالله بن يوسف الأصبهاني أبومحمد (ت ۴۰۹)(تذكرة الحفاظ ۳/۱۰۴۹)، محمد بن علي بن زيد الصائغ أبوعبدالله (ت ۲۸۷) (سير ۱۳/۴۲۸)، أبوعمران الجوني هو عبدالملك.

أخرجه البزار، كشف الأستار ۱/۴۷(۵۸) أبونعيم في الحلية (۲/۳۱۶) من طريق سعيد بن منصور به.

وقال البزار:

وهذا لانعلم رواه إلاّ أنس ولا رواه عن أبي عمران إلا الحارث، وكان بصرياً مشهوراً.

والحديث في مجمع الزوائد (۱/۷۵) وقال الهيثمي رواه البزار والطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحيح.

وقول المصنف: "ورواه حماد بن سلمة عن أبي عمران الجوني......" الخ.

أخرجه البغوي في شرح السنة (۱۳/۲۴۷) من طريق حماد بن سلمة به.

وقال البغوي هذا مرسل اھ.

ومحمد بن عمير بن عطارد ذكره ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً.

(۱۵۶)...... موسى بن الحسن بن عباد أبوالسرى (ت ۲۸۷) (سير ۱۳/۳۷۸)، وحبيش بن مبشر (ت ۲۵۸)، يزيد بن هارون (ت ۲۰۶)

أخرجه ابن عساكر عن محمد بن عمير بن عطارد بن حاجب التميمي عن أبيه كما في الكنز ۱۲/۴۱۲ (۳۵۴۴۸)

زمین کے قریب ہو گئے۔ اتنے میں ایک فرشتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا۔ اے محمد! بے شک تیرا رب تجھ پر سلام کہتا ہے اور تجھے اختیار دیا ہے کہ آپ بادشاہ نبی بنیں یا عبد (غلام) نبی بنے۔ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کیجئے میں سمجھ گیا کہ وہ خیر خواہ ہیں میں نے جواب دیا بندہ نبی بننا پسند کروں گا چنانچہ وہ فرشتہ آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ میں نے کہا اے جبرائیل میں نے تم سے پوچھنے کا ارادہ کیا تھا آپ کے بارے میں۔ مگر میں نے جب تیرا حال دیکھا تو اس نے مجھے مشغول کر دیا سوال کرنے سے۔ اے جبرائیل بتائیے یہ کون تھے؟ جبرائیل نے کہا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے اللہ نے جب اس کو پیدا کیا تھا اپنے سامنے۔ دونوں قدم برابر رکھنے والا کھڑا تھا اپنی نگاہ نہیں اٹھاتا تھا اس کے درمیان اور اس کے رب کے درمیان نور کے ستر پردے تھے ہر نور ایسا تھا کہ اگر اس کے قریب ہو تو وہ جلا دے۔ اس کے آگے لوح محفوظ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے آسمان سے یا زمین میں یہ لوح اٹھ جاتی ہے اپنی جبین کو پوجتا ہے پھر اس میں دیکھتے اگر اس میں میرا کوئی کام ہوتا مجھے اس کا حکم دیتا ہے اگر وہ حکم میکائیل کے کام کے متعلق ہوتا ہے تو اسے اس کا حکم دیتا ہے میں نے کہا اے جبرائیل آپ کس چیز پر مقرر ہیں۔ فرمایا ہواؤں پر اور لشکروں پر۔ میں نے پوچھا میکائیل کس چیز پر مقرر ہے بتایا کہ نباتات پر یعنی اگانے پر، میں نے پوچھا ملک الموت کس چیز پر مقرر ہے جواب دیا کہ جانوں کے قبض کرنے پر نہیں گمان کرتا میں کہ وہ اتریں گے مگر قیامت قائم ہونے کے ساتھ نہیں ہے یہ کیفیت میرے ساتھ جو آپ نے دیکھی مگر بوجہ خوف قائم ہونے قیامت کے۔

نوٹ:...... یہ قول کہ اس کے اور رب کے درمیان ستر نور کے پردے تھے۔ احتمال رکھتا ہے کہ اس سے یہ ارادہ کیا ہو اس کے درمیان اور رب کے عرش کے درمیان۔

دنیاوی امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں:

۱۵۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو حفص عمر بن محمد جمحی نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبد العزیز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے عمر بن مرہ سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن سابط سے انہوں نے کہا۔

دنیا کے امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل اور ملک الموت۔ اور اسرافیل بہر حال جبرائیل ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہے۔ اور میکائیل بارش اور نباتات پر مقرر ہے اور ملک الموت قبض ارواح پر مقرر ہے اور اسرافیل وہ لوگوں پر اللہ کے عذاب کے امر کو نازل کرتے ہیں۔

۱۵۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن حسن نے کہ خبر دی ہے حاجب بن احمد نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حماد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا عبد اللہ نے کہا۔

ان من السموات لسمأ ما فيها موضع شبر الا وعليها جبهة ملك اوقد ماه ثم قراء وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون. (صفا ۱۶۵۔۱۶۶)

---

(۱۵۷)...... عبدالله بن أسامة الكلبي أبوأسامة (الجرح ۵/۱۰)، ومحمد بن عمران بن أبي ليلى، وابن أبي ليلى هو عبدالرحمن بن أبي ليلى، والحكم هو ابن عتيبة أبومحمد الكندي، ومقسم هو ابن بجرة ويقال ابن نجدة أبوالقاسم، الأربعة من رجال (التقريب).

أخرجه الطبراني، وأبوالشيخ في العظمة، والمصنف في الشعب بسند حسن كما في الدر المنثور (۱/۹۱ و ۹۲)

(۱۵۹)...... حاجب بن أحمد هو: ابن يرحم بن سفيان بن نصر بن عبدالله أبومحمد الطوسي، أبومعاوية هو: محمد بن حازم الضرير.

أخرجه الطبري في التفسير (۲۳/۷۱) من طريق الأعمش به.

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۵/۲۹۳) لعبد الرزاق، والفريابي، وسعيد بن منصور، وعبد بن حميد، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، والطبراني، والمصنف في الشعب.

آسمانوں میں سے ایک آسمان ایسا ہے جس میں ایک بالشت بھر جگہ نہیں ہے مگر اس پر کسی نہ کسی فرشتے کی پیشانی ٹکی ہوئی ہے یا اس کے قدم پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی بے شک ہم البتہ صف باندھنے والے ہیں اور بے شک ہم البتہ تسبیح کرنے والے ہیں۔

فرشتے رات دن تسبیح کرتے ہیں:

۱۶۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابی طالب کہ خبر دی ہے عبدالوہاب بن عطا نے کہ خبر دی ہے حمید بن طویل نے اسحٰق بن عبداللہ بن حارث نے میرے باپ سے کہ انہوں نے کعب سے اللہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا۔

(۱)...... یسبحون اللیل والنھار لایفترون (الانبیآء ۳۰)

فرشتے اللہ کی رات دن تسبیح کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

(۲)...... ولایسئمون. (فصلت ۳۸) وہ نہیں اکتاتے۔

اس نے کہا کیا تیری آنکھ تجھے ایذا دیتی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں پھر کہا کیا تیرا نفس تجھے ایذا دیتا ہے۔ کہا کہ نہیں کہا کہ بے شک وہ تسبیح الہام کئے گئے ہیں جیسے تم الہام کئے گئے ہو نفس اور نگاہ۔

۱۶۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ہمیں حدیث بیان کی۔ ابو معاویہ نے ابواسحٰق شیبانی سے انہوں نے حسان بن مخارق سے انہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے اس نے کعب سے کہا کیا آپ نے اللہ کے اس قول کو دیکھا ہے۔

یسبحون اللیل والنھار لایفترون۔ کہ فرشتے رات دن تسبیح کرتے ہیں سستی نہیں کرتے۔

تو کیا ان کا عمل اور کام ان کو تسبیح سے مشغول نہیں کرتا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ سائل کون ہے؟ کسی نے کہا بنوعبدالمطلب کا لڑکا ہے۔ چنانچہ کعب نے مجھے پکڑا اور مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا بھتیجے۔ بات یہ ہے کہ تسبیح ان کے لئے ایسے کردی گئی ہے جیسے تمہارے لئے تمہاری سانس کھاتے پیتے جاتے آتے بات چیت کرتے سانس نہیں لیتے ہو؟ (یعنی یہ سارے کام بھی کرتے ہو اور سانس بھی لیتے ہو تمہارا کوئی کام تمہارے سانس لینے سے تمہیں مصروف نہیں کرتا) ان کی تسبیح بھی اسی طرح ان کے لئے کردی گئی ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا۔ اور جس نے کہا پس اول پیدا کئے گئے ہیں بغیر شہوت کے جو شخص اللہ کی عبادت کرے حالانکہ اس کا خمیر گوندھا ہوا ہو شہوت سے، اس کی عبادت افضل ہوتی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ فرشتوں میں سے جو شہوت کے ساتھ آزمایا گیا وہ کیسے معصیت میں واقع ہو گیا اور ہاروت ماروت کا قصہ ذکر کیا۔

ہاروت و ماروت:

۱۶۲:...... ہمیں خبر دی ہے۔ شیخ ابوالحسن محمد بن حسن بن داؤد علوی نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

---

(۱۶۰)...... یحیی بن أبی طالب (تهذیب الکمال ص ۸۷۰) فیمن روی عنه عبدالوهاب، وإسحاق بن عبدالله بن الحارث ثقة (تقریب)، وعبدالله بن الحارث هو ابن نوفل (تقریب)

أخرجه ابن المنذر، وابن أبی حاتم، وأبوالشیخ فی العظمة، والمصنف فی الشعب عن عبدالله بن الحارث بن نوفل عن کعب، کما فی الدرالمنثور (۳۱۵/۴)

وأخرجه الطبری فی التفسیر (۱۰/۱۷) من طریق إسحاق بن عبدالله بن الحارث بن أبیه عن ابن عباس بن کعب به.

(۱۶۱)...... أخرجه الطبری فی التفسیر (۱۰/۱۷) من طریق أبی معاویة به.

عباس بن محمد دوری اور ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر بن محمد نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے جو کہ مولی ہیں عبداللہ بن عمر کے عبداللہ بن عمر سے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین کی طرف اتارا تو فرشتوں نے کہا اے رب کیا آپ زمین پر اس کو رکھیں گے جو اس پر فساد کرے گا۔ اس پر خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور تیری تقدیس و پاکیزگی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ کہ تم نہیں جانتے۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہم تیرے لئے سب سے زیادہ اطاعت گذار ہیں آدم زادوں سے بھی زیادہ، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے لاؤ جنہیں ہم زمین پر اتاریں گے، ہم دیکھیں گے تم کیسے عمل کرتے ہو؟

فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب، ہم ہاروت اور ماروت کو بھیجتے ہیں۔ چنانچہ وہ زمین پر اتار دیئے گئے۔ اور ان دونوں کے لئے زہرہ عورت کی شکل بنادی گئی اور انسانوں میں سے خوبصورت ترین بنا کر۔ وہ ان دونوں کے پاس آئی۔ اور انہوں نے اس عورت سے اس کا نفس مانگا اس عورت نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تمہاری بات نہیں مانوں گی جب تک کہ تم دونوں یہ مشرکانہ کلمہ نہیں بولو گے ان دونوں نے کہا نہیں نہیں اللہ کی قسم ہم اللہ کے ساتھ کبھی بھی شریک نہیں بنائیں گے چنانچہ وہ ان سے چلی گئی۔ پھر وہ ایک چھوٹے بچے کو لے کر ان کے پاس آئی جسے وہ اٹھائی ہوئی تھی، ان دونوں نے پھر اس سے اس کے نفس پر قدرت مانگی، اس نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں پہلے اس بچے کو قتل کردو وہ دونوں بولے نہیں اللہ کی قسم ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ پھر ان دونوں سے واپس چلی گئی پھر وہ شراب کا پیالہ لے کر آئی۔ ان دونوں نے پھر اس کے ساتھ برائی کی اجازت چاہی اس عورت نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں یہ شراب پی لو دونوں نے وہ شراب پی لی اور وہ نشہ میں آگئے اور اس عورت پر

(۱۶۲)...... موسی بن جبیر هو الأنصاری مولی بنی سلمة، وسعید بن سلمة هو ابن أبی الحسام.

أخرجه أحمد ۱۳۴/۲ عن یحیی بن أبی بکیر به.

وقال ابن کثیر فی التفسیر ۱۹۸/۱ بعد أن ساقه بإسناد أحمد:

وهکذا رواه أبوحاتم بن حبان فی صحیحه عن الحسن بن سفیان عن أبی بکر بن أبی شیبة عن یحیی بن أبی بکیر به.

وهذا حدیث غریب من هذا الوجه ورجاله کلهم ثقات من رجال الصحیحین إلا موسی بن جبیر هذا وهو الأنصاری السلمی مولاهم المدینی الحذاء روی عن ابن عباس وأبی أمامة بن سهل بن حنیف ونافع وعبدالله بن کعب بن مالک روی عنه ابنه عبدالسلام وبکر بن مضر وزهیر بن محمد وسعید بن سلمة وعبدالله بن لهیعة وعمرو بن الحارث ویحیی بن أیوب روی له أبوداود وابن ماجة وذکره ابن أبی حاتم فی کتاب الجرح والتعدیل ولم یحک فیه شیئاً من هذا ولا هذا فهو مستور الحال وقد تفرد به عن نافع مولی ابن عمر عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم

وروی له متابع من وجه آخر عن نافع کما قال ابن مردویه حدثنا دعلج بن أحمد حدثنا هشآم حدثنا عبدالله بن رجاء حدثنا سعید بن سلمة عن موسی بن سرجس عن نافع عن ابن عمر سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول فذکره بطوله.

قلت: قال شاکر رحمه الله فی تحقیق مسند أحمد (۳۱/۹) عن هذه المتابعة إنها ضعیفة فإن عبدالله بن رجاء الغدانی ثقة صدوق من شیوخ البخاری لکنه کان کثیر الغلط والتصحیف.

وسعید بن سلمة بن أبی الحسام ضعفه النسائی وقال أبوحاتم سألت ابن معین عنه فلم یعرفه حق معرفته.

وموسی بن سرجس لم یعرف حاله.

والحدیث ذکره الهیثمی فی مجمع الزوائد ۶۸/۵، ۳۱۳/۶ و ۳۱۴ وقال فی الموضع الأول

رواه أحمد والبزار ورجاله رجال الصحیح خلا موسی بن جبیر وهو ثقة وکذلک قال فی الموضع الثانی إلا أنه لم ینسبه فیه للبزار.

پڑ گئے، اورلڑ کے کو بھی قتل کر دیا جب وہ ہوش میں آئے تو وہ عورت بولی کہ اللہ کی قسم تم نے وہ کچھ بھی نہیں چھوڑا جس کا تم میرے ساتھ انکار کرتے رہے وہ سب کچھ تم نے نشہ کی حالت میں کر ڈالا ہے۔ (لہذا اللہ کی طرف سے) دنیا اور آخرت کے عذاب کی بابت اختیار دیئے گئے ان دونوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

اسی طرح اس کو زہیر بن محمد نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے اور اس کو سعید بن سلمہ نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جبیر سے۔

۱۶۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر احمد بن اسحٰق بن ایوب نے کہ خبر دی ہے محمد بن یونس بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن رجاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلمہ نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ملائکہ نے دنیا میں جھانک کر دیکھا۔ تو کیا دیکھا کہ اولاد آدم گناہ کر رہے ہیں۔

تو وہ بولے اے ہمارے رب۔ کتنی بڑے جاہل ہیں یہ لوگ۔ کتنی کم معرفت ہیں یہ لوگ تیری عظمت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم بھی ان کی جگہ ہوتے تو میری نافرمانی کرتے۔ فرشتے بولے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ہم تو تیری تسبیح کرتے تیری حمد کے ساتھ اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم اپنے آپ میں سے دو فرشتوں کو منتخب کرو چنانچہ انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کیا۔ پھر وہ دنیا میں اتار دیئے گئے۔ اوران کے ساتھ اولاد آدم کی شہوتیں جوڑ دی گئیں، اوران کے لئے ایک عورت ایکٹنگ کرتی مقرر کردی گئی لہذا وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور گناہ میں پڑ گئے۔ اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا۔ اب تو تم اپنے لئے دنیا یا آخرت کا عذاب چن لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دوسرے نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا عذاب تو ختم ہوجائے گا اور آخرت کا عذاب ختم نہیں ہوگا۔ لہذا انہوں نے دنیا کے عذاب کو پسند کرلیا۔ چنانچہ وہی دونوں ہی جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وماانزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت. (بقرہ۱۰۲)

ہم نے اس کو ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے حضرت مجاہد سے حضرت ابن عمر سے بطور موقوف روایت ابن عمر پر۔ اور وہ صحیح ہے اور حضرت ابن عمر نے اس کو حضرت کعب سے لیا ہے۔

قصہ ہاروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (منجانب مترجم)

روایت ۱۶۲ اور ۱۶۳ پر ہم ایک فٹ نوٹ لکھ رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ مصنف کتاب ہذا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۴۵۸ھ ہے اور تفسیر ابن کثیر کے مصنف ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر قرشی دمشقی رحمۃ اللہ کی وفات ۷۷۴ھ میں ہے اس لحاظ سے دونوں ہم عصر ہیں تفسیر ابن کثیر پانچویں صدی سے لے کر اب تک دنیائے علم میں مقبول چلی آرہی ہے ہر طبقے کے علماء اور مفسرین اس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ اس کتاب کی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ایک خوبی یہ ہے کہ علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے علم تفسیر میں روایات کے حوالے سے بڑی حد تک تطہیر کا کام کیا تھا۔ اس سے قبل مفسرین کرام نے تفسیر قرآن میں روایات کے اندراج میں جو تساہل برتا تھا اور ہر طرح کی روایات ان کی اسنادی حیثیت بیان کئے بغیر درج کردی تھیں وہ ان تمام روایات کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد ان کی اسناد کے بارے عادلانہ جرح وتنقید

---

(۱۶۳)...... محمد بن یونس بن موسی أبو العباس البصری (ت ۲۷۶)، وموسی بن عقبة هو ابن أبی عیاش القرشی أبومحمد المدنی (ت ۱۴۱) تفرد المصنف بإخراجه فی الشعب کما فی الدر المنثور (۹۷/۱)

کرتے میں پھر آخر میں بطور خلاصہ تبصرہ کرتے ہیں جس سے تمام روایات کے علم میں آ جانے کے بعد ایک طرف تو ان کی اسنادی حیثیت واضح ہو جاتی ہے دوسری طرف ایک تحقیقی اور صاف ستھرا موقف سامنے آ جاتا ہے۔

ہاروت ماروت کے قصے کے بارے میں بھی روایات کی دنیا میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے علامہ ابن کثیر نے ان تمام روایات کو حدیثی ہوں یا آثار ہوں نقل کر کے ان کی اسنادی حیثیت واضح کی ہے اس کے بعد ان کو رد کیا ہے۔ انہیں روایات کو ان الفاظ کے ساتھ پکارا ہے۔ انتہائی غریب۔ انتہائی منکر اس میں انتہائی درجہ کی غرابت ہے۔ اس میں کافی زیادت ہے۔ اغراب ہے۔ نکارۃ ہے مذکورہ روایت کے راوی موسیٰ بن جبیر کے بارے میں کہا کہ وہ مستور الحال ہے۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ روایت میں بہت غلطی کرتا تھا۔ ابن قطان نے کہا ہے کہ اس کا حال غیر معروف ہے۔ بحوالہ تہذیب التھذیب۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ روایات ابن عمر کی دراصل کعب الاحبار سے مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ اور فرمایا کہ مذکورہ حدیث کعب الاحبار نے کتب بنی اسرائیل سے نقل کیں۔ ابن کثیر نے اس واقعہ پر جامع تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ ہاروت ماروت کا قصہ تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے، مثلاً مجاہد، سدی، قتادہ، ابو العالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقاتل ابن حان وغیرہ اور اس کو مفسرین متقدمین ومتاخرین میں سے خلق کثیر نے نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اخبار بنی اسرائیل کی طرف راجع ہے۔ اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع متصل الاسناد نہیں ہے۔ جو صادق مصدوق سے ثابت ہو۔ وہاں قرآن مجید تو ظاہر سیاق قرآن میں اجمال ہے بغیر کسی بسط و تفصیل کے ہم اسی کے ساتھ ایمان لائیں گے جو کچھ قرآن میں وارد ہوا ہے۔

ملخصاص تفسیر ابن کثیر جلد اول صفات ص ۱۳۸۔ ص ۱۳۹۔ ص ۱۴۰۔ ص ۱۴۱۔ ص ۱۴۲۔

مطبوعہ۔ دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع لبنان بیروت۔

۱۶۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن قطبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا ذکر کیا ہے سفیان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کعب سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ فرشتوں نے بنی آدم کا اور ان کے گناہوں کا جو وہ کرتے میں تذکرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ اپنے آپ سے دو فرشتوں کو منتخب کرو۔ انہوں نے ہاروت ماروت کو منتخب کیا۔ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں لوگوں کے پاس ایسے اپنا رسول بھیجوں گا میرے اور تمہارے درمیان رسول نہیں ہوں گے۔ تم اتر جاؤ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔

عبداللہ کہتے ہیں۔ کعب نے کہا جب وہ دن پورا ہوا جس دن وہ اترے تھے اسی دن انہوں نے اس کا ارتکاب کرلیا جو کچھ ان پر حرام کیا گیا

---

(۱۶۳)...... محمد بن يونس بن موسى أبو العباس البصرى (ت ۲۸٦) وموسى بن عقبة هو ابن أبى عياش القرشى أبو محمد المدنى (ت ۱٤۱) تفرد المصنف بإخراجه فى الشعب كما فى الدر المنثور (۱/۹۷)

(۱٦٤)...... أخرجه عبدالرزاق فى تفسيره عن الثورى به كما فى تفسير ابن كثير (۱/۱۹۹) وقال ابن كثير : ورواه ابن جرير من طريقين عن عبدالرزاق به ورواه ابن أبى حاتم عن أحمد بن عصام عن مؤمل عن سفيان الثورى به.

ورواه ابن جرير أيضاً حدثنى المثنى حدثنا المعلى وهو ابن أسد حدثنا عبدالعزيز بن المختار عن موسى بن عقبة حدثنى سالم أنه سمع عبدالله يحدث عن كعب الأحبار فذكره. فهذا أصح وأثبت إلى عبدالله بن عمر من الاسناد من المتقدمين وسالم أثبت فى أبيه من مولاه عمر فدار الحديث ورجع إلى نقل كعب الأحبار عن كتب بنى إسرائيل والله أعلم.

تھا۔ یہ زیادہ مناسب ہے یہ کہ محفوظ ہو۔ اور اس بارے میں علی بن ابی طالب سے بھی مروی ہے۔
اوپر بات یہ جاری تھی کہ فرشتے افضل ہیں یا انسان اس سلسلہ میں مصنف نے دو موقف بیان کئے تھے:
❶ ...... کہ انسانی رسول ملائکہ رسولوں سے افضل ہیں۔
❷ ...... کہ تمام مؤمن انسان ملائکہ سے افضل ہیں (مترجم) اب مصنف فرماتے ہیں کہ جس نے آخری قول کیا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ یوں کہتا خصوصاً اس وقت جب کہ اطاعت کی توفیق اور معصیت سے بچنے کی طاقت اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ افضل وہی ہونا چاہئے جس کو توفیق زیادہ حاصل ہو، اور جس کی گناہوں سے حفاظت وعصمت زیادہ ہو۔ (لہذا حقیقت ظاہرہ کچھ یوں نظر آتی ہے کہ) ہم یہ دیکھتے ہی کہ وہ اطاعت جس کا وجود محض اللہ کے توفیق عطا کرنے سے ہوتا ہے اور گناہوں سے بچنا اور عصمت بھی دونوں چیزیں فرشتوں میں زیادہ ہیں تو واجب ہے کہ وہی افضل ہوں۔

شیخ حلیمی کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مذکورہ دونوں اقوال کی توجیہ ذکر فرمائی ہے مگر میں اسے نقل نہیں کرتا۔
انہوں نے ملائکہ کی افضلیت کو اختیار کیا ہے۔ جب کہ ہمارے اکثر اصحاب نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ امر آسان بھی ہے۔ مگر اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ ہاں صرف اسی شئی کی معرفت کہ وہ خود جس نظریہ پر ہے۔

۱۶۵:...... ہمیں خبر دی ہے۔ ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے اور عمر سے مولی ابن عباس سے اس نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا کہ لفظ جبرائیل ومیکائیل ایسے ہیں جیسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔

۱۶۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین عبدالصمد بن علی بن مکرم بزار نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن ابی عثمان طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ اسحٰق بن محمد فروی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن قدامہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

---

(۱۶۵)...... أخرجه ابن أبي حاتم من طريق سفيان عن الأعمش به كما في تفسير ابن كثير (۱/۱۹۰)
(۱۶۶)...... عبدالصمد بن علي بن (محمد بن) مكرم البزار أبوالحسين (خط ۱۱/۴۱)، وإسحاق بن محمد الفروي (ت ۲۲۶)، عبدالملك بن قدامة الجمحي (ضعيف) (تقريب).
أخرجه الحاكم في المستدرك (۳/۸۷ و ۸۸)، وابن نصر المروزي في تعظيم قدر الصلاة رقم (۲۵۵) كلاهما من طريق إسحاق بن محمد الفروي به.
وقال الحاكم صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه وقال الذهبي منكر غريب وما هو على شرط البخاري، عبدالملك ضعيف تفرد به
وقال ابن كثير في التفسير (۸/۲۹۷):
هذا حديث غريب جداً بل منكر نكارة شديدة وإسحاق الفروي روى عنه البخاري وذكره ابن حبان في الثقات وضعفه أبو داود والنسائي والعقيلي والدارقطني وقال أبوحاتم الرازي: "كان صدوقاً إلا أنه ذهب بصره فربما لقن وكتبه صحيحة وقال مرة هو مضطرب وشيخه عبدالملك بن قدامة أبوقتادة الجمحي تكلم فيه أيضاً والعجب من الإمام محمد بن نصر كيف رواه ولم يتكلم عليه ولا عرف بحاله ولا تعرض لضعف بعض رجاله؟!
غير أنه رواه من وجه آخر عن سعيد بن جبير مرسلاً بنحوه ومن طريق آخر عن الحسن البصري مرسلاً قريباً منه.

کہ حضرت عمر تشریف لائے جب نماز قائم ہو رہی تھی۔ انہوں نے ابو جحش لیثی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز سے رک جانے کا قصہ بیان کیا اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھیے تاکہ میں تجھے ابو جحش کی نماز سے اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی بیان کروں بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے آسمان میں کچھ ایسے فرشتے ہیں جو بطور عبادت ہر وقت اپنے سروں کو عاجزی سے جھکائے ہوئے ہیں وہ سر نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے۔ جب قیامت قائم ہوگی وہ اپنے سروں کو اٹھائیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے دوسرے آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جن کے سر سجدے میں ہیں وہ اپنے سر سجدے سے نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے جب قیامت قائم ہوگی وہ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

(فائدہ)......ظاہر وہ مالک الملک ہے مسجود وملائکہ ہے وہ غنی ہے اس کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں اور عبادت کرنے والوں کی کمی نہیں، جس کو وہ اپنے آگے جھکنے کی توفیق عطا کر دے وہی کامیاب ہے۔

اللهم اجعلنا منهم.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس روایت کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت عمر کے مناقب میں نقل کیا ہے۔

۱۶۷:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی مریم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن فروخ نے کہ مجھے خبر دی ہے اسامہ بن زید نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابان بن صالح نے مجاہد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے فرشتے ہیں سوائے محافظ فرشتوں کے وہ لکھتے ہیں درخت کے ہر اس پتے کو بھی جو جھڑتا ہے جب تم میں سے کسی انسان کو کسی میدان یا جنگل میں کوئی مجبوری یا پریشانی لاحق ہو تو اسے چاہئے کہ آواز دے اور پکارے اللہ کے بندو میری مدد کرو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

باب نمبر ۴

ایمان کا چوتھا شعبہ

"ایمان بالقران"

جو کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے

اوران تمام کتابوں کے ساتھ ایمان جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین امنوا امنوا باللّٰہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل. (النسآء ۱۳٦)

اے ایمان والو، ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے نازل کی اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی اس نے پہلے۔

اور ارشاد فرمایا:

والمؤمنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ. (البقرہ ۲۸۵)

اور سب مؤمن بھی۔ ہر ایک ایمان لایا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

اور ارشاد ہے:

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک. (البقرہ ۴)

اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (نبیوں پر)۔

علاوہ ازیں وہ تمام آیات جو اسی مفہوم میں آئی ہیں۔

اور ہم ابن عمر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں روایت کر چکے ہیں۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ.

یہ کہ تو ایمان لا اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

فائدہ:...... یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان بالقرآن اور ایمان بالکتب السماویہ ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (مترجم)

ایمان بالقرآن کے شعبے اور حصے

ایمان بالقرآن کے کئی شعبے اور کئی حصے ہیں۔

ایمان بالقرآن کا پہلا شعبہ:

اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع کردہ (تیار کردہ گھڑا ہوا) نہیں ہے اور نہ ہی جبرائیل کا

وضع کردہ ہے۔

دوسرا شعبہ:

اس بات کا اقرار کرنا کہ وہ معجز نظم ہے اگر سارے، جن اور انسان اس بات سے متفق ہو جائیں کہ وہ اس کی مثل بنا کر لے آئیں تو اس پر وہ قادر نہیں ہوں گے۔

تیسرا شعبہ:

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ پورا قرآن مجید جس کو چھوڑ کر نبی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے تھے وہ یہی ہے جو مسلمانوں کے مصاحف میں (قرآنوں) میں ہے، اس سے کوئی شئی فوت نہیں ہوئی (کوئی چیز رہ نہیں گئی) اور نہ ہی کسی بھولنے والے کے بھولنے سے کچھ ضائع ہوا ہے، اور نہ ہی کسی صحیفے کے گم ہو جانے سے، نہ ہی کسی قاری کی موت سے نہ ہی کسی چھپانے والے کے چھپانے سے کچھ نقصان ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس میں سے کسی شئی میں کوئی تحریف وتبدیلی کی گئی ہے نہ ہی اس میں کوئی حرف زیادہ کیا گیا ہے۔ نہ ہی کوئی حرف اس سے کم کیا گیا ہے۔ اس بات کی پہلی وجہ اور پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ (النساء ۸۲)

پس کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں پاتے بہت اختلاف۔

دوسرا ارشاد ہے:

وھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعو . (انعام ۱۵۵)

اور یہ قرآن ایک کتاب ہے جو نازل کی ہے ہم نے، بڑی برکت والی ہے پس اسی کی پیروی کرو۔

تیسرا ارشاد ہے:

لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون و کفی بااللہ شھیدا (النساء ۱۶۶)

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کو جو نازل کیا آپ کی طرف، کہ اس کو نازل کیا ہے اپنے علم سے
اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہ۔

چوتھا ارشاد ہے:

وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین. (الشعراء ۱۹۲-۱۹۴)

بے شک وہ قرآن اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کا۔ اترا اس کو لے کر روح الامین (جبرائیل) آپ کے دل پر تاکہ آپ ہوں ڈرانے والے۔

پانچواں ارشاد ہے:

انا انزلنا قرانا عربیا لعلکم تعقلون. (یوسف ۲)

بے شک اتارا ہے ہم نے قرآن عربی تاکہ تم سمجھو۔

مذکورہ آیات میں ہے کہ یہ کتاب، ہم نے اتاری ہے بابرکت کتاب ہے اس کی اتباع کرو تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے۔ پہلی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کسی غیر کی طرف نہیں ہے۔

دوسری آیت میں یہ حکم اس بات کی گواہی اللہ بھی دیتا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن کو ساتھ لے کر جبرائیل امین اترے ہیں جنہوں نے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا ہے تو گویا حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کو اس کے مقام معلوم سے دھرتی پر اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچانے اور حوالے کرنے والے ہیں پانچویں آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس کو سمجھو مطلب ہے کہ ہم نے ایسا رسول اور نمائندہ بھیجا ہے جو قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرنے والا ہے تو وہ نمائندہ بلندی سے پستی کی طرف کلام کو منتقل کرنے والا ہے جس کی اس نے حفاظت بھی کی ہے۔

الا له الخلق والامر. (اعراف ۵۴)

خبردار مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اور اپنے امر کو الگ اور فاصلہ کر کے بیان فرمایا (واؤ عاطفہ کے ساتھ عطف مغائرت کو تقاضا کرتا ہے جس کا مطلب ہے کہ) خلق یعنی مخلوق الگ چیز ہے اور امر الگ چیز اگر امر بھی مخلوق ہوتا تو پھر واؤ کے ساتھ فاصلہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

لو لا كلمة سبقت من ربك (طٰہٰ ۱۲۹)

اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے گذر چکی تیرے رب کی طرف سے مطلق سبقت اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پر سابق ہونے کو تقاضا کرتی ہے۔

اور ارشاد ہوا:

انما قولنا لشیءٍ اذا اردناه ان نقول له كن فيكون. (النحل ۴۰)

ہمارا قول کسی بھی شے کے لئے۔ جس وقت ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اس کو یہ کہیں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا قول مخلوق ہوتا تو دوسرے قول سے متعلق ہوتا اور یہ حکم اس قول کا ہوتا حتیٰ کہ یہ سلسلہ لامتناہی ہوتا جو کہ محال ہے۔

اگر مولانا کا لفظ مخلوق ہوتا۔ تو ایک اور قول کے ساتھ تعلق رکھتا۔ اور یہ حکم اس قول کا ہوتا۔ یہاں تک کہ تعلق پکڑتا اس سلسلہ کے ساتھ جو ختم نہیں ہوتا اور یہ محال ہے استاذ ابوبکر محمد بن حسن فورث رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ممکنہ اعتراض کے بارے فرمایا۔ کہ کلام درحقیقت اللہ تعالیٰ سے دلیل کے ساتھ ثابت ہے۔ اور اللہ قول ''کن'' امر تکوینی ہے غیر موجود کو وجود بخشنے کے لئے ہے، امر تکلیف کے لئے نہیں ہے یعنی بمنزلہ اس قول کے نہیں جیسے اللہ نے مشرکین سے فرمایا کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا جیسے بنی اسرائیلوں سے فرمایا تھا کہ۔ تم بندر بن جاؤ یہ دونوں امر تکلیف کے لئے یعنی مکلف بنانے کے لئے تھے۔

اور ''کن فیکون'' میں کن کے امر کے تعلق خاص اس وقت سے ہوگا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں ہے کہ فلاں کام فلاں وقت میں ہوگا وہ وقت اس لئے ہوگا جیسے کہ اس کے نفس نے آواز کو آواز کے موجود ہونے کے وقت سنا ہے۔

اگر چہ اس سے وجود سے پہلے بھی سننے والا تھا مگر وہ سماع صوت سے متعلق ہوا ہے اس کے موجود ہو جانے کے وقت اس اعتبار سے کہ اس نے اس کو اسی وقت سنا ہے اس سے قبل نہیں۔۔

اور ''فیکون'' کی فا تعقیب کو تقاضا نہیں کرتی۔ اپنے متعلق سمیت۔ اس لئے کہ یہ فیکون والا جملہ انما کا جواب ہے۔

گویا کہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا قول کن جس چیز کے متعلق ہوتا ہے نہیں ہوگا مگر اس حال میں ہوگا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس وقت میں ہوگا۔ اور یہ کہ قول کن مستقبل کے لئے بھی لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کا مابعد بمنزلہ مصدر کے ہے جیسے اس آیت میں:

وان تصوموا خير لكم.

یہ قول:

وان تصوموا خیرلکم (بقرہ ١٨٤)

مصدر کے معنی میں ہے۔

اس کا معنی یہ "صیامکم خیرلکم" تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور یہ تقاضا کرتا ہے زمانہ استقبال کو۔ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے صفت کلام کو ثابت کرنے اور نفاذ کی نفی کرنے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا۔ (کہف ١٠٩)

فرمادیجئے اگر سمندر سیاہی ہو میرے رب کے کلمات (کو احاطہ تحریر میں لانے کے لئے) تو سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ ہم اس کی مثل اس کی مدد کو اور لے آئیں۔

فائدہ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے دو دفعہ کلمات کی اضافت فرمائی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے کلام کا اثبات فرمایا ہے۔ اور کلمات کے ختم نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ اور جئنا جمع متکلم کا صیغہ استعمال فرما کر کلام بطور تظیم کیا ہے۔ اس کی مثال قرآن میں ہے۔ جیسے یہ آیت:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (حجر ٩)

میں۔ **انا. نحن نزلنا. انا لحافظون**. سب جمع کے الفاظ استعمال کئے ہیں یہ سب تعظیم کے لئے ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وکلم الله موسیٰ تکلیماً۔ (سورۃ نساء ١٦٤)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمائی۔ اس میں کلام کے تکرار کے ساتھ اس کو مؤکد کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے۔ ان الفاظ کی بھی خبر دی ہے جن کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تھا ارشاد ہے:

یاموسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک با لواد المقدس طویٰ وانا اخترتک فاستمع لما یوحی

اننی انا اللّٰه لااله الا انا. فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکریٰ. الیٰ قوله. واصطنعتک لنفسی (طٰہٰ ١٢۔٤١)

اے موسیٰ بے شک میں ہی تیرا رب ہوں، پس اپنے جوتے اتار دیجئے۔ بے شک آپ مقدس وادی طویٰ میں ہے۔ اور میں نے تمہیں منتخب کرلیا ہے۔ اب وہ توجہ سے سنئے جو وحی کیا جارہا ہے۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میری ہی عبادت کیجئے اور میری ہی یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔ یہ سلسلہ کلام جاری ہے۔ **واصطنعتک لنفسی** تک۔

اسی طرح سورۃ اعراف میں فرمایا:

یاموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین. (الاعراف ١٤٤)

اے موسیٰ میں نے تجھے اپنے پیغامات کے لئے منتخب کرلیا ہے اور اپنی کلام کے لئے منتخب کرلیا ہے
لہذا جو کچھ میں آپ کو دوں اس کو لے لیجئے اور شکر گذار رہئے۔

یہ سلسلہ وہ کلام ہے جسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے ان کو ہی سنوانے سے سنا اور بغیر ترجمان کے جو رب کے اور اس کے درمیان ہو۔ اور اپنی اپنی ربوبیت کی رہنمائی فرمائی۔ اور انہیں اپنی وحدانیت کی ان کو دعوت دی۔ اور اپنے ذکر کے لئے اور اپنی عبادت کے لئے نماز قائم کرنے کی دعوت دی۔ اور انہیں اس بات کی خبر دی کہ انہیں اپنے لئے اور اپنے پیغامات کے لئے اور اپنی کلام کے ساتھ منتخب کرلیا ہے۔ اور وہ مخلوق کی طرف مبعوث ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ انہوں نے اس کو غیر اللہ سے سنا تھا تو درحقیقت وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ غیر اللہ نے اپنی ذات کے لئے

ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات کی وحدانیت کی دعوت دی ہے۔ جب کہ یہ کفر ہے۔ اور اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس غیر نے اللہ کی طرف دعوت دی ہے تو پھر اس کا یہ قول جھوٹا ہوگیا۔ انی انا ربک کہ میں تیرا رب ہوں اور انسی انا اللہ لاالہ الا انا فاعبدنی. میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے لہذا میری عبادت کیجئے۔

جب کہ ایسی صورت میں اس غیر کو یہ کہنا چاہئے تھا۔

ربی وربک فاعبدہ

میرا اور تیرا وہی رب ہے اس کی عبادت کیجئے۔

اور وہ اس بات پر دلالت کرتا کہ اس نے اس قول کو اس ذات سے سنا ہے جس کے لئے ربوبیت ہے اور وحدانیت ہے۔ اور اس لئے کہ امت تمام اہل ملل کے ساتھ اس بات پر متفق ہو چکی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی کا شرف وفضیلت خاص طور پر حاصل ہے۔ اگر مذکورہ قول کو موسیٰ علیہ السلام نے مخلوق سے سنا ہوتا تو یہ اس کی خصوصیت نہ ہوتی اور نہ ہی کوئی شرف وفضیلت اور نہ ہی اس ذات سے کوئی مشابہت جس نے اس کو جبرائیل سے سنا کوئی زیادہ خصوصیت بوجہ جبرائیل کی فضیلت زیادہ ہونے کے اس آواز پر جسے اللہ تعالیٰ نے فی الوقت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پیدا کیا تھا۔

اور ہم عمر بن خطاب کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کے مناظرے کا قصہ روایت کر چکے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں تیرے ساتھ اللہ نے پردے کے پیچھے کلام کیا تھا اور اللہ نے تیرے اور اپنے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو نمائندہ مقرر نہیں کیا تھا۔

۱۶۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روز باری نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے عثمان بن مغیرہ سے انہوں نے سالم سے یعنی ابن ابوجعد سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش فرماتے تھے کہ کیا ہے کوئی آدمی؟ جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ اس لئے کہ قریش نے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں اپنے رب کا کلام لے جاؤں (یہاں بھی رب کا کلام کہا۔) (ایسے ہی) ہم نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جب مکہ کے مشرکوں کے سامنے سورۃ روم پڑھی تو انہوں نے کہا یہ تو وہی ہے جو تیرا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو صدیق نے جواب دیا کہ۔ لاکلمتہ کلام اللہ عز وجل۔ نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا)۔

اور ایک دوسری روایت میں ایسے الفاظ ہیں۔ کہ یہ نہ تو میرا کلام ہے اور نہ وہی میرے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے (یہاں بھی صدیق نے کلام اللہ فرمایا)۔

اور ہم نے عامر بن شہر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ میں شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بیٹھا تھا اس کے ایک بیٹے نے انجیل کی کوئی آیت پڑھ ڈالی اور پھر خود ہی ہنس پڑا۔ تو نجاشی نے کہا کیا تم کلام اللہ پر ہنستے ہو۔ (نجاشی نے بھی کلام اللہ کہا)

---

(۱۶۸)...... أخرجه أبوداود (۳۸۳۴) عن محمد بن كثير عن إسرائيل، والترمذي (۲۹۲۵) عن محمد بن إسماعيل عن محمد بن كثير عن إسرائيل كلاهما عن عثمان بن المغيرة. به وقال الترمذي. حسن صحيح.

وأخرجه ابن ماجة (۲۰۱) والحاكم في المستدرك (۶۱۲/۲) من طريق إسرائيل. به.

وقال الحاكم صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي.

اسی طرح ہم نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ جس قدر استطاعت رکھتے ہو اللہ کا قرب حاصل کرو اور یقین کرو تم ہرگز اللہ کے قریب نہیں ہو سکتے کسی بھی چیز کے ذریعے جو اللہ کو اس کے کلام سے زیادہ محبوب ہو۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا) اور ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اصدق الحدیث کلام اللہ کی سچی بات اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی اللہ کا کلام فرمایا)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا القران کلام اللہ۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لو ان قلوبنا طهرت لما شبعنا من كلام الله

اگر ہمارے دل پاک ہوں تو ہم اللہ کے کلام سے کبھی سیر نہیں ہوں گے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ کہا)

اور حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ماحكمت مخلوقاً. انما حكمت القران.

کہ میں نے کسی مخلوق کو فیصل نہیں بنایا بلکہ میں نے تو قرآن کو فیصل بنایا ہے۔

(قرآن کہا جب کہ قرآن یہ وہ چیز ہے جو کلام اللہ ہونے کے یقین کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ (وہی کلام اللہ فرمایا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اور دعا میں ایک آدمی نے یوں کہا:

اللهم رب القران العظيم اغفرله فقال له ابن عباس ثكلتك امك ان القران منه ان القران منه.

اے اللہ اے عظیم قرآن کے رب اس بندے کو معاف فرمادے تو حضرت عبداللہ بن عباس نے اس شخص کو کہا کہ بے شک قرآن اسی سے ہے بے شک قرآن اسی سے ہے (یعنی اس کا کلام ہے اس کی صفت ہے)۔

ان مذکورہ آثار کی اسناد ہم نے کتاب الصفات میں بیان کر دی ہیں اور اس بارے میں جو کچھ نبی کریم سے اور ان کے صحابہ و تابعین سے اور تبع تابعین سے مروی ہے وہ بھی ذکر کر دیا ہے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے

۱۶۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے "التاریخ" میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسحق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے۔ انہوں نے خبر دی ہے ابواحمد محمد بن سلیمان بن فارس سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا ہے حکم بن محمد ابو مروان طبری نے کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے سمع بن عیینہ نے وہ کہتے ہیں میں نے ستر سال سے اپنے مشائخ کو ایسا پایا ہے کہ جن میں عمرو بن دینار بھی ہیں وہ سب یہ کہتے تھے کہ:

القران كلام الله ليس بمخلوق

قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

بخاری حکم سے ایسے ہی روایت فرمایا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شبیب نے حکم بن محمد سے کہ انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ستر سال سے کہ وہ کہتے تھے۔ پھر اسی مذکورہ حکایت کا مفہوم ذکر فرمایا۔

۱۷۰:......ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو احمد حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عروبہ سلمی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے سلمہ بن شبیب نے۔ پھر مذکورہ قول کو نقل کیا۔ اور اسی کو حکم بن محمد نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عمرو بن دینار کے مشائخ صحابہ کرام کی ایک جماعت ہیں۔ ان میں سے:

❶......عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

❷......عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

❸......جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

❹......عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور اکابر تابعین ہیں۔

ہم نے یہی قول علی بن حسین سے اور جعفر بن محمد صادق سے اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، محمد بن ادریس شافعی، یحییٰ بن یحییٰ، احمد بن حنبل ابوعبید، محمد بن اسماعیل بخاری اور ان کے سوا جلیل القدر مشائخ سے یہی قول نقل کیا ہے جب کہ (قرآن کے مخلوق ہونے والی) بدعت کو جعد بن درہم نے ایجاد کیا تھا اور اس سے جہم نے نقل کیا تو اس کو خالد بن عبداللہ نے قسری نے عید قربانی کے دن ذبح کر دیا تھا۔

استاذ ابوبکر بن فورک کا ارشاد:

استاذ ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام حادث ونو پیدا ہوتا اس کے لئے اور پہلی بار وجود میں آنے سے قبل اللہ تعالیٰ عدم کلام یعنی متکلم نہ ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف ہوتا۔ جیسے کہ اگر اللہ تعالیٰ غیر عالم ہوتا تو جہل ونادانی سے اور علم سے مانع آفت سے موصوف ہوتا۔ اگر بالفرض والمحال ایسے ہوتا تو ضرور ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس حال میں متکلم نہ ہوتا۔ جیسے اگر وہ شروع سے ہی نہ جانتا ہوتا تو ایک ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس وقت علم سے موصوف نہ ہوتا (تو یہ تمام صفات وکیفیات نقص ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کے نقائص سے پاک ہے) لہٰذا واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ ازل سے متکلم تھا اس لئے کہ اس کو کلام کی منافی صفات مثلاً سکوت گونگا پن۔ بچپن لاحق نہیں ہوتیں۔

اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ کلام اللہ اگر مخلوق ہوتا تو ضروری ہوتا کہ اس کے پیدا کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ اس کی ضد اور مخالف صفت سے بھی موصوف ہوتے۔ اس لئے کہ یہ محال ہے کہ کوئی حی اور زندہ صفت کلام سے بھی خالی ہو اور اس کے عدم سے بھی خالی ہو۔ اور اگر عدم کلام اللہ تعالیٰ کے لئے قدیم ہوتا تو اس کا عدم یعنی متکلم ہونا ممکن نہ ہوتا اور یہ مفروضہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام ان صفات کا محال ہونا لازم آتا ہے۔ جیسے امر ہوا، نہی ہوئی، خبر ہوئی اور یہ سب دین کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ اللہ کا کلام اگر مخلوق ہوتا تو تین حال سے خالی نہ ہوتا یا تو اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں پیدا کیا ہوتا۔ یا اپنے ماسوا اور غیر میں۔ یا بالکل لاشئی میں۔ جب کہ یہ تیسری صورت عقلاً محال ہے یعنی کلام کو پیدا کرتا لاشئی میں۔ اس لئے کہ یہ عرض ہے اور عرض قائم بذاتہ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی محال ہے کہ اس کو اپنی ذات میں پیدا کرتا اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اندر تغیر وتصرف کر رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی تغیر وحوادث کا محل نہیں ہے (بلکہ اس سے پاک ہے) اور یہ بھی محال ہے کہ وہ کلام کو اپنے سوا اور غیر میں پیدا کرتا۔ کیونکہ کلام اگر اللہ کے ماسوا

(۱۶۹ و ۱۷۰)...... أخرجه البخاري في خلق أفعال العباد رقم (ا) بترقيمي عن الحكم بن محمد الطبري به.

اور غیر میں پیدا ہوتا تو اس کی نسبت اور اضافت بھی اسی غیر کی طرف ہوتی اسی کے خاص اوصاف کے طور پر تمام اعراض کی طرح جیسے علم ہو قدرت ہوئی حیات ہوئی تو جب ان کو غیر اللہ اور ماسوا اللہ میں پیدا کرتا تو وہ کلام اللہ نہ ہوتا۔ (بلکہ کلام غیر اور کلام فلاں ہوتا اور اس صورت میں کوئی امر اللہ کا امر نہ ہوتا اور کوئی نہی اللہ کی ہی نہ ہوتی۔ تو مطلب یہ برآمد ہوا کہ اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے اور قدیم ہے حادث نہیں ہے مخلوق نہیں ہے اس کا مخلوق ہونا محال ہے (مترجم)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ۔ اللہ کا کلام ماسوا اللہ میں از راہ تفضّل وعنایت ہو سکتا تھا جیسے اس کا فعل بطور تفضل وعنایت اسی کا ہو سکتا ہے اگر چہ وہ غیر میں ہو۔

تو اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ تفضّل اسم ہے کئی کئی جنسوں کو شامل ہے۔ اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے خصوصی اوصاف کے طور پر۔ پس اگر ایک قوت ہو جو منسوب کی گئی ہو اسی مخلوق کی طرف جس میں وہ پیدا کی گئی ہے اگر چہ سمع یا بصر ہو۔ تو بھی اسی طرح ہوگا۔ تو کہہ دو کہ۔ بایں طور کہ امر اور نہی کے نام کے ساتھ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ یہ فلاں کا قول ہے یا فلاں کا کلام ہے پس اگر نہ منسوب کریں اس کو نہ خصوصی طور نہ عمومی طور پر۔ نہ جملہ کی طرف اور نہ ہی محل وجگہ کی طرف تو دونوں میں معاملہ جدا ہو جائے گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر اللہ کا کلام مخلوق نہ ہوتا تو ہمیشہ مخبر ہوتا۔

انا ارسلنا نوحاً (نوح ۱)

ہم نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔

ہمیشہ بھیجتا جب کہ یہ جھوٹ ہے جواب میں کہا جائے گا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟

وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق (ابراہیم ۲۲)

شیطان کہے گا اس وقت جب فیصلہ ہو چکے گا بیشک اللہ نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تمہیں جھوٹا وعدہ دیا تھا۔

اور یہ نہیں کہا کہ بعد میں کیا وہ جھوٹ ہے؟ اگر مقرض کہے اس کا معنی ہے عنقریب کہے گا۔ تو جواب دیا جائے گا کہ یہی جواب ہے انا ارسلنا ک نوحاً کا بھی ہے کہ اس کے ازل میں خبر تھی اس بارے میں کہ عنقریب ہم نو ح رسول بنا کر بھیجیں گے۔ یہ خبر نوح کو بھیجنے کے بارے پہلے تھی۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم ہوتا تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ ہمیشہ امر کرنے ولا ہوتا حالانکہ اس طرح مخلوق کو امر کرنا لازم آتا ہے جو کہ موجود ہی نہیں کیونکہ ازل میں مخلوق موجود نہیں تھی لہذا اس کو امر کرنا جو موجود ہی نہ ہو محال ہے۔

جواب یہ دیا جائے گا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے یہ کہا ہے کہ ہمیشہ امر کرنے والا تھا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر اس کیفیت سے تھا کہ (اے مامور) جب تو پیدا ہوگا اور پھر تو بالغ ہوگا اور تیری عقل مکمل ہو جائے گی تو یہ امر (تجھ پر لاگو ہو جائے گا پھر) تم اس وقت ایسے ایسے کرنا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امر ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے ہیں۔

اور ہمارے اصحاب میں سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل میں غیر امر تھا یعنی امر کرنے والا نہیں تھا تو یہ مطلب ہوگا کہ اس کا کلام امر ہوگا معنی اور مفہوم کے حدوث ووجود کے لئے۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ لازم نہیں ہے کہ جب ازل میں متکلم ہو تو ازل میں ہمیشہ امر کرنے والا بھی ہو اس لئے کہ کلام کی حقیقت امر کی حقیقت کی غیر ہے اور مختلف ہے۔

کلام نہیں تھا کیونکہ امر تھا۔ کلام اس لئے تھا کہ مسموع تھا ایسا مسموع جو متکلم کے معانی ومطالب کا فائدہ دیتا تھا۔ جوسکوت کی نفی کرتا ہے جو گونگے پن کی نفی کرتا ہے۔ اور امر ہوگا یہ سمجھانے کے لئے کہ اس کو ایسا کرنا لازم ہوگا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے کلام کرنے والا اور ہمیشہ متکلم تھا کہ مطلب تو یہ ہوگا کہ وہ ایسی غیر مفید اور غیر ضروری باتیں کرنے والا تھا جس کو کوئی سننے والا ہی نہیں تھا؟

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ کیا تسبیح کرنے والا ایسے ہی نہیں ہوتا؟ کہ اس کے کلام کو کوئی نہیں سنتا اس کے باوجود وہ بیہودہ بکواس اور بڑبڑانا نہیں کہلاتا۔ اگر کہا جائے کہ اس کو تو اللہ سنتا ہے۔ تو جواب دیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ تو ھذیان کو اور بکواس کو بھی سنتا ہے مگر اللہ کا سننا ھذیان کو ھذیان سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ ھذیان کا مطلب غیر مفید کلام ہے۔ جب کہ اللہ کا کلام بڑے عظیم معانی کا فائدہ دیتا ہے۔

اگر کوئی دلیل پکڑنے والا حروف سے دلیل پکڑے کہ حروف حادث ہیں اور مخلوق ہیں۔ اور ایک دوسرے سے آگے پیچھے مؤخر ہیں۔ اس میں حادث اور مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔ تو یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حروف نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا معنیٰ اور مفہوم ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے جو سنا جاتا ہے اور جس کے معانی سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ حروف اس معنی اور مفہوم پر دلیل ہوتے ہیں۔ جیسے تحریر اور حکمت کلام کے علامات ہوتے ہیں اور اس پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسے وہ معانی بطور متکلم سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ نہ اس کے مخارج ہوتے ہیں نہ ہی حروف۔ اسی طرح اس کا کلام سمجھا جاتا ہے جب کہ وہ کلام حروف ہوتے ہیں نہ ہی آواز ہوتے ہیں۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث. (الانبیآء ۲)

کہ نہیں آتا کافروں کے پاس کوئی نیا ذکران کے رب کی طرف سے۔

اس آیت میں اللہ کی طرف سے جو کلام آتا ہے اس کو حادث اور نیا قرار دیا ہے۔ اس سے بھی حادث اور مخلوق ہونے کی دلیل نکلتی ہے۔ (مترجم)

ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر اذکار میں سے کوئی ذکر غیر محدث ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس کی مثال ایسے ہوگی جیسے کوئی شخص کہے کہ میرے پاس آدمی آیا ہے جس کا سر ہے تو اس کلام کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ سر سے خالی تو کوئی بھی نہیں ہے۔

(اور یا یہ توجیہ کی جائے گی کہ) ذکر سے مراد کلام رسول ہے۔ یا نفس رسول ہے اس لئے کہ اتیان یعنی آنے کا لفظ استعمال ہوا ہے جب کہ حقیقتاً آنا تو رسول کا ہی ہوتا ہے۔

اگر کلام اللہ کے مخلوق ہونے اور حادث ہونے پر کوئی شخص اس کے نسخ اور تبدیل اور حفاظت سے دلیل پکڑے اور کہے کہ (منسوخ تبدیل اور قابل حفاظت چیز مخلوق ہوتی ہے اور حادث ہوتی ہے)

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ تمام باتیں احکام وقرأت کی طرف راجح ہے میں جو کلام پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ کلام کے عین کی طرف۔ اسی طرح ہے تبعیض یعنی کم کرنا یہ قرأت میں ہوتی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے اور باقی رہی قرأت غیر معرف جیسے کہ ذکر اللہ۔ اللہ کا غیر اور ماسوا ہے۔

اور اس آیت سے مخلوق ہونے اور حادث ہونے پر دلیل پکڑنا۔

انا جعلناہ قرانا عربیًا. (زخرف ۳)

کہ ہم نے اس کو بنا دیا ہے قرآن عربی۔

اس سے دلیل پکڑنا کہ چونکہ اللہ نے بنایا ہے تو مطلب یہی ہوا کہ وہ مخلوق ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ بنانے سے مراد تخلیق کرنا۔ از سرے تو بنانا نہیں بلکہ اس سے مراد ہے سمیناہ کہ ہم نے اس کا یہی نام رکھا ہے جیسے اس آیت میں جعل سے مراد بنانا نہیں بلکہ نام رکھنا مراد ہے۔

وجعلوا الملائکه الذین هم عباد الرحمن اناثا

کہ مشرکوں نے ملائکہ جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں مشرکوں نے ان کا مؤنث کر دیا ہے اور بنا دیا ہے۔

اس سے مراد بنانا یا تخلیق کرنا نہیں جب کہ مراد ہے کہ انہوں نے ملائکہ کو مؤنث ہونے کے ساتھ منسوب وموصوف کر دیا ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

انه لقول رسول کریم. (الحاقۃ ۴۰)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا۔

ولا بقول کاهن (الحاقۃ ۴۲)

نہیں ہے قول کسی کاہن کا۔

انه لقول رسول کریم ذی قوة عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین. (التکویر ۱۹۔۲۱)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا طاقت ور ہے عرش والے کے پاس قرار پکڑنے والا۔ وہاں اطاعت کیا ہوا۔

ان تینوں آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید عزت والے قاصد کا قول ہے یعنی جبرائیل نے اس کو بول کر اور پڑھ کر رسول اللہ کو سنایا ہے اور کسی کاہن کا قول نہیں ہے یعنی ایسے کسی ناپاک کے منہ اور زبان کے الفاظ نہیں ہیں۔

بلکہ مقدس فرشتے نے اللہ سے حاصل کر کے سب سے پہلے اس کا نطق کیا ہے۔ (مترجم)

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ وہ عزت والے قاصد کا بولا ہوا اور نطق کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ نے قرآن کو عزت والے رسول سے اور قاصد سے حاصل کیا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ایسا قول جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت والے قاصد اور نمائندے سے سنا ہے جب وہ عزت والا رسول اور نمائندہ قرآن کو لے کر حضور پر اترا ہے اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجره حتیٰ یسمع کلام الله.

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک بھی آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیجئے جہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ثابت فرما دیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ کا کلام جبرائیل کا کلام بھی ہو ایک ساتھ یعنی خالق کلام ہو ایسا بعینہ مخلوق کا کلام ہو ایسا ہونا ممکن نہیں لہذا ثابت ہوا کہ وہی معنی ہوگا جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ آیات سے مقصود مشرکین کی تکذیب ہے ان کے اس گمان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو از خود وضع کر لیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ قرآن وہی ہے حضرت جبرائیل امین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا ہے اور جبرائیل نے اس کو اللہ کی طرف سے اتارا ہے۔

دوسری وجہ:

بہر حال دوسری وجہ یعنی ایمان بالقرآن کا دوسرا شعبہ وہ ہے اس بات کا اعتراف واقرار کرنا کہ قرآن معجز نظم ہے۔ چنانچہ اس پر بات چیت گذر چکی ہے۔ باقی قرآن کا اعجاز ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک قرآن کی قرأت میں واقع ہے۔ قرآن کے حروف کی نظم اوراس کی دلالت عین کلام قدیم میں ہے جب جن اور انسان قرآن کی مثل لانے سے عاجز تھے۔ اور فرشتے بھی اس کی مثل لانے سے عاجز تھے اس لئے کہ اکثر اہل علم کے قول کے مطابق قرآن نظم ہے مگر لوگوں کے منظوم کلام کی جنس میں سے نہیں ہے۔ اوراس کی ذات یا اس کی توجیہ کی طرف راہ بھی نہیں پائی جاسکتی تانکہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے اور اس کی مثال بنائی جاسکے۔ اور وہ مثل ترکیب جواہر کے ہے تانکہ اجسام بن سکیں۔ اور ذوات کی الٹ پھیر ہوسکے۔ کیونکہ جس طرح جن وانس اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں اسی طرح اس کی مثل لانے سے فرشتے بھی عاجز ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج جو واقع ہوا ہے وہ حرف جنوں اور انسانوں کو ہے فرشتوں کو نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ فرشتوں کی طرف نہیں۔ اس قرآن میں وہ آیات موجود ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ قرآن کی نظم جبرائیل کی طرف سے بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ تکلیف اور خبیر کی طرف سے ہے۔ یعنی باریک میں اور خبر رکھنے والی ذات کی طرف سے ہے۔ یہی معنی ہے حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا۔

تیسری وجہ۔ یعنی ایمان بالقرآن کا تیسرا شعبہ۔ اس کا یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی خود ضمانت دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

❶ ..... انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون. (الحجر۹)

بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو اتارا ہے اور بیشک ہم ہی ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

❷ ..... وانه لکتاب عزیز لایأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید. (فصلت ۴۱-۴۲)

بے شک وہ قرآن مجید ایک کتاب عزیز ہے جس کے پاس باطل نہیں آسکتا نہ اسکے آگے اور نہ ہی اس کے پیچھے یہ حکمت والے اور حمد والے رب کا اتارا ہوا ہے۔

جس شخص نے اس بات کا امکان مانا ہے کہ کسی کو قرآن میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کرنے کی قدرت حاصل ہے یا اس سے کچھ کم کرنے یا اس کی تحریف کرنے کی قدرت ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی ہے اس کی خبر کے اندر اور اس خبر کے خلاف کا جواز وامکان مانا ہے جب کہ یہ بات کفر ہے۔

(اور اس کے غلط ہونے کی ایک عقلی وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ) اگر یہ بات ممکن ہوتی تو کوئی مسلمان شخص بھی اپنے دین کے معاملے میں وثوق اور یقین پر نہ ہوگا۔ جس جس چیز میں بھی وہ قرآن سے تمسک اور استدلال کرے گا۔ اس لئے کہ اس کے پاس اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہوگی کہ جو کچھ ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے۔ بلکہ امکان پیدا ہو جائے گا کہ کوئی مسئلہ اس میں نہ ہو جس میں کتمان ہوا ہے یا جو ضائع ہوا ہے یا کوئی احکام جو ثابت تھے اس میں کوئی نسخ یا تبدیلی ہوگئی ہو۔ وغیرہ وغیرہ تو گویا اس طرح پورا دین وایمان مشکوک ہو جائے گا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں تفصیلی کلام کیا ہے۔ لہذا یہ صحیح ہے کہ ایمان کی تکمیل اسی میں ہے اور ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ پورا قرآن مجید یہی ہے جو خلفاً عن سلف متوارث چلا آرہا ہے نہ اس میں کوئی زیادتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی چیز کم ہے۔

قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ

جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک

۱۷۱:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہمیں ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن موسیٰ اشیب نے ابراہیم بن سعد زہری سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن علی بن مقاتل ہاشمی فروی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو خلیفۃ الفضل بن حباب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبید بن سباق سے انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ:

میرے پاس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی شہادت کے موقع پر بلاوا بھیجا۔ میں حاضر ہوا تو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت عمر تشریف لائے ہیں کہ یمامہ کی جنگ قتل قراءکے ساتھ بڑی شدید ہوئی ہے (کیونکہ اس جنگ میں قرآن مجید کے ستر قاری شہید ہوگئے تھے) جس سے مجھے یہ خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ اگر اسی طرح دیگر جنگوں میں بھی قراء قتل ہوتے رہے تو قران مجید کا بہت سارا حصہ ضائع ہوسکتا ہے (اس لئے کہ اس وقت تک قرآن مجید پورا ضبط تحریر میں ایک کتاب کی صورت میں نہیں تھا بلکہ قراء کے سینوں میں جمع تھا پھر الگ سورتوں کی صوت میں محفوظ تھا) عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔ مگر میں نے عمر سے جواباً یہ کہا ہے کہ میں اس کام کو کیسے کروں؟ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے جواب دیا ہے کہ۔ یہ کام اللہ کی قسم خیر ہے (بہتر ہے) نے ہمیشہ اور بار بار میرے ساتھ اس بات پر حضرت عمر بات چیت اور بحث و تمحیص کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا ہے لہذا اب اس بارے میں میری رائے بھی وہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں ابوبکر صدیق نے فرمایا (اے زید) بے شک آپ جوان آدمی ہو عقلمند ہو، ہم لوگ آپ کو تہمت بھی نہیں لگاتے (یعنی آپ ہمارے نزدیک بدنام نہیں ہیں بلکہ بااعتماد ہیں) اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے لئے وحی کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ لہذا آپ قرآن میں ڈھونڈ بھال کریں اور اسے جمع کریں۔ حضرت زید فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانے کی تکلیف اور ذمہ داری دیتے تو مجھ پر کوئی زیادہ بھاری نہ ہوتی اس ذمہ داری سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا یعنی قرآن مجید جمع کرنے کی ذمہ داری ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے کہا آپ لوگ وہ کام کیونکر کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام خیر ہے (یعنی بہتر ہے) چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار میرے سے مسلسل بات چیت اور بحث و تمحیص کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا اس کام کے لئے جس کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے جستجو ڈھونڈ ھو بھال اور تلاش قرآن شروع کر دی۔ میں اسے کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کھجور کے پتوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سورۃ توبہ کا آخر میں نے حضرت ابو خزیمہ کے کے پاس پالیا۔ اور ابوالولید کی ایک روایت میں ہے کہ۔ حضرت خزیمہ کے ساتھ یا ابو خزیمہ انصاری کے پاس۔ کہ نہیں پایا تھا میں نے اس کو کسی ایک کے پاس ان کے سوا یعنی یہ آیت:

لقد جآء کم رسول من انفسکم. یعنی خاتمہ سورۃ براۃ۔

حضرت زید فرماتے ہیں کہ صحیفے (قرآن مجید مرتب ومدون شدہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر ان کے بعد ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حدیث اشیب پوری ہوئی۔

ابوالولید نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابراہیم بن سعد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ ارمینیہ اور آذربیجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام کے خلاف جنگ کرتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قرأۃ میں ان کے اختلاف نے خوف زدہ کر دیا تھا لہذا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ اس امت کو بچا لیجئے اس سے پہلے کہ وہ کتاب اللہ میں اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس نمائندہ بھیجا (اور گذارش کی کہ) آپ مصحف (صدیق و فاروق والا قرآنی نسخہ) میرے پاس بھیجیں یا یہ کہا کہ صحیفے بھیجے۔ ہم انہیں مصاحف (قرآنوں) میں لکھ لیں گے پھر وہ (اصل نسخہ) آپ کے پاس واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ نے وہ مصحف حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو بلایا اور انہیں حکم دیا اور عبداللہ بن زبیر کو اور سعید بن عاص کو (یہاں تک کا اضافہ تو ابولولید کی روایت کا تھا) اور ابوالولید کے ماسوا نے اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے کہا ہے۔ کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) ان لوگوں کو حکم دیا کہ (مختلف) صحیفوں کو مصاحف (قرآنی نسخوں) میں نقل کریں اور ان سے کہا کہ۔ جس چیز میں تم لوگ اور زید بن ثابت اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لغت کے ساتھ لکھ لو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن انہیں کی زبان کے ساتھ نازل ہوا ہے لہذا تمام صحیفے۔ مصاحف میں لکھ لئے گئے پھر حضرت عثمان نے (مملکت اسلامی) کے ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ اور باقی ماندہ مصحف یا صحیفوں اور قرآنی اوراق کے لئے یہ حکم دیا کہ یا تو ان کو مٹا دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ (اور راکھ پہاڑوں میں دفن کرادی گئی۔)

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے خارجہ بن زید نے کہ اس نے زید بن ثابت سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت کم پائی جب صحیفے لکھے جا رہے تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے آپ اس آیت کو پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے اسے تلاش کیا تو میں نے اسے خزیمہ بن ثابت انصاری کے ساتھ پالیا۔ وہ یہ آیت تھی۔

من المؤمن رجال صدقوا ماعاهدو الله عليه. (الاحزاب ۲۳)

لہذا میں نے اس کو قرآن میں اسی سورۃ کے ساتھ لاحق کر دیا۔

قرآن مجید کی جمع و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ اس دن لفظ تابوت کے بارے میں اختلاف ہوا حضرت زید بن ثابت نے فرمایا لفظ ہے ''التابوہ'' اور ابن زبیر اور سعید بن عاص نے ''التابوت'' کہا ان کا اختلاف حضرت عثمان کی خدمت میں لے جایا گیا آپ نے فرمایا اس کو التابوت لکھو اس کو بخاری نے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے انہوں۔ نے ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے۔

سوائے قول ابن شہاب کے۔

(۱۷۱)..... أخرجه البخاري (۸/۳۴۴ فتح)، الترمذي (۳۱۰۳) من طريق الزهري. به.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تالیف وترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی اور ہم نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كنا عند رسول الله (صلى الله عليه وسلم) نؤلف القران من الدقاع.

ہم رسول اللہ کے پاس قرآن مجید کو (کاغذ یا چمڑے) کے ٹکڑوں سے جمع کرتے اور ترتیب دیتے تھے۔

سوائے اس کے نہیں کہ زید بن ثابت کی مراد ہے۔جمع وترتیب متفرق آیات کی جو نازل ہو چکی تھیں ان کی سورتوں میں اور ان کو جمع کرنا سورتوں میں نبی علیہ السلام کے اشارے سے تھا۔اس کے بعد پھر سینوں میں محفوظ تھا (کاغذ اور چمڑے کے) ٹکڑوں میں اور سفید پتھروں اور کھجور کے پتوں میں لکھا ہوا تھا۔تو ان تمام چیزوں سے صحیفوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے سواء مہاجرین وانصار کے اشارے سے صحیفوں میں جمع کیا گیا۔پھر جو کچھ صحیفوں میں لکھا گیا تھا اس کو مصاحف میں جمع کیا گیا تھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اشارے سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے مطابق۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سوید بن غفلہ سے کہ انہوں نے کہا علی بن ابی طالب نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اگر میں ہوتا تو میں بھی مصاحف میں وہی کچھ کرتا جو کچھ حضرت عثمان نے کیا۔

تحقیق ہم ذکر کر چکے ہیں کتاب۔المدخل میں اور کتاب۔دلائل النبوۃ کے آخر میں (وہ مواد) جو اس اجماع کو تقویت دیتا ہے۔اور اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس بات پر اللہ کے بندوں نے اللہ کی کتاب کی حفاظت کی اور اس نے پوری امت کو واضح راستے پر چھوڑا۔اور ہمیں سنت کی متابعت کی توفیق عطا فرمائی اور بدعت سے اجتناب کی توفیق دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن چھوڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد

۱۷۲:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے کہ خبر دی ہے فضل بن محمد بن میسب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینیہ نے عبدالعزیز بن رفیع سے کہ انہوں نے کہا کہ میں شداد بن معقل کے ساتھ حضرت ابن عباس کے پاس گیا۔اور ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا کوئی اور شے بھی چھوڑی ہے؟

انہوں نے فرمایا:

ماترک سوی ما بين هذين اللوحين.

کہ نہیں بس جو کچھ ان دو تختیوں کے درمیان ہے اس کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔

پھر ہم محمد بن حنیفہ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اسی کی مثل جواب دیا۔

اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں قتیبہ سے انہوں نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟

۱۷۳:......ہمیں خبر دی ہے سید ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حامد احمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذھلی نے اور ابو حاتم رازی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید بن سنان رھاوی نے کہ ہمیں حدیث بیان

(۱۷۲)......أخرجه البخاری (۹/۶۴ فتح) عن قتیبة بن سعید عن سفیان. به.

کی ہے یزید بن سنان نے یعنی اس کے باپ نے عطاء سے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سعید بن میسّب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا صہیب سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا:

ما امن با لقران من استحل محارمه.

جو شخص قرآن کے حرام کردہ امور وحلال سمجھے اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

۱۷۴:......اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابواحمد بن ابوالحسن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سعید رباطی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن صادق نے جو مولیٰ ہے بنی ہاشم کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مفضل بن مہلھل نے مجاہد سے انہوں نے سعید بن میسّب سے انہوں نے کہا میں نے صہیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

ماأ من با لقران من استحل حرامه.

جو شخص قرآن کے حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''محارمہ''۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام کتابوں کے ساتھ قرآن سمیت ایمان لانا ایسا ہے جیسے تمام رسولوں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت ایمان لانا ہے اور کلام اللہ کے بارے میں ہمارے اوپر جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں اور جانیں کہ اللہ کا کلام اس کی صفت ہے۔ اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جو اسی کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کا کلام پڑھا ہوا ہے فی الحقیقت ہماری قرأت کے ساتھ محفوظ ہے ہمارے قلوب میں۔ لکھا ہوا ہے ہمارے مصاحف میں۔ ان میں حلول ودخول کیا ہوا نہیں ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فی الحقیقت مذکور ہے ہماری زبانوں کے ساتھ معلوم ہمارے قلوب میں۔ معبود ہے ہمارے سجدوں میں اور مساجد میں ان میں حلول ودخول کیا ہوا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے مختلف ہونے کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی کوئی تعداد ہے نہ ہی کوئی حصر ہے۔ اور نہ ہی قلیل یا کثیر ہے بلکہ وہ کلام جب عربی میں پڑھا جاتا ہے تو قرآن نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب سریانی میں پڑھا جائے تو انجیل نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب وہ عبرانی میں پڑھا جائے تو توراۃ نام رکھا جاتا ہے۔ اور ہماری اس شریعت میں قرأت کا نام اسی کا رکھا جاتا جس کا نام قرآن رکھا جاتا ہے۔ توراۃ انجیل کا نام قرأت نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کی تکذیب فرمائی ہے۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے۔

---

(۱۷۳)...... أخرجه الطبراني في الكبير (۳٦/۸ رقم ۷۲۹۵) من طريق محمد بن يزيد بن سنان الرهاوي. به.

وقال الهيثمي في الزوائد (۱/۱۷۷) فيه محمد بن يزيد الرهاوي ضعفه البخاري وغيره وذكره ابن حبان من الثقات وأبوه يزيد ضعفه أبوداود وغيره وقال البخاري مقارب الحديث.

(۱۷۴)...... أخرجه الترمذي (۲۹۱۸) من طريق وكيع عن أبي فروة يزيد بن سنان عن أبي المبارك عن صهيب مرفوعاً.

وقال أبوعيسى: هذا حديث ليس إسناده بالقوي وقد خولف وكيع في روايته وقال محمد: أبوفروة يزيد بن سنان الرهاوي ليس بحديثه بأس إلا رواية ابنه محمد عنه فإنه يروى عنه مناكير.

قال أبوعيسى وقد روى محمد بن يزيد بن سنان عن ابيه هذا فزاد في هذا الإسناد عن مجاهد عن سعيد بن المسيب عن صهيب، ولا يتابع محمد بن يزيد على روايته وهو ضعيف وأبو المبارك رجل مجهول.

اور کتاب اللہ میں ان کی خیانت کی خبر دی ہے۔ اور کلام اللہ کو اپنے موقف اور اپنے مقام سے بدلنے اور تحریف کرنے کی خبر دی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ (تحریف کرنے کے باوجود کہ) یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ جھوٹ کہہ رہے ہیں) اس لئے کسی مسلمان کے پاس کوئی ضمانت نہیں ہے۔ کہ جب ان کی کتابوں سے کوئی شئی پڑھے وہی یہود و نصاریٰ کی وضع کردہ گھڑی ہوئی ہو۔

قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نصیحت

۱۷۵:......تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے۔ احمد بن عبید صفار نے عبداللہ بن بن صقر بن نصر سکری سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومروان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے زھری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا۔

تم لوگ کسی چیز کے بارے میں اہل کتاب سے کیوں پوچھتے ہو؟ حالانکہ تمہاری وہ کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے تمام چیزوں سے (اللہ کی طرف سے آنے والی) جدید ترین خبر ہے تم اسے خود پڑھتے ہو وہ کتاب بوڑھی نہیں ہوئی (پرانی نہیں ہوئی) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا تھا اور اس میں تبدیلی کر ڈالی تھی۔ اور وہ اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تے پھر کہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے حقیر سا معاوضہ خرید سکیں اور حاصل کر سکیں۔ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کر دیا ایسے علم سے جو تمہارے پاس ان سے پوچھنے سے آئے۔ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کبھی بھی جو تمہاری طرف نازل ہونے والی کتاب قرآن میں سے کچھ مسئلہ پوچھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۱۷۶:......ہمیں خبر دی ہے علی نے احمد بن عبید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن بشر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے کہ ہمیں بیان کیا ہے لیث نے۔ یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

اے مسلمانوں کی جماعت تم کسی شئی کے بارے میں اہل کتاب سے کیسے سوال کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جسے اللہ نے تمہارے نبی پر نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جدید ترین خبر ہے جسے تم خود پڑھتے ہو۔ پھر آگے مذکورہ روایت کی مثل نقل کیا ہے۔

اس کو بخاری نے یحییٰ بن بکیر سے اور موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے مجالد شعبی سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا۔

کہ بے شک ہم یہودیوں سے باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس بارے میں کہ ان میں سے کچھ کو ہم لکھ لیا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔

کیا تم لوگ (اپنے دین کے بارے میں) ایسے حیران و پریشان ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران و پریشان تھے؟ حالانکہ میں تمہارے پاس اسے

---

(۱۷۵)...... أخرجه البخاري (۱۳/۳۳۳ و ۳۳۴ فتح) من طريق إبراهيم بن سعد. به، (۱۳/۴۹۶ فتح) من طريق شعيب عن الزهري. به.

(۱۷۶)...... أخرجه البخاري (۵/۲۹۱) عن يحيى بن بكير. به.

چمکتا ہوا صاف ستھرا لے کر آیا ہوں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

۱۷۷:......ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے خبر دی ہے ابوالحسن کارزی نے کہ خبر دی ہے علی بن عبدالعزیز نے ابی عبید سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ھشیم نے کہ خبر دی ہے مجالد نے پھر اسی مذکورہ کی مثل ذکر کیا ہے۔

۱۷۸:......ابوعبید نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ نے ابن عون سے انہوں نے حسن سے وہ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں اسی سابق کی مثل اور کہا کہ ابن عون نے کہا کہ میں نے حسن سے کہا کہ متھوکون؟ کا کیا مطلب ہے انہوں نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے متحرون۔ حیران وپریشان۔

۱۷۹:......ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے خبر دی ہے ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے الھیثم بن سہل تستری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمد بن زید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مجالد نے بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلی حامد بن محمد رفاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذان جوہری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ زکریا بن عدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے مجاد سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے حضرت جابر سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب سے کسی شئی (یعنی کسی مسئلے) کے بارے میں مت پوچھو وہ تمہیں ہدایت نہیں دیں گے بلکہ وہ تو خود گمراہ ہیں۔

قاضی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے۔

اللہ کی قسم اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی حلال نہ تھا مگر میری اتباع کرنا۔

اور روایت کیا گیا ہے جبیر بن نفیر سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مٹادینے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہوا ہے یہودیوں کی قول سے اپنی تھوک ہے۔ اور اس سے نہی کے بارے میں۔

(۱۷۹)...... أخرجه أحمد (۳۳۸/۳)، والمصنف فی السنن الکبریٰ (۱۱/۲) من طریق حمادبن زید. به.

باب نمبر ۵

ایمان کا پانچواں شعبہ

تقدیر اچھی ہو یا بری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے

بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان تصبهم حسنة يقولوا هذه من عندالله وان تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك قل كل من عندالله (النساء ۷۸)

اگر ان میں کوئی اچھائی پہنچے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے ان کو کوئی برائی تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے۔ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ اگلی آیت:

مااصابك من حسنة فمن الله. وما اصابك من سيئة فمن نفسك. (النساء ۷۹)

جو کچھ تجھے اچھائی پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو کچھ تجھے برائی پہنچے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔

پہلی آیت اور دوسری آیت میں بظاہر تضاد ہے۔ مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ آپ کو ایسی چیز پہنچتی ہے جو آپ کو خوش کرتی ہے مثلاً جسمانی صحت۔ دشمن کے مقابلے میں کامیابی رزق میں فراخی وغیرہ تو تیری طرف اس احسان کی ابتدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور جو چیز تجھے ایسی پہنچے جو تجھے بری لگتی ہے اور تجھے غمگین کرتی ہے تو وہ تیرے اپنے کسب وعمل کے بسبب ہے لیکن اس کے باوجود اس کو تیری طرف چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور تیرے اور اس کا فیصلہ کرنے والا وہی ہے جیسے اس نے ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفوعن كثير. (الشوریٰ ۳۰)

جو کوئی بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تو وہ بسبب ان اعمال کے ہے جو تمہارے اپنے ہاتھوں نے کئے ہیں اور وہ بہت سارے گناہ معاف کرتا ہے کبھی ان چیزوں میں سے جو آپ کو تکلیف دیتی تھیں، وہ زخم تھے جو آپ کو دیئے جاتے یا (دوست احباب کا) قتل ہونا مال چھن جانا یا شکست ہو جانا وغیرہ۔

دوسری آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ مصیبت وغیرہ میں اس کے برعکس یہ کہے۔

قل كل من عندالله (النساء ۷۸)

فرما دیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

یہ دلالت کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے علاوہ اس کے ایک دسری آیت میں خبر دی ہے کہ جو تکلیف پہنچتی ہے وہ بطور جزا اور بدلے کے ہوتی ہے بوجہ اس غلطی کے جو اپنے کسب وعمل سے اپنے نفس کے خلاف کی ہوتی ہے، یہ اس کے خلاف نہیں ہے جس کا پہلی آیت میں حکم دیا گیا تھا۔

منکرین تقدیر سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اعلان برأت

۱۸۰:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحٰق نے کہ خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو

عبدالرحمٰن مقری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کھمس بن حسن نے عبداللہ بن بریدہ سے یحییٰ بن یعمر سے۔ انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جس نے تقدیر کے بارے میں بات کی تھی یا بحث کی تھی وہ معبد جھنی تھا بصرہ میں۔ یحییٰ کہتے ہیں ہم لوگ حج کرنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری جب ہم مدینے میں آئے تو ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور وہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تھے میں نے ان سے عرض کی اے ابوعبدالرحمٰن ہماری طرف کچھ لوگ ہیں جو قرآن بھی پڑھتے ہیں اور علم کی تلاش اور جستجو بھی رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی شئی نہیں ہے۔ معاملہ از سرے نو ہے۔ (یعنی نیا معاملہ ہے، یعنی پہلے سے کوئی تقدیر و اندازہ مقرر نہیں ہے) حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں سے ملو تو انہیں خبر دی دو کہ بے شک میں ان سے بری ہوں۔ اور وہ مجھ سے بری ہیں یعنی ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی ان کا ہم سے کوئی تعلق ہے۔ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ عبداللہ بن عمر قسم کھاتا ہے اگر ان کے کسی ایک کے لئے احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اللہ اس سے قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ وہ پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی اچھی کے ساتھ بھی اور بری کے ساتھ بھی۔

تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے

مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عنہ نے انہوں نے فرمایا:

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اچانک ہمارے سامنے ایک انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا آدمی ظاہر ہوا۔ جس پر سفر کے اثار بھی نہیں تھے لیکن ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا پہچانتا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیں پھر کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تقدیر کے ساتھ وہ اچھی ہو یا بری ہو اس آدمی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آگے حدیث حضرت عمر نے بیان فرمائی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریقے سے کھمس سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یزید بن زریع نے کھمس سے اور اسنے حدیث میں یہ کہا ہے کہ تو ایمان لے آ اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور اچھی یا بری تقدیر کے ساتھ میٹھی ہو یا کڑوی ہو اور مرنے کے بعد جی کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس آدمی نے کہا آپ نے سچ کہا۔

۱۸۱:......اور ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ ہمیں خبر دی ہے المثنی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن منہال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کھمس نے پھر اس کو ذکر کیا ہے۔

اور تحقیق ہم نے روایت کی ہے ابوہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں یہ الفاظ ہیں وتؤمن بالقدر كله ۔ کہ تو پوری پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لے آ۔

اور ہم نے ایمان بالقدر کے بارے میں علی بن ابی طالب سے اور عبداللہ بن عمر سے اور انس بن مالک سے اور عدی بن حاتم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

---

(۱۸۰)...... سبق برقم (۱۲۴)

۱۸۲:......اور تحقیق خبر دی ہے ہمیں ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے کہ خبر دی ہے محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ خبر دی ہے سفیان نے ابوسنان سے انہوں نے وھب بن خالد حمصی ابن دیلمی سے اس نے کہا۔

کہ میں حضرت ابی بن کعب کے پاس آیا میں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ شک واقع ہوگیا ہے مجھے اس بارے میں کوئی حدیث سنائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے دل سے دور کردے انہوں نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے تمام اہل آسمان اور اہل زمین وعذاب میں مبتلا کردے تو سب کو عذاب دے کر بھی وہ ظالم نہیں ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمام اہل آسمان وزمین پر رحم کردے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے ان کے حق میں بہتر ہوگی۔ اگر تو احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تو تقدیر کے ساتھ ایمان نہ لے آئے۔ اور تو یقین کرلے کہ جو مصیبت تجھے پہنچے وہ تجھ سے ٹلنے والی نہیں تھی۔ اور جو تجھ سے ٹل جائے وہ تجھے پہنچ نہیں سکتی تھی۔ اگر تو اس عقیدے کے خلاف مرگیا تو تو جہنم میں جائے گا، ابن دیلمی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملا اس نے اسی کی مثل حدیث بتائی۔ پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان کے پاس آیا اس نے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی، پھر میں زید بن ثابت کے پاس گیا اس نے بھی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل حدیث بیان کی۔

تحقیق ہم نے عبادہ بن صامت سے اور دیگر سے تقدیر کے ساتھ ایمان کی کیفیت کے بارے میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ اور اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ پہلی حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر شئی اندازہ شدہ ہے یعنی ہر شئی کی تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا اندازہ وتقدیر بنانے والا ہے اور یہ بات ہے کہ خیر اور شر اگرچہ دو مختلف چیزیں میں مگر ان کا تقدیر بنانیوالا ایک ہے خیر کی تقدیر بنانے والا شر کی تقدیر بنانے والے سے الگ نہیں ہے۔ جیسے ثنویہ کا عقیدہ ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ہے تو کتاب اللہ دلالت کرتی ہے۔ پھر سنت بھی کہ اللہ تھا ازل میں جانتا تھا۔

جو کچھ خیر وشر اس کے بندوں سے ہوگا۔ پھر اس نے قلم کو حکم دیا وہ اللہ کے علم کے ساتھ لوح محفوظ میں چل گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وکل شیئی احصینه فی امام مبین. (یٰس ۱۲)

اور ہر چیز کو ہم نے کتاب روشن یعنی (لوح محفوظ) میں لکھ دیا ہے۔

اور ارشاد ہے:

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها. (الحدید ۲۲)

کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی ہے۔)

اور ارشاد باری ہے:

وکان ذالک فی الکتب مسطوراً. (بنی اسرائیل ۵۸)

یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جاچکا ہے۔

---

(۱۸۲)...... أبوسنان هو سعيد بن سنان الشيباني وقد وثقه يحيى بن معين وغيره وتكلم فيه الإمام أحمد. وابن الديلمي وعبدالله بن فيروز.

أخرجه أبوداود (۴۶۹۹)، وابن ماجة (۷۷) من طريق أبي سنان. به.

آیات وآحادیث کا خلاصہ

یہ تمام آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہر چیز اور ہر شر ہر مصیبت اور ہر راحت کے علاوہ بھی ہر شئی اللہ کے علم میں ہے اور اس نے اپنے علم کے مطابق ہر چیز کی تقدیر مقرر کر رکھی ہے ہر کام ہر امر اس کی تقدیر کے تابع اور مطابق ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا اس الٰہی تقدیر کے ساتھ ایمان لانا لازم ہے اور ایمان کا شعبہ ہے اس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ (از مترجم)

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

کان اللہ ولم یکن شئی غیرہ و کتب فی الذکر کل شئی ثم خلق السموات والارض.

اللہ تعالیٰ ازل میں تھا جب کہ کوئی شئی نہیں تھی اس کے سوا اور اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو لوح محفوظ میں لکھا پھر اس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔

اور ہم نے اس مفہوم کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ اس نہج پر جس پر اس کا علم تھا ان کے بارے میں۔ اور اس اندازے پر جو کچھ کہ اس نے ان پر اندازہ قائم فرمایا تھا۔ ارشاد باری ہے:

انا کل شئی خلقنہ بقدر. (القمر ۴۹)

بے شک ہم نے ہر ہر چیز کو پیدا کیا ایک خاص اندازے کے ساتھ۔

یعنی جو ہم نے اندازہ مقرر کیا تھا اس کی تخلیق سے قبل اسی کے مطابق پیدا کیا لہٰذا تخلیق کا عمل جاری ہوا اس کے علم کے مطابق اور اس کی تحریر کے مطابق۔ (اور آیت مذکورہ کا شان نزول آگے ملاحظہ فرمائیں۔)

مذکورہ آیت کا شان نزول

۱۸۳:...... جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نحوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونعیم نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ کہ خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ خبر دی ہے ابوالمثنیٰ نے کہ انہوں نے کہا۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ محمد بن کثیر نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زیاد بن اسماعیل سہمی سے محمد بن عباد مخزومی سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکین قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تقدیر کے بارے میں آپ کی مخالفت کر رہے تھے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی:

ان المجرمین فی ضلل وسعر...... یوم یسحبون فی النار علی وجوھم ذوقوامس سقر.

انا کل شیئی خلقناہ بقدر. (۴۷تا۴۹)۔

بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر کے پیدا کی ہے۔

مذکورہ حدیث کو مسلم نے صحیح میں سفیان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

آدم علیہ السلام کی تقدیر ان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہو چکی تھی

۱۸۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف نے اصبہانی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو سے انہوں نے طاؤس سے

(۱۸۳)...... أخرجه مسلم (۲۰۴۶/۴) والترمذی (۲۱۵۷) وابن ماجة (۸۳) من طريق سفيان. به.

کہ انہوں نے سنا۔ حضرت ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے (غالباً عالم بالا پر میں) مناظر یا جھگڑا کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے آدم آپ ہمارے باپ ہیں آپ نے ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ اور ہمیں جنت سے نکال دیا ہے۔ (یعنی اللہ کی نافرمانی کر کے) آدم علیہ السلام نے ان سے کہا اے موسیٰ اللہ نے تجھے اپنی ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا اور تیرے لئے توراۃ لکھی کیا تو مجھے ایسے معاملہ پر ملامت کرتا ہے جس کی تقدیر واندازہ اللہ نے میرے اوپر مجھے پیدا کرنے سے بھی پہلے مقرر کر دیا تھا۔ لہٰذا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے دلیل وحجت میں غالب آ گئے۔ غالب آ گئے۔

اس کو بخاری ومسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

تبصرہ:

اس حدیث مذکورہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کا علم بندوں کے افعال پر اور ان کے صدور وظہور پر مقدم ہے جو اللہ کی تقدیر سے صادر ہوتے ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایک کو بھی ایسے کام پر ملامت کرے جو مقررہ تقدیر پر ہو جس کو کوئی روک نہیں سکتا، مگر صرف گناہ میں وقوع سے بچنے کی جہت سے بطور تنبیہ کے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کا قول، آدم علیہ السلام کے دنیا سے خروج کے بعد کسی ایسے وقت میں نہیں تھا جس میں تحذیر وانتباہ کا اور گناہ سے بچنے کا کوئی مفہوم ومطلب ہو لہٰذا آدم علیہ السلام نے جو اس کا معارضہ کیا اس میں آدم علیہ السلام کی حجت اور دلیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق ہو گئی۔

تقدیر کے سہارے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے ان کے اور اہل شقاوت کے لئے ان کے اعمال آسان ہو جاتے ہیں

۱۸۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اسحٰق نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد نے زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الاحوص نے منصور سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا۔

ہم لوگ ایک جنازے میں شریک تھے جب ہم بقیع غرقد کے قبرستان پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کے ساتھ زمین پر ہلکی ہلکی ٹھوکریں لگانے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ کوئی سانس لینے والا نفس نہیں ہے مگر اس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں متعین ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا ہم عمل چھوڑ کر اپنی قسمت کے لکھے یعنی مقدر پر آسرا نہ کر لیں ہم میں سے اہل سعادت سے ہو گا وہ سعادت کی طرف ہو جائے گا اور جو اہل شقاوت سے ہو گا وہ بدنصیبوں کی طرف ہو جائے گا حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عمل کرو ہر ایک کے لئے عمل آسان ہوں گے۔ جو اہل شقاوت سے اور بدنصیبوں میں سے ہو گا اس کے لئے اس کے اعمال آسان ہوں گے اور اہل سعادت سے ہو گا اس کے لئے اس کے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فاما من اعطیٰ واتقیٰ وصدق با لحسنیٰ. فسنیسرہ للیسریٰ. واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ. (اللیل ۵تا۱۰)

---

(۱۸۴)...... أخرجه البخاري (۱۱/۵۰۵ فتح) ومسلم (۲۰۴۲/۴) من طريق سفيان بن عينة. به. عمرو هو: ابن دينار.

(۱۸۵)...... أخرجه مسلم (۲۰۳۹/۴)

بہر حال جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیز گار رہا۔ اور تصدیق کی نیک بات کی۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چلنا آسان راستہ پر اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھٹلایا نیک بات۔ سو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چلنا تنگی کے راستے پر۔

اس کو امام مسلم نے ابو بکر بن شیبہ سے روایت کیا اور اس کو جریر بن عبد الحمید کی حدیث سے منصور سے اور اعمش کی حدیث سے سعد سے نقل کیا ہے۔

۱۸۶:......ہمیں خبر دی ہے۔ ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر۔ نے کہ خبر دی ہے عزرہ بن ثابت نے یحییٰ بن عقیل سے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے ابو الاسود دئلی سے وہ کہتے ہیں مجھے عمران بن حصین نے کہا۔

آپ بتائیے کہ لوگ جو کام کرتے ہیں اور اس میں تکلیف اٹھاتے ہیں، کیا یہ ایسی چیز ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر پہلے سے تقدیر کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے؟ یا اس کے ساتھ مستقبل کا انتظار کرتے ہیں اس قبیل سے کہ ان کے پاس ان کا نبی آتا ہے اور ان پر اس کے بارے میں حجت ثابت ہوتی ہے؟ ابو الاسود دئلی نے کہا نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جس کا ان پر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے پھر اس نے پوچھا کیا یہ ظلم ہے؟ ابو الاسود نے کہا کہ میں اس سوال سے سخت گھبرا گیا اور میں نے کہا کوئی بھی شے نہیں ہے مگر ہر شے اللہ کی مخلوق ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا جائے گا وہ جو کچھ بھی کرے اور لوگ جو کچھ کریں گے ان سے سوال ہوگا۔ اس نے مجھے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اللہ کی قسم میں تم سے اس لئے سوال کر رہا تھا تاکہ میں تیری عقل کا اندازہ کروں۔ بے شک دو آدمی یا کہا کہ ایک آدمی قبیلہ مزینہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا آپ یہ بتائیں کہ لوگ جو عمل کرتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں آج کیا یہ ان کے خلاف تقدیر کا فیصلہ کیا جا چکا ہوتا ہے اور پہلے سے ان کے خلاف تقدیر گذر چکی ہوتی ہے یا مستقبل میں جب ان کا نبی ان کے پاس جو خبر لاتا اس سے ان پر حجت قائم ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور ان پر گذر چکا ہوتا ہے۔ اس آدمی نے سوال کیا کہ پھر ہم کس چیز میں اس وقت عمل کریں؟ (یعنی کیوں کریں) فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو مقاموں میں سے کسی ایک کے لئے پیدا کیا ہے اس کو اس کے لئے آسان کر دیتا ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔

ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقواها. (الشمس ۷-۸)

قسم ہے انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعضاء کو درست کیا۔ پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیز گاری کرنے کی سمجھ دی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اسحق بن ابراہیم سے انہوں نے عثمان بن عمر سے روایت کیا۔

اس حدیث میں اور اس سے پہلے والی حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بندہ جس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہی عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ آسان کر دینے کا عمل اس بادشاہ کے حق کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہ کچھ کرے اس سے پوچھ گوچھ نہیں ہو سکتی اور اگر جو کچھ کریں ان سے سوال ہوگا۔ لہذا لوگ اس نوعیت کی عبادت کریں کہ ان کے باطن میں اس ذات کا خوف ہو جو ان سے غائب ہے اور وہ اپنے ظاہری اعمال پر آسرا بھی نہ کریں اور نہ ہی اپنی ظاہری امید میں بھروسہ کریں جو انہوں نے وابستہ کی ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے حسن احوال سے امید کریں اور اللہ کی رحمت سے اور اس کے عذاب سے خوف کریں بعض امید و بیم کی کیفیت رکھیں اسی کے ساتھ ایمان کی صفت کی تکمیل کریں۔

اور اسی معنی میں ہے حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

---

(۱۸۶)...... أخرجه مسلم (۲۰۴۱/۴) عن إسحاق بن إبراهيم الحنظلي عن عثمان بن عمر. به. وأبو الأسود الدئلي هو : ظالم بن عمرو.

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل

۱۸۷:......ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن منصور نے کہ خبر دی ہے ابو معاویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے زید بن وہب سے انہوں نے عبداللہ سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ صادق اور مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک (اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ) چالیس دن تک اپنی ماں کی پیٹ میں محفوظ رہتا ہے (یعنی لفافہ) اس کے بعد چالیس دن تک خون کی پھٹکی رہتا ہے۔ اس کے بعد چالیس دن تک بوٹی رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو کہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ اس کے بعد چار چیزوں کا اس پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا رزق۔ اس کا عمل۔ اور اس کی موت۔ اور یہ کہ وہ بدنصیب ہے یا خوش نصیب یہ سب لکھ دیا جاتا ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم میں سے ایک انسان (بعض دفعہ) اہل جہنم والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس پر تقدیر کا لکھا سبقت کر جاتا ہے لہٰذا اس کا خاتمہ اہل جنت کے عمل پر کر دیا جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اور بسا اوقات) ایک تمہارا اہل جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس کی تقدیر کا لکھا اس پر سبقت کر جاتا ہے لہٰذا اس کا خاتمہ اہل جہنم کے عمل کے ساتھ کر دیا جاتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں ابو بکر بن شیبہ وغیرہ سے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے دوسرے طریقے سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ اسفاطی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۸:......ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو بکر بن فورک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر بن احمد اصبہانی نے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن علی ابو حفص نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ اسفاطی نے انہوں نے کہا کہ:

میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے پاس آپ سے حدیث اعمش پہنچی ہے زید بن وہب سے عبداللہ بن مسعود سے تقدیر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں میں نے وہ کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمش پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ زید بن وہب کو رحم کرے اور اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ ہر اس بندے پر رحم کرے جس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

محمد بن یزید اعور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۹:......ہمیں خبر دی ہے ابو علی روذباری نے کہ خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب متوثی نے بصرہ میں بطور املاء کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد سجستانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید اعور نے اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا بیٹھے ہوئے حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ اور علی بن ابی طالب کے ساتھ میں نے کہا یا رسول اللہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث کیا صادق و مصدوق کی حدیث ہے؟ میں ارادہ کر رہا تھا تقدیر والی حدیث کا حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ابن مسعود کو وہ حدیث

---

(۱۸۷)...... أخرجه مسلم (۲۰۳۶/۴) عن أبی بکر بن أبی شیبة عن أبی معاویة و وکیع، وعن محمد بن عبدالله بن نمیر الهمدانی عن أبیه عن أبی معاویة و وکیع قالوا حدثنا الأعمش. به.

وأخرجه البخاری (۴۷۷/۱۱ فتح) من طریق شعبة عن الأعمش. به.

میں نے بیان کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کا تین بار اعادہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اعمش کی مغفرت فرمائے۔ جیسے اس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت کرے جس نے وہ حدیث اعمش سے پہلے بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی بھی مغفرت کرے جس نے اعمش کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ اس حالت کا اعتبار ہوتا ہے جس پر انسان کے عمل کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا کہ اس کا لکھا کس چیز کی طرف سبقت کرتا ہے۔ اور اس سب کچھ میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور اس کے بندوں کے اعمال اسی کے پیدا شدہ ہیں اور اسی کی مخلوق ہیں اور بندوں کے وہ کسب کردہ ہیں اور اس بات کی دلیل ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ آیت ہے:

واللہ خلقکم وما تعملون. (الصافات ۹۶)

اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔

ابن آدم جو کچھ عمل کرتا ہے وہ صنم نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس کی حرکات ہیں اور اس کے فعل اور کسب میں یعنی بندہ ان افعال کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا ہے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو کچھ ہم عمل کرتے ہیں اس کو بھی پیدا کیا ہے ہمارا کام یہ ہے کہ وہ ہماری حرکات ہیں اور ہمارے اکتسابات ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللہ خالق کل شیئی (الزمر ۶۲)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔

اعمال بھی شے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ اس کا بھی خالق ہے۔ (مترجم)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

خلق السموات والارض وما بینھما. (السجدۃ ۴ وغیرہ)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا فرمایا ہے۔

بندوں کی طرح ان کے اعمال بھی ارض وسماء کے مابین ہیں لہذا ثابت ہوا کہ ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفات ذات میں سے کسی شے کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذات اس کے غیر نہیں ہیں لہذا آیت ان کو شامل نہیں ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو شامل نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

ھل من خالق غیر اللہ (فاطر ۳)

کیا اللہ کے سوا اور کوئی خالق ہے۔

اور جیسے یہ ارشاد ہے:

من الہ غیر اللہ. (قصص ۷۱-۷۲)

کون ہے؟ معبود اللہ کے سوا۔

جیسے اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ایسے ہی اس کے سوا کوئی خالق بھی نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام. ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السمآء کذالک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایؤمنون. (انعام ۱۲۵)

تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے گمراہ۔ تو اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لائے عذاب بھیجتا ہے۔

یہ مذکورہ آیت جس طرح ہدایت اور ضلالت کے بارے میں حجت ہے ایسی ہی ہدایت اور ضلالت کی تخلیق کے بارے میں بھی حجت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یشرح سینہ کھولتا ہے۔ یجعل، بناتا ہے، پیدا کرتا ہے، یہ الفاظ فعل کو اور خلق کو بھی پیدا کرنے کو لازم کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اس مفہوم میں آیات قرآنیہ کثیر ہیں۔ اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ.

عمل کرو ہر انسان کے لئے وہ اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اور حذیفہ بن یمان کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ خالق کل صانع و صنعتہ'

اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

خیر و شر دونوں پیدا شدہ ہیں

۱۹۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن ابی المعروف نے کہ خبر دی ابو سہل اسفرائنی نے کہ خبر دی ہے۔ ابو جعفر حذاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن مدینی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مروان بن معاویہ فزاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مالک نے۔ ربعی بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صنعت کا خالق ہے۔ اور ہم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ خیر اور شر دونوں مخلوق ہیں یا دونوں صفتیں ہیں لوگوں کے لئے قائم کی جائیں گی قیامت کے دن ہم نے اس بات میں بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور وہ ''کتاب القدر'' میں مذکور ہیں۔ جو شخص ان پر مطلع ہونا چاہے وہاں رجوع کرے۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگرچہ انسان کا کسی چیز کو از سرے نو بنانا، اور وجود میں لانا درست ہے، جس چیز کو وجود میں لانا اس کے اختیار میں ہوتا ہم بعض وہ چیز جز۔ کو از سر نو بنا سکتا ہے ان میں سے بعض کو بنانا درست نہیں ہوگا وہ اس طرح کہ اس شئی کا از سرے نو بنانے والا بعض سے زیادہ بہتر ہو جیسے اللہ تعالیٰ اس چیز کے لئے جس کا از سرے نو بنانا درست ہے۔ جس چیز کا از سرے نو بنانا درست ہے اس کا بعض نہیں ہوگا بایں صورت کہ اس سے اس کا از سرے نو بنانا بعض سے بہتر ہو۔

(۱۹۰)...... أخرجه البخاری فی خلق أفعال البعاد (۹۲)

عن علی بن المدینی. به.

وعلی بن المدینی هو : علی بن عبدالله بن جعفر بن نجیح السعدی مولاهم أبوالحسن بن المدینی البصری.

بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے

اور (اللہ بندے کے افعال کا خالق ہے صانع کا عقلاً بھی خالق ہے اوراس کی صنعت کا بھی) اس لئے کہ انسان خود از سرِ نو پیدا شدہ ہے اور نو پیدا کے لئے صحیح نہیں ہے کہ وہ کسی شئی کو از سرِ نو پیدا کرے جیسے کہ حرکت صحیح نہیں ہے کہ وہ حرکت کرے۔

اوراس لئے (بھی اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اوراس کی صنعت عقلاً کا خالق ہے) کہ یہ نو پیدا اشیاء اور امور یا حوادث جو ایسے وجوہ پر واقع ہوتے ہیں جن کا قصد اور ارادہ نہیں کیا جاتا۔ یا جو مقصود نہیں ہوتے جیسے کفر کا قبیح ہونا کافر سے اس کے قصد کے بغیر واقع ہے کیونکہ کافر چاہتا ہے کہ اس کا کفر حسن واقع ہو نہ کہ قبیح مگر وہ قبیح ہی واقع ہوتا ہے۔ یہ امر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا قصد کرنے والا ہے۔ جس نے اس کے قبیح واقع کرنے کا قصد کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ محال ہے کہ وہ ایسے ہی بغیر فاعل کے اور بغیر کسی کرنے والے کے ہو اس کیفیت پر جس پر وہ ہے۔

اسی طرح ایمان واقع ہوتا ہے اتباع کیا ہوا اور رد دینے والا اگر ایمان لانے والا قصد کرے یہ کہ واقع ہو ہر خلاف اس صورت کے۔ اس سے یہ نہیں آتا۔ یہ امر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسے واقع ہوا ہے کہ کسی واقع کرنے والے کے قصد وارادے سے۔ جس نے اس کو واقع کیا ہے اس طرح۔ بخلاف اس کے کہ اگر کوشش کرتا اس کے خلاف کے لئے یہ کہ واقع ہو تو واقع نہ ہوتا (اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ) کہ ہم انسان کو ایسا پاتے ہیں کہ وہ افعال کے حقائق اور ان کی کمیات ان کے اجزا کی تعداد کا علم نہیں رکھتا اور یہ بات درست اور جائز نہیں ہے کہ وہ افعال کا خالق و موجد ہو۔ جب کہ وہ ان کے بارے میں احاطہ کرنے والا پورا پورا علم بھی نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر یہ جائز ہو تو اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سارے ایجاد کرنے والے ایسے ہی بے علم و بے خبر ہوں (حقائق افعال سے) اوراس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ کی حکمت ہی اپنی ایجاد میں ایسی ہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایجاد پر کسب داخل نہیں ہوتا اس لئے کہ کسب حقائق کے عالم کی اختراع ہے۔ کہ اس کے جمیع وجوہ کے ساتھ اس کو ہمارے لئے کسب بنادے۔ اور ہم اس کے کسب کرنے والے ہوں گے ایجاد کرنے والے نہیں ہوں گے۔ چنانچہ وہ دلیل جو اس طریقہ کو پکا کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

و اسروا قولکم او جهروا به انه علیم بذات الصدور . الایعلم من خلق و هو اللطیف الخبیر . (الملک ۱۳)

تم لوگ بات پوشیدہ کہو یا ظاہر وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔ بھلا جس نے پیدا کیا ہے کیا وہ بے خبر ہے؟
وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ اور ظاہر کو پیدا کیا ہے جو (درحقیقت) دل کا کسب اور فعل ہیں اور وہ دونوں کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو کیسے نہ جانے حالانکہ اس نے ہی دونوں کو پیدا کیا ہے، تو آیت دلالت کرتی ہے کہ مخلوق ہونا اس بات کو مقتضی ہے کہ اس کا خالق اپنی تخلیق کے تمام پہلوؤں کا علم رکھتا ہو۔

(اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اوراس کی صنعت کا خالق اس لئے بھی ہے کہ) اس امر پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ ہر شے مقدور ہے اور وہ اس پر قادر ہے۔ اس لئے کہ اس بات پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ قدرت اللہ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جیسے علم تو واجب ہے کہ وہ ہر مقدور شئی پر قادر ہو جیسے وہ ہر معلوم کو جانتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے تو واجب ہے کہ جو بات اللہ کی قدرت میں ہے وہ اس کی مراد ہو اور جو چیز مراد ہو وہ اس کا فعل بھی ہو۔ جیسے کہ جو چیز انسان کی قدرت میں ہے اس کی مراد بھی ہے لیکن وہ اس کا فعل نہیں ہے۔

خلق افعال اور توحید پر مختلف ممکنہ عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے کسب کا بھی خالق ہے تو یہ بات تسلیم کریں گے کہ یہ فعل دو فاعلوں سے صادر ہوا ہے یا اس کے دو فاعل ہیں۔

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے جیسے خالق صرف وہی ہے۔

اور انسان فی الحقیقت کسب کرنے والا ہے عین اور ذات فعل کو عدم سے پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

شیخ ابو الطیب کا قول:

شیخ ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان فرماتے تھے کہ ایسے قادر کا فعل جو قدیم ہو خلق اور مخلوق ہوتا ہے۔ اور ایسے قادر کا فعل جو قدیم نہ ہو بلکہ پیدا شدہ ہو محدث ہو وہ کسب ہوتا ہے لہذا قدیم ذات کسب سے وراء ہے۔ پیدا شدہ یعنی مخلوق پیدا کرنے سے عاجز ہے اور ذلیل ہے اور بے بس ہے۔

اعتراض دوم:

اور شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بندے کا کسب دو قدرت رکھنے والے اور دو قادروں کی قدرت میں ہے اور وہ دو قادروں کا مقدور ہے۔

تو جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ایسے ہی ہے مگر ایک قادر ہے اپنی تخلیق کے اعتبار سے جو اس کو اختراع کرتا ہے اور ایجاد کرتا ہے۔ اور اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالتا ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔

اور دوسرا اس کو کسب کرتا ہے اور پیدا نہیں کرتا وہ بندہ ہے۔ اور پیدا کرنا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ازلی والی قدرت پیدا کرنے والی قدرت تعلق قائم کرتی ہے، اور کسب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ قدرۃ حادثہ از سر نو تعلق پکڑتی ہے، تو قدرت ازلیہ مؤثر ہوتی ہے ایجاد و اختراع میں اور قدرت حادثہ مؤثر ہوتی ہے اکتساب میں۔

اعتراض سوم:

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کے تمام افعال کو پیدا کیا ہے تو وہ اسی کے اعمال ہوئے لہذا اللہ تعالیٰ اس پر بندے کو کیونکر ثواب دے گا اور کیونکر عذاب دے گا۔

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ اللہ عز و جل کی طرف سے ثواب تو محض اس پر اللہ کی مہربانی اور عنایت سے ہے۔ بہر حال رہا عذاب تو وہ اگر اس کو عذاب میں مبتلا کرے تو اس کا اس کو حق ہے اور اختیار بھی ہے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ بندہ اس کی ملکیت ہے اور اس کے قبضہ میں ہے۔

ورنہ نہ تو کفر عذاب کی علت اور سبب ہے اور نہ ہی ایمان ثواب کی علت ہے کفر و ایمان دو علامتیں ہیں، جو عذاب و ثواب کے لئے بطور نام و پہچان مقرر ہیں۔

کہا جائے گا کہ اگر آپ کافر ہیں تو آخرت میں آپ کو عذاب ہوگا اور اگر آپ مومن ہیں تو آپ کو عافیت اور ثواب دیا جائے گا۔ جب کہ یہ سب کچھ ثواب ہو یا عذاب۔ کفر ہو یا ایمان اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور اسی کی ایجاد ہے یہ کسی علت و سبب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ قادر مطلق خالق کل ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اعتراض چہارم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب دے گا جس کو اس نے خود پیدا کیا ہے؟ تو وہ اس پر ظلم کرنے والا ہوگا۔

جواب دیا جائے گا کہ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا؟ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ظلم کی حقیقت حد سے تجاوز کرنا اور حد سے بڑھ جانا ہے۔ اور اس نشان سے آگے بڑھ جانا ہے جو نشان ایسا حکم کرنے والی ذات لگا دے جس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا نہیں۔ لہذا ایسی ذات سے ظلم مرزد ہونے کا کوئی معنی و مطلب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اُس کے تمام کام فائدہ ہی فائدہ میں بغیر کسی تعدی اور تحکم کے، ایسی چیز میں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔ لہذا اس کی ذات عالی صفات کے لئے ظالم کا اطلاق کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اور وہ اعتراض جو آپ نے کیا ہے اگر درست ہو تو اس قول میں اور اس شخص کے قول میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ جو یہ کہتا ہے کہ جب اس نے بندے کو کفر کی قدرت دی ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کفر ہی کرے گا، تو اللہ کا اس بندے کو سزا دینا اور عذاب دینا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح تو اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ظالم ٹھہرے گا۔

اور اسی طرح ہے یہ صورت بھی کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لئے گناہ کرنے کی حالات پیدا کرے اور زندگی دے قدرت دے اور گناہوں کی شہوت پیدا کرے یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ کفر کرے گا (اور گناہ کرے گا) تو گویا کہ اس نے اس طرح کر کے اس انسان کو خود ہلاکت اور تباہی میں واقع کر دیا لہذا اس طرح تو وہ ظالم ٹھہرے گا۔

اسی طرح وہ معصوم بچوں کو اور دیوانوں کو اور چار پایوں کو تکلیف پہنچا کر بھی ظالم ٹھہرے گا اور اس تکلیف کے عوض اجر مقرر کرنے کا بھی کوئی مطلب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ کسی غلط اور قبیح فعل پر اجر بھی درست نہیں مگر اسی کی رضا کے ساتھ۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلم نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ مالک حقیقی ہے وہ اپنے ملک میں جو بھی تصرف کرے وہ حد سے تجاوز کرنے والا نہیں ہوگا۔ یہ ہے ہمارا جواب مگر معترض کے اعتراض اور سابقہ مذکورہ قول کے قائل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اعتراض پنجم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو کفر کو تخلیق کرے وہ کافر کافر تھا اور جس نے ظلم کو تخلیق کیا وہ ظالم ہوتا ہے تو اسے جواب دیا جائے گا کہ۔ اگر یہ مفروضہ کو درست مان لیا جائے تو پھر اس شخص کے قول کا بھی انکار نہیں کیا جا سکے گا جو یہ کہے کہ جس نے نیند کو پیدا کیا وہ خود نیند کرنے والا تھا اور جس نے خوف کو پیدا کیا وہ خود خوف زدہ تھا اور جس نے بیماری کو پیدا کیا وہ خود بیمار تھا اور جس نے موت کو پیدا کیا خود بھی میت تھا۔

جب کہ بدیہی بات ہے کہ یہ سب کچھ ان اشیاء میں لازم نہیں آتا تو جب ان امور میں مذکورہ بالا منطقی تسلسل لازم نہیں آتا تو کفر۔ اور ظلم میں بھی لازم نہیں آتا؟

اعتراض ششم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تم لوگ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کفر کو اور ظلم کو بھی چاہتا ہے؟

تو اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ۔ اگر چاہنے سے آپ کی مراد ہے غلبہ کی نفی۔ اور عجز کی نفی اور جبر و اکراہ کی نفی اس پر جو کچھ وہ چاہے۔ تو ہاں وہ چاہتا ہے کہ وہ جو کچھ ارادہ کرے وہ ہو جائے۔

ہاں اس اعتراض کا ایک دوسرا جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز موجود ہو جائے جس کے موجود ہونے کو وہ ازل سے جانتا ہے تاکہ اس کے علم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اور کفر بھی اس قبیل سے ہے جس کو وہ ازل سے جانتا تھا کہ وہ موجود ہوگا کیا آپ قرآن مجید میں دیکھتے نہیں؟ ارشاد ہوتا ہے۔

یرید اللہ الا یجعل لهم حظاً فی الاخرة. (آل عمران ۱۷۶)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے۔

اوراس اعتراض کا ایک اور جواب بھی ہے۔وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کفر کافر سے ہو بر خلاف ایمان کے مؤمن سے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کو گمراہ کرنے اور ان کے دلوں پر سد اور روکاوٹ پیدا کرنے کی دعا کی تھی حتیٰ کہ وہ ایمان نہ لائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال قد اجیبت دعوتکما فاستقیما. (یونس ۸۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی سو تم دونوں پکے رہنا۔

(تو یہ اجابت دعا دلالت کرتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے گمراہ کرنے کو چاہا تھا اور ان کے دلوں پر رکاوٹ کو چنانچہ وہ ایمان نہیں لائے تھے اس لئے کہ اللہ نے دونوں نبیوں کی دعا قبول کر لی تھی۔

اس میں ایک اور جواب بھی ہے، وہ یہ ہے کہ۔وہ چاہتا ہے کہ کفر قبیح ہو۔گمراہی ہو۔اندھا پن ہو۔خسارہ اور نقصان ہو۔نور نہ ہو۔ہدایت نہ ہو۔حق نہ ہو۔بیان فصاحت نہ ہو۔اگر ارادہ کریں کہ یہ کہیں کہ کفر کو چاہتا ہے یعنی اس کا حکم کرتا ہے تو یہ مت کہئے۔یعنی یہ کہنا درست نہیں ہے۔

اعتراض ہفتم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا حکیم وہی ہے جو یہ ارادہ کرے کہ اس کو گالی دی جائے اور برائی کے ساتھ اس کو یاد کیا جائے؟

اسے جواب میں کہا جائے گا کہ حکیم وہ ہے جو گالی کو سونے والے اور سرسام یرسام (دماغی مرض) والے کی زبان پر جاری کر دے اور ان دونوں کا یہ فعل بھی نہ ہو۔حکیم وہ ہے جو بندے کو پیدا کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کو گالی دے گا اور اس کے وجود کا انکار کرے گا پھر بھی ہر لمحہ اس کے لئے نئی سے نئی قدرت عطا کرتا ہے۔

یا یہ جواب دیا جائے گا کہ۔گالی جس کی شان میں کمی کرے وہ حکیم نہیں ہے اور جس کی شان نہ گھٹے وہ حکیم ہے کیونکہ جو نہیں ہوتا اس کو وہ چاہتا ہے۔اور اس لئے کہ جو یہ ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والے کی گالی اس کے لئے مدح کرنے والے کی مدح کے خلاف ہو بس وہی حکیم ہے۔

اور جو ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والی کی گالی اس کے لئے۔معصیت ہو کافر سے نہ کہ طاعت وہی حکیم ہے۔اس لئے کہ جو ارادہ کرتا ہے شئی کا جس کا خلاف نہ ہو سکے وہی حکیم ہے اور جو ارادہ کرتا ہے کہ گالی اس وقت میں موجود ہو۔جس کو وازل میں جانتا تھا کہ وہ فلاں وقت میں موجود ہوگی، بس وہی حکیم ہے۔اس لئے کہ اس نے ایک شئی کا ارادہ کیا اس وقت میں جس میں وہ ہوتا تھا۔اور وہ۔جس نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ وہ مغلوب نہ ہو مظلوم نہ ہو مجبور نہ ہو اس کام کے کرنے پر جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا بس وہی حکیم ہے۔اس سلسلہ میں بہت لمبا کلام ہے۔

اعتراض ہشتم:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ۔تم لوگ بندے کی استطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

جواباً یہ کہا جائے گا کہ۔ہم کہیں گے یہ اس کی قدرت ہے۔اور یہ قدرت اور بندے کا فعل مل کر دونوں چیزیں یہ اللہ کی طرف سے توفیق ہیں اطاعت کے لئے، اور رسوائی ہیں اس کی طرف سے گناہ میں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فضلوا فلا یستطیعون سبیلاً. (الفرقان ۹)

بس وہ گمراہ ہو گئے ہیں پس وہ نہیں استطاعت رکھتے راستے کی (حق کے راستے کی)۔

جب کہ وہ باطل کے راستے کی استطاعت رکھتے ہیں تو آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے ان سے حق کی استطاعت کی نفی کی ہے۔اس لئے کہ وہ اس کے فاعل نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے کہا تھا۔

انک لن تستطیع معی صبراً. (کہف ۶۷)

بے شک تو ہر گز نبیوں کی اطاعت رکھنے کا صبر کرنے کی میرے ساتھ۔

تو موسیٰ علیہ السلام سے صبر کی استطاعت کی نفی کی ہے جب اس نے صبر کی نفی کا ارادہ کیا ہے۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

کل میسر لما خلق له.

ہر انسان کے لئے وہی عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بندہ جب کسی فعل کا کسب کرتا ہے تو کسب کرنے کے وقت وہ کسب اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہوتا ہے اور یہی اس کے لئے آسان ہونا یہی اس کی قدرت ہے۔اور اس لئے بھی کہ مسلمان یہ کہتے ہیں۔کہ کوئی شخص خیر کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اور وہ اپنے وجود سے پہلے خیر نہیں تھی۔یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان کی استطاعت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔اور اس لئے بھی کہ استطاعت فعل کا سبب ہے اس کے وجود سے وجود میں آتا ہے اور اسی کے عدم سے عدم رہتا ہے۔

لہذا استطاعت کسب کے ساتھ چلتی ہے جیسے علت معلول کے ساتھ چلتی ہے۔اور علت کا معلول پر مقدم ہونا صحیح نہیں ہوتا لہذا استطاعت کا کسب پر مقدم ہونا بھی صحیح نہیں (بلکہ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔)

۱۹۱:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یحییٰ حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن حکیم اودی نے کہ خبر دی ہے شریک نے یحییٰ بن سعید سے اور عاصم نے قام سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چلی گئی چنانچہ آپ قبرستان جا پہنچے اور جا کر کہا تم پر سلامتی ہو اہل ایمان کے گھر و تم ہم سب کے لئے پیش رو ہو۔پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اوہو" اور اگر استطاعت رکھتی تو یہ کام نہ کرتی۔

یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے استطاعت کے بارے میں کہا ہے۔کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ سے استطاعت کی نفی کی تھی ٹھہرے رہنے کے لئے پیچھے چلنے سے نہیں۔

اعتراض نہم:

اگر یہ کہا جائے کہ کہتے ہیں بے شک اللہ نے بندے کو اس چیز کی تکلیف دی ہے جس کی طاقت وہ اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں رکھتا۔مسلمانوں کے اس قول کا مطلب یہی ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ**. کہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ یہ کہیں:

ایاک نعبدو ایاک نستعین:

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

بندے کی عبادت بھی رب کی معاونت کے بغیر نہیں ہوتی۔

---

(۱۹۱)...... أخرجه ابن السنی (۵۸۴) من طریق عاصم بن عبیدالله عن عبدالله بن عامر عن عائشة مرفوعاً بلفظ "السلام علیکم دار قوم مؤمنین أنتم لنا فرط وإنا بکم لاحقون اللهم لاتحرمنا أجرهم ولا تضلنا بعدهم ولیس فیه "ویحها لو استطاعت مافعلت"

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا. (بقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اس کا مطلب ہے کہ اس چیز کی تکلیف دیتا ہے جو اس کے لئے حلال ہو۔ یا جس کے اس کے وقت وغیرہ پر کرنے سے وہ عاجز نہ ہو۔ یا یہ ارادہ کیا ہے کہ ایمان والے نفس کو نہیں تکلیف دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق اس لئے کہ یہ آیت مؤاخذ سے عفو و درگذر کے تحت نازل ہوئی ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو ہم چاہتے ہیں اس کے بارے میں فرمایا ہے:

ربنا و لا تحملنا مالا طاقة لنابه.

اے ہمارے رب ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں کوئی طاقت نہیں ہے۔

اگر اس کا جواز ہوتا تو ہم اس سوال و دعا کو نہ جانتے جب اس چیز کی تکلیف جائز ہے جو چیز معلوم ہے کہ وہ نہیں ہوگی تو اس چیز کی تکلیف بھی جائز ہے جس کی توفیق نہیں دی گئی اور اس پر معاونت بھی نہیں کی گئی۔

اعتراض وہم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ اللہ کی قدرت میں ایسا لطف اور مہربانی بھی ہے کہ اگر اسے وہ کافر کے ساتھ کرے تو وہ مسلمان ہو جائے؟

جواباً یہ کہا جائے گا کہ جی ہاں وہ لطف وہی قدرت ہے۔ جس کے ساتھ اطاعت انجام پاتی ہے۔ اور وہ مقابل ہے اور ضد ہے اس کی جس کو کافر کے ساتھ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولو شئنا لا تینا کل نفس ھداھا. (السجدہ ۱۳)

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔

اور ارشاد فرمایا:

ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدةً ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشآء ولتسئلن عما کنتم تعملون. (النحل ۹۳)

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اور جو عمل تم کرتے ہو (اس دن) ان کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

اور ارشاد ہے:

ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمته لاتبعتم الشیطان الا قلیلا. (النساء ۸۳)

اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب کے سب شیطان کے پیروکار ہو جاتے۔

اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ اسی طرح اس مفہوم کی احادیث بھی بہت ہیں۔

یہ لطف یہ مہربانی یہ ہدایت عطا کرنا یہ رحمت کرنا اور اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے اس فعل میں متفضل اور عنایت و مہربانی کرنے

---

(۱۹۱)...... أخرجه ابن السني (۵۸۴) من طریق عاصم بن عبیدالله عن عبدالله بن عامر عن عائشة مرفوعاً بلفظ "السلام علیکم دار قوم مؤمنین أنتم لنا فرط وإنابکم لاحقون اللهم لاتحرمنا أجرهم ولا تضلنا بعدهم ولیس فیه "ویحهاً لو استطاعت مافعلت"

والا ہے۔ اگر چاہے تو کرے اور نہ چاہے تو ترک کر دے۔ اور جس شخص نے یہ خیال کیا ہے کہ اس نے برابری کی ہے درمیان کافر کے عنایت اور نظر میں وہ باطل ہے اس کا قول دو شخصوں کی مثال کے ساتھ۔ کہ دونوں میں سے ایک کو اس نے وفات دی تھی بالغ ہونے سے پہلے اور دوسرے کو وفات دی تھی اس حال میں کہ وہ بالغ تھا اور کافر تھا باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر وہ بالغ ہوگا تو کافر ہوگا۔

اور ان شخصوں کی مثال کے ساتھ اس کا قول باطل ہے جن میں سے ایک کو اس حال میں موت دی کہ وہ مؤمن تھا اور دوسرے کو ایک سال تک مزید زندہ رکھا یہاں تک کہ وہ کافر ہوگیا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ کافر ہو جائے گا اور اس سلسلہ میں کلام کثیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات

ذوالنون مصریؒ کا ارشاد:

۱۹۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو عثمان خیاط سے کہتے ہیں میں نے سنا ذوالنون (مصری) سے کہتے ہیں توفیق ملنے کی تین علامات ہیں:

❶ نیک اعمال میں لگنا بغیر اس کی استعداد کے۔

❷..... گناہ سے سلامت رہنا اس کی طرف میلان کے باوجود۔ اور اس سے بچنے کی کم تدبیر کے باوجود۔

❸..... دعا کرنا اور دعا میں اللہ کے آگے عاجزی وانکساری کرنا۔

اور تین علامات ہیں توفیق سے محروم کرنے کی۔

❶..... گناہوں سے دور بھاگنے کے باوجود ان میں واقع ہونا۔

❷..... چیز کی استعداد کے باوجود خیر سے رکنا اور باز رہنا۔

❸..... دعا کرنے اور اللہ کے آگے عجز ونیاز کرنے کا دروازہ بند ہونا۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے کتاب القدر میں وہ اخبار وآثار روایت کئے ہیں جو ان مسائل کے بارے میں آئی ہیں۔ اور ہم نے ان آیات واخبار کے بارے میں جواب دیئے ہیں جن سے استدلال کرتے ہیں۔ اور اس کتاب میں ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے۔

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صنعت اور فعل کے لئے کوئی علت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے کیوں کیا؟ اس لئے کہ اگر اس کے کسی فعل کی علت ہو تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو وہ قدیم ہوگی یا حادث ہوگی۔ اگر علت قدیم ہو تو وہ اس بات کو تقاضا کرے گی کہ پھر اس کا معلول بھی قدیم ہو اور یہ محال ہے۔ اور اگر علت حادث ہو تو پھر اس کی کوئی اور علت ہوگی پھر اس اور کی بھی کوئی علت اور ہوگی یہاں تک کہ یہ علت در علت کا لامتناہی سلسلہ یعنی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہ بھی محال ہے۔

اور اگر علت دوسری علت سے مستغنی ہو تو حوادث کا علت سے مستغنی ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے۔ تو یہ ساری تقریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہمارا رب جل جلالہ فعال لما یرید ہے جو چاہتا کر ڈالتا ہے۔ اس کے کسی فعل کی کوئی علت نہیں ہے۔ اس کے فیصلہ کی کوئی باز

پرس کرنے والا نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ازل میں ان حوادث کو جانتا تھا جو اس کی مخلوق کے ساتھ پیش آئیں گے۔ پھر اس نے اس کی تقدیر مقرر کی جس چیز کو وہ ازل میں جانتا تھا پھر اس نے اپنی مخلوق کو اسی اندازے پر پیدا کیا جو مقدر کیا تھا۔ لہذا اس کے حکم کے لئے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اور اس کے فیصلے کے لئے رد ہونا نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ایمان لانے میں واجب ہے بیزار ہونا (غیر اللہ سے) گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت مانگنے سے سوائے اللہ سے اور واجب ہے دل وزبان سے تسلیم کرنا اس کی قضا اور تقدیر کو۔

بہر حال قضاء وقدر آگے گردن جھکا دینا دل کے ساتھ بایں صورت ہوگا کہ تقدیر جن کاموں میں انسان کی موافقت میں جاری ہو جائے خوش ہوکر اس میں غور وفکر نہ کرے اور قضاء قدر کے ناموافق فیصلوں سے نہ ہی افسردہ ہو نہ ہی غمگین ہو۔

اور زبان کے ساتھ قضاء وقدر کے تابع ہونا یہ ہے کہ جو چیز اسے اچھی لگے اس کے ساتھ اس پر فخر نہ کرے جو اسے اچھی نہ لگے۔ اور پسندیدہ چیز کو کسی ایسے سبب کی طرف منسوب نہ کرے جس کا تعلق انسان کی ذات سے ہو اور تقدیر کا جو فیصلہ اس کو اچھا نہ لگے اس پر زیادہ غمگین نہ ہو۔ اور اس کا کسی ایسے سے شکوہ نہ کرے۔ اور یہ بھی نہ کہے کہ یہ اس پر تقدیر کا ظلم ہے بلکہ دونوں امور کی نسبت اللہ کی طرف کرے اور اس کے فضل کی طرف اور اس کی تقدیر کی طرف کرے اور یقین لائے، اور قضاء وقدر کے آگے مطیع ہو جائے اور گردن جھکا لے اس چیز میں بھی جو اسے مکروہ یا ناپسند ہو یا جو اسے مجبور کردے اور اللہ کی طرف سے اس کو آسان کرنے پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم قضا وقدر کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی ترغیب کی بابت اور نیکی اور بدی کرنے کی ذات طاقت سے اظہار برأت کی بابت کئی احادیث اور کئی حکایات نقل کی ہیں۔

جنت کا خزانہ

۱۹۳:......جس کی خبر ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے دی ہے۔ ہمیں خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حسن ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے وہ کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سلیم نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عمرو بن میمون سے وہ حدیث بیان کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ کیا میں تجھے سکھلا نہ دوں یا فرمایا تھا دلالت نہ کروں ایسے کلمہ پر جو اللہ کے عرش کے نیچے جنت کے خزانے میں سے ہے۔ اور وہ ہے **لاحول و لاقوۃ الا باللہ** کہ گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنی کی طاقت محض اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے نے مان لیا ہے اور سر تسلیم خم کرلیا ہے۔

طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے

۱۹۴:......ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابوبکر بن عبداللہ نے کہ خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ادریس نے ربیعہ بن عثمان سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے

(۱۹۳)...... أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة (۱۳) عن إبراهيم بن الحسن عن حجاج بن شعبة. به. وقال النسائي.

خالفه محمد بن السائب :رواه عن عمرو بن ميمون عن أبي ذر.

(۱۹۴)...... أخرجه مسلم (۲۰۵۲/۴) عن أبي بكر بن أبي شيبة وابن نمير عن عبدالله بن إدريس . به.

انہوں نے اعرج سے اس نے حصرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

کہ طاقتور مؤمن اللہ نزدیک کمزور اور ضعیف مؤمن سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور تو (اے مخاطب) ہر خیر میں جو تجھے فائدہ دے حریص بن۔ اور اللہ سے مدد مانگ اور عاجز و بے بس نہ بن۔ اگر تجھے نقصان و برائی پہنچے تو یوں نہ کہے کہ اگر میں اسے کرتا تو یہ نہ ہوتا۔ بلکہ یوں کہہ اللہ کی تقدیر وفیصلہ یہی تھا۔ اس نے جو چاہا وہی کیا۔ ''بے شک'' اگر میں ایسا کرتا تو۔ یہ قول شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح مسلم میں ابن نمیر سے روایت کیا ہے۔ اور ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ:

میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے آپ نے کبھی مجھے کسی ضروری کام سے بھیجا اور وہ نہیں ہوسکا تو آپ نے فرمایا اگر اللہ کا فیصلہ ہوتا تو ہو جاتا اگر اللہ تعالیٰ مقدر کرتا تو ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا نفع اور نقصان کا مالک کوئی نہیں

۱۹۵:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے کہ خبر دی ہے محمد بن محمد بن حیان انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے قیس بن حجاج نے حنش صنعانی سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے سوار تھا۔ آپ نے اس وقت فرمایا۔

اے لڑکے یا چھوٹے فرمایا۔ اللہ کو یاد کر وہی تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ سے مانگنا۔ اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگنا۔ اور تو یقین کرے کہ ساری امت اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع دیں جو اللہ نے تیرے لئے تقدیر میں نہ لکھا ہو وہ اس فائدہ دینے پر قادر نہیں ہوں گے اور اگر ساری امت اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ تجھے کچھ نقصان پہنچائیں جو اللہ نے تیرے اوپر نہ لکھا ہو وہ اس پر قادر نہیں ہوں گے۔ فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ (فیصلے لکھنے والے) قلم سوکھ چکے ہیں (جس پر فیصلے لکھے گئے وہ) صحیفے لپیٹے جا چکے ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں روایت کیا ہے۔

اللھم ان اسئلک الصحة و العفة و الامانة و حسن الخلق و الرضی با لقدر.

اے اللہ میں تجھ سے صحت مانگتا ہو۔ پاک دامنی اور امانت داری حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنا مانگتا ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اسئلک الرضی بعد القضاء.

میں تجھ سے قضاء کے بعد راضی رہنا مانگتا ہوں۔

۱۹۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہ انہوں نے سنا عبداللہ رازی سے وہ کہتے تھے ابو عثمان سے نبی کریمؐ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا۔

---

(۱۹۵)...... أخرجه المصنف فی الأسماء و الصفات (۷۲) والترمذی (۲۵۱۶) والآجری فی الشریعة (۱۹۸) من طریق حنش عن ابن عباس وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح.

وأخرجه الحاکم (۳/ ۵۴۱) من طریق عبدالملک بن عمیر عن ابن عباس.

تنبیه: فی المخطوطة و المطبوعة کثیر الصنعانی بدلاً من حنش الصنعانی و الصحیح حنش الصنعانی لیس هناک من اسمه کثیر حدث عن ابن عباس أوروی عنه من اسمه قیس بن الحجاج.

اسئلک الرضآء بعد القضاء فقال الرضاء قبل القضاء عزم علی الرضاء والرضاء بعد القضاء هو الرضآء.

کہ میں (اے اللہ) تجھ سے قضاء کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ قضاء سے پہلے رضا۔ رضا پر عزم ہے قضاء کے جاری ہونے کے بعد رضا۔ اصل وہی رضا ہے۔

۱۹۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے کہ خبر دی ہے علی بن حسن بصری نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا ابوعثمان سعید بن عثمان مصری سے وہ کہتے تھے میں نے سنا تھا ابوسعید خراز سے وہ کہتے تھے۔

کہ قضاء سے قبل رضا (درحقیقت) خود پر تفویض کرنا اور سونپ دینا ہے اور قضاء کے بعد رضا (درحقیقت) سر تسلیم خم کرنا ہے۔

۱۹۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ہے میرے دادا یحییٰ بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابن ھاد سے انہوں نے محمد بن حارث سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے:

ذاق طعم الایمان من رضی با للّٰہ رباً وبا لاسلام دیناً وبمحمد نبیاً.

اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔

۱۹۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابونصر فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معلی بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے یزید بن ہاد سے یہی مذکورہ حدیث اور اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے عبدالعزیز سے۔

۲۰۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن بن علی وراق نے مقام مرو میں انہوں نے حدیث کو میرے لئے اپنی تحریر میں لکھا (اور کہا کہ) ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن یزداد جرجانی نے جب ان کی عمر ایک سو پچیس سال ہو چکی تھی انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عصام بن لیث لیثی سدوسی سے جو کہ بنو مرارہ میں سے تھے اور دیہات میں رہتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

من لم یرض بقضائی وقدری فلیلتمس ربا غیری.

جو شخص میرے فیصلے پر راضی نہیں ہے اور میرے تقدیر پر اٹے چاہئے کہ وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرے۔

۲۰۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم زید بن ابی ہاشم علوی نے اور عبدالواحد بن محمد بن اسحٰق مقری نے کوفہ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن دحیم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اسحٰق قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قبیصہ نے سفیان سے انہوں نے علاء سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے کہا۔

اللہ نے تجھ پر جو فرض کیا ہے اسے ادا کرتا رہ تو لوگوں میں سے عابد ترین ہوگا۔

(۱۹۸ و ۱۹۹)...... أخرجه مسلم (۱/۶۲) عن محمد بن یحیی بن أبی عمر المکی وعبدالواحد بن عبدالعزیز الدراودی عن یزید بن الھاد. به.

(۲۰۰)...... عزاه الألبانی فی الضعیفة (۷۴۷) لابن عساکر من طریق الحاکم عن البیھقی. به.

وقال الألبانی وھذا إسناد ضعیف جداً علی بن یزداد الجرجانی قال الذھبی ھی ترجمة شیخه عصام بن اللیث لایعرفان وساق له فی اللسان ھذا الحدیث من طریق الحاکم ثم قال أخرجه أبوسعد بن السمعانی فی الأنساب وقال: "ھذا إسناد مظلم لاأصل له".

وقال الذھبی أیضاً فی ترجمة علی بن یزداد الجرجانی شیخ لابن عدی متھم روی عن الثقات أوابدا وأقره فی اللسان.

قال الألبانی فالإسناد ضعیف جداً

اور جو اس نے تجھ پر حرام کر دیا ہے اس سے بچتا رہ تو سب سے زیادہ پرہیز گار ہوگا۔ اور اللہ نے جو تیرے لئے مقسوم بنایا ہے اس کے ساتھ راضی رہ تو سب سے زیادہ غنی ہوگا۔

ایمان کی چوٹی

۲۰۲:......ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عتبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ نے بجیر بن سعید سے انہوں نے خالد بن معدان سے انہوں نے یزید بن مرثد سے انہوں نے ابو درداء سے انہوں نے فرمایا ایمان کی چوٹی چار چیزیں ہیں۔ اللہ کے فیصلہ پر صابر رہنا۔ اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ پر توکل میں اخلاق پیدا کرنا۔ رب عزوجل کے لئے تابع فرماں ہو کر سر تسلیم خم کرنا۔

ابن آدم کی خوش نصیبی اور بد نصیبی

۲۰۳:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن قاسم شاذیاخی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ اسحٰق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا۔ ابن ابی فدیک نے انہوں نے کہا کہ ابن ابی حمید رضی اللہ عنہ۔

اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن صبیح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عامر عقدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی حمید نے اسماعیل بن محمد بن سعد یعنی ابن ابی وقاص نے اپنے باپ سے اپنے دادا سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

اولاد آدم کی خوش نصیبی اور سعادت مندی ان کا اللہ سے خیر مانگنا (استخارہ کرنا) ہے اور ان پر اللہ نے جو فیصلہ فرمایا اس پر راضی رہنا ہے۔ اور اولاد آدم کی بدبختی و بد نصیبی اللہ سے خیر طلب کرنے کو چھوڑ دینا اور اللہ کے فیصلے پر ناراض ہونا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے عمر بن علی مقدمی نے محمد بن ابی حمید سے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن عبیداللہ سے انہوں نے اسماعیل سے۔

خیر کے فیصلے کی دعا

۲۰۴:......ہمیں خبر دی ہے ابو علی بن شاذان بغدادی نے اس کے ساتھ انہوں نے کہا خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بشر حاتم بن سالم قزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

---

(۲۰۳)...... أخرجه الترمذي (۲۱۵۱) من طريق أبي عامر العقدي وقال غريب لانعرفه إلا من حديث محمد بن أبي حميد وليس بالقوي عند أهل الحديث.

(۲۰۴)......أخرجه الترمذي (۳۵۱۶)، وابن السني في عمل اليوم والليلة (۵۹)، والبغوي في شرح السنة (۱۵۵/۴) من طريق زنفل بن عبدالله. به وقال الترمذي.

هذا حديث غريب لانعرفه إلا من حديث زنفل وهو ضعيف عند أهل الحديث ويقال له زنفل العرفي وكان سكن عرفات وتفرد بهذا الحديث ولا يتباع عليه.

والحديث ضعفه ابن حجر في فتح الباري (۱۸۴/۱۱)

زنفل عرفی نے جس کی کنیت ابوعبداللہ ہے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کرنے کا ارادہ فرماتے تو ہمیشہ یہ دعا کرتے۔

اللهم خرلي واخترلي.

اے اللہ میرے لئے خیر کا فیصلہ فرما۔ اور میرے لئے اچھائی کا انتخاب فرما۔

۲۰۵:......ہمیں خبر دی ہے، محمد بن موسیٰ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن اسماعیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے لیث سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے کہا کہ عبداللہ نے کہا۔

تم لوگوں میں سے کوئی ایک بندہ اللہ سے خیر مانگتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ میرے لئے خیر مقدر فرما لہذا اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر مقدر کرتا ہے مگر بندہ اس سے خوش نہیں ہوتا۔ لیکن یوں دعا کرنا چاہئے:

اللهم خرلي برحمتك

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے ساتھ خیر کا فیصلہ فرما اور اپنی عافیت کے ساتھ۔

اور بندہ یوں کہتا ہے۔

اللهم اقض لي با لحسنیٰ.

اے اللہ میرے لئے اچھائی کا فیصلہ فرما۔

حالانکہ اچھائی کا فیصلہ تو کبھی ہاتھ پیر کاٹ دینا بھی ہوتا ہے۔ اور مال برباد ہو جانا۔ اور اولاد ہلاک ہو جانا بھی۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ یوں دعا کرے۔

اللهم اقض لي با لحسنیٰ في يسر منك وعافية.

اے اللہ میرے لئے اچھائی کا فیصلہ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت میں فرما۔

دعائے استخارہ

۲۰۶۔ ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوخیثمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک نے محمد بن عمر بن عطاء سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا تھا فرماتے تھے۔

جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا کرے:

اللهم انی استخيرک بعلمک وا ستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظيم. فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كان كذا وكذا. للامر الذی يريد. خيراً لی فی دينی ومعيشتی وعاقبة امری. والا فاصرفه عنی واصرفنی عنه ثم اقدر لی الخير اين كان. ولاحول ولاقوة الا با للّٰه.

(۲۰۶)...... قال الهيثمی فی مجمع الزوائد (۲/۲۸۱) رواه أبويعلی ورجاله موثقون ورواه الطبرانی فی الأوسط بنحوه.

قلت والحديث رواه أيضاً من غير طريق أبی سعيد.

البخاری (۲/۷۰)، وأبوداود (۱۵۴۳)، والترمذی (۴۸۰) وابن ماجة (۱۳۸۳) وأحمد ۳/۳۴۴.

اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے اپنے لئے خیر مانگتا ہوں۔اور تیری قدرت کے ذریعے اپنے لئے قدرت مانگتا ہوں۔اور تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔بے شک تو ہی قادر ہے میں قادر نہیں ہوں۔اور تو ہی جانتا ہے میں نہیں جانتا ہوں۔اور تو ہی تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔اے اللہ اگر ایسی ایسی بات ہے؟ (یعنی اگر اس کام میں اچھائی اور خیر ہے) اس کام کے لئے کہے جس کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر یہ میرے واسطے اس کام میں میرے دین میں دنیا میں۔انجام کار میں اچھائی ہے (تو اس کام کو پورا کردے) اور اگر اس میں خیر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو بھی اس کام سے ہٹا لے میرے لئے خیر کو مقدر فرما دے وہ جہاں بھی ہو۔گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۲۰۷:......ہمیں خبر دی ہے اسحٰق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم امام نے ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل نے کہ خبر دی ہے علی بن روحان عسکری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن مروان سدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن قیس ملائی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہ خبر دی ہے محمد بن یزید نے کہ خبر دی ہے محمد بن خلف وکیع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن شعیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبدالرحمٰن سدی نے عمرو بن قیس حلانی سے انہوں نے عطیہ عوفی سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یہ بات یقین کی کمزوری میں شمار ہوتی ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرے۔اور تو اللہ کے رزق دینے کے باوجود شکر یہ لوگوں کا ادا کرے۔اور اللہ نے جو چیز تجھے نہیں دی اس پر تو ان سے جا کر برائی کرے یا لوگوں کی برائی کرے۔بے شک حریص کا حرص اللہ کے رزق کو نہیں کھینچ سکتا۔اور ناپسند کرنے والے کی ناپسندی رزق کو واپس نہیں کر سکتی۔بیشک اللہ نے اپنے حکم اور جلال کے ساتھ خوشی اور راحت کو رضا اور یقین میں رکھا ہے۔اور غم اور دکھ کو شک اور ناراضگی میں رکھا ہے۔

محمد بن مروان ضعیف ہے۔

اور یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے قول سے ایک بار اور دوسری بار مرفوع مروی ہے۔

خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر و غم اس کی ناراضگی اور شک میں ہے

۲۰۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شعیب شاشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجحر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقرہ نے سفیان بن سعید سے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے خثیمہ سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا۔

کہ اللہ کو ناراض کر کے ہرگز کسی کو راضی نہ کرنا۔اور اللہ کے فضل پر کسی دوسرے کا شکریہ نہ ادا کرنا۔جو چیز اللہ کی مرضی سے تجھے نہ ملے اس پر کسی کی برائی نہ کرنا۔کسی حریص کا حرص کرنا اللہ کے رزق کو تیرے پاس کھینچ کر نہیں لائے گا۔اور کسی بدخواہ کی بدخواہی اس کو تم سے واپس نہیں لوٹا دے گی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل وانصاف کے ساتھ خوشی کو راحت وسرور کو اللہ کی رضا اور یقین میں رکھا ہے اور فکر و غم کو ناراضگی اور شک میں رکھا ہے۔

---

(۲۰۷)...... أخرجه أبونعيم فى الحلية (۱/۱۰۶) من طريق عمرو بن قيس. به.

(۲۰۸)...... أخرجه الطبرانى فى الكبير (۱۰/۲۶۶ رقم ۱۰۵۱۴)، وأبونعيم فى الحلية (۴/۱۲۱، ۷/۱۳۰) من طريق الأعمش عن خيثمة. به.
وضعفه المنذرى فى الترغيب (۲/۵۴۰)

۲۰۹:......پس ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن صفوان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن ابی دنیا نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن صباح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ابو ہارون مدنی سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

رضا یہ ہے کہ تو اللہ کی ناراضگی کے ساتھ لوگوں کو راضی نہ کر۔ اور اللہ کے رزق دینے پر شکر کسی اور کا ادا نہ کر۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ تجھے نہ دے اس پر کسی کو ملامت نہ کر۔ رزق کو کسی حریص کا حرص نہیں چلا سکتا۔ نہیں کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی سے رزق واپس یا رد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور اپنے انصاف کے ساتھ خوشی اور راحت کو یقین اور رضا میں کر دیا ہے اور فکر و غم کو شک اور ناراضگی میں کر دیا ہے۔

۲۱۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد بن سبانہ ہمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے کہ خبر دی ہے محمد بن حسن بن سماعہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابواسحٰق سے انہوں نے ابو الاحوص سے انہوں نے عبداللہ سے کہ انہوں نے کہا جب تم میں سے کوئی آدمی کوئی حاجت طلب کرے تو ہلکی پھلکی طلب کرے، اس لئے کہ اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے اور ایسا بھی کرو کہ کس کے پاس جا کر اس کی تعریف کر کے اس کی کمر توڑ دو۔

۲۱۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے انہوں نے مصرور بن سوید سے کہتے کہ کہا ہے عبداللہ نے اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں انسان کے اپنے مسلمان بھائی سے سوال کرنے میں فتنہ ہے اگر وہ اسے دے دے تو یہ تعریف اور شکر یہ کسی اور کا کرتا ہے اگر منع کر دے دوسرے کے آگے برائی کرتا ہے۔

۲۱۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید ہشام بن ابراہیم مخزومی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ موسیٰ بن جعفر بن ابوکثیر نے اپنے چچا سے انہوں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

و اما الجدار فکان لغلا مین یتیمین فی المدینة و کان تحته کنز لهما.

بہر حال دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی شہر میں۔ اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا ۔ سنا وہ خزانہ کیا تھا؟

سونے کی ایک تختی تھی اس میں یہ لکھا تھا۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوش رہتا ہے۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے ہنستا ہے۔

حیرانی اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غم کرتا ہے۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے زوال کو دیکھتا ہے پھر اس کو اس کی اہل سمیر قبول کر لیتا ہے وہ کیسے اس پر اطمینان کرتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۱۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب سے انہوں نے ہمیں

---

(۲۰۹)...... أخرجه ابن أبي الدنيا في اليقين (۳۲) عن الحسن بن الصباح. به.

وعند ابن أبي الدنيا أوله بدلاً من الرضى).

(۲۱۱)...... المعرور بن سويد هوالأسدي الكوفي.

حدیث بیان ہے عبداللہ بن احمد بن محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حکیم بن سلیمان قرشی سے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے۔ عمرو بن جمیع سے انہوں نے جویر سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے کہا نزال بن سبرہ سے انہوں نے علی بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

و کان تحته کنز لهما.

کہ اس کے نیچے ان دونو کا خزانہ تھا۔

انہوں نے کہا کہ وہ سونے کی تختی تھی اس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ تعجب ہے اس پر جو موت کو یاد کرتا ہے کہ وہ حق ہے آنی ہے وہ خوش کیسے ہوتا۔ اور حیرانی ہے اس پر جو یاد کرتا ہے جہنم حق ہے وہ کیسے ہنستا ہے اور تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو یاد کرتا ہے کہ حق ہے وہ کیسی غمگین ہوتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو دنیا کو اور اس کی گردش ایام کو دیکھتا ہے اور اہل دنیا کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ کیسے دنیا سے مطمئن ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۱۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الجواب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمار بن رزیق نے ابوحصین سے انہوں نے یحییٰ بن وثاب سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا کہ عبداللہ نے فرمایا بندہ مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تقدیر کے ساتھ ایمان لے آئے وہ یہ یقین رکھے کہ جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ اس سے خطا کرنے والا یا نہ پہنچنے والا نہیں تھا۔ اور جو کچھ اس کو نہ پہنچے وہ اسے نہیں پہنچتا تھا۔ اگر میں آگ کا انگارا منہ میں لے لوں یہاں تک کہ وہ منہ میں جا کر بجھ جائے میرے لئے یہ زیادہ آسان ہے اس بات سے کہ میں کسی ایسے معاملہ میں جسے اللہ نے مقدر کیا ہو یہ کہوں کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔

ایمان کی حقیقت

۲۱۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوذکریا بن ابواسحٰق نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن عثمان بن یحییٰ ادمی نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے عباس نے محمد دوری نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ھیثم بن خارجہ نے خبر دی ہے سلیمان بن عتبہ نے یونس بن میسرہ سے انہوں نے ابو ادریس خولانی سے انہوں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لكل شئي حقيقته و ما بلغ عبدا حقيقته الايمان حتى يعلم ان ما اصابه لم يكن ليخطئه و ما اخطاء لم يكن ليصيبه'.

---

(۲۱۳)...... النزال بن سبرة هو الهلالي الكوفي له صحبة

أخرجه المصنف في الزهد (۱۵۴) من طريق عمرو بن جرير. به.

وفي الزهد عمرو بن جرير بدلاً من عمرو بن جميع.

(۲۱۵)...... أبوإدريس الخولاني هو عائذالله بن عبدالله.

أخرجه أحمد (۶/۴۴۱) من طريق يونس. به.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۹۷/۷) رواه أحمد والطبراني ورجاله ثقات ورواه الطبراني في الأوسط.

بیشک ہر شے کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ اس سے کسی صورت وہ ٹلنے والا نہیں تھا اور جو نہیں پہنچایا جو کچھ اس سے رہ گیا وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔

تقدیر پر یقین رکھنے سے غم قریب نہیں آتا

۲۱۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے اس نے کہا میں نے سنا تھا سعید بن عثمان خیاط سے وہ کہتے تھے میں نے سنا تھا ذوالنون مصری سے وہ فرماتے تھے۔

کہ جو شخص تقدیروں کے ساتھ یقین پیدا کر لے مغموم نہیں ہوتا۔

۲۱۷:...... اور اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ خیاط نے کہا ہے میں نے ذوالنون سے سنا وہ فرماتے تھے تو اللہ سے راضی ہو جا، اور اللہ کے ساتھ یقین راعتماد قائم کر۔ ہر شے اللہ کے فیصلے کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ کی تعریف کرے اس لئے کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اللہ سے راضی ہو گیا۔ اس کو لٰہ کی قضا خوش کر دیتی ہے۔ جس نے اللہ کے ہاں سے معروف کو طلب کیا اس نے اللہ کے ہاتھ کی سخاوت آسان اور تیار پایا اگر انسان وہ چیز ان لے جو قریب ہے تو غیر اللہ کی خوشی کے لئے اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

ثر بن سنان مجاشعی کا ارشاد:

۲۱۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو علی حسین بن صفوان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ ن محمد قرشی نے انہوں نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے عمار بن عثمان نے انہوں نے کہا ھے حدیث بیان کی بشر بن مجاشعی نے اور وہ عابدین میں سے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عابد سے کہا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ ں نے کہا آپ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیجئے وہ تجھے جہاں پھینکے وہ زیادہ لائق ہے کہ وہ تیرے دل کو (غیر ضروری امور میں پڑنے سے) رغ کر دے۔ اور اپنی (دنیا کی) فکر کم کر دیجئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے رب کی ناراضگی سے بچایئے۔ کیونکہ ورنہ وہ ناراضگی آپ کے اوپر آن ے گی اور آپ اس سے غفلت میں ہوں گے آپ اسے سمجھ بھی نہیں پائیں گے۔

۲۱۹:...... ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمٰن بن عبید اللہ حرفی نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد زبیر کوفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے زید بن حباب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن شمیط بن عجلان نے پنے والد سے انہوں نے حسن سے انہوں نے فرمایا:

کہ مؤمن صبح کو بھی مغموم ہوتا ہے اور شام کو بھی نیند میں کروٹیں لیتا تو بھی (یعنی روزی کی فکر میں پریشان ہوتا ہے) حالانکہ اس کو اتنا (رزق) کافی ہوتا ہے جو بکری کے چھوٹے سے بچے کو۔

بو العباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۲۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن نصیر نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابو العباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے۔

---

(۲۱۸)...... عبدالله بن محمد القرشي هو ابن أبي الدنيا.

(۲۱۹)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۲/۱۳۲) من طريق عبيدالله بن شميط بن عجلان. به. في الأصل والمطبوعة (عبيدالله بن سميط) هو خطأ والصحيح عبيدالله بن شميط وهو: ابن عجلان الشيباني البصري ثقة روى له الترمذي كذا بالتقريب.

تدبیر کرنے اور پسند کے پیچھے پڑنے کو چھوڑ دو۔ زندگی میں خوش رہو گے۔ اس لئے کہ تدبیر اور تگ ودو اور پسند کے در پے رہنا لوگوں پر ان کی زندگی کو مکدر کر دیتا ہے اور مشکل بنا دیتا ہے۔

حضرت عطاء نے فرمایا کہ ابوالعباس سے سوال کیا گیا۔

کہ وہ کون سا مقام ہے کہ بندہ جب اس مقام پر کھڑا ہو تو عبدیت کے مرتبہ پر کھڑا ہو جائے فرمایا کہ ترک تدبیر حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس سے سنا وہ فرما رہے تھے۔

سلامتی اس وقت تک نہیں آتی جب تک کہ تم تدبیر کے معاملے میں اہل قبور جیسے نہ ہو جاؤ۔

اور عطاء فرماتے میں نے ابوالعباس کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔

ہمارے لئے سرور و خوشی اللہ کی تدبیر میں ہے اور محرومی ہماری اپنی تدبیر میں ہے۔

فائدہ:......اس لئے کہ بندے کی تدبیر ناقص ہوتی ہے اس لئے ناکامی کا امکان زیادہ کامیابی کا بہت کم ہوتا ہے جب کہ اللہ کی تدبیر مضبوط اور کامیاب ہوتی ہے اس لئے توکل کا اعلیٰ مقام یہی ہے بندہ مکمل اپنے آپ کو اللہ کی تدبیر کے حوالے کر دے از روئے سستی و کاہلی نہیں بلکہ بطور توکل علی اللہ۔ (از مترجم)

بعض علماء کی نصیحت

۲۲۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعمر زاہد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن علی انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے انہوں نے کہا میں نے سنا سفیان ابن عیینہ سے کہتے تھے کہ علماء فرماتے تھے۔

جو شخص اللہ کی تقدیر پر قناعت نہیں کرتا وہ اپنے نفس کی تدبیر پر بھی قناعت نہیں کر سکتا۔

۲۲۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اس نے سنا عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن رازی سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق طوسی سے وہ فرماتے تھے۔

جو شخص تدبیر (کا سہارا کرنا) چھوڑ دے (بلکہ اللہ کا سہارا کرے) وہ راحت و سکون کی زندگی گذارتا ہے۔ ❶

مسروق کہتے ہیں میں نے سنا ابوالعباس سے وہ کہتے میں نے سنا ابوالحسین فارسی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا عباس بن عاصم سے وہ کہتے تھے میں نے سنا سہل سے وہ کہتے تھے۔

آزمائش اور پریشانی اللہ کی طرف سے دو طرح کی ہوتی ہے یا تو بطور رحمت کے یا بطور سزا کے بطور رحمت وہ ہوتی ہے جو انسان کو ترک تدبیر پر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فقر و فاقہ کے اظہار پر ابھارتی ہے اور بطور سزا وہ ہوتی ہے جو انسان کو اپنی پسند اپنی مرضی کرنے اور اپنی تدبیر کرنے پر اکساتی ہے۔

جب فقر مقدر ہو تو غذا نہیں آتا

۲۲۳:......ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابوسعید بن اعرابی نے انہوں نے کہا

---

❶......وفی الأصل والمطبوعة علی (اظهاره قدرة) وهو خطأ والصحيح (علی إظهار فقره وفاقته) كما فی الحلية

(۲۲۲)......أخرجه أبونعيم فی الحلية ۱۰/۱۹۶ قال أبونعيم سمعت أبی يقول سمعت أبابكر يقول سمعت سهل بن عبدالله يقول فذكره.

(۲۲۳)......شقيق هو أبوعلی البلخی.

ہمیں حدیث بتائی ہے محمد بن اسماعیل اصبہانی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوتراب سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے حاتم سے سنا کہتے تھے میں نے شفیق سے سنا وہ کہتے تھے۔

اے فقیر (یعنی اللہ کا فقیر) دنیا میں مشغول نہ ہو۔ اور غنا کی تلاش میں مشقت نہ اٹھا اس لئے کہ جب فقر تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے تو تو غنی نہیں ہو سکے گا۔

۲۲۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبداللہ بن جعفر نے اس نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے حماد نے وہ کہتے ہیں کہ ایوب نے کہا۔ جو کچھ تو ارادہ کرتا ہے جب وہ نہیں ہوا تو پھر تو بھی وہی ارادہ کر جو خود ہوگا۔

۲۲۵:...... ہمیں خبر دی ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن احمد بن سعید رازی نے کہ بات بتائی ہے ہمیں عباس بن حمزہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن ابوحواری نے سفیان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

ومن یؤمن با للّٰہ یھدقلبه‘ (تغابن ۱۱)

جو شخص اللہ کے ساتھ ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو رہنمائی کرتا ہے۔ فرمایا کہ رہنمائی فرماتا ہے تسلیم و رضاء کے ساتھ۔

۲۲۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اس نے کہا میں نے سنا علی بن احمد بن عبدالعزیز قزوینی سے اس نے کہا میں نے سنا جعفر سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابوالعباس بن عطاء سے وہ کہتے تھے کہ رضا اللہ تعالیٰ کی مخالفت ترک کرنے کو کہتے ہیں ان امور کے اندر جو کچھ وہ بندے پر جاری کرے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی جامع دعا

۲۲۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابونصر عمر بن قتادہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن اسحٰق صبغی نے اس نے کہا ہمیں بات بتائی ہے حسن بن علی بن زیادہ نے کہ بات بتائی ہے ہمیں اسحاق مروی نے اس نے کہا ہمیں بات بتائی ہے مالک نے یحییٰ بن سعید نے کہ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا۔

مجھے ان دعاؤں نے چھوڑ وادیا ہے مجھے تمام امور میں کوئی دلچسپی نہیں (یعنی تمام امور کی دعا کی بجا ایک جامع دعا کرتا ہوں) میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی تقدیر کی جگہ ہو جاؤں۔ (اس لئے کہ وہ) یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے اپنی قضاء اور فیصلے کے ساتھ راضی رکھ اپنی تقدیر میں میرے لئے برکت عطا فرما یہاں تک کہ تو جس چیز کو مؤخر کر دے میں اس کی جلدی پسند نہ کروں اور جس چیز کو تو جلدی دے میں اس کی تاخیر پسند نہ کروں۔

یونس بن عبید کا ارشاد:

۲۲۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحٰق نے کہ ہمیں بات بتائی ہے ابوالحسن احمد بن حسین بن یزید قزوینی نے مقام رائے میں کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن ایوب بن یحییٰ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے سلیمان عتکی نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے حماد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید نے اس نے کہا میں نے سنا تھا عمر بن عبدالعزیز سے وہ کہتے ہیں۔

---

(۲۲۴)...... أيوب هو أيوب بن كيسان السختياني.

(۲۲۵)...... أحمد بن أبي الحواري هو أحمد بن عبدالله بن ميمون بن العباس بن الحارس التغلبي الحسن بن أبي الحواری ثقة زاهد

کہ مجھے اللہ کی قضا اور فیصلے کے سوا کوئی خواہش نہیں ہوئی۔

۲۲۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے عباس بن محمد نے کہ ہمیں بات بتائی ہے یحییٰ بن معین نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حجاج نے شعبہ سے اس نے کہا کہ مجھے یونس بن عبید نے کہا تھا۔

''کہ میں نے کبھی کسی چیز کی تمنا اور آرزو ہی نہیں کی۔''

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد:

۲۳۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوحازم حافظ نے کہ خبر دی ہے ہمیں محمد بن احمد بن سنان نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ھیثم بن خلف نے کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن علی بن حسن نے وہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم اشعث سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ کہتے تھے اپنے مرتبے اور مقام سے اوپر راضی ہونے والا یا راضی ہونا کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد:

۲۳۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابوعثمان خیاط سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔

❶...... تسلیم و رضا کی (یعنی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے) کی تین علامات ہیں۔

قضاء کے مقابلے میں رضاء۔ آزمائش پر صبر کرنا۔ خوشحالی پر شکر کرنا۔

❷...... اور تفویض کرنے اور اللہ کے سپرد کرنے کی تین علامات ہیں۔

ترک حکم اللہ کے فیصلوں میں اور اس کے اندازوں میں ایک وقت سے دوسرے وقت کی طرف۔ اور اپنے ارادے کو اللہ کے ارادے کے لئے معطل کرنا نوافل میں اور دنیا کے اسباب میں۔ اور اس بات پر نظر رکھنا کہ اس بارے میں اللہ کی تدبیر کیا واقع ہوتی ہے۔

❸...... دل روشن یا روشن ضمیر ہونے کی علامات تین ہیں۔

ہر چیز کو اللہ طرف سے دیکھنا۔ ہر شئی کو اسی سے قبول کرنا۔ ہر شے کی نسبت اسی کی طرف کرنا۔

ابوعبداللہ نباجیؒ کا ارشاد:

۲۳۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابواحمد حافظ سے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوعثمان سعید بن عبدالعزیز حلیمی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی۔ احمد بن ابی جواری نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابوعبداللہ نباجی سے وہ کہتے تھے۔

عظیم ترین عبادات میرے نزدیک تین ہیں:

❶...... کہ آپ اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کو رد نہ کیجئے۔

❷...... اللہ کے سوا کسی اور سے کوئی حاجت نہ مانگئے۔

❸...... اس سے کوئی چیز ذخیرہ نہ کیجئے۔

محمد بن احمد بن شمعون کا ارشاد:

۲۳۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا۔ محمد بن احمد بن شمعون سے جب کہ ان سے رضاء کے بارے

● (۲۳۱)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۹/ ۳۶۲ و ۳۶۳) من طريق سعيد بن عثمان الخياط عن ذي النون الثلاثة الأولى فقط أثناء حديث طويل

پوچھا گیا تھا (کہ اللہ سے راضی ہونے کی کیا حقیقت ہے) انہوں نے جواب دیا۔ (کہ اس کی تین صورتیں ہیں) اللہ کے ساتھ راضی ہونا۔ اللہ سے راضی ہونا اللہ کے لئے راضی ہونا۔ اللہ کے ساتھ راضی ہونا یہ ہے کہ وہی مدبر ہے وہی مختار ہے اور اس سے راضی ہونا یہ ہے کہ وہی تقسیم کرنے والا ہے۔ وہی عطاء کرنے والا ہے اور اس کے لئے رضا یہ ہے کہ۔ وہی الٰہ ہے وہی رب ہے۔

ابن فرجی کا ارشاد:

۲۳۴:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن نے کہ انہوں نے سنا منصور بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عباس بن یوسف شکلی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن فرجی سے وہ کہتے تھے کہ رضا کے مفہوم میں تین اقوال ہیں:

❶......اپنی پسند کو ترک کرنا۔

❷......قضاء کے گذر سے دل کا سرور۔

❸......اپنے نفس سے تدبیر کو ساقط کرنا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے خلاف فیصلہ دے۔

''ابو عثمان بیکندری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد'':

۲۳۵:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن نے کہ انہوں نے سنا ابوبکر بن شاذان سے کہتے تھے کہ ابو عثمان بیکندی سے رضا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

جو شخص پشیمان نہ ہو اس پر جو دینا کے اسباب میں سے اسے حاصل نہ ہو بلکہ اس سے رہ جائے اور نہ ہی اس پر افسوس کرے نہ ہی اس پر افسردہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نصیحت:

۲۳۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو سعید مالینی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن محمد بن حسن نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابو العباس بن حکمویہ رازی نے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا یحیٰی بن معاذ رازی سے وہ کہتے تھے۔

اے آدم کے بیٹے اس غیر موجود شئی پر افسوس نہ کر جو مر کر بھی تجھے نہ مل سکے اور اس موجود شئی پر نہ اترا جب موت تیرے ہاتھوں میں نہ رہنے دے۔

۲۳۷:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے سفیان سے انہوں نے سماک سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

لکیلا تأسو علی مافاتکم و لا تفر حوا بما اتاکم. (الحدید ۲۳)

تاآنکہ افسوس نہ کرو تم اس پر جو تم سے رہ جائے اور تاآنکہ تم نہ اتراؤ اس پر جو کچھ تمہیں وہ دے دے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہر انسان خوش بھی ہوتا ہے اور غمگین بھی۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ جس وقت اسے مصیبت پہنچے اس کو صبر بنادے اور اگر اسے خیر و بھلائی ملے تو اس کو شکر بنادے۔

---

(۲۳۷)...... اخرجه الحاكم فی المستدرک (۴۷۹/۲) من طریق سفیان به و صححه الحاکم و وافقه الذهبی و عزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱۸۷/۶) لابن أبی شیبة و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و الحاکم و صححه و المصنف فی الشعب.

امام بیہقیؒ کا قول:

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول سے اس آیت کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حزن وغم سے مراد ہے زبردستی ناراض ہونا اور گالی گلوچ کرنا ہے اور فرح وخوشی سے مراد اترانا اور اکڑنا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا تقوے پر مبنی نصیحت آمیز واقعہ

۲۳۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابو محمد حسن بن ابوالحسن عسکری نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے۔ محمد بن احمد بن عبدالعزیز عامری نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن صدقہ محال نے انہوں نے فرمایا:

کہ میں اخمیم شہر میں حضرت ذوالنون مصری ے ساتھ گیا ہوا تھا۔ انہوں نے وہاں پر کھیل کود کی اور ڈھول بجنے اور بڑائی کرنے یا اترانے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر کے کسی آدمی کے ہاں شادی ہو رہی ہے اور دوسری جانب انہوں نے رونے چیخنے اور بلبلانے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے عمر بن صدقہ (وہ لوگ جو شادی پر غیر شرعی کام کر رہے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کی نعمتیں عطا کی گئیں ہیں مگر ان کا شکر ادا نہیں کیا۔ (اور یہ دوسرے لوگ جو رو پیٹ رہے ہیں) ابتلاء اور آزمائش میں مبتلاء کئے گئے ہیں مگر انہوں نے صبر نہیں کیا۔ مجھ پر اللہ کی ناراضگی واقع ہو گی اگر میں اس شہر میں رات گذارلوں چنانچہ وہ اسی لمحے شہر اخمیم سے شہر فسطاط کی طرف نکل گئے۔ کیونکہ بے صبری اور ناشکری اللہ کی ناراضگی اور بے یاری و بے مددگاری کو لاتے ہیں اور صبر وشکر اللہ کی رضا اور نصرت کو۔ (از مترجم)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نماز تہجد میں بارگاہ الٰہی میں عجز پیش کرنا

۲۳۹:...... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابوالولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ بوشنجی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے، معمر نے بشر بن جابان صنعانی سے انہوں نے حجر بن قیس مدری سے انہوں نے کہا کہ میں نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے ہاں رات کو قیام کیا وہ رات نماز پڑھ رہے تھے اور زور سے قرأت کر رہے تھے۔ قرأت کے دوران جب وہ اس آیت پر پہنچے:

افرأیتم ماتمنون ءأنتم تخلقونه، ام نحن الخالقون۔ (الواقعہ ۵۸۔۵۹)

بھلا بتلاؤ جو تم شکم مادر میں منی کا قطرہ ڈالتے ہو کیا تم اس سے بچہ پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

(حضرت علی نے یہ پڑھنے کے بعد کہا) بلکہ آپ ہی اے رب پیدا کرنے والے ہیں۔ تین دفعہ یہی جملہ دہرایا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

افرأیتم ما تحرثون ءأنتم تزرعونه ام نحن الزارعون. (الواقعہ ۶۳۔۶۴)

بتلاؤ بھلا جو تم کھیتی کاشت کرتے ہو اسے تم لہلہاتے کھیت بنا لیتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں:

حضرت علی نے کہا۔ بلکہ تو ہی یہ کرتا ہے یارب تین بار یہی کہا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

افرأیتم المآء الذی تشربون. ءأنتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون. (الواقعہ ۶۸۔۶۹)

بھلا تم بتاؤ تو سہی یہ پانی جسے تم پیتے ہو کیا اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا ہم اتارنے والے ہیں۔

(پھر حضرت علی نے کہا۔ بلکہ یارب تو ہی یہ کرتا ہے تین بار یہی جملہ کہا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

افرایتم النار التی تورون اانتم انشأتم شجرتها ام نحن المنشئون. (الواقعہ ۷۱-۷۲)

بھلا تم لوگ بتلاؤ کہ یہ آگ یہ جسے تم سلگاتے ہو کیا اس کا درخت تم نے بنایا ہے یا کہ ہم بنانے والے ہیں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ یارب تو ہی ہے۔ تین بار یہی کہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پر مغز اور جامع دعا

۲۴۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق بن ابراہیم نے۔ کہ خبر دی ہے عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے جعفر بن برقان سے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یہ فرماتے تھے۔ اے اللہ میں تو ایسا ہوں یہ جو چیز میں ناپسند کرتا ہوں اس کو بھی ہٹا نہیں سکتا۔ اور جس چیز کی میں آرزو کرتا ہوں اس کے نفع کو حاصل کرنے کا بھی میں مالک نہیں ہوں۔ میرا معاملہ تو میرے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں خود بھی اپنے عمل کا رہن ہوں۔ مجھ سے بڑا فقیر کوئی نہیں۔ اے اللہ میرے دشمن کو میرے معاملہ میں خوش نہ فرما۔ اور میرے دوست کو میرے معاملے میں دکھ نہ پہنچا۔ اور میری مصیبت کو میرے دین میں واقع نہ فرما اور اس شخص کو مجھ پر مسلط نہ فرما جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

بعض اہل نظر کا قول:

۲۴۱۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اس چیز کے بارے میں جو ان کے سامنے پڑھا گیا بعض حضرات سے بطور حکایت کے کہ انہوں نے کہا تھا کہ دین کا کمال نیکی کی طاقت اور بدی سے رکنے کی طاقت سے بیزار ہونے اور سب چیز میں ہر چیز کے خالق مالک کی طرف رجوع ہونے میں ہے۔

حضرت سہل کا قول:

عبدالرحمٰن سلمی نے کہا کہ حضرت سہل نے فرمایا:

جس شخص نے (ازراہ خود پسندی) اپنے نفس کی طرف نظر رکھی وہ کامیاب نہیں ہوا۔

اور جس نے اپنے نفس کے لئے کسی حال کا دعویٰ کیا اس کا وہ دعویٰ پورا نہیں ہوا۔

مخلوق میں سے خوش نصیب وسعادت مند وہ ہے جس نے اپنے افعال واقوال سے نظر ہٹالی۔

اس شخص کے لئے فضل حاصل کرنے اور دوسروں کو فضل پہنچانے کا اور تمام افعال میں اللہ کے احسان کی رؤیت کا دروازہ کھولدیا جاتا ہے۔

اور مخلوق میں سے شقی اور بدنصیب وہ ہے جس کے اپنے افعال واقوال اس کی اپنی نظر میں اچھے لگیں اور وہ ان پر فخر کرے اور اپنے لئے ان کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اس کو ایک دن تباہ کردے گا۔

اگرچہ فی الوقت وہ تباہی سے بچارہا ہو کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کے بارے کیسے واقعہ بیان فرمایا ہے۔ (خصوصی طور پر یہ فقرہ قابل غور رہے)

انما اوتیته علیٰ علم عندی. (القصص ۷۸)

کہ یہ مال کثیر میرے اپنے اس علم کی بدولت ہے جو میرے پاس ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل کو یکسر بھول گیا تھا۔ اور اس نے اپنی ذات کے لئے فضیلت اور خوبی کا دعویٰ کرلیا لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی پاداش میں اسی مال وعلم سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ اور کتنے ہی شریروں کو اللہ نے (قارون کی طرح) زمین میں دھنسایا اس حال میں کہ وہ

شریر اپنے فضل کا ادعار کھنے والے اس ہلاکت اور زمین میں دھنس جانے کا شعور وادراک بھی نہیں کر سکے۔ اور اشرار کو زمین میں دھنس دینا (دراصل) حفاظت کو ختم کر دینا ہے اور گناہوں سے ہٹنے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت کے حوالے کرنا ہے۔

اور چوڑے چوڑے دعووں کے ساتھ زبان کھولنا۔ اور اللہ کے فضل اور اس کی عنایت سے اندھا بن جانا۔ اور اللہ کے انعام اور احسان پر شکر نہ کرنا (جب یہ کیفیات آجائیں تو یہی زوال کا وقت ہوتا ہے۔ یعنی ایسا انسان ہمیشہ کے لئے ان خرابیوں کی بدولت زوال سے دو چار ہو جاتا ہے۔

۲۴۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے۔ ابوبکر محمد بن جعفر ادمی قاری نے کہ ہمیں بات بتائی ابوالعیناء نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے۔

عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید ہمدانی نے ہمیں بات بیان کی ہمارے والد سے انہوں نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے محمد بن اشعث کندی سے انہوں نے کہا کہ ہر شے کے لئے غلبہ اور حکومت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حماقت کے لئے بھی عقل پر غلبہ اور حکومت ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ غلبہ اس کے لئے ہے کہ قضاء وقدر جس کی موافقت کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وتلک الایام نداولها بین الناس. (آل عمران ۴۰)

یہی ایام ہیں ہم جنہیں لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں۔

۲۴۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن حمش سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے۔

کہ جب تو اپنے رب کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کا دیا ہوا رزق بھی نہ کھا۔

جب تو اس کی منع کی ہوئی بات سے باز نہیں آتا تو اس کی حکومت سے باہر نکل جا جب تو اس کے فعل سے راضی نہیں ہے تو تو رب بھی اپنے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا تلاش کر لے جب اس کی نافرمانی کرتا ہے تو ایسی جگہ چلا جا جہاں وہ تجھے نہ دیکھے۔

ابراہیم بن حمش زاہد کا قول:

۲۴۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا تھا ابومنصور صوفی سے جو کہ ابراہیم بن حمش زاہد کے نور سے ہوتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے نانا سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ۔ قضا ہنستی ہے۔ حفاظتی تدبیر پر۔ موت ہنستی امید و آرزو پر تقدیر ہنستی ہے تدبیر پر۔ نصیب اور قسمت ہنستی ہے کوشش اور غنی ہونے پر۔

بعض اہل نظر کے منظوم ارشادات

۲۴۵:...... ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے شعر سنائے اور کہا کہ مجھے شعر سنائے تھے ابومحمد حسین بن علی علوی شہید نے انہوں نے کہا کہ مجھے المثنی نے اپنے یہ ذاتی شعر سنائے تھے۔

وبعين مفتقر اليک رأيتني فهجرتني ونزلت بی من حالق.

(اے میرے مالک) اپنی بارگاہ میں اٹھی ہوئی میری محتاج وسائلی نظروں کو دیکھ کر آپ نے جدا کر دیا ہے اور میرے ساتھ مصیبت اتر پڑی ہے۔

لست الملوم انا الملوم لا ننی. انزلت حاجاتی بغير الخالق.

آپ کے اوپر کوئی ملامت نہیں ہے ملامت تو مجھ پر ہے اس لئے کہ میں نے اپنی حاجات غیر خالق و مالک کے آگے پیش کر دیں۔

''عمرو زاہد کا ارشاد'':

۲۴۶ ......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب ماموںی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا عمرو زاہد سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شعر کہتے تھے:

واذا سمعت بان مجدوداً حوى. عوداً فاثمر فى يديه فصدق.

جب آپ یہ بات سنیں کہ کٹی ہوئی سیاہ لکڑی اس کے ہاتھوں میں پھل آور ہوگئی ہے تو اس بات کی تصدیق کر دے۔

واذا سمعت بان محروماً اتى. مآءً ليشربه فغاض فحقق.

اور جب آپ یہ سنیں کہ کوئی نام کام (پیاسا انسان) پانی کی پاس آیا ہے پینے کے لئے اور وہ نیچے ہو گیا اور خشک ہو گیا تو مان لے۔

ومن الدليل على القضاء وكونه بؤس اللبيب وطيب عيش الاحمق.

یہ بات قضاء کے ہونے اور وجود کے دلائل میں سے ہے کہ عقلمند بھوکا رہتا ہے اور بے وقوف عیش کرتا ہے۔

عبد اللہ بن شبیب کا ارشاد:

۲۴۷:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ابو الصقر احمد بن فضل کاتب نے ہمدان میں کہ ہمیں شعر سنائے تھے احمد بن یحییٰ ثعلب نے انہوں نے کہا ہمیں شعر بیان کئے عبد اللہ بن شبیب نے۔

ليس اختيار ولا عقل ولا ادب. يجدى عليك اذا لم يسعد القدر.

جب تقدیر معاونت نہ کرے تو نہ بزرگی فائدہ تجھے دے گی نہ علم نہ ہی عقل۔

مايقضه الله لا يعييك مطلبه. والسعى فى نيل مالم يقضه عسر.

اور جس چیز کا اللہ فیصلہ کر دے اس کی تلاش تجھے نہیں تھکائے گی۔ اور جس چیز کا اس نے فیصلہ نہ کیا ہو اس کے حصول کی کوشش بھی گراں ہوتی ہے۔

كم مانع نفسة ارابها حذراً. للفقر ليس له من ماله ذخر.

بہت سے لوگ اپنے نفس کو فقر کے خوف سے اس کی خواہشات پوری کرنے سے باز رکھتے ہیں مگر پھر بھی ان کے پاس مال جمع نہیں ہوتا۔

ان كان امساكه للفقر يحذره فقد يعجل فقراً قبل يفتقر.

احمد بن عبید اللہ دارمی کا ارشاد:

۲۴۸:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر سنانے تھے ابو عمرو محمد بن احمد بن اسحٰق نحوی نے اس نے کہا ہمیں شعر سنائے تھی احمد بن عبید اللہ دارمی نے انطاکیہ میں۔ اپنے کلام میں سے۔

يا لأم الدهر على مابنا. لاتلم الدهر على غدره.

ہمارے ساتھ جو گذر رہی ہے اس پر زمانے کو اے ملامت کرنے والے، زمانے کو اس کی بے وفائی اور دھوکے پر ملامت نہ کر۔

فالدهر ما مور له امر. ينصرف الدهر الى امره.

اس لئے کہ زمانہ کو تو حکم ملا ہوا ہے (وہ مجبور ہے) اس کے حکم دینے والا موجود ہے جو زمانے کو اپنے حکم کی طرف پھیرتا ہے۔

تم كافر بالله اموا له' تذداد اضعافاً على كفره.

بہت سے اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے کافر ہیں جن کے مال دوگنے چوگنے بڑھ رہے ہیں ان کے کفر کے باوجود بھی۔

ومؤ من ليس له دانق. يزداد ايماناً على فقره.

اور بہت سے مؤمن ایسے ہیں جن کے پاس کوئی پائی پیسہ نہیں بلکہ وہ اپنے فقر کے باوجود ایمان میں بڑھ رہے ہیں۔

لا خير في من لم يكن عاقلاً. يبسط رجليه علىٰ قدره.

اس شخص میں کوئی اچھائی نہیں ہے وہ عقلمند نہیں ہوتا۔ جو تقدیر کے آسرے پر پیر پسار لیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد:

۲۴۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے اس نے کہا مجھے خبر دی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے۔ محمد بن عبد السلام نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتلائی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے ابو معاویہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے اعمش نے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا قصہ ذکر فرمایا یعنی ان کے سفر کے بارے میں فرمایا وہ جنگل میں سفر کر رہے تھے اچانک پانی کی ضرورت پیش آئی لہذا ھد ھد پیش ہو گیا اور زمین پر ٹھوکریں مارنے لگا اور اس نے پانی کا مقام پالیا۔ اتنے میں جنات آ گئے انہوں نے اس مقام مقام کو پوچھیل دیا جیسے جانور کی کھال اتاری جاتی ہے لہذا انہوں نے پانی حاصل کر لیا۔

نافع بن ازرق نے کہا۔ ٹھہریئے ذرا۔ آپ نے ھد ھد کو دیکھا ہے کہ وہ آ کر زمین کو ٹھوکریں مارتا ہے اور وہ پانی کا مقام پالیتا ہے۔ اور جب وہ شکار کے جال کے پاس آتا ہے تو اسے نہیں دیکھتا یہاں تک کہ وہ اس کے گلے میں پھنس جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول:

فرماتے ہیں:

ان القدر اذاجاء حال دون البصر.

تقدیر جب آتی ہے نظروں کے آگے حائل ہو جاتی ہے۔

۲۵۰:...... میں نے سنا ابو عبد الرحمٰن سلمی سے وہ فرماتے تھے میں نے سنا حسن بن احمد بن موسیٰ قاضی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ترمذی سے وہ کہتے تھے۔

اذا جاء القدر عمى البصر. واذاجاء الحين غطى العين.

جب تقدیر آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اور جب موت آتی ہے تو آنکھوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

ابو عمرو زاہد کا ارشاد:

۲۵۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر بتائے ابو الحسین محمد بن احمد بن ثابت بغدادی نے انہوں نے کہا ہمیں شعر سنائے ابو عمرو زاہد نے۔

اذا ارادالله امراً بامرى. وكان ذارأى وعقل وبصير.

جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتے ہیں، اور وہ صاحب رائے صاحب عقل وصاحب بصیرت ہوتا ہے۔

وحلية يعملها في كل ما. ياتي به محتوم اسباب القدر.

اس کو ایسی تدبیر سکھاتا جسے وہ ہر اس چیز میں بروئے کار لاتا ہے جس کے ساتھ تقدیر کے حتمی اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔

اغراه با لجهل واعمیٰ عینه . فسله عن عقله سل الشعر .

جہالت میں واقع کرتا ہے اس کو اور اندھا کر دیتا ہے اس کی آنکھ کو۔ اس کی عقل کو ایسے کھینچ لیتا ہے جیسے بال کھینچا جاتا ہے۔

حتیٰ اذآ انفذفیه حکمه . رد علیه عقله لیعتبر .

یہاں تک کہ جب اس میں اپنے حکم کو جاری کرتا ہے۔ تو اس کی عقل بھی واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ نصیحت عبرت حاصل کرے۔

محمود بن حسن وراق کا ارشاد:

۲۵۲:......استاذ ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب نے شعر بیان کئے انہوں نے کہا۔

مجھے شعر بیان کئے ابوجعفر بن محمد بن صالح اوبری نے انہوں نے کہا ہمیں شعر سنائے۔

حماد بن علی بکراوی نے۔ اور یہ شعر محمد بن حسن وراق کے ہیں۔

توکل علی الرحمن فی کل حاجة . اردت فان الله یقضی ویقدر .

اپنی ہر ہر حاجت اور مراد میں رحمٰن پر بھروسہ کیجئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تقدیر وقضا کا مالک ہے۔

متی مایرد ذوالعرش امرابعبده . یصبه وما للعبد مایتخیر .

جس وقت عرش کا مالک اپنے بندکے کے ساتھ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ اسے یہ پہنچ جاتی ہے اور بندے کے لئے کوئی پسند واختیار نہیں ہے۔

وقد یهلک الانسان من وجه امنه . وینجو بحمدالله من حیث یحذر .

کبھی انسان امن کے طریقہ سے بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بحمد اللہ خطرے کی جگہ سے بھی نجات پالیتا ہے۔

ابوالفوارس جنید طبری کا ارشاد:

۲۵۳۔ استاد ابوالقاسم نے کہا کہ مجھے شعر سنائے ابوالفوارس جنید بن احمد طبری نے۔

العبد ذوضجر والرب ذالقدر . والدهر ذو دول والرزق مقسوم .

بندہ مقام کی تنگی اور رب تقدیر کا مالک ہے۔ اور زمانہ ڈول اور بادلوں والا ہے اور رزق تقسیم شدہ ہے۔

والخیرا جمع فیما اختار خالقنا . وفی اختیار سواه اللوم والشوم .

ہر چیز اسی میں جمع ہے جو ہمارے خالق نے انتخاب فرمایا ہے۔ اور اللہ کے انتخاب کے ماسوا انتخاب میں خوف اور ملامت اور انجام کی خرابی اور نحوست ہے۔

---

(۲۵۳)...... مختصر شعب الإیمان ص ۲۵

باب نمبر ۶

ایمان کا چھٹا شعبہ
یوم آخرت کے ساتھ ایمان

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
کہ یوم آخرت کے ساتھ ایمان کا مطلب ہے اس بات کی تصدیق کرنا کہ ایام دنیا کے لئے آخر ہے اور انتہا ہے۔ یعنی یہ دنیا ٹوٹ جانے والی ہے، اور اس جہان دنیا کی بناوٹ ایک دن ٹوٹ پھوٹ کر تباہ ہو جانے والی ہے۔ اور اس کی ترکیب ایک وقت تحلیل ہونے والی ہے۔ حقیقت میں دنیا کے ختم ہو جانے کے اعتراف میں دنیا کی ابتدا ہونے کا بھی اعتراف ہے۔ کیونکہ اگر یہ عالم قدیم ہوتا اس کی ابتدا نہ ہوتی تو نہ فنا ہوتا اور نہ یہ تبدیل ہوتا۔

آخرت کا عقیدہ رکھنے اور اس کے بارے میں شرح صدر حاصل کرنے میں وہ بات ہے جو اللہ سے ڈرنے کی فضیلت پر ابھارتی ہے۔ اور یہ کہ دنیا کی طرف میلان کم رکھے۔ اور دنیا کی مصیبتوں اور غموں کو حقیر سمجھے۔ اور ان پر صبر کرے۔ اور خواہشات کے پریشان کرنے پر صبر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو جزاء اور ثواب ہے اس کے ساتھ یقین رکھے اور اس پر اجر کے حصول کی نیت و ارادہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

ومن الناس من یقول امنا با للہ و با لیوم الاخر و ماھم بمؤمنین. (البقرہ ۸)
لوگوں میں سے کچھ وہ لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آخرت کے دن کے ساتھ بھی حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔

اور ایک ارشاد ہے:

قاتلوا الذین لایؤمنون با للہ و لا با لیوم الاخر. (التوبہ ۲۹)
جہاد کرو ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

ان کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ہم نے حضرت ابن عمر والی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں جب کہ آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا تھا:

ان تومن با للہ وملائکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر وتومن با لقدر خیرہ و شرہ.
یہ کہ تو اللہ پر ایمان لا۔ اور اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ۔ اور تو ایمان لا اچھی اور بری تقدیر کے ساتھ۔

۳۵۳: ...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن محمد صوفی نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے۔ عبدالصمد بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے عبداللہ بن یزید نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پھر وہی مذکورہ حدیث ذکر فرمائی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کے ذریعے خبر دی ہے کہ وہ اس کو فنا کر دے گا جو کچھ دھرتی پر ہے۔ اور اس دھرتی کو دوسری دھرتی سے تبدیل کر دے گا اور یہ خبر دی ہے کہ سورج لپیٹ دیا جائے گا اور سمندر آگ بنا دیئے جائیں گے۔ اور ستارے بکھر جائیں گے آسمان پھٹ جائے گا، اور پگھلے ہوئے تانبے کی شکل ہو جائے گا۔ پھر ایسے لپیٹ دیا جائے گا جیسے کوئی تحریر لپیٹی جاتی ہے۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ اور چھوڑ دے گا زمین چٹیل میدان۔ نہ دیکھو گے اس میں کوئی ٹیلہ اور نہ ہی کوئی بلندی، اور یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ جیسے اس کے بارے حدیث شریف آچکی ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اس کا قول برحق ہے۔

شیخ حلیمی نے فرمایا۔

کہ "الساعۃ" جس کا ذکر قرآن میں مکرر آیا ہے وہ دو طرح پر ہے۔

اول:۔ دنیا کی ساعات میں سے آخری ساعت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یسئلونک عن الساعة ایان مرسها (اعراف ۱۸۷)

(اے پیغمبر یہ لوگ) آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔

یہ سوال اسی دنیا کی آخری ساعت کے بارے میں ہے۔ اس لئے کہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

لاتاتیکم الا بغتة

کہ وہ تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گی۔ (سورۃ اعراف ۱۸۷)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما یدریک لعل الساعة تکون قریبا (الاحزاب ۶۳)

اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔

دوم:۔ آخرت کی ساعات میں پہلی ساعت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویوم تقوم الساعة (سورۃ الروم ۵۵)

جس دن ساعت (قیامت قائم ہوگی۔)

یعنی جس دن وہ لوگ اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں پڑے ہیں۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یقسم المجرمون مالبثوا غیر ساعة (روم ۵۵)

جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے۔ کہ وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔

اسی طرح اور آیت میں ارشاد ہے۔

ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (غافر ۴۶)

جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تحقیق قرآن اس بات کے ساتھ ناطق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی اور نہ ہی اس بات کو اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایک جانتا ہے۔

(اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر نہیں جانتے تھے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟)

بعثت انا و الساعة کهاتین.

میں بھیجا گیا ہوں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح (جیسے شہادت کی اور بیچ کی انگلی ملی ہوئی ہیں)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے آپ جانتے تھی کہ قیامت کب قائم ہوگی) (تو اس کا جواب یہ ہے) کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں میرے بعد قیامت ہی آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ قریب ہے اس لئے کہ اس کی اشراط میرے اور قیامت کے درمیان متواتر اور مسلسل ہوں گی۔ ہاں پہلی اور آخری شرط کے مابین کتنا وقت ہے۔ وہ نا معلوم ہے۔ ہم نے کتاب البعث والمنشور۔ میں وہ تمام اخبار واحادیث ذکر کردی ہیں جو قیامت اور اس کی علامات کی بابت وارد ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں ان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

ہم نے شعیب بن حمزہ سے۔ ابی زناد سے۔ اعرج سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت ضرور قائم ہوگی حالانکہ دو آدمی خرید و فروخت کرنے کے لئے کپڑے کے تھان کو پھیلائیں گے۔ وہ ابھی تک اس کا سودا کر کے تھان نہیں لپیٹ سکیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

قیامت ضرور قائم ہوگی۔ حالانکہ کوئی آدمی اپنے پانی کے حوض کو پلاستر کر رہا ہوگا وہ اس سے پانی نہیں پی سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور قیامت ضرور قائم ہوگی۔

حالانکہ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر اونٹنی کے نیچے سے ہٹے گا وہ اسے پی نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ کھانے پینے بیٹھا ہوا بندہ لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا وہ اسے کھا نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

۲۵۵:...... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے آخری دو روایتوں کے بارے میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے۔ محمد بن خالد نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے بشر بن شعیب نے اپنے باپ سے پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو صحیح بخاری میں ابوالیمان سے اس نے شعیب سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم نے اس کو حدیث سفیان سے انہوں نے ابوزناد سے روایت کیا ہے۔ ❶

---

❶...... آخر الجزء الثالث من المخطوط يتلوه إن شآء الله الجزء الرابع "السامع من شعب الإيمان"

(۲۵۵)...... أبو الزناد: عبدالله بن ذكوان: والأعرج هو عبدالرحمن بن هرمز.

أخرجه البخاري (۱۳/ ۸۱ فتح) عن أبي اليمان. به، ومسلم (۴/ ۲۲۷۰) عن زهير بن حرب عن سفيان بن عيينه عن أبي الزناد. به.

باب نمبر ۷

ایمان کا ساتواں شعبہ
موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے زمین سے نکل پڑنے پر ایمان

دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں قرآنی آیات بکثرت ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قرآن سے استدلال

(۱)......زعم الذين كفروا ان لن يبعثوا. (تغابن ۷)

جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔

(۲)......قل الله يحييكم ثم يميتكم. (الجاثیہ ۲۶)

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جان بخشتا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔

(۳)......افحسبتم انما خلقنكم عبثا و انكم الينا لاترجعون. (المؤمنون ۱۱۵)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ نہیں آؤ گے۔

حدیث سے استدلال

ہم نے مطر الوراق سے روایت کیا ہے اس نے عبداللہ بن بریدہ سے اس نے یحییٰ بن یعمر سے اس نے حضرت ابن عمر سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ایمان کے بارے میں حضرت عمر کہتے ہیں کہ سائل نے کہا یارسول اللہ ایمان کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور پوری تقدیر کے ساتھ۔

۲۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن محمد اشنانی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے مطر سے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

اور وہ مسلم شریف میں منقول ہے۔

مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے عقیدے کی تشریح

دوبارہ اٹھنے پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ اور ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ مردہ اجسام کے چورے کو اور ذرات کو دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے گا۔ اور ان کے وہ ذرات جو دریاؤں اور سمندروں میں بکھر گئے تھے، جو درندوں وغیرہ کے پیٹوں میں چلے گئے تھے جمع کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ انسان اپنی پہلی شکل وصورت پر کھڑا ہو جائے گا۔ پھر تمام انسانوں کو زندہ کر کے جمع کرے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ تمام لوگ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہوں گے چھوٹے بھی بڑے بھی۔ یہاں تک کہ وہ کچے ضائع ہونے والے حمل بھی جن کی خلقت مکمل ہو چکی تھی اور روح پڑ چکی تھی۔ اور وہ بھی جن کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تھی۔ یا روح نہیں پڑی تھی بالکل بھی وہ بھی اور تمام مردے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک جیسے ہیں۔

---

(۲۵۶)...... أخرجه مسلم (۱/۳۶) من طريق عبدالله بن بريدة عن يحيى بن يعمر. به.

واللہ اعلم۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔قیامت کی صفت کے بارے میں:

ان زلزلة الساعة شئی عظیم. یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها. (الحج ۲)

بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے جس دن اس کو پہنچیں گے ہر دودھ پلانے والی ماں اپنے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ساقط کر دے گی۔

تحقیق انیق

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) مذکورہ آیت میں مذکور حمل والیوں سے مراد وہ حمل والیاں ہیں۔(جو حاملہ ہوگئی) تھیں اور ان کی دنیا میں وضع حمل نہیں ہوئی تھی۔جب وہ زندہ کر کے اٹھائی جائیں گی تو قیامت کے ہولناکی کی وجہ سے اپنے ان حملوں کو ساقط کر بیٹھیں گی۔پھر اگر وہ حمل دنیا میں زندہ تھے تو قیامت میں وہ ان کو زندہ ہی گرا دیں گی اور ان پر موت مکرر نہیں آئے گی اور اگر وہ حمل دنیا میں ایسے تھے کہ ابھی ان میں روح نہیں پڑی تھی تو مائیں ان کو مردہ ہی گرا دیں گی جیسے وہ دنیا میں بے جان تھے۔اس لئے کہ زندہ کرنا حیات کا اعادہ کرنا ہے اس کی طرف جو زندہ تھا پھر مار دیا گیا۔اور جس کا دنیا کی زندگی میں کوئی حصہ نہیں تھا اس کا آخرت کی زندگی میں بھی کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

قرآن مجید سے زندہ ہو کر اٹھنے کا اثبات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی کئی آیات میں بعث بعد الموت کے اثبات کو ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک آیت یہ بھی ہے۔

(۱)......**اولیس الذی خلق السماوات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم** (یٰس ۸۰)

کیا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین (جیسی بڑی بڑی مخلوقات) پیدا فرمائیں کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان انسانوں کو پہلے کی طرح پیدا کر ڈالے۔

اور ارشاد فرمایا:

(۲)......**اولم یروان اللّٰه الذی خلق السموات والارض ولم یعی بخلقهن بقادر علی ان یحیی الموتیٰ؟ بلیٰ انه علی کل شئی قدیر.** (احقاف ۳۳)

کیا ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ وہ اللہ جس نے زمین آسمان بنائے اور وہ ان کو بنانے میں تھکا بھی نہیں وہ اس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے ہاں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کرنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے ارض وسماء کو پیدا کرنے کی تمثیل سے ثابت فرمایا ہے حالانکہ وہ اپنے جسم کے اعتبار سے انسانوں سے بہت بڑے ہیں (تو جو ذات اتنی بڑی مخوق پیدا کر سکتی ہے اس کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔

تخلیق اول سے دوسری تخلیق پر استدلال

اور ارشاد ہے:

(۳)......**قال من یحی العظام وهی رمیم قل یحیها الذی انشاء ها اول مرة وهو بکل خلق علیم.** (یٰس ۷۸)

کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ آپ فرما دیجئے وہی ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلی تخلیق کو دوسری تخلیق کے لئے دلیل بنایا ہے کیونکہ یہ بالکل اسی جیسی ہے۔

پھر مزید ارشاد فرمایا:

سرسبز درخت سے آگ کی تخلیق سے قدرت پر احیاء اموات پر استدلال۔

الذی جعل لکم من الشجر الا خضر ناراً فاذا انتم منه توقدون. (یٰس ۸۰)

اور وہ وہی ذات عالی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا فرمائی ہے اور تم اسی سے آگ جلاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے آگ کے ظہور کو آگ کی حرارت اور خشکی کے باوجود اور درخت کے سرسبز ہونے اور تروتازہ ہونے کے باوجود۔ پیدا کرنے کو دلیل بنایا ہے پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں میں نئی حیات پیدا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی کئی کئی آیات کے اندر مردوں کو زندہ کرنے پر زمین کی مثال دے کر ہم لوگوں کو متنبہ فرمایا ہے۔

کہ زمین زندہ ہوتی ہے اور پودے اور کھیت کی نشوونما کرتی ہے اور پھل دار کرتی ہے، پھر وہ مر جاتی ہے اور ایسی ہو جاتی ہے کہ اب وہ بالکل کچھ نہیں آگائے گی اسی طرح ایک عرصہ تک لوگوں کے قدموں تلے روندی جاتی رہتی ہے پھر اس پر جب پانی پڑتا ہے تو پھولتی اور حرکت کرتی ہے اور پھر زندہ اور آباد ہو جاتی ہے اور پھر سب چیز کو اگاتی اور اس کی نشوونما کرتی ہے۔ حالانکہ اس سارے عمل میں اس کی موت وحیات پھر موت پھر حیات کا فاعل حقیقی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ اس تسلسل پر قادر ہے تو اس کو کون سی چیز عاجز کر سکتی کہ وہ انسان کو مار دینے اور زندگی کے تمام آثار چھین لینے کے بعد پھر دوبارہ اس کو زندہ کر دے اور پھر ویسا ہی بنا دے جیسا کہ وہ پہلے سے تھا۔ اور اسی خالق و مالک نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے نطفہ کے زندہ کرنے پر جو کہ بے جان تھا پھر اسی نے اس سے زندہ اور چلتا پھرتا انسان بنا دیا لہٰذا اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

کیف تکفرون با لله و کنتم امواتا فاحیا کم. (البقرہ ۲۸)

تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرو گے حالانکہ تم بے جان تھے سو اسی نے تمہیں جان بخش دی۔

یعنی باپ کی پشتوں اور ماں کے رحموں میں نطفے تھے اسی سے تمہیں اس نے چلتے پھرتے کام کاج کرتے انسان بنا دیا۔ اور ارشاد فرمایا:

الم نخلقکم من مآء مهین. فجعلناه فی قرار مکین الی قدر معلوم. فقدرنا فنعم القدرون. (المرسلت ۲۰۔۲۳)

کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر سے پانی سے نہیں بنایا؟ ہم نے اس پانی کو ایک محفوظ جگہ میں ایک خاص وقت تک ٹھہرایا سو ہم نے (اس کے تمام مراحل) کا ایک خاص اندازہ مقرر فرمایا اور ہم ہی بہتر اندازے اور قدرت کے مالک ہیں۔

اس نے انسانوں کو آگاہ کر فرمایا کہ جب وہ باپ کی پشت سے نطفے کو نکالتا ہے تو وہ بے جان ہوتا ہے مردہ ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کو رحم مادر میں زندہ کرتا ہے۔ جس کو پیدا کرنا ہوتا ہے اس سے پیدا کرتا ہے اور اس میں حیات کی ترکیب کرتا ہے، یہ مردہ اور بیجان کو زندہ کرنا روزمرہ کے لوگوں کے مشاہدہ میں ہے جو ذات اس زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔ وہ اس بات سے عاجز نہیں ہے کہ وہ اس کو موت دے دے پھر وہ اس کو دوبارہ زندہ کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو ایک دوسری آیت میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور ارشاد ہوا۔

تخلیق انسان، اور تخلیق شجر اور کھیت سے مسئلہ بعث بعد الموت پر استدلال

الم یک نطفة من منی یمنیٰ. ثم کان علقة فخلق فسوی. فجعل منه الزوجین الذکر والانثی
الیس ذالک بقدر علیٰ ان یحیی الموتیٰ. (القیامہ ۳۷۔۴۰)

کیا انسان (پانی کی بوند یعنی) نطفہ نہیں تھا منی کا جو ٹپکایا گیا؟ پھر وہ خون کی پھٹکی تھا سو اس کو اللہ تعالیٰ نے متناسب اعضا والا بنایا۔ پھر اس سے مرد اور عورت کے جوڑے بنائے کیا وہ اللہ (جو ان تمام امور پر قادر ہے) کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اس مسئلہ بعث بعد الموت پر دانہ اور گٹھلی کی پیدائش کے ساتھ متنبہ فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

ان اللہ فالق الحب والنویٰ. یخرج الحی من المیت (انعام ۹۵)

جب کہ اللہ تعالیٰ دانہ اور گٹھلی کو (اگانے کے لئے) چیرتا ہے، وہی زندہ چیز کو بے جان چیز سے پیدا کرتا ہے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ دانہ جب پورا ہو جاتا اور پک کر سوکھ جاتا ہے اور اس کے بڑھنے کے چانس ختم ہو جاتے ہیں یہی حال گٹھلی کا ہے کہ وہ بھی جب بڑی ہو کر بڑھنے سے رک جاتی ہے اور سوکھ جاتی ہے تو یہ دونوں چیزیں مردہ اور بے جان ہوتی ہیں، پھر جب دونوں کو زندہ اور تازہ زمین میں امانت رکھا جاتا ہے تو انہیں سے لمبے لمبے کھجور کے درخت اور لہلہاتے کھیت پیدا ہوتے ہیں جو کہ بڑھتے اور نشو ونما پاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی حد انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ اسی تمثیل میں داخل ہے انڈا بھی کہ وہ جب انڈا دینے والی چیز سے جدا ہو جاتا ہے تو اس پر بھی موت کا اور بے جان ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسی مردہ و بے جان انڈے سے زندہ اور جاندار پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نے کبھی غور فرمایا کہ یہ کہ یہ سب کچھ کیا ہے یہی ہے مردہ کو زندہ کرنا بے جان کو جاندار بنانا اور یہ امر ایسا ہے جو سب کے نظروں کے سامنے ہے سب کے مشاہدے میں ہے اور اس کا علم یہ یہی ہے جس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے۔ یہی دلیل ہے اس بات کی کہ جو ذات یہ مذکورہ تصرف کرتی ہے وہی ذات تمام انسانوں کو قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے حساب و کتاب کے لئے اپنے سامنے لا کھڑا کرے گی جس طرح اس کے لئے یہ مذکورہ امور کچھ مشکل نہیں ہیں بلکہ آسان ہیں اسی طرح اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا بھی کچھ مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے مسئلہ بعث پر استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو مردوں کے زندہ کرنے پر اس واقعہ کے ساتھ آگاہ فرمایا ہے جب اس نے ابراہیم علیہ السلام کو مردہ چیزوں کو زندہ کر کے دیکھایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی اطلاع ہم لوگوں کو قرآن مجید میں دی ہے۔ اور اس واقع کو تمام اہل ملل نے نقل کیا ہے۔

مسئلہ بعث بعد الموت پر حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت کو حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ مطلع فرمایا ہے جب وہ ایک ویران اور تباہ شدہ بستی سے گذرے تھے اور وہ بستی اپنی چھتوں پر گر چکی تھی۔ از راہ تعجب یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کہاں؟ اس کو زندہ کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سو سال تک موت کی نیند سلا دیا۔ پھر ان کو زندہ کر کے اٹھایا۔

مسئلہ بعث بعد الموت قوم عمالقہ کے ہزاروں افراد کی موت پھر زندگی سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت کو ہمارے لئے اس واقعہ کی تفصیل بیان فرما کر واضح فرمایا کہ جب بنی اسرائیل یا قوم عمالقہ کے

ہزاروں لوگ موت کے خوف سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگے تھے (مگر موت نہیں ٹلتی اپنے وقت پر آ جاتی ہے) اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم سب مر جاؤ لہٰذا وہ مر گئے پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے یہ واضح فرمایا جیسے میں نے ان ہزاروں کو زندہ کیا اسی طرح تمام اموات کو زندہ کروں گا۔

مسئلہ بعث بعد الموت پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے واقعہ سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت پر ہمیں آگاہی فرمائی ہے موسیٰ علیہ السلام کے ساحروں کے ساتھ مناظرے والے واقعہ کے ساتھ کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا لکڑی تھی اللہ نے اس کو سانپ بنا دیا۔ پھر پھر اللہ کے حکم سے اس کو موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہ لکڑی بن گئی۔ یعنی لکڑ کا سانپ کے ساتھ بدل جاتا پھر سانپ کا لکڑی سے بدل جانا پھر جادوگروں کے مقابلے کے وقت اس کا سانپ بن جانا اس کے بعد اس کا لکڑی بن جانا۔ اس واقعہ کو نقل کرنے میں تمام اہل ملک شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ جو اللہ ایک چیز کی ماہیت بدل دینے پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتا؟

بعث بعد الموت پر واقعہ اصحاب کہف سے استدلال

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے واقعہ سے مسئلہ بعث بعد الموت پر دلیل قائم فرمائی ہے۔

جن کے کانوں پر اللہ تعالیٰ نے تین سو سال کے عرصہ سے زیادہ عرصہ تک مہر ماردی (یعنی موت کی نیند سلا دیا) پھر ان کو زندہ کیا تاکہ ان کی قوم ان کے حالات پر مطلع ہونے کے بعد اس بات پر دلیل پکڑیں کہ وہ ان کو جس مسئلہ بعث بعد الموت سے ڈراتے رہے وہ حق ہے اور لاریب ہے۔

ہم نے اپنی کتاب "البعث والنشور" کے شروع میں اس مسئلہ کی شرح و تفصیل میں بہت سے ارشاد بھی نقل کر دیئے ہیں۔

باب نمبر ۸

ایمان کا آٹھواں شعبہ

''ایمان بالحشر''

قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا دھرتی کے اس مقام پر جمع ہونا جوان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)

جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا لوگ میدان حشر میں کھڑے رہیں گے۔ جب وہ وقت آ جائے گا جب اللہ تعالیٰ ان سے حساب لینے کا ارادہ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اور تمام اعمال نامے لائے جائیں گے جو کراماً کاتبین نے لکھے تھے لوگوں کے اعمال کے بارے میں۔ اور وہ لوگوں کو اس طرح دیئے جائیں گے کہ بعض کو سیدھے ہاتھ میں اور بعض کو الٹے ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے جن کو سیدھے ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے وہ سعید اور خوش نصیب ہوں گے۔ اور جن جن کو بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے ملیں گے وہ شقی اور بدنصیب ہوں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الا یظن اولئک انهم مبعوثون لیوم عظیم. یوم یقوم الناس لرب العلمین. (المطففین ۴-۵)

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے یعنی ایک بڑے سخت دن میں جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے اور واضح فرمایا کہ اس دن قیام کے علاوہ ان کی اور کوئی حالت نہ ہوگی۔

قیادت میں لوگوں کا پسینے میں ڈوبنا

۲۵۷:......ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ حسن علوی نے خبر دی ہے ہمیں ابو حامد نے اور وہ ابن شرقی ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ ذہلی نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن ابراھیم بن سعد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ میرے والد نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ نافع نے یہ کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

یقوم الناس یوم القیمة لرب العالمین حتی یغیب احدهم فی رشحه الی انصاف اذنیه

قیامت کے دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان اپنے کانوں کے نصف تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔

امام مسلم نے صحیح میں حدیث یعقوب سے اس کو روایت کیا ہے۔

قیامت میں سورج کا قریب ہو جانا

۲۵۸:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو بکر بن عبد اللہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے۔ ہمیں حدیث بیان کی حکم بن موسیٰ نے، ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حمزہ نے عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر سے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے سلیم بن عامر

(۲۵۷)......أخرجه مسلم (۲۱۹۶/۴) من طریق یعقوب. به.

نے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی مقداد بن اسود نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے قریب ہوگا جیسے ایک تہائی فرسنگ یا جیسے سرمہ کی سلائی۔ سلیم بن عامر نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ نے میل سے کیا چیز مراد لی ہے لیکن زمین کی مسافت یا سرمہ کی سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے۔ فرمایا کہ لوگ اپنے پسینے میں اپنے اپنے اعمال کے حساب سے غرق ہوں گے۔ بعض ان میں سے اپنے ٹخنوں تک، بعض گھٹنوں تک، بعض اپنی کمر تک اور بعض لگام لگائے جائیں گے پسینے کی یعنی منہ تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ مقداد نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ تک پسینے کا اشارہ کیا، اس کو مسلم نے صحیح میں حکم بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس سلسلے میں تمام احادیث کتاب البعث میں ذکر کر دی ہیں۔

اعمالنامہ سب کے گلے میں لٹکا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وکل انسان الزمنه طائره فی عنقه ونخرج له یوم القیمة کتابا یلقه منشوراً اقرأ کتابک کفا بنفسک الیوم علیک حسیباً . (سورۃ اسرائیل، ۱۳۔۱۴)

ہر انسان کے اعمال کا پرچہ (بصورت کتاب) ہم نے اس کی گردن میں لٹکا دیا ہے۔ ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک تحریر (وہ کتاب) نکالیں گے، جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ کہا جائے گا پڑھ لے تو اپنی کتاب تیرے نفس کے ساتھ تو ہی آج حساب کرنے والا کافی ہے۔

اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں

ایک اور ارشاد ہے:

ان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون ماتفعلون. (انفطار، ۱۰)

بے شک تمہارے اوپر محافظ مقرر ہیں جو عزت والے منشی ہیں، وہ جانتے ہیں تم جو کچھ کر رہے ہو۔

ہر بات کو فرشتے لکھتے ہیں

اور ارشاد ہے:

عن الیمین وعن الشمال قعیدٌ. مایلفظ من قول الالدیه رقیب عتید (ق، ۱۷۔۱۸)

دائیں اور بائیں جانب بیٹھتے ہیں لکھ رہے ہیں۔ انسان کسی بھی بات کا تلفظ نہیں کرتا مگر اس کے پاس نگران تیار بیٹھا ہے۔

اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے

اور ارشاد ہے:

هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ماکنتم تعملون (الجاثیہ۔۲۹)

یہ (کتاب) ہماری تحریر ہے جو تمہارے اوپر سچ بولتی ہے۔ بے شک ہم لکھ لیا کرتے تھے جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

---

(۲۵۸)......سلیم بن عامر هو: أبویحیی الخبائری.

أخرجه مسلم (۴/۲۱۹۶)، والترمذی (۲۴۲۱) من طریق عبدالرحمن بن یزید بن جابر. به وقال الترمذی صحیح.

اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ جو لوگ اپنے اعمال نامے پڑھیں گے تو وہ یہ کہیں گے:

مالھذا الکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا (الکہف ۴۹)

کیا ہوا اس کتاب کو نہ کسی چھوٹی کو چھوڑتی ہے نہ کسی بڑی بات کو بلکہ سب کو اس نے محفوظ کر رکھا ہے۔

اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں ملا تو حساب آسان ہوگا ورنہ مشکل ہوگا

جس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا:

ھاؤم اقرؤا کتابیہ انی ظننت انی ملاق حسابیہ فھو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیہ (الحاقہ ۱۹۔۲۳)

آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو میں یقین رکھتا ہوں کہ میں اپنے حساب کو ملنے والا ہوں۔ پس وہ شخص خوشی کی زندگی میں بہشت بریں میں ہوگا۔

واما من اوتی کتابہ بشمالہ فیقول یالیتنی لم اوت کتابیہ ولم ادر ماحسابیہ یالیتھا کانت القاضیۃ (الحاقہ ۲۵۔۲۷)

بہر حال جس شخص کو کتاب (اعمال نامہ) بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا ہائے افسوس کہ میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور میں یہ بھی نہ جان سکتا ہے کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش وہی موت ہی مجھ سے نمٹ لیتی۔ (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مر چکا ہوتا)۔

فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حساباً یسیرا وینقلب الی اھلہ مسرورا

وامامن اوتی کتابہ وراء ظھرہ فسوف یدعوا ثبورا. ویصلی سعیرا (سورۃ انشقاق ۷۔۱۲)

بہر حال جو شخص کہ اپنا اعمالنامہ اس کو سیدھے ہاتھ میں دیا گیا عنقریب آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش لوٹے گا۔ بہر حال جس شخص کو اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا وہ عنقریب ہلاکت (موت) کو پکارے گا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

لوگ جب ان صحیفوں کے ذریعے اپنے اپنے اعمال پر مطلع ہو جائیں گے تو انہیں کے ذریعے سے حساب لئے جائیں گے۔ یہ شاید اس لئے ہوگا کہ لوگ جب قبروں سے اٹھیں گے تو انہیں اپنے اپنے اعمال یاد نہیں ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یوم یبعثھم اللہ جمیعا فینبئھم بما عملوا احصاہ اللہ ونسوہ (مجادلہ ۶)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا پس خبر دے گا ان کو اس کی جو کچھ انہوں نے اعمال کئے تھے۔ اللہ نے ان کو یاد اور محفوظ کر رکھا تھا اور وہ اس کو بھول چکے تھے۔ لہٰذا جب وہ ان اعمال کو یاد کر کے ان سے واقف ہو جائیں گے، ان کے بارے میں حساب لئے جائیں گے۔

اور محاسبہ کی کیفیت کے بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں، جنہیں ہم نے اپنی کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔ بعض ان میں سے یہ ہیں:

لوگو آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور سے ہو

۲۵۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے کہ انہیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن شاکر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے خثیمہ بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے عدی بن حاتم سے، انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے۔ اللہ کے اور بندے کے درمیان نہ کوئی پردہ حائل ہوگا اور نہ ہی کوئی ترجمان ہوگا۔ چنانچہ انسان اپنے دائیں طرف دیکھے گا مگر کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ سوائے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ پھر بائیں جانب دیکھے گا مگر کچھ

بھی نظر نہیں آئے گا سوائے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ آگے دیکھے گا تو آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ لوگو آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہی سہی۔ اس کو بخاری نے صحیح میں۔ یوسف بن ابی موسیٰ بن ابی اسامہ نے نقل کیا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مکلفین کا حساب خود لے گا اور سب کو ایک ساتھ مخاطب کرے گا۔ ایک کے بعد ایک اور باری باری خطاب نہیں کرے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ہاں اہل رحمت کے ساتھ اس کی ہمکلامی ان کی بشارت وکرامت میں اضافہ کرے گا اور اہل عذاب کے ساتھ ہمکلامی ان کی حسرت اور ان کے خسارے میں اضافہ کرے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم اعهد اليكم يابنى ادم الاتعبدوا الشيطان انه لكم عدوّ مبين (یٰسٓ ۶۰)

اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔

علاوہ اس کے جتنے کتاب وسنت میں ارشادات آئے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخلوق کے محاسبہ کرنے کا حکم دیں گے وہ اللہ کے حکم کے ساتھ حساب لیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل ایمان کے حساب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لیں گے اور کفار کا حساب فرشتوں کے ذمے لگائیں گے۔ اور ظاہر کتاب وسنت جس چیز پر دلالت کرتے ہیں وہ وہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس بارے میں تمام اقوام میں سے صحیح ترین قول کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

جب حساب وکتاب مکمل ہو جائے گا تو پھر اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اس لئے کہ وزن کرنا جزا عطا کرنے کے لئے ہے۔

ابو یوسف زاہد کا قول:

۲۶۰:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبد اللہ سعد بن ابراہیم عبدوی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا ابراہیم بن ابی طالب سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا اپنے والد سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو سفیان زاہد سے:

وہ کہتے تھے میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ہمارے حساب کی ذمہ داری غیر اللہ کے ذمہ ہے۔ اس لئے کہ کریم ذات ہی درگذر کرے گی۔

فرشتے کیا معاف کر سکتے ہیں؟

۲۶۱:......ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی ہے حسین بن عمرو نے یحییٰ بن ہمان سے، انہوں نے کہا سفیان ثوری نے کہا:

میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ میرا حساب میرے والد کے سپرد ہو، اس لئے کہ میرا رب میرے لئے میرے والد سے بہتر ہے۔

''امام بیہقی کا قول'':

امام بیہقی فرماتے ہیں:

مذکورہ مفہوم ایک مسند حدیث میں مروی ہے۔ لیکن قوی خیال ہے کہ وہ موضوع روایت ہے۔ میں نے اس کے نقل کرنے کی جسارت نہیں کی تھی۔ پھر میں نے اسے مذکورہ حضرات کے ہاں شہرت کی بناء پر نقل کیا ہے۔ میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

---

(۲۵۹)......أخرجه البخاری (۱۶۲/۹) عن یوسف بن موسیٰ. به.

(۲۶۱)...... أخرجه البیهقی فی الشعب (۲۱۹/۲ ب) من طریق ابن أبی الدنیا أیضاً

ایک متروک الحدیث راوی سے اعرابی کا واقعہ

۲۶۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ''التاریخ'' میں کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابومحمد حسن بن محمد بن اسحٰق کے زہری نے، اس نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمد ذکریا غلابی نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد عیشی نے، انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے میرے والد نے اپنے چچا سے، انہوں نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے، انہوں نے سعید بن مسیّب سے، انہوں نے ابوہریرہ سے کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے کہا یارسول اللہ مخلوق کا حساب کون لے گا قیامت کے دن؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوب جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔ اعرابی نے سوال کیا واقعی اللہ تعالیٰ حساب لے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، ہاں اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔ تو اعرابی نے کہا، رب کعبہ کی قسم پھر ہم نجات پا جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، اعرابی وہ کیسے؟ اعرابی نے جواب دیا، اس لئے کریم جب قادر ہے تو وہ معاف کردے گا۔

۲۶۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن علی بن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے، پھر اس نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل بات ذکر کی ہے۔ اس میں محمد بن زکریا غلابی کا تفرد ہے۔ عبیداللہ بن محمد بن عائشہ سے اور غلابی خود بھی متروک الحدیث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ محاسبہ انبیآء اور شہداء کی شہادت کے ساتھ ہوگا۔

ارشاد فرمایا:

۱......وجیٓ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم با لحق وھم لایظلمون (الزمر ۶۹)

انبیاء اور شہداء کو لایا جائے گا اور لوگوں کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

قیامت میں رسولوں اور امتیوں سے ایک دوسرے کی بابت سوال ہونا ہے

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

۲......فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنابک علی ھؤلآء شھیدا (النسآء ۴۱)

اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ان پر بطور گواہ لائیں گے۔

اس دوسری آیت میں لفظ شہید یعنی گواہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس لئے کہ ہر امت کا گواہ اس امت کا اپنا نبی ہوگا اور پہلی آیت میں شہداء یعنی گواہوں سے مراد ظاہر یہی ہے کہ اعمال کے لکھنے والے فرشتے و کاتب مراد ہیں۔ ہر امت اور اس کا رسول حاضر کیا جائے گا اور قوم سے سوال کیا جائے گا کہ:

ماذا احبتم المرسلین؟

---

(۲۶۲)......أخرجه ابن النجار كما في كنز العمال (۳۹۷۴۹) عن أبي هريرة

(۲۶۳)......ميزان الاعتدال (۳/۵۵۰ رقم ۷۵۳۷) قال الذهبي : محمد بن زكريا الغلابي البصري الأخباري أبوجعفر عن عبدالله بن رجاء الغداني وأبي الوليد والطبقة وعنه أبو القاسم الطبراني وطائفة وهو ضعيف وقد ذكره ابن حبان في كتاب الثقات وقال : يعتبر بحديثه إذا روى عن ثقة وقال ابن منده تكلم فيه وقال الدارقطني يضع الحديث.

تم لوگوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟

اور رسولوں سے پوچھا جائے گا کہ:

ماذا اجبتم؟

تمہیں امتیوں سے کیا جواب ملا تھا۔

اللہ کے رسول جواب دیں گے:

لاعلم لنا انک انت علام الغیوب (مائدہ ۱۰۹)

ہمیں کوئی علم نہیں، بے شک تو ہی غیب کو جاننے والا ہے۔

(اس آیت کا مطلب ہے کہ) گویا کہ انبیاء و رسول بھول چکے ہوں گے کہ لوگوں نے ان کو کیا کیا جواب دیئے تھے اور ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت بیٹھ چکی ہوگی۔ لہذا اسی ساعت میں وہ جواب بھول جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو مضبوط اور ثابت قدم بنائیں گے اور ان کے لئے یادداشت بیان فرمائیں گے، لہذا پھر وہ اس بات کی شہادت دیں گے جو ان کی امتوں نے ان کو جواب دیئے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

بے شک بعض امت اپنے رسول کو جھٹلا دے گی اور کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

امت محمدیہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید

۲۶۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن عبدالوہاب فرّاء نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابوصالح سے، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں کے پاس پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کریں گے، جی ہاں، میں نے پہنچا دیا تھا۔ لہذا آپ کی امت کو طلب کیا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس نہ ہی کوئی ڈرانے والا آیا تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے پاس آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ آپ کے گواہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میرے گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی امت ہے۔ پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ تم لوگوں کو (اے امت محمدیہ) لایا جائے گا اور تم لوگ یہ گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچایا تھا، یہی بات مذکور ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے اندر:

و کذالک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیداً (البقرہ ۱۴۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے تا آنکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو جائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے، جعفر بن عون سے۔ اور اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ابواسامہ نے اعمش سے اور روایت کیا ہے اس کو ابومعاویہ نے اعمش سے۔ انہوں نے حدیث میں فرمایا:

کوئی نبی قیامت کے دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ صرف تین امتی ہوں گے اور بعض کے ساتھ چار امتی ہوں گے۔ بعض کے ساتھ صرف دو امتی ہوں گے۔ یہاں تک کہ کوئی نبی ایسا بھی آئے گا جس کے ساتھ ایک بھی امتی نہیں ہوگا۔ ان نبیوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ لوگوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے، جی ہاں، ہم نے پیغام پہنچایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا ان نبیوں نے تمہیں اللہ کا پیغام دیا تھا۔ وہ منع کر دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر نبیوں سے پوچھا جائے گا کون تمہارے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ نبی جواب دیں گے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلائی جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی گواہی دیں گے کہ ان نبیوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا (اس لئے کہ یہ امت قرآن مجید میں تمام نبیوں کے تبلیغ کرنے کی وضاحت پڑھ چکے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس امت کے لوگوں سے پوچھا جائے کہ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہے کہ نبیوں نے اپنی امتوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ لہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جواب دیں گے کہ ہمارے پاس ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب لے کر آئے تھے اور انہوں نے ہمیں یہ خبر دی تھی کہ نبیوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں کو دیا تھا۔ لہذا ہم نے اس کی تصدیق کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی بات اللہ کی کتاب میں اس آیت میں ہے:

و كذالك جعلناكم امة وسلطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (البقرہ ۱۴۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر آخر الزمان تم پر گواہ بنیں۔

۲۶۵:......ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے، پھر اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اعمال کے صحیفے اور فرشتے گواہ ہوں گے

یہ تو وہ تفصیل تھی جو نبیوں اور ان کی امتوں کے مابین سوال و جواب اور شہادت اور گواہوں کے بارے میں تھے۔ باقی رہا ہر قوم کا انفرادی طور پر معاملہ تو ہر امت اور ہر قوم پر انفرادی طور پر گواہ ان کے اعمال کا صحیفہ ہوگا اور اس کے کاتب فرشتے یعنی اعمال لکھنے والے گواہ ہوں گے۔ اس لئے کہ ہر شخص کو دنیا میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ اس پر دو فرشتے مقرر ہیں، جو اس کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کو لکھ لیتے ہیں۔ (لہذا وہ فرشتے گواہی دیں گے اور ان کی وہ تحریر اور اعمالنامے کے صحیفے شہادت دیں گے)۔ اس کے علاوہ انسانی اعضاء و جوارح بھی اپنے خلاف گواہی دیں گے۔

اپنے اعضاء کے انسان کے خلاف شہادت دینے کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔

انسان کے خلاف اس کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے

ارشاد ہوا:

ا:......يوم تشهد عليهم السنتهم و ايديهم و ارجلهم بما كانوا يعملون (النور ۲۴)

(قیامت کا دن وہ ہوگا) جس دن (لوگوں کے خلاف) ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیر گواہی دیں گے جو کچھ وہ عمل کر رہے تھے۔

(۲۶۴)......أخرجه البخاري (۱۳/۳۱۶ فتح) عن إسحٰق به.

نیز ارشاد باری ہے:

۲:......وما كنتم تسترون ان يشهد عليكم سمعكم ولا ابصاركم ولا جلودكم
ولكن ظننتم ان الله لايعلم كثيرا مما تعملون (فصلت۲۲)

اورتم اس بات کے خوف سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے، بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر نہیں ہے۔

۳:......وقالوا لجلودهم لم شهدتم علينا قالوا انطقنا الله الذى انطلق كل شيء (فصلت۲۱)

وہ اپنے چمڑوں (یعنی اپنے اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی ہے؟ وہ کہیں گے کہ جس اللہ نے سب چیزوں کو گویائی بخشی، اسی نے ہم کو بھی گویائی دی (اور گواہی دینے کا حکم دیا)۔

۴:......اليوم نختم على افواههم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كانو يكسبون (یٰس ۶۵)

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا کر بند کردیں گے اور ہم ان کے ہاتھوں کو بلوائیں گے اور ان کے پیر گواہی دیں گے اس کی جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ہم نے حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر خود فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ بندے کے اپنے رب سے مخاطب ہونے سے، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب کیا آپ مجھے ظلم سے پناہ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جی ہاں ضرور۔ بندہ کہے گا میں اپنے نفس پر بخششیں نہیں کرتا مگر گواہ کے ساتھ جو مجھ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

كفى بنفسك اليوم عليك شهيداً وبالكرام الكاتبين شهوداً

تو آج اپنا آپ ہی کافی ہے گواہ اور کراماً کاتبین فرشتے گواہ ہیں۔

پھر اس کے مکنہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بولو، سو وہ اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گے۔ پھر بندے اور کلام کے مابین تخلیہ کردیا جائے گا۔ پھر بندہ کہے گا دوری ہو، دوری ہو، میں تمہارا ہی تو دفاع کرتا تھا۔

۲۶۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحٰق صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابونضر نے اشجعی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے عبید بن مکتب سے، انہوں نے فضیل بن عمرو سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے انس بن مالک سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔ امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں ابوبکر بن نضر سے روایت کیا ہے۔

ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث رؤیت میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے سے ملیں گے اور فرمائیں گے کہ اے فلاں بن فلاں، کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی؟ اور تجھے سرداری دی، تجھے جوڑا بنایا، تیرے اونٹ اور گھوڑے تابع فرماں کردیئے، جن کی گردن جھکا کر تم ان پر سوار ہوتے ہو اور اس سے اپنی حفاظت کا سامان کرتے ہو۔ بندہ جواب دے گا، جی ہاں یارب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا کیا یہ یقین تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ بندہ عرض

(۲۶۶)...... اخرجه مسلم (۲۲۸۰/۴) عن أبي بكر بن النضر بن أبي النضر. به.

کرے گا کہ نہیں، میرا یہ خیال نہیں تھا۔لہذا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج میں تجھے اس طرح بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر دوسرے بندے سے ملیں گے، اس سے بھی پہلے جیسے سوال و جواب کریں گے۔ وہ بھی اسی طرح جواب دے گا۔ پھر تیسری شخص سے ملاقات کریں گے اور اس کے ساتھ بھی پہلے دو کی طرح سوال و جواب کریں گے، مگر وہ جواب میں یہ کہے گا کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیری کتاب کے ساتھ اور تیری رسول کے ساتھ اور میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقے کئے۔ اس سے کہا جائے گا کہ اب ہم تیرے اوپر اپنا گواہ اٹھائیں گے۔ وہ انسان دل ہی دل میں سوچے گا کہ کون میرے اوپر کوئی شہادت دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو بول۔ لہذا اس کی ران بولے گی اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈی اس کے عمل کے بارے میں کہ اس نے کیا کیا۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے نفس سے مجبور ہو جائے اور یہ وہی منافق ہوگا اور یہ وہی شخص ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

۲۶۷:...... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذکورہ حدیث۔ اور یہی حدیث مسلم میں بھی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ قیامت میں بعض لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں شہادت دیں گی (اور بعض لوگ اپنے غلط اعمال سے) انکار کریں گے تو ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور ان کے خلاف ان کے اعضاء و جوارح گواہی دیں گے۔

عین ممکن ہے کہ یہ انکار منافقین کی طرف سے ہو اور جیسے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ منافقوں کی طرف سے ہو اور تمام کافروں کی طرف سے ہو جن کے باری میں اللہ چاہے گا کہ جب وہ دیکھیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہوں کو معاف فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی گناہ بڑا نہیں ہے جس کو وہ نہ بخشیں، سوائے شرک کے تو یہ لوگ آپس میں کہیں گے کہ ہمارا رب گناہوں کو معاف فرما رہا ہے، لیکن شرک معاف نہیں کر رہا، لہذا اب آجاؤ ہم مل کر کہیں گے کہ ہم لوگ گناہگار تھے، لیکن مشرک نہیں تھے۔ جب وہ شرک کو چھپائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ ان کے منہ پر مہر کر دو، لہذا ان کے منہ سیل بمہر کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پیر شہادت دیں گے کہ وہ شرک کرتے تھے اور فلاں فلاں عمل کرتے تھے۔ اب مشرک سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی، یہی ارشاد باری ہے اس آیت میں:

يومئذ يودالذين كفروا وعصوا الرسول لوتسوى بهم الارض ولايكتمون الله حديثا (النسآء ۴۲)

قیامت کے دن کافر اور رسول کے نافرمان چاہیں گے کہ کاش کہ ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔

اور یہی مفہوم ہے اس حدیث کا جسے ہم نے روایت کیا ہے سعید بن حبیب سے ابن عباس سے کہ وہ اس بارے میں سوال کئے گئے تھے تو انہوں نے یہی ذکر فرمایا۔

---

(۲۶۷)......أخرجه مسلم (۲۲۷۹/۴، ۲۲۸۰) عن محمد بن أبي عمر عن سفيان. به.

وقوله (أي قل) قال النووي معناه أى فلان وهو ترخيم على خلاف القياس وقيل هي لغة بمعنى فلان حكاها القاضي.

گنہگاروں کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے گی

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ زلزلت میں ارشاد فرمایا کہ:

یومئذ تحدث اخبارھا (زلزلۃ۴)

قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کردے گی۔

ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کر چکے ہیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں زمین اس عمل کی شہادت دے گی جو اس کی پیٹھ پر کیا تھا، لہذا وہ اس طرح کہے گی کہ اس انسان نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، یہی ہیں اس کی خبریں جن کے بیان کرنے کی خبر قرآن نے دی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث ایسی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل ایمان کی کثیر تعداد جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے اور کثیر تعداد بڑا آسان حساب لئے جائیں گے اور کثیر تعداد سخت حساب لئے جائیں گے۔

وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے

۲۶۸:...... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوجعفر بن علی بن دحیم شیبانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فضیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حصین نے کہ میں نے سنا تھا سعید بن جریر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ گھر میں چلے گئے اور ان کے بارے میں کوئی وضاحت نہ فرمائی۔ لوگوں نے اپنی اپنی قیاس آرائیاں کیں اور بولے کہ ہم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں، ہم نے اللہ کے رسول کی اتباع کی ہے، وہ لوگ ہم میں ہوں گے یا ہماری وہ اولادیں ہوں گی جو اسلام میں پیدا ہوئیں، ہم تو جاہلیت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے کبھی داغ نہیں دلوائیں ہوں گے، جنہوں نے کبھی جادو منتر نہیں کروائے ہوں گے، جنہوں نے کبھی بدشگونی وبدفالی نہیں پکڑی ہوگی بلکہ محض اپنے رب پر توکل کئے ہوں گے۔ (یہ سن کر) حضرت عکاشہ بن محصن نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں سے ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں تو ان میں سے ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی نے کہا، کیا میں بھی ان میں سے ہوں گا یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے اس اعزاز کے ساتھ سبقت لے گئے ہیں۔

مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

اور بخاری نے اس حدیث کو عمران بن میسرہ سے، انہوں نے ابن الفضیل سے روایت کیا ہے۔

---

(۲۶۸)...... أخرجه مسلم (۱/۲۰۰) عن ابن أبی شیبة. به.

وأخرجه البخاری (۱۰/۱۵۵) فتح عن عمران بن میسرة عن ابن فضیل. به.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ہزار کا داخلہ

اور ہم نے اس حدیث کو عمرو بن حزم سے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے تین دن تک نظروں سے اوجھل رہے۔ صرف فرض نماز کے لئے باہر آتے تھے، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کریں گے۔ میں نے گزشتہ تین روز میں مزید لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخلہ کی التجا کی ہے تو میں نے اپنے رب کو، پالنے والا، مجد و بزرگی والا اور کرم کرنے والا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر ہزار میں سے ہر ایک بندے کے ساتھ ستر ستر ہزار کی تعداد جنت میں بغیر حساب کے داخلہ کے لئے دیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عرض کی اے رب میری امت اتنی بڑی تعداد کو پہنچ جائے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے لئے یہ تعداد اہل دیہات سے مکمل کروں گا۔

ہم نے اس روایت کو کتاب البعث والنشور میں بھی درج کیا ہے۔

جس سے مناقشہ کیا گیا وہ تباہ ہو جائے گا

۲۶۹...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے بطور املاء کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مسلم اور یوسف بن یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حوسب عذب

جو شخص حساب لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا کیا گیا۔

(اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا پھر کیا مطلب ہوگا:

فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا (انشقاق ۷۔۸)

بہرحال جو شخص اپنا اعمال نامہ اپنے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، عنقریب وہ آسان حساب لیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ حساب یسیر سے مراد ہے صرف حساب پیش کرنا یا صرف بندے کا پیش ہونا ہے۔ لیکن جو شخص مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (یعنی جس سے کیوں کے ساتھ سوال کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا) اس لئے کہ کیوں کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان سے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے اس کو ابو الربیع سے حماد سے روایت کیا ہے۔

آسان حساب اور مناقشہ کی وضاحت

۲۷۰...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زرعہ رازی الدمشقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن خالد وھبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحٰق نے۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ

---

(۲۶۹)...... أخرجه البخاري (۸/۶۹۷ فتح) عن سليمان بن حرب. به. مسلم (۴/۲۲۰۴) عن أبي الربيع العتكي و أبي كامل قالا حدثنا حماد بن زيد. به.

نے کہ خبر دی ہے احمد بن جعفر قطیعی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری والد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی بعض نماز میں دعا کرتے تھے:

اللهم حاسبني حساباً يسيراً

اے اللہ میرا آسان حساب کیجیو۔

فلما انصرف قلت يارسول الله ماالحساب اليسير؟

آپ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! آسان حساب کیا ہوتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی انسان کے نامہ اعمال کو دیکھ کر اس سے درگذر کر لیا جائے گا اور جس کے حساب میں کیوں؟ پوچھ لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ہاں ہر وہ تکلیف جو کسی مؤمن کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس انسان کے لئے کفارہ بنا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے وہ بھی کفارہ بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ سرگوشی اور معافی

۲۷۱:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عمر و محمد بن عبداللہ ادیب نے کہ خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھدبہ بن خالد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھمام بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتادہ نے صفوان بن محرز سے، انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا آپ نے کیا سنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ بخوبی اور سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو اپنے قریب کریں گے۔ یہاں تک کہ اس پر اتنا سایہ رکھیں گے اور اس کو دیگر لوگوں سے چھپا دیں گے۔ پھر فرمائیں گے اے میرے بندے، کیا تم اپنا فلاں فلاں گناہ جانتے ہو؟ بندہ عرض کرے گا جی ہاں اے اللہ یہاں تک کہ جب اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرا لیں گے اور وہ دل ہی دل میں سوچے گا کہ آج وہ نہیں بچے گا، بس آج تو وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا تھا اور آج میں ان گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں تیرے واسطے۔ اس کے بعد اس کو اپنے حساب کی کتاب دیا جائے گا۔ جہاں تک کافر اور منافق کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں تو گواہ یہ کہیں گے یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھے تھے۔ خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے ہمام سے اور بخاری و مسلم نے اس کو دوسرے طریقہ سے حضرت قتادہ سے بھی روایت کیا ہے۔

(۲۷۰)..... أخرجه عبدالله بن أحمد (۴۸/۶)، الحاكم (۵۷/۱) من طريق.

أحمد بن حنبل بن إسماعيل. به وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبی

(۲۷۱)..... أخرجه البخاری (۹۶/۵ فتح) عن موسى بن إسماعيل عن همام. به.

وأخرجه البخاری (۳۵۳/۸) من طريق سعيد وهشام قال حدثناقتادة. به.

وأخرجه مسلم (۲۱۲۰/۴) من طريق هشام الدستوائی عن قتادة. به.

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

مومن کواللہ قریب کرے گا کا مطلب ہے اپنی خاص عنایت سے اور اپنے خاص کرم سے بندے کو مقرب بنا دے گا اور اس پر اپنا سایہ رکھ دے گا۔ مطلب ہے اپنا میلان اپنی شفقت اور اپنی رعایت مراد ہے۔

حضرت ابن عطیہ کا ارشاد:

۲۷۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابوسعید ابن ابی عمرو نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابودنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے اشعث سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شمر بن عطیہ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

ان ربنا لغفور شکور (فاطر۳۴)

بے شک ہمارا رب البتہ معاف کرنے والا، قبول کرنے والا ہے۔

دراصل یہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا مقولہ بیان فرمایا ہے کہ وہ جنت میں داخلے کے بعد یہ کہیں گے، ابن عطیہ نے فرمایا کہ آیت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ عمل جو انہوں نے گناہ کئے تھے معاف کر دیئے ہیں اور ان کی وہ خیر قبول کر لی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتائی تھی اور انہوں نے اس پر عمل کئے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے عمل کا ثواب دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۷۳:.....اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی دینار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے طاؤس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے تھے:

کل ابن ادم خطاء الا مارحم اللہ

آدم کی ساری اولاد گناہگار ہے، مگر جس پر اللہ نے رحم کیا۔

یعنی اللہ کی رحمت سے کوئی بچ گیا تو بچ گیا ورنہ سب گناہگار ہیں۔ (مترجم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

۲۷۴:.....فرمایا کہ خبر دی ہے ابن ابی دنیا نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے سعدویہ نے ابن مبارک بن فضالہ سے، انہوں نے حسن سے، وہ کہتے تھے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے گناہ کی جزا نہیں دیتے، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہرگز کسی بندے کو خیر اور شر کی جزاء اور بدلہ نہیں دیا مگر وہ ہلاک ہو گیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی نیکیاں دوگنی کر دیتے ہیں اور اس کی غلطیاں اس سے ساقط

---

(۲۷۲)..... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۲۵۳/۵) لسعيد بن منصور وعبد بن حمد وابن أبي الدنيا وابن أبي حاتم والمصنف عن شمر بن عطية. به.

کردیتے ہیں۔

شیخ حلیمی کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جو شخص اللہ کی رحمت سے قریب تر ہوگا اس کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کردیں گے اور کچھ بعید نہیں ہے کہ کفار میں سے بھی کوئی شخص اللہ کی ناراضگی کے قریب تر ہولہذا اس کو بھی بغیر حساب کے جہنم میں داخل کردیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون (القصص ۷۸)

کہ مجرم اپنے گناہوں کی بابت نہیں پوچھے جائیں گے۔ (یعنی ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا)۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے:

۱:......**فاذا انشقت السمآء فکانت وردۃ کالدھان** (الرحمٰن ۳۷)

جب آسمان پھٹ پڑے گا اور رنگے ہوئے چمڑی کی طرح سرخ ہو جائے گا۔

۲:......**فیومئذ لایسئل عن ذنبہ انس ولا جان** (الرحمٰن ۳۹)

اس دن کوئی انسان اور نہ کوئی جن سے اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

۳:......**یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام** (الرحمٰن ۴۱)

مجرم اپنی اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے، لہذا اپنی پیشانیوں اور قدموں سے پکڑے (اور گھسیٹے جائیں گے)

ان مذکورہ تینوں آیات کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ قیامت میں گناہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔ یعنی حساب و کتاب نہیں ہوگا بلکہ ان کی پیشانیوں سے پہچان کر ان کو پیشانیوں اور قدموں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال اجائے گا۔ جبکہ آنے والی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کا حساب ہوگا، پوچھ گچھ ہوگی۔ (مترجم)

اور ارشار باری تعالیٰ ہے:

۱:......**احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون من دون اللہ فاھدوھم الی صراط الجحیم وقفوھم انھم مسئولون** (الصافات ۲۲۔۲۴)

جمع کرو ظالموں (گناہگاروں) کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور (اللہ کے سوا) جن کی وہ عبادت کرتے تھے پھر ان کو جہنم کے راستے پر روانہ کردو۔ اور ہاں روک لو ان کو بے شک ان سے سوال و جواب ہوگا۔

۲:......**فوربک لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون** (الحجر ۹۲۔۹۳)

پس قسم ہے تیرے رب کی، ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے اس کے بارے میں جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ان آیات میں واضح طور پر موجود ہے کہ گناہگاروں سے ضرور پوچھا جائے گا بلکہ کلام میں زور اور تاکید کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر قسم بھی کھائی ہے کہ ضرور سوال ہوگا۔ سورۃ قصص اور سورۃ رحمٰن کی مذکورہ آیات سے سوال و جواب کی نفی ثابت ہورہی ہے اور صافات اور حجر کی آیات سے اثبات ہورہا ہے۔ بظاہر آیات کے مفہوم میں تضاد اور اختلاف ہے، جبکہ قرآن نے واضح طور پر اس بات کو مسترد کردیا ہے۔ سورۃ النساء میں کہ:

لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً

اگرقرآن غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا۔ یعنی اس میں کوئی اختلاف وتضاد نہیں ہے۔

لہذا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیات نقل کرنے کے بعد ان میں تطبیق یعنی باہم مطابق ہونا بیان فرمایا ہے اور ظاہر تضاد کو رفع فرمایا ہے۔ (مترجم)

فرماتے ہیں کہ:

ان آیات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان آیات کے مفہوم میں جمع وتطبیق کی صورت وہ ہے جو ہم نے روایت نقل کی ہے علی بن ابی طلحہ سے۔ انہوں نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ (جن آیات میں سوال نہ کیا جانا مذکور ہے ان سے مراد یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں یہ نہیں پوچھے گا کہ وہ کیا کیا تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی تفصیل ان سے بھی زیادہ جانتا ہے بلکہ ان سے پوچھنے کی بجائے ان سے کہے گا کہ تم نے ایسے ایسے گناہ کئے تھے (لہذا تمہیں پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال جائے گا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت:

ہم نے کلبی سے ابی صالح سے حضرت ابن عباس کی روایت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں نقل کی ہے:

ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون (قصص ۷۸)

کہ مجرم اپنے جرائم کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں سے ان کے گناہ کے بارے میں سوال نہیں ہوگا بلکہ ہر کافر اپنی خاص علامات سے پہچانا ہوا ہوگا اور معروف ہوگا کہ یہ کافر ہے۔ اس پہچان کی بناء پر اس کے لئے جہنم میں داخل ہوگا۔ جرم کی تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (مترجم)

یعنی اس روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول یہ آیت کافروں پر محمول ہے۔

اور سورۃ الرحمٰن کی آیت:

فیومئذ لایسئل عن ذنبہ انس ولاجان ۔ (الرحمٰن ۳۹)

کہ اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن وانس سے سوال نہیں ہوگا۔

یعنی جس دن آسمان پھٹ جائے گا اور لپیٹ دیا جائے گا اس دن کسی جن وانس سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ عمل حساب وکتاب سے فارغ ہو جانے کے بعد ہوگا۔ علاوہ ازیں ہر ایک مصروف بھی ہوگا۔ لہذا مجرم اپنی اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ کافر اپنے چہرے کی سیاہی سے اور آنکھوں کے نیل گوں ہونے سے اور مؤمن وضو کے اثر سے ہاتھوں اور چہرے کے روشن ہونے سے۔

۲۷۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبید الرحمٰن دھان نے کہ خبر دی ہے حسین بن محمد ہارون نے کہ خبر دی ہے کہ لباد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حلیمیؒ کا قول:

شیخ حلیمی نے فرمایا کہ مجرم اپنے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے اور اس دن اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن اور انسان سے سوال نہیں ہوگا کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن اور کافر کی تمیز کرنے کا اور فرق سمجھے اور واضح کرنے کا سوال نہیں ہوگا۔ یعنی فرشتوں کو اس بات کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہوگی کہ وہ قیامت کے دن کسی کے بارے میں سوال کریں اور کہیں کہ تیرا گناہ کیا تھا؟ اور تو دنیا میں کیا کرتا تھا؟ بلکہ ہر

شخص اپنے بارے میں خود یہ خبر دے گا کہ وہ مؤمن تھا یا کافر تھا۔

علاوہ ازیں مؤمن تروتازہ چہروں والے شرح صدر والے اور مطمئن ہوں گے جبکہ ان کے مقابلے میں مشرک منہ کالے، آنکھیں گندی اور کبیدہ خاطر ہوں گے۔ جب فرشتوں کو حکم ہوگا مجرموں کو آگ کی طرف ہانکنے کا اور موقف پر ان کو اہل ایمان سے علیحدہ کرنے کا تو ان کے مناظر ان کے گناہوں کو سمجھے اور جاننے کے لئے کافی ہوں گے۔ (ان سے سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مترجم)

امام بیہقیؒ کا قول:

امام بیہقی فرماتے ہیں:

یہ ہے وہ تفصیل جو شیخ حلیمی نے ذکر فرمائی ہے عین ممکن ہے کہ یہ اسی راویت سے ماخوذ ہے جو ہم نے تفسیر کلبی سے نقل کی ہے اور اس کے معنی کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے مقاتل بن سلیمان نے آخری آیت کے بارے میں۔ مگر انہوں نے حساب سے فراغت کا ذکر نہیں کیا اور **ولا یسئل عن ذنوبهم المجرمون** کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار مکہ یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس ذکر ہوتا یعنی پہلے لوگوں کی خبر ہوتی اور اطلاع ہوتی کہ وہ کس وجہ سے ہلاک کئے گئے ہیں تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مجرم ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس امت کے مجرم امم سابقہ کے مجرموں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے جو دنیا میں عذاب میں مبتلا کئے گئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال خبیثہ کو اور ان کے علم کو خود محفوظ کر لیا ہے۔

۲۷۶:......ہمیں خبر دی ہے استاذ ابواسحٰق نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے عبدالخالق بن حسن نے خبر دی ہے عبداللہ بن ثابت نے کہ خبر دی ہے مجھے میرے والد نے ھذیل سے، اس نے مقاتل سے پھر اس سے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

۲۷۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابی نجیح سے، انہوں نے مجاہد سے اس آیت کے بارے میں کہ کوئی جن وانس اپنے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتے مجرم کے بارے میں سوال نہیں کریں گے، نہ کسی انسان سے اور نہ ہی کسی جن سے، بلکہ ان کو ان کی علامتوں سے پہچانیں گے۔ یعنی مجاہد کے بقول عدم سوال کا تعلق فرشتوں کے ساتھ ہے۔ (مترجم)

امام بیہقیؒ کا قول:

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ جس نے یہ گمان کیا ہے کہ کفار اسلامی شرائع کے مخاطب نہیں ہیں، اس نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ ان امور کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے جو کچھ وہ جانتے ہیں۔ ان کی ملتیں جس امر کو تقاضا کرتی ہیں اگر چہ وہ امور اسلام میں گناہ ہوں، ہاں البتہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اس کے رسولوں کے بارے میں اور فی الجملہ ایمان کے بارے میں پوچھے جائیں گے اور ہم نے اہل تفسیر سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

---

(۲۷۷)......قال السیوطی فی الدر المنثور (۱۴۵/۶) أخرجه آدم وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والمصنف فی الشعب.

فصل:......اعمال کا وزن کرنا

جب حساب و کتاب کا مرحلہ گذر چکے گا تو اس کے بعد اعمال وزن کئے جائیں گے اور ایک خاص ترازو میں تولے جائیں گے۔ یہ وزن اجر اور جزا دینے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ یہ وزن کا معاملہ محاسبہ کے بعد ہو کیونکہ حساب تو اعمال ثابت کرنے کے لئے ہے اور وزن ان کی مقداریں واضح کرنے کے لئے تاکہ اجر و ثواب اسی اندازے اور مقدار کے مطابق دیا جائے۔

وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱)...... ونضع الموازين القسط ليوم القيمة فلا تظلم نفس شيئًا (الانبیآء ۴۷)

ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، کسی نفس پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۲)...... والوزن يومئذ الحق (اعراف ۸)

قیامت کے دن اعمال کا تولنا حق ہے اور سچ ہے۔

جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہوا وہ کامیاب ہو گیا

(۳)......فمن ثقلت موازينه فالئک هم المفلحون (اعراف ۸)

جن اشخاص کے اعمال والے پلڑے بھاری ہو گئے بس وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

جن لوگوں کے پلڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے میں ہوں گے

(۴)...... ومن خفت موازينه فالئک الذين خسروا انفسهم بما كانوا باياتنا يظلمون (اعراف ۸۔۹)

جن لوگوں کے پلڑے اور ترازو ہلکے ہو گئے بس وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا تھا، اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

قیامت کا سائرن بجتے ہی لوگ تمام رشتے ناتے خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے

ارشاد باری ہے:

(۵)......فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتساء لون (المؤمنون ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان رشتے ناتے نہیں رہیں گے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

جن کے پلڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے

(۶)......فمن ثقلت موازينه فاولئک هم المفلحون (المؤمنون ۱۰۲)

جس کے (نیکیوں) کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے۔

جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

(۷)...... ومن خفت موازینه فاولئک الذین خسروا انفسهم فی جهنم خلدون (المؤمنون ۱۰۳)
جن کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہوگئے وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں رکھا تھا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

ہلکے پلڑے والے جہنم میں جھلس جائیں گے

(۸)...... تلفح وجوههم النار وهم فیها کالحون (المؤمنون ۱۰۴)
ان کے چہروں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل بنے ہوں گے۔

اور ارشاد باری ہے:

(۹)...... فامامن ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة (القارعۃ ۷/۶) الیٰ آخره
جس کے اعمال کے وزن بھاری نکلیں گے وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔

(۱۰)...... و امامن خفت موازینه فامه هاویه (۹) وما ادراک ماهیه (۱۰)
اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہے، تم کیا سمجھے کہ ھاویہ کیا چیز ہے۔

(۱۱)...... نار حامیة (۱۱)
وہ دھکتی ہوئی آگ ہے۔

وزن اعمال کا اثبات حدیث سے

میزان کا ذکر حدیث ایمان میں وارد ہوا ہے۔ لہٰذا اعمال کے وزن کے ساتھ ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے اور لازم ہے جس طرح دوبارہ اٹھائے جانے کے ساتھ اور جنت اور جہنم کے ساتھ ضروری اور لازم ہے۔

میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا

۲۷۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ منادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے، انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لا جنت کے ساتھ اور جہنم کے ساتھ اور میزان کے ساتھ اور تو ایمان لا موت کے بعد اٹھنے پر اور تو ایمان لا تقدیر کے ساتھ اچھی ہو یا بری ہو۔ اس کے بعد اس نے کہا یعنی سائل نے کہ جب میں یہ کام کروں گا تو کیا میں مؤمن ہوں گا۔ (آپ نے) فرمایا، جی ہاں۔ (سائل نے) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالمیزان دیگر تمام ان چیزوں کی طرح ہے جن کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ (مترجم)

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

جو آیت ہم نے درج کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے اعمال بھی وزن کئے جائیں گے، اس لئے کہ دوسری آیت میں یہ الفاظ ہیں:

بما کانوا بایاتنا یظلمون (اعراف ۹)

وہ لوگ خسارے میں اس لئے ہوں گے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم و ناانصافی کرتے تھے۔

اور اللہ کی آیات کے ساتھ ظلم ان کے ساتھ استہزاء کرنا ہے اور ان کا یقین نہ کرنا ہے۔

اور ایک آیت میں یہ بھی کہ:

فی جھنم خالدون (مومنون ۱۰۳)

کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اسی تسلسل میں یہ بھی ہے کہ:

الم تکن ایاتی تتلی علیکم فکنتم بھا تکذبون (مؤمنون ۱۰۵)

کیا تم لوگوں پر میری آیات پڑھی نہیں جاتی تھیں مگر تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعمال کا وزن ہوگا) اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ:

فامه هاویه وما ادراک ماهیه نار حامیه (القارعۃ ۹۔۱۱)

جس کے وزن اعمال ہلکے ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، تم کیسے جانوں کہ وہ کیا ہے، وہ آگ ہے دھکائی ہوئی۔

یہ وعید اور دھمکی مطلقاً کفار کے لئے ہی ہے۔ جب اس آیت اور آنے والی آیت کے مفہوم کو ملا کر غور کیا جائے۔ یعنی:

وان کان مثقال حبة من خردل اتینا بھا (الانبیاء ۴۷)

اگر چہ کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو تو ہم اس کو بھی لائیں گے۔

دونوں آیات کے مفہوم کو ملا کر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے ہر اس بات کا سوال ہوگا جس میں انہوں نے دین کے اصول یا فروع میں سے حق کی مخالفت کی تھی۔ کیوں کہ اگر وہ نہ پوچھے جاتے ان باتوں کے بارے میں جن میں انہوں نے موافقت کی تھی اپنی اصل دین داری میں مثلاً مختلف قسم کا باہم دینا لینا ان کا اور اس کا حساب بھی نہ کئے جاتے تو وزن میں اس کا شمار بھی نہ ہوگا۔ جس وقت وہ اعمال وزن کے وقت تولے گئے تو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ وہ ان تمام باتوں اور تمام چیزوں کے بارے میں بھی پوچھے جائیں گے۔ حساب کے موقف میں یہ تحقیق اور یہ فیصلہ اس شخص کے قول پر ہے جو یہ کہتا ہے کہ کفار بھی شرائع کے مخاطب ہیں اور مکلف ہیں اور وہ صحیح ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فویل للمشرکین الذین لایؤتون الذکات (فصلت ۶)

پس ہلاکت مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو زکوٰۃ نہ دینے پر دھمکی دی ہے (اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ احکام شریعت کے مکلف ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ قیامت میں ان سے سوال ہوگا:

ماسلککم فی سقر؟ قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض من الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین حتٰی اتانا الیقین (المدثر ۴۳۔۴۷)

تمہیں جہنم میں کیا چیز لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور اہل باطل کے ساتھ مل کر حق کا انکار کرتے تھے اور روز جزا کو ہم جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ مشرکین بھی ایمان بالبعث مر کر اٹھنے، نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے کے مخاطب ہیں اور مکلّف ہیں اور ان سے ان چیزوں کا سوال ہوگا اور ان چیزوں میں سے جس کے ساتھ وہ کوتاہی کریں گے اس کی ان کو سزا دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

احناف کا مسلک

احناف کا مسلک اس کے برعکس یہ ہے کہ کفار و مشرکین جب تک ایمان و اسلام قبول نہ کرلیں اس وقت تک وہ شرعی احکامات کے مکلّف و مخاطب نہیں ہیں۔ ان سے ان اعمال وغیرہ کا سوال نہیں ہوگا بلکہ ان سے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ایمان بالقرآن کا سوال ہوگا اور ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا اور اس پر ان کو اجر و ثواب بھی نہیں ملے گا بلکہ ان کے سارے اعمال دنیا میں ہی اکارت ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے اعمال کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

(۱)...... الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا (کہف ۱۰۴)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی ہے، حالانکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

(۲)...... اولئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلانقیم لھم یوم القیمۃ وزنا (کہف ۱۰۵)

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کے ساتھ کفر کیا ہے اور اس کی ملاقات کے ساتھ بھی کفر کیا ہے۔ لہٰذا ان کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔

قرآن مجید کی یہ آیات نص صریح ہیں اس بات پر کہ کفار و مشرکین کے اعمال دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہو چکے ہیں اور قیامت میں ان کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اس پر ان کو ثواب بھی نہیں ملے گا اور نہ ہی کوتاہی پر سزا ہوگی۔ یہ سب اعمال ایمان کے تابع رہیں گے۔ (از مترجم)

امام بیہقیؒ کی وضاحت:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہل علم نے اعمال کے وزن کرنے کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے۔ کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کافر کبھی صلہ رحمی بھی کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ غمخواری بھی کرتے ہیں، کمزور پر شفقت بھی کرتے ہیں، پریشان حال کی فریادرسی بھی کرتے ہیں، مظلوم کا دفاع بھی کرتے ہیں، غلام آزاد بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اعمال میں کہ اگر وہ ایک مسلم کی جانب سے ہوتے تو ضرور وہ نیکی اور طاعت شمار ہوتے تو جس کافر کے پاس اس قسم کی بھلائیاں ہوں گی وہ جمع کر کے اس کے میزان میں رکھی جائیں گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فلا تظلم نفس شیئا (انبیاء ۴۷) کہ کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی ایسا نہیں کہ اس کے ترازو اور وزن میں سے کچھ لے لیا جائے اور کم کرلیا جائے۔ لیکن جب اس کے کفر کا اس کے اچھے اعمال سے مقابلہ ہوگا تو وہ اچھائیوں سے بھاری ہو جائے گا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو کافروں کے لئے حرام کر رکھا ہے (جنت تو ان کو مل نہیں سکتی) لہٰذا اس کے خیراتی امور کی جزا اس کو اس طرح دی جائے گی، اس سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا، لہٰذا اس کو عذاب دیگر کفار کے مقابلے میں نسبتاً کم دیا جائے گا جنہوں نے ان خیرات میں سے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

۲۷۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابوالولید نے کہ خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد

بن ابی بکر مقدمی نے ابوالولید نے کہا خبر دی ہے عبداللہ بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعوانہ نے عبدالملک بن عمیر سے، انہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ کیا آپ نے ابوطالب (چچا) کو کچھ فائدہ دیا، وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراضگی مول لیتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں، وہ جہنم میں ٹخنوں ٹخنوں تک ہوگا۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔ اس کو بخاری نے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے ابوعوانہ سے روایت کیا ہے اور اس کو مسلم نے محمد بن ابی بکر اور ابن شوارب سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کافر کی اچھائیاں اس لئے نہیں تولی جائیں گی تاکہ وہ ان کے ساتھ عذاب میں تخفیف کی صورت میں جزا اور اجر دیا جائے بلکہ اس کی حجت ختم کرنے کے لئے تولی جائیں گی یہاں تک کہ تولنے کے بعد جب ان کے ساتھ اس کو تولا جائے گا تو وہ ان پر بھاری ہوکر ان کو تباہ کردے گا۔ یا سرے سے بالکل تولی ہی نہیں جائیں گی۔ بلکہ اس کا فر اور اس کی دیگر تمام سیئات ایک ہی پلڑے میں رکھ دی جائیں گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ کیا تیرے پاس کوئی طاعت یعنی اللہ کی فرمانبرداری بھی ہے جسے ہم دوسرے پلڑے میں رکھیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس نہیں ہوگی۔ لہذا ترازو کا یہی پلڑہ بھاری ہو جائے گا اور خالی پلڑا اٹھ جائے گا اور بھرا ہوا پلڑہ اپنی جگہ باقی رہے گا۔ یہی ہوگا اس کا ہلکا پلڑہ ہو جانا۔ باقی اس کی اچھائیاں وہ کفر کے ہوتے ہوئے کچھ بھی شمار نہیں کی جائیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما منا الیٰ ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا (الفرقان ۲۳)

ہم متوجہ ہوں گے کفار کے اعمال کی طرف پس کردیں گے ہم ان کو اڑتا ہوا غبار۔

یعنی کفر کے ہوتے ہوئے کوئی اچھے عمل بھی مقبول نہیں ہوں گے۔ (مترجم)

ابن جدعان کو کچھ نہ ملا

اور ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، وہ فرماتی ہیں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ابن جدعان تھا، جاہلیت کے دور میں وہ صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا دیتا تھا، کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے، اس لئے کہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا:

رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین

اے میرے رب قیامت میں میری خطا معاف کردینا۔

حاتم کو کچھ نہ ملنا

اور ہم نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد حاتم کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا کہ:

ان اباک طلب امرا فادر که

(۲۷۹)......اخرجه البخاری (۱۰/۵۹۲ فتح) عن موسیٰ بن إسماعیل، مسلم (۱/۱۹۴) عن محمد بن ابی بکر المقدمی.

بے شک تیرے والد نے جو کچھ طلب کیا تھا اس نے اس کو پالیا تھا۔

اس سے آپ تذکرہ اور شہرت مراد لے رہے تھے۔یعنی وہ چاہتا تھا کہ میرا نام ہو میرا چرچا ہو، شہرت ہو کہ بڑا سخی ہے۔ وہ اس نے پالیا ہے۔ اب آخرت میں اس کو کیا ملتا ہے۔ (مترجم)

مؤمن کو دنیا و آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے

ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی ایک نیکی پر اسے دنیا میں بھی ثواب دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس پر جزا دے گا بہر حال۔ رہا کافر تو وہ اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔ جب وہ آخرت کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی۔ جس پر اس کو کوئی خیر عطا کی جائے۔

۲۸۰:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے، خبر دی ہے احمد بن محمد بن زیاد ابو سھل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن حسن حروی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عز وجل...... پھر مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ہمام کی روایت سے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو لوگ پہلی توجیہ کے قائل ہوئے ہیں انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ آیات اور احادیث کی مراد و مطلب یہ ہے کہ کافر کی نیکیاں اس کو جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرانے کے لئے کوئی کام نہیں آتیں، ہاں کبھی یہ جائز ہوتا ہے کہ اس کی سیئات کی وجہ سے اس کے لئے جو عذاب واجب ہو چکا تھا وہ ہلکا ہو جاتا ہے اس کی نیکیوں کی وجہ سے۔

اور یہ ایک مرفوع حدیث میں آچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی

۲۸۱:......ہمیں حدیث بیان کی ہے امام ابوالطیب سھل بن محمد بن سلیمان نے خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یزید جوزی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زکریا بن یحییٰ بزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن احزم طائی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عامر بن مدوک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقبہ بن یقظان نے قیس بن مسلم سے، انہوں نے طارق بن شھاب سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

مااحسن من محسن کافر اور مسلم الااثابہ اللہ عزوجل

کوئی بھی نیکی کرنے والا جو نیکی کرتا ہے مسلم ہو یا کافر ہو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔

ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا کافر کو ثواب دینا کیسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ صلہ رحمی کرتا تھا یا صدقہ

---

(۲۸۰)...... أخرجه مسلم (۲۱۶۲/۴) عن أبي بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب قالا حدثنا يزيد بن هارون عن همام بن يحيى. به.

کرتا تھا یا کوئی نیک عمل کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے اور اس کو مخصوص ثواب یہ ہے کہ اس کو مال دیتا ہے، اولاد دیتا ہے، صحت دیتا ہے اور اس کی مثل کچھ اور بھی۔ ہم نے عرض کی کہ کافر کو آخرت میں ثواب کیسے دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زیادہ عذاب کے مقابلے میں کم عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (مؤمن ۴۶)

فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کفار کم عذاب اور کچھ کو کمتر ین عذاب بھی دیا جائے گا۔ (مترجم)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی تبصرہ کرتے ہیں کہ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو اس میں حجت و دلیل ہے۔ اگر ثابت نہ ہو تو پھر دلیل بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد میں وہ راوی بھی ہے جس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی۔

اور ابو طالب کے واقعہ والی حدیث صحیح ہے۔ باقی شیخ حلیمی کے اس حدیث کا انکار کرنے کا کچھ مطلب نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کی صحت ان سے کیونکر اوجھل رہی ہے۔ وہ تو کئی وجوہ سے مروی ہے۔ عبدالملک بن عمیر سے اور ایک اور صحیح طریقہ سے حضرت ابو سعید خدری سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کے مفہوم میں مروی ہے۔

اور اس روایت کو صاحب صحیح نے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ کئی ائمہ نے اپنی صحاح کتب میں نقل کی ہے۔

جو شخص کافر کی نیکیوں کی بابت مذہب ثانی کی طرف گیا ہے اس کے لئے صحیح ہے کہ وہ یہ کہے کہ حدیث ابو طالب خاص ہے صرف اسی کے عذاب کی تخیف کے لئے۔ اس نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلوک کیا تھا اسی کی وجہ سے اس تخفیف کے ساتھ ابو طالب مختص کیا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف قلب کے لئے اور آپ کو فی نفسہ ثواب دینے کے لئے ابو طالب کے لئے نہیں اس لئے کہ ابو طالب کی نیکیاں اس کے کفر کی وجہ سے اس کی مغفرت پر اڑتا ہوا غبار ہو گئی تھیں۔

رحمۃ للعالمین کی وجہ سے ابولہب کو پانی کا گھونٹ ملنا

اسی حدیث ابو طالب کی مثل ہے حدیث عروہ بن زبیر جس میں ابولھب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کرنا اور ثوبیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانا مذکور ہے۔ جب ابولھب کا انتقال ہو گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی ایک کو وہ خواب میں دکھایا گیا۔ بڑی بری حالت میں اور ناکامی میں تھا۔ اس نے اس سے پوچھا تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ ابولھب نے کہا کہ میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مکمل مایوسی دیکھی، امید کی کہیں کوئی صورت نہیں تھی۔ ہاں ثوبیہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں مجھے اتنا سا گھونٹ پلایا گیا ہے (یعنی تھوڑا سا) اس نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جو فاصلہ یا سوراخ بنتا ہے اسی کا اشارہ کر کے دکھایا۔

یہ بات بھی ایسی ہی ہے اس لئے کہ اس واقعہ میں بھی احسان کا مرجع وہی ذات رسالت ہے، لہٰذا وہ نیکی ضائع نہ کی گئی۔

بہر حال اہل ایمان کا حساب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور وہ دو گروہ ہوں گے۔

پہلا گروہ:

مؤمن متقی جو کبیرہ گناہوں سے بچتے رہتے تھے۔ ان کی نیکیاں روشنی کے پلڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے صغیرہ گناہ اگر ہوئے تو وہ

(۲۸۱)...... أخرجه الحاكم في المستدرك (۲/۲۵۳) من طريق زيد بن أخرم الطائي. به وقال الحاكم صحيح الإسناد ولم يخرجاه وقال الذهبي في التلخيص: عتبة واه.

دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ اللہ پاک ان صغیرہ گناہوں کا کوئی وزن نہیں بنائیں گے۔ لہذا روشنی والا پلڑا بھاری ہوجائے گا اور دوسرا پلڑا اٹھ جائے گا۔ جیسے فارغ اور خالی اٹھ جاتا ہے۔ پھران کے لئے جنت کا حکم ہوجائے گا اور ان میں سے ہر ایک کو اس کی حسنات اور طاعت کے بقدر ثواب دیا جائے گا۔ جیسے ہم ونضع الموازین والی آیت بیان کر چکے ہیں۔

دوسرا گروہ:

مؤمن خطا کاروں کا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو قیامت میں کبیرہ گناہوں اور فواحش اور بے حیائیوں کی سزا دیئے جائیں گے۔ مگر وہ شرک نہیں کرتے ہوں گے۔ ان کی نیکیاں بھی روشنی کے پلڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے گناہ اور سیئات تاریک پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ آج ان کے ان کبیرہ گناہوں کا جو وہ لائے ہوں گے بھی بوجھ ہوگا اور ان کی نیکیوں کا بھی بوجھ ہوگا۔ مگر نیکیاں ہر حال میں بھاری ہوں گی۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ اصل ایمان بھی ہوگا۔ جبکہ سیئات اور گناہوں میں کفر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ایک ہی شخص میں ایمان بھی ہو اور کفر بھی یہ محال ہے۔

اور دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ حسنات اور نیکیوں کا مقصد اور منشاء صرف اللہ کی رضا تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں گناہوں کا مقصد اللہ کی مخالفت کرنا یا اللہ سے بغض نہیں تھا بلکہ وہ محض نفسانی خواہشات کی بناء پر تھا۔ جس کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف، اللہ کے غضب سے ڈرنا بھی ساتھ تھا۔ لہذا یہ تو محال ہوگا کہ سیئات بھی برابر ہوجائیں، اگرچہ زیادہ بھی ہوں۔ تاہم نیکیوں کے برابر نہیں ہوں گی۔ لہذا لامحالہ گناہوں کا بوجھ تو ہوگا اور ان کے ساتھ ترازو بھی جھکے گا۔ یہاں تک کہ بعض سیئات کا بوجھ بعض حسنات کے بوجھ کی طرح ہوگا۔ سو اس وقت وہی معاملہ ہوگا جو قرآن میں مذکور ہو۔ آیت ونضع الموازین القسط میں مذکور ہے کہ کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی دلالت کرتی ہے اس کی تفصیلات کے بارے میں۔

اور اس کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا (الزمر ۵۳)

بے شک اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ بخش دے گا۔

اور ارشار باری تعالیٰ ہے:

ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النسآء ۱۳)

جس کے لئے چاہے گا شرک کے علاوہ گناہ معاف کردے گا۔

جس کو چاہے گا اپنے فضل سے بخش دے گا اور جس کے لئے چاہے گا اپنی اجازت کے ساتھ شفاعت کرا کے قبول کرے گا اور جس کو چاہے گا اس کے گناہ کی مقدار عذاب دے گا۔ پھر اس کو جہنم سے اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔ جیسے کہ اس بارے میں خبر صادق وارد ہوئی ہے۔

اور کتاب اللہ دلالت کرتی ہے مؤمنوں کے ملے جلے اعمال کے وزن ہونے پر اور وہ یہی ارشاد ہے:

ونضع الموازین القسط لیوم القیامه فلا تظلم نفس شیئا و ان کان مثقال حبة من خردل اتینا بها و کفی بنا حاسبین (الانبیآء ۴۷)

ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے قیامت کے روز لہذا کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ کسی کی کوئی نیکی رائی کے دانے

کے برابر ہوگی تو ہم اس کو بھی ضرور لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں مراد یہ ہے کہ کسی انسان کی کوئی نیکی چھوڑی نہیں جائے گی۔ بلکہ وہ تولی جائے گی۔ یہ معاملہ ہوگا اس مؤمن کا جس کے ملے جلے اعمال ہوں گے، کیونکہ اگر اس کی کوئی نیکی چھوڑی جائے اور اس کا وزن رہ جائے تو اس کی جگہ اس کے گناہ کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور یہ زیادتی اس کے لئے عذاب کو واجب کر سکتی ہے۔

وزن اعمال کی کیفیت

بہر حال وزن اعمال کیسے ہوگا؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ نیکیوں کے صحیفے ایک روشن پلڑے میں رکھے جائیں گے اور گناہوں کے صحیفے تاریک پلڑے میں کیونکہ اعمال ایک ہی صحیفے میں نہیں لکھے جاتے اور ان کا لکھنے والا بھی ایک نہیں ہے۔ جو فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے وہ نیکیوں کو لکھتا ہے اور جو بائیں طرف ہوتا ہے وہ برائیوں اور گناہوں کو لکھتا ہے۔ لہذا دونوں اپنے اپنے صحیفے لکھنے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ جب وزن کرنے کا وقت آئے گا تو وہی صحیفے میزان اور ترازو میں رکھے جائیں گے۔ سو جس کو بھاری کرنے کا حق ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بھاری کر دیں گے اور جس کو ہلکا کرنے کا حق ہوگا اس کو ہلکا کر دیں گے۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ مخصوص اجسام پیدا فرمادیں جو حسنات اور سیأت کی تعداد کے مطابق ہوں اور وہ سب ایک دوسرے سے ایسی صفات کے ساتھ ممتاز اور نمایاں ہوں جن کے ذریعے وہ پہچانے جاسکیں۔ پھر وہی اجسام وزن کئے جائیں۔ جیسے دنیا میں بعض اجسام بعض کے ساتھ وزن کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور وزن اعمال میں اعتبار اس بات کا ہوگا کہ اللہ کی رضا اور اللہ کی ناراضگی جس جگہ واقع ہو۔

اہل تفسیر اس میزان کو دو پلڑوں والا ثابت کرنے کی طرف گئے ہیں اور احادیث میں بھی اس پر دلالت آئی ہے اور کلبی نے ابوصالح سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میزان ایسی ہوگی کہ اس کی ایک زبان ہوگی اور اس کی دو ہتھیلیاں یا دو پلڑے ہوں گے۔ اس میں نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی۔ نیکیاں خوبصورت شکل میں لائی جائیں گی اور میزان کے پلڑے میں رکھ دی جائیں گی اور وہ گناہوں اور غلطیوں کا بھاری ہو جائیں گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ اٹھا کر جنت میں ان کے ٹھکانوں کے پاس رکھ جائیں گی۔ پھر مومن سے کہا جائے گا۔ آپ اپنے عمل کے ساتھ لاحق ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ جنت کی طرف چلے گا اور اپنے اپنے ٹھکانے کو اپنے اپنے عمل سے پہچان لے گا۔

اور انہوں نے فرمایا کہ برائیاں بدترین صورت میں لائی جائیں گی اور میزان کے پلڑے میں رکھ دی جائیں گی اور وہ ہلکی پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ باطل ہلکا اور بے وزن ہوتا ہے۔ پھر وہ اٹھا کر جہنم میں ان کے ٹھکانے پر رکھ دی جائیں۔ پھر اس بندے سے کہا جائے گا کہ آپ اپنے عمل کے ساتھ جہنم میں لاحق ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ انسان جہنم کی طرف آئے گا اور اپنے عمل کے ذریعے اپنا ٹھکانہ پہچان لے گا اور اس کو بھی جو اللہ نے اس کے لئے مختلف اور رنگ رنگ اور قسم قسم کے عذاب تیار کر رکھے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے اپنے منازل کو اور مقامات کو سب سے زیادہ پہچاننے والے ہوں گے وہ جمع ہونے کے دن جائیں گے۔ اپنے اپنے

مقامات کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔

۲۸۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن دھان کہ خبر دی ہے حسین بن محمد ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نضر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے، پھر اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۲۸۳:......ہمیں بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن حسین قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عامر بن یحییٰ نے انہوں نے ابوعبدالرحمٰن معافری حلبی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے سامنے قیامت کے دن ایک انسان کے ساتھ خصوصی بات چیت کریں گے اور اس کے آگے ننانوے رجسٹر کھول کر رکھ دیں گے۔ رجسٹر ڈ تا حد نظر تک لمبا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا تو اس تحریر کی کسی ایک شے سے انکار کرسکتا ہے؟ کیا میرے محافظ کاتبوں نے تجھ پر ظلم وزیادتی کی ہے؟ وہ بندہ کہے گا نہیں یارب۔ پھر اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کیا تیرے پاس اس کے برعکس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں یارب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ہماری پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور آج تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا۔ اس میں لکھا ہوگا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب یہ چھوٹا سا پرچہ اتنے بڑے طوماروں کے مقابلے میں کیا ہے؟ یعنی کچھ بھی تو نہیں ہے۔ اس سے کہا جائے گا کہ تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شہادتین والا پرچہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور وہ رجسٹر یا طومار دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ لہٰذا وہ دفتر ہلکے پڑ جائیں گے اور وہ شہادتین والا پرچہ بھاری ہوجائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی شے بھاری نہیں ہوسکتی۔ اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن صالح نے لیث سے اسی اسناد کے ساتھ اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ایک بندے کو پکارا جائے گا تمام لوگوں کے سامنے اور اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے۔ پھر آگے حدیث ذکر کی ہے۔

فصل:...... بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فحش اور فواحش کہلاتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما حرم ربی الفواحش ماظھر منھا وما بطن (الاعراف ۳۷)

فرمادیجئے اے پیغمبر کہ میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ وہ پوشیدہ اور باطنی ہوں اور ارشاد فرمایا:

ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه نکفر عنکم سیئاتکم (النسآء ۳۱)

اور تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ مٹادیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں۔

اور ارشاد ہے:

(۲۸۳)...... أخرجه الحاكم (۱/ ۶) بنفس الإسناد وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

وأخرجه الترمذي (۲۶۳۹) من طريق الليث. به.

وقال حسن غريب

والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم (النجم ۳۲)

جولوگ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور بے حیائیوں سے سوائے چھوٹی چھوٹی باتوں کے اور کبائر کی تعداد کی بابت ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوئے ہیں۔

سات ہلاکت خیز جرائم

۲۸۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسین احمد بن عثمان ادمی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسماعیل ترمذی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اویسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے تیمور بن زید سے، انہوں نے ابوالمغیث سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا:

اجتنبوا السبع الموبقات قالو یارسول اللّٰہ وماھن؟قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللّٰہ الابالحق واکل الربا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصات المؤمنات الغافلات

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات چیزیں کونسی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱)......اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲)......جادو کرنا۔

(۳)......ناحق کسی نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

(۴)......سود کھانا۔

(۵)......یتیم کا مال کھانا۔

(۶)......میدان جہاد سے فرار ہونا۔

(۷)......پاکدامن مؤمنہ گناہ سے بے خبر عورتوں کو ناحق تہمت لگانا۔

اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے سلیمان سے روایت کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں کو سات کی تعداد میں مقید کرنے کا مطلب سات میں بند کرنا نہیں اور سات سے زیادہ کو منع کرنا مقصد نہیں ہے۔صرف اس میں ان سے بچنے کی تاکید مقصود ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے علاوہ کو بھی ان میں شامل کیا تھا۔

اور ہم نے عبید بن عمیر سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ الکبائر تسع۔کبیرہ گناہ نو ہیں۔پھر سات مذکورہ اور دو مزید کا ذکر فرمایا ہے۔وہ یہ ہیں:

---

(۲۸۴)...... أخرجه البخاری (۴/۱۲) عن عبدالعزیز بن عبداللہ الأویسی. به.

وأخرجه مسلم (۱/۹۲) من طریق ابن وهب عن سلیمان بن بلال. به.

عقوق الوالدین، واستحلال البیت الحرام

(۱)......ایک والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۲)......بیت الحرام کی بے حرمتی کرنا۔

اور حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشرک باللہ. وقتل النفس. وعقوق الوالدین. وقال الا انبئکم باکبر الکبائر.

قوله الزها اوقال شهادة الزور بدل اقول الزور

(۱)......اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲)......کسی نفس کو قتل کرنا۔

(۳)......والدین کی نافرمانی کرنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتادوں۔ وہ ہے جھوٹی بات کرنا یا فرمایا تھا جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی بات کی جگہ کہا تھا۔

اور حدیث ثابت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ کبیرہ گناہ کون کونسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسم کھانا۔

کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی اانسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ کو بھی کوئی بھلا گالیاں دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں دیتا ہے کہ یہ کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہے اور وہ بھی اس کے باپ کو یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

تین کبیرہ گناہ

اور اسی طرح ثابت کی روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے کو اس لئے قتل کرے وہ تیرا کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ کے صحابہ کی جماعت تھی۔ تم لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور چوری نہیں کرو گے، زنا یعنی بدکاری نہیں کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور اچھے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔

فائدہ:...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سات کبیرہ گناہ، عبید بن عمیر کی روایت میں نو کبیرہ گناہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں پانچ کبیرہ گناہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین کبیرہ گناہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں اپنے والدین کو اور دوسرے کے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ، عبداللہ بن مسعود کی روایت میں تین کبیرہ گناہ۔ عبادہ بن صامت کی روایت میں چھ کبیرہ گناہ مذکور ہیں۔ (مترجم)

قرآن مجید میں وارد ہونے والی محرمات

کتاب اللہ میں مندرجہ ذیل کی تحریم وارد ہوئی ہے۔

(۱)...... مری ہوئی چیز کی حرمت۔

(۲)...... خون کی حرمت۔

(۳)...... سؤر کے گوشت کی حرمت اور ان کے ساتھ مذکورہ تمام چیزوں کی حرمت ان میں یہ بھی مذکور ہیں:

(۴)...... شراب کی حرمت۔

(۵)...... جوئے کی حرمت اور اس میں یہ بھی وارد ہوئی ہے۔

(۶)...... یتیم کا ناحق مال کھانے کی حرمت۔

(۷)...... باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کی حرمت۔

(۸)...... ناحق قتل نفس کی حرمت۔

(۹)...... زنا کی حرمت۔

(۱۰)...... چوری کی حرمت وغیرہ۔

یہ تمام امور اپنی اپنی جگہ مذکور ہیں۔

جبکہ سنت میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

لیس بین العبد وبین الشرک الا ترک الصلاۃ

بندے اور مشرک کے مابین فرق نماز نہ پڑھنا ہے۔

اس سے شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صلوٰۃ کی تخصیص ہے۔ وجوب قتل کے لئے اس کی ترک کے ساتھ۔

قول شیخ حلیمی:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ بھی اس سلسلے میں وہی امور لائے ہیں جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کتاب وسنت میں جب جستجو کی جائے

تو محرمات کثیر ہیں۔ہم نے یہ اموراس لئے ذکر کئے ہیں۔تا کہ ہم صغائر اور کبائر کا جامع بیان کریں۔ہم اس بارے میں اللہ کے حکم سے تمام ضروری چیزوں کوذکر کریں گے۔

(۱)......ہم کہتے ہیں کہ ناحق کسی نفس کوقتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔اگر مقتول باپ ہو یا بیٹا یا فی الجملہ وہ قریبی رشتہ دار ہو یا بالکل غیر ہو محترم بوجہ حرمت، ہو یا محترم بوجہ اشہر حرام ہو۔یہ گناہ کبیرہ ہے۔فاحشہ اور بے حیائی ہے بال نوچنا اور ڈنڈے سے پیٹنا وغیرہ ایک بار یا دوبار یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۲)......اور زنا (بدکاری) گناہ کبیرہ ہے۔اگر وہ پڑوسی کی عزت سے ہو یا کسی اور عزت والی، حرمت والی سے ہو یا ان دونوں سے تو نہ ہو، لیکن اگر یہ فعل بلاد الحرام یعنی مکہ اور مدینہ میں یا ماہ رمضان میں ہوتو پھر یہ فاحشہ اور بے حیائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم (الحج ۲۵)

جوشخص حرم میں بے دینی کا ارادہ کرے ظلم کے ساتھ ہم اس کو درد دینے والا عذاب دکھائیں گے۔

(۳)......بہر حال زنا موجب للحد کے سوا باقی فعل صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔اگر چہ باپ کی منکوحہ سے ہو یا بیٹے کی بیوہ سے ہو۔اجنبی یعنی غیر رانڈ بیوہ سے ہو لیکن اگر بالجبر ہوگا تو پھر وہ کبیرہ گناہ ہوگا۔

(۴)......اور پاکدامن عورت کو جھوٹی زنا کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔اگر تہمت لگنے والی خاتون ماں ہو (تہمت لگانے والے کی) یا بہن ہو یا اس کی بیوہ ہو زانیہ ہوتو پھر یہ تہمت فحاشی اور بے حیائی ہوگی۔

(۵)......نابالغ لڑکی کو تہمت لگانا، لونڈی کو لگانا، آزاد عورت جس کی عزت اتر چکی ہو، یہ سب صغائر میں سے ہیں۔

(۶)......خیانت، جھوٹ اور چوری کی تہمت کا بھی یہی حال ہے۔

(۷)......میدان جہاد سے فرار کبیرہ گناہ ہے۔اگر فرار ہونے والا ایک اکیلے کو یا دو کمزوروں کو چھوڑ کر فرار ہوا ہے جبکہ یہ دونوں سے قوی اور طاقتور تھا یا دونوں یا ایک بغیر ہتھیار کے رہے اور فرار ہونے والا مسلح تھا اور اسلحہ سمیت بھاگا تو یہ فحش کام بھی ہوگا۔

(۸)......والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔اگر نافرمانی کے ساتھ ساتھ گالی گلوچ کیا ہے یا مار پیٹائی کی ہے تو یہ فحاشی اور بے حیائی بھی ہے۔ اگر نافرمانی بوجہ بھاری سمجھنے کے ہے، ان کے حکم کو یا دونوں کی نہی کو یا دونوں کے چہروں پر تیوری چڑھنے کے سبب سے ہے یا دونوں سے الگ تھلگ رہنے کے لئے ہے مگر ساتھ ساتھ اطاعت کرتا ہے اور خاموشی کو لازم رکھنے کے لئے ہے تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔

اگر اس کا سارا عمل ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے کھنچ جائیں اور اس کو کوئی امر یا نہی نہ کریں اور ان کو اس سے صدمہ یا نقصان پہنچتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۹)......چوری کبیرہ گناہ ہے، لیکن چوری کے ساتھ ساتھ ڈاکہ ڈالنا فاحشہ ہے۔اس لئے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ڈاکو کا ہاتھ اور پیر مخالف سمت سے کاٹا جاتا ہے۔

(۱۰)......اور ڈاکہ کے ساتھ بندے کو قتل کرنا فاحشہ ہے۔اس لئے والی کو اس کا معاف کرنا بھی عمل نہیں کرتا۔جب وہ توبہ سے قبل اس پر قادر ہو۔

(۱۱)......بے کار اور حقیر چیز کی چوری صغیرہ گناہ ہے۔جس شخص کی چوری ہوئی ہے اگر وہ مسکین ہو اور وہ مسروقہ چیز اس کی ضرورت ہو بلکہ اس

کی مجبوری ہوتو اس صورت میں یہی کبیرہ گناہ ہوگی اگر چہ اس چیز کی چوری سے چور پر حد واجب نہیں ہوگی۔

(۱۲)......اور لوگوں کا مال ناحق لے لینا کبیرہ گناہ ہے۔اگر لیا ہوا مال مالک کی ضرورت اور مجبوری ہو یا مالک لینے والے کا باپ ہو یا اس کی ماں ہو یا لینے والا جبر وقہر سے لے لے تو یہ فاحشہ ہے اور اسی طرح اگر وہ لینا بطور قمار و جوئے کے ہو تو بھی فاحشہ ہے اور اگر ماخوذ اور لی ہوئی شے حقیر چیز ہو اور مالک غنی ہو جس کو اس کے لے لینے سے کوئی پریشانی نہ ہو تو یہ صغائر میں سے ہوگا۔

(۱۳)......شراب نوشی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔اگر شراب پینے والا زیادہ پی لے یہاں تک کہ نشہ میں ہو جائے یا اس کی وجہ سے برہنہ ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔اگر شراب میں برابر وزن پانی ملا دیا ہے اور اس کی شدت اور نشہ ختم ہو گیا ہے اور پیتا ہے تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔

(۱۴)......نماز ترک کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔اگر ترک کرنے کی عادت ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔اگر نماز تو قائم کرتا ہے مگر اس کا حق نہیں دیتا یعنی خشوع وخضوع سے نہیں پڑھتا اور نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے یا انگلیاں چٹخاتا ہے یا نماز میں لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگاتا ہے یا نماز میں کنکریاں سیدھی کرتا ہے یا بلا ضرورت کنکریوں وغیرہ کو بلا عذر چھوتا رہتا ہے تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اگر اس کو عادت بنالیتا ہے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۵)......اگر جماعت ترک کرتا ہے تو یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے اور ترک جماعت کی عادت بنالیتا ہے اور اس سے وہ جماعت سے دوری اور جدائی رکھنے کی نیت رکھتا ہے یا ان سے الگ تھلگ رہنے کا قصد ونیت کرتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔اگر کوئی بستی والے اس عمل پر اتفاق کرلیں یا کوئی شہر والے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۶)......زکوۃ روک لینا ادا نہ کرنا اور سائل کو خالی لوٹا دینا یہ صغیرہ گناہ ہے۔پس اگر زکوۃ کے روک لینے پر لوگ اکٹھے ہو جائیں یا منع کرنا ایک آدمی کی طرف سے ہو مگر منع کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ڈانٹ ڈپٹ اور سخت گوئی کا اضافہ بھی کردے تو یہ بات کبیرہ گناہ ہے۔

اور اسی طرح سے اگر کوئی حاجتمند کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو کھانا دینے کی وسعت رکھتا ہے اور حاجتمند کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ اس سے سوال کرتا ہے اور وہ اس کو خالی لوٹا دیتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

شیخ حلیمی نے فرمایا:

اصل اس باب میں یہ ہے کہ ہر حرام کی ہوئی چیز کسی ذاتی مفہوم اور حقیقت کی وجہ سے ممنوع ہوتی ہے۔بے شک کسی محرم اور ممنوع چیز (یا کام) کا ایسے طریقہ پر ارتکاب کرنا جس طریقہ سے حرمت کی دو یا زیادہ وجوہ اکٹھی ہو جائیں (وہ کام صرف ممنوع نہیں بلکہ) وہ فاحشہ ہوتا ہے۔ اور اس ممنوع اور محرم کام یا چیز کا ارتکاب ایسے طریقہ پر جس طریقہ سے وہ منصوص کے مرتبہ سے قاصر ہو یا اس کا ارتکاب ماسوائے منصوص کے جو کہ منصوص کے مفہوم کو پورا نہ کرسکے یا منصوص کا ارتکاب جس سے ممانعت ہے اس لئے کہ دوسرے کے لئے ذریعہ نہ ہوا، پس یہ (مذکورہ امور) سب کے سب صغائروں میں سے ہیں۔

اور صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا ایسے طریقہ پر جو طریقہ حرمت کی دو وجوہ کی یا زیادہ وجوہ کو جمع کرلے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔اس کی مثال اس تفصیل میں موجود ہے جس کا ذکر ابھی پیچھے گذرا ہے اور اس کا یہاں پر اعادہ بھی (شیخ نے) فرمایا ہے اور جو کچھ ذکر کیا ہے (شیخ نے) اس میں ذریعہ بننے کو زیادہ کیا ہے۔مثلاً یہ کوئی شخص کسی آدمی کو کسی مطلوب پر دلالت ورہنمائی کرے تاکہ ناحق قتل کرے یا قاتل کو چھری لاکردے (اس قسم کے فعل کا ارتکاب کرنا) حرام ہے (اور یہ حرمت اس) ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدہ ۲)

کہ ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو گناہ کے کام پر اور سرکشی کے کام پر، لیکن اس کے باوجود وہ صغائر میں سے ہے۔
اس لئے کہ اس کے بارے میں جو نہی ہے اس لئے ہے تاکہ ظالم کے لئے ذریعہ نہ ہو اور وہ اپنے ظلم پر قدرت نہ حاصل کر سکے۔ (اور اسی مذکورہ حکم میں ہے) کسی آدمی کا دوسرے آدمی کو جس پر کہنے والے کی اطاعت لازم بھی نہیں یہ کہنا کہ تو فلاں آدمی کو قتل کر دے یہ کہنا کبیرہ گناہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسرے کی ہلاکت کا ارادہ ہے، فعل قتل و ہلاکت میں شرکت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم (کتاب اللہ میں) پاتے ہیں کہ لفظ فاحشہ کا اطلاق اور وقوع زنا پر ہوا ہے۔ اگر چہ اس کی طرف حرمت کی زیادتی نہیں ملی، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ کبائر اور فواحش میں فرق ہے ذکر میں تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔
پس ہر وہ چیز جس کا ذکر بھی زیادہ فحش ہے اس کو کبیرہ پر زیادہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

مقاتل بن سلیمان کا قول:

مقاتل بن سلیمان نے وضاحت کی ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر جہنم کی دھمکی ہے یا جن کا انجام جہنم ہے اور فواحش وہ گناہ ہیں جن پر دنیا میں حد قائم کی جائے۔ تحقیق شیخ حلیمی اور ان کے ائمہ کا کلام دلالت کرتا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔
تحقیق ایسی احادیث اور حکایات وارد ہوئی ہیں جو صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے پر ابھارتی ہیں۔ اس بات کے ڈر کے لئے کہ کہیں ان پر اصرار کے نتیجے میں وہ کبیرہ گناہ نہ بن جائے۔

اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے بچو

۲۸۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے کہ خبر دی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمران قطان نے قتادہ سے، انہوں نے عبدربہ سے انہوں نے ابوعیاض سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
تم لوگ بچاؤ اپنے آپ کو اعمال کو حقیر و بے وزن کرنے والے امور سے۔ وہ انسان میں اکٹھے ہو کر اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال بیان فرمائی ہے، جیسے کچھ لوگ مل کر کسی میدان یا جنگل میں اترتے ہیں اور قوم کے کاریگر آتے ہیں، کوئی آدمی لکڑی لاتا ہے، کوئی چھوٹی سی لکڑی لاتا ہے، حتیٰ کہ ایک ڈھیر جمع ہو جاتا ہے، پھر وہ آگ سلگاتے ہیں اور وہ اس سب کو کھا جاتی ہے جو اس میں پھینکا جائے۔

بلال بن سعد کا ارشاد:

۲۸۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے دعلج بن احمد بن دعلج نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل بن مہران اسماعیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عثمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے اوزاعی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ فرماتے تھے:
تم گناہ اور غلطی کے چھوٹے ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم نافرمانی کتنی بڑی ذات کی کر رہے ہو۔

(۲۸۵)...... اخرجه البیهقی من طریق أبی داود الطیالسی فی مسنده (۴۰۰)

عباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۸۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہ میں نے منصور بن عبداللہ سے سنا کہ وہ اس کو کہتے تھے کہ میں نے سنا عباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے کہ:

پرہیز گاروں کی پرہیز گاری اور متقیوں کا تقویٰ ذرے اور رائی کے دانے سے پیدا ہوتا ہے اور ہمارا رب وہ ہے جو خیال ونظر پر پیٹھ پیچھے عیب لگانے، سامنے طعنہ پر بھی حساب لے گا اور وہ محاسبہ کرنے میں ہر چیز کو شامل کرنے والا اور احاطہ کرنے والا ہے اور اس سے زیادہ سخت بات یہ ہے کہ وہ ذرے ذرے کی مقداروں اور رائی کے دانوں کے برابر بھی حساب لے گا۔ جس ذات کا حساب ایسا سخت ہو وہ واقعی اس بات کی حقدار ہے کہ اس سے بچا جائے اور تقویٰ اختیار کیا جائے۔

۲۸۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن بشر نے کہ خبر دی ہے ابن وہب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن زید نے اور ذکر کیا ہے عمرو نے اور ابا بکر ابن المنکدر کے دو بیٹوں کا انہوں نے فرمایا کہ:

دونوں میں سے ایک پر جب موت آئی تو وہ رو پڑا۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا، ہم تو آپ کے موت اچھا ہونے پر رشک کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں رویا کہ خدانخواستہ میں نے اللہ کی کسی نافرمانی وگناہ کرنے کی جسارت کر لی تھی۔ لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی چیز کو معمولی سمجھ کر کرتا رہا ہوں اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہو (اور اس کا مجھ سے محاسبہ ہو جائے)۔ اور دوسرے بیٹے اپنی موت کے وقت روئے، ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے لئے فرماتے ہیں:

وبدالهم من الله مالم يكونو يحتسبون (الزمر ۴۷)

ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔

میں وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم سب دیکھ رہے ہو اور اللہ کی قسم میں بالکل نہیں جانتا کہ اللہ کے ہاں میرے سامنے کیا کچھ ظاہر ہوگا؟ اور کیا کچھ سامنے آئے گا؟ اور انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ محمد ان کا بھائی تھا (محمد بن منکدر عابد تھے) اور عبادت میں ان سے قریب تر تھا اور کونسی چیز تھے محمد اپنے زمانے میں؟

۲۸۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن اسحٰق طیبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین ھمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابو ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضمرۃ بن ربیعہ نے حضرت سفیان ثوری سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فيغفر لمن يشآء ويعذب من يشآء (البقرۃ ۲۸۴)

اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے اور جسے چاہیں گے عذاب دیں گے۔

فرمایا کہ جس کو چاہیں گے بڑے سے بڑے گناہ پر معاف کر دیں گے اور جس کو چاہیں گے چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر عذاب دیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صغائر اور کبائر میں فرق ہے۔

اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

---

(۲۸۹)...... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۸۶) لابن أبي حاتم عن مجاهد.

کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی وعید آئی ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا ابن ابواسحٰق مزکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابوالحسن طرائفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن ابوطلحہ سے انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

ا ن تجتنبوا کبائر ماتنهون عنه (النسآء ۳۱)

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جس سے تم منع کئے گئے ہو۔

فرمایا کہ کبیرہ گناہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے یا عذاب یا غضب یا لعنت کے ساتھ ختم کیا ہے۔

اکبرالکبائر شرک ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۱:......مذکورہ اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱)...... انه من یشرک بالله فقدحرم الله علیه الجنة (المائدہ ۷۲)

بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بنائے تحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کردی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی سے مایوسی (کے ذکر کے ساتھ مذکور ہونا بھی کبیرہ گناہ ہونے کی نشانی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۲)...... لاییئاس من رحمة الله الاالقوم الکافرون (یوسف ۸۷)

اللہ کے لطف وکرم سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر۔

اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے نڈر و بے باک ہونا (یہ بھی کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے)۔

ارشاد باری ہے:

(۳)......فلا یامن مکر الله الاٰلقوم الخاسرون (اعراف ۹۹)

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارے پانے والے لوگ۔

انہیں کبیرہ گناہوں میں سے ہے والدہ کا نافرمان ہونا۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جبار اور شقی اور عصی شرکش، بدبخت، نافرمان قرار دیا ہے۔

اور انہیں میں سے ہے اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے بغیر حق کے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۴)...... جزاء ہ جهنم (النسآء ۹۲)

کہ قاتل کی سزا جہنم ہے۔

اور پاکدامن عورت کو بدکاری کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

(۲۹۰)...... عزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱۴۶/۲) لابن أبی حاتم عن ابن عباس

(۵)...... لعنوا فی الدنیا و الاخرة ولهم عذاب عظیم (النور۲۳)
دنیا آخرت میں تہمت لگانے والے لعنت کئے گئے ہیں اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

یتیم کا ناحق مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۶)......ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلمًا انما یأکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا (النسآء۱۰)
بے شک جولوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں ناحق وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

میدان جہاد سے فرار ہونا کبیرہ گناہ ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۷)...... ومن یولهم یومئذ دبره الامتحرفا لقتال اومتحیزا الیٰ فئة فقد بآء بغضب من اللّٰه (انفال۱۶)
جس شخص نے (اس دن جہاد میں) پیٹھ پھیر لی، اس کے ماسوا جس نے جنگ کی چال چلنے یا دوسری اپنی ٹولی سے ملنے کے لئے پیٹھ پھیری۔ (جس نے فرار کے لئے پیٹھ پھیری) اس نے اللہ کے غضب کی طرف رجوع کیا۔

کبیرہ گناہوں میں سے سود خوری بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۸)...... الذین یأکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطٰن من المس (البقره۲۷۵)
جولوگ سود کھاتے ہیں قبروں سے نہیں کھڑے ہوں گے مگر مثل اس شخص جو کھڑا ہوتا مخبوط الحواس شیطان کے چھوڑنے سے
اور کبیرہ گناہ سحر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۹)...... ولقد علموا لمن اشتراه ماله فی الاخرة من خلاق (البقره۱۰۲)
البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں کہ البتہ جو اس کو خریدتا ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کبیرہ گناہ زنا (بدکاری) بھی ہے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۰)...... ومن یفعل ذالک یلق اثاماً یضاعف له العذاب یوم القیمة ویخلد فیه مهانا (الفرقان۶۹)
جو شخص اس کا ارتکاب کرے وہ کئی گناہوں کو ملتا ہے اس کے لئے دوگنا عذاب ہوگا قیامت کے دن اور اس میں ذلیل ہوگا
اور جھوٹی اور گناہ کی قسم بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۱)...... ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لهم فی الاخرة (آل عمران ۷۷)
بے شک جولوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں حقیری قیمت وہی لوگ ہیں
جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔غلول اور مال غنیمت کی چوری بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۲)...... ومن یغلل یأت بما غل یوم القیمة (آل عمران۱۶۱)
جو شخص مال غنیمت میں چوری کرے گا قیامت کے دن چرائی ہوئی چیز لے کر آئے گا۔

فرض زکوٰۃ کو منع کرنا یعنی نہ دینا یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۳)...... فتکونی بها جباهم (التوبة۳۵)

جو مال دبا دبا کر رکھتے ہیں اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے قیامت میں ان کی پیشانیاں داغی جائیں گی۔

جھوٹی گواہی دینا اور گواہی چھپانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۴)......ومن یکتمها فانه اثم قلبه (البقرہ ۲۸۳)

جو شخص شہادت کو چھپائے گا اس کا دل گناہگار ہے۔

اور شراب پینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پوجا کو اس کے برابر کیا ہے اور جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا یا اللہ کی فرض کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز ترک کرنا یہ بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

(۱۵)...... من ترک الصلوٰة متعمدا فقد برئ من ذمة اللّٰه ورسوله

جو شخص قصداً نماز ترک کردے وہ اللہ کے ذمہ سے خارج ہو گیا۔

عہد شکنی کرنا اور قطع رحمی کرنا بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

لهم اللعنة ولهم سؤ الدار

ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے۔ (الرعد ۲۵)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بہرحال دونوں میں فرق کو ترک کر دیا پس کس چیز میں ہے۔

۲۹۲:......ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے کہ خبر دی ہے ابوعمرو بن نجید نے کہ خبر دی ہے ابومسلم الکجی نے کہ خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حماد شعیثی نے کہ خبر دی ہے ابن عون نے محمد سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا:

كل مانهى الله عنه كبيره

ہر وہ کام ہے جس سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح فرمایا اور یحییٰ بن عتیق نے اور ھشام نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کہا ہے۔

۲۹۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ احمد بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے کہ خبر دی ہے معمر نے ایوب سے، انہوں نے ابن سیرین سے، انہوں نے عبیدہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

كل ماعصى الله ربه فهو كبيرة

ہر وہ کام جس میں اللہ کی نافرمانی کی جائے وہی کبیرہ گناہ ہے۔ اور تحقیق نادر چیز ذکر کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۷)...... قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم (النور ۳۰)

مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

۲۹۴:......اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں معمر نے حدیث بیان کی ہے ابن طاؤس سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ حضرت ابن

---

(۲۹۱)...... عزاه السيوطى فى الدر المنثور (۱۴۸/۲) لابن جرير وابن المنذر وابن أبى حاتم والطبرانى وابن مردويه عن ابن عباس.

(۲۹۲)...... عزاه السيوطى فى الدر المنثور (۱۴۶/۲) لعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر والطبرانى والمصنف من طرق عن ابن عباس.

(۲۹۴)...... عزاه السيوطى فى الدر المنثور (۱۴۶/۲) لعبد الرزاق وعبد بن حميد وابن جرير و ابن المنذور وابن أبى حاتم والمصنف من طرق عن ابن عباس.

عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انہوں نے فرمایا: قریب قریب ستر ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ یہ انہوں نے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم میں اور محرمات کے ارتکاب سے ترہیب اور ڈرانے کے لئے فرمایا ہو۔ بہر حال صغائر اور کبائر کے مابین فرق کرنا دنیا اور آخرت کے احکامات سے لازمی اور ضروری ہے ان نصوص کی بنیاد پر جو کتاب و سنت میں آئی ہیں۔

مسلمان اہل قبلہ بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے

ہمارے احباب رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ:

اصحاب کبائر اہل قبلہ جب قیامت میں بغیر توبہ کئے آئیں گے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے گا تو ان کو ابتداء ہی میں معاف کردے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کے حق میں ان کے نبی کی شفاعت قبول کرلے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کو جہنم میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ پھر وہ ایک خاص مدت تک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ پھر ان کو جہنم سے جنت کی طرف نکالنے کا حکم دے گا یا شفاعت کے ساتھ یا بغیر شفاعت کے۔ اور ہمیشہ جہنم میں تو صرف کفار ہی رکھے جائیں گے۔

ہمارے احباب نے اس بات پر استدلال اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیا ہے:

بلیٰ من کسب سیئة و احاطت به خطیئته الخ (البقرہ ۸۱)

ہاں جس نے برائی کا کسب کیا اور اس کے گناہوں نے اس کو احاطہ میں لے لیا۔ وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ ہمیشہ آگ میں رکھنا اس کے لئے ہے جس کو اس کے گناہوں نے گھیر لیا ہوگا۔ (وہ کافر ہی ہوسکتا ہے) اس لئے کہ مؤمن ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو یا بہت سے کبائر کا اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا ہوتا، اس لئے کہ تمام گناہوں کا سردار اور بڑا گناہ کفر ہے۔ وہ مؤمن کے گناہوں میں موجود نہیں ہوتا ہے۔ لہذا یہ صحیح ہوا کہ وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس دوسرے قول کے معارض و مخالف ہے۔ وہ یہ ہے:

والذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک اصحب الجنة هم فیها خالدون (البقرہ ۸۲)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ہے اس شخص کو جس نے ایمان کی اصل اور اس کی فروع (دونوں چیزیں) جمع کرلی ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب یا کبائر کا مرتکب صالحات اور نیک اعمال کا تارک ہوتا ہے۔ تو یہ بات صحیح ہوگی کہ جنت والا وعدہ اس کے لئے نہیں ہے۔

تو معترض کو جواباً یہ کہا جائے گا کہ کبیرہ یا کبائر کا مرتکب جب ان سے توبہ کرلے اور قیامت میں ان گناہوں سے تائب ہوکر آئے، مگر صالحات اور نیکیوں کا تارک ہو ایمان کے اور اس کی فروعات کے مابین جمع کرنے والا نہ ہو اس کے باوجود وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حالانکہ اس کی توبہ ان نیکیوں کے قائم مقام نہیں ہوسکتی جو اس نے چھوڑی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اوپر شر اور برائی سے ہمیشہ دور رہنا لازم تھا۔ پس جب اس نے کچھ وقت شر اور گناہ کا اقدام وارتکاب کیا اور پھر کچھ وقت اس سے دور ہوگیا تو گویا ایسا کرنے سے وہ کچھ فرض کو ادا کرنے والا (اور کچھ کا تارک ہوا) اور کچھ فرض ممکن نہیں ہے اور جائز نہیں ہے کہ پورے فرض کا بدل نہ کے۔ اور جب یہ بات ممکن ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے

تائب ہونے والے پر احسان فرمائے اور اس کی توبہ کے بدلے میں اس کے گناہ مٹادے اور معاف کردے تو یہ کیونکر جائز نہیں ہوگا اور کیونکر درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہوں پر اصرار کرنے والے پر بھی احسان فرمائے اور اس کے ایمان کے سبب جو کہ تمام نیکیوں سے احسن اور بہتر نیکی ہے اس کے گناہ معاف فرمادے؟ اور اس کی صلوٰۃ اور دیگر بعض حسنات کے سبب وہ غلطیاں بھی مٹادے جو اس کی سیئات کی مدت میں زیادہ ہوگئی تھیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

ان الحسنات يذهبن السيأت (ھود۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں۔

اس کو لے لیجئے اور محفوظ اور یاد رکھئے۔ دونوں اس بات میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور جدا ہیں کہ تائب مغفور ہوتا ہے بغیر عذاب دینے کے اور گناہوں پر اصرار کرنے والا کبھی اپنے گناہوں کے سبب کچھ مدت تک عذاب دیا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ خبر صادق اس کے بارے میں وارد ہوچکی ہے اور ہمارے اصحاب نے اس پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ استدلال کیا ہے:

ان الله لايغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذالك لمن يشاء (النساء۴۸/۱۱۶)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف فرمائے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور معاف فرمادے گا اس کے ماسوا (گناہ) جس کے لئے چاہے گا۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خبر میں اختلاف فرض کرلیا جائے اور اسی کے ساتھ حدیث بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے۔

۲۹۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوحامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ربیع مکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زھری سے، انہوں نے ابوادریس سے، انہوں نے عبادہ بن صامت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

میرے ساتھ تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ شریک نہیں کروگے، چوری نہیں کروگے، بدکاری نہیں کروگے۔ یعنی پوری آیت بیعت والی باتوں کا ذکر فرمایا۔ (پھر فرمایا کہ) جو شخص تم میں سے ساری باتیں پوری کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو شخص ان باتوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھا اور اس کو سزا دے دی گئی وہ سزا اس کے لئے کفارہ ہوگی اور جس نے کسی کام کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا (یعنی اس کا گناہ سامنے نہ آسکا) وہ اللہ عزوجل کے حوالے ہوگا۔ اگر وہ چاہے گا معاف کردے گا اور چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا۔

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس حدیث کو سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی نے فرمایا:

عبادہ بن صامت کا قول فی بیعۃ النساء سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ جیسے عورتوں کی بیعت میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ياايها النبى اذا جآءك المؤمنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئًا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن اولادهن ولايأتين ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك فى معروف الخ (۱۲)

اے نبی جب تیرے پاس ایمان والی عورتیں تیرے ساتھ بیعت ہونے کے لئے آئیں تو (ان شرائط پر ان کی بیعت قبول کرلیجئے) کہ:

(۲۹۵)...... أخرجه البخاري (۱۲/۸۴ فتح) و مسلم (۳/۱۳۳۳) من طريق ابن عيينة. به.

(۱)......اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔

(۲)......چوری نہیں کریں گی۔

(۳)......زنا نہیں کریں گی۔

(۴)......اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

(۵)......اور بہتان نہیں باندھیں گی، جیسے وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے آگے اختراز کریں۔

(۶)......اور ہر اچھے کام میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔

(گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) یہ قول کرنا:

ومن اصاب من ذلک شیئًا فسترہ اللہ علیہ

کہ جو شخص ان مذکورہ گناہوں میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر پردہ ڈال دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے شریک کے ماسوا باقی گناہ ہے۔ جیسے آپ کا یہ قول کرنا (**فعوقب به**) یعنی جس نے مذکورہ گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی۔ اس سے مراد بھی ماسوائے شرک کے گناہ مراد ہے۔ جبھی تو سزا اور حد کو کفارہ قرار دے دیا۔ اس غلطی کا اور گناہ شرک کے بعد جس کا ارتکاب کیا اور جس گناہ کے ارتکاب کے بعد اس میں حد جاری نہیں کی گئی اس کو اللہ کی مشیت کے سپرد کیا۔ اگر چاہے تو اس کے لئے معافی فرمادے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔ پھر عذاب دائمی نہیں ہوگا۔ اس بات کی دلیل شفاعت قبول کر کے جنت میں بھیجنے والی احادیث میں اور وہ آیات ہیں جو کتاب اللہ میں اس معنی میں آئی ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آیت مغفرت میں یہ فقرہ کہ جس کو چاہے بخش دے گا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کے صغیرہ گناہ معاف کردے گا جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہوگا اور اس کے لئے بخشش نہیں کرے گا جو کبائر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا جیسے کہ دوسری آیت میں ارشاد ہے:

ان تجتنبوا کبائر ماتنهون عنه نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلاً کریما (النسآء ۳۱)

اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے جس سے تم منع کئے گئے ہو تو مٹادیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں اور داخل کریں ہم تم کو باعزت مقام میں۔

تو جواب میں کہا جائے گا کہ وہ کبائر جن سے اجتناب کرنے کو مغفرت کے لئے شرط قرار دیا گیا ہے اس سے مراد شرک ہے اور یہ اس آیت میں مطلق ہے اور اس کے ساتھ سیئات کی تکفیر کرنا اور منا بھی مطلق ہے اور وہ دونوں اس آیت میں جس کے ساتھ ہم نے حجت پکڑی ہے دونوں جگہ دونوں مفید ہیں۔ لہٰذا دونوں کے مابین جمع کرنا واجب ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کرنے والوں کو آگ کی اور اس میں ہمیشہ رہنے کی وعید اور دھمکی دی ہے اور ان سے توبہ کرنے والوں کے سوا کسی کو علیحدہ نہیں کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق (تا) الا من تاب (الفرقان ۶۸ تا ۷۰)

نہ قتل کرو کسی نفس کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کی تائید کے ساتھ۔

(یہاں تک کہ فرمایا) مگر وہ شخص جو توبہ کرے تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس وعید اور دھمکی کا تعلق صرف اسی سے نہیں بلکہ تمام ان امور سے اور اشیاء سے ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی ابتداء شرک کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

والذین لایدعون مع اللہ الٰھا اخر (الفرقان ۶۸)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو نہیں پکڑتے ۔ (یعنی شرک کی نفی کی ہے)
لہذا آیت میں یہ فقرہ:

ومن یفعل ذالک یلق اثاماً

جو شخص یہ کام کرے گا وہ ملے گا کئی کئی گناہوں کو بھرے گا۔

اور رجوع کرے گا ان تمام سابقہ چیزوں کی طرف جو پہلے مذکور ہوئی ہیں۔
جس نے ان کبائر اور اس وعید کے اور اس پر جو دلیل دلالت کرتی ہے وہ یہ قول ہے:

یضاعف له العذاب

کہ اس کے لئے دہرا عذاب ہے۔

کے درمیان جمع کیا ہے اس نے یہ ارادہ کیا ہے۔ وہ شخص جس نے شرک اور اس کے علاوہ کبائر کے مابین جمع کیا ہے۔ اس پر جمع کر دیئے ہیں شرک کے عذاب کے ساتھ کبائر کے عذاب، لہذا اس پر عذاب دہرا ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا:

الامن تاب و امن وعمل عملاً صالحاً

مگر جو شخص ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔

تو یہ ایمان اور عمل صالح کا ذکر کیا ہے اور یہ اس لئے تا کہ اس کا ایمان اس کے کفر کو تباہ کر دے اور ختم کر دے اور ایمان میں اس کی اصلاح اس کو تباہ کر دے جو پہلے سے کفر میں اس سے خرابی ہوئی جیسے ہم نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا (النسآء ۳)

جو شخص کسی مؤمن کو قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(جواب میں) کہا جائے گا کہ اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے قتل کیا تھا اور مرتد ہو گیا تھا اسلام سے اور ہمارے بعض اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت اپنے سبب یا شان نزول پر بند ہے۔

۲۹۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمٰن بن محبوب دھان نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن ھارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نضر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے کلبی نے ابو صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا مقیس بن ضبابہ نے اپنے بھائی ھشام بن ضبابہ کو بنی نجار کے محلّہ میں مقتول پایا جبکہ ھشام مسلمان تھا۔ مقیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی فہر کے ایک آدمی کو نمائندہ بنا کر بھیجا اور اس کو فرمایا کہ تم بنی نجار کے پاس جاؤ اور جا کر میرا اسلام کہو اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اگر تم ہشام کے قاتل کو جانتے ہو تو اس کے بھائی کو ہشام کا قاتل حوالے کر دو کہ وہ اس سے (بدلہ) قصاص لے گا۔ اور اگر تم نہیں جانتے تو تم لوگ اس قتل کی دیت اس کے حوالے کرو۔

چنانچہ فہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو یہ پیغام پہنچایا۔ بنی نجار والوں نے کہا سمع اور طاعت ہے اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے۔ (یعنی ہم یہی کچھ کریں گے جو آپ نے فرمایا ہے) اللہ کی قسم ہم ہشام کے قاتل کو نہیں جانتے، لیکن ہم اس کے بھائی کو دیت دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے مقیس کو سو اونٹ دیئے۔ پھر وہ فہری اور مقیس وہاں سے ہٹے اور مدینے کی طرف چلے۔

جب مدینے کے قریب پہنچے تو مقیس بن ضبابہ کے پاس شیطان آیا اور اس نے مقیس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ کیا کیا تم نے؟ تم نے اپنے بھائی کی دیت (اس کا خون بہا) قبول کرلیا۔ یہ تو تیرے اوپر گالی ہوگی۔ ایسا کر کہ تیرے ساتھ جو آدمی ہے اس کو قتل کردے لہذا نفس کا بدلہ نفس ہوجائے گا اور دیت بھی اضافی طور پر بچے گی۔ لہذا اس نے پتھر اٹھایا اور فہری کو دے مارا اور اس کا سر کچل دیا۔ پھر وہاں سے اونٹ پر سوار ہوا اور اونٹ ہانک کر مکہ کی طرف کافر ہوکر روانہ ہوگیا اور اپنے شعروں میں یہ کہنے لگا:

میں نے اپنے بھائی کے بدلے فہری کو قتل کردیا اور میں نے اس کا خون بہا بنونجار کے ارباب شوریٰ کی پیٹھ پر لاد دیا۔ اور میں نے اپنے بھائی کا قصاص بھی پالیا اور تکیہ لگا کر لیٹ گیا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں جو بتوں کی طرف لوٹ گیا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت اسی واقعہ میں اسی مقیس کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

ومن یقتل مؤمنا متعمد فجزاءہ جھنم الخ (النساء۹۳)

جو شخص کسی کو مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم میں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرا جواب بھی ہے، وہ، وہ ہے جو ہم نے روایت کیا ہے ابو مجلز لاحق بن حمید سے اور وہ بڑے بڑے تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس کی جزا ہے۔ اگر اللہ چاہے گا کہ اس کی جزا سے درگذر کرے تو وہ خود کرے گا۔

۲۹۷:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے کہ خبر دی ہے محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوشہاب نے سلیمان تیمی سے، انہوں نے ابو مجلز لاحق بن حمید سے، پھر اس نے اس بات کو ذکر کیا ہے اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس کی اسناد ثابت نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے ابوسلیمان خطابی بستی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ:

پورا قرآن مجید بمنزلہ ایک کلمہ کے ہے۔ جس کا نزول پہلے ہوا اور جس کا بعد میں ہوا اس پر عمل کے وجوب میں سب برابر ہے جب تک اول اور آخر میں منافات واقع نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس قول: ویغفر مادون ذالک لمن یشاء میں اور ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا فیھا (نساء۱۹۳) میں جمع کیا جائے اور اس کے ساتھ لمن یشاء کو لاحق کیا جائے۔ یہ باہم متناقض ومخالف نہیں ہوگا۔ مشیت کی شرط قائم ہے سب کے سب گناہوں میں ماسوائے شرک کے اور اسی طرح ہے یہ بھی فجزاءہ جہنم واحتمال رکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو فجزاء جہنم اس کی جزا جہنم ہے۔ اگر اللہ اس کو جزا دینے پر آئے اور اس کو معاف نہ کرے تو اس طرح پہلی آیت خبر ہے اس میں کوئی خلاف نہیں ہے اور دوسری آیت وعدہ ہے جس میں عفوو درگذر کی امید ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے کہ خبر دی ہے ابواحمد بن عدی حافظ نے، انہوں نے کہا میں نے سنا عمر بن محمد وکیل سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے معاذ بن مثنیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سوار بن عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اصمعی نے، انہوں نے

(۲۹۶)...... قال الذھبی فی التجرید (۱۲۰/۲) ھشام بن ضبابة الکنانی اللیثی أخو مقیس. أسلم ووجد قتیلاً من بنی النجار وقال ابن إسحاق وغیرہ قتل فی غزوة المریسیع قتله أنصاری وظنه من العدو. والحدیث عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۱۹۵/۲) للمصنف.

(۲۹۷)......أخرجه أبوداود (۴۲۷۶) عن أحمد بن یونس. به وأخرجه المصنف فی البعث (۴۵)

کہا کہ عمرو بن عبید ابوعمرو بن ابی العلا کے پاس آئے اور ان سے کہا اے ابوعمرو! کیا اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ عمرو نے کہا اللہ نے خود فرمایا۔ انہوں نے پوچھا، کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے وعید کی کوئی آیت ذکر کی جو عمرو کو یاد نہیں رہی تو ابوعمرو نے کہ کونسی عجمیت تو دیا گیا ہے۔ وعد، ایعاد سے مختلف ہوتا ہے۔ پھر ابوعمرو نے شعر کہا:

وانی وان اوعدته او وعدته .ساخلف ایعادی وانجز موعدی

اور بے شک میں نے اگرچہ دھمکی دی ہے اس کو یا وعدہ دیا ہے۔ بہت جلدی میں اپنی دھمکی کے خلاف کروں گا اور پورا کروں گا میں اپنا وعدہ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ' یدخلہ ناراً خالداً فیھا (النسآء ۱۴)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مومن گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟)

کہا گیا ہے کہ اس طرح ہم کہیں گے۔ الحدود۔ اسم جمع ہے متعدی ہوتا اللہ کی حدود کے لئے۔ جمع بنایا گیا ہے بوجہ ترک ایمان کے اور تارک ایمان ہمیشہ آگ میں رکھا جائے گا۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدین وماھم عنھا بغائبین (الفطار ۱۴-۱۶)

بے شک گناہگار البتہ جہنم میں ہوں گے۔ قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے اور اس سے وہ غائب نہیں ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

ان الابرار لفی نعیم (الفطار ۱۳)

بے شک نیکوکار لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔

(جواب ہے) کہ ایسا فاسق جو ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ایمان کی بدولت برٌ یعنی نیک ہوتا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ وہ مطلق برٌ اور نیک نہیں ہے۔

جواب میں کہا جائے گا کہ اسی طرح وہ مطلق فاجر بھی نہیں ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ اس کے فجور نے اس کے ایمان کو تباہ کر دیا ہے۔

جواب دیا جائے گا کہ اس قول میں اور مرجئہ کے قول میں پھر کوئی فرق نہیں رہے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اس کے ایمان نے اس کے فجور اور گناہوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فجار سے وہ لوگ مراد لئے ہیں جن کے درمیان اور ابرار کے درمیان تقابل ہے۔ اس لئے کہ تمام نیکیوں کی سردار نیکی ایمان ہے اور تمام فجور کا سردار فجور کفر ہے اور ہمارے موقف کی صحت پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان ہیں:

(۱)...... ان لانضیع اجر من احسن عملاً (الکھف ۳۰)

بے شک ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھا عمل کیا۔

(۲)...... لا اضیع عمل عامل منکم (آل عمران ۱۹۵)

تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو میں ضائع نہیں کروں گا۔

(۳)...... ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفھا و یؤت من لدنہ اجراً عظیما (النساء ۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کریں گے۔ایک ذرے کی مقدار اگر نیکی ہوگی تو اس کو دگنا کر دیں گے اور اپنی طرف سے بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔

(۴)...... فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ (الزلزالہ ۷)

جو شخص ایک ذرے کی مقدار خیر کا عمل کرے گا اس کو عمل وہ دیکھ لے گا۔

(۵)...... یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضرا (آل عمران ۳۰)

جس دن پالے گا ہر نفس جو کچھ اس نے خیر کا عمل کیا تھا حاضر کیا ہوا (پالے گا)۔

(۶)......فالذین امنوا منکم و انفقوا لھم اجر کبیر (الحدید ۷)

پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خرچ کیا ہے ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

(۷)...... وعداللہ المؤمنین و المؤمنات جنات (التوبہ ۷۲)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے لئے باغات (بہشتوں) کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۸)...... ھل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمٰن ۶۰)

نیکی کا بدلہ صرف نیکی ہی ہے۔

یہ مذکورہ آیات اور دیگر وہ سب آیات جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں، وہ سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا عمل ضائع نہیں فرمائیں گے جو اچھا عمل کرے گا اور سب اعمال سے احسن عمل اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا ہے۔

جس شخص نے مؤمن کو دائمی طور پر آگ میں رکھنے کا قول کیا ہے۔ درحقیقت اس نے اس کے اعمال کے اجر کو ضائع کیا ہے اور اس کے لئے کوئی معاوضہ نہیں بنایا ہے۔ حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طاعات پر ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور گناہوں پر عذاب کا۔ لہذا کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے معاصی کے اعمال کو دیکھے گا اور طاعات کے عمل کو نہیں دیکھے گا۔ حالانکہ دوسرے کے اعمال طاعت ہوں یا معاصی اسی نے خود کئے ہیں۔ مگر پھر دوسرے کو بھی یہ حق ہوگا کہ وہ اس کے برعکس کہے یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کی طاعات کو دیکھے گا۔ معاصی اور گناہوں کو نہیں دیکھے گا۔ مگر اس کا کہنا تو دور کی بات ہے کوئی بھی اس کا قائل موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم سب مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے اور اجماع ہے کہ طاعات کا اجر حاصل ہوگا اور طاعات کے حکم کے زوال میں ہم نے اختلاف کیا ہے۔ لہذا ہم نے جس چیز کا یقین کیا ہے بعض طاعات پر اجر کا حصول معصیت کے سبب ہے اس کا حکم نہیں اٹھ جائے گا۔

بعض لوگوں نے عقیدہ شفاعت کو اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے باطل قرار دیا ہے۔

ماللظالمین من حمیم و لا شفیع یطاع (غافر ۱۸)

ظالموں کے لئے نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ ہی کوئی سفارشی جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(تو اس کا جواب یہ ہے کہ) یہاں پر ظالموں سے مراد کافر ہیں۔ اس آیت کا آغاز اس بات کی شہادت دیتا ہے کیونکہ یہ آیت کافروں کے ذکر میں واقع ہے۔

اگر ایسے لوگ اس آیت سے دلیل پکڑیں:

و لا یشفعون الا لمن ارتضٰی (انبیآء ۳۸)

(سفارشی) سفارش نہیں کریں گے مگر اس شخص کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا۔

کہا گیا ہے کہ یہ ہماری دلیل ہے۔ اس لئے کہ فاسق بھی اپنے ایمان کے سبب مرتضٰی اور پسند میں ہوتا ہے۔ (اور یہ بات بھی قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادہ

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔

سورۃ انبیاء کی مذکورہ آیت میں ارتضٰی فرمایا اور اس آیت یعنی فاطر میں ہے اصطفینا فرمایا۔ دونوں زبان کے لغت کے اعتبار سے ایک ہیں۔
اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فمنھم ظالم لنفسہ

تو کچھ ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

یعنی مصطفین اور برگزیدہ لوگوں میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور ظلم سے مراد وہی فسق ہے۔

اسی طرح اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ان میں ظالم بھی ہیں، یعنی فاسق ہیں اور اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا کہ یونس علیہ السلام نے اپنے بارے میں کہا تھا:

انی کنت من الظالمین (الانبیاء ۸۷)

کہ بے شک میں ظالم ہوں (قصوروار ہوں)۔

اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ وہ سب کے سب جنت میں ہوں گے۔ یہ کتاب البعث والنشور کی ساتویں جز میں اپنے شواہد سمیت مذکور ہیں۔

اور آیت **الا من ارتضٰی** کی ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ **الا من ارتضٰی ان یشفعولہ** ہے۔ یعنی مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہ شفاعت کرنے والے اس کے لئے شفاعت کریں۔

اسی طرح کا قول یہ بھی ہے:

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ (البقرہ ۲۵۵)

کوئی ہے جو اس کے آگے سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

یعنی جس کے لئے اللہ پسند کرے گا کہ اس کے لئے سفارش کی جائے اللہ خود اجازت دیں گے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت: **الا من ارتضٰی** (کی یہی مذکورہ توجیہ ہی ہے) اس کے علاوہ دوسری کسی توجیہ کا احتمال نہیں رکھتی۔

اس لئے کہ اللہ کے ہاں برگزیدہ لوگ نہ تو کسی فرشتے کی شفاعت کے محتاج ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی نبی کی شفاعت کے۔ (لہذا یہ بات ثابت ہوئی کہ) جو ہم نے کہا ہے وہی آیت کا معنی صحیح ہے۔

اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتے کہ کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب کے لئے سفارش کی جائے۔ اس لئے کہ گناہگار ہی شفاعت کا محتاج ہوتا ہے اور اس کا ضرورت مند ہوتا ہے۔

تو جس قدر گناہگار کا گناہ بڑا ہوگا اسی قدر وہ شفاعت کا بھی زیادہ محتاج ہوگا۔ پھر یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ شفاعت کے لئے اس کی شدت احتیاج اس کے درمیان اور شفاعت کے درمیان حائل ہوجائے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ صاحب کبیرہ کے لئے شفاعت کو پسند نہ کریں اور شفاعت نہ ہوسکے) (پھر سوال ہوسکتا ہے کہ پھر تو کافر کے لئے بھی شفاعت ممکن ہونی چاہئے کیونکہ اس کا گناہ بھی بڑا ہے) تو جواب یہ ہوگا کہ شفاعت کا امتناع تو کافروں کے لئے بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے کہ ان کا گناہ بڑا ہے۔ لیکن (کافر کے لئے سفارش اس لئے ممنوع ہے کہ وہ) اس ذات باری کا منکر ہے جس کی بارگاہ میں سفارش کی جائے گی یا اس لئے کہ وہ رسول کا منکر ہے جو اس کے حق میں سفارشی ہے یا اس لئے ممنوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کافر کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہیں کرے گا جبکہ یہ سارے معانی اہل قبلہ مرتکب کبیرہ مومن کے حق میں معدوم و مفقود ہیں۔

پھر یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہ بھی آیا ہے:

یوم لاتملک نفس لنفس شیئًا (انفطار ۱۹)

کہ اس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کے حق میں سفارش نہیں کرسکے گا۔ لہذا اس آیت سے شفاعت کا امتناع ثابت ہوا؟

تو جواب یہ ہے کہ یہ آیت شفاعت کو منع نہیں کرتی۔ اس لئے کہ آیت میں تملک کا لفظ آیا ہے کہ کوئی مالک نہیں ہے۔ ملک سے بنا ہے اور ملک سے مراد ہے قوت وطاقت کے ساتھ روک دینا تو واقعی اللہ تعالیٰ کو قوت وطاقت سے کسی معاملے میں کوئی نہیں روک سکے گا۔ اس آیت کا شفاعت کے مفہوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے) اس لئے کہ شفاعت، شفاعت کرنے والے کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں انتہائی تذلل اور عاجزی پیش کرنے کا نام ہے اور اپنے آپ کو اس انتہائی اظہار عجز کے ذریعہ اس کے قائم مقام کرنا ہوتا ہے جس کے لئے سفارش کررہا ہے۔ لہٰذا اس کام کے لئے سب سے زیادہ لائق اور اس کے احوال کے لحاظ سے زیادہ قیامت کے روز سے زیادہ کوئی موقع اور وقت نہیں ہوسکتا۔

تحقیق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے اثبات میں اور اہل توحید کی ایک جماعت کو جہنم سے نکالنے اور ان کو جنت میں داخل کرنے کے بارے میں اخبار صحیحہ وارد ہوچکی ہیں جو اخبار متواترہ کے قریب قریب ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل کبائر کی ایک جماعت کے بارے میں جو اہل شرک نہ ہوں مغفرت کرنا بغیر عذاب کے بطور اس کے فضل اور رحمت کے بارے میں احادیث آچکی ہیں۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے، کریم ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ احادیث کتاب البعث والنشور میں ذکر کردی ہیں اور ہم یہاں ان سے بعض کی طرف اشارہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا ہے:

ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمود (الاسراء ۷۹)

اور رات تہجد کی نماز ادا کر تو یہ حکم زیادہ اس کے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے پہنچادے مقام محمود پر۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں روایت کیا ہے یزید الفقیر سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت شفاعت کے بارے میں ہے۔

اواسی طرح ہم نے حذیفہ بن یمان سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر سے بھی روایات کی ہیں۔

۲۹۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس دوری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا ابوعمرو نے کہ خبر دی ہے محمد بن موسیٰ حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے، عمرو بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع بن جراح نے ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد زعافری نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المقام المحمود الشفاعة

کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے محمد بن عبید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں:

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

قال هو المقام الذی یشفع فیه لامنه

فرمایا کہ وہ مقام ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۰۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن داؤد بن سلیمان نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد اھوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے ادریس اودی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

۳۰۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابوبکر بن داؤد نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبدان سے وہ کہتے تھے وہ یہ حدیث ہے جس کا لوگوں نے ہمارے اوپر انکار کیا ہے۔

۳۰۲:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر نے کتاب التفسیر میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے داؤد زعافری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود وشفاعت ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ عبدان کی روایت میں لوگوں نے اس لئے انکار کیا کہ اس کا کسی روایت میں تفرّد ہے، ورنہ سارے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے وکیع سے اور داؤد سے۔

۳۰۳:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ

---

(۲۹۹)...... أخرجه أحمد (۴۷۸/۲) عن وکیع. به.

(۳۰۲)...... أخرجه أحمد (۴۴۴/۲) عن وکیع. به.

کدیمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی اصحاب رسول سے کہ اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن زمین دراز کی جائے گی رحمٰن کی عظمت کے لئے کسی کے لئے اس پر جگہ نہیں ہوگی مگر صرف اس کے ایک قدم کی۔ پھر میں پہلا شخص ہوں جو بلایا جائے گا۔ میں جبرئیل کو رحمٰن کے دائیں طرف کھڑا ہوا پاؤں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اس سے پہلے اس نے اللہ کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب جب جبریل میرے پاس آیا تھا اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل خاموش کھڑا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس نے صحیح کہا تھا میں نے اس کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ آپ کوئی اپنی حاجت پیش کریں۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میں تیرے بندوں میں سے کچھ بندوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جنہوں نے شہر شہر تیری عبادت کی ہے اور ٹیلوں کی چھاؤں میں تیرا ذکر کیا ہے وہ جواب کے منتظر ہیں کہ میں تیرے یہاں سے کیا لے کر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے خبردار ہوشیار میں ان کے بارے میں تجھے شرمندہ نہیں کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

عسیٰ ربک ان یبعثک ربک مقاماً محموداً (اسراء۷۹)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچادے۔

اس کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے ابراہیم بن سعد سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ روایت کی مکمل عبارت ان تمام روایات میں وارد ہوئی ہیں جو شفاعت کے سلسلوں میں آئی ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (الضحیٰ ۵)

اور البتہ عنقریب آپ کو آپ کا رب (اتنی) عطا کرے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔

اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور ہم نے روایت کی ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانه منی (ابراہیم ۳۶)

اے میرے رب بے شک ان بتوں نے تو بہت سارے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے، بس جو شخص میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔

اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور عیسیٰ بن مریم نے فرمایا:

ان تعذبھم فانھم عبادک الخ (المائدہ ۱۱۸)

اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے تو غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے۔ اے اللہ میری امت، اے اللہ میری امت ...... یہ کہتے کہتے رو

(۳۰۳)...... اخرجه الحاکم فی المستدرک (۴/۵۷۱) من طریق الزهری. به.

پڑے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اے جبرئیل آپ جائیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہئے،بے شک ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کردیں گے اور آپ کو تکلیف نہیں دیں گے۔

بصورت دعا اس حدیث میں واضح شفاعت کے الفاظ موجود ہیں امت کے لئے۔(مترجم)

۳۰۴:......ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابومحمد زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے کہ خبر دی ہے ابن وھب نے انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔عمرو بن حارث نے کہ بکر بن سوادہ اس کو حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پھر وہی مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں یونس سے روایت کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یزید الفقیر سے روایت کی ہے جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئی پھر آپ نے ان کو ذکر فرمایا اور انہوں نے یہ بات فرمائی:

واعطیت الشفاعة

کہ میں شفاعت کرنے کا حق بھی دیا گیا ہوں۔

۳۰۵:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوحازم حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعمرو بن مطر نے خبر دی ہے ابراہیم بن علی نے کہ خبر دی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے کہ خبر دی ہے ھشیم نے سیار سے اس نے یزید فقیر سے پھر اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور وہ بخاری ومسلم میں منقول ہے۔

۳۰۶:......ہمیں خبر دی ہے عبداللہ یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابوسعید بن اعرابی نے،انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن عبادہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قتادہ سے،انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

بے شک ہر نبی کے لئے ایک مخصوص دعا ہوتی تھی جس کے ساتھ انہوں نے دعا کی اپنی امت کے بارے میں اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کے حق میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا رکھی ہے۔اس کو مسلم نے روایت کیا ہے زھیر وغیرہ سے روح سے اور بخاری مسلم دونوں نے اس کو روایت کیا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کو مسلم نے بھی جابر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور مسلم نے اس کو حدیث ابی بن کعب سے قراءۃ کے قصے میں نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول:اے اللہ میری امت کو بخش دے اور تیسری بار دعا کو مؤخر کرنا اس دن کے لئے جس دن تمام مخلوق آپ کی خدمت میں رجوع کرے گی۔یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔(یہ بھی آپ کی شفاعت کی دلیل ہے)۔(مترجم)

---

(۳۰۴)...... أخرجه مسلم (۱/۱۹۱) عن يونس بن عبدالأعلى الصدقي. به.

(۳۰۵)...... أخرجه البخاري (۱/۱۱۹) و مسلم (۱/۳۷۰) من طريق هشيم. به.

(۳۰۶)...... أخرجه مسلم (۱/۱۹۰) عن زهير بن حرب وابن أبي خلف كلاهما عن روح. به.

وأخرجه البخاري (۹/۱۷۰) و مسلم (۱/۱۹۰) من حديث أبي هريرة.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی

۳۰۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یونس نے کہ خبر دی ہے ابوسعید بن اعراہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مختار بن فلفل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

میں تابعداروں کے اعتبار سے سب نبیوں سے زیادہ ہوں گا قیامت کے دن (یعنی میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے) کوئی نبی ایسا بھی آئے گا کہ اس کی تصدیق کرنے والا ایک آدمی کے سوا کوئی نہیں ہوگا اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک دوسرے طریق سے مختار سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا مفہوم جابر بن عبداللہ سے اور عبداللہ بن سلمہ سے اور ابی بن کعب سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مخصوص کئے جائیں گے اجتماعی شفاعت کے لئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اجتماعی طور پر سب کو اس جگہ سے چھٹکارا عطا فرمائیں گے جہاں وہ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد دیگر انبیاء اور فرشتے اور صدیقین شفاعت کے عمل میں شریک ہوں گے اور یہ شفاعت انفرادی اور مسلمانوں کے افراد کے لئے ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخصوص کئے جائیں گے ان سب میں سے اہل توحید میں سے اہل کبائر کی شفاعت کے لئے انبیاء، ملائکہ وصدیقین میں سے۔

شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ

۳۰۸:...... ہمیں خبر دی ہے استاذ ابوبکر بن فورک نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تمام اہل ایمان جمع کئے جائیں گے اور فکر مند ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کروائیں، یہاں تک کہ وہ ہمیں اس جگہ سے اور اس حالت میں سے چھٹکارا دے دے۔ چنانچہ وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں کہ اے آدم، آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا اور آپ کے سامنے اپنے فرشتوں کو جھکایا تھا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلائے تھے، آپ ہمارے لئے ہمارے رب کے آگے سفارش کر دیجئے کہ وہ ہمیں اس حالت سے چھٹکارا دے دے۔ وہ کہیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور لوگوں کے آگے اپنی غلطی کا تذکرہ کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے رسول ہیں جن کی اللہ نے بعثت فرمائی تھی۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اپنی مجبوری بتائیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور وہ بھی اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ رحمٰن کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی خطا کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے توراۃ عطا فرمائی تھی اور اسے ہمکلامی کا شرف بخشا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ اللہ کا بندہ، رسول اور کلمۃ اللہ ہے۔ روح اللہ ہے۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ

(۳۰۷)...... أخرجه مسلم (۱/۱۸۸) من طريق سفيان عن المختار. به.

بھی یہی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایسا بندہ ہے کہ اللہ نے جس کے پہلے پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں۔ لہذا سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں جاؤں گا اور میں اپنے رب سے کچھ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت ملے گی۔ جس وقت میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کی ہیبت وعظمت کے پیش نظر سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے (کمال بے پرواہی کے ساتھ) جب تک چاہیں گے چھوڑ دیں گے (میں کمال عجز سے سجدے میں رہوں گا۔ کچھ کہنے کے لے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کروں گا) پھر کمال وعنایت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ اٹھئے اے محمد اور کچھ کہے آپ کی بات سنی جائے گی او کچھ مانگئے آپ کی دعا قبول کی جائے گی۔ آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہذا میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جو اللہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا لہذا میرے لئے (قبول ہونے کی) ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا (تو اس کے جلال وعظمت کے آگے) سجدے میں گر جاؤں گا۔ لہذا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اسی حالت میں چھوڑنا چاہے گا چھوڑ دے گا (کمال بے پرواہی کے ساتھ) پھر محض اس کی رحمت وعنایت سے یہ کہا جائے گا کہ اٹھئے اے محمد! کہئے تیری بات سنی جائے گی۔ سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش کیجئے تیری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جن کی تعلیم وہ خود مجھے دے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (تعداد کی) ایک حد مقرر کی جائے گی۔ میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گر جاؤں۔ پھر وہ مجھے جب تک چاہے گا جنت میں چھوڑ دے گا (بے نیازی کے ساتھ) پھر کہا جائے گا اٹھئے اے محمد کہئے آپ کی بات سنی جائے گی، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد بیان کروں گا جو مجھے سکھلائے گا، پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (لوگوں کی بخشش) کی حد مقرر کی جائے گی۔ لہذا میں اتنے لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں کہوں گا اے میرے رب:

مابقی فی النار الا من حسبه القرآن (ای وجب علیه الخلود)

جہنم میں صرف وہ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے۔ یعنی جس پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے۔
ازروئے قرآن یعنی مشرک باقی رہ گئے ہیں۔

اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے راویت کیا ہے اور مسلم، ھشام، دستوائی وغیرہ کی روایت سے ابوعوانہ کی حدیث میں قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پہلوں اور تمام پچھلوں کو ایک ہی میدان میں جمع کریں گے اور ان کو بلانے والا سنوائے گا (یعنی تا حد آواز لوگ جمع ہوں گے) اور گذرے گی ان سب سے نظر (یعنی تا حد نگاہ لوگ ہوں گے) اور قریب آ جائے گا سورج اور لوگ غم اور کرب کے مارے اس کی تاب نہیں رکھیں گے اور برداشت نہیں کر پائیں گے۔ پھر آپ نے بھی مذکورہ قصہ ذکر کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ حدیث جامع ہے مسئلہ اجتماعی شفاعت نبی علیہ السلام کے لئے جس کے نتیجے میں آپ تمام لوگوں کو اس مقام پر اس غم اور کرب سے نجات

(۳۰۸)...... اخرجه البخاری (۹/۱۸۲) و مسلم (۱/۱۸۰) من طریق قتادة. به.

دائیں گے سورج کے سامنے طویل قیام کی وجہ سے لوگ جس کی تاب نہ لاسکیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے گناہگاروں کے لئے سفارش کرنا اس کے بعد ہوگا۔

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو طرح کی شفاعت کا اعزاز حاصل ہوگا۔ پہلی اجتماعی شفاعت جس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں جو کہ تمام لوگوں اور امتوں کے لئے بلا امتیاز ہوگی اور دوسری شفاعت انفرادی جو صرف آپ کی امت کے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔ اس کو شفاعت صغریٰ کہتے ہیں۔ (از مترجم)

اہل کبائر کے لئے شفاعت

اور معید بن ھلال کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں وہ بات بھی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ شفاعت صغریٰ آپ کی امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔ یعنی جو کبیرہ گناہ کے مرتکب تھے۔ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میں یہ کہوں گا کہ اے میرے رب میری امت...... میری امت...... لہذا مجھے کہا جائے گا کہ آپ جائیے، دیکھئے جہنم میں جو ایسے لوگ ہیں جن کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو ان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے۔ اور دوسری بار یہ فرمایا کہ مجھے کہا جائے گا کہ جائیے جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہو ان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے اور تیسری بار میں کہا جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم تر سے کم تر مقدار میں ایمان ہو ان کو بھی نکال لیجئے۔ (ظاہر ہے ایسی لوگ اہل کبائر ہی ہو سکتے ہیں، لہذا یہ شفاعت اہل کبائر کے لئے ہوگی۔ مترجم)

اہل کبائر کے لئے رحمت عالم کی شفاعت

ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، انہوں نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر وہ آدمی نکال لیں گے جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر خیر ہوگی۔ پھر آپ شفاعت کریں گے یہاں تک کہ ہر اس انسان کو جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا۔ اس کے بعد پھر آپ شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر اس انسان کو نکال لیں گے جس کے دل میں رائی کے دانہ کے نصف سے بھی کم خیر ہوگی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تمام مذکورہ روایات میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۱۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد آبادی نے اور ابوبکر قطان نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبدالحمید صنعانی نے مکہ مکرمہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن ابراہیم عباد نے کہ خبر دی ہے عبدالرزاق نے کہ خبر دی ہے معمر نے ثابت

(۳۱۰)...... أخرجه الحاكم (۱/ ۶۹) عن محمد بن علي بن عبدالحميد. به.

وأخرجه الترمذي (۲۴۳۵) من طريق عبدالرزاق. به وقال حسن صحيح غريب من هذا الوجه وأخرجه أبوداود (۴۷۳۹) من طريق أشعث الحراني عن أنس.

سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے لئے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔

یہ حدیث اشعث حدانی سے اور مالک بن دینار سے اور ثابت سے اور قتادہ سے اور زیاد نمیری سے یزید رقاشی سے انس بن مالک سے بھی مروی ہے۔

۳۱۱:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن علوی نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن شرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحفص عمرو بن ابی سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے جابر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اس حدیث کو ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا تھا:

ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ (الانبیآء ۲۸)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

۳۱۲:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن جعفر بن احمد مزکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن کعب حلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے، پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۳۱۳:......خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے ابوعمرو نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوکریب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اعمش سے ابی صالح سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی دعا میں جلدی کر لی ہے اور میں نے اپنی مقبول دعا اپنی امت کے لئے قیامت میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا رکھی ہے۔ انشاء اللہ وہ ملنے والی ہے اس شخص کو جو اس حال میں مرگیا میری امت میں سے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتا

---

(۳۱۱)...... أخرجه الترمذی (۲۴۳۶) والحاکم (۱/۶۹) من طریق جعفر بن محمد. به.

وقال الترمذی هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه یستغرب من حدیث جعفر بن محمد.

(۳۱۲)...... أخرجه الحاکم (۲/۳۸۲) عن محمد بن جعفر بن أحمد المزکی. به وصححه الحاکم علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی ولکن علی شرط مسلم.

وأخرجه ابن ماجة (۴۳۱۰) من طریق الولید. به دون ذکر الآیة.

(۳۱۳)...... أخرجه مسلم (۱/۱۸۹) عن أبی کریب وابن أبی شیبة عن أبی معاویة. به.

تھا کسی بھی شے کو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کریب سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عمرو بن ابی سفیان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اس کے معنی کو روایت کیا ہے ابوذر اور معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اور عوف بن مالک وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۱۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عارم بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے حضرت جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم شفاعت کے سبب سے جہنم سے نکلے گی اور وہ اُگیں گے گویا کہ وہ پودے میں اور بیلیں ہیں (تعاریر) کا لفظ استعمال فرمایا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہوتا۔ آپ نے (ضغابیس) کے ساتھ اس کا مفہوم واضح کیا۔ (ضغابیس) جمع ہے ضغبوس کی جو عصفور کے وزن پر ہے۔ کھیرے اور ککڑی کے بیج کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسے اگیں گے جیسے کھیرے ککڑی کے بیج سیلاب کے کنارے پر اگتے ہیں۔

حماد نے کہا وہ اس میں ساقط تھا۔ حماد نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا اے ابو محمد میں نے سنا تھا جابر بن عبداللہ سے فرماتے تھے کہ ایک قوم آگ سے باہر آئے گی شفاعت کی بدولت۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری نے راویت کیا ہے صحیح میں عارم سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو ربیع سے حماد سے اور روایت کیا ہے اس کو عمران بن حصین وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعض معنی کے ساتھ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال

۳۱۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بکر بن محمد صیرفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم فضل بن دکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عاصم محمد بن ایوب ثقفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید الفقیر نے، اس نے کہا کہ مجھے خارجیوں کی آراء میں سے ایک رائے دل کو لگ گئی تھی۔ میں جوان آدمی تھا ہم لوگ ایک گروہ کی صورت میں حج کے ارادے سے نکل گئے۔ پھر ہم لوگوں کی ملاقاتوں کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ میں ہمارا گذر ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنا رہے تھے۔ مسجد کے ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، یہ کیا حدیثیں ہیں جو تم لوگوں کو بیان کرتے ہوئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے:

انک من تدخل النار فقد اخزیتہ (آل عمران ۱۹۲)

بے شک اے رب آپ نے جس کو جہنم میں ڈال دیا اس کو تو آپ نے رسوا ہی کر دیا۔ اور

و کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا (السجدہ ۲۰)

جب بھی جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔

(یعنی ان آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جہنمی جہنم ہی میں رہیں گے۔ باہر کسی طرح بھی نہیں نکل پائیں گے اور آپ ہیں کہ شفاعت کی

(۳۱۴)...... اخرجه البخاری (۱۴۳/۸) و مسلم (۱۷۸/۱) من طریق حماد. به.

(۳۱۵)...... اخرجه مسلم (۱۷۹/۱) عن حجاج بن الشاعر عن الفضل بن دکین. به.

باتیں جہنم سے نکلنے اوراس کی مغفرت، پھر جنت میں داخلے کی باتیں کرتے ہیں اوراس کی حدیثیں سناتے ہیں (مترجم) یہ کیا ہے جو آپ لوگوں کو کہہ رہے ہو؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے کیا تم قرآن مجید پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمود کا سنا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بھیجیں گے یعنی پہنچائیں گے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود ہے۔ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ جہنم سے۔ جس کو نکالنا چاہیں گے نکالیں گے۔ انہوں نے کہا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پل کو نصب کرنے کا ذکر کیا اور لوگوں کا اس پر گزرنا ذکر کیا۔ مجھے اس بات کا خوف ہونے لگا کہ میں ان باتوں کو یاد بھی نہیں رکھ سکوں گا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے جہنم میں رہنے کے بعد اور تلوں کے پودوں کی (کالی) لکڑیوں کی طرح ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈالے جائیں گے وہ اس میں غسل کریں گے۔ انہوں نے فرمایا، پھر وہ غسل کے بعد نکلیں گے تو ایسے ہوں گے جیسے سفید کاغذ ہوتا ہے۔ یزید الفقیر راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ہم واپس لوٹ گئے۔ پھر ہم نے آپس میں کہا تمہاری ہلاکت ہو کیا خیال ہے تمہارا کہ یہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول رہا ہے؟ ہم واپس لوٹے تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی شخص خارجی نہ رہا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے، انہوں نے فضل بن دکین سے۔

۳۱۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمان فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن غالب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وھب بن خالد نے عمرو بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے ابوسعید سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر خیر ہو اس کو جہنم سے نکال لو۔ لہٰذا نکالے جائیں گے جبکہ وہ خوب جل چکے ہوں گے اور کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر وہ ایک نہر میں ڈالیں جائیں جس کو نہر حیات کہا جاتا ہے۔ پھر وہ وہاں سے ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم دیکھتے نہیں ہو وہ اگتا ہے تو مڑا ہوا لپٹا ہوا اور پیلا ہوتا ہے۔

بخاری نے اس کو صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے وھب سے روایت کیا ہے۔

۳۱۷:...... ہمیں خبر دی ہے امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ نے یعنی ابن اسحٰق انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی۔ ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے، اس نے کہا قتادہ نے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے ابونضر سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے سمرہ بن جندب سے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں آگ نے ٹخنوں تک پکڑ رکھا ہوگا اور بعض کو کمر تک اور بعض کو ہنسلیوں تک پکڑ رکھا ہوگا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ سے اور سعید کی ایک روایت میں قتادہ سے ہے کہ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جنہیں آگ نے گھٹنوں تک

---

(۳۱۶)...... أخرجه مسلم (۱/۱۷۲) من طریق عفان عن وھیب. به.

(۳۱۷)...... أخرجه مسلم (۴/۲۱۸۵) عن أبی بکر بن أبی شیبة. به

پکڑ لیا ہوگا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے حدیث ثابت بن عطا بن یسار سے ابو سعید خدری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث رؤیت۔ صراط اور اہل ایمان کے اس پر گذرنے کی روایت کیا ہے پھر ان سے یہ کہتا کہ:

''اے ہمارے رب ہمارے بھائی تھے جو کہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے۔ حج ہمارے ساتھ کرتے تھے، جہاد ہمارے ساتھ کرتے تھے، انہیں آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ جس کی تم شکل صورت پہچانتے ہو اس کو جہنم سے نکال لو اور ان کی صورتیں آگ پر حرام کردی گئی ہوں گی۔ یہ لوگ دیکھیں گے کہ کسی کو آگ نے اس کے قدموں تک پکڑ رکھا ہوگا اور بعض کو نصف پنڈلیوں تک۔ بعض کو گھٹنوں تک، بعض کو کمر تک۔ لہذا وہ بہت سے انسانوں کو نکالیں گے پھر لوٹیں گے اور کلام کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو جس شخص کے دل میں ایک قیراط کے برابر خیر ہو اس کو نکال لو۔ لہذا اس طرح بھی وہ بہت سے لوگوں کو نکالیں گے۔ پھر لوٹیں گے اور اللہ تعالیٰ سے پھر کلام کریں گے۔ بار بار اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فرمائے گا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو۔

اور حضرت ابو سعید خدری جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے اگر تم مجھے سچا نہ سمجھو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھو:

ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفھا (النسآء ۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرے گا ایک ذرے کے برابر اور اگر کوئی نیکی ہوگی تو اسے دگنا کردے گا۔

(پھر یہ سفارشی) کہیں گے، اے ہمارے رب، ہم نے باقی لوگوں کے دل میں کوئی خیر نہیں پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بس ارحم الراحمین باقی رہ گیا ہے۔ ابو سعید نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتے شفاعت کر چکے۔ نبی شفاعت کر چکے۔ مومن بھی شفاعت کر چکے، باقی کوئی نہیں رہا۔ سوائے ارحم الرحمین؟ اللہ تعالیٰ آگ کا قبضہ خود سنبھالیں گے۔ پھر ایک ایسی قوم کو آگ سے نکالیں گے جو کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کبھی بھی کوئی عمل نہیں کیا ہوگا اور وہ جنت کی نہر میں ڈالے جائیں گے جس کا نام ہے نہر حیات۔ پھر وہ اس میں پیدا ہوں گے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا نہیں جو سایہ میں ہوتا پیلا اور دھوپ میں ہوتا سبز؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایسے نقشہ کھینچ رہے ہیں جیسے آپ دیہات میں ہیں۔ فرمایا کہ پھر وہ اگیں اسی طرح پھر وہ ایسے نکلیں گے جیسے موتی، پھر اپنے گردنوں میں خاتموں کا زیور پہنائے جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں بھیجے جائیں گے۔ یہ جہنمی ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے نکالا ہوگا بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی خیر کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لے لو جنت میں سے جو کچھ لوگے وہ تمہارا ہے۔ پھر وہ جنت سے لیں گے یہاں تک کہ تھک کر رک جائیں گے۔ فرمایا کہ پھر کہیں گے اگر ہمیں اللہ دیتا تو ہم اور لیتے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تمہیں اس سے افضل دوں گا جو تم لے چکے ہو۔ فرمایا کہ پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو لیا ہے اس سے افضل اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہ ہے میری رضا، آج کے بعد میں کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

۳۱۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو زکریا بن اسحٰق نے دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب نے کہ خبر دی ہے جعفر بن عون نے کہ خبر دی ہے ہشام بن سعد نے کہ خبر دی ہے زید

(۳۱۸)...... اخرجه مسلم (۱/۱۷۱) عن ابی بکر بن ابی شیبة عن جعفر بن عون. به

بن اسلم نے عطاء بن یسار سے، ابی سعید خدری سے انہوں نے مذکورہ حدیث کوذکر فرمایا۔اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے جعفر بن عون سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے سعید بن مسیب اور عطاء بن زید کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔اس قصہ کے بارے میں جس کے آخر میں یہ فرمان ہے کہ جنتی سے کہا جائے گا کہ آپ کسی بھی شے کی تمنا کرے۔ پھر تمنا کرے گا جب اس کی تمنا ختم ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فلاں فلاں چیز کے بارے میں سوال کر۔اس کا رب اس کو یاد دلائے گا یہاں تک کہ جب اس کی تمنائیں ساری ختم ہو جائیں گی۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ جو کچھ آج ملا ہے یہ تیرا ہے اور اس کی مثل مزید اور بھی تیرا ہے۔

ابوسعید خدری نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ بھی تیرا ہے اور اس کی مثل یعنی اس سے مزید دس گنا بھی تیرا ہے۔ہم نے ابوصالح کی حدیث میں ابوسعید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنم سے نکالیں جائیں گے۔پھر وہ جنت میں ایک وقت خاص تک ٹھہرے رہیں گے۔پھر ان سے کہا جائے گا کیا تم کسی شے کی خواہش کرتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم سے یہ نام اٹھا دیا جائے پھر وہ بھی اٹھا دیا جائے گا۔

۳۱۹:......ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوطاہر محمد آبادی نے کہ خبر دی ہے عباس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عبیدہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے فرمایا: بے شک میں جانتا ہوں جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے انسان کو اور جہنم میں سے سب سے آخر میں نکلنے والے کو وہ ایسا آدمی ہوگا جو گھٹنوں کے بل دوڑ کر جہنم سے نکلے گا اور اس سے اس کا رب کہے گا جا تو جنت میں داخل ہو جا، وہ کہے گا میں نے دیکھ لیا ہے جنت بھر چکی ہے (یعنی اب میرے لئے جگہ باقی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ اس کو تین بار یہی حکم دیں گے اور وہ ہر دفعہ یہی جواب دے گا کہ جنت بھر چکی ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے تیرے دنیا سے دس گنا بڑی جنت ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں محمد بن خالد نے اس نے عبیداللہ سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے اس کو جریر بن منصور کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے یہ اخبار کتاب البعث والنشور میں نقل کر دی ہیں۔لیکن ان میں سے بعض ابواب شفاعت میں اور بعض دوسرے بابوں میں خصوصاً اس باب میں ہیں۔جہنم سے آخر میں کون نکالا جائے گا؟ ہم نے اس کے ساتھ اور بھی ذکر کی ہیں مگر یہاں پر جو کچھ ذکر کیا ہے اتنا ہی کافی ہے اور توفیق کا ملنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۳۲۰:......ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالوہاب فرّاء نے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہے ابوالنعمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلام بن مسکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوظلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ایک انسان جہنم کی آگ میں ہزار سال تک پکارتا رہے گا اے مہربان رب، اے احسان کرنے والے رب (مگر اللہ تعالیٰ اپنی بے پرواہی میں

(۳۱۹)...... اخرجه البخاری (۱۳/۴۷۴ فتح) عن محمد بن خالد عن عبیدالله. به واخرجه البخاری (۸/۱۴۶) و مسلم (۱/۱۷۳) من طریق جریر. به.

رہیں گے) (جب چاہیں گے) فرمائیں گے اے جبرئیل جاؤ میرے اس بندے کو لا کر پیش کرو۔ فرمایا کہ جبرئیل جا کر دیکھیں گے تو وہاں تو اہل جہنم منہ کے بل پڑے رو رہے ہوں گے۔ جبرئیل واپس آ کر اپنے رب کو اس بات کی خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ اسی کو لے آؤ (جو ہزار سال سے مجھے پکار رہا ہے) اس کا فلاں فلاں مرتبہ بھی تھا۔ جبرئیل جا کر اس کو لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ اے میرے بندے تم نے اپنا مکان کیسا پایا جہنم میں اور اپنی آرام گاہ کیسی پائی۔ عرض کرے گا؟ یارب بدترین مکان، بدترین آرام گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس لے جاؤ۔ اس کو اس کے اسی مقام پر جہاں سے آیا ہے۔ وہ عرض کرے گا، اے رب مجھے تو آپ سے یہ توقع نہیں تھی بلکہ یہ توقع تھی کہ جب مجھے آپ جہنم سے نکالیں گے تو واپس نہیں بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائیں گے چھوڑ دو میرے بندے کو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اسی طرح مروی ہے اس حدیث میں اور ہم نے بشر بن مفضل کی حدیث کو روایت کیا ہے ابو مسلمہ سے ابو نضرہ ابو سعید سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہر حال اہل جہنم جو واقعی اس کے اہل ہیں وہ جہنم میں نہ ہی مریں گے اور نہ ہی جئیں گے۔ لیکن ان کو آگ پہنچے گی ان کے گناہوں کے سبب سے۔" ذنوب کا لفظ یا خطایا کا لفظ فرمایا تھا۔ دونوں سے مراد گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موت دیں گے ان کو یہاں تک کہ جب وہ کوئلہ بن جائیں گے۔ شفاعت کی اجازت مل جائے گی اور ان کو لایا جائے گا جلی ہوئی لکڑیوں کی گٹھی کی طرح جھلس چکے ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں پھینک دیئے جائیں گے، پھر کہا جائے گا اے اہل جنت ان پر پانی انڈیل دو، پھر وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کے کنارے اگتا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیہات میں تھے۔

۳۲۱:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نضر فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن احمد بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن علی الجہضمی نے، انہوں نے کہا اور مجھے خبر دی ہے ابو النضر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ جعفر بن احمد شامانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الاشعث احمد بن مقدام نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن مفضل نے پھر اس حدیث کو اس نے ذکر کیا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے نصر بن علی سے اور سلیمان تیمی نے اس کو روایت کیا ہے ابو نضرہ سے ابو سعید سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ اس آیت پر آئے:

انه من يأت ربه مجرماً فان له جهنم لايموت فيها ولايحيىٰ (طٰہٰ ۷۴)

جو شخص اپنے رب کے پاس بحیثیت مجرم آئے گا اس کے لئے جہنم ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

آپ نے جب یہ آیت بیان فرمائی تو اس کے بعد اسی مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان فرمایا ہے جسے ہم نے ابو مسلمہ سے اور ابو نضرہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہو بعض ان اہل توحید کے ساتھ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور جیسے کہ پہلی حدیث میں ہے اگر اس کی اسناد صحیح ہو جو ان کے بعضوں کے ساتھ اس کا سلوک مذکور ہے اور اسی طرح ہم نے یہاں نقل کیا ہے۔ اور کتاب البعث والنشور میں ان کا حال مختلف ہونا جو آگ سے نکلیں گے وہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق ہوں گے اور اس مقدار کے مطابق جو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہیں گے،

---

(۳۲۰)...... أخرجه المصنف في البعث والنشور (۵۷)، وأحمد (۳/۲۳۰) من طريق سلام بن مسكين. به.

(۳۲۱)...... أخرجه مسلم (۱/۱۷۲) عن نضر بن علي الجهضمي. به

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آگ سے بچائے۔

۳۲۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن یزید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اشعث بن جابر نے، اس نے کہا کہ میں نے کہا حسن سے اے ابوسعید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

یریدون ان یخرجوا من النار وماھم بخارجین منھا (مائدہ ۳۷)

جابر نے کہا کہ حضرت ابوسعید حسن نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل جہنم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور ان کو اس پر مؤاخذہ بھی کیا گیا تھا۔ تو ان سے اس کا انتقام صراط پر لیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جابر نے اسی جیسا جواب دیا تھا۔

۳۲۳:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عثمان اھوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق بن علی سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں شفاعت کے عقیدے کا سخت ترین مخالف تھا۔ یہاں تک کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے ہر وہ آیت پڑھی جس پر میں قادر تھا اہل جہنم کے خلود اور دائمی جہنم کے بارے میں۔ انہوں نے مجھے فرمایا اے طلق تو مجھ سے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہے اور سنت نبی کو بھی زیادہ جانتا ہے۔ بے شک جو کچھ تم نے آیات پڑھی ہیں ان کے اہل اور ان کے مصداق اور ہیں۔ لیکن یہ لوگ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے یہ عذاب دیئے جائیں گے۔ پھر اس میں سے نکال لئے جائیں گے۔ ہم بھی پڑھتے جیسے تم نے پڑھا ہے اور اس روایت کی شاہد روایت جابر بن عبداللہ سے اسی جلد میں گذر چکی ہے۔

۳۲۴:......ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نعیم بن حماد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک جماعت آگ سے نکالی جائے گی اس کے بعد کہ وہ اچھی طرح جل چکے ہوں گے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ عبید بن عمیر نے کہا کہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم یا جماعت جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید سے ایک آدمی نے کہا اے ابوعاصم، یہ کیسی حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید بن عمیر نے کہا مجھ سے ہٹ جا اے علج اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے نہ سنی ہوتی تو میں اس کو بیان نہ کرتا۔

۳۲۵:......سفیان کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمرو بن عبید آئے اور ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کہ ان کی خواہشات کا تابع تھا۔ چنانچہ عمرو بن عبید حطیم میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی۔ اس میں سے ان کے ساتھی نکلے اور وہ عمرو بن دینار پر کھڑے ہو گئے اور ابن دینار اس

(۳۲۲)...... عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۲/۲۸۰) لابن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۳۲۴)...... أخرجه مسلم (۱/۱۷۸) من طریق سفیان بن عیینة. به بلفظ.

"أن الله یخرج ناساً من النار فیدخلهم الجنة"

آدمی کو حضرت جابر بن عبداللہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرنے لگے وہ آدمی عمرو بن عبید کی طرف آیا اور ان سے کہنے لگا اے گمراہ آدمی کیا تو ہمیں یہ خبر نہیں دیتا تھا کہ جہنم میں سے کوئی ایک بھی نہیں نکلے گا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس آدمی نے کہا یہ رہے عمرو دینار یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لوگوں کی ایک جماعت جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ سفیان کہتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے کہا اس کا بھی ایک معنی اور مطلب ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس آدمی نے کہا اس کا کونسا معنی ہے؟ سفیان کہتے ہیں اس آدمی نے اس کی دوستی چھوڑ دی اور ان سے جدا ہوا۔

۳۲۶:......اور ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے خبر دی ہے ہمیں ابوحامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالازھر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوالحاج نے عیسیٰ بن سنان سے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رجاء بن حیوۃ نے، انہوں نے کہا کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا تم گناہوں کو کفر کا نام دیتے ہو یا شرک کا یا نفاق اور منافقت کا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ (ہم ایسے نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں) گناہ گار مؤمن۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اسی کے معنی میں روایت کی ہے علی بن ابی طالب سے اور سعد بن ابی وقاص سے اور حذیفہ بن یمان سے اور دیگر سے۔

تحقیق ثابت ہو چکا ہے۔ (ان روایات کے ساتھ) جو ہم نے یہاں ذکر کی ہیں اور کتاب البعث والمنشور میں کہ مومن اپنے گناہوں کے سبب ہمیشہ جہنم میں نہیں رکھا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ مقدار اور اندازہ نا معلوم ہو جو وہ جہنم میں رہے گا اور وہ شخص جس کو شفاعت ابتداءً نصیب ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ بالکل بھی عذاب نہیں دیا جائے گا وہ بھی نا معلوم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کا خطرہ عظیم ہے اور اس کا معاملہ بہت بڑا ہے۔ لیکن ہمارا رب غفور ہے رحیم ہے اور اس کی پکڑ بھی سخت ہے دردناک ہے۔

ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عامر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی خشیش ابومحرز نے کہتے ہیں میں نے سنا تھا ابوعمران جونی سے وہ کہتے تھے تجھ سے پہلے بھی لوگ نجات پائیں گے اور تمہارے بعد بھی۔

فصل:......وہ امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے بلکہ اپنے فضل و کرم سے درگذر فرمائیں گے

۳۲۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابونصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن منہال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے اور خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے اور یہ لفظ اسی کے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن بسطام نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری:

للہ مافی السموات والارض وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ (البقرہ ۲۸۴)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ کا ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔(اس میں ہے کہ جو بات دل میں ہے اس کا بھی حوالہ دینا پڑے گا)۔ یہ بات اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گذری، لہذا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے ادب سے دوزانوں ہو کر بیٹھے۔ پھر سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اعمال میں ایسی تکلیف دیئے گئے ہیں جس کی ہمیں استطاعت ہے، جیسے نماز ہوئی، روزہ اور زکوٰۃ اور صدقہ ہوئے اور اب آپ کے اوپر یہ آیت جو اتری ہے ہمیں تو اس عمل کی طاقت نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تم وہی کہو جو کچھ تم سے پہلے اہل کتاب یہود اور نصاریٰ نے کہا تھا کہ ہم نے سنا ہے اور اس پر ہم نے نافرمانی کر لی ہے، بلکہ تم یوں کہو کہ سمعنا واطعنا کہ ہم نے سنا ہے اور ہم نے اطاعت کی ہے۔ ہم تجھ سے تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی کہا:

سمعنا و اطعنا غفرانک و الیک المصیر

ہم نے سنا ہے اور اطاعت کر لی ہے، ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہی رجوع کرنے کی جگہ۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا تو ان کی زبانیں اس کے ساتھ جھک گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پیچھے یہ نازل فرمایا:

آمن الرسول بما انزل الیه من ربه و المؤمنون کل امن باللّٰه وملائکته و کتبه و رسله لانفرق بین احد من رسله وقالو سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر

رسول ایمان لایا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتاری گئی ہے اور مؤمن بھی ہر ایک ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ (وہ کہتے ہیں) ہم (ایمان لائے ہیں) کوئی فرق نہیں کرتے، کسی ایک کے ساتھ بھی اس کے رسولوں میں سے اور مؤمنوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی ہم آپ سے آپ کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہے جائے رجوع۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت کے اس حکم کو منسوخ فرمادیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

لایکلف اللّٰه نفسا الا وسعها لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطئنا

نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اسی کے فائدے کے لئے جو اس نے نیک کام کیا اور اس کے اوپر وبال ہے جو اس نے غلط کام کیا۔ اے ہمارے رب ہمیں گرفت نہ کرنا اگر ہم سے بھول ہو جائے یا چوک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں میں نے دعا قبول کر لی۔

ربنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا

اے ہمارے رب ہمارے اوپر ایسا بوجھ نہ رکھنا جیسے کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر بار رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے دعا قبول کر لی ہے۔

ربنا و لا تحملنا مالاطاقة لنا به

اے ہمارے رب ہم سے وہ ذمہ داری نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ دعا قبول کر لی ہے۔

(۳۲۷)...... اخرجه مسلم (۱/ ۱۱۵) عن محمد بن المنهال و امیة بن بسطام و اللفظ لأمیة.

واعف عنا و اغفرلنا و ارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، ہمارے اوپر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور کافروں کے اوپر ہماری مدد فرما۔ (سورۃ البقرہ۔۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، میں نے یہ دعا قبول کر لی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے امیہ بن بسطام اور محمد بن منہال سے۔

۳۲۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن فضل صائغ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے عطاء بن سائب سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ (البقرہ ۲۸۴)

اگر تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اس کو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کا تم سے حساب لے گا۔

(استدراک) یعنی یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر مشکل گذرا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے اپنی تکلیف اور پریشانی بیان کی، اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کے ساتھ آسانی پیدا کر دی اور دوسرا آسان حکم اتار دیا وہ یہ تھا:

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ماکسبت وعلیھا ما کتسبت (البقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے جو نیکی کرتا اس کے فائدے کے لئے ہے اور جو غلطی کرتا ہے وہ اسی پر وبال ہوتا ہے۔

۳۲۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے سعید بن مرجانہ سے اس نے کہا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

للہ مافی السموات وما فی الارض

آخر تک پڑھنے کے بعد رو پڑے، یہاں تک کہ میں نے ان کا گلا بھرانے کی آواز سنی۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن کو یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے۔ البتہ تحقیق مسلمان اس وقت بھی اسی طرح رنجیدہ خاطر اور دکھی ہوئے تھے جب یہ آیت اتری تھی جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دکھی ہوئی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے۔

اور وسوسہ بھی ان باتوں میں سے تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی طاقت نہیں تھی۔ پھر معاملہ اللہ کی قضاء کے سپرد ہو گیا کہ نفس کے بھلے کے لئے ہے جو نیکی کرے گا اور اسی کے برے کے لئے جو برائی کرے گا، خواہ یہ بات قول میں ہو خواہ عمل میں ہو۔

۳۳۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو علی حسین بن علی حافظ نے کہ خبر دی ہے محمد حسین بن مکرم نے بصرہ میں کہ ہمیں

(۳۲۸)...... عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۳۷۵/۱) للطبرانی والمصنف فی الشعب۔

(۳۲۹)...... عزاہ السیوطی (۳۷۴/۱) لابن ابی شیبۃ وابن جریر والنحاس فی ناسخہ والحاکم وصححہ من طریق سالم عن ابیہ۔

حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن تسنیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے، انہوں نے مروان سے، اس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی سے، میرا گمان ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ (البقرہ:۲۸۴)

فرمایا کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے اس کے بعد والی آیت نے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے، اس نے روح سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ نسخ بمعنی تخصیص و تبیین ہے اور پہلی آیت عموم کے مورد میں وارد ہوئی ہے۔ لہذا بعد والی آیت آئی ہے اور آکر یہ بیان کیا ہے کہ وہ چیز مخفی نہیں ہے جس کا مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وہ ہے حدیث نفس (دل کی بات دل کا خیال) انسان جس کو دل سے دفع کرنے یا روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا، یہ انسان کی طرف سے اس خیال کو پیدا کرنے اور باقی رکھنے میں انسان کا کسب نہیں ہے۔ اور متقدمین سے بہت سے لوگ اس پر نسخ کے نام کا اطلاق کرتے تھے بر بناء اتساع کے اور وسعت کرنے کے بایں معنی کہ اگر دوسری آیت نہ ہوتی تو پہلی آیت ان تمام امور کے مواخذے پر دلالت کرتی۔

احتمال:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

احتمال یہ ہے کہ یہ آیت ایسی چیز ہے جو حکم کو متضمن ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان تمام چیزوں کے ساتھ مواخذہ کرنے کا فیصلہ فرمایا اور ان سے اس چیز کو عبادت بنانے کا حکم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پورا پورا اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے ان کے لئے عبادت بنا دے۔ جب انہوں نے سمع اور طاعت کے ساتھ اس کا تقابل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف کر دی اور ان سے حدیث نفس والی بات رکھ دی، یعنی ختم کر دی۔ لہذا اس اعتبار سے یہ جملہ یحاسبکم بہ اللہ۔ خبر ہوگی جو حکم کو متضمن ہے۔ یعنی اس نے تمہارے محاسبے کا حکم و فیصلہ فرمایا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس آیت میں ہے:

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین (الانفال ۶۵)

اگر تم میں سے بیس جوان صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو کافروں پر غالب آجائیں گے۔ یعنی حکم ہے اس بات کا۔

اس کے بعد فرمایا:

الأن خفف اللّٰہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین (انفال ۶۶)

اب اللہ تعالیٰ نے تم سے (حکم میں) تخفیف کر دی ہے اور جان لیا ہے کہ تمہارے اندر کمزوری ہے، اگر تم لوگوں میں سے ایک سو (مجاہد) صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو کافروں پر غالب آجائیں گے۔

پہلا حکم منسوخ کر دیا اور دوسرا حکم پکا کر دیا۔ اوپر والی زیر بحث آیت کا بھی یہی حال ہے اور یہی حکم ہے کہ پہلے حصہ میں حدیث نفس اور دل کے خیال وارادے پر بھی باز پرس کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ جب مسلمانوں نے اپنی کمزوری اور اپنی مشکل کی بارگاہ رسالت میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم میں تخفیف اور آسانی کر دی اور پہلا حکم منسوخ اور دوسرا پکا کر دیا۔ (مترجم)

(۳۳۰)...... أخرجه البخاري (۶/ ۴۱) عن إسحاق. به.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ اس مجموعے کا خلاصہ ہے جس کو شیخ امام ابوبکر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ذکر کیا ہے بمطابق اس کے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو ادیب نے ان امور کی بحث میں جن کے بارے میں مؤاخذہ نہیں ہوگا منجملہ ان کے حدیث نفس ہے۔ اس بارے میں ہی انہوں نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر یہ لکھا ہے کہ اسی مفہوم میں یہ حدیث بھی ہے:

لک النظرة الاولى وليست لک الثانية

کہ پہلی نظر (جو ناگہانی اٹھی) اس کی معافی ہے اور دوسری جو قصداً ہو اس کی معافی نہیں ہے اس لئے کہ پہلی نظر قصد و ارادے سے نہیں تھی لیکن جب نظر کا اعادہ کرے گا تو ایسے ہوگا جیسے اس نے خطرے کو پکا کر دیا ہو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب خطرہ پکا ہو گیا تو ایسے ہوگا جیسے نظر کو پکا کیا اور ثابت کیا۔

ابوسلیمان خطابی کا قول:

ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے بارے میں خبر دی ہو اس میں نسخ جاری نہیں ہوتا۔ مثلاً اس طرح کی خبر کہ فلاں کام ایسے تھا یا اس نے یہ کام کیا ہے، یعنی گذرے ہوئے کام کے بارے میں، کیونکہ اگر اس میں نسخ ہو تو کذب اور خلاف بنتا ہے۔ لیکن بعض کے نزدیک نسخ اس میں بھی جاری ہوتا ہے۔ مگر اس صورت میں جب وہ یہ خبر دے کہ وہ اس طرح کرے گا یہ اس لئے کہ جب وہ یہ کہے کہ ایسا کرے گا تو ممکن ہے کہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو۔

اور جب اللہ تعالیٰ یہ خبر دے کہ اس نے یہ کام کیا ہے اس میں کوئی شرط داخل نہیں ہو سکتی۔ یہ صحیح ترین وجوہات میں سے ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے توجیہ کے مطابق آیت کی تاویل کی تھی اور یہ عفو اور تخفیف کے قائم مقام جاری ہوگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے تخفیف کی اور یہ اس کی طرف سے کرم ہے اور فضل ہے، اپنے قول کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ ابوسلیمان نے فرمایا کہ وہ اخبار امر نہی جو شرط کے ساتھ متعلق ہوں ان میں نسخ لوگوں کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے، خواہ یہ خبر ماضی کے بارے میں ہو یا زمانہ مستقبل کے بارے میں۔

۳۳۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی مسعر بن کدام نے قتادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے، اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تجوز لامتی عما وسوست به انفسها او حدثت به انفسها مالم تكلم به او تعمل به

میری امت سے درگذر کیا گیا ہے۔ ان کے نفس جس چیز کا وسوسہ کریں یا ان کے نفس دل میں کوئی بات کریں جب تک تکلم نہ کرے یا اس کے ساتھ عمل نہ کرے۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسعر کی روایت سے۔

۳۳۲:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد شاکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام اور حماد اور ابان اور ابوعوانہ نے یہ سب حدیث

---

(۳۳۱)...... أخرجه البخاري (۳/۱۹۰) و مسلم (۱/۱۱۷) من طريق مسعر.

(۳۳۲)...... أخرجه مسلم (۱/۱۱۶) عن سعيد بن منصور وقتيبة ومحمد بن عبيد الكبرى كلهم عن أبي عوانة. به

بیان کرتے تھے قتادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفی سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے درگذر فرمایا ہے میری امت کی ان باتوں سے جوان کے دل کی بات ہو یا دل کا خیال ہو جب تک ان کے ساتھ کلام نہ کریں یا ان کا عمل نہ کرلیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن منصور سے اور ابوعوانہ سے۔

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حضرت قتادہ سے۔

۳۳۳:......ہمیں خبر دی ہے علی بن، احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالوارث بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، مجھے خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن احمد بن حمدویہ مؤذن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بغوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے عبدالوارث بن سعید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعد ابوعثمان نے ابورجاء عطاردی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں، پھر ان کو بیان کر دیا ہے جو شخص ارادہ کرے نیکی کا اور اس کا عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (صرف ارادہ کرنے پر) ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور جو شخص نیکی کا عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ سات سو گنا تک اور سات سو گنا سے زیادہ تک بھی۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا عمل نہیں کرتا اللہ تعالیٰ صرف اس کا ارادہ کرنے پر بھی ایک پوری نیکی لکھتے ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے پھر اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے صرف ایک گناہ لکھتے ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔

۳۳۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن سلیمان ظبعی نے جعد ابوعثمان سے، انہوں نے ابورجاء عطاردی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں جو آپ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک تمہارا رب رحیم ہے جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر نیکی پر عمل کرتا ہے تو وہ دس گنا سے سات سو گنا تک اور بہت ساری امثال تک لکھی جاتی ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا (نہ کرنے پر) ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر برائی کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس کے لئے ایک برائی لکھ دی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو بھی مٹا دیتے ہیں اور نہیں ہلاک ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مگر ہلاک ہونے والا۔

۳۳۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے کہ خبر دی ہے جعفر بن سلیمان نے اسی اسناد کے ساتھ اسی حدیث مذکورہ کی مثل۔ اس کو مسلم نے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی کا قول۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ھمام بن منبہ کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیئۃ والی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ارادہ کرنے والا برائی کو ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ برائی کو ترک

(۳۳۳)...... أخرجه مسلم (۱/۱۱۸) عن شيبان بن فروخ. به.

(۳۳۵)...... أخرجه مسلم (۱/۱۱۸) من طريق جعفر بن سليمان. به.

کرنے پر) بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو۔ اس لئے کہ اس نے گناہ کو جو ترک کیا ہے وہ بھی میری جزا کے لئے کیا ہے۔
یہ حدیث باب توبہ میں مذکور ہے۔

۳۳۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن نصیر خلدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ خبر دی ہے مغیرہ بن عبدالرحمٰن حزامی نے ابوالزناد سے، انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا کوئی بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھو، یہاں تک کہ وہ اس کا عمل کر لے۔ اگر برائی کا عمل کرلے تو اس کی مثل یعنی ایک برائی لکھو اور اگر میرے لئے برائی کو ترک کردے تو اس کے لئے (برائی نہ کرنے پر بھی) ایک نیکی لکھ دو اور جب نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی عمل نہ کرے تو ارادہ کرنے پر اس کی ایک نیکی لکھ دو اور اگر نیکی کا عمل کرلے تو اس کی دس مثل لکھ دو سات سو مثل تک۔ اس کو بخاری نے صحیح میں حضرت قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۳۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے اور احمد بن حسن نے اور محمد بن موسیٰ نے ......لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحٰق صنعانی سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالجواب عمار بن زریق سے انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض اوقات دل میں ایسی بات کرتا ہوں جس کو زبان پر لانا یا بتانا اتنی مشکل ہے جتنی کہ میرا آسمان سے نیچے گر جانا مشکل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذالک صریح الایمان یہ تو واضح ایمان ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں صنعانی سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے سہل بن ابی صالح نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نفسوں میں کوئی بات پاتے ہیں جسے ہم زبان پر لانا پسند نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہی صریح ایمان ہے۔

۳۳۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے جریر نے سہل بن ابی صالح سے، پھر اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔
اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔

۳۳۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے اپنے اصل سماع سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعثمان عمرو بن عبداللہ بصری نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا علی بن عثام سے، وہ کہتے تھے میں سعیر بن خمس کے پاس آیا اور میں نے اس سے پوچھا، وسوسہ والی حدیث کے بارے میں؟ اس نے مجھے حدیث بیان نہیں کی۔ میں روتا ہوا واپس ہو گیا۔ پھر بعد میں وہ مجھے خود ملے تو مجھ سے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی ہے مغیرہ نے ابراہیم بن علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے

---

(۳۳۶)......أخرجه البخاري (۸/۱۷۷) عن قتيبة بن سعيد. به.

(۳۳۷)......أخرجه مسلم (۱/۱۱۹) عن محمد بن إسحاق وغيره. به.

(۳۳۸)...... أخرجه مسلم (۱/۱۱۹) عن زهير بن حرب عن جرير. به.

(۳۳۹)......أخرجه مسلم (۱/۱۱۹) عن يوسف بن يعقوب عن علي بن عثام. به.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو دل میں کوئی خیال پاتا ہو۔ اگر وہ آسمان سے گرے اور اس کو پرندے اچک لیں تو یہ بات اس کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس سے کہ وہ اس بات کو زبان پر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو محض ایمان ہے یا فرمایا تھا کہ صریح ایمان ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں یوسف بن یعقوب صفار سے، انہوں نے علی بن عثام سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو روایت کیا ہے جریر نے اور سلیمان تیمی نے اور ابوعوانہ نے اور ابو جعفر رازی نے مغیرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے مرسلاً جس میں اس کو ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے ابوعلی حافظ سے روایت کیا ہے۔

۳۴۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقلابہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ شعبہ نے منصور وسلیمان سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے عبداللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا، ایک آدمی نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نفس مجھ سے باتیں کرتا ہے رب کے بارے میں۔ البتہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں ان باتوں کو زبان پر لے آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمدللّٰہ الذی لم یقد لکم الاعلی السوسة الخ

ایک سے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے قدرت نہیں دی تمہیں مگر صرف وسوسہ پر۔

اور دوسرے سے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ لوٹایا ہے وسوسہ کی طرف۔

۳۴۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحٰق بن محمد یوسف سوسی نے اور محمد بن موسیٰ نے ان لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سلیمان اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن مھدی نے سفیان سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ذرّ سے، انہوں نے عبداللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے دل میں ایسی بات پاتا ہوں کہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے وہ پسند ہے مگر زبان پر لانا پسند نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا شکر کہ جس نے اپنا معاملہ وسوسہ کی طرف پھیر دیا ہے۔

۳۴۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن محمد بن احمد بن محمویہ عسکری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد قلانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابی ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتادہ نے ذرّ بن عمر سے، انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ھاد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک کوئی ایک ہم میں سے اپنے نفس سے باتیں کرتا ہے، اسے کوئی ایسی شے بھی پیش آتی ہے کہ اگر وہ جل کر کوئلہ ہو جائے یہ اس کو پسند ہوتا ہے مگر اس کو زبان پر لانا گوارا نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ وسوسہ کی طرف پھیر دیا ہے۔

---

(۳۴۰)......اخرجه احمد (۱/۳۴۰) من طريق شعبة. به.

(۳۴۱)......اخرجه احمد (۱/۲۳۵) من طريق سفيان. به.

(۳۴۲)......اخرجه أبو داود (۵۱۱۲) من طريق منصور. به.

۳۴۳:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے، انہوں نے یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن مازنی سے، اس کو خبر پہنچی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ جوانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ کے بارے میں سوال کیا جن کا شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نفسوں میں اور دلوں میں ایسے ایسے خیال پاتے ہیں کہ اگر ہم ثریا ستارے پر جا کر نیچے گر جائیں (اور ہلاک ہو جائیں) تو یہ ہمیں پسند ہوگا، مگر اس خیال کے ساتھ کلام کرنا پسند نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ واقعی تم ایسے ایسے خیالات پاتے ہو؟ یہ تو صریح صاف ایمان ہے۔ (کہ بری بات کو زبان پر لانا بھی گوارا نہ ہو، اور برائی دور کی بات ہے اس کو زبان پر لانا بھی اس قدر برا محسوس ہو) بے شک شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ بندے کو ایسی ایسی برائی میں واقع کردے۔ مگر جب بندہ ایسی برائی سے محفوظ رہتا ہے تو پھر وہ اسی برے خیال میں واقع کر دیتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک کسی انسان کا دل برے خیال کے آنے پر غمگین ہو جاتا ہے جو کہ انسان کے اپنے اختیار سے نہیں آیا۔ جس کے روکنے پر وہ قادر بھی نہیں ہوتا اور ایسے برے خیال سے کراہت کرنا اور اس سے ڈرنا اللہ کی محبت ہے اور حفاظت تو در حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو برائیوں سے اور برے خیالات سے حفاظت فرمائے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہماری مغفرت فرمائے اور آخرت میں عذاب جہنم سے بچائے اور دخول جنت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یارب العالمین (مترجم)

فصل:.......ظلم اور زیادتیوں کی قصاص اور بدلے

۳۴۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن جعفر نے علاء بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ غریب اور مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو، سامان ضرورت نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ (غرضیکہ ساری نیکیاں لے کر آئے مگر اس نے (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا۔ کسی کو پیٹا ہوگا۔ لہٰذا سب کو باری باری اس کی نیکیاں اس کی زیادتیوں کے بدلے چکانے کے لئے) دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے مظالم کا بدلہ پورا کرنے سے پہلے ختم ہوگئیں (تو بدلہ پورا کرنے کے لئے) مظلوموں اور زیادتی شدہ لوگوں کے گناہ لے کر اسی بندے کے اوپر ڈالے جائیں گے (اب صورتحال کچھ یوں ہو جائے گی کہ نیکیاں ساری برباد اور گناہ لازم، وہ بھی دوسروں کے گناہ۔ اب وہ غریب اور مفلس ترین انسان ہوگا، آخرت کے اور اعمال کے اعتبار سے) پھر اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے) اس کو مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس حدیث کا متن باب زیادۃ الایمان ونقصانہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی وضاحت بھی ذکر کی

---

(۳۴۳)......أخرجه أحمد (۲/۴۴۱) من حديث أبي هريرة دون قوله "إن الشيطان يريد أن يوقع......" الخ.

(۳۴۴)......أخرجه مسلم (۴/۱۹۹۷) عن قتيبة بن سعيد. به.

ہے۔وہ یہ ہے کہ جولوگ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہوں کے بدلے میں نیکیاں برباد ہو جائیں وہ کہتے ہیں کہ خصم کو اور دعویدار کو اس کی نیکیوں کے اجر میں سے دیا جائے گا۔ان نیکیوں کا اجر جو اس کے گناہوں کی سزا کے بدلے میں ہوں گی، تمام نیکیاں گناہ کے بدلے میں نہیں جائیں گی۔اس لئے کہ نیکیوں کے اجر کی انتہاء نہیں ہوتی اور گناہوں کی سزا کی حدود انتہاء ہوتی ہے۔لہذا جس چیز کی حد و انتہاء ہے۔اس کے بدلے میں وہ چیز لینا جس کی حد نہیں ہے۔یہ کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہوگا۔باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: ان فنیت حسناته۔اگر اس کی نیکیاں فنا ہو گئیں سے آپ کی مراد ہے ان کا آخر ہو جانا یعنی آخری نیکی اس کی نیکیوں میں سے جو سب کے مقابل ہوگی۔

۳۴۵:......ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے اور ابو یعلی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد نے اور وہ ابن منہال ہیں۔انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید نے قتادہ سے انہوں نے ابو المتوکل سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں:

ونزعنا مافی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین (الحجر ۴۷)

اہل جنت کے سینوں میں سے ہم کھوٹ اور کدورت نکال دیں گے۔بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھنے والے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن (جنت کے) راستے پر گذر رہے ہوں گے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل کے اوپر روک لئے جائیں گے اور بعض سے بعض کے ایک دوسرے کے لئے مظالم کا جو دنیا میں ہوتے تھے بدلہ لیا جائے گا۔یہاں تک کہ جب لوگ خوب تہذیب و تنقید کر لئے جائیں گے (یعنی گناہوں سے صاف ہو جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق سے) تو ان کے لئے جنت میں داخلے کی اجازت دی جائے گی۔اللہ کی قسم ہر انسان جنت میں اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانے گا جتنا وہ دنیا میں اپنے گھر کو پہچانتا ہے۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی مثال اس جماعت سے دی جاسکتی ہے جو اپنے مجمع سے لوٹ گئی ہو۔اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں صلت بن محمد سے انہوں نے یزید بن زریع سے۔

امام بیہقی کا قول:

یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جب لوگ تہذیب و تنقید اور صاف ہونے کے عمل سے گذر چکیں گے۔بایں صورت کہ ان سے ان کے مخالف اور دعویدار راضی ہو جائیں گے اور ان کا راضی ہونا کبھی تو قصاص اور بدلے کے سبب ہوگا۔جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور کبھی بایں صورت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بہتر اور زیادہ ثواب عطا فرمائیں گے اور ظالم کو اپنی رحمت سے معاف فرمادیں گے۔

۳۴۶:......اس بارے میں وہ حدیث بھی مروی ہے جو ہمیں ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن ابو عیسیٰ ہلالی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ابو داؤد طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالقاہر بن سری نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن الکنانہ بن عباس بن مرداس سلیمی نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا عباس

(۳۴۵)......أخرجه البخاري (۱۳۸/۸ و ۱۳۹) عن الصلت بن محمد. به یزید بن زریع. به.

(۳۴۶)......أخرجه عبدالله بن أحمد فی زوائده علی المسند (۱۴/۴. ۱۵) من طریق عبدالقاهر بن السری. به.

بن مرداس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کی اور دعا کی کثرت فرمائی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں نے ساری دعائیں قبول کر لی ہیں سوائے ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کے۔ باقی رہے ان کے گناہ تو وہ میرے اور بندوں کے مابین ہیں وہ میں نے معاف کر دیئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی کہ اے میرے رب تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کو اس پر ہونے والے ظلم سے بہتر ثواب عطا کر دے اور ادھر ظالم کو بھی معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو اس شام قبول نہیں فرمایا، پھر جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا کہ میں نے ان کو بھی بخش دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس وقت مسکرائے ہیں جبکہ بظاہر مسکرانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ فرمایا کہ میں مسکرایا ہوں اللہ کے دشمن ابلیس پر۔ اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول کر لی ہے تو وہ پلٹ کر رویل اور ہلاکت کو پکار رہا ہے اور اپنے سر میں مٹی ڈال رہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے شواہد کثیر ہیں جنہیں ہم نے کتاب البعث والمنشور میں ذکر کر دیا ہے۔ اگر یہ اپنے شواہد سمیت صحیح ہے تو اس میں مسئلہ مذکور کی حجت ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو (بھی مسئلہ کی حجت قرآن میں موجود ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء ۴۸۔۱۱۶)

شرک کے ماسوا جس کے لئے چاہے گا معاف فرما دے گا۔

اور لوگوں کے ایک دوسرے پر مظالم ماسوائے شرک میں داخل ہیں۔

اور ثابت کی حدیث میں زید بن وھب سے ابوذر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص میری امت میں سے مر گیا جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بالکل جنت میں جائے گا) اگر چہ زنا کرے اور چوری کرے۔

۳۴۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے اس کو سری بن خزیمہ نے ان کو عمر بن حفص نے ان کو ان کے والد نے، ان کو اعمش نے ان کو زید بن وھب نے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں عمر بن حفص سے اور مسلم نے کئی طریقوں سے اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کو ابوالاسود دیلی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے پھر مر جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابوذر کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اگر چہ اس نے چوری اور زنا کیا ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا اگر چہ چوری اور زنا بھی کیا ہوا بی ذر کی مرضی کے خلاف بھی۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے اور اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن مسعود عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

(۳۴۷)..... اخرجه البخاري (۱۱/ ۲۱ فتح) عن عمر بن حفص بن غياث عن أبيه. به.

واخرجه مسلم (۲/ ۶۸۷) من طريق أبي معاوية عن الأعمش. به.

تمام روایات میں اور ابو ہریرہ اور ابو سعید کی روایات میں کوئی مخالف بات نہیں ہے۔

گناہگار مومن کا جنت میں دخول کبھی تو قصاص اور بدلے کے بعد ہوگا اور بدلہ کبھی عذاب دینے کے ساتھ ہوگا۔ بایں صورت کہ مظلوم کی غلطیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ لہذا یہ بے چارہ اپنے اور اپنے مخالف دعویدار کے گناہوں میں پھنس کر رہ جائے گا اور کبھی اللہ تعالیٰ مظلوم کو از خود ثواب دیں گے اور ظالم کو بھی از خود معاف فرما دیں گے۔ بشرطیکہ اس بارے میں آنے والی حدیث صحیح ہو۔

باقی رہا قصاص اور بدلہ نفس کا نفس کے ساتھ تو اس کا کوئی عقل مند قائل نہیں ہے، جو انسان دانت کے درد اور ایک دن کے بخار کے ساتھ صبر نہ کر سکے اسے چاہیئے کہ ہر ایسے امر سے اجتناب کرے جو اس کو دردناک عذاب اور خطرناک سزا سے دوچار کر دے، جس کی شدت اور سختی کا کسی کو اندازہ نہیں اور انتہاء کا علم نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ حدیث ابی ظلال میں حضرت انس بن مالک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن جہنم میں ہزار سال تک پکارتا رہے یا حنان یا منان پھر جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوگا تو وہ اسے جہنم سے نکالیں گے۔ ہم اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۳۴۸:......ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان کو ابو عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابو الدنیا نے، ان کو محمد بن حسان ازرق نے، ان کو عبدالرحمن بن مہدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حزم بن ابی حزم کہتے تھے: اے اللہ جس پر ہم نے کوئی ظلم و زیادتی کی ہو اللہ تو اس کو ہماری زیادتی کے بدلے میں بہتر ثواب عطا فرما اور اس ظلم کو ہم سے معاف فرما اور جس نے ہمارے اوپر کوئی زیادتی کی ہو اللہ تو ہمیں اس کے ظلم کے بدلے میں ثواب عطا فرما اور اس زیادتی کو اس سے معاف فرما۔

۳۴۹:......انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عبدالقیس سے اہل بصرہ سے، اس نے کہا رابعہ بصریہ عابدہ کہتی تھیں اے اللہ میں نے اس کو معاف کیا ہے، جس نے مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اے اللہ تو بھی مجھے اس سے معاف کروا دے جس پر میں نے زیادتی کی ہو۔

فصل:......حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات اخروی کے آغاز کی کیفیت اور قیامت کے دن کی وضاحت ''اشراط وعلامات''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیوی حیات کے اختتام کے متعدد مقدمات اور پیش آمدہ امور ہیں۔ جنہیں قیامت کی شرطیں کہا جاتا ہے اور وہی قیامت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔

(۱)......دجال کا نکلنا۔

(۲)......حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول۔

(۳)......دجال کا قتل ہونا۔

(۴)......یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

(۵)......دابۃ الارض کا نکلنا۔

(۶)......سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور وہ امور جو ان مذکورہ اشراط وعلامات سے پہلے وجود میں آئیں گی وہ یہ ہیں:

(۱)۔۔۔۔۔علم کا قبض ہونا۔

(۲)۔۔۔۔۔جہالت کا غلبہ ہونا۔

(۳)۔۔۔۔۔اہل علم میں تکبر و تعلّی۔

(۴)۔۔۔۔۔علم وحکمت کو بیچنا۔

(۵)۔۔۔۔۔گانے بجانے کے آلات کا ظاہر ہو جانا۔

(۶)۔۔۔۔۔شراب نوشی کا عام ہونا۔

(۷)۔۔۔۔۔عورتوں کا عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرنا۔

(۸)۔۔۔۔۔مردوں کا مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنا۔

(۹)۔۔۔۔۔بڑی بڑی عمارات بنانا۔

(۱۰)۔۔۔۔۔لڑکوں (یعنی غیر پختہ رائے رکھنے والوں) کا حکومت واقتدار کرنا۔

(۱۱)۔۔۔۔۔امت مسلمہ کے پچھلے طبقے کا پہلے طبقے کو لعنت کرنا (یا برا کہنا یا غلط کہنا)۔

(۱۲)۔۔۔۔۔قتل کی کثرت ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام مذکورہ امور اسباب حادث ہیں اور ان تمام خبروں کے عیاں ہو جانے اور ظاہر باہر ہو جانے کے باوجود ان کے بارے ڈرانے اور متنبہ کرنے والی احادیث کو نقل کرنا تکلف ہے اور غیر ضروری ہے۔ علاوہ ازیں وہ احادیث جو بڑی بڑی نشانیوں کے بارے میں آئی ہیں، ہم نے ان کو کتاب البعث والنشور میں درج کر دیا ہے۔ لہٰذا یہاں اب ان کے دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

جب قیامت قائم ہونے کی شرائط پوری ہو جائیں گی اور وہ وقت آن پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ تمام زندہ مخلوقات کو خواہ وہ آسمانوں میں رہتی ہوں یا زمین میں یا سمندر میں مارنے اور ختم کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے، وہ بعض اہل علم کے نزدیک عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہیں اور صاحب لوح محفوظ ہیں۔ وہ صور پھونکیں گے۔ وہی قرن ہے۔

۳۵۰:۔۔۔۔۔ہمیں خبر دی ہے ابو علی روذ باری نے، ان کو ابوبکر محمد بن مہرویہ رازی نے، ان کو عمرو بن تیم نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو اسلم عجلی نے، ان کو بشر بن شغاف نے، ان کو عبداللہ بن عمرو بن العاص نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک قرن (یعنی سینگ) ہے۔ اس میں پھونک ماری جائے گی۔

۳۵۱:۔۔۔۔۔ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو نعمان بن سالم نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ایک آدمی سے اس نے کہا میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ قیامت ایسے ایسے قائم ہوگی۔ انہوں نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں تم لوگوں کو کوئی حدیث بیان نہیں کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ تھوڑے ہی دنوں کے بعد بہت بڑا معاملہ دیکھو گے (تھوڑے ہی

(۳۵۰)۔۔۔۔۔ اخرجه أحمد (۲/۱۶۲) والترمذی (۲۴۳۰ و ۳۲۴۴) والحاكم (۲/۵۰۶) من طريق سليمان التيمی. به.

وقال الترمذی "حسن" إنما نعرفه من حديث سليمان التيمی. وصححه الحاكم ووافقه الذهبی.

(۳۵۱)۔۔۔۔۔أخرجه مسلم (۴/۲۲۶۰) عن محمد بن بشار. به.

دنوں کے بعد) بیت اللہ کے جلنے کا واقعہ پیش آ گیا۔شعبہ نے کہا یہ بات یہ اس جیسی بات۔

عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس رہے گا ان میں۔میں نہیں جانتا کہ دن، مہینے یا سال۔پھر اللہ تعالیٰ ان میں عیسیٰ بن مریم کو بھیجیں گے۔وہ عروہ بن مسعود ثقفی جیسے ہوں گے۔آ کر دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو قتل دیں گے۔پھر سات برس تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں میں بھی جھگڑا نہیں ہوگا۔پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چلائیں گے۔جس سے ہر وہ آدمی انتقال کر جائے گا۔جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی پہاڑ کے جگر میں داخل ہو جائے تو وہ ہوا اس پر بھی پہنچ جائے گی۔عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور بدترین لوگ زندہ باقی رہ جائیں گے۔

پرندوں کے ہلاک ہونے میں اور درندوں کے خوابوں میں (یعنی برائیوں کی طرف پرندوں کی طرح اڑ کر جائیں، اخلاق میں درندوں کی طرح) جو کسی نیکی کو نیکی نہیں سمجھیں گے اور کسی برائی کو برائی نہیں جانیں گے۔شیطان ان کے سامنے بھیس بدل کر آئے گا اور ان سے کہے گا کیا تم لوگ شرم نہیں کرتے۔وہ لوگوں کو کہے گا اور وہ بتوں کی عبادت کریں گے۔وہ اس کیفیت میں رزق کی فراوانی میں ہوں گے، زندگی عیش کی ہوگی۔
اس کے بعد صور پھونک دیا جائے گا جو بھی سنے گا وہی کان لگائے گا اور کان لگاتے ہی مر جائے گا۔جو نظر اٹھائے گا نیچے کرنے سے پہلے مر جائے گا جو کروٹ پھرے گا مڑنے سے پہلے مر جائے گا۔

پہلا شخص جو اس کی آواز سنے گا وہ پانی کا حوض پلاستر کر رہا ہوگا سن کر بے ہوش ہو جائے گا۔اس کے بعد کوئی بھی باقی نہیں رہے گا، سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش کریں گے۔پھنوار کی طرح یا سائے کی طرح۔نعمان کو شک ہے۔اس بارش سے لوگوں کے جسم اگیں گے۔اس کے بعد دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔(جس کے نتیجے میں لوگ) اچانک کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔(زندہ ہو کر) اس کے بعد لوگوں سے کہا جائے گا چلو تم اپنے رب کے پاس (اعلان ہوگا) روکو، ان کو ان کا حساب ہوگا۔اس کے بعد کہا جائے گا کہ آگ اور جہنم کے لئے لوگوں کو نکالو۔پوچھا جائے گا کہ کتنی تعداد میں؟ جواب آئے گا ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں بھیجو۔محمد بن جعفر نے کہا کہ شعبہ نے مجھے یہ حدیث کئی بار بیان کی اور میں نے اس کو اس پر پیش بھی کیا تھا۔اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، صحیح میں محمد بن بشار سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو نے اس حدیث میں تمام بڑی بڑی نشانیاں ذکر نہیں فرمائیں جیسے یاجوج ماجوج کا نکلنا۔دابۃ الارض کا ظہور۔سورج کا مغرب سے طلوع۔عبداللہ بن عمرو کے سوا باقیوں نے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یاجوج ماجوج پر وبائی مرض کے ساتھ موت بھیجنا قیامت قائم ہونے پر اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے اور دابۃ الارض کا ظہور صبح چاشت کے وقت ہوگا۔دونوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوئی دوسری چیز اس کے پیچھے ہوگی۔پھر انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کہی کہ میرا گمان ہے کہ ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہوگا۔ہاں یہ بات عبداللہ بن عمرو نے اس وقت کہی تھی جب انہوں نے مروان بن حکم کے قوم کے بارے میں خبر دی تھی کہ خروج کے اعتبار سے پہلی نشانی دجال کا ظہور ہوگا۔جب حدیث عبداللہ صحیح ہے تو وہ اپنے ماسوا سے اولیٰ ہے۔اور وہ صحیح ہے۔اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔اس لئے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔واللہ اعلم۔ان نشانیوں کے صور پھونکنے سے قبل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔بعض پہلے یا بعض بعد میں ہوں گی۔مگر جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے۔

۳۵۲:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو ابو عمرو سعید بن حفص خالد

نفیلی نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے اعمش سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابی سعید سے اور عمران البارقی سے، انہوں نے عطیہ سے، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

کیسی لگی ہیں یہ نعمتیں، حالانکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اسے منہ میں لے لیا ہے اور حکم سننے کے لئے کان لگا لئے ہیں اور جبین جھکائے منتظر ہے کہ کب حکم ہو اور وہ پھونک مار دے۔ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم یوں کہو:

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل علی اللّٰہ توکلنا

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا ہے۔

۳۵۳......ہمیں خبر دی ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد بن بالویہ مزکی نے، ان کو ابو ولید فقیہ نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے، اس نے ابو صالح والی حدیث اس کے معنی کے ساتھ ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب صور پھونکا جائے گا تو اہل زمین اور اہل آسمان سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شآء اللّٰہ (الزمر ۶۸)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ پس بے ہوش ہو جائیں گے وہ سب جو آسمان میں اور جو زمین میں ہیں۔ مگر جس کو اللہ چاہے گا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ جسے بے ہوشی سے بچانا چاہیں گے وہ بے ہوش نہیں ہوگا اور بے ہوشی سے محفوظ رہے گا)۔ (مترجم)

الا من شاء اللہ فرما کر اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت اہل ارض وسماء پر ہونے والی بے ہوشی سے کن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے؟ وہ کون عظیم ہستیاں ہوں گی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان ہستیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے۔ وہ ایک بار کوہ طور پر تجلیات الٰہی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ حدیث ثابت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مسلمان کے قصے میں ہے جس نے یہودی کو تھپڑ مار دیا تھا۔ جب یہودی نے یہ کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنا لیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ اللہ کے نبیوں کے درمیان کسی کو فضیلت دینے کا عمل نہ کیا کرو۔ کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات سب بے ہوش ہو جائیں گی، مگر جسے اللہ تعالیٰ بے ہوش نہ کرنا چاہیں گے وہ نہیں ہوگا۔ پھر دوسری بار اس میں پھونک ماری جائے گی اور میں پہلا شخص ہوں گا جو اٹھایا جائے گا۔ یا فرمایا تھا کہ میں بھی ان میں سے ہوں گا جو پہلے اٹھائے جائیں گے۔ (تو میں کیا دیکھوں گا کہ) موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ پس میں نہیں جانتا کہ کیا یوم طور والی بے ہوشی کے ساتھ حساب چکا دیئے گئے یا بے ہوش ہوئے مگر مجھ سے پہلے اٹھا لئے گئے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(۳۵۲ و ۳۵۳)...... أخرجه ابن المبارك فی الزهد (۱۵۹۷) والترمذی (۲۴۳۱) وابن ماجة (۴۲۷۳) وأحمد (۳/۷ و ۷۳) وأبونعيم فی الحلية (۱۰۵/۵، ۱۳۰/۷ و ۳۱۲) من طرق عن عطية العوفی. به وقال الترمذی حسن.

وأخرجه ابن حبان (۲۵۶۹ موارد) والحاكم (۵۵۹/۴) من طريقين عن الأعمش عن أبی صالح. به.

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں انبیاء کی ایک جماعت کو دیکھنے کی خبر دی تھی۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ انبیاء کو دیکھنا اس تقدیر پر صحیح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کی طرف لوٹا دیا تھا۔ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، جب صور پھونکا جائے گا تو نفخہ اولیٰ کے وقت وہ بھی بے ہوش ہونے والوں کے ساتھ بے ہوش ہوں گے۔ پھر یہ موت نہیں ہوگی اپنے تمام مفہومات کے ساتھ مگر صرف شعور اور سمجھنے کی قوت چلی جانے کے مفہوم میں۔ پھر اگر موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے الا من شآء اللہ کے ساتھ مستثنیٰ کیا ہے تو آپ کا شعور اور سمجھ اس حالت میں نہیں جائے گا۔

اور ہم نے سعید بن جبیر سے راویت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہوں گے جو تلواریں حمائل کئے عرش کے گرد کھڑے ہوں گے۔

اس بارے میں زید بن اسلم سے مرفوع حدیث مروی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جبریل امین سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ الا من شآء اللہ سے وہ کون لوگ مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بے ہوش کرنا نہیں چاہیں گے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے نام پر ہونے والے شہداء ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

احیآء عند ربھم یرزقون (آل عمران ۱۶۹)

وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

لہذا وہ نفخہ اولیٰ (پہلی دفعہ صور پھونکنے میں) ان لوگوں کے ساتھ نہیں مریں گی جو اس وقت مریں گے زندوں میں سے۔

اور ہم نے زید بن اسلم سے راویت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ بارہ عدد ہوں گے:

❶ ......جبرئیل علیہ السلام۔

❷ ......میکائیکل علیہ السلام۔

❸ ......اسرافیل علیہ السلام۔

❹ ......ملک الموت۔

اور آٹھ حملۃ العرش (عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے)۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے قول کو اختیار کیا ہے جن کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہیں اور انہوں نے اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور شیخ حلیمی نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ دیگر انبیاء سے پہلے اٹھائے گئے ہیں یا بے ہوش ہی نہیں ہوئے۔ اس کو تخصیص پر محمول کیا ہے کہ ان کی خصوصیت ہے جیسے دنیا میں ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی ان کی فضیلت وخصوصیت تھی۔ یا ان کو اٹھانا دیگر انبیاء پر مقدم کیا گیا ہے۔ صرف اسی قدر جتنی وہ کوہ طور پر بے ہوش ہوئے تھے۔ جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تھی تا آنکہ وہ ہوش میں آگئے تھے۔ پہلے ہوش میں لانا اس لئے ہوگا تاکہ ان کے لئے اس ذریعہ سے اس بے ہوشی کا بدلہ اور جزا ہو جائے۔ اس

میں یہ نہیں ہے کہ نفخہ اولیٰ کے وقت وہ مریں گے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے موقف کو ضعیف اور کمزور قرار دیا ہے، جن کا خیال ہے کہ الا من شاء اللہ کا استثناء فرشتوں کے لئے۔یعنی جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور آٹھ حاملین عرش۔ یہ موقف اس لئے کمزور ہے کہ آیت نے یہ خبر دی ہے کہ زمین و آسمان کے رہنے والے بے ہوش ہو جائیں گے۔ جبکہ یہ فرشتے زمین و آسمان کے ساکن نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عرش تمام آسمانوں سے اوپر ہے اور جبرئیل اور میکائیل ان فرشتوں میں سے ہیں جو صف باندھنے والے تسبیح کرنے والے ہیں عرش کے گرد۔ لہذا آیت کے مدلول کے تحت داخل ہی نہیں ہیں۔

اور اسی طرح آیت کے تحت معصوم بچے جو جنت میں ہیں وہ اور حوریں بھی داخل نہیں ہیں جو جنت میں ہیں۔ اس لئے کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے، جبکہ آیت اہل زمین و اہل آسمان کے بارے میں ہے۔

پھر بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو موت دے دے گا اور جبرئیل کو اور میکائیل اور ملک الموت کو سب کو موت دے کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

لمن الملک الیوم

آج بادشاہی کس کی ہے؟

لہذا اسے کوئی جواب نہیں دے گا۔ لہذا وہ خود فرمائے گا:

لِلّٰہ الواحد القھار

آج بادشاہی اکیلے اللہ زبردست کے لئے ہے۔

نیز ایک مرفوع حدیث میں روایت ہے کہ گو کہ اس کی اسناد میں ضعف ہے اس لئے ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کیا ہے۔

باقی رہی جنت کی بات تو جنت اور جو کوئی اس میں ہے حوریں وغیرہ وہ سب کچھ بقا کے لئے بنایا گیا ہے فنا کے لئے نہیں۔ جنت لذت و سرور کی جگہ ہے اس میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے مرنے کی حدیث اور خبر ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ:

کل نفس ذائقة الموت (آل عمران)

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

کل شیءٍ ھالک الا وجھه (القصص ۸۸)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے اللہ کی ذات کے سوا۔

شیخ حلیمی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ احتمال ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ ہر شے ہلاکت کے قابل ہے۔ مطلب ہے جب ہلاکت کے قابل ہے تو اگر اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کریں گے تو وہ ہلاک ہو گی، مگر اللہ کی ذات۔ وہ برتر ہے، اس کی ذات قدیم ہے، ہلاکت و زوال سے پاک ہے اور وہ قدیم ہے تو قدیم وہی ہو سکتا ہے جس کے اوپر فنا جائز نہ ہو، ممکن نہ ہو۔ اور اللہ کے ماسوا ہر شے محدث ہے عدم سے وجود میں آئی ہے اور حادث شے عدم سے وجود میں آنے والی شے اسی وقت تک باقی رہ سکتی ہے جب تک اس کو باقی رکھنے والا اور ایجاد کرنے والا باقی رکھے۔ جب وہ بقا کو روک لے گا وہ چیز فنا ہو جائے گی اور ہمارے پاس اس بات کی بھی کوئی خبر نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ عرش کو ہلاک کرے گا اور فنا کرے گا۔ لہذا چاہیئے کہ جنت بھی اسی کی مثل ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو روایت کیا ہے سفیان ثوری سے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا:

کل شیء ھالک الا و جھہ......یعنی ھالک الا ما یرید بہ و جھہ

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر میں جس چیز کے ساتھ میں ارادہ کروں بقا کا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر شے فنا ہونے والی ہے۔مگر وہ اعمال جن کے ذریعے اللہ کی رضا مقصود ہو اعمال صالحہ میں سے وہ ہلاک و تباہ نہیں ہوں گے۔

جب تمام زندے مرجائیں گے اور دوسرے نفخہ یعنی دوسری بار صور پھونکنے کا وقت آجائے گا تو حدیث صور میں آیا ہے اور وہی حدیث ہے جو محمد بن کعب سے مروی ہے ایک رجل سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر اس کی سند میں مقال ہے۔راوی نے اس میں قصہ ذکر کیا ہے۔نفخہ اولیٰ کے بارے میں اور اس کے مابعد کے بارے میں اور اس نے جبرئیل، میکائیل کی موت کا ذکر بھی کیا ہے۔ پھر حاملین عرش کی موت کا اسرافیل کی موت کا۔پھر ملک الموت کی موت کا۔پھر کہا کہ عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی کی مثل پانی اترے گا۔پھر آسمان کو حکم ہوگا کہ بارش برسا، چالیس دن تک اور تمام جسموں کو حکم دے گا کہ تم اُگو جیسے کھمبی اگتی ہے یا جیسے سبزہ کی انگوری اگتی ہے۔یہاں تک کہ جب ان کے جسم پورے ہوچکیں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ حملۃ العرش کو چاہئے کہ وہ زندہ ہوجائیں سو وہ زندہ ہوجائیں گے۔پھر جبرئیل اور میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم ہوگا۔میرا خیال ہے کہ دونوں کا اکٹھے ذکر کیا تھا، ان کو ان کے ماسوائے کے ساتھ۔سو سب زندہ ہوجائیں گے۔پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے وہ صور اٹھائے گا اور اس کے منہ میں رکھے گا۔پھر اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو بلائیں گے۔وہ حاضر کئے جائیں گے۔ اہل ایمان کے ارواح چمک رہے ہوں گو نور سے اور اہل کفر سے تاریک ہوں گے ان ارواح کو رکھے گا۔قرن میں پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ اب وہ اس میں نغمہ ثانیہ کے لئے دوبارہ جی اٹھنے کی پھونک مارے گا۔چنانچہ روحیں ایسے نکلیں گی جیسے شہد کی کھیاں نکلتی ہیں۔

ان ارواح سے زمین و آسمان کے درمیان کی فضا بھر چکی ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے اپنی عزت کی قسم اور اپنے جلال کی قسم ہے۔ہر روح ضرور ضرور اپنے اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے گی۔لہذا روحیں ناکوں میں داخل ہوجائیں گی پھر جسموں میں ایسے چلیں گی۔جیسے زہریلے جانور کے ڈنسے ہوئے کے جسم میں زہر چلتا ہے پھر ان سے جلدی جلدی زمین پھٹ پڑے گی۔

۳۵۳:......یہ حدیث ان میں ہے جن کی اسناد استاذ ابواسحاق اسفرائنی کے سامنے پڑھی گئی تھی اور میں سن رہا تھا۔یہ کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ان کو خبر دی۔ان کو ابوقلابہ رقاشی نے ان کو ابوعاصم نے ان کو اسماعیل بن رافع نے محمد بن یزید بن ابوزیاد سے انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے انصار کے ایک آدمی سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ہم نے روایت کیا ہے ایک دوسری حدیث میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بیان میں اس میں صور اور قرن کی وضاحت اور اس کے بڑے ہونے کی اور اسرافیل کے بڑے ہونے کی بھی ہے، پھر اس میں کہا ہے کہ جب وہ وقت آجائے گا جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا۔اسرافیل کو حکم ہوگا۔وہ قرن میں پہلی بار پھونک مارے گا۔لہذا قرن سے پھونک تمام آسمانوں کی طرف نیچے آئے گی اور آسمانوں کے رہنے والے سارے اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہوجائیں گے اور سمندر کے رہنے والی مخلوقات اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہوجائیں گے۔پھر وہ پھونک زمین کی طرف اترے گی۔لہذا دھرتی پر رہنے والی تمام مخلوقات بے ہوش ہوجائیں گی اور اللہ کا سارا جہاں اور اس کی ساری مخلوقات جن انسان، زمین کے اندر کے جانور اور مویشی سب بے ہوش ہوجائیں گے۔اور فرمایا کہ قرن میں بہت سارے سراخ ہیں ان کی تعداد اتنی ہے کہ جتنی مخلوقات موت کا مزہ چکھیں گے جب سب بے ہوش ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ اسرافیل سے کہیں گے کہ اے اسرافیل کون زندہ باقی رہ گیا ہے۔وہ کہے گا صرف اسرافیل ہے اور بس جو کہ تیرا کمزور غلام ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی مرجائے

اسرافیل۔ وہ بھی مرجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج کس کی بادشاہت ہے؟ نہ کہیں سے آواز سنائی دے گی نہ آہٹ ہلکی سی اور نہ کوئی بولنے والا ہوگا جو کلام کرے۔ نہ ہی کوئی جواب دینے والا جو سمجھا جائے اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے بھی مرچکے ہوں گے اور اسرافیل بھی اور ملک الموت بھی اور ہر مخلوقات پھر جبار خود اپنے آپ کو جواب دے گا:

للّٰہ الواحد القھار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لاظلم الیوم ان اللّٰہ سریع الحساب (غافر ۱۶)

صرف ایک اکیلے اللہ زبردست کا اقتدار ہے آج۔ آج ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا تھا۔ آج کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ یہ وہ وقت ہوگا۔

تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لامبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم

تیرے رب کا کلمہ پورا ہو چکے گا سچائی اور انصاف کا اس کے کلمات کو اس کی بات کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اس کا کلمہ اور کلام پورا ہوگا۔

اہل ارض پر اور اہل آسمان پر اس کی قضا اور فیصلے کے نافذ کرنے کی بات اس کے ارشاد کے مطابق کہ:

کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون (القصص ۸۸)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔ مگر صرف اس کی ذات ہی باقی رہے گی، اسی کا حکم ہوگا اور اس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ (سورہ قصص ۸۸)

بہرحال اسرافیل تو مریں گے پھر زندہ ہو جائیں گے آنکھ جھپکنے کی دیر میں اور حاملین عرش تو اس پلک جھپکنے سے بھی جلدی زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نغمہ اولیٰ کے بعد اسرافیل کو حکم دیں گے۔ چالیس کا۔ اور اسی طرح توراۃ میں ہے کہ دو نفخوں کے درمیان (بھی اسرافیل کے دوبار قرن میں پھونک مارنے کا درمیانی وقفہ) چالیس ہوگا۔ معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ جب چالیس پورا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اہل آسمان اور اہل زمین کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے مجھے اپنی عزت اور غلبے کی قسم ہے، میں تم سب کو دوبارہ پیدا کروں گا جیسے کہ میں نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور البتہ ضرور میں تمہیں زندہ کروں گا جیسے کہ میں نے تمہیں مارا ہے۔ پھر اسرافیل کو حکم دیں گے، وہ دوسری بار پھونک مارے گا۔ حالانکہ تمام ارواح اس قرن میں جمع کر دیئے گئے ہوں گے۔ جب پھونک ماری جائے گی تو ہر روح اس کے مخصوص سوراخ اور روشندان سے نکلے گی۔ پس اچانک روحیں آسمان و زمین کے درمیان حیران ہو کر بھٹکیں گی اور ان کی بھنبھناہٹ ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ (اس لئے کہ اپنے اپنے جسموں کو ڈھونڈیں گی اور جسم تو گل سڑ کر ختم ہو چکے ہوں گے، کچھ بھی نہیں ہوگا زمین پر) لہٰذا اسرافیل پکارے گا اے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والی کھالو...... اے چورا چورا ہو جانے والے اعضاء...... اے بوسیدہ ہو جانے والی ہڈیوں...... اے بکھر جانے والے جسموں...... اے گل جانے والے بالوں...... حساب و کتاب کی جگہ اکٹھے ہونے کے لئے اور بڑی پیشی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

سو ہر روح اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائے گی۔ فرمایا کہ اللہ بارش کریں گے عرش کے نیچے سے تمام موتی پر۔ لہٰذا ایسے زندہ ہو جائیں گے جیسے مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام اجسام کو اسی حالت میں اٹھائیں گے جس حالت میں وہ دنیا میں تھے اور ہر ہر جگہ سے اٹھائیں گے جہاں کہیں بھی تھے۔ بعض کو درندوں کے پیٹ سے بعض کو پرندوں کے پوٹوں میں سے۔ بعض سمندر کی تہہ میں بعض زمین کے پیٹ میں اور بعض زمین کی پشت پر تو ہر طرح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ پس اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مشرقوں کی طرف سے آگ بھیجیں گے جو لوگوں کو مغربوں کی طرف ہانکے گی اور لوگ اس زمین پر جمع ہوں گے، جس کا نام ساہرہ ہے۔ بیت المقدس کی پاک سرزمین ہے۔ جس پر نہ کوئی گناہ ہوا ہے اور نہ ہی کوئی غلطی ہوئی ہے۔ یہی بات اس آیت میں مذکور ہے۔

(۳۵۳/ مکرر)......اخرجہ البیھقی فی البعث (۲۶۹) بنفس الإسناد مطولاً

(۱)...... فانما هی زجرة واحدة فاذاهم بالساهرة (النازعات ۱۳)

سوا اس کے نہیں کہ بس وہ ایک ڈانٹ ہے۔ پس اچانک وہ میدان ساہرہ میں ہوں گے۔

(۲)......یوم یقوم الناس لرب العٰلمین (المطففین ۶)

اس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العلمین کے لئے۔

(۳)...... وحشرناهم فلم نغادر منهم احدًا (الکهف ۴۷)

ہم لوگوں کو جمع کریں گے، ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

(۴)...... ونفخ فی الصور فجمعناهم وعرضنا جهنم یومئذ للکافرین عرضًا الذین کانت اعینهم فی غطاء عن ذکری (الکهف ۹۹)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ سو ہم لوگوں کو جمع کرلیں گے اور اسی دن کافروں کے سامنے کردیں گے جہنم کو جو لوگ کہ ہمارے ذکر سے ان کی آنکھیں پردے میں تھیں۔

۳۵۴:......اور یہ حدیث ان میں سے ہے۔ جس کی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی۔ ان کو ابوبکر محمد بن طلحہ ابن منصور قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو ابوالحسن علی ابن قدامہ نحوی نے، ان کو مجاشع بن عمرو نے میسرہ عبدالکریم جزری نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن جبیر نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا اور قیامت میں جو کچھ ہوگا آپ نے ان کو حدیث بیان کی اور وہ سب کچھ ذکر کیا۔ اس روایت میں ہم جو کچھ پیچھے لکھا ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے ایک بار مگر جو کچھ ہم نے حدیث ثابت میں اعمش سے، ابوصالح سے، ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ صحیح ہے۔ صور پھونکنے کے دو نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ کیا چالیس دن؟ انہوں نے فرمایا، میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا کیا چالیس مہینے؟ انہوں نے فرمایا میں اس کو بھی نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا پھر کیا چالیس سال؟ انہوں نے فرمایا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش اتاریں گے۔ جس سے لوگ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے اور فرمایا کہ انسانی اعضاء میں سے ہر شے بوسیدہ ہوکر گل جائے گی مگر ایک ہڈی وہ ہے جو دمچی کی ہڈی ہے، اسی میں قیامت کے روز مخلوق کی ترکیب ہوگی۔

۳۵۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو موسیٰ بن اسحٰق نے، ان کو عبداللہ بن ابی شیبہ نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے اسی حدیث کے بارے میں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، انہوں نے ابومعاویہ سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے ایک دوسرے طریق سے اعمش سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابوغالب سے، انس بن مالک سے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے، حالانکہ آسمان ان پر آگ برسا رہا ہوگا۔

ہم نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود سے قیامت کے اشراط کے بارے میں نفخہ اولیٰ کی بابت روایت کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی کی طرح پانی اتارنا، یہاں تک کہ ان کے جسم اور گوشت اس پانی سے اگیں گے۔ پھر صور پھونکنے والے فرشتے کا کھڑا ہونا

---

(۳۵۵)......أخرجه مسلم (۴/۲۲۷۰) عن أبی کریب محمد بن العلاء عن أبی معاویة. به وأخرجه البخاری (۶/۱۵۷) عن عمر بن حفص بن غیاث عن أبیه عن الأعمش. به.

وانظر البعث لابن أبی داود (۴۲)

اور اس میں دوسری بار پھونک مارنا اور ہر روح کا اپنے جسم کی طرف جانا، اس میں داخل ہونا، پھر لوگوں کا رب العالمین کے آگے پیش ہونے کے لئے کھڑا ہونا۔ یہ روایت ان تمام امور کی تائید کرتی ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۵۶:...... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن بن محبوب نے، ان کو حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر نے، ان کو یوسف بن ہلال نے، ان کو محمد بن مروان نے کلبی سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ (اس آیت کی تشریح یوں ہے) **ویقولون** ...... وہ کہتے ہیں۔ یعنی اہل مکہ...... **متٰی هذا الوعد** ...... کب ہوگا وعدہ۔ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... **ماینظرون** ...... نہیں انتظار کرتے۔ کفار قریش جب جھٹلاتے ہیں...... **الا صیحة واحدة** ...... مگر صرف ایک چنگھاڑ کا۔ جو دوبارہ نہیں ہوگا...... **تأخذهم وهم یخصمون** ...... جو پکڑ لے گی ان کو حالانکہ وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔ یعنی بات کر رہے ہوں گے، اپنے بازاروں میں خرید وفروخت کر رہے ہوں گے...... **فلا یستطیعون** ...... پس نہیں طاقت رکھیں گے...... یعنی نہیں قادر ہوں گے...... **توصیة** ...... وصیت کرنے پر۔ یعنی کلام کرنے پر...... **ولا الٰی اهلهم یرجعون** ...... اور نہ ہی وہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ یعنی واپس آ کر ان کے ساتھ بات کرنے کلام کرنے کا اختیار دیئے جائیں...... **ونفخ فی الصور** ...... اور قرن میں پھونک ماری جائے گی...... یہ نفخہ ثانیہ یعنی دوسری بار پھونک ہوگی...... **فاذاهم من الاجداث** ...... پس اچانک وہ اپنی قبروں سے...... **الٰی ربهم ینسلون** ...... اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔ یعنی اپنی قبروں سے نکلیں گے...... **قالو یاویلنا من بعثنا من مرقدنا** ...... اور وہ بولیں گے اے ہماری ہلاکت کس نے اٹھایا ہمیں ہماری آرام گاہوں سے۔ یہ کہیں گے کہ ہماری نیند سے۔ یہ اس وقت کہیں گے جب وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور یہ گمان کریں گے کہ وہ سو رہے تھے اور نیند میں تھے۔ اور یہ اس لئے کہیں گے کہ دونوں نفخوں کے درمیانی مدت میں ان سے عذاب اٹھالیا جائے گا۔ اور دونوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ لہٰذا وہ عذاب کو بھول جائیں گے۔ فرشتے ان سے کہیں گے...... **هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون** ...... یہی ہے وہ وقت جو رحمٰن نے وعدہ دیا تھا...... اور سچ کہا تھا رسولوں نے۔ یعنی رسولوں نے قبروں سے اٹھنے کی تصدیق کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے...... **ان کانت الا صیحة واحدة** نہیں ہوگی یہ مگر ایک چنگھاڑ۔ یعنی ایک پھونک...... **فاذاهم جمیع لدینا محضرون** ...... پس اچانک وہ ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہوں گے۔ حساب کے لئے۔ (سورہ یٰس آیات ۴۸ تا ۵۳)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے اسامہ بن زید سے انہوں نے زہری سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے فرمایا جب جنگ احد کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی لاش کے پاس آئے اور ان کے کان کٹے پڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر مجھے صفیہ کے رنجیدہ خاطر ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسی حالت میں لاش کو چھوڑ دیتا (اور پرندے اور جانور کھا جاتے) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے اٹھاتے۔

۳۵۷:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن حسین قاضی نے، ان کو حارث بن ابی اسامہ نے، ان کو روح نے، ان کو اسامہ نے، پھر اسی اوپر والی حدیث کو ذکر کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے مقسم کی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (اسی مذکورہ حدیث کو) اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اگر عورتوں کے بے صبری کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا (قیامت کے دن) یہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا۔

ان مذکورہ احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ لوگ کھا جاتے ہیں ایک دوسرے کو اور وہ ان کا جز و بدن بن جاتا ہے۔

تحقیق شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ لیکن جس میں وہ جز ہوگا اس سے وہی جز پیش کیا جائے گا اور شیخ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔ بایں طور کہ وہ حصہ ایک مکلّف سے دوسرے مکلّف کی طرف منتقل ہوا ہے۔ لہٰذا اس کو واپس لوٹانا سبب ہوگا کافر کی ایک جز کو جنت میں داخل کرنے اور مومن کی ایک جز کو آگ میں داخل کرنے کا۔ جبکہ غیر مکلّف میں ایسی بات نہیں ہو سکتی، بلکہ وہ ایسے ہوگا جیسے کہ اس کو زمین کھا گئی ہو پھر وہاں سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ شیخ نے اس بارے میں بڑی تفصیلی بات کی ہے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زندہ فرمائیں گے تو سب کھڑے ہو جائیں گے جلدی جلدی۔ اور وہ دیکھیں گے کہ ان کے بارے میں کیا ارادہ کیا گیا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثم نفخ فیه اخری فاذاهم قیام ینظرون (الزمر ۶۸)

پھر قرن میں دوسری بار پھونک ماری جائے گی۔ پس اچانک سب لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ کہیں گے:

یاویلنا من بعثنا من مرقدنا (یٰس ۵۲)

اور ہماری ہلاکت ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ہے؟

اور یہ بھی کہیں گے:

هذا یوم الدین

یہی ہے جزا کا دن۔

اور فرشتے ان سے کہیں گے:

هذا یوم الفصل الذی کنتم به تکذبون (صافات ۲۰۔۲۱)

یہی ہے فیصلے کا دن جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

مقام حشر یا میدان ساہرہ

پھر حساب اور پیشی کے مقام کی طرف لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ ساہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فانما هی زجرة واحدة فاذاهم بالساهرة (النازعات ۱۳)

بس وہ تو ایک ڈانٹ ہوگی، صرف ایک ہی بار بس اچانک سب لوگ مقام ساہرہ میں (پہنچے) ہوں گے۔

(۳۵۷)...... أخرجه أبوداود (۳۱۳۶) والترمذی (۱۰۱۶) من طریق أسامة. به وقال الترمذی : حدیث أنس حدیث حسن غریب لانعرفه من حدیث أنس إلا من هذا الوجه

وہب بن منبہ کا قول کہ ساہرہ بیت المقدس ہے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسی مذکورہ آیت کو تلاوت کیا اور وہ اس دن بیت المقدس تھے۔ پھر فرمایا کہ اس آیت میں جو لفظ ساہرہ آیا ہے اس سے مراد یہی بیت المقدس ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض شام میدان حشر ہے

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کے ساتھ نقل کیا ہے اور مرفوع روایت کے ساتھ بھی جو دلالت کرتی ہیں کہ شام کی سرزمین میدان محشر ہوگی۔

امام نحو فرؔا کا قول ہے کہ ساہرۃ سے مراد روئے زمین ہے

امام فرؔا نے فرمایا کہ......الساھرۃ......روئے زمین ہے۔ گویا کہ یہی نام رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں تمام جاندار جمع ہوں گے۔ ان کی نیند اور جاگنا بھی وہیں ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساہرہ روئے زمین ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: الساہرۃ......زمین ہی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ لوگ زمین کے پیٹ میں ہونے کے بعد اچانک زمین کی پشت پر ہوں گے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ:

ساہرہ......صحرا ہے اور وہ کنارۂ جہنم کے قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں سھل بن سعد کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لو)گ قیامت کے دن سفید سرزمین پر جمع کئے جائیں گے جو صاف اور روئی کی طرح (گول ہے) اور صاف ہے۔

اور ایک روایت میں ہے صاف روئی کی مثل ہے۔ جس کے اوپر کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے۔ نقی صاف ستھری روٹی جس پر نشان اور دھبہ نہ و۔ زمین پر نشان نہ ہونے کا مطلب ہے ہموار اور سیدھی زمین جس میں نہ کوئی ٹیلہ ہو نہ چٹان اور نہ ہی کوئی عمارت۔

حشر یعنی لوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت

حشر کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا، ونسوق المجرمین الی جھنم وردا (سورۃ مریم، آیت ۸۵۔۸۶)

جس دن ہم اہل تقویٰ کو رحمٰن کی طرف جمع کریں گے بطور مہمان اور مجرموں کو ہانکیں گے جہنم کی طرف پیاسے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے علی بن ابی طلحہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مذکورہ آیت میں لفظ وفدا آیا ہے۔ اس کا مطلب اکبانا ہے۔ یعنی ہم تقویٰ کو سوار کر کے لائیں گے اور وردا کا مطلب ہے پیاسے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے روایت کی ہے نعمان بن سعد سے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم مہمانوں کو پیدل جمع نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ ہانکے جائیں گے بلکہ ان کو سواری کے لئے ایسی ایسی اونٹیاں دی جائیں گی کہ مخلوق نے جن کی مثل کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان پر سونے کے پالان ہوں گے اور ان کے مہار زبرجد کے ہوں گے۔ ان پر وہ سوار رہیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازوں تک پہنچ جائیں گے۔

۳۵۸:...... ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوھاب نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو عبدالرحمٰن بن اسحاق نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

۳۵۹:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عصمہ بن ابراہیم نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو معلیٰ بن اسد نے، ان کو وھیب نے، ان کو عبداللہ بن طاؤس نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے۔ امید کرنے والے اور خوف کرنے والے۔ ایک اونٹ پر دو دو۔ ایک اونٹ پر تین تین۔ ایک اونٹ پر چار چار۔ ایک اونٹ پر دس دس۔ اور باقیوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ دوپہر کا آرام کریں گے اور رکیں گے، وہ بھی رکے گی جہاں وہ رات گذاریں گے۔ وہ بھی رات گذارے گی جہاں وہ صبح کریں گے وہ بھی صبح کرے گی جہاں وہ شام کریں گے، وہ بھی شام کریں گی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے معلیٰ بن اسد سے۔

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے وھیب سے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کہ لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گی ارشاد مقصود ہے۔ (۱) ابرار (۲) مخلط۔ یعنی ملے جلے۔ (۳) کفار۔

کفر کی طرف سے ابرار وہ ہوں گے جو اللہ عزوجل کی طرف مشتاق ہوں گے اس ثواب کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر

---

(۳۵۸)......عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۲۸۴/۴) لابن ابی شیبة وعبداللّٰہ بن احمد فی زوائد المسند وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم وصححہ والبیھقی فی البعث عن علی رضی اللہ عنہ
والحدیث عندالحاکم فی المستدرک (۳۷۷/۲) عن محمد بن یعقوب. بہ وصححہ علی شرط مسلم وقال الذھبی:
عبدالرحمٰن ھذا لم یرو لہ مسلم ولا لخالہ النعمان وضعفوہ اھ۔ والحدیث لم أجدہ فی البعث للبیھقی المطبوع.

(۳۵۹)...... أخرجہ البخاری (۱۳۵/۸) عن معلی بن أسد وأخرجہ مسلم (۲۱۹۵/۴) من طریق أحمد إسحاق وبھز کلاھما عن وھیب. بہ.

رکھا ہے۔

اور ڈرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو خوف اور امید کی کیفیت میں ہوں گے۔ لہذا ابرار لوگ (نیک لوگ) بہترین سواریاں دیئے جائیں گے، جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور مخلط اور ملے جلے وہ ہوں گے جو اس حدیث میں بایں طور مذکور ہیں کہ وہ اونٹوں پر سوار کئے جائیں گے۔ غالب گمان ہے کہ وہ اونٹنیاں جنت کی اونٹنیاں نہیں ہوں گی۔ اس لئے کہ ان لوگوں میں سے بعض وہ بھی ہوں گے جس کی گناہ ابھی معاف نہیں کئے گئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کو کچھ سزا نہ دے دی جائے۔ اور جس شخص کا جنت کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کے ساتھ اکرام کیا جائے، اس کے بعد اس کی جہنم کی آگ کے ساتھ توہین رسوائی نہیں کی جائے گی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علی بن زید بن جدعان سے روایت کی گئی ہے، وہ قوی نہیں ہے اور اوس بن خالد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ لوگ قیامت کے دن تین اقسام پر جمع کئے جائیں گے۔ سوار...... پیدل......اور منہ کے بل۔ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس ذات نے ان کو ان کے قدموں پر چلایا ہے وہ ان کو منہ کی بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

یہ تین اقسام والی روایت اگر صحیح ہے تو پھر گویا کہ بعض ملے جلے اعمال والے مومن سوار ہوں گے، جیسے پہلی حدیث میں آیا ہے اور ان میں سے کچھ پیدل ہوں گے جیسے اس حدیث میں آیا ہے۔ یا کچھ راستہ سوار ہوں گے اور کچھ راستہ پیدل چلیں گے۔

اور باقی رہے منہ کے بل چلنے والے تو وہ کفار ہی ہوں گے اور احتمال ہے کہ بعض ان کے بعض سے سرکش متکبر ہوں گے تو وہ اپنے منہ کے بل اکٹھے کئے جائیں گے اور جو ان متکبرین کے تابعدار ہوں گے وہ اپنے قدموں پر پیدل چلیں گے اور جب وہ حساب کے موقف سے آگے جہنم کی طرف بڑھ جائیں گے تو پھر وہ منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم (القمر ۴۸)

جس دن وہ اپنے منہ کے بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے۔

دوسرا ارشاد یوں ہے:

الذین یحشرون علی وجوھھم الیٰ جھنم اولئک شر مکانا واضل سبیلا (الفرقان ۳۴)

وہی لوگ ہیں جو اپنے مونہوں کے بل جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ وہی لوگ بدترین جگہ کے اعتبار سے اور گمراہ ترین راستے کے اعتبار سے۔

کافروں کا حشر قیامت کے دن اندھا کر کے ہوگا

اور کفار اس حالت میں اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونحشرھم یوم القیمۃ علی وجوھھم عمیا وبکما وصما مأوھم جھنم (اسراء ۹۷)

ہم ان کفار کو قیامت کے دن ان کے مونہوں کے بل اندھے، گونگے اور بہرے کر کے جمع کریں گے۔ ٹھکانہ ان کا جہنم ہوگا۔

جبکہ وہ اس حالت سے قبل کامل الحواس ہوں گے اور کامل الاعضاء ہوں گے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یتعارفون بینھم (یونس ۴۵)

باہم ایک دوسرے کو وہ پہچانیں گے۔

اور ارشاد ہے:

یتخافتون بینھم ان لبثتم الا عشرًا (طٰہٰ ۱۰۳)

یہ لوگ چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہیں گے نہیں ٹھہرے تھے تم دنیا میں مگر دس دن۔

علاوہ ان آیات کے وہ تمام آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال، ان کی نظر، ان کی سمع کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں وہ سب دلالت کرتی ہے کہ پہلے وہ کامل الحواس ہوں گے۔ مگر اب حشر کے وقت وہ اندھے، گونگے، بہرے کردیئے جائیں گے۔ پھر جب وہ آگ میں داخل کئے جائیں گے تو ان کے حواس واپس لوٹا دیئے جائیں گے تاکہ وہ آگ کا مشاہدہ کرسکیں اور اس عذاب کا بھی جو جہنم میں ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کلما القی فیھا فوج سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاء نا نذیر فکذبنا (الملک ۸۔۹)

جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا جہنم کے دربار ان سے سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ بولیں گے ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھوٹا کہہ دیا تھا۔

اس کے علاوہ دیگر وہ تمام آیات بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال اور ان کے سننے اور دیکھنے کی بابت اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے وہ سب دلالت کرتی ہے کہ جہنمی جہنم میں پہنچ کر کامل الحواس ہوں گے اور عذاب کو پائیں گے۔

پھر جب وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کی منادی اور اعلان کئے جائیں گے، پھر وہ اپنے کان چھین لئے جائیں گے۔

چنانچہ ارشاد باری ہے:

لھم فیھا زفیر وھم فیھا لایسمعون (الانبیآء ۱۰۰)

جہنم میں جہنمیوں کے لئے شور اور چلانا ہوگا، مگر وہ نہیں سن سکیں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس وقت ان سے قوت گویائی بھی چھین لی جائے گی۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اخسئوا فیھا و لا تکلمون (المؤمنون ۱۰۸)

ذلیل ہو جاؤ جہنم میں اور تم لوگ مجھ سے کلام بھی نہ کرو۔

(علاوہ ازیں) ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ان کو وعظ فرمایا اور فرمایا: لوگو! تم اللہ کی طرف جمع کئے جاؤ گے اس حال میں کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر ختنہ شدہ ہوگے۔ پھر آپ نے اپنی تائید میں یہ آیت تلاوت کی:

کما بدأنا اول خلق نعیدہ (الانبیآء ۱۰۴)

جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اسی نہج پر دوبارہ اس کو لوٹائیں گے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ:

پہلا شخص جو قیامت کے دن کپڑے پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں اور ننگے بدن بغیر ختنہ کے جمع کئے جائیں گے۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد و عورتوں سے کہاں جائیں گے؟ یعنی اس حالت میں لباس وحجاب کے بغیر کیسے ساتھ رہنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن معاملہ مرد و عورت کے خیال وتصور سے بہت ہی زیادہ سنگین ہوگا۔ (یعنی کسی کو اس حالت کا ہوش تک نہیں ہوگا۔ خوف کے عالم میں لوگ حیران اور گھبراہٹ سے پریشان ہوں گے)۔

یہ کیفیت ننگے پاؤں، ننگے بدن والی جس کو ہم نے ذکر کیا ہے، جس پر مذکورہ نصوص دلالت کرتی ہیں، یہ ان کا حال ان کی قبروں سے نکلتے وقت ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کا اور جس کے ملے جلے اعمال والوں میں سے جاہیں گے کپڑا پہنانے اور سواری کروانے کے ساتھ اکرام کریں گے۔ جیسے اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ باقی رہی وہ حدیث جو ابوسعید خدری وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ مرا تھا۔ احتمال ہے کہ لباس سے مراد یہاں اعمال مراد ہوں۔ یعنی خیر وشر کے جن اعمال میں مرا تھا انہیں اعمال میں اٹھایا جائے گا۔ جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جس میں وہ مرا تھا۔ پھر وہ اس سے جھڑ جائیں گے جا کچھ لوگوں سے جھڑ کر ختم ہو جائیں گے۔ پھر حساب کے موقف کی طرف ننگے حالت میں جمع کئے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد جنت کے لباس میں سے کپڑے پہنائے جائیں گی۔

اور کفار کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱)...... خاشعة ابصارهم (القلم ۴۳)

ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔

اور دوسرا ارشاد ہے:

(۲)...... خشعا ابصارهم (القمر ۷)

ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔

واللہ اعلم اس سے مراد حساب وکتاب کے موقف کی طرف جاتے ہوئے ان کی یہ حالت ہوگی کا بیان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱)...... مهطعين مقنعي رؤسهم الخ (ابراہیم ۴۳)

دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنا سر پھر لوٹ کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے۔

یہ وہ کیفیت ہوگی جب ان پر قیام طویل ہو جائے گا۔ موقف میں انتظار کرتے کرتے حیرانی اور پریشانی میں ہوں گے۔ ایسے جیسے کہ ان کے دل میں یہ نہیں، لہذا جب وہ سر اٹھائیں گے از راہ پریشانی تو طویل اور دائمی نظر سے دیکھیں گے اور ان کی نظران کی طرف پلٹ کر نہیں آئے گی اور وہ ایسے ہو جائیں گے گویا کہ وہ نظریں جھکانا بھول چکے ہیں یا نیچے دیکھنا سرے سے جانتے ہی نہیں۔ پریشانی سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن لوگوں کے مختلف احوال ہوں گے اور مختلف موقف اور ٹھکانے ہوں گے۔ مختلف ٹھکانوں اور مختلف احوالوں کی وجہ سے ان کی خبریں بھی مختلف ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساء لون (المؤمنون ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو گویا کہ نہ قرابتیں ہوں گی ان کے درمیان اس دن اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ نفخہ اولیٰ ہوگا صور پھونکا جائے گا۔ لہٰذا وہ مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں سب بے ہوش ہو جائیں گے، مگر اللہ جس کو چاہے گا بے ہوشی سے بچالے گا۔ لہٰذا اس وقت ان کے درمیان نہ کوئی رشتے ناتے ہوں گے اور نہ ہی وہ اس وقت ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ بلکہ مارے خوف اور دہشت کے سب ایک دوسرے کو بھول جائیں گے۔ پھر جس وقت دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر بعض ان کے بعض کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت ایک دوسرے سے احوال بھی پوچھیں گے۔

فصل:......مجرم جہنم کی طرف پیاسے ہانکے جائیں گے

تحقیق ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا:

ونسوق المجرمین الی جھنم وردًا

ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

وردا بمعنی عطاشا......حالانکہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اس دن پیاس عام ہوگی (یعنی سب لوگوں کو پیاس ہوگی) مگر مجرموں کی پیاس نہیں بجھے گی، بلکہ بڑھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

وہاں جا کر کھولتا ہوا پانی پیاسے اونٹ کی طرح پیئیں گے۔ ہم اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں اللہ کے عذاب سے۔

اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلائے جائیں گے

بہر حال متقی لوگ اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہیں گے ملے جلے اعمال والے مؤمنین وہ سب ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلائے جائیں گے۔ حوض کی کیفیت اور اس کے پانی کی تعریف ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دی ہے۔

۳۶۰......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو نصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو سعید بن ابی مریم نے، ان کو ابو غسان نے، ان کو ابو حازم نے، ان کو سہل بن سعد نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا

بے شک میں حوض پر تم سب سے آگے جانے والا اور پیش رو ہوں جو شخص بھی میرے پاس آئے گا وہ پیئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور پوری حدیث کو ذکر کیا۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل کیا ہے۔

قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مناسب ہے کہ متقین بھی پیاسے ہوں تا نکہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلائے جائیں تو حوض کوثر کے پانی کی لذت حاصل کر سکیں۔ اس لئے کہ سیر شدہ انسان اس قدر لذت نہیں پا سکتا جس قدر پیاسا انسان شدید پیاس کے بعد پانی پی کر لذت حاصل کرتا ہے۔

(۳۶۰)......أخرجه البخاری (۱۴۹/۸، ۱۵۰) و مسلم (۱۷۹۳/۴) من طریق أبی حازم. به.

فصل:......اللہ تعالیٰ نے قیامت کی کیا کیا ہولناکیاں بیان کی ہیں

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ جو کچھ دھرتی پر ہوگا:

(۱)......زمین کا ہلایا جانا۔

(۲)......زمین کا تبدیل ہونا۔

(۳)......زمین کی ہیئت وصورت کا بدلنا۔

(۴)......زمین کا کھنچنا اور دراز ہونا اور پہاڑوں میں جو کچھ ہوگا۔

(۵)......پہاڑوں کا چلنا۔

(۶)......اڑ کر بکھرنا۔

(۷)......ھباءً منثوراً......یعنی اڑتا ہوا غبار بنا دینا۔

(۸)......دھنی ہوئی اون کی طرح کر دینا۔

اور دریاؤں اور سمندروں میں جو کچھ ہوگا:

(۹)......دریاؤں اور سمندروں کا ابل پڑنا۔

(۱۰)......دریاؤں کا جھونکا جانا۔

(۱۱)......قبروں کا اکھڑ جانا۔

(۱۲)......زمین کا اپنے اثقال اور بوجھ سے باہر نکال پھینکنا۔

(۱۳)......زمین کا اپنے اوپر ہونے والے جرائم وواقعات کی خبریں بیان کرنا۔

(۱۴)......زمین سے دابۃ الارض کا نکلنا۔

(۱۵)......دس ماہ گابھن اونٹنیاں معطل اور بے کار ہونا۔

(۱۶)......وحشی اور جنگلی جانوروں کا جمع ہو جانا۔

(۱۷)......زندہ دفن کی ہوئی سے سوال ہونا کہ کس جرم میں قتل کی گئی تھی۔

(۱۸)......جسموں اور روحوں کا جوڑا جانا۔

اور آسمانوں میں جو کچھ ہوگا:

(۱۹)......آسمانوں کا پھٹ جانا۔

(۲۰)......آسمانوں کو لپیٹا جانا۔

(۲۱)......سورج لپیٹ دینا یعنی اس کی دھوپ تہ بہ تہ ہونا۔

(۲۲)......چاند کا بے نور ہونا۔

(۲۳)......ستاروں کا گدلا اور میلا ہونا۔

(۲۴)......ستاروں کا بکھر جانا۔

(۲۵)......ماں کا اپنے بچوں کو بھول جانا۔

(۲۶)......حاملہ عورتوں یا جانداروں کا اپنے حمل کو ضائع کر بیٹھنا۔

(۲۷)......صحیفوں کا پھیلایا جانا۔

(۲۸)......آسمان کو چمڑا اچھلنا۔

(۲۹)......جہنم کا دہکایا جانا۔

(۳۰)......جنت کا قریب لایا جانا۔وغیرہ وغیرہ۔

بہت سے امور وقوع پذیر ہونا۔ان تمام امور کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔

مذکورہ امور کے وقوع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف

اہل علم نے ان تمام حوادث کے وقوع کے وقت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔بعض اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات پہلی بار صور پھونکنے کے بعد ہوں گے اور دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہوں گے اور وہ حدیث روایت کی گئی ہے جسے ہم نے اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے محمد بن کعب سے،اس نے ایک انصاری آدمی سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے،اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں۔

اور اکثر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات دوسری بار پھونک مارنے کے بعد ہوں گے۔لوگوں کا اپنی قبروں سے نکلنا اور قیامت کے دن ان کا کھڑا ہونا اس سے پہلے ہوگا اور وہ دیکھیں گے تا کہ یہ مناظر دیکھ کر ان کے پیش ہونے کا رعب اور ڈر ہو اور ان کے احوال کے لئے زیادہ سخت ہو۔اکثر آیات جو ان حوادثات کے بارے میں آئی ہیں ان کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اس حدیث میں جس کی اسناد ہم نے قیامت کی کیفیت کے بیان میں ذکر کی ہے اور دو میں سے ایک حدیث ہم نے کتاب البعث والمنشور میں بھی ذکر کی ہے۔اسی کی مثل پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ان میں سے بعض ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اور دیگر کی بھی ہے آگ بھیجنے کے بارے میں۔

۳۶۱:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب عدل نے،ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفہ میں ان دونوں کو ابراہیم بن عبداللہ عیسیٰ نے،ان کو وکیع نے اور ان کو خبر دی ابوعبداللہ نے،اس کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے،ان کو حسن بن سفیان نے،ان کو محمد بن عبداللہ نمیر نے،ان کو وکیع نے اعمش سے،ان کو ابوصالح نے،ان کو ابوسعید نے،انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے:

اے آدم بھیج آگ والوں کو آگ میں۔وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں اور خیر تو تیرے ہاتھ میں ہے۔آگ میں بھیجنا کس قدر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ہر ہزار میں سے نوسوننانوے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت اس دن کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حمل والی اپنا حمل ضائع کر دے گی اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ نشہ کی حالت میں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے۔لیکن اللہ کا سخت عذاب ہوا۔لوگ کہیں گے ہم میں سے کون ہوگا جنت کے لئے بچنے والا باقی ایک۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوسوننانوے یاجوج ماجوج میں سے ہوں اور تم لوگوں میں سے ایک ہوگا۔لوگوں نے کہا: اللہ اکبر۔پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک

میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت میں سے ایک چوتھائی ہوگے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں ایک تہائی ہوگے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں نصف ہوگے۔ لوگوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اس دن ایسے ہوگے جیسے سیاہ جسم پر ایک سفید بال یا سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو بکر ابن ابی شیبہ سے، انہوں نے وکیع ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے علیہ نے فرمایا کہ بخاری اور مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے جریر کی حدیث سے اعمش سے اور اس کی روایت میں ہے کہ خوش ہو جاؤ، بے شک یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار ہوں گے جہنم کے لئے اور تم میں سے ایک آدمی۔

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین اور انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

یاایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیئی عظیم (الحج ۱۔۲) دو آیات تک۔

اے لوگو! تم لوگ اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شے ہے۔ (آخر تک)

پھر دونوں نے اس کا مفہوم بیان کیا جو کچھ ابو سعید نے روایت کیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ دونوں کے حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عمل کرو اور خوش ہو جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بے شک تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہیں وہ جس کے ساتھ ہوں گے ان سے زیادہ ہو جائیں گے۔ یعنی بنی آدم اور بنی ابلیس کے ہلاک ہونے والوں سے (یعنی جنوں اور انسانوں کے جہنمیوں سے ان دو مخلوقات کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔) لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یاجوج اور ماجوج ہیں۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس فرمان کو دیکھا:

یوم تبد ل الارض غیر الارض والسموات وبرزواللہ الواحد القھار (ابراھیم ۴۸)

جس دن یہ زمین دوسری زمین سے تبدیل کر دی جائے گی اور آسمان بھی ظاہر ہو جائیں گے اللہ واحد قہار کے لئے۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا؟) کہاں ہوں گے؟ لوگ اس دن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صراط پر (راستہ)۔

اور حضرت ثوبان کی راویت میں نبی کریم سے یہ الفاظ زیادہ ہیں (کہ آپ نے جواب میں فرمایا) کہ لوگ اس دن اندھیرے میں ہوں گے پل سے پہلے اور پل وہی صراط ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

واذالارض مدت والقت مافیھا وتخلت (الانشقاق ۴)

اور زمین جب دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ نکال پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی۔

اس کا یہی مطلب ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اس کو نکال دے گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا (الزلزلہ ۱۔۲)

---

(۳٦۱)...... أخرجه مسلم (۲۰۲/۱) عن أبي بكر بن أبي شيبة عن وكيع. به.

وأخرجه البخاري (۱۳۷/۸) و مسلم (۲۰۱/۱) من طريق جرير عن الأعمش. به

جب زمین ہلائی جائے گی سخت ہلایا جانا اور زمین نکال دے گی اپنے بوجھ کو۔

اس کا مطلب ہے زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال دے گی۔ آیت کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

فاذانفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت الارض والجبال فدكتا دكة واحدة (الحاقۃ)

جب صور پھونکا جائے گا یکبارگی اور اٹھائی جائے گی زمین، پس ٹھونک کر ماری جائے گی۔

ٹھونک کا مارنا ایک ہی بار۔ اس سے مراد ہے نفخہ آخرہ۔ واللہ اعلم۔

فصل:......اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب

تعرج الملائكة والروح اليه فی يوم كان مقداره خمسين الف سنة (المعارج ۴)

تمام فرشتے اور روح الامین اس کی طرف چڑھ جائیں گے اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانہ کے مالک کے بارے میں جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہوگا، قیامت کے دن وہ لایا جائے گا اور اس کا مال (سونا چاندی وغیرہ) گرم کر کے اس کا ماتھا اور پیشانی اور کروٹیں اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

ہم نے روایت کی ہے کہ علی بن ابوطلحہ سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

يعرج اليه فی يوم كان مقداره الف سنة (السجدہ ۵)

چڑھ جائے گا اس کی طرف اس دن جس کی مقدار ہزار سال ہے۔

فرمایا کہ یہ دنیا میں ہے (یعنی دنیا ہزار سال کے برابر)۔

اور یہ قول:

فی يوم كان مقداره خميسين الف سنة (المعارج ۴)

اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

یہ قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کو کافروں پر پچاس ہزار سال کا بنا دیا ہے۔

اور ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کا دن مومن پر ایسے ہوگا جیسے ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان کا وقت اور یہ مرفوعاً مروی ہے۔

اور ابن لھیعہ کی روایت میں دراج سے مروی ہے وہ ابوالھیثم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوسعید سے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کا طول کتنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بے شک وہ مومن پر ہلکا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے زیادہ آسان ہوگا جتنی دیر میں وہ دنیا میں ایک فرض نماز پڑھتا تھا۔ ہم نے ان احادیث کی اسانید کو کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔

۳۶۲:......ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو حمزہ بن محمد بن عیسیٰ کاتب نے، ان کو نعیم بن حماد نے، ان کو ابن

(۳۶۲)...... عزاه فی الكنز (۳۹۰۱۶) للمصنف فقط

مبارک نے، ان کو معمر نے، ان کو ھمام بن منبہ نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا گمان ہے کہ انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ آسان کردے گا جس پر چاہے گا اپنے بندوں میں سے قیامت کے دن کی لمبائی کو فرض نماز کے وقت کے مثل۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کو میں نے پایا ہے ابوعمرو کے فوائد میں۔ مگر میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے کہنے والا کون ہے۔ میرا گمان ہے کہ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابوسھل اسفرائنی نے حمزہ سے۔

۳۶۳:...... یہ حدیث ان میں سے ایک ہے۔ جس کی ہمیں خبر دی ابوالحسن العلاء بن محمد بن ابوسعید نے، ان کو ابواسحٰق اسفرائنی امام نے، ان کو عبدالخالق بن حسن نے، ان کو عبداللہ بن ثابت نے، اس کو ان کے والد نے، ان کو ھذیل نے، ان کو مقاتل بن سلیمان نے، انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

تعرج یعنی چڑھ جائیں گے...... الملائکۃ...... فرشتہ۔ یعنی اس کے قول کے مطابق:

فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ

فرماتے ہیں کہ اگر مخلوقات کے حساب وکتاب کی ذمہ داری میرے سوا کوئی اور لے لیتا تو وہ اس سے فارغ نہ ہوسکتا مگر پچاس ہزار سال کی مدت میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب ان کے حساب وکتاب میں شروع ہوں گے تو دنیا کے ایام میں سے صرف آدھے دن کی مقدار میں فارغ ہوجائیں گے۔ وہ دن بھی ابھی آدھا نہیں ہونے پائے گا کہ (حساب وکتاب سے فارغ کر کے) اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا:

اصحب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا (الفرقان ۲۴)

جنت والے اس دن بہترین ٹھکانے اور بہترین آرام گاہ میں ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ ان کے دوپہر کے آرام کا وقت اہل جہنم کی طرح نہیں ہوگا۔

اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کتاب کرتا تو پچاس ہزار سال لگتے، کلبی کا قول:

اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اوراوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے، فرّاء کا قول:

کلبی اپنی تفسیر میں اسی مفہوم کی طرف گیا ہے جسے اس نے ابوصالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یعنی اگر بندوں کے محاسبے کی ذمہ داری اللہ کے سوا بالفرض کوئی اور لیتا تو وہ اس سے پچاس ہزار سال میں ہی عہدہ برآ ہوسکتا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے فرّاء سے روایت کیا ہے کہ اس نے فرمایا اس آیت کے بارے میں مطلب یہ ہے کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اوراوپر چڑھ سکتا ہوتا تو وہ پچاس ہزار سال میں چڑھتے۔

اور اس کے مفہوم کی طرف گئے ہیں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور وہ فرماتے ہیں سوائے اسکے نہیں کہ یہ اندازہ فرشتوں اور جبرئیل کے زمین سے عرش تک چڑھنے کا ہے۔

اور اس آیت کے علاوہ کے بارے میں فرمایا:

یدبر الامر من السمآء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ مما تعدون (السجدۃ ۵)

آسمان سے زمین تک ہر معاملے میں تدبیر ونصرت کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف چڑھ جائے گا

اس دن جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہے۔

ایک دوسری توجیہ کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ معنی اور یہ مطلب ہو کہ وہ (جبرئیل) آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر زمین سے آسمان دنیا کی طرف اسی دن چڑھ جاتا ہے اور اتنی مسافت طے کرتا ہے کہ اگر لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کر سکیں گے مگر ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور وہ عرش سے زمین تک اترتا ہے۔ پھر زمین سے عرش تک اسی دن چڑھ جاتا ہے۔ اگر بالفرض لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کر سکیں گے مگر پچاس ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور یہ قیامت کے دن کے اندازے میں سے نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ذالمعارج کے صلہ کے طور پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

انهم یرونه بعیداً و نراه قریبًا (معارج ۷)

لوگ اس کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس کا تعلق اس عذاب سے ہے جس کا بیان سورۃ کے شروع میں ہے۔ اس توجیہ کو وہ روایت پکا کرتی ہے جو وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زمین سے عرش تک کا فاصلہ پچاس ہزار سال کا ہے ہمارے دنوں اور ہمارے مہینوں اور ہمارے برسوں کے مطابق۔

ایک اور امکان توجیہہ

شیخ نے فرمایا: ممکن ہے کہ یہ کہا جائے قیامت قائم ہونے سے پہلے فرشتے آسمان میں اپنے بلند تر مقام سے زمین کی طرف اترنے کی استطاعت رکھتے تھے۔ پھر اپنے اسی بلند تر مقام کی طرف اس دن میں چڑھتے جس کی مقدار ہزار سال ہوتی۔ لیکن قیامت کے دن وہ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ یا تو اس لئے کہ جب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے تو اس دن ان کے لئے اوپر چڑھنے کا راستہ نہیں رہے گا جس پر وہ ٹھہر سکیں۔

یا اس لئے کہ جب وہ اللہ کی عظمت اور جلال کا مشاہدہ کریں گے اور اس کے غضب کی شدت کو دیکھیں گے جو کہ اس کے بندوں میں سے اہل عناد پر ہوگا تو فرشتوں کی قوتیں جواب دے جائیں گی۔ لہذا وہ اپنے اوپر چڑھنے کے لئے جس قدر مدت کے حاجت مند تھے اس سے زیادہ لمبی مدت کے محتاج ہوں گے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کا اندازہ پچاس ہزار سال بتایا۔ بایں معنی کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اس فاصلے کو طے کرتا تو پچاس ہزار سال سے کم میں طے نہ کر سکتا۔

اور اسی طرح کی توجیہ ہوگی اس کی بھی جس کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ عرش چار فرشتوں کے کندھوں پر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خبر دی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حاملین عرش فرشتے قیامت کے دن آٹھ ہوں گے:

ویحمل عرش ربک یومئذ ثمانیة (الحاقۃ)

اور مناسب ہے کہ یہ اس لئے ہو کہ ان کی قوتیں کمزور ہوگئی ہوں گی۔ اس لئے مذکورہ بالا ہولناک امور کی وجہ سے لہذا وہ دوسرے فرشتوں کے ذریعہ مدد کئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام احوال کو خوب جانتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس دن کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس دن کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۳۶۴:...... ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید بن مرید نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی میرے

والد نے، انہوں نے سنا اوزاعی سے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی ھارون بن رأب نے، اس نے کہا عرش کو اٹھانے والے چار فرشتے خوبصورت اور نرم آواز کے ساتھ ایک دوسرے سے گفتگو کریں گے اور جوابات کا مبادلہ کریں گے۔ چار کہیں گے:

سبحانک وبحمدک علی حلمک بعد علمک

اور دوسرے چار کہیں گے:

سبحانک وبحمدک علی عفوک بعد قدرتک

تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے کہ سب کچھ جاننے کے باوجود تو حلم کا برتاؤ کرتا ہے۔
تو اپنی حمد سمیت پاک کہ سب کچھ پر قدرت رکھنے کے باوجود تو درگذر کرتا ہے۔

باب نمبر ۹

ایماں کا نواں شعبہ

مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

بلیٰ من کسب سیئة واحاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون والذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحب الجنة هم فیها خالدون (البقرہ ۸۱۔۸۲)

ہاں جو عمل کیا گناہ کا اور اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا، بس وہی لوگ ہوں گے جہنم والے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، وہی لوگ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قیامت کے دن کی صفت کے بارے میں:

یوم یأت لاتکلم نفس الا باذنه (قرء الیٰ قوله تعالیٰ) عطاءً غیر مجذوذ (هود ۱۰۵ تا ۱۰۸)

جس دن قیامت قائم ہوگی نہ کلام کرے گا کوئی نفس مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ تو کچھ ان میں سے بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت ہوں گے۔ جو لوگ بد بخت ہوں گے وہ جہنم میں ہوں گے، جہنم میں ان کی چیخ و پکار ہوگی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک کہ آسمان وزمین مگر جتنی مقدار تیرا رب چاہے، بے شک تیرا رب وہی کرتا ہے جو کچھ ارادہ کرے۔ اور جو لوگ سعادت مند ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، جب تک زمین وآسمان رہیں گے۔
مگر جو کچھ تیرا رب چاہے وہ عنایت ہے نہ ختم ہونے والی۔

اس آیت میں:

الا ماشآء ربک

مگر جو کچھ تیرا رب چاہے کا استثناء ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا ان کو اسی جگہ روک لے گا جہاں وہ پہلے سے تھے اس وقت تک جب تک کہ لوگوں کا حساب وکتاب کیا جائے اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے اور ہر فریق اپنے اس ٹھکانے کی طرف چلا جائے جو ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہوگا۔

اس طرح یہ فرمان:

مادامت السموات والارض

جب تک کہ زمین وآسمان باقی رہیں گے۔ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں رہیں گے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تابید اور دوام ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنا۔ عرب اپنے محاورے میں کسی شے کے لمبے قیام اور دوام کے لئے یہی محاورہ استعمال کرتے تھے۔ یعنی فلاں انسان فلاں جگہ اس وقت تک رہے گا جب تک زمین اور آسمان باقی ہیں اور دائم ہیں۔ اس سے ان کی مراد ہمیشہ رہنا ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت وجہنم میں ہمیشہ رہنے کو انہیں کے اس محاورے میں سمجھایا کہ مادامت السموات والارض...... یعنی ہمیشہ

رہیں گے۔ ظاہری الفاظ کا ظاہری مفہوم مرادنہیں ہے کیونکہ ارض وسماء ہوں گے نہیں وہ ختم ہو چکے ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مادامت السموات والارض الا ماشآء ربک کی ایک اور توجیہ

کہا گیا ہے کہ:

مادامت السموات والارض الا ماشآء ربک

یہ اس پر زیادت میں سے ہے اور الا بمعنی سوا کے ہے اور یہ حسن ہوتا ہے جب مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر جیسے کوئی شخص یہ جملہ بولے:

لفلان علی الف درهم الا الفین التی هی الی سنة

فلاں آدمی کا میرے ذمہ ایک ہزار درہم ہے مگر ماسوا اس دو ہزار کے جو سال کے بعد واجب الادا ہے۔ گویا وہ دو ہزار کے سوا کی مراد رکھتا ہے۔

اور ہم نے اس پر تفصیل سے کلام کی ہے کتاب البعث والنشور میں فرّاء اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

۳۶۵......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو عبداللہ بن عبدالحمید حنفی نے، ان کو قرہ بن خالد نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحق بن ابراہیم نے، ان کو ابوعامر عقدی نے، ان کو قرہ بن خالد نے ابوزبیر سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اللہ اس کے ساتھ کسی شے کو بھی شریک بناتا ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو ابوطاہر کی روایت میں اور یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا ہوگا جنت میں داخل ہوگا اور جو اس کو ملا اور شرک کرتا ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے اور ابوایوب سلیمان بن عبیداللہ غیلانی سے اس نے ابوعامر سے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مسلمانوں کا ٹھکانہ جنت ہے اور کافروں کا ٹھکانہ آگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ:

(۱)...... ان کتاب الفجار لفی سجین (مطففین ۷)

(۲)......ان کتاب الابرار لفی علیین (مطففین ۸)

کہ بدکرداروں کی تحریر سجین میں ہے اور نیکوکاروں کی علیین میں ہے۔

تو معنی یہ ہوا کہ فجار کے لئے وہ ہے اور ابرار کے لئے یہ ہے۔ تو یہاں سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سجین الگ ہے اور علیین الگ ہے۔ جیسا کہ فجار الگ اور ابرار الگ ہیں اور مختلف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آگ کی صفت ھاویہ......کھائی بتائی ہے اور جنت کی صفت جنۃ عالیۃ بلند بتائی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ مومن کی روح اوپر لے جائی جاتی ہے اور کافر کی روح نیچے لے جائی جاتی ہے۔

---

(۳۶۵)...... اخرجه مسلم (۱/۹۴) عن أبی أیوب سلیمان بن عبیدالله الغیلانی وحجاج بن الشاعر کلاهما عن أبی عامر العقدی. به.

اور ہم کسی ایک کو بھی نہیں جانتے جس نے یہ قول کیا ہو کہ جنت زمین پر ہے۔ لہذا یہیں سے ثابت ہوا کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے اور عرش سے نیچے ہے اور یہ آیت احتمال رکھتی ہے و اذا السمآء کشطت (تکویر۱۱) کہ جس وقت آسمان کی کھال اتاری جائے گی احتمال ہے کہ وہ حصہ چھیلا جائے گا جو آگے رہے جنت کے تاکہ چھیلنے کے بعد ہم جنت کے آثار دیکھ سکیں۔ اور اس طرح جنت قریب ہو جائے۔

و ازلفت الجنة للمتقين کا یہی مطلب ہو کہ جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۳۶۶:......ہمیں خبر دی ابوالحسن فقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابو یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن اسمآء نے، ان کو مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے، ان کو بشر بن شغاف نے، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس بیٹھے تھے، انہوں نے حدیث ذکر فرمائی یہاں تک کہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت والے ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور جنت آسمانوں پر ہے اور جہنم زمین پر۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو ایک ایک جماعت اور ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کو اٹھائیں گے۔ پھر جہنم کے اوپر پل ڈالی جائے گی۔ پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت؟ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے اور آپ کی امت آپ کے پیچھے ہوگی۔ نیک بھی ہوں گے، بد بھی ہوں گے وہ پل کو پکڑیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی آنکھیں مٹا دے گا۔ لہذا اس کی دائیں اور بائیں طرف سے جہنم میں گریں گے۔ نبی نجات پائیں گے اور ان کے ساتھ صالح لوگ بھی اور ان کو فرشتے ملیں گے، دوڑ کر اور ان کو جنت میں ان کے ٹھکانے دکھائیں گے کہ تیری دائیں طرف سے ہے اور تیری بائیں طرف سے ہے۔ پھر عبداللہ بن سلام نے اسی طرح ہر نبی اور ہر امت کے گذرنے کا تذکرہ فرمایا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط جو کہ جہنم کا پل ہے۔ اس کے ذکر کے ساتھ احادیث کا وارد ہونا اس بات کا بیان وثبوت ہے کہ جنت اوپر اور بلندی میں ہے۔ جیسے کہ جہنم نیچے اور پستی میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی طرف یعنی جنت کی طرف جانے والا پل کا محتاج نہ ہوتا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جہنم پر ایک پل ہے جو کہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ اس کا اوپر والا حصہ جنت کی طرف ہے، پھسلنے کی جگہ ہے اور پل کے جانبین سے جہنم کی کھائیاں ہیں، آگ کی آواز مجھے سنائی دے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں گے اس پر روکیں گے اس دن پھسلنے والے مرد اور پھسلنے والی عورتیں بہت ہوں گی اور دونوں طرف سے فرشتے کھڑے ہوں گے جو دعا کی صدائیں بلند کر رہے ہوں گے اے اللہ بچانا، اے اللہ بچانا جو شخص حق کو لائے گا گذر جائے گا اور وہ اس دن اپنے اپنے ایمان واعمال کی مقدار سے نور اور روشنی عطا کئے جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جو پل پر سے بجلی کی چمک کی طرح گذر جائیں گے اور بعض ہوا کی طرح گذر جائیں گے اور بعض اس میں سے آگے آگے دوڑنے والے گھوڑے کی طرح گذر جائیں گے۔ اور بعض ان میں سے تیزی سے گذر جائیں گے اور بعض دوڑ کر۔ بعض کو ان میں سے روشنی ملے گی ان کے قدموں تک۔ اور بعض گھٹنوں کے بل دوڑیں گے اور ان میں سے بعض کو اس کے گناہوں کے سبب آگ پکڑ لے

(۳۶۶)...... سبق برقم (۱۵۰)

گی اور وہ اس کو جلائے گی جس کو اللہ چاہے گا ان کے گناہوں کے اندازے کے مطابق یہاں تک کہ وہ نجات پا جائے گا۔ اور سب سے پہلا گروہ جو نجات پائے گا وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جس پر نہ حساب ہوگا اور نہ ہی کوئی عذاب ہوگا۔ ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسی چودھویں کا چاند اور جو لوگ ان کے قریب قریب ہوں گے۔ وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت تک پہنچ جائیں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ان میں سے ہے (جو آنے والی سند کے ساتھ ہمیں موصول ہوئی ہے)۔

۳۶۷:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل بن محمد نے ان کو مکی بن ابراہیم نے ان کو سعید بن زربی نے یزید رقاشی سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مذکورہ اسناد ضعیف ہے، علاوہ اس کے کہ ایسی بعض روات کا مفہوم ان صحیح احادیث میں موجود ہے جو صراط کے ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ انہیں ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔

بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط کے بارے میں بال سے باریک ہونے کا معنی و مطلب یہ ہے کہ صراط اور اس پر گذرنے کا حکم بال سے باریک ہے۔ یعنی اس کا مشکل ہونا اور آسان ہونا طاعات اور گناہوں کے اندازے کے مطابق ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس بات کے حدود کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ اس کا معاملہ گہرا ہے اور مخفی ہے۔ عربوں کی یہ عادت جاری ہے کہ وہ مخفی اور گہرائی والی بات کو دقیق اور باریک کا نام دیتے ہیں اور اس کے لئے بال کی باریک کی باریکی کی مثال دی جاتی تھی اور اس قول کا مطلب کہ تلوار سے تیز تر ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امر دقیق جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی طرف جو لوگوں کو صراط پر گذرنے کی بابت ہوگا وہ اپنے جاری ہونے میں اور نفاذ میں تلوار کی طرح تیز ہوگا اور فرشتوں کی طرف سے اس کی اطاعت و اتباع کا جاری ہونا بھی اسی قدر تیز ہوگا اور اس کے لئے کوئی روکنے اور رد کرنے والا نہیں ہوگا جیسے کہ تلوار جب چل جاتی ہے اپنی تیزی اور اپنی قوت مار کے ساتھ کسی بھی شے میں تو اس کے بعد اسے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث کے یہ الفاظ میں نے صحیح روایات میں نہیں پائے۔

اور زیاد نمیری سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ صراط، چھری کی دھار یا تلوار کی تیزی کی طرح ہے۔ مگر یہ بھی روایت ضعیف ہے۔

اور اس کا کچھ معنی عبید بن عمیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً مروی ہے کہ آپ سے یہی قول آیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صراط جہنم کے اوپر سیدھ میں گناہگاروں کے پھسلنے کی جگہ ہے جیسی تیز تلوار ہوتی ہے۔

اور سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں (یہ حدیث پہنچی ہے) کہ صراط قیامت کے دن وہ پل ہوگی جو بعض لوگوں پر بال سے باریک ہوگی اور بعض پر گھر کی طرح اور کھلی وادی کی طرح ہوگی۔

احتمال ہے کہ اس پر گذرنے کی تیزی اور اس سے گرنے کی وجہ سے یہ مذکورہ تشبیہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال جو کچھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہا گیا ہے کہ پل کا اوپر جنت کی جانب ہے۔ اس میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ اس کا نیچے والا حصہ اور سرا زمین کی طرف ہے، کیونکہ اس بات کا بیان گذر چکا ہے کہ جہنم نیچے ہے اور جنت اوپر ہے۔

۳۶۸:...... ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو خبر دی محمد بن احمد بن براء نے ان کو خبر دی عبدالمنعم بن ادریس

نے،ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے وھب بن منبہ سے،انہوں نے کہا،جب قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ اہل جنت واہل جہنم کے مابین فیصلہ فرما چکیں گے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے ایک خاص کنویں کے بارے میں حکم دیں گے۔چنانچہ سقر کو کھولا جائے گا اور وہ اس کا ڈھکنا ہے۔اس سے ایسی آگ نکلے گی جو خود جہنم کو جلادے اور کھا جائے جیسے دنیا میں آگ دھنی ہوئی روئی کو کھا جاتی ہے اور پھر جب سمندر جہنم کے کنارے سے ملے گا،حالانکہ وہ بحرالجور ہے۔یعنی سب دریاؤں سے بڑا دریا ہے تو آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کو اڑادے گی اور ایسے سوکھ جائے گا جیسے اس جگہ کبھی پانی تھا بھی نہیں اور وہی حجاب حاجز ہے جہنم کے اور سات زمینوں کے درمیان پھر جب اس دریا یا سمندر کا پانی بھٹے گا تو ساتویں طبق زمین میں آگ لگ جائے گی،لہذا وہ ساتوں زمینوں کو جلا کر صرف ایک ہی کوئلہ کر کے چھوڑے گی۔

اور ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے ایک یہودی سے کہا کہ جہنم کہاں ہے اس نے کہا کہ سمندر کے نیچے ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے،پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

والبحر المسجور (والطور ۶)

قسم ہے ابلتے ہوئے سمندر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے مذکورہ روایت جو وھب بن منبہ سے نقل کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی و مفہوم کا احتمال رکھتی ہے:

یوم تبدل الارض غیرالارض والسموات (ابراہیم ۴۸)

جس دن بدلی جائے گی یہ زمین دوسری زمین کے ساتھ اور آسمان بھی۔

اور یہ سب کچھ تمام لوگوں کے پل صراط پر چڑھ جانے کے بعد ہوگا۔جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہم روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اس بارے میں اور عرض کی تھی کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ صراط پر ہوں گے۔

بعض علماء کا قول

بعض علماء نے کہا ہے کہ کفار صراط پر سے نہیں گذریں گے اس لئے کہ وہ سب آگ کی کان میں ہوں گے۔جب مومن چھٹکارا پالیں گے اور وہ صراط پر چڑھ جائیں گے تو باقی کفار ہی اپنے اپنے موقف پر اور اپنی جگہ پر باقی رہ جائیں گے۔گویا پیچھے اب باقی آگ میں انہیں کا ہی مقام رہ جائے گا۔

دیگر علماء کا موقف

بعض دیگر علماء نے کہا ہے کہ کفار بھی صراط پر سوار ہوں گے۔پھر کبھی جہنم کے دروازے سوراخ سوراخ ہو جائیں گے حشر میں چھتوں کے دروازوں کی مثل پھر کفار انہیں میں سے جہنم میں پھینکے جائیں گی۔تاکہ ان کا غم زیادہ شدید ہو اور زیادہ ہیبت ناک ہو اور ان کو پل کے اوپر سے پھینکنا زیادہ ڈراؤنا اور ہولناک ہو اور چھٹکارے کے ساتھ مومنوں کی خوشی بہت زیادہ اور بہت بڑی ہو۔شاید کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وامتازوا الیوم ایها المجرمون (یٰس ۵۹)

آج علیحدہ ہو جاؤ اے مجرموں۔

شاید یہ اعلان اسی وقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

کلما القی فیھا فوج سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیر (الملک ۸)

جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے جہنم کے دربان پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟

اور یہ فرمان بھی:

القیافی جھنم کل کفار عنید (ق ۲۴)

پھینکو جہنم میں ہر بڑے کافر عنادی کو۔

یہ بھی اسی پر دلیل کی طرح ہے (جو ہم پہلے کہہ آئے ہیں) کیونکہ پھینکنے کے حوالے سے جو طریقہ زیادہ تر مستعمل ہے وہ اسی طرح ہے کہ بلندی سے پستی کی طرف اوپر سے نیچے کی طرف پھینکا جاتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بھی اس کی کیفیت کو خوب جانتے ہیں۔

پل صراط پر منافقوں کا انجام

زیادہ یقین یہ ہے کہ منافقین لوگ پل کے اوپر مومنوں کے ساتھ ساتھ سوار ہوں گے تاکہ مومنوں کے نور میں وہ بھی چلتے جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ منافقوں پر اندھیرا کر دیں گے، لہذا منافقین اسی موقع پر مومنوں سے کہیں گے:

انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراء کم فالتمسوا نوراً (الحدید ۱۳)

مومنو ہماری طرف دیکھو نا تاکہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی حاصل کر لیں گے۔ کہا جائے گا

واپس پیچھے چلے جاؤ اور روشنی ڈھونڈ کر آؤ۔

لہذا منافق اس جگہ کی طرف واپس لوٹیں گے جہاں روشنی لوگوں کے ایمان و اعمال کے اندازے کے مطابق تقسیم کی گئی تھی۔ وہ وہاں کچھ بھی نہیں پائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ مومنوں کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ اس دوران ان کے اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو چکی ہوگی۔ قرآن مجید نے اس مقام کی منظر کشی فرمائی کہ:

ضرب بینھم بسور لہ باب. باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب. ینادونھم الم نکن معکم

ان کے درمیان دیوار حائل ہو جائے گی۔ اس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور سامنے کی طرف عذاب ہوگا۔ (جو سمت منافقوں کی ہوگی) پھر منافق مومنوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ یعنی ہم تمہاری طرح نمازیں بھی پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ اہل ایمان ان سے کہیں گے:

قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم

مومن ان سے کہیں گے، ہاں ہاں تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن تم نے اپنے نفسوں کو فتنوں میں واقع کر رکھا تھا۔ (الحدید ۱۳)

ایک خاص کیفیت کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ دیوار پل صراط کے آخر میں نصب کی جائے گی اور اس میں سے ایک دروازہ چھوڑ دیا جائے گا جس سے مومن جنت کے راستے کی طرف خلاصی پائیں گے۔ یہی ہوگی وہ رحمت جو اس کے اندر کی جانب ہوگی۔ بہر حال اس کا ظاہر وہ آگ کے متصل ہوگا۔ اگرچہ آگ اس سے نیچے ہوگی۔ اس کے متوازی اور مقابل نہیں ہوگی۔ منافق ہمیشہ کے لئے دیوار کے اندر کی طرف راستہ نہیں پائیں گے، لہذا وہ لامحالہ پل صراط کے اوپر سے بھی پھینک دیئے جائیں گے جہاں سے وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں گرتے چلے جائیں گے۔ یہ سلوک ان کے ساتھ ان کے اس استہزا کی پاداش میں ہوگا جو وہ مومنوں کے ساتھ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم کتاب الاسماء والصفات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فو ربک لنحشرنهم و الشياطين ثم لنحضرنهم حول جهنم جثيا. ثم لننزعن من كل شيعة ايهم اشد على الرحمن عتيا...... تا...... ونذر الظالمين فيها جثيا (مریم ۶۸ تا ۷۲)

پس قسم ہے تیرے رب کی ہم ان لوگوں کو ضرور اکٹھا کرلائیں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ہم ان کو ضرور جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے۔ پھر ہم ضرور کھینچ کر علیحدہ کرلیں گے ہر گروہ میں سے اس کو جو رحمٰن پر اکڑنے میں زیادہ سخت تھا۔ پھر البتہ ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو جہنم میں داخل ہونے کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں (بچے گا) مگر (ہر ایک) جہنم پر آئے گا۔ تیرے رب کا یہ لازمی فیصلہ ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو (اللہ کی نافرمانی اور کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں (کافروں مشرکوں) کو جہنم میں اوندھے گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف

اہل تفسیر نے مذکورہ بالا آیات میں لفظ واردھا کے مفہوم و مطلب کو بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دو میں سے زیادہ صحیح روایت کے مطابق وارد ہونے سے مراد جہنم میں دخول مراد ہے۔ اور اہل تفسیر نے اس بات پر دلیل اسی دوسری آیت سے پکڑی ہے:

انتم لها واردون لو كان هؤلاء الهة ماوردوها و كل فيها خالدون (الانبیآء ۹۸۔۹۹)

(اے مشرکو) تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا (سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں اس میں ضرور داخل ہونا ہے۔ اگر یہ (بت وغیرہ) الٰہ (معبود و مختار) ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے۔

اور دوسری اس آیت سے بھی دلیل پکڑی ہے مفسرین نے:

فاوردهم النار وبئس الورد المورود (هود ۹۸)

پس داخل کرے گا ان کو آگ میں اور بری ہے داخل ہونے کی جگہ۔

تو اس مقام پر ورود سے مراد دخول ہی ہے۔ چنانچہ الا واردھا کا قول بھی اسی طرح ہے۔ یعنی اس سے مراد بھی دخول ہی ہے۔

اور یہی بات ہوئی جب ان سے نافع بن ازرق نے بحث کی تھی تو انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ آپ نے اور میں نے دونوں نے اس میں داخل تو ہونا ہی ہے، پھر میں دیکھوں گا کیا ہم نکلتے ہیں یا نہیں؟

اور عبداللہ بن سائب سے مروی ہے اس نے اس شخص سے سنا جس نے ابن عباس سے سنا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم میں وارد ہونے والے کفار ہوں گے۔ مومن اس میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ یہ روایت منقطع ہیں اور پہلی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اکثر ہے اور زیادہ مشہور ہے۔

اور ہم نے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ وہ رو پڑے تھے اور ان کو روتا دیکھ کر ان کی اہلیہ بھی رو پڑی تھیں اور فرمانے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ میں جہنم میں وارد ہوں گا اور یہ مجھے نہیں معلوم کہ کیا میں اس سے نجات بھی پاؤں گا یا نہیں؟ اور سدی نے فرّہ ہمدانی سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے رایت کی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی تھی کہ انہوں نے فرمایا لوگ

جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اس سے اپنے اپنے اعمال کے ساتھ نکلیں گے۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے فرہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا: یدخلونھا یعنی ورود کی جگہ واضح دخول کا لفظ استعمال فرمایا۔ یا یلجونھا فرمایا دونوں کا مطلب داخل ہونا ہے۔ یعنی جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اس سے اپنے اعمال کے ساتھ نکلیں گے۔

اور ایک اور روایت میں ابوالاحوص سے، عبداللہ سے ہے کہ (وان منکم الا واردھا) یعنی تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔ فرمایا کہ راستے کا پل جہنم پر تلوار کی دھار کی طرح ہے۔ (جس پر) پہلا گروہ بجلی کی مثل گذر جائے گا اور دوسرا طبقہ ہوا کی مثل اور تیسرا طبقہ بہترین گھوڑے کی مثل اور چوتھا طبقہ بہترین اونٹ اور مویشیوں کی مثل گذریں گے اور فرشتے کہتے ہوں گے اے ہمارے رب بچائیو بچائیو۔

اور ان آثار کی اسناد ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کردی ہیں اور ہم نے روایت کی ہے سفیان سے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن میتب نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی مسلمان کے تین بچے نہیں مریں گے کہ پھر وہ جہنم میں داخل ہو جائے، مگر قسم کو پورا کے لئے پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی:

وان منکم الا واردھا

یعنی ایسا انسان صرف اسی آیت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے داخل ہوگا اور بس۔

۳۶۹:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے باپ نے ان کو سفیان اسی مذکورہ حدیث کے بارے میں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ روایت صحیح بخاری میں بھی نقل ہوئی ہے اور امام مالک کی ایک روایت میں ہے زہری سے اس حدیث کے بارے میں کہ اس کو آگ چھوئے گی صرف قسم پوری کرنے کے لئے اور یہ حدیث اس کے قول کی تاکید کرتی ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ وارد ہونے سے مراد داخل ہونا ہے۔

۳۷۰:...... ہمیں خبر دی ابوعلی بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی نے اس بارے میں، ان کو عبداللہ بن جعفر نحوی نے کہا یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب ابوایوب واشحی نے ان کو ابوصالح غالب بن سلیمان نے کثیر بن زیاد برسانی سے ان کو ابوسمیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے بصرے میں جہنم پر وارد ہونے کے مسئلے میں آپس میں اختلاف کیا تھا۔ ایک گروہ نے کہا کہ مومن جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ سب لوگ داخل ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے (جو نافرمانی سے بچتے رہے یا کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں (یعنی کافروں ومشرکوں) کو جہنم میں اوندھے پڑے رہنے دیں گے۔

سو میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جہنم میں سب لوگ داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو باہم اختلاف کیا ہے۔ پھر لوگوں کے اختلاف کا تذکرہ ہوا۔ ابوسمیہ نے کہا (اس کے بعد) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ میں بھی یہ باتیں سن کر خاموش ہی ہو جاتا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں یہ حدیث نہ سنی ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایودُخول ہے نہ کوئی نیک بچے گا اور نہ ہی کوئی بد بچے گا۔ مگر ہر کوئی جہنم میں داخل ہوگا۔

---

(۳۶۹)......أخرجه المصنف من طريق أحمد بن حنبل فی المسند (۲/۲۳۹، ۲۴۰) عن سفيان. به.

(۳۷۰)...... أخرجه أحمد (۳/۳۲۹) عن سليمان بن حرب. به.

وقال الهيثمی فی المجمع (۷/۵۵) رواه أحمد ورجاله ثقات

پھر مومنوں پر وہ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ جہنم کے لئے ٹھنڈی سانس لینا ہوگا ان کی ٹھنڈی سے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو ڈر گئے تھے اور ہم ظالموں کو اس میں اوندھا پڑا چھوڑ دیں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی نے فرمایا کہ:

یہ اسناد حسن ہے۔ بخاری نے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور اس کا شاہد وہ حدیث ہے جو ثابت ہے ابوزبیر سے جابر سے، ام مبشر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کا مثل مروی ہے۔ مگر اس نے فرمایا جامدۃ کہ جامد ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ انہوں نے **وان منکم الاواردھا** کی تاویل کا ارادہ کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ جہنم میں ورود تو ہوگا مگر اس کی گرمی ان کو نہیں پہنچے گی۔ کچھ بھی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم پوری کریں گے۔

۳۷۱......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو حجاج بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا تھا مجھے خبر دی ابوزبیر نے، اس نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے تھے: مجھے خبر دی ام مبشر نے، اس نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے آگے فرمایا کہ انشاءاللہ جہنم میں اصحاب شجرہ داخل نہیں ہوں گے جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ام مبشر نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھڑکا۔ اتنے میں سیدہ حفصہ نے کہا:

وان منکم الاواردھا (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر سب کو اس میں داخل ہونا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حفصہ کا جواب سن کر) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا (مریم ۷۲)

پھر ہم ان کو جہنم سے نجات دیں گے (جو کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں کو اس میں اوندھے منہ پڑا چھوڑ دیں گے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ہارون بن عبداللہ سے حجاج بن محمد سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہہ:

امام بیہقی رحمۃ نے فرمایا کہ مذکورہ روایت یہ احتمال رکھتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب شجرہ سے جس دخول جہنم کی نفی فرمائی ہے وہ نفی جہنم میں بقا کی اور وہاں ٹھہرے رہنے کی وہ (مطلق داخل ہونے کی نہ ہو) یا نفی ایسے دخول کی ہو جو ان کو تکلیف پہنچائے۔ اصل دخول کی نفی نہ ہو۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل پکڑی تھی:

ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا

پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو بچتے رہے ہوں گے اور ہم ظالموں کو اسی میں اوندھا پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

اور کبھی ہوتا ہے محفوظ حدیث اول میں یعنی سفیان بن عیینہ کی روایت میں کہ یہ محض دخول ہوگا بغیر آگ کے اور بغیر پہنچنے کی تکلیف کے۔ جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے حامد بن معدان سے اور وہ اکابرین تابعین میں سے ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب اہل جنت، جنت میں داخل

---

(۳۷۱)...... اخرجه مسلم (۱۹۴۲/۴) عن هارون بن عبدالله عن حجاج بن محمد. به.

ہو جائیں گے تو جنتی پوچھیں گے اے ہمارے رب، کیا آپ ہمیں وعدہ نہیں دیتے تھے کہ ہم لوگ آگ میں وارد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں، ہاں، تم اس میں سے گذر کر آئے ہو مگر وہ (متحرک نہیں تھی) بلکہ وہ اس وقت جامد تھی (ٹھہری ہوئی اور اپنی صفت احراق اور شدت حرارت سے رکی ہوئی تھی)۔

اور ہم نے مقاتل بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دن آگ کو مومنوں پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادیں گے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادیا تھا۔

۳۷۲:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن علی بن محمد قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ بن عبداللہ بزار نے، ان کو عمران بن موسیٰ قزاز نے ان کو عبدالوارث نے ان کو جریدی نے ان کو ابوسلیل نے ان کو عقبہ بن عامر نے۔ قیامت کے دن آگ تھم جائے گی۔ یہاں تک کہ سفید ہو جائے گی۔ جیسے وہ چربی کی پیٹھ ہے جب اس پر لوگوں کے قدم برابر اور درست جم جائیں گے خواہ وہ نیک ہوں یا برے ہوں اس وقت ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جہنم اپنے لوگ لے لے اور میرے لوگوں کو چھوڑ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم اپنے لوگوں کو اس سے زیادہ پہچانتی ہے جیسے کوئی انسان اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لہٰذا جہنم والوں کو دھنسا دیا جائے گا اور مومن اس سے نکل آئیں گے۔ جبکہ ان کے کپڑوں پر بھی نشان نہیں ہوگا۔ درحالانکہ اور اسی طرح ہی ہے الکتاب میں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا۔ مگر کہنے والے کا نام ذکر نہیں کیا جبکہ وہ کعب الاخبار کے ساتھ معروف ہے۔

۳۷۳:...... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن کارزی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے ان کو ابوعبید نے، ان کو یزید نے ان کو جریری نے ان کو ابوسلیل نے، ان کو غنیم بن قیس نے، ان کو ابوالعوام نے، ان کو کعب نے، انہوں نے کہا کہ قیامت میں جہنم لائی جائے گی، گویا کہ وہ چربی کی پیٹھ ہے (یا چربی کی زمین ہے) یہاں تک کہ جس وقت تمام مخلوقات کے قدم اس پر جم جائیں گے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ (اے جہنم) اپنے اصحاب لے لیجئے اور میرے اصحاب چھوڑ دیجئے (یعنی جہنمیوں کو پکڑ لیجئے اور جنتیوں کو چھوڑ دیجئے) کعب نے فرمایا کہ پھر ان سب کو (جہنمیوں کو) نیچے دھنسا دیا جائے گا (یعنی جہنم کی گہرائی میں گرا دیا جائے گا۔

ابوعبید نے کہا: اھالہ وہ چیز ہوتی ہے جو دنبہ کی چکی سے اور چربی سے پگھلائی جائے اور متن **اھالہ** چربی کی پشت ہے۔ جب پگھلنے والی شے اس سے برتن میں نشہ آور ہو جائے۔ حضرت کعب نے جہنم کے سکون کو تشبیہ دی ہے اس سے قبل کہ ہو جائے کافر اس کے پیٹ میں۔ یہ چیز خالد بن معدان والی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ ابوعبید نے فرمایا کہ ہمیں مروان بن معاویہ نے حدیث بیان کی، ان کو بکار بن ابومروان نے، ان کو خالد بن معدان نے، انہوں نے فرمایا جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو عرض کریں گے اے ہمارے رب کیا آپ نے ہمیں وارد ہونے کا (یعنی جہنم میں) وعدہ نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ جی ہاں دیا تھا اور تم جہنم سے گذر بھی آئے ہو، مگر وہ جامد تھی ساکت تھی رکی ہوئی تھی۔

ابوعبید کہتے ہیں ہمیں اشجعی نے سفیان سے حدیث بیان کی ہے۔ ان کو ثور نے، ان کو خالد بن معدان نے اسی مذکورہ حدیث کی مثل، مگر انہوں نے جامدۃ کی بجائے خامدۃ یعنی بجھی ہوئی کہا ہے۔ ابوعبید کہتے ہیں کہ بجھی ہوئی کو **وان منکم الاواردھا** کی تاویل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ جہنم میں وارد تو ہوں گے لیکن اس کی گرمی ان کو بالکل نہیں پہنچے گی اور ورود دخول محض اس لئے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم پوری کر لے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام بیہقی نے فرمایا: کبھی یہ وارد ہونا صراط کے پیچھے ہوگا، جیسے ابوالاحوص نے کہا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور

اس کا نام آگ رکھا ہے۔ اس لئے کہ وہ جہنم کا پل ہے اور جو شخص جہنم میں ڈالا جائے گا وہیں سے ڈالا جائے گا۔ اور وہیں سے جہنم کی کھائیاں اچک لیں گی جس کو بھی اچکیں گی اور اسی پر خاردار گوکھروں ہوں گے اور گونہ گوں قسم کے عذاب ہوں گے۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ نجات دے گا اور لوگوں کو جو کفر و شرک سے بچتے رہے تھے (یعنی نجات دے گا پل صراط پر گذرنے کے ساتھ) اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل جہنم میں پڑا چھوڑ دے گا (یعنی پل صراط سے اس میں گرائے جانے کے بعد)۔

اور ہم نے اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث رویت میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم پر پل نصب کی جائے گی اور وہ کہیں گے اے اللہ سلامتی دے، اے اللہ سلامتی دے۔ کہا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پل کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھسلنا ہوگا اور پھسلنے کا مقام ہوگا اور اچکنے والے سیاہ پرندے ہوں گے اور کھائیاں ہوں گے آگ کی اور خاردار پودوں یا گوکھرو کو چبانا ہوگا اور گرم کئے جائیں گے اس میں کانٹے جنہیں سعدان کہا جاتا ہے (وہ خاردار بوٹی ہے جسے اونٹ شوق سے کھاتا ہے)۔ (یہ محض تمثیلات میں انسانوں کی فہم سے بات کو قریب تر کرنے کے لئے ہے، ورنہ تو جہنم کی کسی چیز کو دنیا کی کسی چیز سے کوئی مماثلت نہیں ہے وہ عذاب خداوندی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔)۔ (آمین) مترجم۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن اس پر سے آنکھ جھپکنے کی دیر میں گذر جائیں گے۔ بعض بجلی کی طرح بعض اعلیٰ نسل کے تیز رفتار گھوڑوں کی طرح۔ بعض پیدل کی طرح۔ مومن آگ سے خلاصی پالیں گے اور منافق و کافر آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ نجات پانے والے مسلم ہوں گے، نوچے ہوئے، زخمی جہنم میں چھوڑ جائیں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے۔ لوگ پل صراط پر اپنے اپنے اعمال کے بقدر گذر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص گذرے گا جس کا نور اور روشنی پیر کے انگوٹھے پر ہوگی۔ وہ جہنم سے ایک ہاتھ کو بچائے تو دوسرا اس میں الجھ جائے گا اور ایک پیر کو بچائے تو اس کے پہلو میں آگ پہنچ جائے۔ پھر جب چھٹکارا پالیں گے تو کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اے جہنم تجھ سے نجات بخشی، تجھے ہمیں دکھا دینے کے بعد۔

اور ہم نے ان دونوں مذکورہ روایتوں کی اسناد ان کے شواہد سمیت کتاب البعث والنشور کی فصل خاص میں ذکر کر دی ہے۔

اور یہ بیان کرتی ہیں کہ وارد ہونے کے بابت ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ احتمال ہے کہ وارد ہونے سے مراد ہی پل صراط پر مرور اور چلنا ہو۔

۳۷۴:...... ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، اس کو عبدالرحمٰن بن ابی حماد نے یحییٰ بن یمان سے، انہوں نے عثمان بن اسود سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں **وان منکم الا واردھا** کہ تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔ فرمایا کہ مسلمانوں میں جس شخص کو بخار آجائے بس وہ جہنم پر وارد ہو گیا۔

۳۷۵:...... ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو ابوالحسن احمد بن حسین صنوفی نے، ان کو سلیم بن منصور ابن عمار نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی تھی صقل بن زیاد سے، ان کو خالد بن دریک سے، ان کو بشیر بن طلحہ سے یعنی یعلیٰ بن منیہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جہنم قیامت کے دن کہے گی اے مومن جلدی گذر جا تیرے نور اور روشنی نے میرے شعلے کو بجھا دیا۔

اسی روایت میں سلیم بن منصور کا تفرد ہے اور وہ منکر ہے۔

فصل:......مومن کے بدلے کے بارے میں

۳۷۵:.....ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرو سے ان کو سعید بن مسعود نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو طلحہٰ بن یحییٰ نے اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوحامد بن بلال نے، ان کو ابوالازھر نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو طلحہٰ بن یحییٰ نے، ان کو ابوبردہ بن ابوموسیٰ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا، ہر مومن کو دیگر اہل مذاہب میں سے ایک آدمی دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ جہنم سے تیرا فدیہ اور بدلہ ہے۔

یہ ابوطاہر کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ابوبکر ابن ابی شیبہ سے۔ اس نے اسامہ سے اور اس کو انہوں نے عون کی روایت سے اور سعید بن ابی بردہ سے نقل کیا ہے اور اس کو ایک جماعت نے مذکورین کے علاوہ ابوبردہ سے روایت کیا ہے۔

۳۷۶:.....ہمیں خبر دی ابوالقاسم علی بن ابراہیم بن حامد بزاز نے ھمدان میں، ان کو ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو محمد بن سنان عوفی نے، ان کو ہمام نے قتادہ سے، سعید بن ابی بردہ سے اور عون بن عبداللہ سے اور وہ دونوں ابوبردہ کے پاس حاضر تھے۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے عمر بن عبدالعزیز کو اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جب بھی کوئی مسلمان آدمی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں کسی یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتا ہے۔ پس عون نے کہا حدیث سن کر عون پر سعید نے انکار نہیں کیا تھا اس کے قول کا۔

پھر اس سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اٹھوائی (یعنی کہ تم اس طرح قسم اٹھاؤ کہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بس وہی معبود ہے۔ اور تین بار قسم کھا کر کہو کہ تیرے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی تھی۔ سو اس نے قسم کھالی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں عفان سے ہمام سے نقل کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ حدیث روایت کی ہے جو ابوزناد سے اعرج نے ابوہریرہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

(۳۷۵)..... قال الزبیدی فی الإتحاف (۹/۲۳۴) رواه الطبرانی وأبونعیم والبیهقی والخطیب وضعفه البیهقی ورواه الحکیم الترمذی فی النوادر.

أخرجه أبونعیم فی الحلیة (۹/۲۲۹) والخطیب فی التاریخ (۵/۱۹۴) من طریق سلیمان بن منصور. به.

ورواه الخطیب من طریق محمد بن جعفر عن منصور بن عمار عن خالد بن الدریک عن یعلی. به وقال الخطیب: هکذا قال عن منصور بن عمار عن خالد بن دریک. وروی هذا الحدیث سلیم بن منصور بن عمار عن أبیه واختلف علیه فقال إسحاق بن الحسن الحربی عن سلیم عن أبیه عن بشیر بن طلحة عن خالد بن دریک عن یعلی.

ورواه أحمد بن الحسین بن إسحاق الصوفی عن سلیم عن أبیه عن هقل بن زیاد عن الأوزاعی عن خالد بن الدریک عن بشیر بن طلحة عن یعلی بن منبه والله أعلم.

وقال الهیثمی فی المجمع (۱۰/۳۶۰) رواه الطبرانی وفیه سلیم بن منصور بن عمار وهو ضعیف.

خالد بن دریک.

۳۷۵ مکرر..... أخرجه مسلم (۴/۲۱۱۹) عن أبی بکر بن أبی شیبة عن أبی أسامة. به.

۳۷۶.....أخرجه مسلم (۴/۲۱۱۹) عن أبی بکر بن أبی شیبة عن عفان بن مسلم عن همام. به.

ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کوئی شخص جنت میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا جہنم والا ٹھکانہ نہ دکھا دیا جاتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کیا تھا تو تا کہ وہ اس پر اللہ کا زیادہ سے زیادہ شکر کرے (کہ اللہ نے مجھے اس بری جگہ سے بچالیا ہے) اور کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا ٹھکانہ جنت والا دکھا دیا جاتا ہے اگر اس نے کوئی نیکی کی تھی تا کہ اس پر حسرت و افسوس زیادہ سے زیادہ ہو۔

۳۷۷:......ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو فیاض بن زبیر نے، ان کو علی بن عیاش نے، ان کو شعیب نے ابوزناد سے پھر اس کو ذکر کیا ہے اور اس کو بخاری نے صحیح میں ابوالیمان سے شعیب بن ابوحمزہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت کیا گیا ہے ابوصالح سے ابوہریرہ سے بھی مرفوعاً اور ان سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر آدمی کی دو منزلیں ہیں۔ ایک جنت میں دوسرا جہنم میں۔ اگر مر کر وہ جہنم میں چلا جاتا ہے تو اہل جنت اس کے جنت والے گھر کے وارث بن جاتے ہیں۔ پھر کہا کہ یہی مطلب اس آیت کا ہے:

اولئک هم الوارثون (المؤمنون۱۰)

کہ وہی لوگ ہی وارث ہیں۔

۳۷۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس رحم نے، ان کو ابومعاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابوہریرہ نے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث یعنی آخری روایت ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیادہ انسب یہ ہے کہ یہ حدیث فدیہ اور بدلے والی حدیث کی تفسیر ہو اور کافر جب اپنی جنت والی جگہ کا مومن کو وارث بناتا اور مومن جب کافر کو اپنی جہنم والی جگہ کا وارث بناتا تو تقدیر میں گویا یہ ہے کہ کافر مومن کے بدلے میں دیا جائے۔

اور تحقیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فدیہ والی حدیث کی تعلیل بیان کی ہے برید بن عبداللہ وغیرہ کی روایت کے ساتھ ابوبردہ سے۔ اس نے انصار کے ایک آدمی سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

اور ابوحصین کی روایت کے ساتھ جو کہ عبداللہ بن یزید سے مروی ہے۔

اور حمید کی روایت کے ساتھ جو اصحاب رسول کے ایک آدمی سے مروی ہے۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے بارے میں یہ حدیث کہ ایک قوم کے لوگ عذاب دیئے جائیں گے، پھر جہنم سے نکالے جائیں گے۔ یہ حدیث زیادہ اکثر ہے اور زیادہ واضح ہے۔

اور ابوبردہ والی حدیث ابوموسیٰ سے، اس کے والد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلم بن حجاج وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح ہے کئی وجوہ سے وہ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی۔ اور اس کی توجیہ وہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث، حدیث شفاعت کے منافی نہیں ہے۔ بے شک فدیہ والی حدیث اگرچہ ہر مومن کے بارے میں عموم کے مورد میں وارد ہوئی ہے، احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد ہر مومن ہو تو اس کے گناہ اس کی زندگی میں آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کے ساتھ مٹ جائیں گے۔ وہ ان کا کفارہ بن جائیں گی۔ اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

۳۷۷......أخرجه البخاري (۱۴۶/۸) عن أبي اليمان. به.

۳۷۸)...... أخرجه بن أبي حاتم (كما في ابن كثير ۲۶۶/۷) من طريق الأعمش. به.

ان امتی امة مرحومة جعل الله عذابها بایدیها فاذا کان یوم القیمة دفع الله الی کل رجل من المسلمین رجلاس اهل الادیان فکان فداه من النار

بے شک میری امت مرحومہ ہے (رحم کی ہوئی ہے) اللہ تعالیٰ اس کی سزا اس کے ہاتھوں سے کریں گے جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد کو دیگر اہل ادیان میں سے ایک آدمی دیں گے جو کہ جہنم سے اس کا فدیہ اور بدلہ ہوگا۔ لہذا شفاعت والی حدیث اس اعتبار سے پھر ان لوگوں کے بارے میں ہوگی جن کے گناہوں کا دنیا کی زندگی میں کوئی کفارہ نہیں ہو سکا ہوگا اور وہ نہیں مٹ سکے ہوں گے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ قول ان مومنوں کے لئے فدیہ والی حدیث میں شفاعت کے بعد ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال شداد بن ابی طلحہ ذاہبی والی حدیث غیلان بن جریر سے ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے ان کے والد سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے ساتھ لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان کو بخش دے گا اور ان کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر رکھ دے گا۔ میرے خیال کے مطابق اس کو بھی مذکورہ روایت کے راویوں نے کہا ہے۔

مگر یہ ایسی حدیث ہے جس کے راویوں میں شک ہے اور شداد ابو طلحہ ان لوگوں میں ہے جس کے بارے میں اہل علم بالحدیث نے کلام کیا ہے۔ اگرچہ امام مسلم بن حجاج نے اپنی کتاب میں اس کے ساتھ شہادت پکڑی ہے۔ تاہم وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا کہ اس کی وہ روایت قبول کی جائے جس میں اس کی مخالفت کی گئی ہو اور جن لوگوں نے لفظ حدیث میں اس کی مخالفت کی ہے وہ متعدد ہیں۔ اور جبکہ وہ خود اکیلا ہے اور ہر ایک ان میں سے جس نے اس کی مخالفت کی ہے اس سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے لہذا جو روایت اس نے نقل کی ہے اس کی تاویل کے ساتھ اشتغال کا کوئی مطلب نہیں اور کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کہ وہ اس کے خلاف ہے جو ظاہر اصول صحیحہ جن کی بنیاد اس اصول پر ہے:

ان لاتزر وازرة وزر اخریٰ (النجم ۳۸)

کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

جو روایت اس اصول اور اس اصول کے مطابق مروی احادیث کے ظاہر کے خلاف ہو اس کی تاویل میں مشغول ہونے کا کوئی مقصد نہیں۔

۳۷۹:.....ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے ان کو ابو بکر بن محمد بن محمد اسماعیل قاضی نے، ان کو جعفر بن محمد سوار نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، انہوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا جب یہ روایت نازل ہوئی:

ورحمتی وسعت کل شیء (الاعراف ۱۵۶)

اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔

تو ابلیس نے گردن اپنی اوپر اٹھا کر کہا میں بھی شیء ہوں۔ (یعنی جب تیری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے تو مجھ سے بھی وسیع ہوئی۔ کیونکہ میں بھی شیء ہوں۔ لہذا میری بھی مغفرت ہونی چاہئے) تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

فسا کتبها للذین یتقون ویؤتون الزکوة و الذین هم بایاتنا یؤمنون (اعراف ۵۶)

میں جلدی لکھ دوں گا رحمت ان لوگوں کے لئے جو نافرمانی سے بچتے رہے، زکوٰۃ ادا کرتے رہے اور جو لوگ ہماری زبان پر ایمان رکھتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ پھر یہود و نصاریٰ نے اپنی گردنیں دراز کیں اور بولے ہم تورات پر ایمان رکھتے ہیں اور انجیل پر بھی۔ ہم زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ابلیس سے بھی اور یہود و نصاریٰ سے بھی اچک لیا اور چھین لیا اور اسی امت کے لئے مخصوص کر دیا اور

ارشاد فرمایا:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (اعراف ۱۵۷)

(وہ مذکورہ بالا لوگ) وہ ہیں جو رسول امّی کی اتباع کرتے ہیں جس رسول کا تذکرہ یہود و نصاریٰ اپنے پاس توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

۳۸۰:......ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عمر بن احمد زاہد نے، انہوں نے کہا ہم نے اپنے اصحاب میں سے ثقہ اور مضبوط شخص سے سنا وہ ذکر کر رہے تھے کہ انہوں نے ابو بکر بن حسین بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو نیند میں خواب میں دیکھا جس رات کو وہ دفن کئے گئے تھے۔ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا اے استاذ محترم اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا بے شک اللہ عز وجل نے میرے برابر میں ابو الحسن عامری کو کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا: یہ تیرا فدیہ ہے اور بدلہ ہے جہنم سے۔ کہتے ہیں کہ جس دن استاذ ابو بکر فوت ہوئے تھے اسی دن ابو الحسن عامری بھی فوت ہوئے تھے اور استاذ نے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ وہ یعنی ابو الحسن عامری اپنے الحاد کی وجہ سے مشہور تھے۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کفر سے فسوق سے اور برے خاتمہ سے۔

فصل:......اصحاب الاعراف

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اعراف شرف و عظمت والی جگہ ہے۔

اور ہم نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں ان کو جہنم سے بچا گئی ہیں اور ان کی غلطیاں ان کو جنت سے قاصر کر رہی ہیں۔

فاذا صرفت ابصارھم تلقاء اصحب النار قالوا ربنا لاتجعلنا مع القوم الظالمین (اعراف ۴۷)

جب ان کی نگاہیں جہنمیوں کی طرف پھیر جائیں گی (تو جہنمیوں کی بری حالت دیکھ کر) کہیں گے، اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔ بس وہ اسی حال میں ہوں گے، اچانک تیرا رب ان پر جھانک کر فرمائے گا۔ کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ بے شک تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اور یہ روایت معناً مرفوع ہے۔

اور علی بن ابی طلحہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے اس قول باری تعالیٰ کے بارے میں:

وبینھما حجاب وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم (الاعراف ۴۶)

جہنم اور جنت کے درمیان آڑ اور پردہ ہوگا اور مقام اعراف پر ایسے مرد ہوں گے جو پہچانیں گے سب کو ان کی نشانیوں سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل جہنم منہ کی سیاہی سے اور اہل جنت چہروں کی روشنی سے پہچانیں جائیں گے اور اعراف و جنت و جہنم کے درمیان دیوار ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ:

لم یدخلوھا وھم یطمعون

وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے مگر طمع کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہ بہت بڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا معاملہ بھی اہم ہوگا۔ مقام اعراف پر کھڑے ہوں گے۔ جب جنت کی طرف دیکھیں گے تو جنت کی تمنا کریں گے کہ اس میں داخل ہو جائیں اور جس وقت جہنم کی طرف دیکھیں گے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگیں

گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا۔

اھؤلاء الذین اقسمتم لاینالھم اللّٰہ برحمۃ

کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو رحمت اللہ کی۔ یعنی اصحاب اعراف کو۔

ادخلوا الجنۃ لاخوف علیکم ولا انتم تحزنون (اعراف ۴۹)

اے اعراف والو داخل ہو جاؤ تم جنت میں (اے اعراف والے) نہ ڈر ہے تمہارے اوپر نہ تم غمگین ہو گے۔

۳۸۱:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوزکریا نے، ان کو ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے۔ ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، پھر مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے مرسل اور ضعیف حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہوں مگر وہ ماں باپ کے نافرمان ہوں گے۔ لہذا والدین کی نافرمانی ان کو جنت سے روک دے گی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور شہید ہو جانا ان کو جہنم سے روک دے گا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

ونادٰی اصحب الاعراف رجالاً یعرفون نھم بسیماھم قالو مااغنی عنکم جمعکم
وما کنتم تستکبرون (اعراف ۴۸)

اعراف والے پکاریں گے کچھ ان جوانوں کو جنہیں وہ ان کی نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے۔ نہ کام آئی تمہاری جماعت اور نہ ہی تمہارا اترانا۔

اعراف والوں کی یہ بات دیوار کے پاس ہوگی اور جنت میں ان کے داخلے سے قبل کافر مردوں سے ہوگی۔ پھر اعراف والے اہل جنت کو دیکھیں گے تو ان میں ضعیف اور مسکین لوگ نظر آئیں گے۔ کفار جن کے ساتھ دنیا میں استہزاء کرتے تھے۔ پھر اعراف والے کافروں کو پکار کر کہیں گے کیا یہی ضعفاء اور مساکین تھے جن کے ساتھ تم قسمیں کھاتے تھے جب تم دنیا میں تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی۔ یعنی جنت نہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ اصحاب اعراف سے فرمائیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی تم غمگین ہو گے۔

کلبی نے اسی طرح ان آیات کی تفسیر کی ہے اس روایت کے مطابق جسے ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

اور مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ یہ قول اصحاب اعراف کا اہل جہنم کے کچھ لوگوں کے لئے ہوگا جو جہنم میں ہوں گے۔ پہچانیں گے ان کو ان کی نشانیوں سے (اور کہیں گے کہ) تمہیں تمہاری جماعت نے اور تمہارے اکڑنے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ چنانچہ جہنمی قسمیں کھائیں گے کہ اعراف والے بھی ان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ فرشتے کہیں گے جنہوں نے اصحاب عراف کو راستے پر روک رکھا ہوگا (جہنمیوں سے) کہ کیا یہی لوگ تھے۔ یعنی اعراف والے جن کے بارے میں تم اے اہل جہنم قسمیں کھاتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی اور وہ لوگ تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔ (تم داخل ہو جاؤ اے اعراف والو جنت میں تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں نہ تم غمگین ہو گے موت کے ساتھ)۔

یہ قول زیادہ انسب ہے اس روایت کے سبب جسے ہم نے علی بن ابی طلحہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور اصحاب اعراف کا معاملہ اس اصول اور قاعدے کے مطابق ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کر دیا ہے اور وہ یہ کہ جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں آیا اور اس کے گناہوں کا اس کے ترازو میں وزن بھی بن گیا، وہ اس کیفیت کے درمیان ہوگا کہ اسے بغیر عذاب کے بخش دیا جائے

یا اس کو اس کے گناہوں کی مقدار کے مطابق عذاب دیا جائے۔اس کے بعد اس کو بخش دیا جائے۔لہذا وہاں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فی الحال نہ تو جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں۔لیکن اعراف پر روک لئے جائیں گے اور وہ دیوار ہے۔مقاتل کے بقول صراط پر ہے۔جب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا تو ان کو اپنی رحمت سے یا سفارش کرنے والوں کی سفارش سے جنت میں داخلے کا حکم دے گا۔واللہ اعلم۔

فصل

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازمی ہے اور ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ جنت و جہنم دونوں مخلوق ہیں، جو اپنے اپنے مستحق لوگوں کے لئے بنائی جا چکی ہیں۔اللہ تعالیٰ جنت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اعدت للمتقین (آل عمران ۱۳۳)

تقوے والے لوگوں کے لئے جنت تیار کی گئی ہے۔

اور جہنم کے بارے میں فرمایا کہ:

اعدت للکافرین (البقرہ ۲۴)

وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تیار کرنے کی وضاحت فرمائی ہے اور تیار وہی چیز ہوتی ہے جو پیدا ہو چکی ہو اور موجود ہو۔نیز جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وجنة عرضها السموات والارض (آل عمران ۱۳۳)

جنت کا عرض اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

اور معدوم اور غیر موجود شے کا عرض نہیں ہوتا۔یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ جنت و جہنم بن چکی اور تیار ہو چکی ہیں اور موجود ہیں۔

۳۸۲:......ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے،ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے،ان کو حسن بن عفان نے،ان کو عبداللہ بن نمیر نے،ان کو اعمش نے،انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے،ان کو ابو صالح نے،ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کی ہے جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی وہ کسی انسان کے دل میں کھٹکی ہے۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فلا تعلم نفس ماخفی لهم من قرة اعین جزاءً بما کانو یکسبون (السجدہ ۱۷)

کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان کے اعمال کی جزا ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل کیا ہے ابو معاویہ کی روایت سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابن نمیر کی روایت سے۔

۳۸۳:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے،ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے،ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو لیث بن سعد نے نافع سے،اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جب تم میں سے کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کا اصل ٹھکانہ صبح و شام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو جنت والا ٹھکانہ اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم

(۳۸۲)...... أخرجه البخاري (۶/۱۴۵) ومسلم (۴/۲۱۷۵) من طريق أبي معوية. به

وأخرجه مسلم (۴/۲۱۷۵) من طريق ابن نمير عن أبيه عن الأعمش

والا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں احمد بن یونس سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے مالک بن نافع سے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت میں کچھ زائد الفاظ بھی وہ یہ ہیں کہ ٹھکانہ دکھانے کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اصل ٹھکانہ یہاں تک کہ اللہ تجھے اٹھائے گا اس کی طرف قیامت کے دن۔

اور سالم کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر اہل جنت میں سے ہے تو جنت اور اگر اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم دکھائی جاتی ہے۔

۳۸۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان زاہد نے بطور املا کے ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے ان کو محمود بن محمد واسطی نے ان کو وھب بن بقیہ نے ان کو خالد بن عبداللہ، ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے جب جنت اور جہنم بنائی تو جبرئیل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جو اہل جنت کے لئے نعمتیں تیار کی ہیں وہ دیکھو جبرئیل گئے جنت دیکھی اور جنت میں اہل جنت کے لئے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اس کو جا کر دیکھا۔ جبرئیل واپس آئے اور آکر عرض کیا، تیری عزت کی قسم ہے جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں داخل ہونے سے نہیں رو کے گا۔ ضرور اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت کو مشکلات کی باڑ لگادی گئی۔ پھر فرمایا جبرائیل واپس جاؤ اور جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جو کچھ جنت والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کو دیکھو فرمایا کہ جبرائیل نے جا کر دیکھا۔ پھر واپس آئے اور کہا تیری عزت کی قسم سے میں ڈرتا ہوں کہ اس میں تو اب کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

پھر جبرائیل کو بھیجا جہنم کی طرف۔ فرمایا کہ جا تو اس کو دیکھ اور میں نے اہل جہنم کے لئے اس میں جو عذاب تیار کر رکھے ہیں ان کو دیکھ کر اس نے جا کر جہنم کو دیکھا اور وہ بعض بعض سے مرکب تھی۔ واپس لوٹا اور کہنے لگا تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے (عذاب) کو سنے گا کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور وہ شہوات ولذات کی باڑ لگادی گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب جا کر اس کو دیکھ اور میں نے اس میں اہل جہنم کے لئے جو کچھ عذاب تیار کیا ہے اس کو بھی دیکھ اس نے جا کر اس کو دیکھا پھر واپس آیا اور عرض کیا تیری عزت کی قسم ہے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس سے کوئی بھی نہیں بچے گا بلکہ ہر شخص اب تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا باب ہے۔ اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب البعث والنشور کی آٹھویں جلد میں ذکر کر دیا ہے اور ان کے بعد آخر میں ہم نے وہ اخبار و آثار ذکر کی ہیں جو جنت کی تعریف اور اس کی تعداد کے بارے میں اور جہنم کی وضاحت اور اس کی تعداد کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جس کے بعد اب ان کا یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چار جنات ہیں

کتاب وسنت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنتوں کی تعداد چار ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمٰن میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

ولمن خاف مقام ربہ جنتان (الرحمٰن ۴۶)

جو شخص اپنے رب کے آگے پیشی کے لئے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں (یا دو باغ ہیں)۔

---

(۳۸۳)...... أخرجه البخاري (۱۴۲/۴) عن أحمد بن يونس. به

وأخرجه البخاري (۱۲۴/۲) ومسلم (۲۱۹۹/۴) من طريق مالك. به.

(۳۸۴)...... أخرجه الترمذي (۲۵۶۰) والنسائي (۳/۷) وأحمد (۳۳۲/۲) من طريق محمد بن عمرو. به. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح.

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی وصف بیان کی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ:

ومن دونهما جنتن (الرحمٰن ۶۲)

اوران دو کے علاوہ یاان کے سوا دو باغ اور ہیں۔

پھر ان دو کی وصف بیان فرمائی ہے۔

اور ہم نے حضرت ابوموسیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں ایسی ہیں کہ وہ دونوں سونے کی ہیں۔ اس کے برتن اور سب کچھ جو ان دونوں میں ہے (سونے کا ہے) اور دو جنتیں چاندی ہی ہیں، ان کے برتن بھی اور وہ سب کچھ جو ان میں ہے (وہ چاندی کا ہے) اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ دو جنتیں سونے کی سابقون کے لئے ہیں اور دو جنتیں چاندی کی دائیں ہاتھ والوں کے لئے ہیں۔ (یعنی جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے)۔

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ (جنة الماوىٰ) سب کا اور جمیع کا نام ہے۔ اسی طرح (جنة عدن) اور (جنة نعيم) اور (دار الخلد) اور (دار السلام) اور مناسب ہے کہ (جنة الفردوس) بھی جمیع کا اور سب کا نام ہو اور تحقیق یہ کہا گیا ہے کہ یہ درجے کے اعتبار سے ان سب سے اونچے کی جنت کا نام ہے۔

اور جنت کے دروازے آٹھ ہیں۔ جن کے بارے میں ہم نے حدیث میں حضرت عمر حضرت سہل بن سعد اور ان دونوں کے سوا کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

اور ہم نے عتبہ بن عبد سلمی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم (الحجر ۴۴)

جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے جہنمیوں کا ایک کوٹہ مقرر ہے۔

اور ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جہنم کے دروازے اس طرح ہیں یعنی ایک دروازہ دوسرے کے اوپر ہے۔

اور ہم نے ایک مرسل حدیث میں یہ بات روایت کی ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں ❶ لظی ❷ الحطمة ❸ السعير ❹ سقر ❺ الجحیم ❻ الهاویہ۔

اور بعض اہل علم نے کہا کہ جہنم نام ہے تمام طبقات جہنم کا اور اس کے طبقات سات ہیں۔ انہوں نے مذکورہ چھ کا نام لکھا ہے اور ان کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے۔ ❼ الحریق۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر نظر کرم کے ساتھ اکرام کرنا تو ہم نے اس کو کتاب الرؤیت میں ذکر کر دیا ہے اور اس کے ساتھ وہ دلائل بھی ذکر کر دیئے ہیں جو اس بارے میں کتاب و سنت میں آئے ہیں۔ جو شخص اس کی معرفت کا ارادہ کرے وہ اس کو دیکھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

اور میرے نزدیک (حقیقت یہ ہے کہ) اگر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ صفت ایمان کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر واقف ہوتے اور مطلع ہوتے اور اس میں مذکورہ اللہ کی ملاقات کی وہ تاویل کرتے جو ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کی جماعت میں سے شیخ ابوسلیمان خطابی نے کی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرنے پر ایمان لانے کو ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ قرار دیتے اور اللہ تعالیٰ کی

ملاقات وہی اس کی رؤیت ہے اور اس کی طرف نظر کرنا اور دیکھنا ہے، جبکہ اس کے بارے میں اخبار صحیحہ کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ کی آیات بھی آئی ہیں جو اس پر کتاب اللہ میں سے دلالت کرتی ہیں۔

۳۸۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے ان کو یحیٰ بن محمد بن یحیٰ نے ان کو مسدد نے، ان کو اسماعیل بن علیہ نے، ان کو ابوحیان نے، ان کو ابوزرعہ نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتاب کے ساتھ اور اس کی ملاقات کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لے آ مرنے کے بعد جی کر اٹھنے کے ساتھ۔

اور حدیث ذکر فرمائی اس کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ شیخ ابوسلیمان خطابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: **ان تؤمن بلقائه** اس میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا اثبات ہے آخرت میں۔

۳۸۶:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کو ان کے والد نے ابوصالح بن کیسان سے، ان کو نافع نے یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر ان کے درمیان اعلان کرنے والا کھڑے ہو کر اعلان کرے گا اے جنت والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنم والوں (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے۔ ہر ایک جہاں ہے بس وہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

اس کو بخاری نے علی بن عبداللہ سے روایت کیا۔

اور مسلم نے اس کو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر کی روایت سے ان کے دادا سے نقل کیا ہے اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ موت کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ ہم نے اس کو کتاب **البعث والنشور** میں نقل کیا۔

۳۸۷:...... ہمیں خبر دی ابومحمد حسن بن علی مؤملی سے، ان کو ابوعثمان عمرو بن عبداللہ بصری نے ان کو ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالولید نے، ان کو مسدد بن فطن نے ان کو عثمان بن ابی شیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے، موت لائی جائے گی، گویا کہ وہ مینڈھا ہے بغیر سینگ والا۔ پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جنت والوں، کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ لہذا سب اسے گردن اٹھا کر دیکھیں گے اور سب اسے دیکھ چکیں گے۔ بولیں گے کہ ہاں یہ موت ہے۔ پھر اسے پکڑ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت دوام ہے، ہمیشہ رہنا ہے کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنمیوں دوام ہے ہمیشہ رہنا ہے، کوئی موت نہیں ہے۔

---

(۳۸۵)...... أخرجه البخاري (۱/۱۹، ۲۰) و مسلم (۱/۳۹) من طريق إسماعيل بن علية. به.

(۳۸۶)...... أخرجه البخاري (۱۱/۴۰۶ فتح) عن علي بن عبدالله عن يعقوب بن إبراهيم. به
وأخرجه مسلم (۴/۲۱۸۹) من طريق عمر بن محمد بن زيد بن عبدالله بن عمر عن أبيه عن جده.

(۳۸۷)...... أخرجه مسلم (۴/۲۱۸۹) عن عثمان بن أبي شيبة. به

ابوسعید کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ذکر فرمایا:

وانذرهم يوم الحسرة اذقضى الامروهم فى غفلة (مریم ۳۹)

اور (اے پیغمبر) ڈرا تو ان کو حسرت وافسوس کے دن سے جب فیصلہ ہو چکے گا اور وہ بے خبری میں ہوں گے۔

فرمایا کہ اہل دنیا غفلت میں ہیں۔

اور حدیث یعلی کو مسلم نے صحیح میں عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۸۸:......ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن فراس مالکی نے، اس کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابوالقاسم بن سلام نے، ان کو اشجعی نے یحییٰ بن عبیداللہ مدینی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا غفلت کی نیند سو رہا ہو۔

۳۸۹:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو محمد بن صابر نے، وہ کہتے ہین کہ میں نے ابوشیبہ بن ابوبکر بن ابوشیبہ سے کہا کیا آپ کو عبدالرحمٰن بن شریک نے حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، ان کو محمد انصاری نے، ان کو سدی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں نے جنت جیسی کوئی شے نہیں دیکھی جس کا طالب سوتا رہے اور نہ ہی میں نے جہنم جیسی کوئی چیز دیکھی ہے جس سے دور بھاگنے والا بھی غفلت کی نیند سوتا رہے۔ بس آپ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا کہ ہاں۔

اور یہی حدیث عاصم سے بھی مروی ہے۔ ان کو ذر نے، ان کو عبداللہ بن مسعود نے مرفوعاً بیان کی اور انہیں سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

۳۹۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سنا ابوبکر محمد بن عبداللہ عباس بن حمزہ کے نواسے سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا جبیر سے، انہوں نے سنا احمد بن حنبل سے، وہ کہتے تھے اللہ تو پاک ہے، مخلوق کو اس چیز سے کس نے غافل کر دیا ہے۔ ان امور سے جو ان کے آگے ہیں، ان سے ڈرنے والا کوتاہی کرتا ہے اور ان کی امید رکھنے والا کاہل ہے۔

۳۹۱:......ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن ساوی نے، ان کو احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی نے، ان کو اسحٰق حربی نے، ان کو سلیم بن عمار نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو صقل بن زیاد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو بلال بن سعد نے، وہ کہتے ہیں قیامت کے دن جہنم کو چار پکاریں لگیں گی۔ اے آگ پکڑ لے، اے آگ جلا دے، اے آگ ختم ہو جا۔ اے آگ کھا جا، مگر اے آگ ہلاک نہ کر۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم نے کتاب البعث والنشور میں جنت اور جہنم کی صفت کے بارے میں کتاب وسنت میں سے اور ارشاد میں سے جو کچھ ذکر کر دیا ہے اس پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔

اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چمڑے جل جائیں گے دوسرے بدل دیئے جائیں گے

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے بارے میں جس کی توضیح کی معرفت ضروری ہے وہ درج ذیل ہے:

كلما نضجت جلودهم بدلناهم جلوداً غيرها ليذوق العذاب (النساء ۵۶)

---

(۳۸۸)...... أخرجه الترمذي (۲٦۰۱) من طريق يحيى بن عبيدالله. به وقال الترمذي.

هذا حديث إنما نعرفه من حديث يحيى بن عبيدالله ويحيى بن عبيدالله ضعيف عن أكثر أهل الحديث تكلم فيه شعبه ويحيى بن عبيدالله هو ابن موهب وهو مدني.

جب بھی اہل جہنم کے چمڑے جل جائیں گے، ہم ان کے چمڑے بدل دیں گے تا کہ (زیادہ سے زیادہ) عذاب چکھتے رہیں۔

۳۹۲:......ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمر زاہد نے، ان کو ثعلب نے، ان کو سلمہ نے، ان کو فراء (نحوی) نے کہ عربی محاورے میں یوں کہا جاتا ہے:

ابدلت الخاتم بالحلقة

میں نے انگوٹھی کو کڑے سے یعنی رنگ سے بدل دیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب اسے گھڑ کر انگوٹھی کی جگہ حلقہ بنالیں۔ (اس محاورے میں ابدلت ابدال سے یعنی باب افعال سے ہے) اور دوسرا محاورہ یوں ہے:

بدلت الحلقة به الخاتم

میں نے حلقے کو انگوٹھی سے تبدیل کر لیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب آپ رنگ اور حلقے کو پگھلا کر انگوٹھی بنالیں۔ یہ فراء نحوی کی تحقیق تھی۔ اس دوسرے محاورے میں بدلت تبدیل سے یعنی باب تفضیل سے ہے۔

اور ثعلب نے کہا کہ بدلت کی یعنی تبدیل کی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت آپ کسی شے کی شکل وصورت کو دوسری شکل وصورت سے متغیر کر لیں اور بدل لیں جبکہ اس کا اصل جوہر بعینہ رد ہے اور ابدلت کی یعنی ابدال کی حقیقت یہ ہے کہ جب آپ اصل جوہر کو گھڑ کر اس کی جگہ دوسرا جوہر کر دیں۔ ابوعمر نے کہا کہ میں نے یہ کلام محمد بن یزید مبرد (نحوی) پر پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تحسین کی اور مجھ سے کہا کہ اس میں ایک دوسرا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اللہ آپ کو عزت دے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ عربوں نے ایک بدلت کو بمعنی ابدلت کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی معنی میں ہے۔

فاولئک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات (الفرقان ۷۰)

بس وہی لوگ ہیں اللہ نے جن کی سیئات کو حسنات سے بدل دیا ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیئات کا ازالہ کر کے اور ہٹا کر کے اس کی جگہ حسنات کو کر دیا ہے۔

بہر حال احمد بن یحییٰ یعنی ثعلب نے جو شرط لگائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی میں ہے:

کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلوداً غیرھا (النسآء ۵۶)

جب بھی ان کے چمڑے جل جائیں گے ہم ان کے چمڑے دوسرے تبدیل کر دیں گے۔

مبرد نے کہا، یہ تو اہل جوہر میں ہے اور ان کی تبدیلی ان کی شکل وصورت کو دوسری میں بدلنا ہے۔ اس لئے کہ جلد تر و تازہ تھی اور عذاب کے ساتھ سیاہ ہوگئی۔ لہذا ان کے چمڑوں کی پہلی صورت واپس لوٹا دی جائے گی جب بھی یہ صورت جلے گی۔ اور اصل جوہر ایک رہے گا اور شکلیں مختلف ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب البعث میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جہنمیوں کو آگ ہر دن ستر ہزار مرتبہ کھا جائے گی۔ جب بھی انہیں کھالے گی ان سے کہا جائے گا کہ لوٹ آؤ، لہذا وہ لوٹ آئیں گے جیسے کہ پہلے تھے۔

قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی

۳۹۳:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عیسیٰ بن حامد قاضی نے ان کو حامد بن شعیب نے ان کو سریج بن یونس نے، ان کو حمید بن عبدالرحمٰن نے، ان کو حسن بن صالح نے، ان کو ھارون بن سعد نے، ان کو حازم نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جہنم میں کافر کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کے سفر کے برابر ہوگی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں سریج بن یونس سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے کتاب البعث میں مقدام سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:

کافر آگ کے لئے بڑا ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی جلد چالیس ہاتھ ہو جائے گی اور اس کی داڑھوں میں سے ایک داڑھ یا دانتوں میں سے ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گی۔

اور ہم نے اس کے سواء روایت کی ہے جو شخص جس کے علم کو پسند کرتا ہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

قیامت میں کافر کی زبان دو فرسنگ لٹک جائے گی

۳۹۴:......ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے بطور املاء کے، ان کو ابوبکر محمد بن ابراہیم مربع حافظ نے بغداد میں، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو مروان بن معاویہ فزاری نے، ان کو فضل بن یزید شمالی نے، ان کو عجلان محاربی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر قیامت کے دن اپنی زبان کو دو فرسخ تک گھسیٹے گا اور لوگ اس کو روندتے جائیں گے۔

---

(۳۹۳)...... أخرجه مسلم (۲۱۸۹/۴) عن سريج بن يونس. به.

وانظر البعث والنشور رقم (۴۴۵)

(۳۹۴)......أخرجه أحمد (۲. ۹۲) والترمذی (۲۵۸۰) من طريق الفضل بن يزيد الشمالی. به.

وقال الترمذی: هذا حديث غريب إنما نعرفه من هذا الوجه

والفضل بن يزيد هو كوفی قد روى عنه غير واحد من الائمة وأبو المخارق ليس بمعروف.

وقال ابن حجر فی التقريب (۴۵۰/۲) أبو العجلان المحاربی وقيل فيه أبو المخارق مقبول من الرابعة

(۱) من آخر المطبوعة مانصه:

"آخر الجزء الخامس، يتلوه فی الذی يعقبه إن شاء الله تعالیٰ فصل فی عذاب القبر."

الجزء السادس من كتاب الجامع لشعب الإيمان.

تصنيف الإمام الحافظ شيخ السنة أبی بكر أحمد بن الحسين البيهقی رحمه الله.

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الحافظ الثقة الثقة بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الإمام الحافظ أبی القاسم علی بن الحسين الشافعی الدمشقی أيده الله قراءة عليه ونحن نسمع فی ربيع الأول خمس قال: أنبأنا الشيخان إبو عبدالله محمد بن الفضل الصاعدی، و أبو القاسم زاهر بن طاهر الشحامی.

وأخبرنا أبی رحمه الله وأبو الحسين علی بن سليمان المرادی قالا: أنا أبو القاسم الشحامی قالا: أنا شيخ السنة الحافظ أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقی رحمه الله.

فصل:......عذاب قبر کی بحث

آخرت میں ہر ایک کو عذاب ہوگا، خواہ وہ کافر ہو یا مؤمن (ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو عذاب نہیں ہوگا)۔

کس کو عذاب ہوگا؟ اور کس کو نہیں ہوگا؟ اس میں فرق اور تمیز اس وقت ہوگی:

❶......جب فرشتے اس کی روح کو قبض کرنے کے لئے اس پر اتریں گے۔

❷......اور قبض کرنے کی حالت میں۔

❸......اور اس مقام اور جگہ میں جس کی طرف اس کی روح لے جائی جاتی ہے یا جہان جا کر رہتی ہے۔

❹......اور دفن کے بعد۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱)...... ان الذین قالو ربنا الله ثم استقاموا الخ (فصلت۳۰)

اہل ایمان واہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے۔ ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہاری رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ مہربانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

مجاہد کا قول:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ (مذکورہ بات ہوگی) موت کے وقت۔

کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں

(۲)......اور کفار کے بارے میں فرمایا:

ولو تریٰ اذیتوفی الذین کفروا الملائكة یضربون وجوههم وادبارهم وذوقوا عذاب الحریق (انفال۵۰)

اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور یہ کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا۔

یعنی یہ بات فرشتے جہنمیوں سے کریں گے۔ یہ ان کے لئے تعریض ہے اور کنایہ ہے۔ (اس طرح ان کے لئے رسوائی ہے کہ) وہ جلانیوالے عذاب کے لئے لے جائے جا رہے ہیں

ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو

(۳)......نیز یہ بھی ارشاد ہے:

ولو تریٰ اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائكة باسطوا ایدیهم (الانعام۹۳۔الآیۃ)

اگر تو دیکھے جس وقت ظالموں کو موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا

عذاب اس واسطے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں۔ اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

یہ آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار پران کے ارواح کو کھینچنے اور ان کے نفس کو نکالنے کے وقت ان پر سخت ڈانٹ پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ذلت اور شدید عذاب کے لئے جارہے ہیں اور ایسے میں مومنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں بشارت دی جاتی ہے کہ وہ امن اور دائمی نعمتوں پر آئے ہیں۔

دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے

(۴)......اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یثبت اللّٰہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللّٰہ الظالمین ویفعل اللہ مایشآء (ابراہیم ۲۷)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے۔

❶......ہم نے حضرت براء بن عازب سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت مؤمن کے بارے میں ہے، جب قبر میں اس سے سوال ہوگا۔

❷......اور اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔

❸......اور اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں بھی آیا ہے۔

(۵)......اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشدا العذاب (غافر ۴۵)

اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب۔ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح وشام اور جس دن قائم ہوگی قیامت۔ حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ **یعرضون علیھا غدوا وعشیا** صبح وشام ان کو عذاب دکھلاتے ہیں۔ یعنی جب تک دنیا قائم ہے۔
اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان کے کہا جاتا ہے اے آل فرعون۔ یہ ہیں تمہارے ٹھکانے، یہ ان کو بطور ڈانٹ کے بطور ذلت کے بطور ناراضگی اور غصے کے کہا جاتا ہے۔

(۶)......اور اللہ تعالیٰ منافقوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

سنعذبھم مرتین ثم یردون الیٰ عذاب عظیم (توبہ)

ان کو ہم عذاب دیں گے دوبارہ پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ایک عذاب تو قبر میں ہوگا اور دوسرا عذاب جہنم میں

(۷)......اور جو شخص اللہ کے ذکر (یعنی قرآن) سے اعراض کرے گا اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن اعرض عن ذکری فانہ لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی (طٰہٰ ۱۲۴)

جس نے منہ پھیرا میری یاد سے (یا میرے قرآن سے) تو اس کو ملتی ہے گذران تنگی کی اور لائیں گے ہم اس کو قیامت کے اندھا اور وہ کہے گا اے میرے رب کیوں اٹھالایا تو مجھے اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا۔

اور ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع اور ان دونوں تک موقوف دونوں طرح کی روایت کی ہے اور پھر اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان دونوں کا قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں ہے۔

اور ہم نے حضرت عطا سے راویت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

(۸).....اذا لاذقنک ضعف الحیوات وضعف الممات (الاسراء ۷۵)

تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مزہ مرنے میں۔

عطاء نے فرمایا ضعف الممات، عذاب قبر ہے۔

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت کی ہے۔

(۹)..... وان للذین ظلموا عذابا دون ذلک

اور بے شک ظالموں کے لئے ایک اور عذاب ہے اس عذاب کے سوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ قیامت کے دن کا عذاب ہے۔

اس باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ہم نے انہیں کتاب عذاب القبر میں ذکر کر دیا ہے جس کی وجہ سے اب یہاں ان کو مکمل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کچھ مقدار ذکر کر دیتے ہیں جس سے اس باب کا مقصود واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

۳۹۵:.....ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو ابومعاویہ ضریر نے ان کو اعمش نے ان کو منہال بن عمرو نے، ان کو زاذان ابوعمر نے ان کو براء بن عازب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں نکلے۔ ہم لوگ قبر تک پہنچے، ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ گئے (سناٹا چھا گیا) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین پر آپ ہلکے ہلکے سے مار رہے تھے۔ براء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا اللہ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے، بے شک مومن آدمی جب دنیا سے ناطہ توڑنے اور آخرت میں قدم رکھنے میں ہوتا ہے تو آسمان سے اس کی طرف سفید روشن چہروں والے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے (چمکتے ہیں) سورج کی طرح ہیں، ان کے پاس جنت کی خوشبوؤں میں سے ایک (حنوط) اور خوشبو ہوتی ہے اور جنت کے کفن میں سے ایک کفن ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ (مرنے والے) کے پاس تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (موت کا فرشتہ) آتا ہے۔ وہ آ کر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے اے پاکیزہ روح تو باہر آ جا اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی کی طرف جانے کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کی روح بہتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے قطرہ بہتا ہے۔ پس (ملک الموت) اسے لے لیتا ہے۔ جب اسے لیتا ہے تو اسے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اپنے ہاتھ میں نہیں چھوڑتا (بلکہ فوراً اسے) اس کفن میں لپیٹ دیتا ہے اور اسی خوشبو میں بسا دیتا ہے اور اس روح سے کستوری کی پاکیزہ ترین خوشبو جیسی خوشبو جو روئے زمین پر ہو سکتی ہے وہ مہکتی ہے (اور اس روح کو اوپر لے جاتے وقت) جب فرشتوں میں سے کسی فرشتے کے ساتھ گذر ہوتا تو وہ کہتے ہیں یہ کس چیز کی اتنی پاکیزہ خوشبو ہے (لہذا روح کو لے جانے والے فرشتے) کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں

کی روح ہے اور اسے خوبصورت ترین نام سے موسوم کرتے ہیں، جس کے ساتھ وہ دنیا میں موسوم کیا جاتا تھا۔حتیٰ کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور اس روح کے لئے وہ آسمان کھولا جاتا ہے، پھر خوش آمدید کہی جاتی ہے ہر آسمان سے، ایک آسمان سے دوسرے کو قریب کرتے ہوئے، حتیٰ کہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو علیین میں ساتویں آسمان میں لکھ لیں اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو۔بے شک میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا تھا اور اسی میں ان کو لوٹاؤں گا۔اور دوسری باری میں ان کو اسی سے نکالوں گا۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹادی جاتی ہے۔پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں، پھر وہ کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔وہ دونوں پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔وہ دونوں پوچھتے ہیں یہ وہ آدمی جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا اس کا مقام کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔وہ دونوں پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا (کہ وہ اللہ کا رسول ہے؟) وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی تھی۔لہذا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لے آیا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر آسمان سے منادی کرنے والا منادی کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کو جنت کا بستر دے دو یا بچھا دو اور جنت کا لباس پہنادو اور اس کے لئے جنت میں دروازہ کھول دو۔پھر اس کی خوشبو اور خوشبودار ہوا اس کے پاس آتی رہتی ہے اور اس کی حد نگاہ تک اس کی قبر اس کے لئے کشادہ کردی جاتی ہے اور اس کے پاس خوبصورت چہرے والا آدمی پاکیزہ خوشبو والا آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو اس چیز کے ساتھ خوش ہو جا جو تجھے خوش کردے گی۔یہ وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا گیا تھا۔پھر یہ انسان پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو وہ چہرہ ہے جو خیر لے آتا ہے۔وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔پھر وہ انسان کہتا ہے اے میرے رب قیامت قائم فرمادے، اے میرے رب قیامت قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل اور اپنے مال میں لوٹ جاؤں۔بہر حال بندۂ کافر جب دنیا سے کوچ کرنے اور آخرت کی طرف آنے کی حالت میں ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اترتے ہیں اس کی طرف۔ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ اس کی حد نگاہ تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔پھر ان کے پاس ملک الموت آتا ہے۔آکر اس کے سر کے قریب بیٹھتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح اللہ کی ناراضگی اور اللہ کے غضب کی طرف (چلنے کے لئے) باہر آجا۔لہذا اس کے جسم میں ٹوٹ پھوٹ شروع ہو جاتی ہے۔پھر ملک الموت (اس روح خبیثہ کو) کھینچتا ہے جس کے ساتھ تمام رگ و پٹھے کھنچ جاتے ہیں۔جیسے خاردار جھاڑی گیلی اون میں سے کھینچی جائے، فرشتے یوں کھینچ کر اسے لے لیتے ہیں۔لہذا اسے اس بدبودار کفن میں لپیٹتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس روح سے مری ہوئی اور سڑی لاش سے زیادہ بدبو نکلتی ہے جو روئے زمین پر سب سے بری بدبو ہو سکتی ہے۔تو فرشتوں میں سے جس فرشتے کے پاس سے اسے لے کر گذرتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں یہ کیسی یا کس کی بدبودار خبیث روح ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور دنیا میں جس بدترین نام سے اسے پکارا جاتا تھا اس قبیح ترین نام سے اسے موسوم کرتے ہیں۔اسی طرح اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھلوانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

لاتفتح لهم ابواب السمآء (اعراف ۴۰۔آخر تک)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی تحریر لکھ دو سجین میں سب سے نچلی ساتویں زمین میں اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو، بے شک ہم نے ان کو اسی سے پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف ہم ان کو لوٹائیں گے۔پھر اس سے ہم ان کو ایک اور بار نکالیں گے۔فرمایا کہ پھر اس کی روح کو پھینک دی جاتی ہے۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

و من يشرک بالله فكانما خر من السمآء (الحج ۳۱)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ وہ آسمان سے گرے اور اسے پرندے اچک لیں
(اور پھاڑ ڈالیں) یا ہوا اسے گہرائی میں کہیں پہنچا دے۔

فرمایا اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم کے اندر لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسے بیٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ پھر وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں کہ وہ آدمی کون ہے جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا؟ وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے، میں نہیں جانتا۔ اتنے میں آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کو جہنم کا بستر یعنی آگ لگا دو اور اس کا آگ کا لباس پہنا دو اور جہنم کی طرف اس کے لئے دروازہ کھول دو تا کہ اس کی طرف اس کی تپش اور گرم ہوا آتی رہے اور اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی (دائیں بائیں) پسلیاں باہم مل جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک بدصورت بدبودار آدمی آتا ہے اور وہ کہتا ہے تو خوش ہو جا اس عذاب کے ساتھ جو تجھے برا لگے گا۔ یہ وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا۔ یہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرا تو چہرہ بھی شر پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ چنانچہ اسے دیکھ کر یہ بندہ کہتا ہے اے رب قیامت قائم نہ کر، اے رب قیامت قائم نہ کر۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور ہم نے اس حدیث کے سوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی ہیں اور اس کو عیسیٰ بن مسیب نے عدی بن ثابت سے، براء سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس نے اس میں دو فرشتوں کا ذکر کیا ہے اور مومن کے تذکرہ میں فرمایا کہ اسے پھر اس کے لیٹنے کی جگہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں جو کہ اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہیں، ان کے ہونٹ زمین سے لگتے ہیں (اور زمین کو لگاتے ہیں۔) ان کی آوازیں ایسے جیسے بجلی کڑکتی ہے۔ ان کی آنکھیں جیسے آنکھوں کو اچک لینے والی بجلی، اسے بیٹھاتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اے فلانے تیرا رب کون ہے؟ پھر پورا ذکر کیا۔

اور کافر کا ذکر کرتے ہوئے کہا اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں جو کہ اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو زمین سے لگاتے ہیں (یعنی ہونٹ زمین تک پہنچتے ہیں) ان کی آوازیں ایسی جیسے بجلی کڑکتی ہے، آنکھیں ایسی جیسے آنکھ کو اچک لینے والی بجلی، اسے بیٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں، اے فلانے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر قبر کی طرف سے آواز آتی ہے تو نے نہیں جانا پھر اس کو لوہے کے ہتھوڑے مارتے ہیں۔ اگر اس پر مشرق و مغرب جمع ہو جائیں اسے کم نہ سمجھیں اس ضرب سے اس کی قبر آگ سے روشن ہو جاتی ہے اور شعلے مارنے لگتی ہے اور اس کی قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کی جگہ آ جاتی ہیں۔ ڈائیں پسلیاں بائیں جانب اور بائیں پسلیاں دائیں جانب۔

۳۹۶:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صاغانی نے، ان کو ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو عیسیٰ بن مسیّب نے، ان کو عدی بن ثابت نے، مگر اس کا ذکر کم زیادہ ہوتا ہے۔

❶......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دو فرشتوں کا نام اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

(۳۹۵)...... هذا الحديث أخرجه المصنف بنفس الإسناد في إثبات عذاب القبر (۵۵)

وأخرجه أبو داود (۴۷۵۳) وأحمد (۲۸۷/۴) والحاكم (۳۷/۱ و ۳۹) وابن المبارك في الزهد (۱۲۱۹) من طريق الأعمش. به وقال الحاكم صحيح على شرط الشيخين.

❷......اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ آگاہ کرتا ہوں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔

❸......اور ہم نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنے میں مبتلا ہوگے، فتنہ دجال کے قریب۔

❹......اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار کثیرہ میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے اور قبر کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

❺......اور ہم نے نافع سے، انہوں نے صفیہ زوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قبر کا گھٹنا اور تنگ ہونا ہوتا ہے، اگر اس سے کوئی نجات پا سکتا تو حضرت سعد بن معاذ ضرور نجات پا جاتے۔

❻......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحٰق نے، ان کو ہاشم بن قاسم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، ان کو نافع نے، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

❼......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک اور حدیث میں روایت کی ہے (کہ عذاب قبر اس لئے ہوا کہ) وہ صاحب قبر کوتاہی کرتا تھا بعض دفعہ پیشاب سے طہارت کرنے میں۔

نفس اور روح ایک شے ہے

مومن اور کافر کی روح کو قبض کرنے کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان کے سیاق میں اس بات کی دلالت ہے (عرب اہل زبان) روح کو نفس کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ نفس اور روح شے واحد ہے اور الفاظ دو ہیں اور مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات کے لئے جسم شرط نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بکھرے ہوئے یا بعض اجزاء میں حیات کا اعادہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے اور بکھرے ہوئے اجزاء میں سے ان بعض اجزاء کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے، جن کو چاہے اور جس وقت چاہے۔ ہمارے ذمے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور تسلیم کرنا ہے ہر اس بات کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے، حتیٰ کہ داڑھی تر ہو جاتی

۳۹۷:......ہمیں خبر دی ابونصر قتادہ نے، ان کو ابومحمد عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو علی بن عبداللہ مدینی نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، ان کو عبداللہ بن بحیر القاص نے، ان کو ھانی مولی عثمان نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر رک جاتے تو رو پڑتے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا ذکر کر کے اتنا نہیں روتے مگر قبر کے ذکر سے روتے ہیں، کیوں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں سے نجات ہو گئی تو اس کا مابعد زیادہ آسان ہوگا اور قبر سے نجات نہ ہوئی تو اس کا مابعد اس سے زیادہ سخت ہوگا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں نے جو بھی منظر دیکھا ہو، قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا منظر ہے۔

(۳۹۷)...... أخرجه المصنف بنفس الإسناد فی إثبات عذاب القبر (۲۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا

۳۹۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن غضائری نے اور ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر احمد بن سلمان بن حسن نجاد نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو شعبہ بن عون بن ابی جحیفہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت براء بن عازب نے، ان کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے اس وقت نکلے جب سورج غروب ہو چکا تھا (اور آوازیں سنائی دیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں اور وہ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔

بخاری اور مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کئی طریقوں سے شعبہ بن حجاج سے۔

سورۃ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا

۳۹۹:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، انکو حکام نے، ان کو عمرو بن ابوقیس نے، ان کو حجاج بن ارطاۃ نے منہال بن عمرو سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں ہمیشہ شک میں رہے تھے، یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی:

الھکم التکاثر حتٰی زرتم المقابر (التکاثر ۱-۲)

مال کی کثرت کی طلب نے تمہیں غافل کئے رکھا، یہاں تک کہ تم قبروں سے جا ملے۔

حسن بن عبدالاول نے حکا بن سلیم سے اس کا تابع بیان کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دوبار اعلان

۴۰۰:......ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ھشیم نے، ان کو یعلیٰ بن عطا نے، ان کو میمون بن میسرہ نے، اس نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ صبح وشام دومرتبہ چیختے تھے اور اعلان کرتے تھے صبح جب روتے تو یہ کہتے کہ رات جا چکی ہے اور دن آ چکا ہے اور آل فرعون جہنم پر پیش کر دیئے گئے ہیں جو بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنتا

---

(۳۹۸)...... أخرجه المصنف فی إثبات عذاب القبر (۹۸) عن أبی عبدالله الحافظ وأبوزكريا بن أبی إسحاق وأبوعبدالله محمد بن أبی طاهر الدقاق كلهم عن أبی بكر أحمد بن بسلمان النجاد وباقی الإسناد سواء والحديث فی البخاری برقم (۱۳۷۵ فتح) و مسلم برقم ۲۸۶۹

(۳۹۹)...... أخرجه الترمذی (۳۳۵۵) عن أبی كريب عن حكام بن سلم. به وقال الترمذی : قال أبو كريب عن حكام بن أسلم به. وقال الترمذی : قال أبو كريب مرة عن عمرو بن أبی قيس : هو رازی وعمرو بن قيس الملائی كوفی عن أبی ليلی عن المنهال بن عمرو وقال الترمذی : هذآ حديث غريب

تنبيه: فی الترمذی المطبوعة (أسلم) بدلاً من (سلم) وهو خطأ

والحديث أخرجه ابن أبی حاتم كما فی ابن كثير (۴۹۴/۸) من طريق محمد بن سعيد الأصبهانی عن حكام بن سلم الرازی. به.

والحديث فی إثبات عذاب القبر للمصنف برقم (۲۴۷)

(۴۰۰)...... الحديث بنفس الإسناد فی إثبات عذاب القبر (۶۲) تنبيه فی إثبات عذاب القبر (ميمون بن ميسرة) بدلاً من (ميمون بن أبی ميسرة)

جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔ اور جب وقت شام ہوتی تو پھر اعلان کرتے، دن جا چکا ہے اور رات آ گئی ہے۔ آل فرعون جہنم پر پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اب جو بھی ان کی آواز سنتا وہ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

۴۰۱:......ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب نے اپنی اصل کتاب سے ان کو محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو عبدان بن محمد بن عیسیٰ مروزی نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو منصور بن عمار نے ان کو ھقل بن زیاد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو بلال بن سعد نے، انہوں نے فرمایا کہ قبر روزانہ آواز دیتی اور پکارتی ہے، میں مسافرت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں، میں وحشت و تنہائی کا گھر ہوں، میں آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوں۔ یا میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوں اور فرمایا کہ جہنم کو قیامت میں آواز دی جائے گی: اے آگ بھون دے۔ اے آگ جلا دے۔ اے آگ کھا جا، مگر قتل نہ کر۔

اور فرمایا کہ مومن جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے نیچے سے زمین اس سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے:

اللہ کی قسم میں اس وقت تجھ سے محبت کرتی تھی جب تو میری پشت پر رہتا تھا۔ پس کیا حال ہوگا تیرا جبکہ آج میرے پیٹ میں آ چکا ہے۔ پس آج جب میں تیری مالک بنی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اسی لمحے وہ اس کے لئے اس کی حد نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے۔

اور جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اسے کہتی ہے:

اللہ کی قسم جب تو میری پشت پر رہتا تھا تو اس وقت مجھے مبغوض تھا، مجھے بہت برا لگتا تھا۔ حالانکہ تو میری پشت پر چلتا تھا۔ اب جبکہ میں تیری مالک بنا دی گئی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اسی لمحے اسے وہ گھٹتی ہے اور دباتی ہے جس سے اس کی دائیں پسلیاں بائیں طرف ہو جاتی ہیں اور بائیں پسلیاں دائیں طرف آ جاتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو عذاب قبر سے بچائے۔ (مترجم)

موت کے وقت ملک الموت مؤمن کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں

۴۰۲:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالطیب محمد بن احمد کرابیسی نے، ان کو ابویحییٰ بزار نے ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے، ان کو عبدالصمد بن حسان نے، ان کو سفیان نے، انکو یزید بن ابوزیاد نے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے، انہوں نے فرمایا کہ جب مومن کی زندگی خرچ ہو جاتی ہے اور پوری ہو جاتی ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور کہتا ہے تجھ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی، بے شک اللہ تعالیٰ تجھ پر سلامتی بھیجتا ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر قرظی نے اس آیت کو پڑھا:

الذین تتوفاهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون (النحل ۳۲)

جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ حسین و پاکیزہ ہیں۔ کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہو تم پر،
جاؤ تم بہشت میں یہ بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت مؤمن کو ملک الموت سلام کہتا ہے

۴۰۳:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابویحییٰ حفاف نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا مہر جان عابد سے،

کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟

تحیتھم یوم یلقونہ سلام (الاحزاب ۴۴)

دعاان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے۔

ہم نے حدیث نقل کی ہے محمد بن مالک سے، انہوں نے براء بن عازب سے سے، فرمایا کہ جس دن ملک الموت سے ملیں گے، جس مومن کی روح کو وہ قبض کرتا ہے اس پر سلام کہتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کے بارے میں اور بھی روایات ہیں اور وہ کتاب الرؤیت میں مذکور ہیں۔

باب نمبر ۱۰

ایمان کا دسواں شعبہ

''اللہ کی محبت''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)......ومن الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحب الله والذين امنوا اشد حبا لله (البقرہ ۱۶۵)

کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا کئی کئی شریک بناتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اللہ کے ساتھ محبت جیسی اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ بہت سخت محبت کرتے اللہ کے ساتھ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ساتھ محبت کرنا ایمان میں سے ہے۔ اس لئے کہ والذين امنوا اشد حبا لله. کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید ترین محبت کرتے ہیں، یہ فقرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اللہ سے محبت کرنے پر تحریک دیتا ہے اور اللہ کی محبت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۲)......قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله. (آل عمران ۳۱)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری اتباع کرو (میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا، اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے اسباب و موجبات میں سے ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ایمان ہے، تو پھر یہ ضروری ہے کہ اللہ کی محبت جو اتباع رسول کو تقاضا کرتی ہے وہ عین ایمان ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں:

(۳)......قل ان كان ابائكم وابناء كم واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتى الله بامره والله لايهدى القوم الفسقين. (التوبہ ۲۴)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے اگر تمہارے ماں باپ، تمہارے بھائی برادر، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے مال جنہیں تم نے کمایا ہے، اور تمہاری تجارت، جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں بہت محبوب اور پیارے ہیں اللہ سے بھی اور اس کے رسول سے بھی اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی تو پھر تم منتظر رہو اس وقت کے جب اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ گنہگاروں نافرمانوں کو رہنمائی نہیں فرماتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ یہ واضح کردیا ہے کہ اللہ کی محبت۔ اور اللہ کے رسول کی محبت اور جہاد فی سبیل اللہ فرض ہیں۔ اور یہ بات واضح کردی ہے کہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسری شئی مؤمنوں کے نزدیک اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

۴۰۴:......ہمیں خبر دی ہے۔ ابوعبداللہ حافظ نے انکو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن ولید بن فرید بیروتی نے ان کو ان کے باپ نے انہوں نے سنا اوزاعی سے ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن کثیر نے ان کو ہلال بن ابومیمونہ نے ان کو عطا بن یسار نے ان کو رفاعہ بن عرابہ جہنی نے،

انہوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے نکلے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے آپ ان کو اجازت دینے لگے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا حال ہے کہ تم لوگوں کو درخت کا وہ حصہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قریب ہے وہ تمہیں دوسری طرف کے مقابلے میں زیادہ ناپسند ہے۔ حضرت رفاعہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد دیکھا کہ حاضرین میں سے ہر شخص رو رہا تھا، رفاعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کہنے لگے وہ شخص جو آپ سے اجازت مانگتا ہے، میرے دل کی بات ہے، اس کے بعد بھی تو وہ کم عقل ہے۔ رفاعہ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد کی اور ثنا کی پھر فرمایا۔ میں اللہ کے نزدیک شہادت دیتا ہوں۔ جب کہ آپ کی عادت یہ تھی کہ جب حلف اور قسم کے ساتھ بات کرتے تو یوں فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، (مگر اس دفعہ اسلوب بدل دیا) (اس کے بعد فرمایا) کہ تم میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ پھر درست چلتا رہے، اس کو جنت میں لے جایا جائے گا، میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کو جنت میں اس طرح داخل کرے گا کہ ان پر کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا اور کوئی عذاب نہیں ہوگا اور میں البتہ امید کرتا ہوں کہ تم جنت میں داخلے سے پہلے پہلے تمہارا جنت میں ٹھکانہ متعین ہو جائے گا تمہارا اور ان کا بھی جو نیک ہیں تمہاری بیویوں اور بچوں میں سے۔ اور حدیث ذکر فرمائی۔

۴۰۵:...... ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے ان کو خبر دی ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن بشار عبدی نے ان کو عبدالوہاب نے ان کو ایوب نے ان کو ابوقلابہ نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں وہ آ جائیں وہ ان کے ذریعے ایمان کی حلاوت اور مٹھاس پالیتا ہے۔

❶...... یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اللہ کا رسول اپنے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب اور پیارے ہوں۔

❷...... یہ کہ کسی انسان سے محبت کرے تو وہ صرف اور صرف اللہ واسطے کرے۔

❸...... یہ کہ (مسلمان ہونے کے بعد) وہ کفر کی طرف واپس لوٹ جانے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے لئے آگ جلائی جائے اور پھر اسے اس میں جھونک دیا جائے۔

حدیث کے الفاظ محمد بن بشار کی روایت کے ہیں بخاری نے اسکو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے محمد بن بشار وغیرہ سے۔

گذشتہ دو حدیثوں پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ واضح فرمایا ہے، کہ حب الٰہی اور حب رسول ایمان میں سے ہے۔ اور اس سے قبل والی حدیث میں واضح فرمایا کہ آپ کی اتباع کو ترک کرنا عدم محبت آپ کی اتباع اور آپ کی موافقت پر بھی واجب ہے۔

۴۰۶:...... ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے کہ اس نے سنا عبدالرحمٰن بن احمد سے کہتے تھے کہ انہوں نے سنا ابوعبداللہ بن حفیف سے کہتے تھے کہ حسن بصری داخل ہوئے ابوعباس بن سریج پر تو ابن سریج نے ان سے کہا آپ کتاب اللہ کی نص اور تصریح میں کہاں یہ پاتے ہیں کہ اللہ کی محبت فرض ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا لیکن قاضی کہتے ہیں ابن سریج نے ان سے کہا کہ وہ آیت وہ نص یہ ہے:

---

(۴۰۴)...... أخرجه الطبرانی فی الکبیر (۵/۴۴) وأحمد (۴/۱۶) وابن حبان (۹ موارد) وأبونعیم فی الحلیة (۶/۲۸۶) وقال الهیثمی فی المجمع (۱۰/۴۰۸) رواه الطبرانی والبزار بأسانید ورجال بعضها عند الطبرانی والبزار رجال الصحیح.

(۴۰۵)...... أخرجه البخاری (۱/۱۰) عن محمد بن المثنی. به وأخرجه مسلم (۱/۶۶) عن محمد بن بشار وإسحاق بن إبراهیم ومحمد بن یحیی بن أبی عمر کلهم عن الثقفی عبدالوهاب. به

قل ان کان اباء کم وابناء وکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا۔ (التوبہ ۲۴)

اس میں محبت نہ کرنے پر وعید ہے دھمکی ہے اور دھمکی صرف فرض کو ترک کرنے سے ہوتی ہے۔

۴۰۷:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان خیاط نے ان کو احمد بن ابوالجواری نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا حضرت سفیان بن عینیہ سے وہ فرماتے تھے۔

واللہ لاتبلغوا ذروۃ ھذا الامر حتٰی لایکون شیئی احب الیکم من اللہ عزوجل ومن احب القران فقد احب اللہ عزوجل۔

اللہ کی قسم تم لوگ دین کی یا محبت الٰہی کی بلندی اور چوٹی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے اس وقت تک جب تک کہ تمہارے نزدیک کوئی چیز بھی اللہ سے زیادہ پیاری نہ رہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت سب شے سے زیادہ ہو۔اور جو شخص قرآن سے محبت کرتا وہ تحقیق اللہ سے محبت کرتا ہے (یا جس نے قرآن سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔)

اللہ کی محبت کے مفہوم و معانی

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''اللہ کی محبت'' نام ہے بہت سے مفہوم اور معانی کا۔

اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ پر اعتبار محمود اور قابل تعریف ہے، اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات میں وہ اس کی مدح و تعریف ہیں۔

دوسرا مفہوم و معنی:

یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محسن ہے، نعمتیں عطا کرنے والا ہے اور ان پر فضل و عنایات کرنے والا ہے۔

تیسرا مفہوم و معنی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والا ہر احسان اس بات سے بہت بڑا ہے اور عظیم ہے کہ بندے کا کوئی قول یا کوئی عمل اس کا شکر ادا کر سکے اگر چہ وہ قول یا عمل کتنے ہی اچھے ہوں اور کتنے ہی زیادہ ہوں۔

چوتھا مفہوم و معنی:

یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کمتر نہ سمجھے نہ قلیل سمجھے اور اس کے احکامات کو بہت اور پورا سمجھے کم نہ سمجھے۔

پانچواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ عام اوقات اور زیادہ تر اوقات میں اس بات سے ڈرتا ہے اور خوف رکھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس سے اعراض نہ کر لے منہ نہ پھیر لے اور کہیں اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ معرفت نہ چھین لے جو اسے عطا کر کے اس کو عزت دی تھی اور کہیں اس سے اپنی وہ توحید نہ چھین لے جس کے ساتھ اس کو آراستہ و مزین کیا تھا۔

چھٹا مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اپنی امیدیں اور آرزوئیں اللہ تعالیٰ سے باندھ کے اور وابستہ کر کے رکھے تمام حالات میں سے کسی بھی حال میں یہ خیال بھی نہ کرے

کہ یہ اس سے مستغنی ہے۔

ساتواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ مذکورہ تمام معانی کا اس کے دل میں پکا ہونا اور جگہ پکڑنا اسے اس بات پر اکسائے کہ یہ اللہ کے ذکر پر مداومت اور ہمیشگی کرے ایسی احسن طریقے پر جو اس کی قدرت میں اور اسکے بس میں ہو سکے۔

آٹھواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اللہ کے فرائض کو ادا کرنے میں حرص کرے اور حسب استطاعات نفلی عبادات و خیرات کے ذریعے اللہ قرب حاصل کرنے کے لئے بھی حرص کرے۔

نواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ دوسرے بندے سے (اپنے سوا) اللہ کی تعریف سنے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب سمجھے۔

اور اللہ کی راہ میں خفیہ اور ظاہر جہاد و مجاہدہ کرے ان چیزوں سے جو غافل کرنے والی ہیں اللہ سے محبت کرے اس شخص بھی جو اللہ سے محبت کرتا ہے۔

دسواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اگر کسی سے بھی اللہ کا ذکر (تذکرہ) سنے تو اس کی اعانت وامداد کرے اس کی، ان امور کے خلاف جو اس کی راہ میں خلل اور رکاوٹ بنیں یا محسوس کرے اور سمجھے اس سے بھٹکنا اور گمراہ ہونا اس کی راہ سے خفیہ یا ظاہر تو جدا ہو جائے اس سے اور دور ہو جائے اس سے جب یہ مذکورہ معانی اور مقاصد کسی ایک دل میں جمع ہو جائیں۔ تو ان امور کا اکٹھا ہو جانا وہ چند سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جس کو اللہ کی معیت کا نام دیا جاتا ہے۔ (پھر اگر کوئی سوال کرے کہ یہ دس محبت کے مفہوم قرآن حدیث میں کہاں مذکور ہیں تو جواب یہ ہے کہ) اگر چہ یہ امور اور یہ معانی کسی ایک مقام پر تو مذکور نہیں ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرق طور پر ضرور آئے ہیں۔ اور نبی کریم کے سو (باقی اہل علم سے کثرت سے مذکورہ ہیں۔)

۴۰۸:...... ہمیں خبر دی ابو محمد جعفر بن محمد بن حسن ابہری صوفی نے ہمدان میں ان کو ابوالحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن بن شاذان صوفی نے ان کو احمد بن حسن بن عبد الجبار نے ان کو یحییٰ بن معین نے ان کو ہشام بن یوسف نے ان کو عبد اللہ بن سلیمان نوفلی نے ان کو محمد بن علی یعنی ابن عبد اللہ بن عباس نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ تم اللہ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں کا (رزق دیتا ہے) اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے لئے اور میرے گھر والوں سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ تمام نعمتوں کے لئے عام ہو اور اس حدیث میں مذکور لفظ غذا حقیقۃً طعام اور پہننے کی چیز کا نام ہو اور یہی مراد ہو۔ اور ان کے علاوہ توفیق عطا ہونا، ہدایت ملنا۔ اور اس معرفت کے اسباب میسر ہونا اور عقل و حواس کا صحیح و سالم

(۴۰۸)...... أخرجه الترمذی (۳۷۸۹) والحاکم (۱۵۰/۳) والطبرانی (۳۴۲/۱۰) من طریق یحیی بن معین. به.

وقال الترمذی حسن غریب إنما نعرفه من هذا الوجه وصححه الحاکم ووافقه الذهبی.

ہونا یہ سب چیزیں مجازاً لفظ غذا سے مراد ہوں۔ یا یہ تمام مذکورہ چیزیں اور امور لفظ اور غذا کے نام سے یہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث آئی ہے کہ تین باتیں جس انسان میں آ جائیں وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا اور بعض روایات میں حلاوت کی جگہ طعم والا یمان آیا ہے یعنی ایمان کا ذائقہ اور مزہ پالیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ذائقہ اور مزہ غذاؤں کا ہوتا ہے یا ان چیزوں کا جو غذاؤں کا قائم مقام ہوتی ہیں۔ جب یہ جائز ہے کہ ایمان کی وصف طعم اور ذائقہ کے ساتھ لائی جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ ایمان کو غذا کے نام کے ساتھ موسوم کیا جائے (جب ایمان غذا قرار پا جائے تو پھر) یہ ایمان اللہ تعالیٰ کی دیگر ان تمام نعمتوں میں داخل ہو جائے گا جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔

۴۰۹:...... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے ان کو ابن عجلان نے ان کو واقد بن سلامہ نے یزید رقاشی سے انہوں نے حضرت انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں خبر نہ دوں ان لوگوں کے بارے میں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں مگر قیامت کے دن انبیاء اور شہداان پر رشک کریں گے ان کی منازل کو دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مراتب کو دیکھ کر وہ نور کے مبروں پر براجمان ہوں گے صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا جو اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتے ہیں اللہ تک اور اللہ کو محبوب رکھتے ہیں اس کے بندوں تک اور وہ زمین پر چلتے تو محض خیر خواہ ہی ہوتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کی کہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں اس کے بندوں تک تو سمجھ آتا ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ بندوں کو محبوب رکھتے اللہ تک، وہ کیسے؟ آپ نے جواب دیا وہ اس طرح ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی محبت کی تلقین کرتے ہیں۔ اور انہیں روکتے ہیں یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے جب لوگ اس کی بات مان لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو محبوب بنالیتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ کی محبت کی علامت اللہ کے ذکر سے محبت ہے، اور اللہ سے بغض کی علامت اللہ کے ذکر سے بغض ہے۔

۴۱۰:...... ہمیں اس کی خبر دی علی ابن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابو بکر عمر بن جعفر معلی نرسی نے ان کو معلیٰ بن مہدی نے ان کو یوسف بن میمون نے ان کو انس بن مالک نے وہ فرماتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

اللہ سے محبت کی نشانی اللہ کے ذکر سے محبت کرنا ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اللہ کے ذکر سے بغض رکھنا ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ دوسرے طریق سے روایت کیا گیا ہے زیاد بن میمون سے جب کہ زیاد منکر ہے (غیر معروف ہے) اور ایک دوسرے ضعیف طریقہ سے حضرت انس بن مالک سے بھی مروی ہے (واللہ اعلم) اور ہم نے اسی کی مثل سلف صالحین سے (روایت کیا ہے)

۴۱۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو عبداللہ بن جعفر بن دستویہ نحوی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن عثمان نے ان کو عبداللہ بن مبارک نے ان کو ابوبکر بن مریم نے ان کو خالد بن محمد ثقفی نے ان کو بلال بن ابودرداء نے ان کو ابودرداء نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تیرا کسی شے سے محبت کرنا اندھا کر دیتا ہے اور بہرا کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔)

امام بیہقی نے فرمایا کہ یہ روایت موقوف ہے۔

---

(۴۰۹)...... أخرجه أبوسعيد النقاش فی معجمه وابن النجار والمصنف عن أنس (كنز العمال ۵۵۲۵)

(۴۱۰)...... أخرجه المصنف فقط كما فی الكنز (۱۷۷۶)

(۴۱۱)...... أخرجه أبوداؤد (۵۱۳۰) وأحمد (۵/۱۹۴، ۶/۴۵۰) من طريق أبی بكر بن أبی مريم. به.

۴۱۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حسن بن علی نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو حریز بن عثمان نے ان کو بلال بن ابودرداء نے اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ حبک الشیئی یعمی ویصم۔ تیرا کسی شے سے محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت کسی بھی شے کی ہو اندھا کر دیتی ہے۔)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس روایت کو سعید بن ایوب نے محمد بن مسلم دمشقی سے انہوں نے بلال بن ابودرداء سے انہوں نے اپنے والد موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ تاریخ بخاری میں ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ان روایات سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ ان مصائب کو جن کا اللہ تعالیٰ اس پر فیصلہ فرماتا ان کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے خلاف برائی نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وظیفے کو بوجھ سمجھتا ہے اور نہ ہی ان تکالیف کو بوجھ سمجھتا ہے جو اس پر فرض ہیں جیسے وہ انسان جو انسان کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ محبوب سے کچھ نہیں دیکھتا مگر جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے یعنی اس کو محبوب کی ہر بات اور ہر ادا محبوب لگتی ہے اور اس کی پسند میں اضافہ کرتی ہے اور محبوب کے بارے میں خبر دینے والوں کو سچا نہیں مانتا مگر صرف اسی بات میں جس میں اس کی محبت میں غلو ہو یا جو بات اس کی محبت میں اسے مجبور کرے۔

۴۱۳:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوعلی حسین بن صفوان نے ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو ہشام بن عبیداللہ نے ان کو ابن لھیعہ نے انکو عبدالحمید بن عبداللہ بن ابراہیم قریشی نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ جب عباس بن عبدالمطلب پر موت آئی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے محبت کرنا اور اللہ کی اطاعت سے محبت کرنا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرنا جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تم موت کو ناپسند نہیں کرو گے جب بھی آ جائے اور میں تیری وصیت اللہ کو کرتا ہوں (یعنی تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں) اے بیٹے، اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا لا الٰہ الا اللہ، اسکے بعد اسکی نظر اوپر کو اٹھ گئی اور فوت ہو گئے۔

۴۱۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان و ک خضر بن ابان نے ان کو سیار نے ان کو جعفر نے ان کو مالک بن دینار نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنی دعا میں یہ کہتے تھے۔

اللھم اجعل حبک احب الی من سمعی و بصری و من الماء البارد.

اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے لئے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب بنادے اور ٹھنڈے پانی سے بھی۔

۴۱۵:......مذکورہ اسناد کے ساتھ جعفر نے فرمایا کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف وحی بھی کہ میں تمہارا قول قبول نہیں کروں گا لیکن میں تمہاری فکر اور تمہاری سوچ کو قبول کروں گا جس شخص کی سوچ اور فکر جس کا فکر و غم میری محبت کے دائرے میں گھومے گا اس کا چپ رہنا بھی میرے نزدیک تسبیح و تقدیس اور توقیر و عزت شمار ہوگا۔

۴۱۶:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو خبر دی حسن بن رشیق نے بطور اجازت کے ان کو حدیث بتائی علی بن یعقوب بن سوید دراق نے ان کو محمد بن ابراہیم بغدادی نے ان کو محمد بن سعید خوارزمی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا (جب کہ) ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ آپ اسی چیز کو محبوب رکھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اور آپ اس چیز کو برا سمجھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، اور ہر خیر و نیکی محض اللہ کے واسطے کریں، اور ہر وہ کام

چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور اللہ کے دین کے بارے میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں اس کے ساتھ ساتھ مؤمنوں پر شفقت کریں۔ او، کافروں کے معاملے میں سختی کریں اور دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے رہیں۔

۴۱۷:......ہمیں حدیث بیان کی ابو سعید عبد الما لک بن ابو عثمان زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن حسین فقیہ نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ سنا معروف سے میرے چچا بسطامی کے ساتھ وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے ابو یزید سے پوچھا گیا تھا کہ اس بات کی کیا علامت ہے کہ فلاں شخص اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، کبھی رکوع میں تو کبھی سجدے میں جب اس سے تھکتا ہے تو زبان سے اللہ کا ذکر اور حمد ثنا کرتے ہوئے آرام کرتا ہے۔ اگر اس سے بھی تھک جاتا ہے تو پھر دل ہی دل میں ذکر نے اور غور وفکر کرنے میں آرام واستراحت پاتا ہے اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اسے سخاوت عطا کرتا ہے سمندر ودریا کی سخاوت کی طرح۔ اور اسے شفقت عطا کرتا ہے سورج کی شفقت جیسی اور اسے عجز وتواضع عطا کرتا ہے زمین کی عاجزی جیسی۔

بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا

۴۱۸:......ہمیں خبر دی ہے سعید بن محمد شعیبی نے اس نے کہا میں نے سنا تھا علی بن حسن بن مثنی صوفی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا حسن بن علویہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ بن معاذ رازی سے وہ فرماتے تھی کہ محبت صحیح نہیں ہوتی مگر محبوب کی جانب جو شخص محبوب کو پسند کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے وہ اس جیسا نہیں ہوسکتا جس کو محبوب پسند کرے اور اس سے محبت کرے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے سخت کوشش کرنے والے کو اللہ محبوب بنالیتا ہے

۴۱۹:......ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد الرحمٰن سلمی نے ان کو ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید رازی نے ان کو ابو الفضل عباس بن حمزہ نے ان کو احمد بن ابو الحواری نے انہوں نے فرمایا اللہ کی محبت کی علامت اللہ کی اطاعت سے محبت ہونا ہے اور کہا گیا ہے اللہ کی محبت کی علامت اللہ کے ذکر سے محبت کرنا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو محبوب رکھتا ہے تو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے اور بندہ اللہ کو محبوب رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا حتیٰ کہ بندے کو (محبوب بنانے کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ یہ سمجھ لیتے ہیں اس کا بندہ اس کی رضا جوئی کے لئے سخت جد وجہد کرتا ہے۔

یہ محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں۔

۴۲۰:......ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمٰن سلمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ بن شاذان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن علی مریدی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ یہ بات محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں پھر اس سے محبت نہ کریں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ آپ اللہ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ آپ اس کا ذکر تو کریں مگر آپ اس کے ذکر میں ذائقہ اور لذت نہ پائیں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ اس کے ذکر کی لذت کو تو پالے اگر وہ تجھے دنیا کے دیگر کاموں سے ذکر تجھے مصروف نہ کردے (یعنی ذکر کی لذت آپ نے پالی تو آپ ذکر کے سوا سارے مشاغل ترک کریں گے۔)

ذوالنون مصری کا قول

۴۲۱:..... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبدالرحمٰن بن حسن حداد سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حسن بن محمد بن اسحاق سے کہتے تھے کہ میں نے سنا سعید بن عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ فرماتے تھے کہ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت میں سے ہے کہ انسان ہراس شئی کو ترک کردے جو اس کو اللہ سے مصروف کرے اور رو کے یہاں تک کہ اس کی ساری مصروفیت اور ساری مشغولیت صرف اللہ وحدہ کے ساتھ ہو جائے۔

محبت کی حقیقت یہ ہے آپ اللہ کے سوا کچھ نہ دیکھیں

۴۲۲:..... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن نے ان کو عبدالواحد بن بکر ورثانی نے ان کو احمد بن علی برذعی نے انہوں نے سنا طاہر بن اسماعیل رازی سے انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے وہ کہتے ہیں کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے محبوب کے سوا کسی شئی کو نہ دیکھیں اور اس کے ماسوا نہ اپنا مددگار سمجھیں نہ معین سمجھیں اور مخلوق کی طرف دیکھ کر (اس محبوب حقیقی اللہ) سے اپنے آپ کو مستغنی نہ سمجھیں۔

جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ اسے غیر کے حوالے نہیں کرے گا

۴۲۳:..... ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے انہوں نے سنا ابوالقاسم عمر بن احمد بن محمد بغدادی سے شیراز میں کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوالحسن علی بن محمد واعظ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ:

هل جزاء الا حسان الا الا حسان (الرحمٰن ۶۰)

نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوسکتا ہے۔

(جب یہ حقیقت ہے تو پھر بتائیے) کہ جو شخص اپنی ذات سے بھی تعلق منقطع کرلے کیا اس کا بدلہ اس کے رب کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے؟ جو شخص ہمارے اوپر صبر کرلے اس کی جزا ہمارا وصل ہے۔ اور جو شخص ہم سے واصل ہو جائے کیا اسکو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ ہمارے اوپر کسی اور کو ترجیح دے۔ کیا دنیا میں مشقت اور تکلیف اٹھانے کی جزا آخرت میں راحت کے سوا اور ہوسکتی ہے؟

جو شخص مصائب اور آزمائشوں پر صبر کرتا رہا کیا اس کی جزا مولیٰ کے تقرب کے علاوہ کوئی اور ہوسکتی ہے؟ وہ شخص جس نے اپنا دل ہمارے حوالے کر دیا تھا کیا اسے ہم اپنے سوا کسی غیر کے حوالے کرسکتے ہیں؟ وہ شخص جو مخلوق سے دور ہو گیا اس کی جزا تقرب الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

۴۲۴:..... میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے سنا ابوبکر رازی سے انہوں نے یوسف بن حسین سے کہتے ہیں کہ ذوالنون مصری سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا:

هل جزاء الا حسان الا الا حسان. (الرحمٰن ۶۰)

نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں۔

کا مطلب ہے کہ میں نے جس جس پر احسان کیا ہے اس کی جزا اور بدلہ یہی ہے کہ میں اپنے احسان کی حفاظت کروں جو کوئی کسی سے احسان کرے گا وہ احسان کے بدلے میں احسان ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ جس پر تو احسان کرے تمہیں چاہئے کہ وہ اپنے اوپر میرے احسان کو بھی یاد کرلو اس طرح نیکی اور احسان کا بدلہ نیکی اور احسان ہوگا۔

۴۲۵:..... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو علی بن محمد حبیبی نے بمقام مرو میں ان کو محمد بن عبداللہ جوہری نے ان کو فیض بن اسحاق نے ان کو

عبداللہ بن ابوعیسیٰ نے کہتے ہیں اہل بصرہ میں سے ایک آدمی تھا ضیغم کہلاتا تھا کھڑے کھڑے عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ بیٹھ گیا (یعنی قیام کے قابل نہ رہا) پھر بیٹھ کر عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ لیٹ گیا (یعنی بیٹھنے کا قابل جب نہ رہا) پھر لیٹے لیٹے عبارت کرتا رہا یہاں تک کہ خوب رویا (یا جب سخت مشقتوں میں پڑ گیا اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا تو) لیٹنا بھی مشکل ہو گیا تو کہا کہ مجھے اٹھا کر بیٹھاؤ (بیٹھ کر) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور کہنے لگا:

سبحانک عجبا للخلیقة کیف انست باحد سواک

مخلوق پر حیران ہوں کہ تیرے سوا کسی ایک کے ساتھ کیسے انس ومحبت کرتی ہے۔

۴۲۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوعثمان حناط نے ان کو احمد بن ابی حواری نے انہوں نے سنا ابو جذیمہ وھب بن ابی حافظ لیثی سے انہوں نے کہا کہ راھبوں میں سے ایک راہب نے کہا تھا کہ جب اللہ کی محبت دل میں جگہ بنا لیتی ہے تو انسان اہل وعیال واولاد کو بھول جاتا ہے۔

اور حافظ لیثی کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی احمد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام خلد کے گرجے میں ایک راہب سے سنا وہ حسن بن شوذب سے کہہ رہے تھے۔ کہ اللہ سے محبت کرنے والا محبت کرنے والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس سے محبت کرے پوری پوری چنانچہ حسن بن شوذب کی چیخ نکل گئی۔

حافظ لیثی کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی احمد نے انہوں نے کہا میں نے سنا مضاء بن عیسیٰ سے کہتے تھے۔ کہ اللہ کی محبت تیرے دل میں اللہ کے لئے عمل کو خود الہام کرے گی بغیر دلیل کے، تجھے اس کی طرف مجبور کرنے لگی۔

۴۲۷:......ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے ان کو ابوعمرو بن سماک نے ان کو جعفر بن محمد رازی نے ابویحیٰی نے ان کو محمد بن عبدالعزیز بن غزوان مروزی نے یعنی ابن رزمہ نے ان کو ابراہیم بن محمد بن اسماعیل کوفی نے حبیب بن ابوالعالیہ سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمٰن ۶۰)

مطلب ہے کہ جس پر میں نے توحید کا انعام کیا اس کی جزا جنت ہی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے؟ ہیں اس روایت کے ساتھ ابراہیم بن محمد کوفی اکیلا ہے اس میں وہ متفرد بھی ہے اور وہ منکر بھی ہے۔

۴۲۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالنصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے ان کو فضل بن عبداللہ یشکری نے انہوں نے سنا فیض بن اسحٰق سے کہتے ہیں انہوں نے کہا فضیل بن عیاض نے فلسفیوں میں سے ایک فلسفی نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں فقط جنت کی لالچ میں اپنے رب کی عبادت کروں تو میری مثال اس برے مزدور کی سی ہو جائے کہ جس کو کچھ دیا جائے تو کام کرے نہ ملے تو کام بھی نہ کرے لیکن اس کی محبت مجھ سے وہ نکلوا سکتی ہے جو اور کوئی چیز نہیں نکلوا سکتی۔

۴۲۹:......ہمیں حدیث بیان کی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے ان کو ابوالفضل عبداللہ بن عبدالرحمٰن زہری نے ان کو ابوعمر دقیقی نے ان کو محمد بن احمد بن مہدی نے کہتے ہیں کہ میں نے علی بن موفق سے سنا جسے میں پورا پورا محفوظ نہیں کرسکا کہتے تھے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے کرتا ہوں تو تو مجھے جہنم میں عذاب دیجو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ تیری عبادت تیری جنت کے ساتھ میری محبت اور اس کے شوق کے لئے ہے تو تو مجھے جنت سے محروم کر دیجو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ میں تیری عبادت میری طرف سے تیری محبت اور تیرے وجہ کریم کی زیارت اور دیدار کے شوق میں ہے تو اسے ایک بار میرے لئے جائز اور ممکن بنا دینا اس کے بعد جو تو چاہے سو کرنا۔

(۴۲۸)...... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۵۳/۴) عن وهب بن منبه.

۴۳۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ قریشی نے مقام ساوہ میں ان کو ابوالعباس بن مسروق زاہد نے ان کو محمد بن معاذ نے ان کو حکیم بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ضیغم بن حلاب نے کہا تھا کہ۔ بیشک اللہ کی محبت نے اللہ والوں کے دلوں کو دنیا کی لذتوں سے مصروف مشغول اور بے خبر کر دیا ہے لہذا ان کے لئے دنیا میں اللہ کی محبت کے ساتھ کسی شے کی کوئی لذت نہیں ہے اور آخرت میں ثواب کے برعکس ان کے نزدیک وجہ کریم کے دیدار یعنی اللہ تعالیٰ کے چہرے انور واقدس کی طرف نظر کرنے کی آرزو کے علاوہ کوئی آرزو نہیں ہے۔

۴۳۱:......ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوعمرو محمد بن محمد نجاد زاہد نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدربہ سے کہتے تھے کہ ذوالنون مصری نے کہا تھا جس کو اللہ کی عبادت نے قتل کیا اس کا خون بہا اس کی جنت ہے اور جس کو اس کی محبت نے قتل کیا اس کا فدیہ اور بدلہ اس کی طرف دیکھتا ہے۔

۴۳۲:......میں نے سنا عبدالملک بن ابوعثمان زاہد سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالحسن علی بن عبداللہ صوفی سے مکہ میں انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی محمد بن وراق نے ان کو عبداللہ بن سہل نے انہوں نے کہا میں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے کہتے تھے کتنی فرق ہے ان دو آدمیوں کے مابین کہ ایک ان میں سے ولیمہ میں جاتا ہے صرف ولیمہ کی نیت سے اور دوسرا ولیمہ میں اس لئے جاتا ہے کہ تاکہ ولیمہ میں جا کر محبوب سے ملاقات کرے۔

(مراد یہ ہے کتنا فرق ہے ان دو انسانوں میں جن میں سے ایک تو جاتا صرف جنت میں داخلے کے لئے دوسرا جنت میں بھی اس لئے جاتا تاکہ اللہ تعالیٰ کو جا کر دیکھے ظاہر ہے دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ (از مترجم)

۴۳۳:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے ان کو محمد بن احمد بن نضر نے خبر دی ہے ان کو عبدالصمد صائغ مردویہ نے کہتے ہیں حضرت سفیان ثوری حضرت بی بی رابعہ عدویہ کے پاس گئے رابعہ نے ان سے کہا کہ اے سفیان تم لوگ اپنے تیئں سخی کس کو کہتے ہو، حضرت سفیان نے فرمایا کہ اہل دینار کے نزدیک تو سخی وہ ہوتا ہے جو اپنے مال کے ساتھ سخاوت کرتا ہو۔ اور اہل آخرت کے نزدیک جو شخص اپنے نفس کی سخاوت کرتا ہو۔ رابعہ نے کہا سفیان آپ نے اس جواب میں غلطی کی ہے حضرت سفیان ثوریؒ نے پوچھا کہ محترمہ اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر رحم کرے آپ کے نزدیک سخاوت کیا ہے؟

رابعہ نے جواب دیا۔ میرے نزدیک سخاوت یہ ہے کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو صرف اس کی محبت کے لئے نہ جزا طلب کرنے کے لئے اور نہ ہی سزا سے بچنے کے لئے نہ احسان کا بدلہ کرنے کے لئے پھر شعر پڑھنے لگیں اور کہا:

لولاک ما طابت الجنان ولا نعیم لجنة الخلد
قوم ارادوک للجنان وقلبی سواک لم یرد

اگر تو نہ ہوتا تو دلوں کے سرور خوشیانہ ہوتے اور نہ ہی جنت کی دائمی نعمتیں ہوتیں
یہ لوگ تو تجھ سے محبت کرتے ہیں جنتوں کے لئے اور میرا دل تیرے سوا کسی شے سے محبت وارادت ہی نہیں کرتا

۴۳۴:......ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو ابوزکریا عبداللہ بن احمد بلاذری حافظ نے ان کو محمد بن عبداللہ عمری نے ان کو ابراہیم بن جنید نے ان کو اسماعیل بن عبدالرحمٰن کوفی نے جو کہ عابد تھے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بہلول دیوانہ ملا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں گا؟ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا۔ سخاوت کیا شئی ہوتی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ خرچ کرنا۔ اور دینا، لوٹانا۔ بہلول نے کہا کہ یہ تو دنیا کی سخاوت ہے۔ آخرت کی سخاوت کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مالک کی فرمانبرداری میں ایک دوسرے سے

جلدی کرنا۔ بہلول بولا، کہ پھر آپ مالک سے جزا اور بدلہ بھی چاہیں گے میں نے کہا کہ بالکل (صرف برابر کا اجر نہیں بلکہ) ایک کے بدلے میں دس۔ بہلول مجنون بولا کہ یہ تو دین میں قبیح اور برا ہے۔ ہاں میرے مالک کی اطاعت کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا درست ہے (جزا اور بدلہ والی بات نہ ہوتا نکہ وہ جب) تیرے دل پر جھانک کر دیکھے تو یہ نہ ہو کہ تو اس سے ایک شئی کے بدلے میں دوسری شئی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (یعنی عمل کے مقابلے اجر وثواب کا۔)

۴۳۵:......ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن حسن نے انہوں نے سنا جامع بن احمد خزاف سے انہوں نے یحیٰ بن معاذ سے سنا کہتے تھے کہ۔

عارف لوگ دو قسم ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس کی عبادت کی ہے اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں اس نے اس کو پہچان لیا ہے۔ لہذا پہلا شخص تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہوتا ہے اپنے نفس سے اپنے نفس کے لئے اور دوسرا شخص خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ سے اللہ ہی کے لئے اور فرمایا کہ خیر کا سرور ہے لہذا سرور نظر کیسا ہوگا؟

حضرت جنید بغدادی سری سقطی کا قول:

۴۳۶:......ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہ انہوں نے سنا علی بن محمد بن جھضم سے مکہ میں کہتے تھے کہ انہوں نے سنا علی بن محمد بن حاتم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید رحمۃ اللہ علیہ (بغدادی) سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور متصوف) سری سقطی کے ہاں ایک رات گذاری، جب کچھ رات گذر گئی اس نے مجھ سے کہا اے جنید کیا آپ سور ہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ کہنے لگا اسی ساعت مجھے حق تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا ہے اے سری کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا تھا؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں یعنی مجھے معلوم نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو ان میں سے سب نے میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کیا میرے بارے میں۔ انہوں نے میری محبت کا دعویٰ کیا تو میں نے دنیا بنا ڈالی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہو گئے۔ باقی رہے ایک ہزار پھر میں نے جنت بنا ڈالی۔ لہذا نو سو جنت میں مشغول ہو گئے باقی رہے ایک سو، لہذا میں نے ان پر آزمائش مسلط کر دی چنانچہ سو میں سے نوے مجھ سے آزمائش کے ساتھ مشغول ہو گئے (وہ اسی میں پھنس کر رہ گئے) باقی بچے صرف دس افراد، میں نے ان سے پوچھا کہ تم کیا چیز ہو کیا شئی ہو؟ نہ تو تم نے دنیا سے محبت کی اور نہ ہی تم نے جنت میں رغبت کی۔ اور نہ ہی آزمائش اور مصیبت سے بھاگے۔ انہوں نے کہا۔ وانک لتعلم ما نرید۔ آپ خوب جانتے ہیں ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر اتنی آزمائش اور مصیبت اتاروں گا کہ جس کی مضبوط پہاڑ بھی طاقت نہیں رکھیں گے تم اس کے لئے پکے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ ایسا کرنے والے نہیں ہیں ہمارے ساتھ؟ تحقیق ہم راضی ہیں میں نے کہا کہ تم ہی میرے سچ مچ بندے اور غلام ہو۔

ذوالنون مصریؒ کا قول:

۴۳۷:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عثمان سے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون سے سنا کہتے تھے تین چیزیں محبت کی نشانیوں میں سے ہیں ناپسندیدہ حالات پر راضی رہنا، پوری استطاعت ومقدور بھر اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا۔ محذور وممنوع میں اس کی طرف سے اختیار ملنے پر تحسین کرنا۔

معرفت کی نشانیاں تین ہیں اللہ کی طرف آنا......اور اللہ کی طرف منقطع ہونا سب مخلوقات سے۔

---

(۴۳۷)...... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۹/ ۳۴۱) من طريق سعيد بن عثمان أبو عثمان. به.

اللہ عزوجل پر فخر کرنا۔ تین چیز اللہ ساتھ توجہ اور لگاؤ کی علامات میں سے ہیں۔ ہر چیز سے اللہ کی طرف بھاگنا۔ ہر شے اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ ہر وقت اللہ کی طرف دلالت کرنا یعنی اسی کا سب کو راستہ دکھانا۔

ذوالنون مصری کا قول:

۴۳۸:...... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا احمد بن علی بن جعفر سے وہ کہتے ہیں میں نے فارس سے سنا وہ کہتے تھے ذوالنون مصری کہتے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کی ہمتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ معرفت کے خلاصے اور نچوڑ سے وہ محبت کے پیالے سے ایک گھونٹ پلائے گئے ہیں لہٰذا وہ چل پڑے ہیں اپنے منہ کے بل اپنے رب کی طرف وہ سیدھے راستے پر چل پڑے ہیں اور اللہ کی رضا کی طرف لپکے ہیں۔

توحید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھو، قرآن سے تفریح وتسکین قلب حاصل کرو، یحییٰ رازی کا قول:

۴۳۹:...... ہمیں خبر دی ابوسعید شعبی نے کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن علی بن حسن بن مثنی صوفی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعلی حسن بن علویہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ رازی سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ کون سی مجلس زیادہ خواہش اور زیادہ چاہت کے لائق ہے اور سب سے زیادہ لذت والی ہے فرمایا کہ میدان توحید میں غور وفکر کرنے والی مجلس میں بیٹھنا۔ آپ کو معرفت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔ اور آپ کو محبت کے پیالے پینے کو ملے گا۔ سبحان اللہ کتنی لذت والی مجلس ہوگی، اور یہ کتنی میٹھی شربت ہوگی پوچھا گیا کہ کون سا کھانا مرغوب ترین ہے؟ فرمایا کہ ایک لقمہ اللہ کے ذکر میں سے صبر کے منہ میں اللہ کی توحید کے ساتھ جسے اللہ کی رضا کے دستر خوان سے اٹھایا گیا ہو اللہ کی عنایت کی نظر کرم کے وقت۔

پوچھا گیا کہ مؤمن کی عید کیا ہے؟ فرمایا کہ ایمان کے ساتھ سرور اور خوشی، اور قرآن کے ساتھ تفریح وتسکین قلبی حاصل کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون (یونس ۵۸)

فرمایا دیجئے اللہ کے فضل اور راحت کے ساتھ اسی کے ساتھ چاہئے کہ خوش ہوں وہ بہتر ہے اس سے جو جمع کرتے ہیں۔

غیر اللہ کے ساتھ مسرور ہونا دھوکہ ہے

۴۴۰:...... ہمیں خبر دی محمد بن حسن سلمی نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا علی بن بندار سے وہ کہتے تھے انہوں نے سنا علی بن عبدالحمید سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ اللہ کے ساتھ سرور ہی درحقیقت سرور ہے اور اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ سرور درحقیقت غرور ہے اور دھوکہ ہے۔

مشہور عابدہ ریحانہ مجنونہ کی دعا

۴۴۱:...... ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو ابوزکریا بلاذری نے ان کو محمد بن عبداللہ معمری نے ان کو ابراہیم حمید نے، ان کو محمد حسین نے ان کو اوس اعور نے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک رات ریحانہ مجنونہ (دیوانی) کو دعا کرتے دیکھا۔ وہ اپنی دعا میں کہہ رہی تھی اے اللہ میں ایسے وجود سے اور جسم سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو تیرے آگے کھڑا بھی نہ ہو سکے۔ اور اندھی ہو جائیں وہ آنکھیں جو تیرے شوق ومحبت میں رو نہ سکیں۔ اور وہ ہاتھ سوکھ جائیں اور شل ہو جائیں جو تیری بارگاہ میں گریہ وزاری کے ساتھ اٹھ نہ سکیں" پھر شعر پڑھتے ہوئے کہنے لگیں:

یا حبیب القلوب انت حبیبی

لم تزل انت منیتی وسوری

اے سارے دلوں کے محبوب تو ہی میرا محبوب ہے۔ تو ہی ہمیشہ میری آرزوؤں کا اور خوشیوں کا مرکز رہے گا۔

ولہان مجنون کی محبت الٰہی کی پکار

۴۴۲:......ہمیں خبر دی محمد بن حسین نے کہتے ہیں انہوں نے سنا محمد بن عبداللہ بن شاذان سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا یوسف بن حسین سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اسی اثنا میں میں نے۔ ولہان مجنون (دیوانہ) کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے (اے اللہ) تیری محبت نے مجھے قتل کر دیا ہے اور تیرے شوق نے مجھے تلف کر دیا ہے۔ اور تیرے ساتھ وصل نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ ملعون ہو جائیں وہ دل جو تیرے سوا کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور گم ہو جائیں وہ خیال جو تیرے ماسوا کے ساتھ انس پکڑتے ہیں۔

مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول:

۴۴۳:......ہمیں خبر دی ابوسعد شعیبی نے ان کو ابوعلی حسین بن محمد زبیری نے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابومحمد حسن بن محمد بن نصر رازی سے شہر بلخ میں انہوں نے یوسف بن حسین سے۔ انہوں نے سنا ذوالنون مصری سے کہتے تھے۔ کہ

اللہ کے ساتھ انس ومحبت بلند ہونے والا نور اور روشنی ہے۔ اور انسانوں کے ساتھ انس ومحبت واقع ہونے والا غم ہے۔

۴۴۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوسعید علاف نے ان کو عبداللہ بن قاسم واعظ نے انہوں نے سنا ابودجانہ سے انہوں نے سنا ذوالنون بن ابراہیم سے وہ کہتے تھے۔

اللہ کے ساتھ محبت کرنا بلند ہونے والا نور ہے اور بندوں کے ساتھ محبت کرنا زہر قاتل ہے۔

محبت۔ وصل۔ شوق کی تین علامات

۴۴۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوعثمان حناط نے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے اللہ کے ساتھ محبت کی تین نشانیاں ہیں۔ خلوت میں لذت محسوس کرنا۔ جلوت سے وحشت ونفرت کرنا۔ وحدت کو شیریں سمجھنا۔ اور (اللہ تعالیٰ) وصل کی تین علامات ہیں۔ تمام حالات میں اللہ کے ساتھ انس ومحبت رکھنا اور تمام اعمال میں اسی کی طرف سکون پانا۔ اور تمام اشغال میں غلبہ شوق (دیدار الٰہی) میں موت کی محبت رکھنا۔ اور فرمایا کہ شوق کی تین علامات ہیں۔ راحت وسرور کے باوجود موت کی محبت۔ اور سکون وآرام کے باوجود زندگی سے نفرت ہمیشہ کا غم ہر ضرورت پوری ہونے کے باجود۔

ریحانہ مجنونہ کے اشعار

۴۴۶:......ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو ابوزکریا عبداللہ بن احمد بن بلاذری حافظ نے ان کو محمد بن عبداللہ معمری نے ان کو ابراہیم بن جنید نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو بکار بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو صالح مری نے انہوں نے کہا کہ میں نے ریحانہ مجنونہ کو دیکھا ان کے پچھلے دامن پر لکھا ہوا تھا۔ (یعنی اللہ کی محبت کی دیوانی)

---

(۴۴۵)...... اخرجه أبونعيم فى الحلية (۹ / ۳۴۱. ۳۴۲) من طريق سعيد بن عثمان. به

انت انسی و منیتی و سروری

قد ابی القلب ان یحب سواکا

تو ہی میری محبت ہے تو ہی میری آرزو ہے تو ہی میرا سرور ہے۔ دل تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کرتی ہے۔

یا عزیزی و منیتی و اشتیاقی

طال شوقی متی یکون لقاکا

اے میرے پیارے اے میرا آرزو اے میرے اشتیاق۔ میرا شوق طویل ہوگیا ہے تیری ملاقات کب ہوگی؟

لیس سولی من الجنان نعیم

غیر انی اریدھا لا راکا

میرا سوال (تجھ سے) جنت کی نعمتوں کا نہیں ہے۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتی کہ میں تیرا دیدار کروں

(سامنے دیکھا تو) سینہ کی جانب لکھا ہوا تھا۔

حسب المحب من الحبیب بعلمه

ان المحب ببابه مطروح

عاشق کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کے محبوب کے علم میں ہے۔ کہ عاشق اس کے دروازے پر پڑا رہے۔

والقلب فیه وان تنفس فی الدجی

بسهام لوعات الهوی مجروح

عاشق اگرچہ رات کی تاریکی میں سانس لیتا ہے مگر دل تو اس کی محبت میں گرم عشق و محبت کے تیروں سے زخمی ہے۔

علی بن سہل کی نصیحت

۴۴۷:......میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کہتا ہے میں نے سنا ابونصر اصفہانی سے کہتے ہیں میں نے سنا ابوجعفر حداد سے وہ کہتے تھے میں نے سنا علی بن سہل سے کہتے تھے:

اللہ کے ساتھ محبت یہ ہے کہ تجھے مخلوق سے وحشت ہو مگر صرف اللہ سے محبت کرنے والوں سے، بے شک اللہ سے محبت رکھنے والوں سے محبت کرنا اللہ سے محبت کرنا ہے۔

عبداللہ رازی کی نصیحت:

۴۴۸:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہتے ہیں میں نے عبداللہ رازی سے کہتے تھے میں نے اسے ابوعثمان کی کتاب سے لکھا تھا۔ اس نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے۔ محبت الٰہی کی علامت۔ غافل لوگوں سے وحشت محسوس کرنا۔ اور وحدت میں سکون محسوس کرنا۔ احباب سے نرمی کرنا ہے۔

ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ رازی سے سنا کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوعثمان سے وہ کہتے ہیں:

جب انسان کے لئے اللہ کے ساتھ خوشی اور سرور کا مقام ٹھیک ہوجائے تو اس سے اس کے ساتھ انس کا مقام پیدا ہوتا ہے اور

جب اللہ کے ساتھ انس ومحبت ٹھیک ہوجائے تو اللہ کے سوا ہر شئی سے وحشت ونفرت کرتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی باپ کو نصیحت:

۴۴۹:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو عثمان حناط نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ اپنی بیٹی کے بارے میں بتاتے تھے کہ اس کی ہتھیلی میں تکلیف ہوگئی تھی انہوں نے اس سے اس کے بارے میں بیمار پرسی کی اور کہا کہ اے بیٹا تیری ہتھیلی اب کیسی ہے؟ اس خاتون نے کہا اے میرے ابا جان، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس کا ثواب (یعنی تکلیف زیادہ کرکے) بڑھا دیا ہے۔ اس قدر کہ میں اس پر کبھی بھی شکر ادا نہیں کرسکتی (فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں اس کے حسن یقین سے خوش ہوگیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اسی بیٹی کے ہاں بیٹھا تھا کہ اچانک میرا چھوٹا بیٹا جس کی عمر ابھی تین سال کی تھی میرے پاس آ گیا میں نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ تو میری بیٹی بولی ابا حضور میں آپ سے اللہ کی قسم کے ساتھ پوچھتی ہوں کیا آپ اس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں بیٹا میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ بیٹی نے کہا میرے ابا جی یہ بات اللہ کے ہاں آپ کے لئے باعث شرم وعار ہے۔ میرے ابا جان میں تو خیال کرتی تھی کہ آپ اللہ کے ساتھ اللہ کے ماسوا کی محبت نہیں رکھتے (یعنی محبت صرف اللہ سے کرتے ہیں اور بس) میں نے اسے جواب دیا کہ بیٹا کیا تم لوگ اولاد سے محبت نہیں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محبت تو خالق کے لئے ہوتی ہے اور اولاد کے لئے رحمت وشفقت ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ فضیل نے (بیٹی کا جواب سن کر خفت محسوس کرتے ہوئے) اپنا سر پیٹ لیا اور کہنے لگے اے میرے پروردگار میری بیٹی نے مجھے (لاجواب) اور ذلیل کردیا ہے اپنی محبت کے بارے میں بھی اور اپنے بھائی کی محبت کے بارے میں بھی (لہٰذا آج کے بعد) مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں تیرے ساتھ کسی کی محبت نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ میں تجھے ملوں (یعنی زندگی بھر) اللہ کے سوا کسی سے محبت نہیں کروں گا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۵۱:......ہمیں خبر دی محمد بن یوسف نے ان کو احمد بن محمد بن زیاد نے ان کو سلم بن عبداللہ ابومحمد خراسانی نے انہوں نے کہا کہ میں نے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے:

اللہ محبت کرنے والا کافی ہے۔ قرآن مونس ودل بہلانے والا کافی ہے، اور موت نصیحت کرنے والا واعظ کافی ہے اور خشیت الٰہی وخوف خدا کے لئے علم کافی ہے۔ اور غافل رہنے کے لئے جہالت کافی ہے۔

ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۴۵۲:......میں نے سنا ابومحمد عبداللہ یوسف سے وہ کہتے تھے میں نے ابواسحٰق ابراہیم بن فراس سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن احمد خواص سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

فضول گوئی کے ساتھ دل کی نرمی کی توقع نہ کرنا۔ حب مال وحب جاہ ومرتبہ کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا مخلوق کے ساتھ انس ومحبت کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا۔

مشہور عابد وزاہد ابراہیم بن ادہم کی بات:

۴۵۳:......ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے ان کو ابوعمرو بن سماک نے ان کو محمد بن علی بن بحر نے ان کو محمد بن ابراہیم برجلانی نے کہ نفیس اور

(۴۵۰)...... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۰۸/۸) من طريق إسحاق عن الفضيل

عمدہ چیزوں کو ترک کرنے میں ان کے کھانے سے زیادہ ان کو لذت ملتی تھی۔

اور بشر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ میں نے خواہشات اور لذات اپنے کمزور بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اے داؤد آپ اپنے دل کو ان میں سے کسی شے کے ساتھ نہ لٹکانا (ورنہ اس پر) سب سے کم تر گرفت جو میں تجھ سے کروں گا وہ یہ ہوگی کہ میں اپنی محبت کی حلاوت تیرے دل سے ختم کر دوں گا۔

ابوالحواری کے بھائی کی بات:

۴۵۴:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوعثمان حناط نے ان کو احمد بن ابوالجواری نے ان کو ان کے بھائی نے انہوں نے کہا بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے سمندر کے ایک جزیرہ میں چار سو سال تک عبادت کی اور اس کے بال لمبے ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ جزیرے کی جھاڑیوں سے گذرتا تو اس کے بال ان کی ٹہنیوں میں الجھ جاتے ایک دن وہ اس جزیرے کی جھاڑیوں اور درختوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک درخت سے گذرا جس پر کسی پرندے کا گھونسلا تھا چنانچہ اس نے اپنے مصلے کی جگہ اس کے قریب منتقل کر دی کہتے ہیں کہ اسے آواز آئی کہ تم نے میرے سوا غیر سے انس کر لیا ہے پس میری عزت کی قسم ہے میں نے تجھے اس مقام سے جس پر تو تھا دو درجے نیچے اتار دیا ہے۔

مشہور بزرگ شبلی کی بات:

۴۵۵:...... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا ابونصر منصور بن عبداللہ اصفہانی سے وہ کہتے ہیں کہ (مشہور بزرگ) شبلی سے دریافت کیا گیا کہ معرفت کی کیا علامت ہے؟ انہوں نے جواب دیا اپنے محبوب کے سوا ہر شئی کے دیکھنے سے اندھا ہو جانا۔ کہتے کہ میں نے شبلی سے اس آیت کے بارے میں سنا تھا:

و ما كنا عن الخلق غافلين. (مؤمنون ۱۷)

ہم اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہیں۔

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے یعنی جو ہم سے قریب ہے، ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں، اور جو ہمارے پاس آئے ہم اس سے مصروف نہیں ہیں۔

علی بن سہلؒ کا قول:

۴۵۶:...... میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوبکر محمد بن عبداللہ طبری سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا علی بن سہل بن ازہر سے وہ کہتے تھے کہ عامل لوگ جیتے ہیں اللہ کے حوصلے میں۔ اور ذکر الٰہی کرنے والے جیتے ہیں اللہ کی رحمت میں۔ عارف لوگ جیتے ہیں اللہ کے لطف کرم میں صادق لوگ جیتے ہیں اللہ کے قرب میں۔ عاشق لوگ جیتے ہیں اللہ کے انس و محبت میں اور اس کی طرف شوق میں۔

ذوالنون مصریؒ کا قول:

۴۵۷:...... ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا علی بن قتادہ سے انہوں نے علی بن عبدالرحمٰن سے ان سے پوچھا گیا کہ محبت اور عشق میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ محبت ایسی لذت ہے جو محبوب کے سوا سب کو دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے۔ پھر جب وہ انتہاء کو پہنچاتی ہے تو اس کا نام عشق رکھا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم سے (ایک موقوف روایت میں) مروی ہے:

حبك الشئي يعمي ويصم.

(۴۵۴)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۱۰/ ۹) من طريق أحمد بن أبي الحواري عن أخيه محمد

تیرا کسی شئی سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔

۴۵۸:...... ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن نے ان کو محمد بن عبداللہ بن شاذان رازی نے ان کو یوسف بن حسین نے انہوں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ شوق (اللہ کو ملنے اور دیکھنے کا) سب سے اونچا درجہ ہے، اور (معرفت الٰہی کا) اونچا مقام ہے، جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ (انتظار) موت کو تاخیر سمجھتا (یعنی موت کو جلدی چاہتا ہے) اپنے رب کے شوق اور اس کی ملاقات اور اس کے دیدار کی محبت کی وجہ سے۔

عشق الٰہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے

۴۵۹:...... ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا عبداللہ بن محمد رازی سے کہتے تھے کہ میں نے ابوعثمان کی کتاب میں سے نقل کیا تھا اور ذکر کیا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے انہوں نے کہا کہ۔ عاشق الٰہی لوگوں کا مقام ان کا شوق ہے ان کے محبوب کی طرف اور ان کا اپنے محبوب کی رضا طلب کرنا اور اس کی خدمت کے لئے حرص کرنا۔

عشق الٰہی کے دس مقام

اور اسی اسناد کے ساتھ شاہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مشتاق لوگوں کے دس مقامات ہیں:

❶...... (اللہ) کے ساتھ قلب کا تعلق۔

❷...... اسی کی طرف سینے کا اڑنا۔

❸...... اس کی یاد اور ذکر کے وقت حرکت کرنا تحریک پیدا ہونا۔

❹...... وحدۃ کے ساتھ انس و محبت کرنا۔

❺...... الفت سے بھاگنا۔

❻...... کلام رحمٰن کے معانی میں تدبر اور غور کرنا۔

❼...... خلوۃ میں بیٹھ کر اپنے نفس پر رونا۔

❽...... اللہ سے فریاد و استغاثہ کرنا۔

❾...... اسی سے سرگوشی کرنا۔

❿...... میرا خیال ہے کہ فرمایا تھا۔ اسی کی ملاقات کا شوق کرنا۔

ابوعثمان نے کہا کہ شوق وہی محبت ہے۔ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی ملاقات کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔ اور ابوعثمان نے اللہ کے اس قول کے بارے میں کہ:

ان اجل الله لا ت. (عنکبوت ۵)

بے شک اللہ کا مقررہ وقت آنے والا ہے۔

فرمایا کہ یہ دراصل عاشق اور مشتاق لوگوں کو صبر دلایا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ گویا کہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اشتیاق میری طرف غالب ہے۔ اور میں نے تمہاری ملاقات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے، عنقریب تمہارا وصال اس ذات کے ساتھ ہو جائے گا جس کی طرف تم مشتاق ہو۔

اور ابوعثمان نے کہا۔ کہ بندے کے دل کو اللہ کے ساتھ جس قدر سرور ملے اسی قدر اس کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔

اور جس قدر اس کا شوق ہوتا ہے اسی قدر اس سے دوری سے اور مستر دہونے سے ڈرتا ہے۔

۴۶۰:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا علی بن بندار سے انہوں نے سنا محفوظ سے اس نے سنا ابوحفص سے کہتے تھے اللہ کی سچی محبت یہ ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تیرے بارے میں غیب میں اور ازل میں اس کا کیا راز ہے۔ کہ اس نے تجھے کس جبلت پر اور کس فطرت پر پیدا کیا تھا؟ اور کون سے دفتر میں تیرا نام اس نے لکھا ہے؟

مالک بن دینارؒ کا واقعہ:

۴۶۱:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے انہوں نے سنا ابوبکر بن دارم سے ان کو فضل بن جعفر نے ان کو عبداللہ بن مسلم انہوں نے کہا کہ مالک بن دینار نے کہا تھا ایک دن میں قبرستان کی طرف نکل گیا دیکھا کہ وہاں دو نوجوان بیٹھے کچھ لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا اللہ تمہارے اوپر رحم کرے تم کون ہو؟ وہ بولے ہم فرشتے ہیں ہم اللہ عزوجل سے محبت کرنے والوں کو لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ دونوں نے کیا مجھے ان لوگوں میں لکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ مالک بن دینار گرے اور بے ہوش ہو گئے پھر ہوش آئی اور بولے میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے نیچے والی سطر میں کیوں لکھا؟ میں تو طفیلی ہوں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا کہ آپ ان میں سے لکھ دیئے گئے ہیں انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے

۴۶۲:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور رمادی نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے ان کو زہری نے ان کو انس بن مالک نے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے بولا میں نے اس کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی جس پر میں اپنی تعریف کروں مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت مع من احب تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ مسلم نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے اور عبدالرزاق سے۔

ابوعلی جوزجانیؒ کا قول:

۴۶۳:......میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے ابوبکر رازی سے انہوں نے ابوعلی جوزجانی سے انہوں نے کہا کہ تین چیزیں عقیدہ توحید میں سے ہیں۔

❶ خوف ❷ امید ❸ محبت۔ گناہوں کی کثرت سے وعید اور عذاب کو دیکھنے کے لئے خوف زیادہ ہوتا ہے۔ اور کثرت ذکر سے اس کے احسان کو دیکھنے کے لئے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ خیر کے اکتساب سے عذاب سے بچنے کے لئے امید زیادہ ہوتی ہے۔

خوف کرنے والا بھاگنے سے بیٹھ کر آرام نہیں کرتا۔ امید کرنے والے طلب کو ترک نہیں کرتا۔ محبت کرنے والا محبوب کے ذکر کرنے سے آرام نہیں کرتا۔ خوف روشن کی ہوئی آگ ہے۔ امید روشن کیا ہوا نور ہے۔ اور محبت نوروں کا نور ہے۔

---

(۴۶۲)...... أخرجه مسلم (۲۰۳۲/۴) عن محمد بن رافع. وعبد بن حميد عن عبدالرزاق. به

یحییٰ بن معاذ کا قول:

۴۶۴:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن حمدان نے ان کو عباد بن عباس رازی نے ان کو محمد بن جعفر اشنائی نے انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے کہتے تھے۔ ہم تو اس کے دستر خوان پر کھانے والے ہیں۔ اگر اپنے فضل احسان سے وہ تجھے کھلا دے تو وہ تجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ بنا دیتا ہے۔ اور اگر وہ تجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ کر دیتا ہے تو وہ تجھ سے محبت کرنے کا احسان کرتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی محبت کا تیرے اوپر احسان کر دے تو اس نے تجھے اپنے قرب کے ساتھ نجات دے دی۔

اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے ابوالحسین وراقؒ کا قول:

۴۶۵: اس میں سے جو میں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی پر پڑھا کہتے کہ ابوالحسین وراق نے کہا تھا۔ کہ محبت الٰہی ایمان باللہ کا شعبہ ہے اور وہ اولیاء اصفیاء کے تمام مراتب کے لئے اصول ہے۔ اللہ کے احسان کو ہمیشہ ذکر کرنے سے محبت کے شگوفے پھوٹتے ہیں جو شخص اپنے اوپر اللہ کے احسان کو دائمی طور پر ذکر کرتا ہے اس کے لئے اللہ کے قرب سے محبت کی نسیم صبا مہکتی ہے۔

ابن العطاءؒ کا قول:

۴۶۶:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا ابوالحسین فارسی سے انہوں نے ابن العطاء سے وہ اس حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها و بغض من اسآء الیها.

فطری طور پر دل اس کی محبت پر جو اس کی طرف احسان کرے اور اس کے بغض پر جو ان کی طرف برائی کرے پر پیدا کئے گئے ہیں (پھر اس کے برعکس) آپ کیسے اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتے حالانکہ ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا تسلسل اور تواتر کبھی آپ سے نہیں رکا اور نہ ہی کبھی ختم ہوگا۔ لیکن یقین کی کمزوری معرفت کی کدورت، ایمان کا نقص، اس کی محبت اور اس کی طرف میلان میں بطور حجاب حائل ہو گیا ہے۔

ابوسعید خزازؒ کا قول:

۴۶۷:......کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسین سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابومحمد جریری سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خزاز سے سنا کہ وہ مذکورہ حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

واعجبا ممن لم یر محسنا غیر اللّٰہ فکیف لایمیل بکلیته الیه.

حیرانی ہے اس انسان پر جو اللہ کے سوا کوئی محسن نہیں دیکھتا پھر بھی مکمل طور پر اس کی طرف کیوں نہیں جھکتا؟

ابوالحسین بن مالک صوفیؒ کا قول:

۴۶۸:......ہمیں خبر دی سعید بن محمد بن احمد شعیبی نے کہا کہ میں نے سنا ابوالقاسم عبداللہ بن حسین صوفی سے انہوں نے ابوالقاسم حسن بن محمد بن احمد صوفی سے کہتے تھے کہ ابوالحسین بن مالک صوفی سے سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا۔ کہ محبت کی علامت کیا ہے؟ جواب دیا کہ ترک ماتحب لمن تحب۔ کہ جس ہستی سے تم محبت کرتے ہو اس کے لئے اپنی پسند ترک کر دینا اور چھوڑ دینا۔

۴۶۹:......میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابوعلی محمد بن ابراہیم بزاز سے انہوں نے سنا ابوعمرو زجاجی سے وہ کہتے

ہیں کہ میں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا۔ بولے کیا آپ اشارہ چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بولے آپ دعویٰ چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بولے پھر کون سی چیز کا تم ارادہ کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ عین محبت فرمایا۔ (کہ محبت یہ ہے) کہ آپ وہی کچھ اور وہی چیز پسند کریں جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں پسند کرتا ہے اور وہ چیز آپ ناپسند کریں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں ناپسند کرتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول:

۴۷۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو جعفر بن محمد بن نصیر۔ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ ہمارے بعض شیوخ نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے غلام اس حال میں نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو ناپسند کرے آپ چوری چھپے وہ کام کریں۔

بشر بن سریؒ کا قول:

۴۷۱:......ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے ان کو ابواحمد بن عدی نے ان کو عبدالصمد بن عبداللہ نے ان کو احمد بن ابوالحواری نے انہوں نے سنا بشر بن سہری سے وہ کہتے تھے کہ یہ محبت کی علامات میں سے نہیں ہے کہ آپ وہ پسند کریں جو آپ کا محبوب ناپسند کرتا ہے۔

ابوالحواری کا قول:

۴۷۲:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابوجعفر رازی سے انہوں نے عباس بن حمزہ سے انہوں نے احمد بن ابوالحواری سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان دارانی سے کہا وہ چیز کیا ہے جس کے ساتھ اہل محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کو پالیتے ہیں۔ فرمایا کہ عفاف اور اخذ کفاف کے ساتھ۔ یعنی حرام سے بچنا، پاکدامن رہنا اور بقدر ضرورت روزی پر قناعت کرنا، سوال نہ کرنا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۳:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو ابوجعفر نے ان کو عباس نے ان کو احمد نے ان کو ابوعبداللہ نباجی نے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت فضیل بن عیاض سے سوال کیا کہ ایک آدمی محبت کی انتہاء کو کب پہنچتا ہے؟ فرمایا کہ جب اس کا تجھے عطا کرنا اور اس کا تجھ سے عطا روک دینا برابر ہو جائیں۔

کلام شاہ

۴۷۴:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا عبداللہ بن محمد رازی سے کہتے ہیں میں نے ابوعثمان کی کتاب سے نقل کیا اور اس نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے۔ کہ محبت کی علامات تین ہیں:

❶......ناپسندی میں اس سے راضی ہونا۔

❷......مشقت میں اس کے ساتھ حسن ظن رکھنا۔

❸......محذور و ممنوع اس کے اختیار کی تحسین کرنا۔

---

(۴۷۱)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۱۰/۷) من طريق أحمد بن أبي الحواري. به

(۴۷۳)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۱۱۳/۷) من طريق أحمد بن أبي الحواري. به.

وفي الإكمال (۳۷۲/۷) : النباجي هو : أبوعبدالله سعيد بن بريد أحد الزهاد يحكي عنه أحمد بن أبي الحواري الدمشقي حكايات.

عبدالواحد بن زید کا قول:

۴۷۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد زکریا نے ان کو محمد بن علی نے ان کو مضاء ابوسعید نے کہتے ہیں کہ عبدالواحد بن زید نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اعمال میں سے صبر پر مقدم ہو سوائے رضا کے اور نہیں جانتا کہ رضا سے زیادہ اشرف اور اعلیٰ وارفع کوئی درجہ ہو وہ محبت جان ہے اور اصل ہے۔

عتبہ غلام کی التجا:

۴۷۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد ازہری نے ان کو غلابی نے ان کو شعیب بن واقد نے وہ کہتے کہ مجھے بات بیان کی قراء میں سے ایک آدمی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ عتبہ غلام کو ایک رات میں نے دیکھا کہ پوری رات صبح تک اس نے اس حال میں گذاردی یعنی پوری رات پھر صبح تک یہ کہتے رہے

ان تعذبنی فانی لک محب و ان ترحمنی فانالک.

اگر آپ مجھے عذاب دیں تو میں تیرا ہی چاہنے والا ہوں اور اگر آپ میرے اوپر رحم کریں تو میں تیرا ہی ہوں۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۷:......اس میں سے ہے جو میں نے پڑھا علی ابی عبدالرحمٰن سلمی کے سامنے۔ انہوں نے کہا کہ یحییٰ بن معاذ نے فرمایا تھا۔ کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے زیادہ نہ ہو، اور برائی کرنے سے کم نہ ہو۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۸:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو احمد بن علی نے ان کو ابراہیم بن فاتک نے ان کو جنید بغدادی نے۔ ان کو حارث محاسبی نے ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ۔ تیرا کسی شئی کی طرف مکمل طور پر میلان اور جھکاؤ محبت ہے۔
پھر اس کے بعد تیرا اس کو ترجیح دینا اپنے نفس پر اور مال پر۔ اس کے بعد تیرا اس کی موافقت کرنا ظاہراً بھی اور مخفی بھی اس کے بعد اس کی محبت میں تیری کوتاہی کا تجھے علم ہونا۔

حضرت جنید بغدادی کا قول:

۴۷۹:......اس میں سے جو میں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی کے سامنے پڑھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جنید بغدادی نے فرمایا تھا کہ:
قوام محبت۔ محبوب کی موافقت کرنا ہے خوشی میں بھی اور ناراضگی اور غصے میں بھی۔ ان سے محبت کے حقیقی حصول کی خوشی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ تمام احوال میں محبوب کی موافقت کرنا پھر انہوں نے شعر کہا:

ولو قلت مت مت سمعاً وطاعة

وقلت لداعی الموت اهلا مرحباً

---

(۴۷۸)......أخرجه القشيري في الرساله (ص ۱۴۶) بنفس الإسناد.

(۴۷۶)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۲۳۵/۶) من طريق محمد بن فهد الحديني قال : كان عتبة يصلي هذا الليل الطويل إذا فرغ رفع رأسه فقال :
سيدي إن تعذبني فإني أحبك وإن تعف عني أحبك

اگر آپ کہیں گے کہ تو مرجا تو میں سمع وطاعت بجالاتے ہوئے مرجاؤں گا اور میں موت کے داعی سے خوش آمدید بھی کہوں گا۔

ابوالحسین بوشنجیؒ کا قول:

۴۸۰:......میں نے عبداللہ بن یونس اصفہانی سے سنا کہ ابوالحسین بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبوب کی معرفت کے ساتھ پوری پوری طاقت واستطاعت صرف کرڈالنا۔اور محبوب باوجود اس کے جو چاہے سو کرے۔

اصمعیؒ کا قول:

۴۸۱:......ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو غلابی نے ابراہیم بن عمر سے ان کو اصمعی نے کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے کہا۔اس وقت جب اسے انہوں نے کسی گناہ میں دیکھ لیا تھا فرمایا افسوس ہے تجھ پر کیا تم اللہ سے محبت نہیں کرتے ہو۔اس نے کہا کہ میں نے کوئی محبت کرنے والا نہیں دیکھا مگر اپنے محبوب کی خوشی چاہتا ہے۔اور جو شخص اس بات سے ڈرے کہ اس سے شکر کے بارے میں سوال ہوگا وہ اپنے نفس کو اور دل کو نعمتوں کے بغیر خوش کرلے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الٰہی میں غور وفکر کرنا

۴۸۲:......ہمیں خبر دی ابوسعید شعیبی نے ان کو ابوالفضل نصر بن محمد صوفی نے انہوں نے سنا ابراہیم بن شیبان سے انہوں نے ابوعبداللہ مغربی سے کہتے ہیں۔کہ ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری رات حضرت آدم علیہ السلام کی شان کی بابت غور فرماتے ہیں اور عرض کرنے لگے اے میرے پروردگار آپ نے خود ہی اسے پیدا فرمایا۔اور آپ ہی نے اس میں اپنی روح پھونکی۔اور آپ نے ہی اس کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کروایا۔پھر آپ نے صرف ایک ہی غلطی کی وجہ سے لوگوں کے منہ پھروادیئے یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں:

وعصیٰ ادم ربه فغوی (طٰہٰ ۱۲۱)

نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس وہ بھٹک گیا۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محبوب کی مخالفت محبوب کے خلاف شدید ہوتی ہے اور سخت ہوتی ہے۔

وھب بن منبہ کا قول:

۴۸۳:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے،ان کو دعلج بن احمد نے ان کو مخول بن محمد نے ان کو ابراہیم بن سعد جوہری نے ان کو اسماعیل بن عبدالکریم نے ان کو عبدالصمد بن معقل نے،ان کو وھب نے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد اپنا سر اٹھا میں نے تجھے بخش دیا ہے سوائے اس کے کہ میرے پاس وہ محبت نہیں ہے جو تھی۔

ذوالنون مصریؒ کا قول:

۴۸۴:......ہمیں خبر دی ابومحمد یوسف اصفہانی نے ان کو ابومحمد عاصم بن عباس نے شہر ہرات میں ان کو ابویعقوب یوسف بن یعقوب نے انہوں نے سنا سعید بن عثمان بن عیاش سے انہوں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا۔بندہ اپنے رب سے کب محبت کرتا ہے فرمایا کہ جب اس سے ڈرتا ہے تو اس سے انس ومحبت کرتا ہے۔کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جو شخص گناہوں سے ملتا ہے وہ در محبوب سے ایک طرف کردیا جاتا ہے۔

ذوالنون مصریؒ کا قول:

۴۸۵:......ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عاصم بن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن موسیٰ بن عیسیٰ دینوری سے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابویعقوب یوسف بن یوسف بن حسین رازی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ میں نے صحرہ بیت المقدس پر چند سطریں لکھی ہوئی دیکھیں لہذا میں ایسے بندے کو لے کر آیا جوان کا ترجمہ کر کے مجھے بتادے اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ کل عاص متوحش، ہر گناہ کرنے والا ڈرتا ہے۔ و کل مطیع مستانس اور اطاعت کرنے والا محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے و کل خائف ھارب۔ اور ہر ڈرنے والا بھاگتا ہے۔ و کل راج ظالب اور ہر امید کرنے والا طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ و کل قانع غنی اور ہر قناعت کرنے والا غنی ہوتا ہے۔ وکل محبّ ذلیل اور ہر عاشق ذلیل ہوتا (ہر محبت کرنے والا عاجز ہوتا ہے۔ ہر محبت کرنے والا کمزور ہوتا ہے) لہذا میں نے ان فقروں پر غور شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو سارے کے سارے اصول ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اپنا عبد اور بندہ بنانا چاہتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ کے اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار:

۴۸۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر عبداللہ نے بن یحییٰ الطلحی نے کوفہ میں ان کو ابوالحریش احمد بن عیسیٰ کلابی نے انہوں نے کہا میں نے حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ یہ شعر کہتے تھے:

ان الملیک قد اصطفی خداما

متو ددین مواطئین کراماً

بیشک بادشاہ (حقیقی) نے کچھ ایسے خدام منتخب کر لئے ہیں جو محبت کرنے والے اطاعت کرنے والے بزرگ ہیں۔

رزقوا المحبة والخشوع لربهم

فتریٰ دموعهم تسح سجاماً

(وہ ایسی خدام ہیں) جو اپنے رب کی محبت اور اس کے آگے عاجزی کرنے کی توفیق دے گئے آپ دیکھیں گے کہ ان کے آنسو مسلسل بہہ رہے ہیں۔

یحیون لیلهم بطول صلاتهم

لا یسئمون اذا لخلی ناماً

اپنی لمبی لمبی نمازوں کے ساتھ اپنی راتوں کو زندہ رکھتے ہیں جب بے فکر لوگ سورہے ہوتے ہیں۔ مگر نہیں تھکتے (لمبے قیام سے)

قوم اذا رقد العیون رأیتهم

صفوا لشدة خوفه اقداماً

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ساری آنکھیں سورہی ہوتی ہیں آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے خوف کی شدت سے (عبادت کے لئے) صف باندھے چلے آتے ہیں۔

وتخالهم موتی لطول سجودهم

یخشون من نارا لهٗ غراماً

ان کے لمبے لمبے سجدوں کی وجہ سے آپ انہیں خیال کریں گے کہ وہ مرچکے ہیں (مرے نہیں بلکہ وہ) معبود حقیقی کی جہنم کے عذاب سے

ڈرتے ہیں۔

شغفوا بحب الله طول حياتهم

فتجنبوا لوداده اثاماً

زندگی بھر کے لئے اللہ کی محبت ان کے دلوں کی گہرائی میں رچا بسا دی گئی ہے، لہٰذا وہ اسی کی محبت کے لئے گناہوں کی آلودگی سے الگ ہوکر صاف ستھرے ہوگئے ہیں۔

سری سقطیؒ کا قول:

۴۸۸:.....ہمیں خبر دی ابوسعید شعیبی نے ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن محمد یعقوب مفید نے کہتے ہیں کہ میں نے جنید بن محمد سے سناوہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سناوہ کہتے تھے حالانکہ میں نے اس کے ساتھ ایک دن محبت کے معاملے میں کچھ بات کی تھی چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اپنی کلائی پر مارا اور اس کے چمڑے کو کھینچا پھر فرمایا اللہ کی قسم اگر میں یہ کہوں کہ اس نے اس پر اللہ کی محبت میں ظلم کیا ہے تو میں سچا ہوں گا پھر اس پر بیہوشی طاری ہوگئی پھر اس کا چہرہ روشن ہوگیا یہاں تک چاند کی طرح ہوگیا۔

سری سقطیؒ کا ایک شعر:

۴۸۹:.....میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ابونصر موسیٰ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا جعفر خلدی سے انہوں نے سنا جنید بغدادی سے کہتے ہیں کہ کسی آدمی نے سری سقطی سے کہا آپ کیسے ہیں؟ پھر اس نے شعر کہا:

من لم يبت والحب حشو فواده

لم يدر كيف تفتت الاكباد

جس شخص کی رات اس حالت میں نہیں گذرتی کہ اس کے دل کے اندر محبت بھری ہوئی ہو وہ یہ کیسے جانے کہ عاشقوں کے جگر کیسے پھٹتے ہیں؟

سری سقطیؒ کے اشعار:

۴۹۰:.....ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد نے ان کو بات بتائی جنید بن محمد نے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سری سقطی نے میرے پاس ایک رقعہ بھیجا اور فرمایا کہ اس رقعہ کو حفاظت سے رکھنا (میں نے دیکھا تو) اس میں یہ اشعار لکھے تھے:

ولما شكوت الحب قال كذبتني

فمالي ارى الا عضاء منك كواسياً

جب بھی میں نے (درد) محبت کی شکایت کی اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا، اب میرے پاس (کوئی چارہ نہیں سوا اس کے کہ) میں دیکھوا عضاء کو تیری محبت میں کھال کا لباس پہننے والا۔

فما الحب حتى يلصق الجلد باالحشى

وتذبل حتى لا تجيب المناديا

پس نہیں ہے محبت (اس وقت تک) جب تک کہ کھال آنتوں سے نہ لگ جائے اور تو گھل جائے یہاں تک کہ تو آواز دینے والے کا جواب بھی نہ دے سکے۔

وتنحل حتى لا يبقى لك الهوى

سوى مقلة تبكي بها او تنا جيا

اور گھل جا تو یہاں تک کہ تیری کوئی بھی خواہش باقی نہ رہے، سوائے آنکھ کے جس کے ساتھ تو روتے یا مناجات کرے۔

(۴۹۰)...... أخرجه القشيري في الرساله (ص ۱۴۶) من طريق الجنيد. به.

حسن بن محمد ابن الحنفیہ کا قول اور اشعار:

۴۹۱:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حناط نے ان کو محمد بن بشر کندی نے ان کو ابراہیم بن مسلم مزنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہا حسن بن محمد ابن الحنفیہ نے جو شخص کسی محبوب سے محبت کرتا ہے تو اس سے بغض و نفرت نہیں کرتا۔ پھر شعر کہا:

تعصى الا له وانت تظهر حبه

عار عليک اذا فعلت شنيع

معبود حقیقی کی تو نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس سے محبت کا اظہاری کرتا ہے یہ بات تیرے لئے باعث شرم ہے جب تو یہ فعل قبیح کرتا ہے۔

لو كان حبک صادقاً لا طعته

ان المحب لمن احب مطيع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا۔ بے شک عاشق اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا:

ماضر من كانت الفردوس منزله

ماكان في العيش من بؤس و اقتار

جس شخص کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہو اس کو یہ بات کوئی نقصان نہیں دے سکتی کہ دنیوی زندگی میں سختی بھوک اور افلاس ہو۔

تراه يمشي حزيناً خائفاً شيعثاً

الى المساجد يسعى بين اطمار

(خواہ) آپ دیکھیں اس کو اس حال میں کہ خوف زدہ پریشان حال مغموم چلتا پھرتا ہے (تمام پریشانیوں کے باوجود) مساجد کی طرف دوڑتا ہے پرانے طمار میں۔

رابعہ بصریہ کا قول:

۴۹۲:......ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہتے ہیں میں نے سنا ابو نصر محمد بن محمد بن اسماعیل سے کہتے تھے میں نے سنا ابو القاسم رازی واعظ سے کہتے تھے کہ میں نے ابو دجانہ سے وہ کہتے تھے کہ رابعہ بصریہ پر جب محبت الٰہی کا غلبہ ہوتا یہ کہتی تھیں۔

تعصى الااله وانت تظهر حبه

هذا محال في الفعال بديع

معبود کی تو نافرمانی کرتا ہے اور تو اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے یہ محال ہے اور فعل و عمل کے اعتبار سے عجیب بات ہے۔

لو كان حبک صادقاً لاطعته

ان المحب لمن احب مطيع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو ضرور اس کی اطاعت کرتا بے شک محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا اس کا مطیع ہوتا ہے۔

ایوب سختیانی کا قول:

۴۹۳:.....ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے ان کو محمد بن احمد بن محمد بن حماد قرشی نے ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن جعفر طبری نے ان کو اپنے حافظہ سے لکھ رہا تھا فرمایا کہ میں نے سنا تھا محمد بن ہارون فقیہ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا سختیانی سے وہ کہتے تھے اسماعیل بن قاسم ابوالعتاھیہ کے قول کے ساتھ تمثیل پیش کرتے تھے۔

تعصی الا الله و انت تظهر حبه

هذا محال فی القیاس بدیع

تو معبود کی نافرمانی کرتا ہے اور تو اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے یہ محال ہے اور عقل میں عجیب ہے۔

لو کان حبک صادقاً لاطعته

ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تیری محبت صادق ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا محبّ اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

ابوعمر بن سعید جرجانی کے اشعار:

۴۹۴:.....ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے انہوں نے سنا ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبداللہ جرجانی واعظ سے کہتے ہیں کہ ہمیں نیک بندے ابوعمر بن سعید جرجانی نے اپنے اشعار سنائے۔

وحبان فی قلبی محال کلاهما

محبة فردوس و دار غرور

میرے دل میں بیک وقت دو محبتیں موجود ہونا محال ہے (دو محبتیں) جنت الفردوس کی اور دھوکہ والے گھر (یعنی دنیا) کی ہیں۔

ومن یرج مولاه ویرجو جواره

یسابق فی الخیرات غیر فتور

جو شخص اپنے مولیٰ کے ملنے کی اور اس کی ہمسائگی کی امید کرتا ہے بغیر کسی رکنے کے مسلسل نیکیوں میں مسابقت کرتا ہے۔

ومن صادق من یدعی حب ربه

وامسی عن اللذات غیر صبور

اور جو شخص اپنے رب کی محبت کا ادعا (جھوٹا دعویٰ) کرتا ہے ہمیشہ لذات کے لئے بے صبر رہتا ہے۔

اویسئلوا عن الدنیا وعن کل شهوة.

وعن کل مایودی بوصل سرور

یا دنیا کا سوال کرتے ہیں اور ہر شہوت ولذت طلب کرتے ہیں اعراض کرتے ہیں اس چیز سے جو وصل وسرور تک پہنچادے۔

منذر بن جارود اور فرزدق کا واقعہ:

۴۹۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن حمدان صیرفی نے مرو میں ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا قرشی نے ان کو عباس بن فرج نے ان کو اصمعی نے سلام بن مسکین سے فرمایا کہ مالک بن منذر بن جارود جیل میں گیا تو فرزدق شاعر بیٹھا تھا۔ منذر بن جارود نے اس سے کہا کہ کیا ابھی تک تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تو پاک دامن عورتوں کو برائی کی تہمت لگانے سے باز آجائے؟ وہ کہنے لگا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ مجھے میری

دونوں آنکھوں سے جن کے ساتھ میں دیکھتا ہوں زیادہ محبوب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجھے عذاب دے گا۔

ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کے محفل میں ایک شخص کا رونا اور اہل مجلس کو بھی رلانا:

۴۹۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوعبداللہ محمد بن عباس عصمی سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر بن ابوعثمان سے وہ کہتے ہیں) کہ میں نے اپنے والد۔ ابوعثمان سے سنا فرماتے تھے کہ میری مجلس میں ایک ردی اہل بغداد میں سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابوعثمان یہ بتائیے کہ بندہ اپنے مولیٰ کی محبت میں کب سچا ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس وقت بندہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے خالی ہو جائے اس وقت اس کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں اس نے اپنے سر میں مٹی ڈال لی اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور بولا کہ میں کیسے اللہ کی محبت کا دعویٰ کر سکتا ہوں جب کہ میں آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی سے خالی نہیں رہا کہتے ہیں، اس پر حضرت ابو عثمان اور اہل مجلس رو پڑے۔ کہتے ہیں کہ ابوعثمان رونے لگے اور اپنے رونے کے دوران کہا کہ یہ شخص اللہ کی محبت میں سچا ہے، مگر اللہ کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات جو ابوعثمان نے اس کے بارے میں فرمائی اس شخص کی محبت کی سچائی کی اگرچہ عملی زندگی میں اس میں کوتاہی کرتا تھا۔ یہ بات کہنا اس شخص کے حق میں (بہت بڑے عالم کی) شہادت ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۴۹۷:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعوب نے ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو محمد بن کناسہ نے ان کو اعمش نے ان کو شقیق نے ابوموسیٰ سے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ۔ ایک آدمی قوم (مسلم) سے محبت کرتا ہے مگر ابھی تک ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المرء مع من احب. آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے اعمش کی حدیث سے۔

اور اس سند میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اعمش سے اس نے شقیق سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور دونوں نے اس کو بھی صحیح میں نقل کیا ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۴۹۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو زکریا بن یحییٰ نے ان کو سفیان نے زہری سے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری رکھی ہے؟ کچھ اس نے زیادہ بات نہیں کی بس یہی کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انت مع من احببت.

تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

عبداللہ خمار پر حد شراب جاری ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا

۴۹۹:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق صاغانی نے ان کو عبداللہ بن صالح نے ان کو لیث

(۴۹۷)...... أخرجه البخاري (۶۱۶۹/۷/۴) ومسلم (۲۰۳۴/۴) من طريق الأعمش عن شقيق. به.

(۴۹۸)...... أخرجه مسلم (۲۰۳۲/۸) طريق سفيان بن عيينة عن الزهري. به

نے ان کو خالد بن یزید نے ان کو سعید بن ہلال نے زید بن اسلم سے ان کو ان کے باپ نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبداللہ تھا اور لقب حمار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شراب پینے کی حد جاری کی تھی۔ ایک دن لایا گیا اسے کوڑے مارے گئے جماعت میں سے کچھ لوگوں نے کہا اللھم العنہ اے اللہ اس کو لعنت فرما کتنی زیادہ ہے اس کا یہ عمل (شراب نوشی) جس میں اسے پکڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتلعنه فو الله ماعلمت انه ليحب الله و رسوله.

اسے لعنت نہ کیجئے پس قسم ہے اللہ کی میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا۔

بخاری نے صحیح میں اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے۔

اور یہ روایت دراصل ابوعثمان کے قول کی تصدیق بن جاتی ہے پیچھے جو گذرا ہے کہ انہوں نے مجمع میں رونے والے آدمی کے بارے کہا گیا کہ اللہ کی محبت میں سچا ہے اس کے حق میں کوتاہی کرتا ہے۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مذکورہ واقعہ میں اس شخص کی شراب نوشی کے باوجود اس کو محبت کرنے والا قرار دیا ہے۔

اسلامی سزائیں تادیب کے لئے ہیں اور تطہیر کے لئے ہیں تحقیر وتذلیل کے لئے نہیں ہیں

میں کہتا ہوں کہ بخاری کی مذکورہ روایت پر غور فرمائیے کہ حد شراب جاری ہو جانے کے بعد، عبداللہ پر لعنت کرنے سے منع فرمایا گیا جس سے یہ مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

❶......یہ دلیل شرعی ہے اس بات کی حد جاری ہونے کے بعد انسان تطہیر کے عمل سے گذر جاتا ہے اس کے بعد اسے برا کہنے کی اجازت نہیں ہے۔

❷......یہ کہ حدود شرعیہ کا مقصد انسانیت کی تحقیر وتذلیل نہیں مجرم کی صرف تادیب مقصود ہے لہذا یہ سزائیں وحشیانہ نہیں ہیں۔

❸......یہ کہ وہ شخص اس کے باوجود بدستور مومن اور محبّ اللہ ومحبّ رسول رہا تھا اس کا ایمان واسلام ختم نہیں ہو گیا تھا۔

❹......شارع علیہ السلام نے اسکو باوجود شراب نوشی کے محبّ اللہ کے اور محبّ رسول کا نام سے موسوم کیا۔ (از مترجم)

شیخ سمنون کا قول:

۵۰۰:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر رازی سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوعلی حافظ سے کہتے تھے کہ شیخ سمنون سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا کہ محبت صاف وخالص ہونا ذکر کے دوام کے ساتھ ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۵۰۱:......ابوعبدالرحمٰن نے کہا کہ حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی محبت کی علامت ذکر اللہ پر مداومت کرنا ہے۔ اس لئے جو شخص کسی شئی کو پسند کرتا اس کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے۔

---

(۴۹۹)...... أخرجه البخاري (۱۲/۷۵ فتح) عن يحيى بن بكير عن الليث. به

شیخ حلیمی کا قول:

❶......شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ محبت کو لازم پکڑنا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص کسی شئی سے محبت کرتا ہے اس کے ذکر کو لازم کر لیتا ہے اس کا دل۔ گویا کہ اللہ کی محبت اس کے ذکر کو لازم کر لینا ہے۔

❷......شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص نے محبت کی یہ تعریف کی ہے یعنی محبت بمعنی لزوم، لازم پکڑنا۔

یہ اہل زبان کے قول کے مطابق وموافق ہے۔ اس لئے کہ اہل زبان کہتے ہیں، احب الجمل۔ اونٹ نے لازم کر لیا ہے یہ محاورہ اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ اذ ابرک فلزم مکانہ۔ جب اونٹ گھٹنے ڈال کر بیٹھ جائے اور اپنی جگہ کو لازم پکڑے۔

بعض فلسفیوں کا قول

۵۰۲:......ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد بن نصیر نے ان کو ابو العباس بن مسروق نے انہوں نے سری بن مفلس سے کہتے ہیں کہ میں نے بعض فلسفیوں کی کلام سے پڑھا تھا۔

شرمندگی پشیمانی۔ اور ڈانٹ سے وہ شخص دور رہے گا جس کا دل ذکر اللہ سے جدا نہیں ہوتا۔ سچا بندہ ہونے کے لئے اللہ کا دائمی ذکر کافی ہے۔

ذوالنون مصری کا قول:

۵۰۳:......ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر حفید سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے اپنے دادا یعنی عباس بن حمزہ سے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ:

عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنی ہے لہذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اللہ کا ذکر ہے اور کسی مالک کے دروازے پر سواری کی اونٹنی کو بیٹھا دینا اور اس کے ساتھ انس پکڑنا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا وہ کہتے تھے۔ جو شخص اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ عبدیت کا مزہ پا لیتا ہے۔ اور ذکر وطاعت کی لذت کو پا لیتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کے بدن کے بھی قریب تر ہوتا ہے ان کو ہموم اور غموم اور خطرات سے دور کر لیتا ہے۔

فصل:......ذکر اللہ کی مداومت کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ اور دائمی طور پر کرنا۔ جس کے ضمن میں ہم نے محبت الٰہی کی علامات بھی بیان کی ہیں یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور اس آیت میں آیا ہے۔

(۱)......یاایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا۔ (احزاب ۴۴)

اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا زیادہ اور تسبیح وپاکیزگی بیان کرو اس کی صبح وشام۔

(۲)......فاذکرونی اذکرکم۔ (البقرۃ ۱۵۲)

یاد کرو تم مجھ کو میں یاد رکھوں گا تمہیں۔

فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ان احوال کے بارے میں جن میں ذکر کرنا مستحب ہے۔ اور ذکر کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔ اور ذکر کرنے پر ابھارنے کے لئے۔ کئی اخبار واحادیث ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ذکر کی کثرت کرنے پر ابھارنے کے بارے میں آئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسی حدیث بھی ذکر کی ہے جو کہ ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد (مندرجہ ذیل

حدیث) ذکر فرمائی ہے۔

۵۰۴:......جو ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو زکریا عنبری نے ان کو ابوعبداللہ بوشنجی نے ان کو امیہ بن بسطام نے ان کو یزید بن زریع نے ان کو روح بن قاسم نے ان کو علاء نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ایک راستے پر چل رہے تھے، آپ ایک پہاڑ پر سے گذرے اسے جمدان کہا جاتا تھا آپ نے فرمایا چلو پھر سیر کرو) یہ پہاڑ جمدان ہے۔ پھر فرمایا کہ مفرد۔ لوگ (اللہ کو ایک قرار دینے والے) سبقت کر گئے ہیں۔ آگے بڑھ گئے ہیں۔ اصحاب نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفردون کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔

اس کو مسلم نے صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۵۰۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسین احمد بن عثمان مقری نے بغداد میں ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو ابوعامر عقدی نے ان کو علی بن مبارک نے ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ان کو عبدالرحمٰن بن یعقوب مولیٰ الحرقہ نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفردون سبقت کر گئے ہیں۔ میں نے پوچھا مفردون کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر میں کثرت کرتے ہیں (ذکر میں مگن رہتے ہیں منہمک رہتے ہیں)۔

ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں

۵۰۶:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن محمد صبیح نے ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے ان کو اسحاق بن راھویہ نے ان کو محمد بن بشر عبدی نے ان کو عمر بن راشد یمامی نے ان کو یحییٰ بن ابی کثیر نے۔ ان کو سلمہ نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا کہ چلو مفردون سبقت کر گئے ہیں۔ کہا گیا یارسول اللہ مفردون کون ہیں؟ فرمایا اللہ کے ذکر کی کثرت کرنے والے ذکر کے رسیا ذکر میں مگن رہنے والے ذکر اللہ ان سے ان کے ثقل اور بوجھ ہلکے کر دے گا لہٰذا قیامت کے دن وہ ہلکے پھلکے آئیں گی۔

ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کا بوجھ ذکر اتار دے گا

۵۰۷:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔ ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابوالدنیا نے ان کو محمد بن یزید عجلی نے ان کو محمد بن بشر نے پھر انہوں نے اس کو اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی مذکور کی مثل سوائے اس کے کہ یہ کہا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ذکر کے ساتھ کثرت کرتے ہیں ذکر ان سے ان کے بوجھ اتار دے گا۔ اور اس کا مابعد ذکر نہیں فرمایا اور پہلی اسناد زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم۔

جو شخص شب بیداری مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کر سکتا وہ ذکر کی کثرت کرے

۵۰۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ اور ابوصادق عطار نے دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو اسرائیل نے ان کو ابویحییٰ قتات نے ان کو مجاہد نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

(۵۰۴)...... أخرجه مسلم (۲۰۶۲/۴) عن أمية بن بسطام العيشى

(۵۰۵)...... أخرجه الترمذى (۳۵۹۶) من طريق يحيى بن أبى كثير. به وقال الترمذى: حسن غريب.

وأخرجه الحاكم (۴۹۵/۱، ۴۹۶) بنفس الإسناد وصححه ووافقه الذهبى.

(۵۰۶)...... أخرجه ابن عدى (۱۶۷۵/۵) من طريق عمر بن راشد اليمامى. به ولكن عنده (أبوالدرداء) وينفرد عن يحيى بأحاديث عداد وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق.

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے رات کی عبادت کرنے سے اور اس کی مشقت اٹھانے سے قاصر ہے۔ اور مال خرچ کرنے سے بخیل ہے۔ اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدل ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے ذکر کی کثرت کرے۔

ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے

۵۰۹:......ہمیں خبر دی شیخ امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ان کو اسحاق بن بکر نے ان کو ان کے والد نے ان کو جعفر بن ربیعہ نے ربیعہ بن یزید دمشقی سے ان کو اسماعیل بن عبداللہ مولیٰ بنی مخزوم نے کہتے ہیں کہ میں بی بی ام درداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب میں نے سلام کیا تو بیٹھ گیا کہ میں کریمہ بنت حسحاس مزنیہ سے سنا فرمایا کہ وہ بی بی ام درداء کی سہیلی تھی کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا ان کے گھر میں ام درداء کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کتنے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے۔ اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ متحرک ہوتے ہیں۔

۵۱۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے سنا ابن جابر سے ان کو بیان کیا اسماعیل بن عبیداللہ نے کریمہ بنت حسحاس مزنیہ نے وہ کہتی ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ہم ان کے یعنی ام درداء کے گھر میں تھے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ۔ تیرے رب نے فرمایا ہے۔

میں اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے اور جب تک اس کے ہونٹ میرے ساتھ متحرک رہتے ہیں۔

اسی طرح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسماعیل بن عبیداللہ سے اور روایت کیا ہے اس کو اوزاعی نے اسماعیل سے انہوں نے ام درداء سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ مرفوع اور دوسری دفعہ موقوف طریقہ سے اور دونوں کی روایت اوزاعی کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور آنے والی روایت کا معنی ومفہوم بھی ذکر کیا ہے۔

قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہوگا جو ذکر سے خالی گذاری تھی۔

۵۱۱:......اس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو حسین بن علی حافظ نے ان کو اسحاق بن ابراہیم بن یونس نے مصر میں، ان کو یزید بن سنان نے ان کو عمرو بن حصین نے ان کو محمد بن علاثہ نے ابراہیم بن ابی عبلہ سے ان کو عمر بن عبدالعزیز نے عدوۃ نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ

(۵۰۸)...... أخرجه الطبراني في الكبير (۱۱/۸۴) من طريق أبي يحيى القتات وقال الهيثمي في المجمع (۱۰/۷۴) أخرجه البزار و الطبراني وفيه أبويحيى القتات وقد وثق وضعفه الجمهور وبقية رجال البزار رجال الصحيح.

(۵۰۹)...... قال الحافظ في الفتح (۱۳/۵۰۰) أخرجه البيهقي في الدلائل من طريق ربيعة بن يزيد الدمشقي. به وأخرجه أحمد أيضاً وابن ماجة والحاكم من رواية الأوزاعي عن إسماعيل بن عبيدالله عن أم الدرداء عن أبي هريرة ورواه ابن حبان في صحيحه من رواية الأوزاعي عن إسماعيل عن كريمة عن أبي هريرة. ورجح الحفاظ طريق عبدالرحمن بن يزيد بن جابر وربيعة بن يزيد ويحتمل أن يكون عند إسماعيل عن كريمة وعن أم الدرداء معاً وهذا من الأحاديث التي علها البخاري ولم يصلها في موضع آخر من كتابه.

(۵۱۱)...... قال الهيثمي في الجمع (۱۰/۸۰) ورواه الطبراني في الأوسط وفيه عمرو بن الحصين العقيلي وهو متروك وأخرجه أبونعيم في الحلية (۵/۳۶۱، ۳۶۲) من طريق عمرو بن حصين. به وقال أبونعيم.

غريب من حديث عمر بن عبدالعزيز وإبراهيم تفرد به ابن علاثة

عنہا نے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی ساعت نہیں گذرتی ابن آدم پر جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا مگر اس ساعت پر قیامت کے دن افسوس کرے گا۔

اس سند میں ضعف ہے ہاں مگر اس کے حدیث معاذ سے شواہد ہیں۔

۵۱۲:......ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابوعمرو بن مطر نے ان کو جعفر بن محمد بن مستفاض فریابی نے ان کو سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ان کو یزید بن یحییٰ قرشی نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن سعدان نے ان کو جبیر بن نضیر نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ اہل جنت کسی شے پر حسرت وافسوس نہیں کریں گے مگر اسی ساعت پر جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔

ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا

۵۱۳:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اہل جنت کسی ساعت پر حسرت وافسوس نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جوان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انہوں نے ذکر اللہ نہ کیا ہوگا۔

یعقوب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث محمود بن خالد نے سلیمان بن عبدالرحمٰن سے بیان کی ان کو یزید بن یحییٰ نے ابو خالد نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نضر نے یعنی معاذ سے۔

ذکر کے سوا ہر فالتو کلام بندے پر وبال ہوگا

۵۱۴:......ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے ان کو عباس دوری نے ان کو محمد یزید بن خنیس نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سفیان ثوری کے پاس مکہ میں ان کی بیمار پرسی کرنے کے لئے پہنچے ہمارے اوپر سعید بن حسان مخزومی بھی پہنچ گئے سفیان ثوری نے ان سے کہا وہ حدیث جو آپ نے مجھے ام صالح سے بیان کی تھی اس کو میرے سامنے ذرا دہرایئے سعید نے ہاں کی (اور شروع ہو گئے) مجھے حدیث بیان کی ام صالح نے ان کو صفیہ بنت شیبہ نے ان کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ابن آدم کا ہر کلام اس کے اوپر وبال ہے اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھائی کی تلقین کرنے اور برائی سے روکنے کے) اور سوائے اللہ کے ذکر کے۔

تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے

۵۱۵:......ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابو

---

(۵۱۳)...... قال الهيثمي (۱۰/۷۴) أخرجه الطبراني ورجاله ثقات وفي شيخ الطبراني محمد بن إبراهيم الصوري خلاف وعزاه السيوطي في الجامع الصغير (۷۷۰۱ فيض) للطبراني والبيهقي في الشعب ورمزله السيوطي بالحسن وانظر الديلمي (۵۲۴۴)

(۵۱۴)...... أخرجه الترمذي (۲۴۱۲) من طريق محمد بن يزيد. به.

وقال الترمذي حسن غريب لانعرفه إلا من حديث محمد بن يزيد بن خنيس.

(۵۱۵)...... أخرجه الترمذي (۳۳۲۹) من طريق معاوية بن صالح. به.

صالح نے ان کو معاویہ بن صالح ان کو عمرو بن قیس کندی نے ان کو عبداللہ بن بسر نے انہوں نے کہا کہ دو دیہاتی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ کون سے لوگ بہتر ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ شخص جس کی عمر لمبی ہو جائے اور اس کے عمل نیک ہوں۔ دوسرے نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اسلام کے احکامات تو بہت ہیں میرے اوپر آپ مجھے کسی ایسی بات کا حکم فرمایئے کہ جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ تر رہنی چاہئے۔

موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر ہو

۵۱۶:......ابو عبداللہ حافظ نے ہمیں خبر دی ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حمید بن داؤد قیسی نے ان کو یزید بن خالد نے ان کو عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان نے ان کو خبر دی ابو صالح بن ابو طاہر عنبری نے ان کو خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور نے ان کو محمد بن اسماعیل اسماعیلی نے ان کو عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو ابن ثوبان نے اپنے والد سے ان کو مکحول نے ان کو جبیر بن نفیر نے ان کو مالک بن یخامر نے ان کو معاذ بن جبل نے انہوں نے اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

ای الا عمال احب الی اللہ

اللہ کے نزدیک کون سے اعمال پسندیدہ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔ یہ کہ تم اس حال میں مرو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر کے ساتھ تر ہو (یعنی ذکر اللہ کرتے ہوئے موت آئے) دونوں کے الفاظ برابر ہیں۔ سوائے اس کے کہ ابو عبداللہ نے کہا کہ حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا۔

۵۱۷:......ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے ان کو ابو بکر محمد بن مھرویہ بن عباس بن سنان رازی نے ان کو ابو حاتم رازی نے بطور املاء کے ان کو قبیصہ بن عقبہ نے ان کو سفیان نے ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے طفیل بن ابی بن کعب سے اس نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب رات کی ایک تہائی گذر جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت سے اور موت سے ڈرانا

لوگو! اللہ کا ذکر کرو اللہ کو یاد کرو آ گئی ہے کانپنے والی نیچے آئے گی اس کو پیچھے آنے والی (قیامت) موت اپنی تمام ہلاکتوں کے ساتھ آ گئی اور موت اپنی تمام مصیبتوں سمیت آ گئی ہے۔

۵۱۸:......ہمیں خبر دی ہے ابو علی بن شاذان نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو محمد بن خنیس غزی نے ان کو یحییٰ بن سلیم طائفی نے ان کو اسماعیل بن امیہ نے ان کو نافع نے ان کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا

---

(۵۱۶)...... قال المنذری فی الترغیب (۳۹۵/۲) رواہ ابن أبی الدنیا والطبرانی والبزار وابن حبان فی صحیحہ من طریق مالک بن یخامر عن معاذ. بہ.

(۵۱۷)...... أخرجہ الترمذی (۲۴۵۷) والحاکم (۵۱۳/۲) من طریق قبیصة. بہ.

وقال الترمذی حسن صحیح، وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی

(۵۱۸)...... أخرجہ الترمذی (۳۳۷۷) وابن ماجة (۳۷۹۰) من طریق عبداللہ بن سعید بن أبی ہند. بہ.

میں تمہیں تمہارے اچھے اعمال کے بارے میں خبر نہ دوں جو تمہارے درجات کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع ہوں۔اور تمہارے لئے ان سے بہتر ہوں جن کو سونا چاندی دیا گیا ہے۔اور اس اعتبار سے بھی بہتر ہوں کہ اگر تم صبح صبح دشمن پر حملہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ (یعنی جہاد کرو) لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں، یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا:

فاذکروا اللّٰہ کثیراً.

بس اللہ کے ذکر کی کثرت کرو۔

اچھے اعمال

۵۱۹:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو ابراہیم ابن حمزہ نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث مخزومی نے ان کو عبداللہ بن سعید ابن ابوہند نے ان کو زیاد بن ابوزیاد مولیٰ ابن عیاش نے ان کو ابوالبحریہ نے ان کو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیا میں تمہیں تمہارے اچھے اعمال کی خبر نہ دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک زیادہ رضا والے ہوں اور تمہارے درجات میں اعلیٰ وارفع ہوں۔اور تمہارے لئے سونے چاندی کے عطا کرنے سے بہتر ہوں۔اور اس سے بہتر ہوں کہ اگر تم اپنے دشمن سے ٹکرا جاؤ وہ تمہاری گردنیں ماریں اور تم ان کی گردنیں مارو؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ کا ذکر ہے کہتے ہیں کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔نہیں عمل کرتا کوئی مرد ایسا عمل جو اس کے لئے اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہو اللہ کے ذکر سے ہم نے کتاب الدعوات میں مکی بن ابراہیم کی روایت عبداللہ بن سعید سے بطور سند عالی کی روایت کی ہے۔اور حدیث کا آخر ایک دوسرے طریق سے حضرت معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت ہے۔

ذکر اللہ اللہ کا محبوب عمل

۵۲۰:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے ان کو ابراہیم بن راشد نے ان کو یعقوب بن محمد زہری نے ان کو محمد بن عامر بن خارجہ بن عبداللہ بن سعد بن ابووقاص نے ان کو محمد بن عبدالملک بن زرارہ انصاری نے ان کو ابوعبدالرحمٰن شامی نے ان کو عبدالرحمٰن بن غنم نے ان کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر حال میں ذکر اللہ کی کثرت کیا کرو اللہ کی بارگاہ میں دنیا و آخرت میں اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے اور نہ ہی بندے کے حق میں زیادہ نجات دینے والا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔اسی مذکورہ حدیث کے مفہوم میں ایک دوسری ضعیف وجہ سے مرفوعاً (روایت آئی ہے)۔

۵۲۱:......ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن قاسم بن احمد فارسی نے ان کو ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ بن مکیال نے ان کو عبدان جوالیقی نے ان کو زید بن حریش نے ان کو محمد بن زبرقان نے ان کو مروان بن سالم نے ان کو احوص بن حکیم نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو عبدالرحمٰن بن غنم نے ان کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کے ذکر کی کثرت کرو اس لئے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی محبوب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شئی زیادہ نجات دینے والی ہے کوئی نیکی دنیا و آخرت میں اگر سارے لوگ اجتماعی طور پر اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہو جائے جس کا حکم دیئے گئے ہیں تو ہم لوگ جہاد فی سبیل اللہ نہ کرتے۔

---

(۵۲۰)...... أخرجه الأصبهانی فی الترغیب (۱۳۶۵)

مروان بن سالم سے اس روایت میں تفرد ہے واللہ اعلم اور اس کے علاوہ دوسروں نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ:

وان الجهاد شعبة من ذكر الله

بے شک جہاد ذکر اللہ کا شعبہ ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں (ثبوت ہے اس بات کا) کہ ذکر سے مراد صرف ذکر باللسان نہیں ہے۔ لیکن ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جو زبان اور قلب کا جامع ہو۔ اور ذکر بالقلب افضل ہے اسلئے کہ ذکر باللسان کسی شئی سے رد نہیں ہوتا۔ اور ذکر بالقلب رد کیا جاتا ہے طاعات میں کوتاہیاں کرنے سے اور گناہوں اور برائیوں میں مسلسل گرتے رہنے سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث میں جو کچھ آیا ہے وہ اس مفہوم میں زیادہ واضح ہے۔

۵۲۲:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس اصم نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو علی بن عیاش نے ان کو سعید بن سنان نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو علی بن عیاش نے ان کو سعید بن سنان نے ان کو ابوالزاہریہ نے ان کو ابوشجرہ نے ان کا نام کثیر بن مرہ ہے ان کو عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ہر شئی کی قلعی اور صفائی ہوتی ہے بیشک دلوں کی قلعی ذکر اللہ ہے۔ اور ذکر اللہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز عذاب الٰہی سے زیادہ نجات دینے والی نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں اگر چہ تلوار مارتے مارتے تیری تلوار اللہ کی راہ میں ٹوٹ جائے۔ پھر بھی نہیں۔

۵۲۳:......ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو ابوحامد بلال نے ان کو ابوالزاہر نے ان کو ابونضر نے ان کو ابوعقیل نے ان کو عبداللہ بن یزید نے ان کو ربیعہ نے کہا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بے شک ہر شئی کا جلاء یعنی صفائی ہوتی ہے بیشک دلوں کی صفائی ذکر اللہ ہے۔

۵۲۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبدالحمید صنعانی آدمی نے مکہ میں ان کو اسحٰق بن ابراہیم بن عباد نے ان کو عبدالرزاق نے۔ فرماتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن بالویہ نے ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے والد نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے ان کو ثابت نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کسی ایک انسان پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو کہے اللہ۔ اللہ۔ مسلم نے ایک روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن حمید سے ان کو عبدالرزاق نے اور حماد بن سلمہ کی ایک روایت میں ہے ثابت سے اس حدیث میں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دھرتی پر نہ کہا جائے اللہ۔ اللہ۔

۵۲۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن علی بن احمد بن قرقوب تمار نے شہر ہمدان میں۔ ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو عفان نے حماد سے۔ پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو مسلم نے زہیر بن حرب سے اس نے عفان سے روایت کی ہے۔

۵۲۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ان کو ابواسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو سعید بن کثیر نے اور اصبغ بن فرج نے دونوں نے کہا ان کو خبر دی ہے ابن وہب نے ان کو عمرو بن حارث نے ان کو دراج ابوالسمح نے ان کو ابوالہیثم نے ان کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے۔

---

(۵۲۲)......عزاه المنذرى فى الترغيب (۳۹۶/۲) لابن أبى الدنيا والمصنف من رواية سعيد بن سنان.

(۵۲۴)...... أخرجه مسلم (۱۳۱/۱) عن عبد بن حميد عن عبدالرزاق. به.

(۵۲۵)...... أخرجه مسلم (۱۳۱/۱) عن زهير بن حرب عن عفان. به.

(۵۲۶)......أخرجه الحاكم (۴۹۹/۱) وأحمد (۶۸/۳) وأبويعلى وابن حبان كما فى الترغيب (۳۹۹/۲) من طريق دراج. به وصححه الحاكم.

۵۲۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابوتوبہ نے ان کو ابن مبارک نے ان کو سعید بن زید نے عمرو بن مالک سے ان کو ابوالجوزاء نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ منافق یہ کہیں کہ تم دیکھاوا کرتے ہو۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بعض وہ احادیث جو ذکر کی مجالس کو لازم پکڑنے اور اہل ذکر کی صحبت اختیار کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ان میں بعض حدیث کے متن مذکور ہیں۔

۵۲۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے دو پچھلی احادیث میں۔ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ابوشعیب نے ان کو عمر مولیٰ غفرۃ نے۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابومحمد حسن بن احمد بن ابراہیم بن فراس نے مکہ میں۔ ان کو ابوحفص عمر بن محمد جمحی نے ان کو علی بن عبدالعزیز نے ان کو محمد بن مخلد حضرمی نے ان کو بشر بن مفضل نے ان کو عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ نے کہتے کہ میں نے سنا ایوب بن خالد بن صفوان سے ان کو خبر دی جابر بن عبداللہ انصاری نے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا لوگو بے شک اللہ عزوجل کے لئے (سرایا) گھومنے والی جماعتیں ہیں فرشتوں میں سے ٹھہرتی ہیں اور داخل ہوتی ہیں ذکر کی محافل میں پس چر لیا کرو تم جنت کے باغوں میں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ جنت کے باغ کہاں ہیں؟ فرمایا کہ وہ محافل ذکر ہے صبح کیا کرو اور شام کیا کرو اللہ کے ذکر میں، اور یاد کیا کرو اس کو اپنے دلوں میں جو شخص چاہے یہ کہ جانے اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام ہے؟ اسے چاہئے کہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے نزدیک کیا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ بندے کو اس مقام پر رکھتا ہے جس مقام پر وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں رکھتا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ابوعبداللہ کی روایت کے ہیں اور ابومحمد کی روایت میں یہ الفاظ فرماتے ہیں۔

ذکر کی مجالس دھرتی پر۔ اور اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک

۵۲۹:......ہمیں خبر دی ابوسعد سعید بن محمد شعیبی نے ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن ہارون سمسار حربی نے بغداد میں ان کو خبر دی موسیٰ بن ہارون حمال نے ان کو عبداللہ بن عون خراز نے ان کو ابوعبیدہ حداد نے ان کو محمد بن ثابت نے کہتے ہیں میں نے سنا اپنے والد سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے ذکر کرتے تھے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس وقت تم جنت کے باغوں کے ساتھ گذرو تو چر لیا کر۔ لوگوں نے سوال کیا یارسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کے حلقے اور محافل۔ اسی طرح اس کو بغوی نے ابن عون سے روایت کیا ہے۔

۵۳۰:......اور ذکر کیا اس روایت کو جس کی ہمیں خبر دی استاذ ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو شعبہ نے ابواسحٰق نے ان کو اغر نے فرمایا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ پر شہادت دیتا

(۵۲۷)...... قال المنذری فی الترغیب (۲/۳۹۹) أخرجه الطبرانی عن ابن عباس ورواه البیهقی عن أبی الجوزاء مرسلاً والحدیث ضعفه المنذری.

(۵۲۸)...... أخرجه ابن أبی الدنیا وأبویعلی والبزار والطبرانی والحاکم (۱/۴۹۴) والبیهقی وقال الحاکم صحیح الإسناد قال المنذری فی الترغیب (۲/۴۰۵) فی أسانیدهم کلها عمر مولی غفرة وبقیة أسانیدهم ثقات مشهورون محتج بهم والحدیث حسن والله أعلم.

(۵۲۹)...... أخرجه الترمذی (۳۵۱۰) من طریق محمد بن ثابت. به.

وقال الترمذی هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه من حدیث ثابت عن أنس.

(۵۳۰)...... أخرجه مسلم (۴/۲۰۷۴) من طریق محمد بن جعفر عن شعبة. به.

ہوں ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی جماعت بھی جب اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں اللہ کے فرشتے انہیں احاطہ کر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور وقار نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان فرشتوں کے سامنے فرماتے ہیں جو فرشتے اس کے پاس ہیں۔اس روایت کو مسلم نے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۵۳۱:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے اسحٰق بن اسماعیل نے ان کو جریر نے۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو علی بن عیسیٰ بن ابراہیم نے ان کو مسدد بن قطن نے ان کو عثمان بن ابی شیبہ نے ان کو جریر نے ان کو اعمش نے ان کو ابو صالح نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ اضافی عظمت والے فرشتے ہیں ہاتھوں سے لکھنے والے راستے میں گھومتے پھرتے ہیں جو ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں وہ جب کسی ایسی جماعت کو پالیتے ہیں جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو وہ پکارتے ہیں (اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی) کہ ادھر اپنے مقصود کی طرف آجاؤ۔فرمایا کہ پھر وہ اہل ذکر کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمان دنیا تک۔فرمایا کہ۔پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔کیا کہتے ہیں میرے بندے؟ فرمایا کہ وہ کہتے ہیں تیری تسبیح۔تیری تکبیر تیری تمحید، تیری تمجید کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھ رکھا ہے؟ فرمایا کہ وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے اللہ کی قسم ہے۔فرمایا کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر تیرے بندے تجھے دیکھ لیں تو پھر بہت زیادہ سخت ہوں گے عبادت کرنے میں اور تیری تحمید اور تسبیح کرنے میں۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں مجھ سے۔فرشتے بتاتے ہیں کہ وہ تیری جنت کا تجھ سے سوال کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں انہوں نے جنت کو اللہ کی قسم ہے نہیں دیکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔اگر وہ دیکھ لیتے تو جنت کا زیادہ حرص کرنے اور جنت کو زیادہ طلب کرتے۔اور اس میں بہت بڑی رغبت کرتے۔پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔فرشتے کہتے ہیں نہیں انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو۔فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو بڑی شدت کے ساتھ اس سے بھاگتے اور بڑی شدت کے ساتھ اس سے ڈرتے اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک میں نے انہیں بخش دیا ہے چنانچہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے اے اللہ ان لوگوں میں فلاں آدمی بھی ہے جو ان میں سے نہیں وہ کسی ضرورت کے لئے آیا تھا (اور ان میں بیٹھ گیا تھا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے اہل محفل ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

یہ الفاظ میں ابوعبداللہ کی روایت کے سوائے اس کے کہ اس کی روایت سے یہ الفاظ ساقط ہو گئے تھے (بس اب تو پوچھتا ہے کہ کس چیز سے وہ پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جہنم سے۔اور ابن بشران کی روایت میں بھی وہی ہے۔اور بخاری نے اس کو صحیح میں قتیبہ سے انہوں نے جریر سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں وھیب کی روایت میں سہیل بن ابی صالح سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔اور اس میں یہ بات زیادہ ہے۔کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔کہ میں نے انہیں پناہ دی ہے جس چیز سے وہ پناہ مانگ رہے

(۵۳۱)...... أخرجه البخاري (۱۰۸،۱۰۷/۸) عن قتيبة بن سعيد عن جرير. به.

وأخرجه مسلم (۲۰۶۹/۴) من طريق بهز عن وهيب عن سهيل. به.

ہیں۔اور میں نے انہیں عطا کر دیا ہے جو کچھ انہوں نے مانگا ہے۔

اور اسی طریق سے مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔اور بعض ان روایات میں سے ہے کہ۔فرشتے کہتے ہیں۔اے پروردگار ان میں فلاں گنہگار بندہ بھی ہے۔جو کہ ان کے قریب سے گذر رہا تھا ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو بھی میں نے بخش دیا ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

۵۳۲:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عبدمحمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد نے ان کو مرحوم بن عبدالعزیز عطار نے ان کو ابونعامہ سعدی نے ان کو ابوعثمان نے ان کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے مسجد میں ایک حلقے کی طرف۔اور فرمایا کہ آپ لوگ کس غرض سے بیٹھے ہیں۔بولے ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واقعی تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ بولے اللہ کی قسم ہم صرف اس غرض کے لئے بیٹھے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قسم دی ہے وہ کسی تہمت یا بدگمانی کی بنا پر نہیں تھی۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں میرا شمار کم روایت کرنے والوں میں سے مجھ سے کم کوئی روایت نہیں کرتا۔بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ایک حلقے کی طرف نکلے اور پوچھا کہ۔کس چیز نے تمہیں بیٹھایا ہے،بولے ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کا ذکر کریں اس کی حمد کریں اس نعمت پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہمارے اوپر آپ کو رسول بنا کر بھیجنے کا احسان فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا واقعی اللہ کی قسم تمہیں صرف اسی غرض نے یہاں بیٹھایا ہے بولے اللہ کی قسم صرف اسی مقصد نے ہمیں یہاں بیٹھایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو میں نے تمہیں یہ قسم کسی تہمت یا شک کی بنا پر نہیں دی لیکن میرے پاس جبرائیل آیا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے تمہارے ساتھ فخر فرما رہے ہیں۔اس کو مسلم نے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے اس نے مرحوم سے روایت کیا ہے۔

۵۳۳:......ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن ابی خلف صوفی اسفرائینی نے ان کو ابوبکر محمد بن یزداد بن مسعود نے ان کو محمد بن ایوب رازی نے ان کو مسلم بن ابراہیم نے ان کو شداد بن سعید ابوطلحہ راسبی نے ان کو ابوالوارع جابر بن عمرو نے ان کو عبداللہ بن مغفل نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں۔

کوئی جماعت جب کسی محفل میں جمع ہوتی ہے پھر وہ اللہ کا ذکر کئے بغیر مجلس برخاست کر لیتے ہیں قیامت کے دن یہ مجلس ان پر حسرت وافسوس کا سبب ہوگی۔

۵۳۴:......اور اسی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی قوم یا جماعت جب اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے اٹھو تمہیں بخش دیا گیا ہے اور تمہاری خطائیں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

۵۳۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مدینی نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو احمد بن عیسیٰ نے ان کو وہب نے ان کو عمرو بن حارث نے ان کو دراج نے ان کو ابوالھیثم نے ان کو ابوسعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

رب تعالیٰ فرمائیں گے قیامت کے دن عنقریب اہل قیامت جان لیں گے کہ اہل کرم کون ہیں؟ پوچھا گیا کہ اہل کرم کون ہیں؟ اے اللہ کے

---

(۵۳۲)...... أخرجه مسلم (۲۰۷۵/۴) عن ابی بکر بن أبی شیبة عن مرحوم. به.

(۵۳۳)...... قال الهیثمی فی المجمع (۸۰/۱۰) رواه الطبرانی فی الأوسط والکبیر ورجالهم رجال الصحیح.

(۵۳۵)...... أخرجه أحمد (۷۶/۳) من طریق ابن لهیعة عن دراج. به.

رسول۔ فرمایا کہ مساجد میں ذکر کی مجالس۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ اس سلسلہ کی بعض احادیث وہ ہیں جو گھر کی آبادی کے ذکر کے ساتھ آئی ہیں یعنی اللہ کے ذکر کے ساتھ گھر کا آباد ہونا۔ پھر شیخ نے مندرجہ ذیل حدیث ذکر فرمائی ہے۔

۵۳۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے ان کو ابواسامہ نے ان کو برید بن عبداللہ نے ان کو ان کے دادا ابو بردہ نے ان کو حضرت ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کی مثال جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ بخاری اور مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن علاء سے اس نے ابواسامہ سے روایت کیا ہے۔

ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں

۵۳۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن یعقوب شیبانی نے ان کو محمد بن عبدالوہاب نے ان کو جعفر بن عون سے ان کو ابو العمیش نے ان کو عون نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دیتا ہے اس کے نام کے ساتھ اے فلانے کیا آج تیرے ساتھ کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گذرا ہے۔ یہ اللہ کے ذکر سے خوشی کا اظہار کرنے کے لئے کہتا ہے۔

۵۳۸:......ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو ابوبکر محمد بن حسن قطانی نے ان کو احمد بن یوسف سلمی نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو مسعر نے عبداللہ بن واصل سے اس نے عون سے کہتے ہیں کہ عبداللہ نے فرمایا کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر کہتا ہے اے فلانے کیا تیرے پاس آج کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گذرا ہے وہ کہتا ہے۔ جی ہاں خوش ہوجاتا ہے پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت:

لقد جئتم شيئاً ادا، تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخرج الجبال هدا (مریم۹۰)

البتہ تحقیق لائے ہو تم لوگ جھوٹی شے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین چر جائے اور پہاڑ گر پڑیں

کیا جھوٹ کو سنتے ہیں اور خیر کو نہیں سنتے ؟

ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پاسکتا

ذکر کے فوائد کے بعض وہ احادیث ہیں جن میں شیطان سے بچنے کا تذکرہ ہے۔ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی طرف وحی بھیجی۔ پانچ کلمات کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عمل کرے اور بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ بھی ان کے ساتھ عمل کریں پھر انہوں نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے کا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی کو تیزی کے ساتھ پیچھے سے اس کا دشمن تلاش کررہا ہو اور وہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ لے کر اپنے آپ کو محفوظ کرلے۔ اسی طرح بندہ مؤمن شیطان سے نجات نہیں پاسکتا مگر ذکر کے ساتھ۔

۵۳۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن فورک نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو داؤد نے ان کو ابان بن یزید نے ان

---

(۵۳۶)...... أخرجه البخاری (۲۱۰/۱۱ فتح) ومسلم (۵۳۹/۱) عن محمد بن العلاء عن أبی أسامة. به.

(۵۳۷)......أخرجه أبونعيم فی الحلية (۲۴۲/۴) من طريق مسعر عن عون بن عبدالله ولم يذكر عبدالله بن مسعود.

(۵۳۸)...... أخرجه أبونعيم فی الحلية (۲۴۲/۴) من طريق مسعر عن عون بن عبدالله ولم يذكر عبدالله بن مسعود.

کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ان کو زید بن سلام نے ان کو حارث اشعری نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے اور ہم نے اس طویل روایت کو کتاب الدعوات میں اس کے اصول سمیت روایت کیا ہے۔

۵۴۰:......اور شیخ حلیمی نے وہ حدیث بھی ذکر کی ہے جس کی ہمیں ابوالحسن علی بن محمد فقری نے خبر دی ہے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو عدی بن ابوعلی نے ان کو زیادہ نمیری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان نے اپنی تھوتھنی ابن آدم کے قلب پر رکھی ہوئی ہے جب وہ ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے کو چھپ جاتا ہے اور جب وہ بھول جاتا ہے تو اس کی دل کو وہ لقمہ بنالیتا ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسی سلسلہ کی وہ احادیث بھی ہیں جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اس محفل سے الگ ہو جانا چاہئے۔ لہٰذا انہوں نے اس حدیث کا متن ذکر کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

غیر ذکر کی محفل مردار خوروں جیسی ہے

۵۴۱:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ربیع بن سلیمان نے ان کو عبداللہ بن وہب نے ان کو سلیمان بن بلال نے ان کو سہیل بن ابی صالح نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں مگر اللہ کا ذکر نہیں کرتے اسی محفل میں وہ ایسی ہوتے ہیں جیسے کہ مرے ہوے گدھے کی لاش سے (کھا کھا کر) اٹھ گئے ہیں اور وہ محفل قیامت کے دن ان پر حسرت وافسوس ہوگی۔ اس کو اعمش نے ابوصالح سے روایت کیا ہے۔

بغیر ذکر کی محفل باعث افسوس ہوگی

۵۴۲:......جیسے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو عبداللہ بن ابی الدنیا نے ان کو خلف بن ہشام نے ان کو عبثر بن قاسم نے ان کو اعمش نے ان کو ابوصالح نے فرماتے ہیں جو لوگ کسی محفل میں بیٹھتے ہیں اور اللہ ذکر کرنے سے قبل مجلس سے اٹھ جاتے ہیں، وہ مجلس ان پر حسرت وافسوس ہوگی۔

شیخ حلیمی نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی وہ احادیث بھی ہیں جن میں ہر لیٹنے میں ذکر کرنا اور چلنے میں ذکر کرنا اور ہر پتھر کے پاس اور ہر درخت کے پاس اور جھونپڑی کے پاس ذکر کرنا مذکور ہے۔

۵۴۳:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابومسلم نے ان کو ابوعاصم نے ان کو ابن عجلان نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص لیٹتا ہے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ اس پر قیامت کے دن ہلاکت ہوگی۔ اور جو شخص کس محفل میں بیٹھتا ہے مگر اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا مگر قیامت کے دن اس پر وبال ہوگا۔ اور جو شخص کسی چلنے کی جگہ پر چلتا ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر وبال ہوگا قیامت کے دن۔

---

(۵۳۹)...... أخرجه الحاكم (۱/ ۴۲۱، ۴۲۲) من طريق أبي داود. به وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

(۵۴۰)...... قال الهيثمي في المجمع (۷/ ۱۴۹) رواه أبويعلى وفيه عدى بن أبي عمارة وهو ضعيف.

(۵۴۱)...... أخرجه احمد (۲/ ۵۲۷) من طريق سهيل. به

(۵۴۳)...... أخرجه أبوداود (۴۸۵۶) من طريق محمد بن عجلان. به.

۵۴۴:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو حسن بن سہل نے ان کو ابو عاصم نے ان کو ابن عجلان نے عاصم نہیں جانتا کہ اس کے والد سے اس نے روایت کی ہے مقبری سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی لیٹنے کی جگہ پر لیٹا مگر اس نے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا قیامت کے دن اس پر باعث گھبراہٹ ہوگی اور جو شخص کسی بیٹھنے کے مقام پر بیٹھا مگر اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا مگر قیامت کے دن وہ نشست اس پر پریشانی کا باعث ہوگی۔

اس کو مسیّب بن سعد نے روایت کیا ہے۔

۵۴۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحیٰی بن بکیر نے ان کو لیث نے ان کو محمد بن عجلان نے ان کو سعید مقبری نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا۔

جو شخص کسی مجلس میں بیٹھتا ہے جہاں پر اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ محفل قیامت میں اس پر وبال ہوگی جو شخص کسی کھڑا ہونے کی جگہ کھڑا ہوتا ہے جہاں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا مگر اللہ کی طرف سے اس پر وبال ہوگا اور جو شخص کسی لیٹنے کی جگہ پر لیٹنا اور وہاں اللہ کا ذکر نہیں کیا وہ لیٹنا اس پر وبال ہوگا اللہ کی طرف سے۔

۵۴۶:......ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو حاجب بن احمد بن سفیان نے ان کو ابو عبدالرحمٰن مروزی نے ان کو ابن مبارک نے ان کو ابن ابی ذئب نے ان کو سعید مقبری نے ان کو ابو اسحٰق مولیٰ عبداللہ بن حارث نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بیٹھتے لوگ کسی محفل میں جہاں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر ان پر وبال ہوتا ہے اور نہیں چلتے لوگ کسی راستے پر جہاں وہ اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر ان پر وہ غفلت وبال ہوتی ہے۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عثمان بن عمر نے ابن ابی ذئب سے زیادہ مکمل اس سے، متن کے اعتبار سے۔

۵۴۷:......ہمیں خبر دی ابو سعید ابن ابی عمرو نے ان کو ابو العباس رضی اللہ عنہ نے ان کو احمد بن عبدالحمید نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو اسامہ نے ان کو سعید مقبری نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے سفر کا ارادہ کیا ہے آپ نے اسے فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور ہر اونچائی پر تکبیر کہنے کی (ہر چڑھائی پر) جب وہ شخص مل کر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم ازوله الارض وهون عليه السفر

اے اللہ اس کے لئے زمین کو سمیٹ دے اور سکیڑ دے اور اس پر سفر آسان کر دے۔

۵۴۸:......ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابوالفضل بن حمیرویہ نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو منصور نے ان کو ولید بن ابی ثور نے ان کو عبدالملک بن عمیر نے ایک آدمی سے ان کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف (عامل بنا کر بھیجا) اور اسے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرتے رہنا اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرنا۔ اور عمل اللہ کے لئے کرنا ایسے جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنا (اللہ کو یاد کرنا) ہر حجر اور ہر شجر کے پاس۔ اگر آپ خلوت میں کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اس کے پیچھے خلوت میں ہی کوئی

---

(۵۴۶)...... أخرجه أحمد (۲/۴۳۲) من طريق يحيى بن أبي ذئب. به.

(۵۴۷)...... أخرجه ابن ماجة (۲۷۷۱) وأحمد (۲/۳۲۵) والحاكم في المستدرك (۱/۴۴۵، ۲/۹۸) من طريق أسامة بن زيد به وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

(۵۴۸)...... حديث أبي رزين أخرجه أبونعيم في الحلية (۱/۲۶۶)

نیکی کریں۔ اور اگر آپ خلوت میں اور ظاہراً کوئی گناہ کر بیٹھیں تو اس کے پیچھے ظاہر اور اعلانیہ کوئی نیکی کریں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچائیں۔ راوی نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

خلوت میں کثرت سے ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس سلسلہ میں سے ذکر فی الخلوت ہے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورزین سے فرمایا تھا۔ اے ابورزین جب تو علیحدہ ہو، خلوت میں ہو تو کثرت سے اللہ کا ذکر کر۔

ذکر قلبی

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ غالب یہ ہے (زیادہ تر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ) اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے اس لئے تاکہ اس کی برکت سے اس سے خلوت میں گناہ نہ ہو سکے جس طرح کا گناہ وہ سب کے سامنے نہیں کر سکتا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ سات قسم کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمت کے سایہ تلے ان کو جگہ دیں گے جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا سوائے اس کے سایہ رحمت کے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ مفہوم ہے۔

وہ آدمی جو خلوت میں اللہ کو یاد کر کے رو پڑتا ہے اور اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں۔

سات خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الٰہی کے سائے تلے ہوں گے

۵۴۹:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو علی بن عیسیٰ نے ان کو عمران بن موسیٰ نے ان کو محمد بن عبید بن حساب نے ان کو حماد بن زید نے۔ ان کو عبیداللہ بن عمرو نے ان کو ان کے ماموں خبیب نے ان کو ان کے دادا حفص بن عاصم نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات شخص ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سائے میں سائے تلے جگہ دیں گے:

❶......عادل بادشاہ۔

❷......وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پیدا ہوا پرورش پائی۔

❸......وہ آدمی جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہے۔

❹......وہ دو آدمی جو اللہ کی رضا کے لئے ملتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

❺......وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے خلوت اختیار کرنے والا یا دل کو غیر اللہ کی محبت سے خالی کرنے والا۔ پھر اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں۔

❻......وہ آدمی جس کو کوئی عورت جو صاحب حسب نسب بھی ہے اور حسن و جمال بھی، اس کو گناہ کے لئے بلاتی ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

❼......اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ خیرات کرتا ہے اور اس کو اتنی چھپاتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا کچھ خرچ کیا ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں کئی طریقوں سے نقل کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

---

(۵۴۹)...... أخرجه البخاري (۱/۱۶۸، ۲/۱۳۸، ۸/۱۳۶ و ۲۰۳) و مسلم (۲/۷۱۵)

خلوت میں ذکر کرنا یا جماعت میں ذکر کرنا

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں جماعت میں ذکر کرنا۔

۵۵۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر بن علی شیبانی نے ان کو ابراہیم بن اسحٰق زہری نے ان کو محمد بن عبید نے ان کو اعمش نے کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو ابومعاویہ نے ان کو اعمش نے ان کو ابوصالح نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے میرے ساتھ کئے جانے والے گمان کے پاس ہوں۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ ایسی جماعت میں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا۔

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے صحیح میں ابومعاویہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور معاویہ کے علاوہ بھی۔

۵۵۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے ان کو علی بن عاصم نے ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ان کو سعید بن جبیر نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے خلوت میں، میں بھی اسے خلوت میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں اور زیادہ بڑی جماعت میں کرتا ہوں۔

ذکر خفی

(شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) ذکر کی بحث میں ایک ذکر خفی ہے (آہستہ آہستہ ذکر کرنا) اور وہ دو قسم ہے۔

اول: ذکر فی النفس۔ دل ہی دل میں ذکر کرنا۔ (اس کا ثبوت کتاب اللہ کی واضح آیت یعنی نص صریح میں موجود ہے مترجم)۔

واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة. (الاعراف ۲۰۵)

ذکر کیجئے۔ یاد کیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔

دوم: ذکر باللسان۔ جس کے ساتھ زبان گھومے مگر دوسرا انسان نہ سن سکے صرف ذکر کرنے والا خود ہی سن سکے۔ اس کا اثبات حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الذکر الخفی وخیر الرزق مایکفی

بہترین ذکر وہ ہے جو خفی اور آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے پورا ہو جائے۔

۵۵۲:......ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے۔ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن مکرم نے ان کو عثمان بن عمر نے ان کو اسامہ بن زید نے ان کو سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو بقدر ضرورت ہو۔ (یعنی کافی ہو جائے۔)

---

(۵۵۰)...... أخرجه مسلم (۲۰۶۸/۴) عن أبی معاویة عن الأعمش، (۲۰۶۱/۴) من طریق جریر عن الأعمش

(۵۵۱)...... عزاه فی الکنز للبیهقی فی الشعب

(۵۵۲)...... أخرجه أحمد (۱۸۰/۱ و ۱۸۷) من طریق أسامة. به.

حضرت وکیع نے کہا کہ اسامہ بن زید سے اس نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی لبیبہ نے اس سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۵۵۳:......ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے ان کو محمد بن حماد نے ان کو وکیع نے پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

۵۵۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن قاسم فارسی نے ان کو ابوالحسن بن صبیح جوہری نے ان کو ابوالقاسم متینی نے ان کو حمانی نے ان کو عبداللہ بن مبارک نے ان کو اسامہ بن زید نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے ابن ابی لبیبہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر یعنی بہترین رزق جو پورا ہو جائے اور بہترین ذکر جو آہستہ کیا جائے۔ اور یہ حدیث بھی ذکر کی۔

۵۵۵:......جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن قاسم نے ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن احمد بن رجاء نے ان کو ابوالحسین غازی نے ان کو محمد بن حمید نے ان کو ابراہیم بن مختار نے ان کو معاویہ نے ان کو زہری نے ان کو عروہ نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذکر الذی لایسمعه الحفظة یزید علی الذکر الذی یسمعه الحفظة سبعین ضعفاً.

وہ ذکر جس کو محافظ فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ ستر گنا فوقیت رکھتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اس ذکر پر جس کو محافظ فرشتے سنتے ہیں۔

۵۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو عبداللہ بن ابی الدنیا نے ان کو احمد بن حاتم طویل نے ان کو محمد بن حسن واسطی نے معاویہ بن یحییٰ سے اسی اسناد کے ساتھ اور ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے فرمایا کہ فضیلت دیا جاتا ہے یا فرمایا تھا کہ دوگنا کیا جاتا ہے وہ ذکر جو آہستہ ہوتا جس کو محافظ فرشتے بھی نہیں سن سکتے۔ اس پر جس کو وہ سن سکتے ہیں ستر گنا زیادہ۔

اس روایت میں معاویہ بن یحییٰ صدفی کا تفرد ہے۔ اور وہ ضعیف بھی ہے۔

شدت، سختی، مصیبت کے وقت ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ سلسلہ ذکر میں سے ایک ذکر ہے مصیبت کے وقت۔

اور انہوں نے اس حدیث کا متن ذکر کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

۵۵۷:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوبکر احمد بن حسین اور ابوسعید محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد

---

(۵۵۳)...... واخرجه أحمد (۱/۱۷۲) من طریق وکیع. به

(۵۵۵)...... عزاه فی الکنز (۱۷۵۰) للمصنف.

(۵۵۶)...... قال الحافظ فی التقریب (۲/۲۶۱) معاویة بن یحیی الصدفی أبوروح الدمشقی سکن الری ضعیف وما حدث بالشام أحسن مما حدث بالری روی له الترمذی و ابن ماجة

(۵۵۷)...... عمارة بن زعکرة الکندری أبوعدی الحمصی أصحابی له حدیث.

أخرجه الترمذی (۳۵۸۰) من طریق الولید به مسلم. به وقال الترمذی.

هذا حدیث غریب لانعرفه إلا من هذا الوجه لیس إسناده بالقوی ولا نعرف لعمارة بن زعکرة عن النبی صلی الله علیه وسلم إلا هذا الحدیث والواحد.

ومعنی قوله وهو ملاق قرنه إنما یعنی عند القتال یعنی أن یذکر الله فی تلک الساعة

بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو ابو اسحٰق طالقانی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو ابو عائذ عفیر بن معدان نے ان کو ابو دوس یحصبی نے ان کو ابن عائذ نے ان کو عمارہ بن زعکرہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرا بندہ پورا پورا میرا بندہ وہ ہے جو میرا ذکر کرتا ہے یا مجھے یاد کرتا اگر چہ وہ اپنے حریف اور دشمن سے ٹکرا رہا ہو۔

اور یہ جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ خبردار میرا پورا پورا بندہ وہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے اگر چہ وہ اپنے دشمن سے ٹکرانے والا ہو۔

۵۵۸:......ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے ان کو محمد بن فرج فراء نے ان کو محمد بن زبرقان نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو ابو بکر اور ضحاک نے دونوں اہل شام میں سے ہیں۔ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔

وہ مسجد جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہوتا ہو۔ پھر پوچھا کہ جنازہ کون سی اچھا ہے فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو پھر سوال کیا گیا۔ جہاد کون سا اچھا ہے؟ فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ حج کرنے والا کون اچھا ہے؟ فرمایا جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ مجاہد کون سا اچھا ہے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔ سوال کیا گیا کہ بیمار پرسی کرنے والا کون سا اچھا ہے؟ یا واپس لوٹنے والا کون سا اچھا ہے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے پوری خیر سمیٹ کر لے گئے ہیں۔

طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی سلسلہ ذکر میں ہے طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک ذکر کرنا اور عصر کے بعد سے مغرب تک ذکر کرنا۔

۵۵۹:......ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے ان کو عبداللہ بن محمد حسن شرقی نے ان کو عبداللہ بن ہاشم نے ان کو یحییٰ بن عیسیٰ رملی نے ان کو اعمش نے کہتے ہیں لوگوں نے قصوں کے بارے میں اختلاف کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ بیان کرتے تھے؟ حضرت انس نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلوار کے ساتھ بھیجے گئے تھے لیکن میں نے سنا تھا آپ فرماتے تھے۔ البتہ اگر میں نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ اور البتہ اگر میں لوگوں کے ساتھ مل کر نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

۵۶۰:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے سنا اوزاعی سے ان کو حدیث بیان عمرو بن سعد نے ان کو یزید رقاشی نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک تو یہ بات ان سب سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہوگا۔ اور البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ عصر کے بعد سے مغرب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ غلام افراد کو آزاد کر دوں جن میں سے ہر ایک کی دیت اور خون بہا بارہ ہزار ہو۔

۵۶۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن علی وراق نے ان کو ابو ظفر نے ان کو موسیٰ بن خلف نے ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کراؤں۔ اور البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں نماز عصر سے غروب آفتاب تک تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار کو آزاد کراؤں۔

۵۶۲:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسفاطی نے وہ عباس بن فضل ہیں ان کو سعید بن سلیمان نے ان کو موسیٰ بن خلف نے ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس نے ان کو یزید رقاشی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں صبح کی نماز سے طلوع سورج تک یہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے نزدیک ان تمام لوگوں سے جن پر سورج طلوع ہوگا۔ اور البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں سے کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں نماز عصر سے مغرب تک تو مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ آدمیوں کو آزاد کراؤں جن میں سے ہر جوان کی دیت بارہ ہزار ہو۔

۵۶۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جعفر بن محمد صائغ نے ان کو حسن ربیع نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو تمتام نے ان کو حسن بن ربیع نے ان کو حماد بن زید نے ان کو معلیٰ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص عصر کی نماز پڑھے اس کے بعد بیٹھ جائے اور نیکی لکھوائے یہاں تک کہ شام ہو جائے یا یوں فرمایا تھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے (شک ہے) یہ عمل افضل ہوگا اس سے کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ افراد کو غلامی سے آزادی دلوائے۔ اور صائغ کی روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس کو شک نہیں ہے۔

۵۶۴:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمٰن بن حسن ہمدانی نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابی ایاس نے ان کو شعبہ نے ان کو عبدالملک بن میسرہ نے اس نے سنا کہ دوس سے انہوں نے سنا ایک آدمی سے اصحاب رسول میں سے اہل بدر سے کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

البتہ اگر میں اس مجلس میں بیٹھ جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں چار گردنیں آزاد کرادوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کون سی مجلس آپ مراد لے رہے ہیں۔ فرمایا کہ ذکر کی مجلس۔

غافل لوگوں میں ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس سلسلہ ذکر میں سے ایک غافل لوگوں کے درمیان ذکر کرنا ہے۔

۵۶۵:...... ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے اور ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان نے اور ابوالحسین بن فضل قطان نے اور ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ

(۵۶۱)......أخرجه أبوداود (۳۶۶۷) من طريق عبدالسلام بن مطهر أبوظفر. به.

(۵۶۲)...... أخرجه البيهقي في السنن (۷۹/۸) من طريق قتادة ويزيد عن أنس.

(۵۶۳)......أخرجه أحمد (۲۶۲/۳) عن حسن بن زبيع. به.

(۵۶۴)......أخرجه أحمد (۳۶۶/۵) من طريق شعبة. به.

بن عبدالجبار نے سب کہتے ہیں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو حسن بن عرفہ نے ان کو یحییٰ بن سلیم طائفی نے انہوں نے سنا عمران بن مسلم سے اور عبار بن کثیر سے دونوں کو خبر دی عبداللہ بن دینار نے ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو میدان جہاد سے بھاگ جانے والوں کے قائمقام لڑتا ہے۔ اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال ہرے بھرے درخت کی سی ہے جو ان درختوں کے درمیان میں ہو جو سخت سردی سے چل کر سوکھ چکے ہوں۔ قد تحات استعمال کیا اور اس کا مفہوم یعنی من الضریب بیان کیا ہے۔

یحییٰ بن سلیم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ضریب سے برد شدید۔ سخت ٹھنڈ اور سخت سردی مراد لی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا (وہ خوش قسمت ہے جس کے لئے) ہر بولنے والے اور ہر گونگے کی تعداد کے برابر مغفرت کی جاتی ہے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل فصیح و اعجمی کے الفاظ استعمال فرماتے۔ پھر فرمایا کہ فصیح سے مراد اولاد آدم ہیں اور اعجمی سے مراد چوپائے جانور ہیں اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھادیتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درست لفظ یہی ضریب ہے۔ صفار کی کتاب میں یہی لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ لوگوں نے اس میں اضافہ کیا ہے اور ہماری روایت میں یہ الفاظ نہیں ہے اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا، تاریک اور اندھیرے گھر میں چراغ کی مثل ہے۔

۵۶۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ان کو، ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، ان کو یحییٰ بن سلیم نے، پھر اس نے اسی اسناد اور اسی متن کو ذکر کیا ہے اور یہی اضافہ بھی ذکر کیا ہے اور کہا کہ:

قد تحات من الکبر

جو سوکھ چکے ہوں کبر و غرور سے۔

۵۶۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو فضل بن عباس نے، ان کو ھشام نے اور وہ ابن عبیداللہ حنظلی رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے حدیث پڑھی تھی محمد کے سامنے اور وہ ابن مسلم طائفی ہے، اس نے علاء بن کثیر سے، اس نے محمد بن حجان سے، اس نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے میدان جہاد سے فرار ہونے والوں کی طرف سے لڑنے والا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے اندھیرے گھر

(۵۶۵)...... أخرجه المصنف من طريق حسن بن عرفة في جزئه (۴۵) عن يحيى بن سليم الطائفي. به.

(۱) في المطبوعة مانصه:

آخر الجزء السادس يتلوه إن شاء الله في السابع أنا أبوطاهر الفقيه أنا أبوبكر محمد بن الحسين القطان ثنا الفضل بن العباس حديث عبدالله بن عمر عن الغافلين

الجزء السابع من كتاب الجامع لشعب الإيمان

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الشيخ الإمام العلم الحافظ بهاء الدين أبومحمد القاسم بن الحافظ أبي القاسم على بن الحسن الشافعي رحمه الله قال : أنبأنا الشيخان الإمام أبوعبدالله محمد بن الفضل بن أحمد الصاعي و أبوالقاسم زاهر بن طاهر بن محمد الشحامي قالا أنا أبوبكر أحمد

أخبرنا أبي رحمه الله و أبوالحسن على بن سليمان المرادى الحافظان قالا : أنا أبو القاسم الشحامي قال : أخبرنا أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقي الحافظ رضي الله عنه.

میں چراغ ہوتا ہے اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے ٹھکانے سے اسے آگاہ ہی کروا دیتا ہے اور اس کے بعد اس کو عذاب نہیں دے گا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اجر ہوتا ہے۔ ہر بولنے والے اور ہر نہ بولنے والے کی تعداد کے مطابق اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسی نظر شفقت ڈالے گا کہ اس کے بعد اس کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا اور بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والے (کے جسم پر جتنے بال ہیں) کے لئے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور ہوگا اور وہ اللہ سے ملے گا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی اس کو لکھا ہوا پایا تھا کہ سلمہ اور ابن عمر کے درمیان کسی دوسرے راوی کا نام تھا۔ لہذا یہ راویت منقطع ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

۵۶۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن کارزی نے ان کو علی بن عبدالعزیز نے ان کو ابوعبید نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے مبارک بن سعید بن مسروق سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عمرو بن قیس سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ جس نے اللہ کا ذکر کیا بازار میں اس کے لئے اتنا اجر ہوگا جتنا بولنے اور نہ بولنے والی مخلوق بازار میں ہوگی۔ (لفظ فصیح اور اعجم استعمال فرمایا) مبارک فرماتے ہیں کہ فصیح سے مراد انسان ہیں اور اعجم سے مراد جانور ہیں۔

ابوعبید نے کہا ہر وہ جو بولنے پر قدرت نہ رکھے وہ اعجم ہے مستعجم ہے۔

۵۶۹:......ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان کو ابوالعباس اصم نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو ابوبکر نے کہتے کہ میں نے سنا یحییٰ بن ابوکثیر سے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے کہ تو ہمیشہ نماز پڑھنے والا فرمانبرداری کرنے والا ہوگا۔ جب تک تو اللہ کا ذکر کرتا ہے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا اپنی بازار میں یا اپنی مجلس میں یا تو جہاں کہیں بھی ہو۔

۵۷۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ اور محمد ابن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اجلح نے، ان کو ابن ابی ھذیل نے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ بازار میں بھی اس کا ذکر ہو اور یہ اہل بازار کے شور اور غفلت کی وجہ سے ہے اور میں بازار میں آتا ہوں، حالانکہ میری وہاں کوئی حاجت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔

۵۷۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل القطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعبدالرحمٰن مقری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حدیج بن صوفی حمیری نے اہل مصر میں سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: غفلت تین چیزوں میں ہوتی ہے:

❶......اللہ کے ذکر سے غافل ہونا۔

❷......صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک۔

❸......یہ کہ انسان اپنے آپ سے قرضہ میں غفلت برتے، یہاں تک کہ وہ اس پر سوار ہو جائے، حاوی ہو جائے۔

سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا

۵۷۲:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو سلیمان بن محمد بن ناجیہ مدینی نے، ان کو ابوعمرو احمد بن مبارک مستملی نے، ان کو محمد بن یحییٰ

---

(۵۷۱)......أخرجه الطبرانی فی الکبیر (کما فی المجمع ۱۲۸/۴) وفیه حدیج بن صومی قال الهیثمی مستور وبقیة رجاله ثقات

تنبیه: الحدیث عند الطبرانی والدیلمی (۴۳۲۷) والأصبهانی فی الترغیب فی الترغیب (۱۳۵۵) من حدیث (عبدالله بن عمرو) بدلاً من (عبدالله بن عمر)

نے ،انکوعثمان بن زمر نے ،ان کوصفوان بن ابوالصھباء نے ،ان کوبکیر بن عتیق نے ،ان کوسالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر مصروف ومشغول کردے مجھ سے سوال کرنے اور مانگنے سے میں اسے عطا کرتا ہوں اس سے بھی بہتر جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔

اور بخاری نے اس کواسی طرح روایت کیا ہے ضرار سے اس نے صفوان سے تاریخ میں۔

۵۷۳:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ان کوخبر دی عبداللہ بن سعد نے ،ان کوحسین بن احمد بن حفص نیساپوری نے ،ان کومحمد بن رافع نے ،ان کوابوسفیان حمیری نے ،ان کوضحاک بن حمرہ نے ،ان کویزید بن خمیر نے حضرت جابر بن عبداللہ سے ،انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے اور طلب کرنے سے مشغول ومصروف کردے میں اسے مانگنے والوں سے بہتر اور افضل عطا کرتا ہوں۔

۵۷۴:......ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران ،ان کوحسین بن صفوان بردعی نے ،ان کوعبداللہ بن ابی الدنیا نے ،ان کوخلف بن ھشام نے ،ان کو ابوالاحوص نے ،ان کومنصور نے ان کو مالک بن حارث نے ،وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے مصروف کردے ،میں اس کو مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا یا بہتر عطا کرتا ہوں۔

۵۷۵:......ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ،ان کوحسن بن محمد فسوی نے ،ان کویعقوب بن سفیان نے ،ان کوحسین بن حسن مروزی نے ،وہ مکہ میں قیام پذیر ہوگئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تشریح وتفسیر پوچھی کہ زیادہ تر میری اور دیگر انبیاء کی عرفہ میں دعا یہ رہی:

لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئی قدیر

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ،وہ اکیلا ہے ،اس کا کوئی شریک نہیں ،اسی کی بادشاہت اسی کی تعریف ہے ،وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(سفیان بن عیینہ نے جواب دیا) کہ یہ ذکر ہے اس میں دعا نہیں ہے۔

سفیان نے فرمایا کہ تم نے حدیث منصور مالک بن حارث سے سنی ہے؟ میں نے کہا ،جی ہاں۔فرمایا کہ وہی اس کی تفسیر ہے۔پھر کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ کیا کہا تھا امیہ بن صلت نے؟ جب وہ ابن جدعان کے پاس آئے اپنا عطیہ ومشاہرہ مانگ رہے تھے۔میں نے کہا کہ نہیں جانتا۔فرمایا کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو یہ کہا تھا:

أذكر حاجتي ام قد كفاني

حباء ک ان شيمتک الحياء

اذا اثنى عليک المرء يومًا

---

(۵۷۲)...... أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد (۶/۴۵ ،۴۶) من طريق صفوان بن أبى الصهباء. به.

(۵۷۳)...... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۱۳۳۷) وعزاه الزبيدي في الإتحاف (۵/۷) للمصنف في السنن وهو في الشعب كما ترى.

(۵۷۴ ،۵۷۵)...... انظر التمهيد لابن عبدالبر (۶/۴۴) وقد وقع البيت الثاني لابن أبي الصلت مقلوباً فجاء هكذا.

كفاه من تعرضک الثناء : إذا أثنى عليک المرء يوماً

كفاه من تعرضك الثناء

میں اپنی حاجت ذکر کروں یا نہ کروں مجھے آپ کی بخشش کافی ہے۔ (اس لئے کہ) عطیہ اور بخشش آپ کی فطری عادت ہے۔ جس وقت کسی دن کوئی آدمی تیری تعریف کرے تیری توجہ اور نظر کرم کے لئے تعریف کرنا اس کے لئے کافی ہے۔

سفیان نے کہا کہ یہ تو مخلوق کا حال ہے کہ جب وہ جود وسخاء کی طرف نسبت دے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہمیں آپ کی توجہ فرمائی کے لئے آپ کی تعریف ہی کافی ہے۔ یہاں تک کہ آپ ہماری حاجت پوری فرما دیتے ہیں۔ پھر کیا خیال ہے آپ کا خالق حقیقی کے بارے میں؟ (یعنی جب مالک حقیقی کی تعریف کی جائے تو کیا وہ ہماری حاجت سے واقف ہونے کے باوجود پوری نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ تو بطریق اولیٰ حاجت پوری فرمادیں گے۔ سوال کرنے اور مانگنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔) یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہو کر سوال نہیں کرتا میں اس کو مانگنے والے سے بہتر دیتا ہوں۔ (مترجم)

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چیز اس سب کچھ کو تقویت دیتی ہے وہ ہے جو روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذکر اللہ کی کثرت کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان کونسا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کریں۔

۵۷۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین نے، دونوں کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حمید بن عیاش املی نے (یہ ثقہ ہے) ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کو چن لیا ہے۔ پسند فرمایا ہے۔ منتخب کر لیا ہے۔ جو شخص پڑھے سبحان اللہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کی بیس غلطیاں مٹادی جاتی ہیں۔ اور جو شخص یہ پڑھے الحمد للہ ..... یہ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور اس سے تیس غلطیاں مٹادی جاتی ہیں اور جو شخص رات کتاب اللہ کی دس آیات پڑھ لیا کرے، غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے اور جو شخص رات ایک سو آیات پڑھ لیا کرے فرمانبرداری کرنے والوں کو لکھا جائے گا۔

سہیل نے فرمایا کہ مجھے میرے بھائی نے خبر دی ہے میرے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مذکور حدیث کی مثل مگر اس نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں: جو شخص اللہ کے ذکر کی کثرت کرے وہ منافقت سے بری ہو جاتا ہے۔

۵۷۷:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے، ان کو عطا بن جعد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو کعب نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر زیادہ کرے وہ نفاق سے پاک ہو جاتا ہے۔ کہا گیا کہ روایت کی گئی ہے حماد سے سہیل بن ابو صالح سے ان کے والد سے ابی السلیل سے، کعب سے اور وہ زیادہ صحیح ہے مؤمل کی روایت سے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۸:..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ھشام بن علی نے، ان کو عبد اللہ بن رجاء نے، ان کو سعید

---

(۵۷۶)..... رواه ابن عبدالبر في التمهيد (۴۷/۶) من طريق أبي صالح الحنفي عن أبي سعيد الخدري و أبي هريرة و صححه الحاكم في المستدرك (۵۱۲/۱) و وافقه الذهبي.

و انظر أحمد (۳۰۲/۲ و ۳۱۰)، و ابن أبي شيبة (۴۲۸/۱۰)

نے، ان کو موسیٰ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا اس آدمی سے جس نے مجھ سے حدیث بیان کی ایاس جھنی سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تو اللہ کے لئے پسند کر اور اللہ کے لئے ناپسند کر اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کر۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے ساتھ اور کیا کیا کروں؟ فرمایا تو لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے تو پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے تو وہی ناپسند کر جو اپنے لئے تو ناپسند کرتا ہے اور خیر کی اور اچھی بات کہہ یا تو خاموش رہ سوائے اس کے نہیں کہ جہنم میں اوندھا ڈالا جائے گا۔ جو شخص دنیا میں روندھا کیا گیا اپنی زبان کے ساتھ (یعنی جس نے زبان کو غلط اور بے جا استعمال کیا)۔

۵۷۹:...... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بیہقی نے، ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے، ان کو داؤد بن حسین بیہقی نے، ان کو حمید بن زنجویہ نے، ان کو ابو الاسود نے، ان کو ابن لھیعہ نے، ان کو زبان بن فائد نے، ان کو سہیل بن معاذ بن انس نے، ان کو ان کے والد نے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا افضل ایمان کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو محبت کرے تو اللہ کے لئے، بغض کرے تو اللہ کے لئے اور لوگوں کے لئے وہی کام کر جو اپنے لئے پسند کرے اور ان کے لئے اسی کام کو ناپسند کر جو اپنے لئے ناپسند کرے اور یہ کہ خیر کی بات کہہ ورنہ چپ رہ۔

۵۸۰:...... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو سعید بن ابو مریم نے، ان کو ابو لھیعہ نے، ان کو حارث بن یزید نے، ان کو علی بن رباح نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی سے کہا جسے ذو البجادین کہتے تھے۔ بے شک وہ نرم دل بہت دعا کرنے وآہ وزاری کرنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ قرآن اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کی کثرت کرتا تھا۔

(انه اواه) و ذالک انه کان یکثر ذکر الله بالقرن و الدعآء

(یہ روایت ثبوت ہے اس بات کا کہ تلاوت قرآن اور دعا کرنا ذکر اللہ ہے صرف زبان سے اسم الٰہی کا ورد یا صرف یاد رکھنا ہی ذکر نہیں۔ مترجم)

۵۸۱:...... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی اسحٰق نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو احمد بن عبد الوھاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ھشام بن سعد نے، ان کو زید بن اسلم نے، کہتے ہیں کہ ابن ادرع نے کہا: میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ کے فرائض انجام دیتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہا تھا مگر اونچی آواز کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ یہ دکھاوا کرنے والا ہو۔ ابن ادرع کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازی آدمی ہے، نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں جان سکتے غالباً کہنے کے ساتھ اس معاملے کو۔

---

(۵۷۸)......عزاه فی الکنز (۱۳۹۰) لابن مندة و أبو نعیم وقال أبونعیم (أیاس بن سهل الجهنی) ذکره بعض المتأخرین فی الصحابة وهو فیما أراه من التابعین.

(۵۷۹)...... أخرجه أحمد (۲۴۷/۵) من طریق ابن لهیعة. به وقال ابن حجر فی التقریب (۳۳۸/۱).

سهل بن معاذ بن أنس الجهنی لابأس به إلا فی روایات زبان عنه.

(۵۸۰)...... قال الهیثمی فی المجمع (۳۶۹/۹) رواه أحمد والطبرانی وإسنادهما حسن.

پھر آپ دوسری رات باہر آئے۔ مجھے حفاظت کرتے پایا۔ میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے آدمی کے ساتھ گذرے جو اونچی آواز میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ابن ادرع کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ یہ آدمی ریاکار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ نرم دل اللہ کے آگے عاجزی کرنے والا ہے۔ ابن ادرع کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کون آدمی ہے۔ تو معلوم ہوا وہ عبداللہ ذوالنجادین ہے۔ (نون کے ساتھ)۔ ابواحمد نے کہا کہ وہ ذوالبجادین تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

یہ نام اس کا اس لئے پڑ گیا تھا کہ جب وہ مسلمان ہوا تھا تو اس کے کپڑے نوچ کر اتروالئے گئے تھے تو اس کی ماں نے اس کو ایک دھاری دار کپڑا یا چادر دی تھی جو بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ اس نے اسے دو حصوں میں کاٹ لیا تھا۔ ایک حصہ کو بطور تہ بند استعمال کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اوپر اوڑھ لیا کرتا تھا۔

اس حدیث کی اسناد مرسل ہے۔

۵۸۲:......اور تحقیق ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن غالب نے، ان کو عمر بن عبدالوھاب ریاحی نے، ان کو طلحہ بن یحییٰ نے، ان کو ھشام بن سعد نے، ان کو زید بن اسلم نے، ان کو سلمہ بن اکوع نے، کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا تھا۔ ایک رات...... پھر اسی حدیث کا مفہوم ذکر کیا اور اس حدیث کے آخر میں ہے...... پس یکا یک وہ عبداللہ ذونجادین تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اور یہ کوئی نہیں ہے۔ اور صحیح روایت جعفر بن عون کی ہے۔

۵۸۳:......ہمیں خبر دی ہے عبدالخالق بن علی مؤذن نے، ان کو ابوبکر بن خسب نے، ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سلیمان نے، ان کو ابوبکر بن ابی اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو ابوعبدالعزیز زندی نے، ان کو سعید بن ابوسعید نے، ان کو ادرع اسلمی نے، کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آیا۔ پس یکا یک عبداللہ ذوالبجادین (پر نظر پڑی) مسجد میں اونچی آواز کے ساتھ قرأت کررہا تھا۔ مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر باہر آئے۔ میں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قربان، کیا یہ شخص دکھاوا کرتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ، یہ تو عبداللہ ذوالبجادین ہے۔

ابن ادرع کہتے ہیں کہ پھر اس کا مدینہ میں انتقال ہوگیا۔ جب اس کی میت اٹھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نرمی کرو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس پر نرمی فرمائے۔

پھر اس کی قبر کھودی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قبر کشادہ کرو، اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی فرمائے۔

بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غمگین ہوئے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

---

(۵۸۱)...... أخرجه أحمد (۳۳۷/۴) من طريق هشام بن سعد. به.

ولكن عند أحمد (ابن الأدرع) بدلاً من (ابن الأكوع)

وقال الذهبي في التجريد (۲۱۲/۲) ابن الأدرع اسمه سلمة أو محجن.

وقال الهيثمي في المجمع (۳۶۹/۹) رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح

۵۸۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو ابوغرزہ نے، ان کو فضل بن دکین نے، کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن نے، ان کو ابوبکر حسن کارزی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو محمد بن مسلم نے، ان کو عمر بن دینار نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ کی روایت میں ہے ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے قبرستان میں آگ دیکھی (روشنی) قبرستان میں آئے تو کیا دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں موجود ہیں اور فرما رہے ہیں:

مجھے پکڑاؤ مجھے دو اپنے ساتھی کو، کیونکہ یہ نرم دل، دعا میں آہ وزاری کرنے والا انسان تھا۔ جو کہ ذکر کرتے ہوئے اپنی آواز اونچی کرلیا کرتا تھا۔

۵۸۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو اسحاق بن منصور سلونی نے، ان کو محمد بن مسلم طائفی نے، ان کو عمرو بن دینار نے، ان کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک آدمی تھا ذکر کرتے ہوئے اپنی آواز اونچی کرلیتا تھا۔ ایک آدمی نے کہا اگر یہ اپنی آواز پست کرلیتا تو بہتر ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کی بارگاہ میں آہ و بکا کرنے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا انتقال ہوگیا تو کسی آدمی نے قبرستان میں اس کی قبر میں آگ دیکھی۔ لہٰذا اس کے قریب آیا تو یکا یک وہاں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں (دفن اپنے ہاتھ سے خود کروا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں) آؤ اپنے ساتھی کے پاس (یعنی دفن میں شامل ہو) یا لاؤ اپنے ساتھی کو (گویا آپ اس کی قبر میں اتر کر خود نیچے رکھوا رہے تھے) جبکہ وہ ایسا آدمی تھا جو زور زور سے ذکر کرتا تھا۔ قبر میں آگ کے الفاظ آئے ہیں اس کا غلط مطلب نہ سمجھا جائے۔ بلکہ جیسے گزشتہ روایت میں گذرا ہے کہ قبرستان میں آگ دیکھی۔ پھر آگ سے مراد روشنی مراد ہے یا واقعی آگ جلائی تھی تو وہ بھی روشنی کے لئے دفن کرنے والوں نے جلائی تھی قبر میں روشنی کے لئے۔ (مترجم)

اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کرتا تھا اور اپنی دعا میں یوں کہتا تھا: اُوہِ......اُوہِ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اَوَّاہ ہے۔ یعنی اللہ کے آگے عاجزی کرتا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نکلا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں موجود ہیں اور اسی آدمی کو دفن کروا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چراغ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی چراغ کو قبر میں دیکھنے کے لئے اندر کیا ہوگا اور قبر میں روشنی نظر آئی تو کسی راوی نے قبرستان میں آگ، کسی نے قبر میں آگ اور کسی نے واضح طور پر چراغ کے ساتھ تعبیر کیا۔ جس سے آنے والے لوگوں کے ظاہراً شک کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ لہٰذا اس فقیر نے وضاحت کردی ہے۔ (مترجم)

۵۸۶:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن علی دارمی نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو بندار نے، ان کو محمد نے، ان کو شعبہ نے ابویونس سے، کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک آدمی سے سنا تھا، اس کا نام وقاص تھا، وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے مذکورہ حدیث بیان کی۔

۵۸۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو عبدالوھاب نے، ان کو سعید نے، ان کو عاصم نے، ان کو ذر بن حبیش نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود نے، انہوں نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام البتہ اَوَّاہ تھے۔ فرمایا کہ

---

(۵۸۴)...... أخرجه الحاكم في المستدرک (۱/۳۶۸) من طريق محمد بن مسلم الطائفي. به وصححه على شرط مسلم.

(۵۸۵)...... أخرجه الحاكم (۱/۳۶۸) بنفس الإسناد.

(۵۸۶)...... أخرجه الحاكم (۱/۳۶۸) بنفس الإسناد وقال الحاكم إسناده معضل.

(۵۸۷)...... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۳/۲۸۵) لابن جرير وابن المنذر والطبراني وأبو الشيخ عن ابن مسعود.

اَوَّاہ کا مطلب ہے اَلدَّعَّاء۔ بہت دعا مانگنے والا۔

۵۸۸:......ہمیں خبر دی ہے ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہر جانی نے، ان کو امام ابوالولید نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابی بکر نے، ان کو حمید بن اسود نے، ان کو عبداللہ بن سعید بن ابی ھند نے، ان کو شریک بن ابی نمیر نے، ان کو عطاء بن یسار نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتے۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا۔ مظلوم کی دعا۔ عادل بادشاہ۔

۵۸۹:......ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابی المعروف فقیہ نے، ان کو ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی نے، ان کو ابوعلی بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابوزکریا یحییٰ بن اسحٰق نے، ان کو ابن لھیعہ نے، ان کو درّاج ابوالسمح نے، ان کو ابوالھیثم نے، ان کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درجے کے اعتبار سے کون لوگ اعظم ہیں؟

فرمایا کہ: اللہ کا ذکر کرنے والے۔

۵۹۰:......ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو عبید بن یعیش نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو شعبہ نے ان کو مسلم بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن ابی ھذیل سے، وہ کہتے ہیں مجھے میرے ایک ساتھی نے حدیث بیان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بربادی ہے سونے اور چاندی کے لئے۔ تمہارا ایک آدمی حاصل کرے ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور رفیقۂ حیات ایسی جو آخرت کے معاملے میں معاونت کرے۔

مذکورہ احادیث پر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تمام مذکورہ احادیث سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان ہے۔ پھر شیخ نے حدیث چلائی ہے، یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ کے ذکر کا کوئی موقع ومحل ہو جو میں بیان کر چکا ہوں تو بندے پر حق ہے اور لازم ہے کہ وہ ذکر کی حفاظت کرے یا اس موقع کی حفاظت کرے۔ پھر تحری کرنے کی کوشش کرے ان اذکار کی جس کی فضیلت ظاہر ہے اور واضح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ابھارنے کی تلقین کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بارے میں کتاب الدعوات میں احادیث کثیرہ ذکر کی ہیں۔ لہذا یہاں پر ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۵۹۱:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوخیثمہ نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو عمارہ بن قعقاع نے، ان کو ابوزرعہ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان یعنی ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں پیارے ہیں۔ (وہ یہ ہیں):

---

(۵۸۹)...... أخرجه الترمذی (۳۳۷۶) من طریق ابن لهيعة. به.

وقال الترمذی: هذا حدیث غریب إنما نعرفه من حدیث دراج.

(۵۹۰)...... أخرجه أحمد (۳۶۶/۵) من طریق شعبة. به.

(۵۹۱)......أخرجه البخاری (۱۰۷/۷) عن زهير بن حرب أبوخيثمة، ومسلم (۲۰۷۲/۴) عن محمد بن عبدالله بن نمير وزهير بن حرب وأبو كريب و محمد بن طريف البجلي كلهم عن ابن فضيل به.

وليس عند مسلم من طريق أبي بكر كما قال البيهقي رحمه الله.

سبحان اللّٰہ و بحمدہ. سبحان اللّٰہ العظیم

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوخیثمہ سے۔

اوراس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابوکریب سے، انہوں نے ابن فضل سے۔

۵۹۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نظیف مصری نے مکہ مکرمہ میں۔ان کو ابوالفضل عباس بن محمد بن نصر دافقی نے مصر میں لکھوا کر۔ان کو محمد بن محمد بن اسماعیل بن شداد جذوعی نے، ان کو مسدد بن مسرھد نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو جریری نے، ان کو ابوعبداللہ جسری جرعنزۃ نے، ان کو عبداللہ بن صامت نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت کی تھی۔یا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی تھی اور عرض کیا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسا کلام زیادہ محبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے چن لیا ہے، وہ یہ ہے:

سبحان ربی و بحمدہ سبحان ربی و بحمدہ

۵۹۳:......ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابولعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صاغانی نے، ان کو عبدالوھاب بن عصا نے، ان کو داؤد بن ابی ھند نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے، ان کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ کہے:

لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر

روزانہ دس باراس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوا۔محررین یا فرمایا تھا کہ محرر۔داؤد کا شک ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موسیٰ نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی وھیب نے داؤد سے، پھر اس نے مذکورہ روایت کیا۔

۵۹۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر رزاز نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو عامر نے، ان کو ربیع بن خثیم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ کہے:

لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر

دس مرتبہ روزانہ، چار آزاد غلاموں کے برابر ثواب ہوگا۔عمار کہتے ہیں میں نے ربیع سے کہا یہ آپ کو کس نے حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔اسی طرح کہا ہے علی بن عاصم نے سماعیل سے۔

۵۹۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن محمد داؤد رزاز نے بغداد میں، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی نے، ان کو محمد بن جھم

---

۵۹۲)...... أخرجه الحاكم (۱/۱ ۵۰) من طريق إسماعيل به.

صححه الحاكم ووافقه الذهبي.

۵۹۳)...... قول البيهقي وقال البخاري رحمه الله : وقال موسىٰ عن داود. الخ.

قلت هو عند البخاري (۸/۱۰۷) قال البخاري وقال موسىٰ حدثنا وهب عن داود عن عامر عن عبدالرحمن بن أبي ليلى عن أبي أيوب عن النبي صلى الله عليه وسلم

سمری نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل نے عامر سے، اس نے ربیع بن خثیم سے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے:

لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر

دس مرتبہ روزانہ کہے تو یہ چار گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ کہا گیا آپ کو کس نے یہ حدیث بتائی ہے؟ بتایا کہ عمرو بن میمون نے۔ میں ملا عمرو سے، میں نے کہا کہ آپ کو کس نے حدیث بیان کی ہے؟ بتایا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ۔

بخاری کہتے ہیں کہ اسماعیل نے کہا عامر شعبی سے مروی ہے۔ انہوں نے ربیع سے۔ دونوں نے اس کو نقل کیا ہے ابن ابی سفرہ کی حدیث سے، انہوں نے عامر شعبی سے، کہتے ہیں کہ میں نے ربیع سے کہا، آپ نے کس سے حدیث سنی، بولے کہ عمرو بن میمون سے۔ میں نے عمرو بن میمون سے کہا، آپ نے کس سے سنی یہ حدیث؟ بولے ابن ابی لیلیٰ سے۔ انہوں نے کہا میں نے اسے سنا ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ حدیث کتاب الدعوات میں بھی نقل ہوئی ہے۔

بخاری کہتے ہیں کہ اعمش نے کہا اور حصین نے بھی ھلال سے، اس نے ربیع سے، اس نے عبداللہ سے اسی قول کو۔

۵۹۶:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر رازی نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ہلال بن یساف نے، کہتے ہیں کہ ہم جب بھی ربیع بن خثیم کے پاس بیٹھے، ان کا آخری قول یہ ہوتا تھا حضرت ابن مسعود نے فرمایا تھا جو شخص دن کے پہلے حصے میں دس مرتبہ یہ کہے:

لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر

اولاد اسماعیل علیہ السلام کے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔

۵۹۷:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو قعنبی نے مالک سے، انہوں نے سمی سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے:

لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر

ایک سو مرتبہ۔ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور اس کے لئے ایک سو نیکی لکھی جائے گی اور اس سے ایک سو گناہ مٹا دیا جائے گا اور اس دن اس کے لئے آگ سے نجات ہوگی۔ یہاں تک کہ شام ہو جائے اور کوئی شخص نیکی کرنے والا اس کے برابر نہیں ہوگا۔ مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ افضل عمل کرے۔

اور جو شخص یہ کہے سبحان اللہ وبحمدہ۔ ایک سو مرتبہ۔ اس کے سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۵۹۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، کہتے ہیں کہ

---

(۵۹۵)...... قول البیھقی : قال البخاری قال إسماعیل عن عامر عن الربیع قولہ

ھو عندالبخاری (۸/۱۰۷)

وقول البیھقی قال البخاری وقال الأعمش وحصین...... الخ.

ھو عند البخاری (۸/۱۰۷)

(۵۹۶)...... أخرجہ البخاری (۸/۱۰۷) قال : وقال آدم حدثنا شعبة حدثنا عبدالملک بن میسرة سمعت ھلال بن یساف عن الربیع بن خیثم وعمر بن میمون عن ابن مسعود قولہ.

(۵۹۸)...... أخرجہ البخاری (۸/۱۰۶) عن محمد بن مسلمة بن قعنب عن مالک. بہ.

وسلم (۴/۲۰۷۱) عن یحیی بن یحیی عن مالک. بہ.

میں نے مالک پر یہ حدیث پڑھی۔ پھر اس کو انہوں نے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی شیطان سے حفاظت ہوگی اور فرمایا کہ کتبت۔ محیت۔

بخاری نے اس کو صحیح میں قعنبی سے اور مسلم نے اس کو یحییٰ بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور روایت کیا ہے۔

۵۹۹:......ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے۔ ہمیں خبر دی ابوالحسین بشران نے، ان کو ابو جعفر رزاز نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابومعاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں یہ کہوں:

سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر.

تو یہ میرے نزدیک ان سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح میں راویت کیا ہے ابوبکر سے اور ابوکریب سے اور ابومعاویہ سے۔

۶۰۰:......ہمیں خبر دی احمد بن حسن نے، ان کو حاجب بن احمد نے، ان کو عبداللہ بن ھاشم نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو موسیٰ جھنی نے، ان کو مصعب بن سعد نے اپنے والد سے، وہ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اپنے تمام ہم نشینوں سے۔ کیا تم میں سے ہر آدمی اس بات سے بھی عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کما لے۔ ایک آدمی نے شرکاء محفل میں سے عرض کیا، ہم میں سے کوئی آدمی ہزار نیکی کیسے کرسکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سبحان اللہ سو مرتبہ کہے تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

۶۰۱:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو زھیر نے، ان کو منصور نے، ان کو ھلال بن یساف نے، ان کو ربیع بن عملیہ نے، ان کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین کلمات چار ہیں:

لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر. سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ.

آپ کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ابتداء کریں۔ اور حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے احمد بن یونس سے۔

۶۰۲:......ہمیں خبر دی ہے حسین بن محمد روذباری نے، ان کو محمد بن بکر نے، ان کو بیان ابوداؤد نے، ان کو احمد بن صلاح نے، ان کو عبداللہ بن وھب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے عمرو نے، ان کو سعید بن ھلال نے، ان کو خزیمہ نے، ان کو عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے، ان کو ان کے باپ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گئے، وہاں اس کے آگے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں۔ وہ سبحان اللہ پڑھ

(۵۹۹)......أخرجه مسلم (۲۰۷۲/۴) عن أبی بکر بن أبی شیبة و أبی کریب عن أبی معاویة. به.

(۶۰۰)...... أخرجه أحمد (۱۷۴/۱ و ۱۸۰ و ۱۸۵) من طریق موسی الجهنی. به.

(۶۰۱)...... أخرجه مسلم (۱۶۸۵/۳) عن أحمد بن عبدالله بن یونس. به.

(۶۰۲)...... أخرجه المصنف من طریق أبی داود (۱۵۰۰) عن أحمد بن صالح به.

و أخرجه الترمذی (۳۵۶۸) من طریق عبدالله بن وهب. به.

وقال الترمذی: حدیث حسن غریب من حدیث سعد

رہی تھیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خبر دیتا ہوں اس عمل کے ساتھ جو تیرے لئے اس سے آسان ہے یا فرمایا تھا افضل ہے؟ پھر فرمایا وہ یہ ہے:

سبحان اللّٰہ عدد ما خلق فی السمآء وسبحان اللّٰہ عدد ما ھو خالق. واللّٰہ اکبر مثل ذالک.
والحمدللّٰہ مثل ذلک ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم

۶۰۳: ......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل بن فضل نے ان کو احمد بن عیسیٰ مصری نے، ان کو ابن وھب نے، پھر اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل، علاوہ ازیں آپ نے فرمایا (قولی) اے خاتون آپ کہئے۔

۶۰۴: ......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ ال طلحہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا کریب ابوراشدین سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث خزاعیہ کے ہاں سے باہر تشریف لائے۔ جویریہ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا تھا۔ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے ہاں سے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے تو جویریہ نماز میں تھیں یا فرمایا کہ سجدے میں تھیں۔ دوسری بار انہوں نے کہا کہ آپ نکلے تو نماز پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت واپس آئے جب سورج اونچا ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا، کیا تم اپنی اسی مجلس میں ہو جب سے میں نکلا تھا؟ بولی جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین تین بار پڑھے تھے۔ اگر تم وزن کرو (اس عبادت کو) وزن کرلوں میں ان کلمات کے ساتھ۔ وہ یہ ہیں:

سبحان اللّٰہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان کی راویت کے ساتھ۔

۶۰۵: ......ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وھب نے، ان کو عمرو بن دارج نے ابوالھیثم سے، انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

استکثرو من الباقیات الصالحات

باقی رہنے والی نیکیاں کثرت کے ساتھ کرو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی ہیں؟ فرمایا کہ سوال کرنا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ:

اللّٰہ اکبر. سبحان اللّٰہ. لاالٰہ الااللّٰہ. الحمدللّٰہ. ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ کہنا۔

۶۰۶: ......ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن ساوی نے، ان کو ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی نے، ان کو اسحاق حربی نے ان کو ابوعمر وضریر نے، ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے، ان کو ابن عجلان نے، ان کو سعید مقبری نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا خذوا جنتکم۔ اپنی ڈھال پکڑلو۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عدو حضر؟ کیا کسی دشمن

(۶۰۴) ...... أخرجه مسلم (۴/۲۰۹۰) من طریق سفیان. به.

(۶۰۵) ...... أخرجه النسائی فی عمل الیوم واللیلة من طریق ابن وهب. به.

انظر تحفة الاشراف (۴۰۶۲)

(۶۰۶) ...... أخرجه النسائی فی عمل الیوم واللیلة من طریق حفص بن عمر الحوضی أبوعمر الضریر. به. انظر تحفة الأشراف (۱۳۰۶۱)

سے جو پہنچ چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جنتکم من النار۔ جہنم کی آگ سے ڈھال اور بچاؤ اختیار کرو یوں کہو:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

قیامت کے دن یہ کلمات آئیں گے۔ آگے پیچھے محبت کرنے والے۔ وہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔

۷۰۷: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن حمدون بن علی رازی نے، ان کو سفیان بن عقبہ نے (جو کہ قبیصہ کے بھائی تھے) انہوں نے حمزہ زیات سے اور سفیان ثوری سے، انہوں نے زبید سے، اس نے مرہ سے، اس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم کر دیے ہیں جیسے تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ مال عطا کرتے ہیں اس کو جس کو پسند کرتے ہیں اور اس کو بھی جس کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر ایمان صرف اسی کو دیتے ہیں جس کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتے ہیں اس کو ایمان عطا کرتے ہیں۔

جو شخص مال کو خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے اور رات کو عبادت کرنے شب بیداری سے ڈرتا ہے اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے ڈرتا ہے، اسے ان کلمات پڑھنے کی کثرت کرنی چاہیے:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

یہ کلمات آگے سے آنے والے پیچھے آنے والے اور دائیں بائیں آنے والے ہیں (یعنی ہر طرف سے حفاظت کرنے والے ہیں) اور یہ باقیات الصالحات ہیں۔

۷۰۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حسین بن شجاع صوفی نے، ان کو ابو بکر بن انباری نے، ان کو محمد بن العوام نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو عوام بن حوشب نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے، ان کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور اپنا چہرہ مبارک میرے درمیان اور فاطمہ کے درمیان رکھا۔ پھر ہمیں وہ کلمات سکھلائے جو ہم پڑھتے ہیں۔ وہ یہ ہیں جس وقت ہم سونے لگتے ہیں۔ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کے بعد ان کو کبھی ترک نہیں کیا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے ان کو جنگ صفین والی رات کو بھی ترک نہیں کیا تھا؟ فرمایا کہ نہیں صفین والی رات کو بھی ترک نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح میں منقول ہے مجاہد اور حکم کی روایت سے عبدالرحمٰن سے۔

۷۰۹: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلیمان الفقیہ نے، ان کو اسحاق بن حسن بن میمون حربی نے، ان کو عمر بن حفص نے، ان کو ابو علی نے، ان کو سعید بن مہران نے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا جس سے وہ حدیث بیان کرتا تھا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے ایک آدمی عاجز ہے اس بات سے بھی کہ وہ ہر دن احد پہاڑ کے برابر نیکیاں کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون طاقت رکھتا ہے کہ وہ احد پہاڑ کے برابر نیکیاں کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ

(٧٠٧) ..... أخرجه أحمد (١/٣٨٧) والحاكم (١/٣٣) من طريق مرة به

(٧٠٨) ..... أخرجه مسلم (٤/٢٠٩١، ٢٠٩٢) من طريق مجاهد والحكم عن عبدالرحمن بن أبي ليلى به

وأخرجه البخاري (١١/١٩) فتح من طريق الحكم به

(٧٠٩) ..... أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة من طريق حرمي بن حفص به (تحفة الأشراف ١٠٨٩٩)

وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اس کی طاقت رکھتا ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ احد پہاڑ سے بہت بڑا ہے۔الحمد للہ احد سے بہت بڑا ہے۔لا الٰہ الا اللہ احد پہاڑ سے بہت بڑا ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔یہ مذکورہ تمام اذکار تو نماز کے ساتھ مختص کر دیئے گئے ہیں،ان کے ساتھ اضافی عبادت کے طور پر جو پسند کرے۔شیخ نے صلوٰۃ تسبیح کا ذکر بھی کیا ہے۔ہم نے اس کی اسناد کتاب الدعوات میں ذکر کی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

۶۱۰:......ہمیں خبر دی ہے ابو سھل محمد بن نصرویہ بن احمد مروزی نے نیساپور میں،ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن حسب نے،ان کو ابوبکر یحییٰ بن ابوطالب نے،ان کو زید بن حباب نے،ان کو موسیٰ بن عبدہ زیدی نے،ان کو یزید ابوسعید مولیٰ ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے،ان کو ابورافع رضی اللہ عنہ نے،فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے۔اے چچا جان،کیا میں تیرے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں تیری حفاظت نہ کروں؟ کیا میں تجھے فائدہ نہ پہنچاؤں۔انہوں نے عرض کیا،کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ چار رکعت پڑھئے،اس طرح کہ ہر ہر رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ پڑھئے،ان کے بعد اور کوئی سی سورۃ بھی جب سورۃ پوری ہو جائے تو پھر رکوع میں جانے سے قبل یہ پڑھئے۔اللہ اکبر۔والحمد للہ وسبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ پندرہ مرتبہ۔اس کے بعد آپ رکوع کیجئے۔پھر رکوع ہی میں سر اٹھانے سے قبل اسے دس مرتبہ پڑھئے۔پھر رکوع سے سر اٹھائیے (اور قومہ میں) سجدہ میں جانے سے قبل دس مرتبہ پڑھئے۔اس کے بعد سجدہ کیجئے اور پہلے سجدہ میں سر اٹھانے سے قبل دس مرتبہ پڑھئے۔اس کے بعد سر اٹھائیے اور (جلسے میں) دوسرے سجدے سے قبل دس مرتبہ۔اس کے بعد دوسرا سجدہ کیجئے اور دوسرے سجدہ میں سر اٹھانے سے قبل دس مرتبہ۔اس کے بعد اپنا سر اٹھائیے اور دس مرتبہ پڑھئے کھڑا ہونے سے قبل۔یہ پچھتر ہوا ہر رکعت میں اور یہ چاروں رکعات میں تین سو بار ہے۔(اس کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ) تیرے سارے گناہ معاف کر دیں گے اگر چہ وہ تہہ بہ تہہ ریت کی مثل ہوں۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر روز کون پڑھ سکے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو روزانہ پڑھنے کی استطاعت نہ رکھے تو پھر ہر جمعہ کے دن (یعنی ہفتے میں ایک بار) اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھ لئے۔اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو اسے پڑھ لے ہر سال میں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ اور اس کو داؤد نے اسی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جس کو ہم نے کتاب الدعوات اور کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مبارک اس پر عمل کرتے تھے اور صالحین نے اس کو ایک دوسرے سے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور اس میں حدیث مرفوع کی تائید ہے اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

۶۱۱:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن جراح نے مقام مرو میں،ان کو یحییٰ بن ساسویہ نے،ان کو عبدالکریم بن عبداللہ نے،انکو ابوھب محمد بن مزاحم نے،کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں پوچھا۔انہوں نے فرمایا کہ پہلے تکبیر کہے،پھر **سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک** پڑھے۔اس کے بعد پندرہ مرتبہ یہ پڑھے۔ **سبحان اللہ والحمدللہ ولاالٰہ الااللہ واللہ اکبر** ۔اس کے بعد **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم** اور **بسم**

---

(۶۱۰)...... أخرجه الترمذی (۴۸۲) وابن ماجة (۱۳۸۶) من طريق زيد بن الحباب العكلی. به.

وقال الترمذی : هذا حديث غريب من حديث أبی رافع.

اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اورسورہ فاتحہ پڑھے۔اس کے بعد دس مرتبہ پڑھے سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لا الٰہ الا اللّٰہ۔اس کے بعد رکوع کرے اوراسی تسبیح کودس مرتبہ پڑھے۔پھر رکوع سے سراٹھا کر دس مرتبہ اس کو پڑھے۔اس کے بعد سجدہ کرے اوردس باراس کو پڑھے۔پھر سجدے سے سراٹھائے اوردس مرتبہ اس کو پڑھے۔اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اوران کلمات کودس مرتبہ پڑھے۔دوسرے سجدے سے سراٹھائے اور پھر دس بار۔اسی طریقے سے چار رکعات پڑھے۔یہ پچھتر تسبیحات ہیں۔ہر رکعت میں۔اس طرح یہ پوری تین سو ہوں گی۔اگر رات کو پڑھے تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیرے۔اگر دن میں پڑھے تو اگر چاہے تو سلام پھیرے اوراگر چاہے تو نہ پھیرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ابن مبارک کا اختیار کردہ طریقہ ہے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں۔آخر میں جو یہ لکھا ہے سراٹھائے اوراس کودس مرتبہ پڑھے،میرا خیال ہے کہ یہ کاتب کی طرف سے اضافہ ہے۔اس لئے کہ پچھتر کی تعداد اس کے بغیر پوری ہو جاتی ہے۔

۶۱۱م:......ہمیں خبر دی ہے ابوالفتح محمد بن احمد بن الفوارس نے حافظ سے،ان کوخبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم مقری نے،ان کو ابوشیبہ داؤد بن ابراہیم بغدادی نے،ان کو محمد بن حمید نے ان کو جریر نے،کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب یعنی اپنے مکتوب میں اپنی تحریر کے ساتھ پایا ہے۔ابوجناب کلبی انہوں نے ابوالجوزا سے،انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں آپ کا خیال نہ کروں؟ کیا میں آپ کوعطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کواجازت نہ دوں؟ چار رکعات ہیں جوشخص ان کو پڑھ لے اس کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔پرانا ہو یا نیا ہو،چھوٹا ہو یا بڑا ہو،قصداً ہو یا غلطی سے ہو،آغاز کیجئے اور نماز کی تکبیر اولیٰ کہیے۔پھر قرأت سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھیے۔سبحان اللہ والحمدللہ و لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔اس کے بعد فاتحہ پڑھیے اورکوئی سورۃ پڑھیے۔اس کے بعد دس مرتبہ پڑھیے،اس کے بعد رکوع کیجئے اور رکوع میں دس مرتبہ پڑھیے،پھر رکوع سے سراٹھایئے اوردس بار پڑھیے،پھر سجدہ کیجئے اور سجدے میں دس بار پڑھیے،پھر سراٹھایئے اوردس مرتبہ پڑھیے،پھر دوسرا سجدہ کیجئے اور سجدے میں دس مرتبہ پڑھیے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون اس کی طاقت رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چہ سال بھر میں ہو،اگر چہ مہینے میں ہو،اگر چہ ہفتے میں ہو،اگر چہ صرف قل ھواللہ احد پڑھ کر ہو۔

۶۱۲:......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ اسی کے مطابق ہے جو ہم حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت کر چکے ہیں اوراس کو قتیبہ بن سعید نے روایت کیا ہے یحییٰ بن سلیم سے،وہ عمران بن مسلم سے،وہ ابوالجوزاء سے فرماتے ہیں کہ میرے پاس عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور یہ حدیث ذکر فرمائی اوراس کے مرفوع ہونے کی مخالفت کی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا اور تسبیحات کو قرأت سے پہلے بھی ذکر نہیں کیا۔انہوں نے تسبیحات کو قرأت کے بعد ذکر کیا ہے۔پھر اس کا ذکر جلسۂ استراحت میں (دوسجدوں کے درمیان) کیا ہے جسے دیگر تمام راویوں نے کیا ہے۔واللہ اعلم۔اسی طرح عمرو بن مالک وغیرہ نے ابوالجوزاء سے مرفوعاً اس کوروایت کیا ہے۔

۶۱۳:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ سے،دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو اسید بن عاصم نے،ان کو حسین بن حفص نے،ان کو سفیان نے،ان کو عطا ابن یسار نے،ان کو ان کے والد نے،ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۶۱۱)...... أخرجه الحاكم (۱/ ۳۱۹. ۳۲۰) بنفس الإسناد.

وأخرجه الترمذي (۴۸۲) من طريق أبي وهب. به.

(۱)...... زيادة من المستدرك والترمذي.

(۶۱۲)...... أبوالجوزاء هو أوس بن عبدالله الربعي.

دو خصلتیں ایسی ہیں جو بھی مسلمان ان کی حفاظت کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں قلیل ہیں اور ان کے ساتھ جو عمل کرتے ہیں وہ بھی قلیل ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دونوں کونسی ہیں؟ فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایک بھی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اور دس مرتبہ الحمدللہ پڑھے اور اللہ اکبر دس بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو پچاس ہیں اور ترازو میں پندرہ سو ہیں اور رات کو سونے کے لئے جب بستر پر آئے تو سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر۔ ایک ایک سو بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو ہیں اور ترازو میں ایک ہزار ہیں۔ (اب سوچو) تم میں سے کونسا ایسا بندہ ہے جو رات دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہاتھوں پر شمار کر رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو خصلتوں کو کیسے کوئی نہیں کرے گا؟ اور کیونکر ان کی حفاظت نہیں کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے یاد کر فلاں کام ہے، فلاں کام ہے، یہاں تک کہ وہ یہ ذکر چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور سو جاتا ہے اور ذکر چھوڑ دیتا ہے۔

۶۱۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابوالموجہ نے، ان کو عبدان نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے، ان کو مالک بن مغول نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حکم بن عتیبہ سے وہ حدیث بیان کرتا ہے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے۔ اس نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر میں پڑھے جانے والے چند کلمات میں ان کو کہنے والا رسوا نہیں ہوتا یا یوں فرمایا تھا ان کو کرنے والا ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔

۶۱۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن حسن حیری نے اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید بن فروز نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اوزاعی سے، وہ کہتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حسان بن عطیہ نے، ان کو محمد بن ابو عائشہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالدار لوگ سارا ثواب لے گئے ہیں ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں، مگر ان کے پاس فاضل مال ہیں، جن کے ساتھ وہ صدقہ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، جس کا ہم صدقہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو وہ کلمات پڑھے تو اس کو پالے جس نے تجھ سے سبقت کی تھی اور تیرے بعد کوئی تجھ سے لاحق نہ ہو سکے۔ عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ تو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھ اور الحمدللہ تینتیس مرتبہ پڑھ اور اللہ اکبر تینتیس مرتبہ پڑھ اور اس کے بعد یہ پڑھ:

لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر۔

۶۱۶:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ سوسی نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس اصم نے، ان کو سعید بن عثمان تنوخی نے، ان کو بشر بن بکر نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اوزاعی نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو اسی طرح روایت کیا

---

(۶۱۳)...... أخرجه أحمد (۲/۲۰۴، ۲۰۵) وأبوداؤد (۵۰۶۵) والترمذی (۳۴۱۰) والنسائی من طریق عطاء. به.

وقال الترمذی حسن صحیح.

(۶۱۴)......أخرجه المصنف فی السنن (۲/۱۸۷) بنفس الإسناد.

وقال: رواه مسلم فی الصحیح عن الحسن بن عیسیٰ بن عبداللہ بن المبارک ومن وجه آخر عن حمزة الزیات

انظر مسلم (۱/۴۱۸)

(۶۱۵)...... أخرجه أبوداؤد (۱۵۰۴) من طریق الأوزاعی. به.

(۶۱۶)...... أخرجه مسلم (۱/۴۱۸) من طریق أبی عبیدالمذحجی عن عطاء بن یزید اللیثی. به.

ہے عطاء بن یزید نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور اسی طریقہ سے اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں۔

۶۱۷:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمر بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو ورقاء نے، ان کو سمی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالدار لوگ درجے بھی لے گئے ہیں اور دائمی نعمتیں بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ بولے کہ جیسے ہم نمازی پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں، جیسے ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ فاضل مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، مگر ہمارے پاس مال تو نہیں ہیں کہ خرچ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات کی خبر نہ دوں کہ تم اس کے ذریعے اس کے مرتبے کو پالو جو تم سے آگے ہے اور جو تمہارے بعد آئے تم اس سے آگے بڑھ جاؤ اور کوئی ایسی نیکی نہ کر پائے جو تم کر پاؤ۔ مگر وہ شخص جو وہی نیکی کرے کہ تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن یزید سے۔

۶۱۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو مشعر نے مسعودی سے، ان کو ابراہیم سکسکی نے، ان کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ذکر کیا کہ وہ قرآن میں سے کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا اور اس سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو قرآن کی جگہ اس کو کفایت کر جائے۔ فرمایا کہ کہو:

سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر و لاحول و لاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم

۶۱۹:...... ہمیں خبر ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو حسان بن ثواب ابوعلی نے ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو ابوعثمان نے اور احمد بن حنبل ان کی توثیق کرتے تھے اور اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ آپ نے اس سے کوئی شئے نہیں لکھی۔ ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی خیر سکھلائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، یہ کہو:

سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر.

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پکا عہد کیا اور چل دیا۔ پھر کچھ سوچنے لگا۔ پھر واپس لوٹ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا یہ سوچنا تو مایوس کا ہے۔ وہ آ گیا اور بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر۔ یہ تو ساری بات اللہ کے لئے۔ میرے لئے کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دیہاتی جب تم یہ کہتے ہو سبحان اللہ (اللہ پاک ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تم نے سچ کہا ہے اور جب تم کہتے ہو الحمدللہ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو نے سچ کہا اور جب تم کہتے ہو اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے)۔

---

(۶۱۷)...... أخرجه المصنف فی السنن (۱۸۶/۲) بنفس الإسناد.

و أخرجه البخاری (۸۹/۸) عن إسحاق عن یزید. به.

(۶۱۸)...... أخرجه المصنف فی السنن (۳۸۱/۲) من طریق المسعودی. به.

و المسعودی هو عبدالرحمن به عبدالله.

و السکسکی هو إبراهیم بن عبدالرحمن السکسکی.

(۶۱۹)...... فی الزهد للبیهقی (۸۲۵) الحسن بن ثواب بدلاً من الحسن بن ثوب.

و الحدیث عزاه فی الکنز (۳۹۱۱) للمصنف فقط.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے سچ کہا اور جب تم کہتے ہو اللھم اغفرلی (اے اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے، مجھے بخش دے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بالکل میں نے تجھے بخش دیا ہے اور جب تم یہ کہتے ہو اللھم ارحمنی (اے اللہ مجھ پر رحم فرما)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بالکل میں نے رحم کر دیا اور جب تم کہتے ہوئے اللھم ارزقنی (اے اللہ مجھے رزق دے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بالکل میں رزق دوں گا۔

چنانچہ وہ دیہاتی اس رسی پر بیٹھا جو اس کے ہاتھ میں تھا پھر واپس چلا گیا۔

۶۲۰:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان ابن ابی داؤد برلسی نے، ان کو محمد بن عبید طنافسی نے، ان کو یونس بن ابی اسحق سبیعی نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے، کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد محمد نے اپنے والد سعد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

حضرت یونس علیہ السلام نے دعا کی، جس کے ساتھ انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی تھی:

لاالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

کوئی معبود نہیں سوائے تیرے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔

جو شخص بھی کسی تکلیف اور پریشانی میں اس کے ساتھ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

۶۲۱:...... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن علی خزاز نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن خلف عمی نے، ان کو عاصم بن بھدلہ نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے، فرماتی ہیں میرے پاس سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی عمر کی ہو چکی ہوں یا یوں کہا کہ میں ضعیف ہو چکی ہوں یا جیسے بھی کہا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسے عمل کا حکم فرمائیے جو عمل میں بیٹھے بیٹھے کر لیا کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ایک سو بار سبحان اللہ پڑھئے۔ یہ ایک سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا جسے آپ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے آزاد کریں اور ایک سو بار الحمدللہ پڑھئے۔ یہ آپ کے لئے ایک سو لگام چڑھائے ہوئے زین کسے ہوئے گھوڑوں کے برابر ہوگا جس پر سوار ہو کر آپ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور ایک سو بار اللہ اکبر پڑھیے، یہ آپ کے لئے ایک سو قلادہ اور پٹہ ڈلے ہوئے ایک سو اونٹوں کے برابر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کے لئے قبول ہو چکے ہوں اور ایک سو بار لاالہ الا اللہ پڑھئے۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا اس سے آسمان وزمین کا خلا نیکیوں سے بھر جائے گا اور اس دن تیرے عمل سے بہتر کسی کا عمل اللہ کی طرف بلند نہیں ہوگا۔ ہاں اس کا جو تیری مثل عمل کرے گا۔

۶۲۲:...... ہمیں خبر دی ابوعلی بن شاذان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالربیع سلیمان بن داؤد عتکی نے، ان کو معتمد نے، ان کو داؤد طفاوی نے ان کو ابومسلم بجلی نے، ان کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے، یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے:

اللھم ربنا ورب کل شئی انا شھید انک انت الرب وحدک لاشریک لک. اللھم ربنا ورب کل شیء انا شھید ان محمداً عبدک ورسولک. اللھم ربنا ورب کل شیء. انا شھیدان العباد کلھم اخوۃ. اللھم ربنا ورب کل شیء. اجعلنی مخلصالک واھلی فی کل ساعۃ من الدنیا والاخرۃ یاذالجلال والاکرام. اسمع واستجب اللہ اکبر الاکبر. اللہ نورالسموت والارض اللہ اکبر الاکبر، حسبی اللہ ونعم الوکیل اللہ اکبر الاکبر.

(۶۲۰)...... أخرجه أحمد (۱/۱۷۰) من طریق یونس بن أبی إسحاق السبیعی. به.

اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب۔ میں گواہ ہوں کہ بے شک تو ہی رب ہے تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ ہے اور تیرا رسول ہے۔ اے اللہ اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ بندے سارے کے سارے بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو اپنے لئے مخلص بنادے، ہر لمحے دنیا میں اور آخرت میں۔ اے عظمت اور بزرگی والے، میری دعا سن لے اور قبول فرمالے، اللہ سب سے بڑا ہے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمین کو روشن کرنے والا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔

۶۲۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو اسامہ نے، ان کو محمد بن کعب نے، ان کو عبداللہ بن سداد نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند کلمات سکھلائے تھے۔ ان کو وہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے جنہیں وہ کرب اور پریشانی میں پڑھتے تھے۔

لاالٰہ الااللّٰہ الحلیم. سبحان اللّٰہ وتبارک اللّٰہ رب العرش العظیم و الحمدللّٰہ رب العلمین.

اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں، وہ حوصلے والا ہے۔ اللہ پاک ہے اور اللہ برکت والا ہے۔ عرش عظیم کا مالک ہے۔ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو کہ ساری جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۶۲۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے زائدہ سے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، ان کو مصعب نے یہ کہ عبدالملک بن مروان نے مدینے میں اپنے عامل ھشام بن اسماعیل کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت حسن بن حسن اہل عراق کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے۔ تیرے پاس جب میرا یہ خط پہنچے تو ان کے پاس پیغام بھیج کر انہیں گرفتار کرلیا جائے۔ مصعب کہتے ہیں کہ ان کے پاس جب وہ لائے گئے ھشام کچھ مصروف تھے، چنانچہ ان کے پاس علی بن حسین اٹھے اور فرمایا کہ اے چچازاد بھائی مشکل کشائی کے کلمات پڑھ لیجئے۔ (وہ یہ ہیں):

لاالٰہ الااللّٰہ الحلیم الکریم لاالٰہ الااللّٰہ العلی العظیم. سبحان اللّٰہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم. الحمدللّٰہ رب العلمین.

مصعب فرماتے ہیں کہ ہشام نے ان کو دیکھ کر چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ یہ ایسا چہرہ ہے جو جھوٹ کے ساتھ گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے اور امیر المومنین سے بات اور مراجعت کرلی جائے۔

۶۲۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حامد بن ابی حامد مقری نے، ان کو اسحٰق بن

---

(۶۲۲)...... أخرجه أبوداوٗد (۱۵۰۸) عن مسدد وسليمان بن داوٗد العتكي. به.

وقال المنذري قال الدارقطني: تفرد به معتمر بن سليمان عن داوٗد الطفاوي عن أبي مسلم البجلي عن زيد بن أرقم ا هـ.

وقال المنذري: في إسناده داوٗد الطفاوي قال يحيى بن معين ليس بشيء.

(۶۲۳)...... أخرجه الحاكم (۱/۵۰۸) من طريق أسامة بن زيد. به وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه لاختلاف فيه على الناقلين ووافقه الذهبي

(۶۲۶)...... أخرجه ابن أبي الدنيا في الفرج بعد الشدة عن محمد بن الحسين عن محمد بن سعيد عن شريك عن عبدالملك بن عمير قال كتب الوليد بن عبدالملك إلى عثمان بن حيان المزني. انظر الحسن بن الحسن فاجلده مائة جلده...... الخ. بنحوه.

سلیمان رازی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ یعنی مسعودی نے، ان کو عبداللہ بن محارق بن سلیم نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم تمہیں کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو ہم تمہارے پاس کتاب اللہ سے اس کی تصدیق بھی پیش کرتے ہیں۔ بے شک بندہ جب کہتا ہے:

سبحان اللّٰہ، والحمدللّٰہ، ولاالٰہ الااللّٰہ. واللّٰہ اکبر وتبارک اللّٰہ.

تو ایک فرشتہ ان کلمات کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور انہیں اپنے پر کے نیچے محفوظ کر لیتا ہے۔ پھر ان کو لے کر وہ اوپر کو چڑھ جاتا ہے، وہ ان کلمات کو لئے ہوئے فرشتوں کی جس کسی جماعت کے ساتھ گذرتا ہے تو وہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جس نے یہ الفاظ پڑھے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں لے کر وہ رحمٰن کے سامنے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر)

اسی کی بارگاہ میں چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات اور عمل صالح بلند کرتا ہے اسی کو۔

۶۲۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو حسن بن موسیٰ اشیب نے، ان کو حماد نے، ان کو ثابت بنانی نے کہ ایک آدمی نے فراخی میں چار غلام آزاد کئے اور دوسرے آدمی نے کہا:

سبحان اللّٰہ. والحمدللّٰہ ولاالٰہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر.

پھر مسجد میں داخل ہوا تو دیکھتا ہے حبیب سلمی اور اس کے رفقاء بیٹھے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا، آپ لوگ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے چار غلام آزاد کئے اور دوسرے نے کہا اے اللہ اس نے تو چار گردنیں غلامی سے آزاد کرائی ہیں اور میں تنہا ہوں۔

سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولاالٰہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر.

دونوں میں سے کون افضل ہے؟ پس تھوڑی سی دیر انہوں نے غور کیا، پھر بولے ہم اللہ کے ذکر سے افضل کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

۶۲۷:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن جھدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابوالجعد نے کہ ایک آدمی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ابوسعد بن منبہ نے ایک سو غلام آزاد کئے ہیں۔ فرمایا کہ بے شک سو غلام آزاد کرنا ایک آدمی کے مال میں بہت ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سے بھی افضل کی خبر دوں؟ ایمان جو شب وروز کے ساتھ لازم وملزوم ہو اور تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ تر رہنی چاہئے۔

۶۲۸:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید بن صفار نے، ان کو احمد بن عبیداللہ نرسی نے، ان کو حجاج بن محمد اعور نے، کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے موسیٰ بن عقبہ نے سہیل بن ابی صالح سے، ان کو ان کے والد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی محفل میں بیٹھے جس میں شور وشغب زیادہ ہو۔ پھر وہاں سے اٹھنے سے قبل وہ یہ کہے:

---

(۶۲۵)......أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۴۲۵/۲) عن محمد بن يعقوب. به وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

(۶۲۷)...... أخرجه أبونعيم فى الحلية (۲۱۹/۱) من طريق عبدالرحمن بن مهدى. به.

(۶۲۸)...... أخرجه الترمذى (۳۶۳۳) وأحمد (۴۹۴/۲) من طريق حجاج بن محمد. به.

وقال الترمذى حسن غريب صحيح من هذا الوجه لانعرفه من حديث سهيل إلا من هذا الوجه.

سبحانک ربنا وبحمدک لاالٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک (الا غفرلہ ما کان فی مجلسہ ذلک)
اس کے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس محفل میں ہوئے تھے۔

۶۲۹:......ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابو مسلمہ خزاعی نے، ان کو خلاد بن سلیمان نے (اور وہ خدا ترس لوگوں میں تھے) ان کو خالد بن عمران نے، ان کو عروہ بن زبیر نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے تھے یا نماز پڑھتے تھے تو کچھ کلمات کے ساتھ تکلم فرماتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی بھی خیر اور اچھائی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو قیامت تک اس خیر پر ان کلمات سے طابع اور مہر لگانے والا ہوگا اور اگر اس کے بغیر مکمل کرے تو بھی اس کے لئے کفارہ ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں):

سبحانک اللھم وبحمدک لاالٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک.

۶۳۰:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو ابو جعفر اصفہانی نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، ان کو ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو حارث بن سوید نے، ان کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام:

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولاالٰہ غیرک

ہے اور اللہ کے یہاں مبغوض ترین کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: اتق اللہ ......تو اللہ سے ڈر۔ یا اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچ۔ تو دوسرا جواب دے تو ہی بچا اپنے آپ کو یا تو ہے ڈر۔

۶۳۱:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو ابو حنیفہ بن حباب جمحی نے بصرہ میں ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابو اسحاق نے جری نہدی سے ان کو ایک آدمی نے بنو سلیم سے کہتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمار کیا میرے ہاتھ میں یا اپنے ہاتھ میں:

التسبیح نصف المیزان. والحمدللہ تملاء. والتکبیر تملاء مابین السمآء والارض
والصوم نصف الصبر، والطھور نصف الایمان.

سبحان اللہ کہنا ترازو کو آدھا بھر دیتا ہے۔ الحمدللہ کہنا پورا بھر دیتا ہے۔ اللہ اکبر کہنا زمین و آسمان کے درمیان خلاء کو بھر دیتا ہے۔ روزہ رکھنا آدھا صبر ہے اور طہارت نصف ایمان ہے۔

۶۳۲:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابو حیان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ تھے جب سنتے کہ کوئی سائل کہتا ہے کون ہے جو قرضہ حسنہ دے دے۔ فرماتے:

---

(۶۲۹)...... أخرجه النسائي في الصلاة وفي اليوم والليلة عن محمد بن إسحاق. به.

(۶۳۰)...... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۷۳۹) من طريق أبي العباس محمد بن يعقوب الأصم.

(۶۳۱)...... أخرجه الترمذي (۳۵۱۹) من طريق أبي إسحاق. به.

وقال الترمذي هذا حديث حسن وقد رواه شعبة وسفيان الثوري عن أبي إسحاق.

(۶۳۲)...... أخرجه الإصبهاني في الترغيب (۷۴۵) من طريق يحيى بن أبي طالب. به.

سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر.

یہ قرضہ حسنہ ہے۔

۶۳۳:..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ جرجانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن قاسم انباری نے، ان کو میرے والد نے، ان کو حسن بن عبدالرحمٰن نے، ان کو عباس بن الفرح نے، ان کو اصمعی نے، ان کو عیسیٰ بن عمر نے، فرماتے ہیں کہ نابغہ بنی شیبان شاعر جب شعر کہتا تو اپنی زبان کو قابو کر لیتا، پکڑ لیتا۔ کہتا میں ضرور تیرے اوپر مسلط کروں گا جو تجھے برا لگے گا:

سبحان اللّٰہ. و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر.

یعنی اگر دنیاوی باتوں میں شعر کہنے سے زبان آلودہ کرتے تو اس کی تلافی مافات کے طور پر مذکورہ ذکر کرتے)۔

۶۳۴:..... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابو احمد بن حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو عبدالکریم بن ھیثم نے، ان کو ابوالصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، یہ کہ شعوذ بن عبدالرحمٰن نے اس کو بیان کیا ابن عائذ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کی پٹائی کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک کہتا بسم اللہ اور دوسرا کہتا سبحان اللہ۔ امیر المومنین نے فرمایا تو ہلاک جائے تخفیف کو مسبح سے، بے شک تسبیح صرف مومن کے دل میں استقرار پکڑتی ہے۔

۶۳۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو وائل نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے آسمان سے: اے لوگو! اپنے خطرے سے بچنے کے لئے اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لو۔ لوگ ہٹے ہیں اور انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے ہیں۔

ایک آدمی آیا اس کے پاس ڈنڈے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس نے وہی لے لیا۔ پھر آسمان سے پکارنے والے نے پکارا، تمہارے خطرے سے بچنے کے لئے تمہارے ہتھیار یہ نہیں ہیں، لہذا اہل زمین میں سے کسی نے پوچھا کہ ہمارے خطرے کے لئے ہمارے ہتھیار کیا ہیں؟ منادی کرنے والے نے کہا کہ وہ ہتھیار یہ ہے:

لاالٰہ الااللّٰہ سبحان اللّٰہ و اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد.

۶۳۶:..... ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو ابو عمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو خالد بن خداش نے، ان کو ادریس بن ابی بکر نے، ان کو ابن اخی جریر بن حازم نے، کہتے ہیں کہ ہم عثمان سے ہمنشینی کرتے تھے۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا، کیا دیکھتے ہیں آپ اس محفل کے بارے میں جس میں ہم ہوتے تھے؟ فرمایا کہ سب کچھ باطل ہے۔ میں نے اس ذکر سے زیادہ بہتر کچھ نہیں پایا:

سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر.

۶۳۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، انہوں نے سنا ابو زکریا بن اسحٰق عنبری سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن علی ذھلی سے، وہ کہتے کہ میں نے سنا اپنے بعض مشائخ سے وہ ذکر کرتے تھے کہ انہوں نے دیکھا احمد بن احمد کو خواب میں اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے:

سبحان اللّٰہ. و الحمدللّٰہ و لاالٰہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر

سے زیادہ نفع والی آخرت کے اعتبار سے کوئی چیز نہیں پائی۔

مجموعہ اذکار میں سے استغفار بھی
اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اسی قبیل سے یعنی ذکر کے قبیل سے استغفار ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

استغفروا ربکم انه کان غفاراً (سورۃ نوح ۱۰)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا) اپنے رب سے بخشش طلب کرو، بے شک وہی بہت بخشنے والا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی آئی ہیں۔ شیخ حلیمی نے بھی کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب الدعوات میں ذکر کر دیا ہے اور یہاں بھی ان میں سے بعض کو ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۶۳۸:...... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلیمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو زھری نے، ان کو ابو سلمہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں:

واستغفر لذنبک وللمومنین والمؤمنات (محمد ۱۹)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کے لئے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لاستغفر اللّٰہ فی الیوم سبعین مرة

بے شک میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) البتہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں دن میں ستر مرتبہ۔

۶۳۹:...... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے، کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

واللّٰہ انی لاستغفر و اتوب فی الیوم اکثر من سبعین مرة

اللہ کی قسم بے شک میں البتہ بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں روزانہ ستر بار سے بھی زیادہ۔

اس کو بخاری نے صحیح میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے۔

۶۴۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب سقافی نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو حماد بن زرر نے، ان کو ثابت بنانی نے، ان کو ابو بردہ سے، ان کو اغر مزنی نے، ان کو بھی صحبت رسول حاصل تھی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

انه لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللّٰہ فی الیوم مأة مرة

بے شک میرے دل پر پریشانی اور گرانی ہوتی ہے۔ میں استغفار کرتا ہوں دن میں ایک سو بار۔

---

(۶۳۸)...... أخرجه الترمذی (۳۲۵۹) عن عبد بن حمید عن عبدالرزاق. به وقال الترمذی حسن صحیح.

(۶۳۹)...... أخرجه البخاری (۸/۸۳) عن أبی الیمان. به.

(۶۴۰)...... أخرجه مسلم (۴/۲۰۷۵) عن أبی الربیع العتکی ویحیی بن یحیی وقتیبة بن سعید جمیعاً عن حماد. به.

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو الربیع سے۔

۶۴۱:.....ہمیں خبر دی ابوبکر عبداللہ بن محمد بن محمد بن سعید بن مسعود سکرنی نے آخری دو میں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد یعقوب معقلی نے لکھوا کر ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے ان کو مالک بن معول نے، ان کو محمد بن سوقہ نے ان کو نافع نے، ان کو حضرت ابن عمر نے، فرمایا کہ ہم لوگ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شمار کرتے تھے یہ الفاظ:

رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم. مائة مرة

اے میرے رب مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ سو مرتبہ۔

۶۴۲:.....ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد عامری نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحیٰی نے، کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیٰی بن یحیٰی نے، اس کو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے، ان کو عثمان بن واقد نے، ان کو ابو نصیرہ نے مولیٰ ابی بکر سے، اس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لم یضر من استغفر وان اذنب فی الیوم سبعین مرة

جو شخص استغفار کرتا ہے اس کا کچھ نقصان نہیں ہے، اگر چہ وہ روزانہ ستر گناہ کرے۔

۶۴۳:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمتام نے ان کو ابو حنیفہ نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابو اسحٰق نے، ان کو عبید نے، کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل نہ کرا دے۔ اس لئے کہ میں تیز زبان اور سخت زبان والا آدمی ہوں، اپنے گھر والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

این انت من الاستغفار انی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة

کہاں غافل ہو تم استغفار سے۔ بے شک میں البتہ استغفار کرتا ہوں اللہ سے روزانہ سو بار۔

۶۴۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن فورک نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابو اسحٰق نے، ان کو ولید بن ابو مغیرہ نے، ان کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیز زبان کا آدمی ہوں اور میرے گھر والے زیادہ تر بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے کہاں غافل ہے؟ میں ضرور استغفار کرتا ہوں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے۔

۶۴۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ سے، ان کو ابو عمرو بن نصر نے، ان کو ابراہیم بن دحیم دمشقی نے مکہ مکرمہ میں ان کو ھشام بن عمار نے، ان کو ولید نے، وہ ابن مسلم سے، ان کو حکم بن مصعب قرشی نے، کہتے کہ میں نے سنا محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ان کے والد سے، وہ ان کے دادا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۶۴۱)..... أخرجه أحمد (۲/ ۲۱) من طریق مالک بن مغول. به.

(۶۴۲)..... أخرجه أبوداود (۱۵۱۴) والترمذی (۳۵۵۹) من طریق عثمان بن واقد العمری. به وقال الترمذی هذا حدیث غریب إنما نعرفه من حدیث أبی نضیرة ولیس إسناده بالقوی.

(۶۴۳)..... أخرجه الحاکم (۲/ ۴۵۷) من طریق سفیان. به.

وصححه الحاکم ووافقه الذهبی.

(۶۴۴)..... أخرجه المصنف من طریق أبی داوٗد الطیالسی (۴۲۷) عن شعبة. به.

من اکثر الاستغفار جعل اللّٰہ لہ من کل ھم فرجاً ومن کل ضیق مخرجاً ورزقہ من حیث لایحتسب

جوشخص کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر فکر و پریشانی سے کشادگی اور ہر تنگی سے راہ نجات بناتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

۶۴۶:......ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے ان کو محمد یوسف نے، کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا منصور بن صفیہ سے اس نے اپنی ماں صفیہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ:

طوبی لمن وجدفی صحیفتہ استغفاراً کثیرا

مبارک ہو اس شخص کو جو اپنے صحیفے میں پالے استغفار کثیر۔

یہ صحیح ہے مگر بطور موقوف ہونے کے اور نعمان بن سلام سے روایت ہے سفیان سے بطور مرفوع روایت کے اور روایت کیا گیا حدیث داؤد بن عبدالرحمٰن سے، ان کو منصور بن صفیہ سے اسی طرح مرفوعاً روایت ہے۔

۶۴۷:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے ان کو عمرو بن عثمان نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن عثمان زاہد نے، ان کو خشنام بن بشر نے، ان کو عمرو بن عثمان نے بن سعید بن کثیر بن دینار حمصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

طوبیٰ لمن　وجد فی صحیفتہٖ من الاستغفار.

مبارک ہو اس شخص کو جو اپنے صحیفے میں استغفار کو پالیتا ہے۔

اور ابن عبدان نے اپنی روایت میں کہا ہے:

طوبیٰ لمن وجد فی کتابہ استغفاراً کثیرا

مبارک بادی ہے اس شخص کے لئے جو شخص اپنے اعمال نامے میں کثیر استغفار پالیتا ہے۔

اور انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے سنا ہے۔

۶۴۸:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، اان کو احمد بن عبید نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو عتیق بن یعقوب بن صدیق بن موسیٰ زبیدی نے، ان کو منذر کے دونوں بیٹوں نے، یعنی عبداللہ اور محمد نے، ان کو ھشام بن عروہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احب ان تسرہ صحیفتہ فلیکثر فیھا من الاستغفار

جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا اعمال نامہ اس کو اچھا لگے اور خوش کردے اسے چاہئے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

۶۴۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین جامع بن احمد محمد آبادی نے، ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابی

(۶۴۵)...... أخرجہ الحاکم (۲۶۲/۴) من طریق الولید بن مسلم. بہ.

وصححہ الحاکم ووافقہ وقال الذھبی الحکم فیہ جھالۃ.

(۶۴۷)...... أخرجہ ابن ماجۃ (۳۸۱۸) عن عمرو بن عثمان. بہ.

وقال البوصیری فی الزوائد إسنادہ صحیح ورجالہ ثقات.

(۶۴۸)...... عزاہ الھیثمی فی المجمع (۲۰۸/۱۰) للطبرانی فی الأوسط وقال: رجالہ ثقات.

اسحق نے، اس صورت میں کہ اس نے ان کو پڑھ کر سنایا اور ان کو ابو عبدالرحمن نے بطور املا کروا کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ربیع بن روح حمصی نے، ان کو ولید بن سلمہ نے، ان کو نضر بن عربی نے، ان کو محمد بن منکدر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان للقلوب صدء کصدأ النحاس و جلاء ها الاستغفار

بے شک دلوں کے لئے زنگ ہوتا ہے تانبہ کے زنگ کی طرح اور اس کی صفائی استغفار کرنا ہے۔

۶۵۰:......ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن عتبہ شیبانی نے کوفہ میں، ان کو حسین بن حکم نے، ان کو ابوحفص اعشی نے، ان کو سفیان ثوری نے، کہتے ہیں کہ میں جعفر بن محمد کے پاس گیا، وہ اپنی مسجد میں تھے، بولے کیسے آئے اے سفیان؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ علم کی طلب میں آیا ہوں۔ فرمایا کہ اے سفیان جب تیرے اوپر کوئی نعمت ظاہر ہو جائے تو اللہ سے ڈر، اور جب تجھ سے رزق رک جائے تو استغفار کر اور جب تجھے کوئی بھی امر خوفزدہ کرے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ۔ پھر کہا کہ اے سفیان، اے سفیان، اے سفیان) تین بار) کونسی تین چیزیں ہیں (جو میں نے بتائی ہیں یعنی ان کو لازم پکڑو)۔

۶۵۱:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن دینار معدل نے، ان کو احمد بن محمد بن نضر نے، ان کو سعید بن داؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن ابی حازم نے اور ابن دراوردی نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہم جعفر بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں سفیان ثوری تشریف لائے اور اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی، اندر آئے اور سلام کیا اور بیٹھ گئے حضرت جعفر نے کہا اے سفیان بولے لبیک (میں حاضر ہوں) آپ ایسے آدمی ہیں کہ آپ بادشاہ کو ڈھونڈتے ہیں اور میں بادشاہ سے بچتا ہوں۔ آپ ڈانٹ کھا کر جانے کے بغیر ہی اٹھ جائیے۔ حضرت سفیان بولے آپ حدیث بیان کریں اور میں اٹھ جاؤں۔ چنانچہ حضرت جعفر (صادق) کہنے لگے میرے والد نے میرے دادا سے سن کر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

جس شخص پر اللہ تعالیٰ کوئی انعام فرمائیں اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی حمد اور شکر کرے اور جس شخص سے رزق سست ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے بخشش اور استغفار کرے اور جس کو کوئی امر مشکل آکر دبائے اسے چاہئے کہ وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے۔

اس کے بعد سفیان ثوری اٹھ گئے۔ لہٰذا حضرت جعفر نے ان کو آواز دی یا سفیان، بولے لبیک (حاضر ہوں) فرمایا مضبوطی سے ان کو پکڑنا، یہ تین ہیں۔ کونسی تین؟ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

۶۵۲:......ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن حرضی نے، ان کو ابوبکر بن مقسم مقری نے، ان کو موسیٰ بن حسن بن عباسنسوی نے، ان کو بشر بن وضاح نے، ان کو حسن بن ابو جعفر نے محمد بن جحادہ سے، ان کو حر بن صباح نے، اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ سے استغفار کرو۔ ہم نے استغفار طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ستر بار پورا کرو۔ ہم نے ستر بار پورا کیا۔ آپ نے فرمایا: ایسا کوئی بندہ یا بندی نہیں ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایک دن میں ستر بار معافی مانگے اور وہ معاف نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

---

(۶۴۹)...... عزاه الهيثمي في المجمع (۱۰/۲۰۷) رواه الطبراني في الصغير (۱/۱۸۳) والأوسط وفيه الوليد بن سلمة الطبراني وهو كذاب.

(۶۵۲)...... عزاه المنذري في الترغيب (۲/۴۷۱) لابن أبي الدنيا والبيهقي والأصبهاني.

أخرجه الأصبهاني (۲۰۵) من طريق الحسن بن أبي جعفر. به.

۶۵۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو حفص بن غیاث نے، ان کو لیث نے، ان کو منذر ثوری نے، ان کو محمد بن علی نے کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کہے:

استغفر اللّٰہ و اتوب الیہ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

پھر اگر وہ نہیں کرتا تو یہ گناہ ہوگا اور جھوٹ ہوگا۔ مگر یوں کہے:

اللّٰھم اغفرلی و تب علی

اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔

۶۵۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو اسود بن عامر شاذان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ابوجعفر خطمی نے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر دو امان اور پناہ کی چیزیں تھیں۔ چنانچہ ایک گزر چکی ہے اور دوسری باقی ہے:

(۱)...... وما کان اللّٰہ لیعذبھم و انت فیھم

اے پیغمبر تیرے موجود ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا۔

(۲)...... وما کان اللّٰہ معذبھم و ھم یستغفرون (انفال ۳۳)

اور جب وہ استغفار اور بخشش مانگ رہے ہوں اس وقت بھی ان کو عذاب نہیں دے گا۔

چنانچہ بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، امان کی پہلی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا تھا جو کہ گذر گیا ہے۔ اور امان کی دوسری چیز استغفار باقی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے بھی اسی کی مثل روایت ہے۔

۶۵۵:......ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نے، ان کو نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو فرج بن فضالہ نے، ان کو ربیعہ بن یزید نے، ان کو رجاء بن حیوۃ نے، انہوں نے مسجد منیٰ میں ایک قصہ خواں سے سنا، کہہ رہے تھے:

اے لوگو! تین خصلتیں ہیں جب تک تم ان کے ساتھ عمل کرو گے تمہیں اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا۔ ❶ شکر ❷ دعا ❸ استغفار۔ اس کے بعد کہا کہ:

مایفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم (النساء ۱۴۷)

اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور تم ایمان لاؤ۔

اور ارشاد فرمایا:

قل مایعبأ بکم ربی لولا دعآء کم (الفرقان ۷۷)

اگر تم میرے رب کو نہ پکارو تو میرے رب کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔

اور کہا کہ:

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللّٰہ معذبھم و ھم یستغفرون (انفال ۳۳)

---

(۶۵۴)...... عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۳/۱۸۱. ۱۸۲) لأبی الشیخ والحاکم وصححہ والبیہقی فی الشعب.

نہیں ہے اللہ تا کہ ان کو عذاب دے، حالانکہ تو ان میں موجود ہے اور نہیں ہے ان کو عذاب دینے والا، حالانکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

۶۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو حازم عمر بن احمد حافظ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن احمد زکریا نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان جندفرجی نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے، ان کو خبر دی معتمر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا معمر سے، یعنی ابوسعید قطان سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا حضرت حسن بصری سے، وہ کہتے ہیں اپنے گھروں میں استغفار کی کثرت کرو اور اپنے دسترخوانوں پر اور اپنے راستوں (روڈوں) پر اور اپنے بازاروں میں اور اپنی مجالس میں اور جہاں کہیں بھی تم ہوا کرو۔ بے شک تم نہیں جانتے ہو کہ کونسے وقت برکت نازل ہوگی۔

۶۵۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن صفار نے ان کو محمد بن عبید اللہ ابوداؤد نے، ان کو المقری عبداللہ بن یزید نے، ان کو ابوصخر مدنی حمید بن زیادہ نے یہ کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر نے اس کو خبر دی ہے اس کو سالم بن عبداللہ نے، ان کو ابوایوب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر گذرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں شجرکار اور پودے لگانے کی کثرت کریں۔ اس لئے کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے، جنت کی زمین بڑی فراخ ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت کی شجرکاری یا کاشت کاری کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا۔ ایسے ہی فرمایا۔

۶۵۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے، ان کو ابوعمر عثمان بن احمد بن سماک نے ان کو عبداللہ بن ابوسعید نے، ان کو خالد بن خداش نے، ان کو عبداللہ بن وھب نے، ان کو ابوصخرہ نے یہ کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن مولیٰ سالم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے سالم نے محمد بن کعب قرضی کے پاس بھجا (یہ کہہ کر کہ) میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے قبر شریف کے کونے کے پاس ملیں۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو سالم نے ان سے کہا۔ باقیات الصالحات کیا ہیں؟ محمد بن کعب نے اس سے کہا کہ:

سبحان اللّٰہ. والحمدللّٰہ. ولاالٰہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر. ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ.

تو سالم نے ان سے کہا اس میں آپ نے لاحول ولاقوۃ الاباللہ کا اضافہ کب سے کرلیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ سے اس کو کہتا آیا ہوں۔ دو تین بار انہوں نے اس بات پر سوال و جواب کیا۔ ہر دفعہ وہ کہتے رہے کہ میں ہمیشہ سے یہ کہتا آیا ہوں۔ وہ بولے بس میں ثابت کروں گا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے شب معراج میں سیر کرائی گئی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھ پر سلام کہا اور فرمایا کہ اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں درخت لگانے کی کثرت کریں۔ اس کی مٹی پاکیزہ ہے اور اس کی زمین وسیع ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا جنت میں درخت لگانا کیسے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لاحول ولا قوۃ الابا للّٰہ

اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ احمد بن عبید صفار نے ان کو خبر دی ہے اور ان کو عبداللہ بن محمد بن ابودنیا نے، ان کو خالد بن خداش نے، پھر اس کو ذکر کیا انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل اور تحقیق بخاری نے اپنی تاریخ میں اس کو ذکر کیا ہے اور اس میں ان دونوں کا اختلاف ذکر کیا ہے۔

۶۵۹:......ہمیں خبر دی ہے عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو حامد بن محمد ھروی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو اسرائیل نے ابو اسحٰق سے کمیل بن زیاد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ادلکم علی کنز من کنز الجنة؟ قلت بلی قال لاحول و لاقوة الا باللّٰہ لاملجاء من اللّٰہ الا الیہ

کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتانہ دوں۔ میں نے عرض کیا جی ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہے لاحول الخ...... گناہوں سے بچنا اور نیکی کی طاقت رکھنا صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہے۔ کہیں کوئی جائے پناہ نہیں ہے، سوائے اللہ کے۔

۶۶۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوحسن علوی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن حافظ نے، ان کو ابوالازھر نے، ان کو وھب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے، فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن زاذان سے سنا، وہ حدیث بیان کرتے تھے میمون بن ابی شبیب سے، وہ قیس بن سعد بن عبادہ سے کہ ان کے والد نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا (ایک مرتبہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں دو رکعت نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیر سے ہلکی ٹھوکر ماری اور فرمایا کہ کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کی رہنمائی نہ کروں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ضرور کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ہے:

لاحول و لا قوة الا باللّٰہ.

۶۶۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر رزاز نے، ان کو حنبل بن اسحٰق نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل ابوسلمہ نے، ان کو جریر بن حازم نے، پھر اس کو اس نے اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، حالانکہ میں دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیر مبارک کے ساتھ مجھے ٹھوکر ماری۔

۶۶۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو خالد حذاء نے ان کو ابوعثمان نے، ان کو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں ہوتے تھے تو ہم جب کسی چڑھائی پر چڑھتے یا کسی گہرائی میں اترتے تو ہم لوگ زور زور کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

لوگوں اپنی آوازوں کو پست کرلو، اس لئے کہ تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو، بے شک تم لوگ جس کو پکار رہے ہو وہ تمہاری رکاب سے بھی قریب تر ہے اور فرمایا ہے کہ اے عبداللہ بن قیس آپ ارادہ کرتے تھے ابوموسیٰ کا۔ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی دلالت نہ کروں؟ میں نے عرض کیا ضرور کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہے لاحول ولاقوة الا باللہ۔

بخاری ومسلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

---

(۶۵۹)...... أخرجه أحمد (۲/۵۲۵) من طريق ابن إسحاق به.

وقال الهيثمي في المجمع (۱/۵۰) رجاله ثقات.

(۶۶۲)...... أخرجه البخاری (۴/۶۹) و مسلم (۴/۲۰۷۷) من طريق أبي عثمان. به.

۶۶۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحٰق نے، ان کو اغر نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ابوسعید نے وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس وقت بندہ کہتا ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کا رب اس کو سچا قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، کوئی الٰہ نہیں ہے، مگر میں ہی الٰہ ہوں۔ میں ایک ہوں اور جب بندہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ میرے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے، مگر میں ہی ہوں واقعی میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے کہ بادشاہت اس کی ہے اور تعریف اسی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، مگر میں ہی ہوں۔ بادشاہت میری ہے اور تعریف میرے لئے ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ نیکی کرنے اور بدی سے رکنے کی طاقت میری عنایت کے بغیر نہیں ہے۔

۶۶۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر در بردی نے، یعنی محمد بن احمد بن محمد نے مرو میں۔ ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو ھذیل بن ابراہیم بصری نے، ان کو صالح بن بیان ساحلی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی نے اور ہمیں خبر دی ہے عبدالواحد بن محمد بن اسحاق بن نجاد مقری نے، کوفہ میں ان کو علی بن حسین بن شقیق نے ان کو احمد بن عیسیٰ بن ہارون عجلی نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن رزمہ نے، ان کو ھذیل بن عبداللہ بن ابوشریح نے، ان کو صالح بن بیان نے، ان کو عبدالرحمٰن مسعودی نے، ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے، ان کو ان کے والد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔ میں نے کہہ دیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ:

لاحول عن مصية الله الابعصمة الله. ولاقوة على طاعته الابعون الله.

اللہ کی نافرمانی سے ہٹنا نہیں ہے مگر اللہ کے بچانے کے ساتھ اور اللہ کی طاقت پر قدرت نہیں ہے۔ مگر اللہ کی مدد کے ساتھ مجھے جبرئیل امین نے اسی طرح خبر دی ہے۔ یہ ابوعبداللہ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۶۵:......ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ خسرو جردی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہے ابوالعباس عبداللہ بن صقر سکری نے، ان کو فضل بن سخیط سندی نے، ان کو صالح بن بیان نے مسعودی سے، ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں آپ کو اس کی تفسیر کی خبر نہ دوں اے ابن ام عبد؟ میں نے عرض کی جی ہاں بتائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ اللہ کی معصیت سے ہٹنا اور رکنا ممکن نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ اور اللہ کی طاعت کی طاقت ممکن نہیں ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

---

(۶۶۳)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۱/۵) بنفس الإسناد وصححه الحاكم وقال الذهبي: اوقفه شعبة وغيره.

وأخرجه ابن ماجة (۳۷۹۴) من طريق أبي إسحاق. به.

(۶۶۴)...... أخرجه الخطيب في التاريخ (۱۲/۳۶۲) من طريق صالح بن بيان. به.

وقال الهيثمي في المجمع (۱۰/۹۹) أخرجه البزار بإسنادين أحدهما منقطع وفيه عبدالله بن خراش والغالب عليه الضعف والآخر متصل.

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا تھپتھپایا اور فرمایا کہ اسی طرح مجھے خبر دی تھی جبرئیل علیہ السلام نے اے ابن ام عبد۔

صالح بن بیان سیراخی اس کے ساتھ متفرد ہے اور وہ قوی بھی نہیں ہے اور یہ حدیث ایک اور ضعیف طریق سے زر سے بواسطہ عبداللہ مرفوعاً روایت کی گئی ہے اور یہ تاریخ میں چھتیس نمبر میں ہے۔

۶۶۶:......ہمیں اس کی خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن سعد نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسرہ نے۔ ان کو سعید بن یحییٰ نے ان کو حسین بن حسن نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے عاصم سے، اس نے زر سے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے، اس نے اللہ جل جلالہ سے لاحول ولاقوۃ کی تفسیر کے بارے میں کہ اللہ کی نافرمانی سے ہٹنا اور اللہ کی اطاعت کی طرف رجوع ہونا نہیں ہوسکتا، مگر اللہ تعالیٰ کی عصمت سے اور بچانے سے اور اللہ کی طاعت پر قدرت نہیں ہوسکتی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

۶۶۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی عامری نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو حسین بن ذکوان نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے، ان کو بشیر بن کعب نے، ان کو شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیدالاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے:

اللھم انت ربی لاالہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ماستطعت. اعوذبک من شرما صنعت وابوء لک بذنوبی، وابوء لک بنعمتک علی فاغفرلی انہ لایغفرالذنوب الا انت.

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، مگر تو ہی ہے، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر ہوں اور تیرے وعدے پر ہوں۔ جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کے شر سے، میں تیرے لئے رجوع کرتا ہوں اپنے گناہ کے ساتھ اور میں رجوع کرتا ہوں تیرے لئے مجھ پر تیری نعمت کے ساتھ، مجھے معاف کردے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا، مگر صرف تو ہی۔

بخاری نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔

فصل ثانی:......ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث وآثار

یعنی اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم واقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم

۶۶۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ہے ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو عبدالملک بن میسرہ نے، ان کو ھلال بن یساف نے، ان کو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تسبیحات پڑھوں یعنی سبحان اللہ کا ذکر کرنا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسی تعداد میں دینار اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔

۶۶۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم زید بن ابوہاشم علوی نے، کوفے میں ان کو خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو وکیع نے، ان کو اعمش نے، ان کو عبدالملک بن ابوزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ساتھ بیٹھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، البتہ اگر میں کسی ایسے راستے پر چلوں جس پر میں یہی کلمات

(۶۶۷)...... أخرجه البخاری (۸/۸۸) من طریق حسین. به.

پڑھتا جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اتنی ہی تعداد میں گھوڑوں پر جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کروں۔

۶۷۰:......انہیں کی اسناد کے ساتھ اعمش نے بواسطہ ابواسحاق و بواسطہ عبدالرحمٰن بن یزید روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سلمان سے کہا اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ اکبر کا ذکر کرنا۔ یا اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

۶۷۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو ہارون بن عنترہ نے، ان کو ان کے باپ نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ افضل ہے۔ اس جواب کو انہوں نے تین بار دھرایا۔ اس کے بعد حدیث بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ نہیں بیٹھے کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جو کہ کتاب اللہ کا درس دیتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ اس کو آپس میں دیتے ہیں مگر وہ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں اور ان پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔ جب تک وہ اس میں رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں۔ جو شخص کسی راستے پر علم کی تلاش میں چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا اس کو اس کا نسب آگے نہیں کر سکے گا۔

۶۷۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو ابن فضیل نے، ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے بغداد میں ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابودنیا نے، ان کو ابوھشام نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ھارون بن غرہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا کہ اللہ اکبر کا ذکر کرنا۔ یا یہ کہ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ تین بار اس جواب کو دھرایا۔ اس کے بعد اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا جس کو ہم نے محمد بن عبید کی روایت سے کیا ہے۔

۶۷۳:......ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو الحسین نے، ان کو ابی الدنیا نے، ان کو ابوھشام نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو فضیل بن مرزوق نے، ان کو عطیہ نے:

ولذکر اللّٰہ اکبر

اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

فرمایا کہ یہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا:

فاذکرونی اذکرکم (البقرہ۱۵۲)

یاد کرو تم مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو

اللہ تعالیٰ کا تم لوگوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے۔

۶۷۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو خبر دی ہے یزید بن ھیثم نے، ان کو ابراہیم بن ابولیث نے، ان کو اشجعی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو عبداللہ بن ربیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا:

(۶۷۱)...... عزاه السیوطی فی الدر المنثور (۵/۱۴۶) لسعید بن منصور وابن ابی شیبة وابن المنذر والحاکم فی الکنی والبیهقی فی الشعب عن عنترة. به.

ولذکر اللہ اکبر (عنکبوت ۴۵)

اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

میں نے جواب دیا کہ ذکر اللہ تسبیح تہلیل اور تکبیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر اللہ بہت بڑا ہے تمہارے اس کو یاد کرنے سے۔

۶۷۵:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن ابودنیا نے، ان کو خلف بن ھشام نے، ان کو حماد بن زید نے ان کو یحییٰ بن سعید نے۔ ان کو سعید نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ نے فرمایا کہ البتہ اگر میں اللہ کا ذکر صبح سے رات تک کروں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں خالص عمدہ گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں صبح سے رات تک سواری کروں۔

۶۷۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں، ان کو خبر دی ہے اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حکیم بن جبیر نے، ان کو سعید بن جبیر نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں ہے مگر سب کے دل میں وسوسہ اور شک ڈالنے والا موجود ہے۔ اگر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہو جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور اگر انسان ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر وہ دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اسی بارے میں یہ قول باری تعالیٰ الوسواس الخناس ہے۔ کہہ دیجئے میں سارے لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہے وسوسہ ڈال کر چھپ جانے والے کے شر سے۔

۶۷۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن حسن نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو ابن جابر نے، ان کو عثمان بن حیان نے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ام درداء نے کہ دو آدمی اللہ کی راہ میں باہم محبت اور بھائی چارہ رکھتے تھے۔ دونوں میں سے کوئی ایک بھی جب ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے بھائی جان آیئے ہم اللہ کا ذکر کریں۔ ایک دن دونوں بازار میں ایک دکان کے پاس ایک دوسرے سے ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا آیئے بھائی ہم مل کر اللہ کا ذکر کریں۔ قریب ہے کہ اللہ ہم دونوں کو معاف کر دے۔ پھر دونوں کچھ عرصہ ٹھہرے کہ ایک ان میں سے بیمار ہو گیا۔ اس کے پاس اس کا ساتھی آیا اور بولا کہ بھائی جان دیکھئے اگر آپ فوت ہو گئے تو آپ خواب میں میرے پاس آنا اور مجھے بتانا کہ میرے بعد تیرے ساتھ کیا گذری۔ اس نے کہا، انشاء اللہ، میں ایسے ہی کروں گا۔ (چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا) اور یہ ساتھی سال بھر انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ اس کو خواب میں آیا اور بولا بھائی جان آپ کو یاد ہے کہ ہم جب بازار میں دکان کے پاس آپس میں ملے تھے (اور ذکر کیا تھا) اور ہم نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ہمیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اسی دن بخش دیا تھا۔

ابن جابر کہتے ہیں کہ عثمان بن حیان نے ان دونوں کا نام بھی میرے سامنے ذکر کیا تھا، مگر ان کو بھول گیا ہوں۔

۶۷۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ربان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن

---

(۶۷۴)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۴۰۹/۲) بنفس الإسناد وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

تنبيه:...... في المستدرك: (إبراهيم بن أبي الليث الأشجعي) وهو خطأ والصحيح (إبراهيم بن أبي الليث ثنا الأشجعي).

والأشجعي هو عبيدالله بن عبيدالرحمن.

انظر البيهقي في السنن (۳۶/۱ و ۷۵)

(۶۷۶)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۵۴۱/۲) بنفس الإسناد وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

سلیمان نے، ان کو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرتے تھے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور حضرت عوف بن مالک اور صعب بن جثامہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اگر میرا تم سے پہلے انتقال ہوا اے بھائی جان تو تم میرا خواب میں انتظار کرنا۔ کہتے ہیں کہ صعب کا عوف سے پہلے انتقال ہوگیا۔ چنانچہ عوف نے اس کا انتظار کیا اور اس نے دیکھا تو کہا میرے بھائی تم کیسے ہو؟ بولے میں خیریت سے ہوں۔ عوف نے پوچھا، کیا کیا تم نے؟ (یعنی تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟) بولے ہمارے لئے اسی دن سے مغفرت ہوگئی تھی جس دن ہم لوگوں نے فلاں کی دکان کے قریب دعا کی تھی۔ میرے گھر میں جو بھی مصیبت آتی ہے اس کے صلے میں مجھے بھی اجر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ہماری بلی تھی جو کہ تین دن سے مرگئی ہے۔ (گویا کہ اس پر بھی مجھے اجر ملا ہے)۔

فائدہ:......دونوں مذکورہ روایات میں جو خواب کی باتیں مذکور ہیں وہ محض ذکر اللہ اور استغفار کی ترغیب میں مذکور ہوئی ہیں۔ لہذا ان کو اپنے موقف، اپنے محل تک محدود سمجھنا چاہئے۔ ان سے ایمان اور عقیدے کے کسی بھی مسئلہ کے لئے استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ خواب شریعت میں حجت و دلیل شمار نہیں کئے جاتے۔ نیز عقیدے کے کسی بھی مسئلہ کے لئے قرآن مجید کی واضح ہدایت اور صحیح ہدایت درکار ہوتی ہے۔ (مترجم)

۶۷۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف بخاری نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو ابن ابی ذئب نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبداللہ بن سلام نے، وہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب، میرے اوپر کس طرح کا شکر لازم ہے اور میرے شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تیری زبان ہر وقت میرے ذکر کے ساتھ تر رہنی چاہئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں ایسے حال میں ہوتا ہوں کہ اس حال میں تیرا ذکر کرنا میں تیرے جلال اور تیری عظمت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں کبھی جنب والا اور ناپاک ہوتا ہوں یا قضاء حاجت پر ہوتا ہوں یا میں پیشاب کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا اگر چہ تو کسی حال میں بھی ہو۔ عرض کیا کہ میں کیا ذکر کروں۔ فرمایا کہ یوں کہو:

سبحانک وبحمدک جنبی الاذی. سبحانک وبحمدک قنی الاذی

اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریف سمیت۔ مجھے تکلیف دہ چیز سے دور کردے تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، بچا تو مجھے گندگی سے۔

۶۸۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو سے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یعقوب نے ان کو اسید بن عاصم نے ان کو حسین بن حفص نے، ان کو سفیان نے عطا بن ابی مروان ابومصعب اسلمی سے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے میرے رب کیا آپ قریب ہیں۔ لہذا میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں۔ یا آپ بعید اور دور ہیں لہذا میں آپ کو زور سے پکاروں۔ اس سے کہا گیا اے موسیٰ میں اس کا ہمنشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں ایسی حالت پر ہوتا ہوں کہ میں آپ کو اس وقت ذکر کرنے سے عظیم اور جلیل تر جانتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ پاخانے کے وقت اور جب یعنی ناپاکی کے وقت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مجھے ہر حال میں یاد کیجئے۔

۶۸۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ابوالحسن بن صبیح نے، ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے، ان کو اسحاق نے، ان کو جریر نے، ان کو یعقوب قمی نے، ان کو ابوعمرو شیبانی نے، ان کو والد نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر آئے

اور عرض کیا اے میرے رب تیرے بندوں میں سے کونسا بندہ تجھے محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بندہ جو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے نہیں بھولتا۔

۶۸۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے ان کو احمد بن محمد بن سالم نے، ان کو ابراہیم بن جنید نے، ان کو احمد بن حاتم طویل نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو عبدالملک بن حسن نے، ان کو محمد بن کعب قرضی نے، کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب، تیری مخلوق میں سے تیرے نزدیک کون زیادہ عزت وشرافت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ جس کی زبان ہمیشہ میرے ذکر کے ساتھ تر رہتی ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں سے زیادہ جاننے والا کون ہے؟ فرمایا کہ جو دوسرے کے علم کو اپنے علم پر ترجیح دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تیری مخلوق میں سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کے خلاف بھی فیصلہ کرتا ہے۔ جیسے کہ وہ لوگوں کے خلاف فیصلہ کرتا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب، تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بڑا گناہ گار کون ہے؟ فرمایا جو مجھ پر تہمت دھرتا ہے۔ عرض کی کہ اے میرے رب کیا آپ کے اوپر بھی کوئی ہے جو تہمت لگائے۔ فرمایا کہ جو شخص مجھ سے خیر طلب کرتا ہے (استخارہ کرتا ہے) پھر میرے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا۔

۶۸۳:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوسھل بن زیاد قطان نے، ان کو عبداللہ بن ابی مسلم حرانی نے، ان کو داؤد بن عمرو نے، ان کو صالح بن عمرو نے، ان کو عبدالملک نے، ان کو عطاء نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں:

فاذكروا الله كذكركم آباءكم (البقرہ ۲۰۰)

اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔

فرمایا کہ یہ وہ بچہ مراد ہے، جو چیختا ہے اور ضد کرتا ہے کہ اے باپ، اے باپ، اے میرے ابا، اے میرے ابا۔

۶۸۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن فرید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ بلال بن سعد نے فرمایا: ذکر دو قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا یہ اچھا ہے اور خوبصورت ہے۔ دوسرے اللہ کو یاد کرنا اس وقت جب وہ حلال کرے یا حرام کرے یہ افضل ہے۔ (یعنی اللہ کے حلال کو اس کا حلال کیا ہوا سمجھے اور اس کے حرام کو اسی کا حرام سمجھ کر باز آجائے)۔

۶۸۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسحاق بن ابراہیم بن ابوحسان انماطی سے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو ابومسھر نے، ان کو ابن شابور نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، ان کو بلال بن سعد نے، فرماتے ہیں کہ ذکر دو قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا، یہ ذکر حسن ہے۔ اور دوسرے ذکر ہے طاعت اور معصیت کے وقت۔ یہ افضل ہے۔ (یعنی کوئی اطاعت کرنے لگے تو اللہ کو یاد کرے کہ یہ اسی کے حکم کی اطاعت ہے اور گناہ کرنے پر آئے تو اللہ کو یاد کرلے کہ اسی کی نافرمانی ہو رہی ہے تاکہ اس سے بچ جائے۔

بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے

۶۸۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو ابوسھل بن زیاد قطان نے، ان کو ابواسماعیل ترمذی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو ربیعہ بن یزید نے، ان کو اسماعیل بن عبیداللہ نے، ان کو ام درداء رضی اللہ عنہا نے، وہ فرماتی ہیں:

ولذكر الله اكبر (عنکبوت ۴۵)

اللہ کی یاد بہت بڑی ہے۔

اس آیت کا مفہوم مندرجہ ذیل کو بھی شامل ہے۔

اگر آپ نماز پڑھیں تو یہ اللہ کا ذکر ہے۔ اگر آپ روزہ رکھیں تو یہ بھی اللہ کا ذکر ہے اور ہر چیز جس کا آپ عمل کرلیں وہ اللہ کا ذکر ہے اور (ہر ناجائز کام آپ جس سے اجتناب کریں) وہ بھی اللہ ذکر ہے اور ان سب سے افضل ذکر، اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا۔ یعنی سبحان اللہ کہنا ہے۔ اور اسی مفہوم میں ایک مرسل حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔

۶۸۷:......ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابوھانی خولانی نے، ان کو ابن ابوعمران نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اطاع اللّٰہ فقد ذکر اللّٰہ و ان قلت صلوته. وصیامه، وتلاوة القران ومن عصی الله فقد نسی اللّٰہ وان کثرت صلوته وصیامه، وتلاوت القراٰن

جس نے اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز کم ہو اور اس کا روزہ اس کی تلاوت قرآن کم بھی ہو۔ جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ، تلاوت قرآن زیادہ ہو۔

۶۸۸:......فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فاذکرونی اذکرکم (البقرہ ۱۵۲)

مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ میں تمہیں یاد کروں تمہارے لئے اپنی مغفرت کے ساتھ۔

۶۸۹:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ھارون بن سلیمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابوالجعد نے، ان کو مسروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کا دل اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ ایسے ہوتا ہے جیسی وہ نماز میں ہے، اگرچہ بازار میں بھی ہو۔

۶۹۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو ہلال نے، ان کو عبیدہ نے، کہتے ہیں کہ آدمی کا دل جب تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کہ وہ نماز میں ہے اور اگر زبان اور ہونٹ بھی ذکر کے ساتھ متحرک رہیں تو یہ بہت بڑا اجر ہے۔

۶۹۱:......ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو سفیان نے مسعر سے، ان کو عون بن عبداللہ نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پکار کر پوچھتا ہے اے فلاں پہاڑ کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا بندہ گذرا ہے جو اللہ کا ذکر کر رہا ہو؟ جب پہاڑ یہ کہے کہ ہاں ذکر کرنے والا میرے پاس سے گذرا ہے تو وہ پہاڑ خوش ہو جاتا ہے۔ حضرت عون کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ کو سن لیتے ہیں جب کہا جائے اور کیا وہ خیر کو نہیں سنتے؟ بلکہ وہ خیر کو زیادہ سنتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وقالو اتخذالرحمن ولدا لقد جئتم شیئًا ادا. تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض

(۶۹۱)...... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۱۳۶۹) من طريق سفيان. به.

وتخر الجبال هدًا. ان دعوا للرحمن ولدًا. (مریم ۸۸۔۹۱)

(مشرک اور عیسائی لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنا رکھی ہے (کہہ دو کہ) تم لوگ بڑی بھاری بات لائے ہو (جس سے) قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر۔ اس بات پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے لئے اولاد۔

حضرت عون یہ کہنا چاہتے تھے کہ مذکورہ حدیث میں پہاڑوں کے ذکر اللہ سننے کا ذکر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ خیر ہے اور مذکورہ آیت میں پہاڑوں کے مشرکانہ قول پر گرنے کا ذکر ہے، جبکہ مشرکانہ قول صریح جھوٹ ہے۔ حضرت عون فرماتے ہیں کہ کیا پہاڑ جھوٹ کو سنتے ہیں تو کیا خیر کو نہیں سنتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خیر کو یعنی ذکر اللہ کو بھی سنتے ہیں۔ (مترجم)

۶۹۲:......ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے، ان کو عبید بن عمیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرنا مؤمن کے نامہ اعمال میں اس سے بہتر ہے کہ دنیا کے پہاڑ سونا بن کر اس کے ساتھ چلتے رہیں۔

قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے

۶۹۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے متعدد لوگوں سے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ عنقریب اہل مجمع جان لیں گے کہ کون زیادہ کرم کرنے کے لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے کہ:

تتجافیٰ جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفاً وطمعاً ومما رزقنهم ينفقون (السجدہ ۱۶)

ان کی کروٹیں ان کے نرم نرم بستروں سے راتوں کو الگ ہو جاتی (تھیں) اور وہ ذکر و صلوٰۃ قائم کرتے ہوئے اپنے رب کو اس کا ڈر اور امید رکھتے ہوئے پکارتے رہتے (تھے) اور ہمارے ان کو دیئے ہوئے رزق میں سے وہ خرچ کرتے (تھے)۔

حسن نے فرمایا کہ لہٰذا ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگیں گے۔ فرمایا کہ اعلان کرنے والا پھر اعلان کرے گا اور کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجمع جان لیں گے کہ کرم کئے جانے کے لائق کون لوگ ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے:

لاتلهيهم تجارة ولابيع عن ذكر الله؟ (النور ۳۷)

ان کو ذکر اللہ (یعنی اللہ کی یاد سے) اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے سے کوئی خرید و فروخت اور کوئی کاروبار تجارت انہیں غافل نہیں کرتا (تھا) جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے اس دن کے (عذاب سے) جس دن دل اور آنکھیں الٹ پڑیں گی۔

فرمایا کہ کچھ لوگ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگیں گے۔ حسن نے فرمایا کہ اس کے بعد پھر اعلان کرے گا اور یہی بات کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجھے جان لیں گے کہ کون کرم کرنے کے زیادہ لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے اور اللہ کا شکر کرتے تھے۔ فرمایا کہ پھر کچھ لوگ اٹھیں گے اور وہ کثرت کے ساتھ ہوں گے۔ اس کے بعد برا انجام یا پیچھا کرنا اور حساب و کتاب ہوگا ان لوگوں پر جو باقی بچیں گے۔

ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت

۶۹۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب نے اپنے اصل سماع سے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو احمد بن مقدام نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت قتادہ سے حدیث بیان

کرتے تھے، وہ ابوالعالیہ سے، وہ سہیل بن حنظلہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا کہ جب بھی کچھ لوگ اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو آواز دی جاتی ہے اٹھو تمہاری مغفرت ہوگئی ہے اور تمہاری چھوٹی غلطیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں

۶۹۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان نے، ان کو ابن ابی سری نے، ان کو معتمر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو قتادہ نے، ان کو ابوالعالیہ نے، ان کو سہیل بن حنظلہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

کوئی قوم جب کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو انہیں یہ بات کہی جاتی ہے کہ اٹھو تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تمہاری غلطیاں نیکیوں کے ساتھ بدل چکی ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ جو میری تحریر میں محفوظ ہے اور ایک دوسرے مقام پر ہے **عن سهيل بن الحنظلية**، حنظلہ کا ذکر الف لام تعریف کے ساتھ ہے۔

کثرت ذکر دیوانگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے

۶۹۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو ابویحییٰ خفاف نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن عیاش نے، ان کو عقیل نے، ان کو لقمان بن عامر نے، ان کو ابومسلم خولانی نے، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے کہا اے ابومسلم، مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرو ہر درخت کے نیچے اور ہر پتھر کے نیچے۔ اس شخص نے کہا کہ وصیت کو اور زیادہ کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ کرو کہ اللہ کا ذکر کرنے سے لوگ تجھے دیوانہ کہیں۔ فرماتے ہیں کہ ابومسلم خود کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ایک آدمی نے اسے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو بولا کہ کیا یہ تمہارا ساتھی دیوانہ ہے۔ ابومسلم نے یہ بات سن لی تو فرمایا کہ اے بھتیجے کہ یہ دیوانگی اور جنون نہیں ہے بلکہ یہ جنون اور دیوانگی کا علاج ہے۔

بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں

۶۹۷:......ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو حمید مزنی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک کچھ لوگ خیر کے لئے چابیاں ہوتے ہیں اور شر کے لئے رکاوٹ اور تالے ہوتے ہیں اور بے شک بعض لوگ خیر کی رکاوٹ تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ شر کی چابیاں اور شر کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

جن کے ہاتھوں میں خیر کی چابیاں ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں

۶۹۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن ابوحمید انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حفص بن عبداللہ بن انس نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۶۹۵)...... عزاه الهيثمي في المجمع (۱۰/۷۶) للطبراني وقال فيه المتوكل بن عبدالرحمن والد محمد بن أبي السرى ولم أعرفه وبقية رجاله ثقات.

بے شک بعض لوگ خیر کی چابیاں اور شر کے تالے ہوتے ہیں (یعنی خیر کے ذرائع اور شر کے روکنے والے ہوتے ہیں) اور بے شک بعض لوگ شر کی چابیاں اور خیر کے تالے ہوتے ہیں۔ (یعنی شر کا ذریعہ اور خیر کی رکاوٹ ہوتے ہیں) پس مبارک بادی ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر خیر کی چابیاں ہوں اور ہلاکت ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر شر کی چابیاں ہیں۔

۶۹۹:...... ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو زید بن حباب عکلی نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حبیب بن ثابت نے، ان کو ابو وائل نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں:

بے شک بعض لوگ ذکر اللہ کی چابیاں ہوتے ہیں (یعنی اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہوتے ہیں) اذا رؤوا ذكر الله...... جب دیکھے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔

۷۰۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس اصم نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا اپنے والد سے، فرماتے تھے کہ یہ مذکورہ بات یا روایت حبیب ابن ابو ثابت کی حدیث میں سے ہے بلکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ابن ابو الاشرس ہیں۔

۷۰۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ثابت بنانی سے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ حدیث روایت کرنے میں مصروف ہوتے تھے، اللہ نے ان میں سے بعض کی زبان پر ذکر کھول دیا اور جاری فرما دیا۔ لہذا وہ ذکر اللہ میں ہی منہمک رہتے تھے۔ لہذا ان کے لئے ذکر میں ہی ان کے اجر کے مثل اجر ہوگا اور سابقہ اجر بھی کم نہیں ہوگا اور بعض لوگ ذکر میں ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کی زبان پر کلام اور بحث کھول دی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ذکر چھوڑ کر غیر ذکر میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ لہذا ان پر ان کے گناہوں کی مثل گناہ ہوں گے، جبکہ ان کے اپنے گناہ بھی کم نہیں کئے جائیں گے۔

ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے

۷۰۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو الحسین بن اسحٰق بن احمد کاذی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سیّار نے، ان کو عبداللہ بن شمیط نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حسن بصری کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ اے ابو سعید جب ذکر کرتی ہوں تو میرا دل نرم ہو جاتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو میرا نفس (ذکر سے) انکاری ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا چلی جاؤ (وہ کرو) جس سے تیرے دل کی اصلاح ہو۔

ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے

۷۰۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابو المعروف نے، ان کو ابو سہل اسفرائنی نے، ان کو ابو جعفر حذّاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو حماد بن زید نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن ابو الدنیا نے، ان کو محمد بن سلیمان

(۶۹۷ و ۶۹۸)...... أخرجه ابن أبي عاصم في السنة (۱/۱۲۷ و ۱۲۸) من طريق محمد بن أبي حميد المديني عن موسى بن وردان عن حفص بن عبيدالله بن أنس بن عنس.

ومن طريق محمد بن أبي حميد عن حفص. به.

وأخرجه ابن ماجة (۲۳۷) والطيالسي (۲۰۸۲) وابن المبارك (۹۶۸) من طريق محمد بن حميد. به.

اسدی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو معلّی بن زیاد نے کہ ایک آدمی نے حسن بصری سے کہا اے ابوسعید، میں آپ کو اپنی قساوت قلبی کی شکایت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا اور علی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابوسعید میں اپنی قساوت قلبی کی شکایت کرتا ہوں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا۔

ذکر اللہ کی لذت

۷۰۴:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین نے، ان کو عبداللہ بن ابوالدنیا نے، ان کو علی بن مسلم نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ کوئی بھی لذت حاصل کرنے والے اللہ کے ذکر کے ساتھ حاصل ہونے والی لذت جیسی لذت حاصل نہیں کر سکتے۔

۷۰۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالرحمٰن بن حسن بن یعقوب سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے سنا ابوعثمان سعید بن اسماعیل سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے، وہ فرماتے تھے:

اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے ہر چیز سے، مجھے اپنی دشمنوں میں ہر شے سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔

کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ کہتے تھے:

اے میرے الٰہ (اے میرے معبود) میں آپ کو جماعت میں اور مجمعے میں پکارتا ہوں، جیسا کہ مالک اور سرداروں کو پکارا جاتا ہے اور آپ کو خلوت میں پکارتا ہوں جیسا کہ احباب اور دوستوں کو پکارا جاتا ہے۔ میں مجمع میں کہتا ہوں کہ اے میرے الٰہ اور خلوت میں کہتا ہوں اے میرے حبیب۔

۷۰۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعد شعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر محمد بن عبداللہ جوزقی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا احمد بن محمد بن ہاشم سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا بکر بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذالنون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے اے میرے الٰہ (اے میرے مشکل کشا) میں دنیا میں تیرے ذکر سے صبر نہیں کر سکتا، لہٰذا میں آخرت میں تجھ سے کیسے صبر کروں گا۔

۷۰۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوعثمان سعید بن عثمان حناط سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوالحسن سے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو عبداللہ بن محمد فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ مسیبی نے، ان کو سعید بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر وہ ہر شے کو بھول جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر ہر شے کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ہر شے سے حفاظت فرماتے ہیں اور اس کے لئے ہر شے کے بدلے میں اجر ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ:

عارف باللہ دنیا میں جب تک رہتا ہے، ہمیشہ فقر اور فخر کے درمیان رہتا ہے۔ جس وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو فخر کرتا ہے اور جب اپنے نفس کو یاد کرتا ہے تو فقیر بن جاتا ہے اور زاہد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم محتاج ہوتے ہیں۔

عبدیت، ذکر، طاعت کی لذت

۷۰۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ جنید نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا اپنے دادا عباس بن حمزہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون بن ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں:

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس نے عبدیت کا مزہ پالیا اور ذکر کی لذت اور طاعت کا مزہ بھی پالیا اور ذکر و طاعت مخلوق کے ساتھ ان کے بدن کے ساتھ ہے اور ان سے جدا ہو جاتی ہے فکر اور خطرات کے ساتھ۔

اور عباس بن حمزہ اپنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنی ہو چکا ہے، لہٰذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اسی ذات کے ساتھ ہے، اس نے اپنی سواری اسی کے صحن میں بیٹھا رکھی ہے اور اس نے اسی ذات کے ساتھ انس و تعلق قائم کر رکھا ہے۔

جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشیں ہوں

۷۰۹:......ہمیں خبر دی ابو حازم حافظ اور ابو حسان محمد بن احمد بن محمد بن جعفر مذکی نے، دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو بن نجید نے، ان کو ابو جعفر نے، ان کو محمد بن موسیٰ حلوانی نے، ان کو محمد بن عبید عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن نضر سے کہا کہ آپ کو گھر میں لمبے قیام سے وحشت نہیں ہوتی؟ فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں وحشت زدہ ہوں، حالانکہ وہ تو کہتا ہے کہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا جلیس اور ہمنشین ہوں۔

بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے

۷۱۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی دنیا نے، ان کو حسن بن ابی ربیع نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوالضحیٰ نے، ان کو مسروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر لازم ہے کہ اس کی ایک ساعت یعنی ایک خاص وقت متعین ہونا چاہئے کہ جس میں وہ فارغ ہو جائے اور اپنے رب کو یاد کرے اور اللہ سے استغفار کرے۔

کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے

۷۱۱:......فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو زید بن اسلم نے، یہ کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب، آپ نے مجھ پر کثرت کے ساتھ انعام فرمایا، لہٰذا مجھے شکر کا طریقہ بھی خود ہی بتائیے تا کہ میں تیرا شکر بھی کثرت کے ساتھ ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کیجئے، جب آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کریں گے تو آپ میرا شکر کثرت کے ساتھ کریں گے اور جب آپ مجھے بھول جائیں گے یعنی جتنی دیر آپ مجھ سے غافل ہوں گے آپ میری ناشکری کریں گے۔

اللہ سے غافل ہونا شرک ہے

۷۱۲:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا زبیر بن عبدالواحد سے اسد آباد میں، وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر شبلی سے، وہ فرماتے تھے، ایک بار آنکھ جھپکنے کی دیر اللہ سے غافل ہونا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت بری بات ہے

۷۱۳:......ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب نے، ان کو ابوالحسن کارزی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عبدالرحمٰن محمد بن یونس مقری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالحسن علی بن جبید بلخی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن عبدالوہاب بلخی سے، وہ کہتے ہیں کہ جو ذات تیری کسی بھی نیکی سے غافل نہیں ہے، اس کو یاد کرنے سے غافل ہونا کتنی بری بات ہے۔

ابوسلیمان دارانی کا واقعہ

۷۱۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابومحمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو احمد بن ابوالحوار نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ابوسلیمان دارانی سے، وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں سجدے میں تھا، اچانک مجھے وہاں نیند آ گئی، میں نیند میں تھا کہ میرے پاس ایک حور آتی ہے، اپنے پیر سے ٹھوکر مارتی ہے اور کہتی ہے اے میرے محبوب، کیا تیری آنکھیں سوگئی ہیں جبکہ مالک اور بادشاہ جاگ رہا ہے اور تہجد میں بیداری کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے؟ مصیبت ہے ان آنکھوں کے لئے جو اپنی نیند کی لذت کو عزت و غلبے والی ذات سے مناجات کرنے پر ترجیح دیتی ہیں۔ اٹھ جائیے فرصت قریب آ چکی ہے اور محبت کرنے والے ایک دوسرے کو مل رہے ہیں، تو یہ کیسی نیند ہے؟ اے میرے محبوب، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، کیا تیری آنکھیں نیند کر رہی ہیں، جبکہ میں اتنی طویل مدت سے تیرے لئے اپنے باپردہ مقام پر تیار ہوتی ہوں اور تیری خواہش کرتی ہوں؟ لہذا میں گھبرا کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اس کی ڈانٹ کی وجہ سے شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو چکا ہوں۔ بے شک اس کے بولنے کی شیرینی اور مٹھاس البتہ اب بھی میرے دل اور میرے کانوں میں محسوس ہو رہی ہے۔

انسانوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا علاج ہے

۷۱۵:.....ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبدالعزیز بن محمد صیدلانی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن منازل نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو ابوعمار حسین بن حریث نے، ان کو اسماعیل بن موسیٰ نے، ان کو مسعر نے، ان کو ابن عون نے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا ذکر یعنی لوگوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کا ذکر اور اللہ کو یاد کرنا دوا ہے۔

۷۱۶:.....ہمیں خبر دی ہے کہ عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر عثمان بن محمد بن صاحب کتانی نے، ان کو ابوعثمان کرخی نے مقام طرسوس میں، ان کو عبدالرحمٰن بن عمر بن رستہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو عیسیٰ بن عمر نے، ان کو عمر بن مرہ نے، یہ ربیع بن خثیم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا، ذکر اللہ بہتر ہے ذکر الناس سے۔ لوگوں کے تذکرے سے اللہ کا تذکرہ بہتر ہے۔

۷۱۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے، ان کو علی بن اشکاب نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو ابوعقیل نے، ان کو عبداللہ بن یزید نے، ان کو مکحول نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان ذکر اللہ شفاء. وان ذکر الناس داء

بے شک اللہ کا ذکر شفاء ہے اور بے شک لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔

یہ حدیث مرسل ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کا قول مروی ہے۔

۷۱۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو اس کے والد نے، ان کو ماھان حنفی نے، وہ فرماتے ہیں:

کیا تم میں سے کسی ایک کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ جس سوار کے جانور پر وہ سوار ہوتا ہے اور جس کپڑے کو وہ پہنتا ہے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہو اور ان کی عادت تھی کہ وہ تسبیح وتہلیل اور تکبیر سے بالکل بھی نہیں رکتے تھے۔

۷۱۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو دعلج نور بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو اسحٰق بن موسیٰ انصاری نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے، کہتے ہیں کہ میں نے عمری بن ھانی سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ کی زبان

(۷۱۷)..... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۱۳۶۲) من طريق أبي الحسين بن بشران. به.

ذکر اللہ سے رکتی نہیں ہے، آپ کتنی بار اللہ کی تسبیح کرتے ہیں روزانہ؟ فرمایا ایک لاکھ بار، مگر یہ کہ انگلیاں غلطی کر لیں۔

۷۲۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین نے، ان کو دعلج بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابی طالب نے، ان کو جعفر بن عمران ثعلبی نے، ان کو محاربی نے، ان کو سعید بن خمس نے، ان کو عبدالعزیز بن رواد نے، وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی نشیب میں ایک عورت تھی جو کہ روزانہ بارہ ہزار بار سبحان اللہ کا ورد کرتی تھی، جب وہ فوت ہوگئی تو اسے جب قبر پر لے کر پہنچے تو قبر نے اس کو خود بخود لوگوں کے ہاتھوں سے لے لیا۔

۷۲۱:......ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابوبکر فقیہ طوسی نے، ان کو ابوبشر محمد بن احمد بن حاضر نے، ان کو ابوالعباس محمد بن ابراہیم بن مہران نے، ان کو عبداللہ بن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے ایک آدمی سے کہتے ہیں کہ میں نے ابوصالح ماھان کو دیکھا جب حجاج بن یوسف نے اس کو لکڑیوں پر پھانسی لگایا، وہ تسبیح یعنی سبحان للہ پڑھ رہے تھے اور ہاتھ سے عقدہ اور گرہ بنا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کا ورد ان کے ہاتھ میں تینتیس کی تعداد کو پہنچا اور انہوں نے تینتیس گرہ بنائی۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مرنے کے بعد بھی دیکھا کہ ذکر والا عقدہ اور حلقہ اس کے ہاتھ کا بدستور موجود تھا۔

۷۲۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابراہیم بن محمد سکری نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو ابومجلز نے، وہ ابن قتیبہ بن مسلم کے ساتھ ان کی سواری پر سوار ہوتے تھے، یعنی ان کی جگہ عبادت کرتے تھے اور روزانہ بارہ ہزار بار سبحان اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اسے اپنی انگلیوں پر شمار کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور ذکر اللہ کی کثرت

۷۲۳:......ہمیں خبر دی ابوالفتح ھلال بن محمد جعفر نے، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے ان کو ابوالاشعث نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، ان کو ابوکعب نے اپنے دادا بقیہ سے، ان کو ابوصفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے کہ ان کے لئے چمڑے کا دسترخوان بچھایا جاتا اور ایک تھیلا لایا جاتا۔ اس میں کنکریاں تھیں، ان کے ساتھ وہ دوپہر تک سبحان اللہ کا ورد کرتے، پھر اٹھ جاتے، جب ظہر پڑھ لیتے، پھر ان کے پاس وہ تھیلا پھر لایا جاتا، پھر ان کے ساتھ تسبیح کرتے، یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔

دل مردہ ہونے کی تین علامات
اور والہانہ محبت کی تین علامات

۷۲۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن اسحاق نے، کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عثمان حناط سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے، دل کی موت کی تین علامات ہیں:

❶......مخلوق کے ساتھ انس ومحبت۔

❷......اللہ کے ساتھ خلوت کرنے میں وحشت۔

❸......اور مقسوم ذکر کی حلاوت کا فقدان۔

اور اللہ کے ساتھ والہانہ محبت کی تین نشانیاں ہیں:

❶......ذکر کرتے وقت شوق اور محبت کی وجہ سے بدن میں روح کا مضطرب اور پریشان ہونا۔

❷......چاپلوسی اور الحاح کرتے ہوئے سرگوشی کرنے میں عقل کا سکون، راحت اور قرار پکڑنا۔

❸......تخلق باخلاق اللہ کرنے کے لئے امور غیبیہ میں اللہ کی طرف رجوع ہونے کے لئے ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔

معرفت الٰہی کی حقیقت

۷۲۵:......میں نے ابوسعید ابی عثمان زاہد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے علی بن حسین فقیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا بسطامی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ابویزید بسطامی سے معرفت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

الحیات بذکر اللہ

اللہ کے ذکر کے ساتھ جینا۔

اور جہالت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

الغفلة عن اللہ

اللہ سے غافل ہونا۔

عارف باللہ کی پہچان بقول ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۲۶:......میں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابونصر بن عبداللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے یعقوب بن اسحاق سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم ہروی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ عارف باللہ کی کیا علامت ہے؟ تو فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ذکر اللہ سے رکے نہیں اور اللہ کے حقوق سے تھکے نہیں اور غیر اللہ سے انس ومحبت کرے نہیں۔

کہتے ہیں کہ ابویزید نے کہا کہ میں نے ابتداء عمر میں چار چیزوں میں غلطی کی، مجھے یہ وہم ہو گیا تھا کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اور میں اس کی معرفت رکھتا ہوں اور میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور میں اس کا طالب ہوں۔ اب جبکہ انتہاء کو پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کا یاد کرنا میرے یاد کرنے سے پہلے ہے اور اس کی معرفت میری معرفت سے مقدم ہے اور اس کی محبت بھی میری محبت سے زیادہ مقدم ہے اور زیادہ پرانی ہے اور اس کی طلب میرے لئے پہلے ہے بعد میں، میں نے اس کو طلب کیا ہے۔ اس طلب سے یہاں ان کی مراد ارادت وچاہت ہے اور قصد وارادہ ہے۔ یعنی اس کا مرتبہ اور مقام اونچا کرنے کا قصد وارادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۲۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذباری نے، ان کو حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، ان کو ابوحاتم نے، ان کو عبدالرحیم بن مطرف نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے، ان کو اوزعی نے، وہ کہتے ہیں کہ حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے ذکر کو ناپسند کرنے یا ذکر کرنے والے کو ناپسند کرنے سے یہ بات اس کے ہاں زیادہ سخت بری ہے کہ بندہ اپنے رب کے ساتھ بغض وعداوت رکھے۔

باب نمبر ۱۱

ایمان کا گیارھواں شعبہ

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

(۱)......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما ذالکم الشیطن یخوف اولیاء ہ. فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین (آل عمران ۱۷۵)

سوائے اس کے نہیں کہ یہ شیطان ہے جو کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ تم ان سے نہ ڈرواور صرف مجھ ہی سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

(۲)......ارشاد باری ہے:

فلا تخشو الناس واخشون (المائدہ ۴۴)

لوگوں سے مت ڈرو، بلکہ صرف مجھ سے ڈرو۔

(۳)......ارشاد ہوا:

وایای فارھبون (البقرۃ ۴۰)

اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔

(۴)......ارشاد ہوا:

واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة (الاعراف ۲۰۵)

(اے پیغمبر آپ) اپنے رب کو یاد کیجئے اپنے دل میں بطور عاجزی کرنے اور ڈرنے کے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس سے ڈرتے رہنے کو ان کی تعریف کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔

(۵)......چنانچہ ارشاد ہوا:

وھم من خشیتہ مشفقون (الانبیاء ۲۸)

فرشتے اس کے خوف سے اس سے ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی بھی اسی طرح یعنی ان کے اللہ سے ڈرنے پر ان کی تعریف کی ہے۔

(۶)......چنانچہ ارشاد ہوا:

انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لناخاشعین (الانبیاء ۹۰)

بے شک وہ انبیاء علیہم السلام بھلائیوں میں جلدی کرتے تھے اور وہ ہمیں پکارتے تھے توقع رکھتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور وہ ہم ہی سے ڈرنے والے تھے۔

(۷)......نیز ارشاد ہوا:

والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب (اعد ۲۱)

وہ لوگ جو ملاتے ہیں اللہ نے جس کے ملانے کا حکم فرمایا ہے اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور ڈرتے ہیں بڑے حساب سے۔

اسی طرح اللہ خوف نہ رکھنے اور اس سے غافل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کفار کو ڈانٹ اور سرزنش کی ہے۔

(۸)۔۔۔۔۔چنانچہ ارشاد ہوا:

مالکم لا ترجون لله وقاراً (نوح ۱۳)

کیا ہوا ہے تم کو کیوں نہیں امید رکھتے تم اللہ کے کے وقار اور بڑائی کی۔ اس کی تفسیر میں یہ کہا گیا کہ نہ۔

مالکم لا تخافون عظمة الله

تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ کرنے والے کفار کی مذمت کی ہے۔

(۹)۔۔۔۔۔ارشاد ہوا:

وقال الذین لایرجون لقاءنا (الفرقان ۲۱)

جو لوگ ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے (یعنی کفار) وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں اترتے،

یا پھر ہم اپنے رب کو خود دیکھ لیتے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ خوف نہیں رکھتے اللہ سے نہیں ڈرتے۔

مذکورہ تمام آیات جن کو ہم نے پیش کیا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اس بات کے اعتراف کی تکمیل ہے کہ حکومت اور بادشاہت اسی کی ہے، اور اس کی مخلوق میں مشیت بھی اسی کی نافذ ہے اور کارفرما ہے جب کہ اللہ کے خوف کو چھوڑ دینا دراصل اس کی عبدیت کو چھوڑ دینا ہے۔ اس لئے کہ ہر عبد و غلام کا یہ حق ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ اس لئے کہ اس کے آقا کے احسانات اس پر ثابت ہو چکے ہیں۔ اور بندے کا اپنے مالک کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونا۔ اور اطاعت و تابعداری ترک کرنا یہ تمام امور اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ بندہ اپنے رب سے ڈرتا رہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خدا کئی طریقوں پر ہوتا ہے

قسم اول:۔۔۔۔۔جس کا منبع و سرچشمہ بندے کا کمتر ہونا اور اپنے مالک کا برتر ہونا، اور بندے کا یہ جاننا کہ اس کا نفس اپنے رب کے آگے ذلیل ہے اور عاجز ہے، کمزور ہے۔ کمتر ہے اگر وہ اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو یہ اس کا مقابلہ کرنے سے بھی انتہائی عاجز ہے۔ اس کی مثال دنیا میں ایسی ہے جیسے بچہ اپنے والدین سے ڈرتا ہے۔ یا لوگ جیسے اپنے عادل اور محسن بادشاہ سے ڈرتے ہیں۔ یا جیسے غلام اپنے نیک اور شریف آقاؤں سے ڈرتے ہیں۔

قسم دوم:۔۔۔۔۔وہ خوف ہے جس کا سرچشمہ محبت ہوتی ہے وہ اس طرح پر ہے کہ بندہ زیادہ تر اوقات میں اللہ سے ڈرتا رہے کہ کہیں وہ مالک مجھے میرے اپنے نفس کے سپرد نہ کردے، میری کسی خطا اور غلطی کی وجہ سے۔

اور کہیں وہ مجھ سے اپنی عطا کردہ نیکی کی توفیق چھین نہ لے اور کہیں وہ اپنے عطا کردہ اسباب مجھ سے منقطع نہ کرلے۔ چنانچہ یہ عادت ہر اس غلام کی ہوتی ہے مالک جس کے ساتھ احسان کرتا ہے اور وہ اپنے مالک کے احسان کی قدر پہچانتا ہے اور اسی طرح اپنے مالک سے محبت کرتا ہے وہ بھی ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ میں اپنے مالک کی نظر سے اپنی کسی حماقت اور کسی غلطی کی وجہ سے اس مرتبے اور مقام سے گرا نہ دیا جاؤں اور کہیں اپنے مقام سے ہٹا نہ دیا جاؤں۔

قسم سوم:۔۔۔۔۔وہ خوف ہے جس کا سرچشمہ اللہ کی وعید اور عذاب کی دھمکیاں ہیں کہ بندہ اپنے رب کی طرف سے بیان ہونے والی وعیدیں اور

عذاب کے تذکرے پڑھتا اور سنتا ہے تو ڈرتا ہے کہ کہیں وہ مالک کل مختار کل میری غلطی اور گناہ کی وجہ سے ناراض ہو کر مجھے کسی عذاب اور سزا میں نہ ڈال دے۔ الغرض اللہ کے خوف کی یہ تمام اقسام اپنی عاجزی اور اللہ کی عظمت و برتری اور اس کے غلبے کو تسلیم کرنے سے عبارت ہیں لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کا خوف ایمان کا شعبہ اور حصہ ہے۔ قرآن مجید نے ان اقسام پر متنبہ فرمایا ہے۔

پہلی قسم پر انتباہ:...... ارشاد باری ہے:

مالکم لاترجون للہ وقارا (نوح ۱۳)

تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کے وقار کی امید نہیں رکھتے۔

مطلب یہ ہے کہ لاتخافون عظمۃ اللہ. کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلبی نے مذکورہ آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے اس روایت میں جس کو انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۷۲۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابو اسحق مزکی نے ان کو ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے ان کو معاویہ بن صالح نے ان کو علی بن ابی طلحہ نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

مالکم لاترجون للہ وقارا. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وقار سے مراد عظمت ہے۔ یعنی تمہیں کیا ہوا؟ کہ تم لوگ اللہ کے وقار عظمت کا اعتراف نہیں کرتے۔

اور اس قول کے بارے میں کہ۔ وقدخلقکم اطواراً (نوح ۱۴)

وہ فرماتے ہیں کہ مراد ہے پہلے نطفہ پھر خون کی پھٹکی اس کے بعد بوٹی یعنی اللہ تعالیٰ نے حالانکہ تمہیں کئی مراحل میں بنایا پہلے نطفہ بنایا اس کے بعد خون کی پھٹکی بنایا اس کے بعد گوشت کی بوٹی بنایا۔

۷۲۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابومنصور عباس بن فضل نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو اسماعیل بن سمیع نے ان کو ابوالربیع نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لاترجون للہ وقارا. یعنی لاتعلمون للہ عظمۃ.

یعنی تم اللہ کی عظمت کو نہیں جانتے؟

مجاہد کا قول:

۷۳۰:...... کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو جریر نے ان کو منصور نے ان کو مجاہد نے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لاترجون للہ وقاراً. قال لاتبالون عظمۃ ربکم

یعنی تم کو کیا ہوا تم اپنی رب کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

وقدخلقکم اطواراً.

---

(۷۲۸)...... عزاہ السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی ابن جریر والمصنف.

(۷۲۹)...... عزاہ السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

(۷۳۰)...... عزاہ السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

یعنی پہلے پیدا کیا تمہیں نطفہ سے اس کے بعد خون کی پھٹکی سے اس کے بعد گوشت کی بوٹی سے درجہ بدرجہ۔

۷۳۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن ابوالمعروف نے ان کو ابوسہل اسفرائنی نے ان کو ابوجعفر حذاء نے ان کو علی بن مدینی نے ان کو جریر بن عبدالحمید نے منصور سے اس سے مجاہد سے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لا ترجون لله وقاراً.

مجاہد نے فرمایا کہ لاتبالون لله عظمة یعنی تم اللہ کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اور ترجون رجاء سے بنا ہے رجاء کا معنی مجاہد نے بنایا۔ الطمع و المخافة۔ امید وخوف۔

۷۳۲:......فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے علی نے ان کو مسکین ابوفاطمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے منصور بن زاذان سے پوچھا جب کہ میں سن رہا تھا۔ اس قول باری کے بارے میں مالکم لاترجون لله وقاراً۔ کہتے ہیں کہ مراد ہے۔

لاتعلمون له عظمة ولا تشکرون له نعمة.

تمہیں کیا ہوا کہ تم اس کی عظمت نہیں جانتے اور اس کی نعمت کا تم شکر نہیں کرتے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اگر سردار اپنے غلام سے کہے تجھے کیا ہوا ہے؟ کہ تو میری حکومت اور بادشاہت سے نہیں ڈرتا؟ یا یوں کہے کہ تجھے کیا ہوا تو اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا اور اپنے وزن کو اپنی حیثیت کو اور اپنے نفس اور اپنی ذات کو اس مقام پر نہیں رکھتا جو اس کا مقام ہے؟ ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے مقصد دونوں کا ایک ہی ہے کہ غلام کو اس کی اپنی حیثیت اور اس کا اپنا مقام یاد دلایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مالک کے غلبے کو بھول کر کہیں اس کے آگے جری نہ ہو جائے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری نہ ترک کردے۔ اس سے زیادہ واضح ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا۔

و اذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الاایاه فلما نجکم الی البر اعرضتم و کان الانسان کفوراً. افامنتم ان یخسف بکم جانب البر اویرسل علیکم حاصبا. ثم لا تجدوا لکم وکیلاً؟ ام امنتم ان یعید کم فیه تارة اخری فیرسل علیکم قاصفاً من الریح فیغرقکم بما کفر تم ثم لا تجدوا لکم علینا به تبیعاً (الاسراء ۶۷-۶۹)

جس وقت سمندر میں تمہیں پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ (سب غائب ہو جاتے ہیں جنہیں تم پکارتے ہو مگر صرف اور صرف وہی اللہ ہی ہوتا ہے (مدد کرنے کے لئے) پھر جب وہ تمہیں خشکی پر نجات دے کر لاتا ہے تو تم (اسی مالک ومحسن سے) منہ پھیر لیتے ہو۔ (درحقیقت) انسان (اپنی طبیعت میں) ہے ہی ناشکرا۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں کہیں خشکی کی کنارے پر ہی زمین میں دھنسا دے یا تمہارے اوپر کوتیز وتند آندھی چلا دے پتھر برسانے والی پھر تم اپنے لئے کوئی بھی کام بنانے والا نہ پا سکو؟ کیا بھلا تم اس بات سے امان اور پناہ حاصل کر بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ اسی طرح دوسری بار پھر سمندر میں لے جائے اور تمہارے اوپر تند وتند ہوا کا جھکڑ چلا کر تمہیں غرق کر دے تمہارے کفر کرنے کی پاداش میں پھر تم نہ پاؤ اپنے لئے ہمارے خلاف کوئی باز پرس کرنے والا (کوئی پیچھا کرنے والا)۔

آیات کے مفہوم پر شیخ حلیمی کا تبصرہ:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سمجھا دیا ہے کہ تمام احوال میں سے کسی بھی حالت ان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کو چھوڑ دیں یا اس کے شکر کرنے میں کوتاہی کریں۔ اپنے رویئے سے یہ ظاہر کرے کہ جیسے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نافرمانی کے

(۷۳۲)...... عزاه السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر والبیهقی.

باوجود امان مل چکی ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان کامل نعمتوں کی وجہ سے جو ان کو حاصل ہو رہی ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اور یہ اندازہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، خصوصاً ان کی معمولی سی اطاعت سے جسے وہ اپنے خیال میں پورا کر لیتے ہیں (وہ اس طرح خود کو محفوظ سمجھتے ہیں) جب کہ اللہ کی تدبیر اور اس کے فیصلے سے خسارہ پانے والے لوگ ہی بے فکر رہ سکتے ہیں (انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے) بلکہ ان لوگوں کا راستہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ تمام حالات میں اس کی ناراضگی سے اور اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈرتے ہیں اور دل میں یہ سوچیں کہ اگر وہ ان کی ہلاکت کا یا کسی بھی برائی کا ارادہ کر لے تو یہ لوگ کوئی ایک بھی ایسا نہیں پائیں گے جو اس ہلاکت کو ان سے ہٹا سکے اور نہ ہی کوئی ایسا جو اس کو ان سے روک دے اس لئے کہ وہ اس کا اختیار رکھتا ہو۔

بہر حال خوف کی دوسری قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اس کو پکارتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں:

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا.

البتہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت کی دولت دی۔ (پوری آیت پڑھ جائیے) دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں راسخون فی العلم کا نام دیا ہے۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ جو شخص بھی اپنے رب سے یہ دعا مانگتا ہے کہ ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ کر وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ جس ہدایت کے ذریعے اللہ نے مجھے شرف بخشا ہے۔ کہیں وہ اس کو اس سے چھین نہ لے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں۔

انا کنا قبل فی اھلنا مشفقین (طور کی دو آیات کی تلاوت کی طور ۲۶۔۲۷)

کہ ہم اپنے اہل میں رہ کر ڈرتے رہتے تھے اور یہ تفسیر میں آیا ہے کہ وہ ڈرتے رہتے تھے کہ ان سے اسلام کہیں چھین نہ لیا جائے کہ پھر وہ قیامت کے دن شقیوں اور محروموں کی جگہ پر ہو جائیں اور وہ لوگ اللہ سے ڈرا کرتے تھے کہ ان کے ساتھ یہ ظلم نہ کرے اور یہی حال اللہ کی تمام نعمتوں کا ہے اگر چہ اسلام ان سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اللہ کے خوف کی تیسری قسم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ ارشاد فرمایا:

(۱)......یا ایھا الناس اتقوا ربکم. (النسآء۔ لقمان ۳۳۔ الحج ۱)

اے لوگو ڈرو تم اپنے رب سے۔

(۲)......اور ارشاد فرمایا:

وایای فاتقون (البقرہ ۴۱)

اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

(۳)......ارشاد فرمایا:

قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا النلس والحجارۃ (التحریم ۶)

بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے اس کا ایندھن لوگ ہیں۔

اور پھر تقویٰ کا حکم فرمایا (یعنی بچنے کا) وہ یہ ہے کہ مخاطبین اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کر کے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کو چھوڑ کر۔ اور فاتقون بچو مجھ سے (ڈرو مجھ سے) کا مطلب و معنی یہ ہے کہ اتقوا عذابی و مؤ خذتی۔ میرے عذاب سے بچو اور میری پکڑ سے اور میری گرفت سے بچو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا النار ولو بشق تمرة.

بچو آگ سے اگر چہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہو سکے۔

۷۳۳:...... ہمیں خبر دی ابوالفتح محمد بن احمد بن ابوالفوارس حافظ سے بغداد میں ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ان کو جعفر بن محمد صائغ نے۔ ان کو عفان نے ان کو شعبہ نے ان کو ابواسحٰق نے فرمایا کہ بچو آگ سے اور خیر کا کام کرو۔ میں نے عبداللہ بن معقل سے سنا کہتے تھے کہ میں نے عدی بن حاتم سے سنا کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اتقوا النار ولو بشق تمرة آگ سے بچو اگر چہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ابواسحٰق سے۔

۷۳۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو محمد بن شاذان جوہری نے ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے ان کو محمد بن یزید بن خنیس نے ان کو عبدالعزیز بن ابورواد نے ان کو عکرمہ نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ آیت نازل فرمائی۔

یاایها الذین اٰمنوا قوا انفسکم واهلیکم ناراً (التحریم ۶)

اے ایمان والو بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اس کو اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کیا۔ یا یوں کہا کہ ایک دن۔ چنانچہ ایک نوجوان گر کر بیہوش ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے دل پر رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے نوجوان یوں کہو لا الـٰـہ الا الـلـٰـہ۔ اس نے یہ کلمہ پڑھا آپ نے اس کو جنت کی بشارت دی، تو آپ کے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ ہمارے درمیان میں سے (یعنی کیا صرف یہی جنت میں جائیں گے ہم نہیں جائیں گے؟) تو رسول اللہ نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا:

ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید. (ابراہیم ۱۴)

یہ اس کے لئے ہے جو شخص ڈر گیا میرے آگے کھڑے ہونے سے اور ڈر گیا میرے عذاب سے۔

نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی ضمانت حاصل کرنا

۷۳۵:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوعمر اور عثمان بن سماک نے، ان کو محمد بن عبدک نے ان کو ابو بلال نے ان کو ابوالملیح رقی نے۔ ان کو میمون بن مہران نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کا ایک وفد آیا ان میں ایک جوان تھا اس جوان نے بوڑھوں سے کہا۔ جاؤ تم لوگ رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اور میں تمہارے سامان کا حفاظت کروں گا۔ چنانچہ بوڑھے لوگ چلے گئے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد جوان آیا اور رسول اللہ کی کمر میں دونوں طرف سے کوکھ پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے آگ سے بچنے کا سوال کرتا ہوں (یعنی مجھے آگ سے بچا لیجئے) لوگوں نے کہا اے لڑکے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیجئے۔ بولا قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا ہے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مجھے آگ سے پناہ دے دیں۔ اور آگ سے بچالیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پناہ دے دیجئے اس کو، بے

---

(۷۳۳)...... أخرجه البخاري (۱۳۶/۲) عن سليمان بن حرب عن شعبة. به ومسلم (۷۰۳/۲) عن عون بن سلام الكوفي عن زهير بن معاوية عن أبي إسحاق. به.

(۷۳۴)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۳۵۱/۲) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

شک اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی ہے۔

عہد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا

۷۳۶:...... اس میں سے ہے جو مجھے خبر دی ہے ابوالحسین علی بن محمد بن بشران نے بطور اجازت دینے کے۔ ان کو ابوعلی برذعی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن عبید نے ان کو محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم ازدی نے ان کو جعفر بن ابوجعفر رازی نے ان کو ابوجعفر سائح نے۔ ان کو ربیع بن صبیح نے حسن سے وہ فرماتے ہیں کہ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اور عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس پر ایک لڑکی عاشق ہوگئی اور خلوت میں اس کے پاس آئی اور اس سے بات کی اس نے اپنے دل میں اپنے نفس سے اس بارے میں بات کی لہذا اس نے زور سے چیخ ماری اور بیہوش ہوگیا لہذا اس کے ایک چچا تھے وہ آئے اور اسے اپنے گھر لے گئے۔ جب ہوش میں آیا تو کہا کہ اس شخص کی کیا جزا ہے؟ جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے اور پیش ہونے سے ڈر جائے؟ ان کے چچا چلے گئے جا کر حضرت عمر کو خبر دی اور اتنے میں اس نوجوان نے ایک دوسری چیخ ماری اور اسی چیخ سے مرگیا۔ چنانچہ حضرت عمر اس پر مطلع ہوئے اور فرمانے لگے:

لک جنتان. لک جنتان.

تیرے لئے ہی دو باغ ہیں تیرے ہی دو باغ ہیں۔

سدیؒ کا قول:

۷۳۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن حازم نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو سفیان نے ان کو سدی نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم　　　(انفال ۲)

(حقیقت یہی ہے کہ) مؤمن وہی لوگ ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔

سدی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے جب مؤمن کسی گناہ کا یا ظلم وزیادتی کا ارادہ کرتا ہے یا اس کی مثل کسی شئی کا اور اس کے لئے کہا جائے کہ اتق اللہ، تو اللہ سے ڈر تو اس کا دل ڈر جاتا ہے۔ اور کانپ جاتا ہے۔

مجاہدؒ کا قول:

۷۳۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کو خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ہارون بن سلیمان نے ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان کو سفیان نے ان کو منصور نے ان کو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ:

ولمن خاف مقام ربہ جنتان　　　(الرحمٰن ۴۶)

اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ڈر گیا دو باغ ہیں۔

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو یاد کرتا ہے تو اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

۷۳۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوعبداللہ صفار نے ان کو ابوبکر بن ابودنیا نے ان کو علی بن جعد نے ان کو شعبہ نے ان کو

---

(۷۳۶)...... عزاہ السیوطی فی الدر (۱۴۷/۶) للمصنف.

(۷۳۷)...... عزاہ السیوطی فی الدر (۱۶۲/۳) إلی بن أبی شیبة وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن أبی حاتم وأبو الشیخ والمصنف.

(۸۳۹)...... عزاہ السیوطی فی الدر (۱۴۶/۶) إلی عبد بن حمید وابن أبی الدنیا والمصنف عن مجاھد.

منصور نے ان کو ابراہیم نے اور مجاہد نے اس قول کے بارے میں کہ:

ولمن خاف مقام ربه جنتان.

دونوں نے کہا کہ اس وہ شخص مراد ہے جو گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو یاد کرتا ہے تو گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

اس کو خلف بن ولید نے شعبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ابراہیم سے یا مجاہد سے یعنی شک کے ساتھ۔

۷۴۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو یحییٰ بن منصور نے ان کو ابوبکر جاروی نے ان کو اسحٰق بن منصور نے ان کو ابوداؤد نے ان کو مبارک بن فضالہ نے ان کو عبیداللہ بن ابی بکر نے ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نکالو آگ میں سے ہر اس شخص کو جو مجھے یاد کرتا تھا یا مجھ سے ڈرتا تھا کھڑا ہونے سے میرے آگے۔

۷۴۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن نے دونوں کہتے ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے ان کو یزید بن محمد بن عبدالصمد دمشقی نے ان کو نعیم بن حماد نے ان کو عثمان بن کثیر بن دینار نے ان کو محمد بن مہاجر بھائی عمرو بن مہاجر نے ان کو عروہ بن رویم لخمی نے ان کو عبدالرحمٰن بن غنم نے ان کو عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ان من افضل ایمان المرء ان یعلم ان الله معه حیث کان.

بے شک آدمی کے افضل ایمان میں سے ہے یہ بات وہ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جو جہاں بھی ہو۔

۷۴۲:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو ابن نمیر نے ان کو سفیان ثوری نے ان کو عبدالرحمٰن بن عابس نے ان کو ابوالیاس نے ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے خطبے فرماتے تھے:

خیر الزاد التقوی، ورأس الحکمة مخافة الله عزوجل.

بہتر سامان سفر تقویٰ ہے (اللہ کی نافرمانی سے بچنا) اور اصل عقلمندی اللہ عزوجل سے ڈرنا ہے۔

۷۴۳:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس سیاری نے ان کو عبداللہ بن عزال نے ان کو علی بن حسن بن شقیق نے ان کو بشر بن سری نے ان کو سفیان ثوری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عابس نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رأس الحکمة مخافة الله

دانائی کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔

یہ روایت موقوف ہے۔ اور ایک اور ضعیف طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بھی مروی ہے۔

---

(۷۴۰)...... أخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۱/۷۰)

(۱)...... أبوبکر الجارودی هو محمد بن النضر بن سلمة (المستدرک)

(۷۴۱)...... أخرجه المصنف فی الأسماء والصفات (ص ۴۳۰) من طریق نعیم بن حماد. به.

وأخرجه الدولابی فی الکنی (۲/۷۳)

(۷۴۲)...... فی تهذیب الکمال فی ترجمة (سفیان بن سعید الثوری) روی عن (عبدالرحمن بن الحارث بن عیاش بن أبی ربیعة) ولم أجد عبدالرحمن بن أنس بن عیاش.

(۷۴۳)...... عزاه الزبیدی الاتحاف (۸/۴۴۸) إلی الدیلمی من طریق الحسن بن عمارة عن عبدالرحمن بن عابس بن ربیعة. وبه.

وقال الزبیدی: والحسن بن عمارة ضعیف رواه البیهقی من طریق الثوری عن ابن عیاش. (فی الاتحاف ابن عباس). ووقفه.

۷۴۴:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن فضل نے اور جعفر ابن احمد بن عاصم نے دونوں کہتے ہیں ان کو خبر دی ہے محمد بن مصفی نے ان کو بقیہ بن ولید نے ان کو عثمان بن زمر نے ان کو ابو عمار اسدی نے ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

راء س الحکمة مخافة اللّٰه

حکمت و دانائی کی اصل اللہ سے ڈرنا ہے۔

اور یہ عقبہ بن عامر کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ تبوک میں روایت کی گئی ہے۔

۷۴۵:......ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن یعقوب نے طابران نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عباس نے بن عبدالرحمٰن نے بغداد میں ان کو ابراہیم بن اسحٰق حربی نے ان کو احمد بن یونس نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو ایوب بن عتبہ نے ان کو فضل بن بکیر نے ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاث مهلكات. شح مطاع. وهوى متبع. واعجاب المرء بنفسه.

تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں تیری نفس کی اطاعت۔ خواہش کی اتباع۔ عجب اور خود پسندی۔

وثلاث منجيات. خشية الله فى السر و العلانية. والقصد فى الغنى والفقرو وكلمة الحق فى الرضاء والغضب.

اور تین چیزیں نجات دہندہ ہیں چھپے او ظاہر ہر حال میں اللہ سے ڈرنا۔ غنی ہو یا فقیر ہو ہر حال میں میانہ روی اختیار کرنا۔ خوشی ہو یا غصہ ہو حق بات کہنا۔

یہ روایت ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

۷۴۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن یعقوب عدل نے ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو جعفر بن عون نے ان کو مسعودی نے ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے کہتے ہیں کہ فرمایا عبداللہ نے:

كفى بخشية الله علما. وكفى با لا غترار باالله جهلاً.

خشیۃ خداوندی کے لئے عالم ہونا کافی ہے اور اللہ کے ساتھ دھوکہ کھانے میں جہالت کافی ہے۔

۷۴۷:......اسی اسناد کے ساتھ مسلم بن صبیح سے اور مسمروق سے مروی ہے۔

بے شک آدمی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے کچھ ایسی محافل ہوا کریں جہاں وہ ان مجالس میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے بخشش

---

(۷۴۴)...... عزاه الزبيدى فى الاتحاف (۴۴۸/۸) إلى المصنف وفى الاتحاف (عثمان بن زخر عن أبى عمار الهذلى بدلاً من عثمان بن زفر بن عمار الأسدى).

(۷۴۵)...... أخرجه أبونعيم فى الحلية (۳۴۳/۲) من طريق أحمد بن يونس. به.

تنبيه:...... فى الحلية (أيوب عن عتبة) بدلاً من (أيوب بن عتبة) وهو خطأ. وأيوب بن عتبة من رجال التهذيب روى عن الفضل بن بكر العبدى وروى عنه أحمد بن عبدالله بن يونس والحديث رواه أيضاً ابن عبدالبر فى جامع بيان العلم وفضله (۱۴۲/۱، ۱۴۳) من طريق نعيم بن سالم عن أنس وقال أبونعيم:

هذا حديث غريب من حديث قتادة ورواه عكرمة بن إبراهيم عن هشام عن يحيى بن أبى كثير عن أنس رضى الله عنه.

(۷۴۶)...... انظر الاتحاف (۴۴۸/۸)

مانگا کرے۔

۷۴۸:۔ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو ابومنصور صبغی نے ان کو احمد بن یحییٰ بن سیرین نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو زائدہ نے ان کو اعمش نے ان کو مسلم نے ان کو مسروق نے کہتے ہیں کہ:

آدمی کے عالم ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو۔ اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خود پسندی کرتا ہو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آدمی کو چاہئے کہ اس کے لئے ایسی مجالس ہوں جن میں وہ اکیلے ہو کر اپنے گناہوں کو یاد کرے اور ان سے استغفار کرے۔

ہم یہ کلام مسروق کے قول سے غیر مرفوع روایت کر چکے ہیں۔

۷۴۹:......ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابوعلی حامد بن محمد رفاء نے ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو بدل بن مجبر ابوالمنیر نے ان کو شعبہ نے ان کو سلیمان نے ان کو عبداللہ بن مرہ نے ان کو مسروق نے وہ کہتے ہیں۔ آدمی کے عالم ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے علم پر ناز کرے۔

۷۵۰:......ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو ابوطاہر محمد آبادی نے ان کو فضل بن محمد نے ان کو ابوبکر بن شیبہ حزامی نے ان کو ابن ابوفدیک نے اور خبر دی نصر بن قتادہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں، ان کو ابوعمرو بن مطر نے ان کو احمد بن داؤد سمنائی نے ان کو ابوبکر نے ان کو دحیم عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے ان کو ابن ابی فدیک نے ان کو موسیٰ بن یعقوب نے ان کو ابوحازم نے ان کو عامر بن عبداللہ بن زبیر خبر دی ہے ان کو ان کے والد نے خبر دی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے اسلام لانے کے درمیان اور اس آیت کے نزول کے درمیان جس میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انتباہ فرمایا یا سرزنش فرمائی مگر صرف چار سال کی مدت ہے۔ آیت یہ ہے:

ولاتکونوا کالذین اوتواالکتاب من قبل فطال علیهم الا مد فقست قلوبهم و کثیر منهم فاسقون (الحدید ۱۶)

تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جنہیں کتاب دی گئی تھی پس ان پر مدت طویل گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے

اور زیادہ تر ان میں سے فاسق اور اللہ کے نافرمان ہیں۔

اور روذباری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ان کو خبر دی تھی کہ ان لوگوں کے اسلام لانے اور مذکورہ آیت کے نزول کے درمیان چار سال کا فاصلہ ہے۔

۷۵۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے اور ابوعلی روذباری نے ان دونوں کو ابوالحسن علی بن ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے ان کو ابوعمر احمد

---

(۷۴۸)......عزاه الزبيري في الاتحاف (۴۴۸/۸) إلى المصنف.

(۷۴۹)...... إبراهيم بن عبدالله هو أبو مسلم الكجي.

(۷۵۰)...... دحيم هو عبدالرحمن بن إبراهيم بن عمرو أبو سعيد، أخرجه الحاكم (۴۷۹/۲) من طريق سعيد بن أبي مريم عن موسى بن يعقوب. به.

والحديث رواه مسلم (۲۱۳۹/۴) من طريق عون بن عبدالله عن أبيه عن ابن مسعود.

وعزاه السيوطي في الدر (۱۷۵/۶) إلى مسلم والنسائي وابن ماجة وابن المنذر وابن مردويه.

(۷۵۱)...... أبو سفيان هو طلحة نافع الواسطي والحديث أخرجه البزار (۳۲/۱ رقم ۴۴ كشف الأستار) عن أحمد بن عبدالجبار العطاردي. به وقال البزار وهذا لانعلم رواه عن الأعمش بهذا الإسناد إلا أبوبكر بن عياش وقد رواه غيره عن الأعمش عن يزيد الرقاشي عن غنيم بن قيس عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم

بن عبدالجبار عطاردی نے ان کو ابوبکر بن عیاش نے ان کو اعمش نے ان کو ابوسفیان نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کی مثال اس پر جیسی ہے جو میدانی زمین پر پڑا ہو اور اس کو ہوائیں الٹ پلٹ کرتی جائیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۲:.....ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبداللہ بن سعد نے ان کو علی بن حسن خشام نے اپنی اصل کتاب میں سے اور وہ نیساپور میں تھے۔ ان کو حامد بن عمر بکراوی نے ان کو عبدالواحد بن زیاد نے ان کو عاصم احول نے ان کو ابوکبشہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

کہ دل کا نام قلب رکھا گیا اس لئے یہ تقلب سے مناسبت رکھتا ہے (اور تقلب بار الٹ پلٹ کرنے کو کہتے ہیں دل کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے واردات اور خیالات کی کثرت سے ہر لمحے بدلنے کی کیفیت رہتی ہے۔)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلب کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر جیسی ہے جو کسی درخت یا جھاڑی کے تنے سے اٹک جاتا ہے اور ہوا اس کو الٹے اور سیدھے الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔

۷۵۳:۔ہمیں خبر دی ہے ابوبکر قاضی نے ان کو حاجب بن احمد نے ان کو عبدالرحیم بن منیب نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو سعید بن ریاس جریری نے ان کو غنیم بن قیس نے ان کو ابوموسیٰ اشعری نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل القلب كريشة في ارض فلاة تقلبها الرياح ظهراً لبطن.

قلب کی مثال اس پر جیسی ہے جو میدانی زمین پر پڑا ہو ہوائیں اسی الٹے سیدھے الٹ پلٹ کرتی رہیں۔

۷۵۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے ان کو ابوبکر قطانی نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو محمد بن یوسف نے ان کو سفیان نے مقام ثور سے ان کو خالد بن معدان نے ان کو ابوعبیدہ بن جراح نے وہ کہتے ہیں کہ ابن آدم کا دل چڑیا جیسا ہے ایک دن میں سات بار بدلتا ہے (یعنی خیال اور ارادہ بار بار بدلتا ہے۔) یہ روایت موقوف ہے۔ اور یہ مرفوع بھی روایت ہوئی ہے (جیسے آنے والی روایت ہے)۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۵:.....ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن علی نے ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے ان کو اسحاق حنظلی نے ان کو بقیہ بن ولید نے ان کو بحیر بن سعید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو ابوعبیدۃ بن جراح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔

وقلب ابن ادم مثل العصفور يتقلب في اليوم سبع مرات.

---

(۷۵۲)..... أخرجه أحمد (۴۰۸/۴) من طريق عبدالواحد بن زياد. به.

(۷۵۳)..... أخرجه ابن ماجة (۸۸) من طريق الأعمش عن يزيد الرقاشي عن غنيم بن قيس. به.

(۷۵۴)..... أخرجه أبونعيم في الحلية (۱۰۲/۱) من طريق سفيان. به.

(۷۵۵)..... أخرجه الحاكم في المستدرك (۳۰۷/۴) عن أبي عبيدالله الصفار عن أبي بكر بن أبي الدنيا عن سويد بن سعيد عن بقية. به وصححه الحاكم وقال الذهبي : فيه انقطاع.

وفي الاتحاف (۳۰۲/۷) قال الزبيدي قال اعراقي : رواه الحاكم في المستدرك على شرط مسلم والبيهقي في الشعب من حديث أبي عبيدة عامر بن الجراح. قال الزبيدي : وكذلك رواه ابن أبي الدنيا في كتاب الاخلاص وقال العراقي : ورواه البغوي في معجمه من حديث أبي عبيدة غير منسوب وقال : لاأدري له صحبة أم لا.

ابن آدم کا دل چڑیا کے دل جیسا ہے ایک دن میں سات بار بدلتا اور الٹ پلٹ ہوتا ہے۔

۷۵۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے ان کو محمد بن یوسف نے ان کو سفیان نے اعمش سے ان کو ابوسفیان نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ۔

رسول اللہ اکثر یہ فرماتے تھے کہ:

یامقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینیک.

اے دلوں کے الٹ پھیر کرنے والی ذات ہمارے دلوں کو اپنے دین پر پکا رکھنا۔

۷۵۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن ابی بکر اھوازی نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ہشام بن علی نے ان کو کثیر بن یحییٰ نے ان کو عبدالواحد بن زیاد نے اس نے اعمش کا ذکر کیا۔ ان کو ابوسفیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے تھے:

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

اے دلوں کے پھیرنے والے میری دل کو اپنے دین پر پکا رکھنا۔

۷۵۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی جوہری نے بغداد میں ان کو احمد بن موسیٰ شطوی نے ان کو محمد بن سابق نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو منصور نے ان کو عامر نے ان کو نعمان بن بشیر نے انہوں نے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے:

فی الانسان مضغة اذا صلحت صلح له سائر جسده و اذا سقمت سقم له سائر جسده و هی القلب.

انسان کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ وہ جس وقت درست ہوتو اس کے لئے اس کا پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور وہ جس وقت بیمار پڑ جائے اس کے لئے اس کا سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی طریقوں سے بھی نقل ہوئی ہے شعبی سے بھی اور انہوں نے حدیث میں کہا ہے؟

اذا فسدت فسد الجسد کله

جس وقت وہ گوشت کا ٹکڑا خراب ہو جائے پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

۷۵۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران اور ابوالحسین محمد بن احمد بن حسن بزاز نے بغداد میں دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے۔ عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے ان کو ابویحییٰ بن ابو ہریرۃ نے ان کو ابوعبدالرحمٰن مقری نے ان کو سعید بن ابوایوب نے ان کو عبداللہ بن ولید نے ان کو سعید بن مسیب نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رسول اللہ جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:

لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین. اللهم انی استغفرک لذنبی و اسئالک رحمتک.

---

(۷۵۶)...... أخرجه أبويعلى فى مسنده (۳/۷۰۲) عن ابن نمير عن قبيصة عن سفيان. به.

(۷۵۷)...... أخرجه الترمذى (۲۱۴۰) من طريق أبى معاوية عن الأعمش. به.

وقال الترمذى: حسن وهكذا روى عن غير واحد عن الأعمش وروى بعضهم عنه عن أبى سفيان عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم وحديث أبى سفيان عن أنس أصح.

(۷۵۸)...... متفق عليه أخرجه البخارى (۱/۱۲۶ فتح) ومسلم (۳/۱۲۱۹) من طريق عامر الشعبى. به.

(۷۵۹)...... أخرجه أبوداؤد (۵۰۶۱) عن حامد بن يحيى عن أبى عبدالرحمن المقبرى. به.

اللهم زدني علماً و لا تزغ قلبي بعد اذ هديتني و هب لي من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔

کوئی الہٰ نہیں ہے مگر تو ہی الہٰ ہے۔تو پاک ہے۔بے شک میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں اے اللہ بے شک میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اپنے گناہ کی،اور میں تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں۔اے اللہ میرا علم زیادہ فرما۔اور بعد اس کے کہ آپ نے مجھ کو ہدایت عطا کی میرے دل کو ٹیڑھا نہ کر اور مجھ کو اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو ہی دینے والا ہے۔

حدیث میں مجبور و مضطر کی دعا

اور ہم نے کتاب الدعوات میں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مجبور اور پریشان کی دعا میں فرمایا:

اللهم رحمتک ارجوا فلا تكلني الىٰ نفسي طرفة عين و اصلح لي شاني كله لااله الا انت۔

اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر میری ہر حالت کی اصلاح فرما اور درست فرما کوئی معبود نہیں صرف تو ہی تو ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔کہ آپ نے یوں دعا مانگی:

انک ان تكلني الىٰ نفسي تكلني الىٰ ضعف وعورة و ذنب وخطيئة و اني لا اثق الا برحمتک فاغفر لي ذنوبي كلها انه لا يغفر الذنوب الا انت وتب علي انک انت التواب الرحيم۔

بے شک تو اگر مجھے میرے نفس کے حوالے کردے تو آپ مجھے کمزوری،عار،گناہ اور غلطی کے حوالے کریں گے میں نہیں یقین کرتا مگر صرف تیری رحمت کا میرے تمام گناہ معاف فرما۔حالت یہ ہے کہ بے شک گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کرسکتا مگر صرف تو ہی ہے میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

۷۶۰:......ہمیں خبر دی ابو سعد مالینی نے ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے ان کو احمد صاعد نے ان کو ابو ہاشم رفاعی نے ان کو زید بن حباب نے ان کو ابن موہب نے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے فاطمہ نہ رو کے تجھ کو اس بات سے کوئی کہ تو سنے جو کچھ تجھ کو میں وصیت کروں۔یہ دعا کیا کیجئے:

ياحي يا قيوم برحمتک استغيث فلا تكلني الىٰ نفسي طرفة عين و اصلح لي شاني كله۔

اے زندہ جاوید۔اے سب کو قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتی ہوں مجھے پلک جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کہ اور میرے ہر حال کی تو اصلاح فرما۔

ابواحمد کہتے ہیں۔ہمیں ابن صاعد نے کہا۔اور ابن موہب نے یہ وہی عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب ہیں۔انہوں نے حضرت انس سے حدیث بیان کی مذکورہ حدیث کے علاوہ۔اور ابن صاعد نے مجھے اس طرح فرمایا۔

۷۶۱:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو عبدالرحمٰن بن محمد بن مجبور نے ان کو زکریا بن یحییٰ نے ان کو حسن بن علی حلوائی نے ان کو زید

---

(۷۶۰)...... أخرجه ابن عدى (۱۶۳۶/۴) عن ابن صاعد. به.

وقال ابن عدى : قال لنا ابن صاعد : وابن موهب هذا هو عبيدالله بن عبدالرحمن بن موهب حدث عن أنس وغيره وقال : ابن عدى : وهو حسن الحديث يكتب حديثه.

(۷۶۱)...... أخرجه الحاكم فى المستدرك (۵۴۵/۱) عن أبى عبدالله عن ابن أبى الدنيا عن الحسن بن الصباح وغيره عن زيد بن الحباب عن عثمان بن عبدالله بن موهب. به.

وصححه الحاكم ووافقه الذهبى.

بن حباب نے ان کو عثمان بن وهب نے کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کون سی چیز مانع ہوگی اس سے کہ آپ نے جو کچھ میں آپ کو وصیت کروں؟ آپ صبح وشام یہ دعا کیا کریں۔

یاحی یاقیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کله و لا تکلنی الیٰ نفسی طرفة عین.

زید کہتے ہیں مسعر مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

.اور زید کے سوا دیگر نے کہا زید سے انہوں نے عثمان بن عبداللہ بن موهب سے (مروی ہے)۔

مذکورہ احادیث وادعیہ پر بیہقی کا تبصرہ:

امام احمد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مذکورہ تمام احادیث اور دعاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ سے ڈرنا اور خوف کرنا مذکور ہے اللہ کی اس نعمت پر جو آپ کے دل میں ایمان رکھا گیا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کے اعمال کی جو توفیق دی گئی تھی۔ یہ ڈرنا اور خوف کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے تھا کہ آپ کو یہ علم تھا کہ جب توفیق سلب ہو جائے گی تو آپ اپنے نفس کے حوالے کر دیئے جائیں گے جب آپ اپنے نفس کے حوالے کر دیئے جائیں گے تو آپ اپنے نفس کے کچھ بھی مالک نہیں رہیں گے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً وقصداً اس بات سے ڈرتے رہتے تھے اور یہ تمام احادیث دلالت کرتی ہیں کہ آپ اپنے دل میں سب سے زیادہ خوف خدا رکھتے تھے۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ یہ خوف خدا اس کے دل میں قصداً وارادۃً ہونا چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال

۷۶۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو وکیع نے ان کو مالک بن مغول نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ زاہد نے ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے ان کو محمد بن سابق نے ان کو مالک بن مغول نے ان کو عبدالرحمٰن بن سعید بن وہب نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

والذین یؤتون ما اٰتوا و قلو بهم و جلة انهم الیٰ ربهم راجعون. (المؤمنون ۶۰)

وہ لوگ جو کچھ دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اور ان کے دل کانپتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

(سیدہ عائشہ نے سوال کیا کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں؟) کیا یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے ہیں۔ اور شراب نوشی کرتے ہیں؟ اور ابن سابق کی روایت میں یوں ہے۔ کہ کیا یہ وہی آدمی مراد ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے بھی ڈرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ اور وکیع کی روایت میں ہے نہیں اے ابوبکر کی بیٹی۔ یا یوں فرمایا اے صدیق کی بیٹی۔ بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے اور صدقہ بھی کرتا ہے مگر وہ ڈرتا رہتا ہے کہ شاید اس سے یہ اعمال قبول نہ کئے جائیں۔

اور ابن سابق کی ایک روایت میں ہے:

وهو مع ذالک یخاف الله عزوجل

(۷۶۲)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۲/ ۳۹۳، ۳۹۴) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

تنبيه:......سقط من إسناد الحاكم: (أحمد بن مهران الأصبهاني وأخرجه الترمذي (۳۱۷۵) وابن ماجة (۴۱۹۸) من طريق مالك بن مغول. به.

وہ اس (نماز روزے اور صدقہ) کے باوجود ڈرتا رہتا ہے۔

۷۶۳:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوالحسین بن اسحاق بن احمد کاذی نے ان کو عبداللہ بن احمد حنبل نے ان کو ان کے والد نے ان کو وکیع نے ان کو ابوالاشہب نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے سنا فرماتے تھے کہ (یہ آیت):

والذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ (المؤمنون ۶۰)

وہ لوگ میں جو کچھ دے سکتے ہیں دیتے ہیں۔ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ وہ لوگ مراد ہیں جو نیکی کے اعمال کا عمل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ شاید ان کے یہ اعمال ان کو اللہ کے عذاب سے نجات نہ دے سکیں۔

۷۶۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو وکیع نے ان کو ابوالاشہب نے حسن سے۔پھر اس کو مذکورہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے۔

۷۶۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ سماک نے بغداد میں۔ان کو یحییٰ بن جعفر بن زبرقان نے ان کو ابراہیم بن محمد شافعی نے ان کو ولید بن مسلم نے اور ضمرہ بن ربیعہ نے ان کو حمید بن ابوحمید نے ان کو مکحول نے عیاض بن سلیمان سے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے ملاالاعلیٰ کے فرشتوں نے جو خبر دی ہے اس کے مطابق میری امت کے بہترین افراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رحمت کی کشادگی پر سامنے اور ظاہراً ہنستے اور خوش ہوتے ہیں۔اور اپنے رب کے عذاب کی شدت کے خوف سے چھپ کر روتے ہیں۔اور صبح وشام پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔اور امید اور خوف کی کیفیت میں اپنی زبانوں کے ساتھ اس کو پکارتے ہیں۔اور اپنے ہاتھ کو بلند کر کے اور نیچے کر کے اس سے سوال کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اولاً بھی اور دوبارہ بھی۔لوگوں پر ان کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔اور ان کے اپنے نفسوں میں بھاری ہوتا ہے۔وہ لوگ دھرتی پر آہستہ آہستہ ننگے پاؤں چلتے ہیں جیسے چینونٹی چلتی ہے بغیر کسی تکبر اور اترانے کے۔ چلتے ہیں وقار کے ساتھ۔اور قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں (اعمال صالحہ کے) وسیلے کے ساتھ۔اور وہ قرآن پڑھتے ہیں۔قربانی دیتے ہیں۔پرانے کپڑے پہنتے ہیں۔ان پر اللہ کی طرف سے گواہ موجود ہوتے ہیں۔حفاظت کرنے والی نگاہیں ہوتی ہیں۔بندوں کو ان کے چہروں کی علامات پڑھ کر پہچان لیتے ہیں۔اور شہروں میں غور وفکر کرتے ہیں۔ان کی روحیں دنیا میں ہوتی ہیں،اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ان کے لئے کوئی فکر نہیں ہوتی مگر ان کے آگے کی۔اور وہ اپنی قبروں کے لئے (اعمال کا) سامان تیار کرتے ہیں۔(اور اپنی آخرت کے) راستے کی راہ داری اور پاسپورٹ بناتے ہیں۔اور اللہ کے آگے اپنے پیش ہونے کے لئے تیاری کرتے ہیں۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید. (ابراہیم ۱۴)

یہ سب اس کے لئے ہے جو شخص میرے سامنے پیش ہونے سے ڈرا اور میرے عذاب سے ڈر گیا۔

اس روایت میں حماد بن ابوحمید کا تفرد ہے،اور وہ حدیث میں قوی نہیں ہے اہل علم کے نزدیک۔

---

(۷۶۳)..... عزاہ السیوطی فی الدر (۱۲/۵) إلی ابن المبارک فی الزھد وعبد بن حمید وابن جریر عن الحسن.

(۷۶۵)..... أخرجہ المصنف من طریق الحاکم (۱۷/۳) وقال الذھبی ھذا حدیث عجب منکر وحماد ضعیف ولکن لایحمل مثل ھذا واحسبہ أدخل علی ابن السماک.

۷۶۶:......ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو یحییٰ بن خلیف نے بن عقبہ ابوبکر بصری نے ان کو ابن عون نے ان کو محمد نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو اس کے اعمال نجات دیدیں، لوگوں نے کہا کیا آپ کو بھی آپ کے اعمال نجات نہیں دے سکیں گے۔فرمایا، کہ میں بھی نہیں (نجات پاسکتا) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں غوطہ دے دے۔اور آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر اس طرح رکھ لیا اس کی کیفیت بیان کی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں دوسرے طریقے سے ابن عون سے روایت کیا ہے۔

۷۶۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن نے دونوں کو خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابوعتبہ بن فرج نے ان کو بقیہ نے ان کو بحیر بن سعید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو عتبہ بن عبدیعنی سلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر کوئی آدمی پیدا ہونے کے دن سے لے کر موت تک اپنے منہ کے بل بڑھاپے کی حالت میں اللہ کی رضا میں کھینچا جائے البتہ حقیر کردے گا اس کو قیامت کے دن۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۶۸:......اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مبارک نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نفیر سے ان کو محمد بن ابی عمیرہ نے اور وہ اصحاب رسول میں سے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے لے کر بڑھاپے تک اللہ کی اطاعت میں گھسیٹا جائے تو بھی اس دن حقیر ہوجائے گا اور البتہ وہ یہ چاہے گا کہ کسی طرح اجر وثواب زیادہ ہوجائے۔اس کو روایت کیا ہے عیسیٰ بن یونس نے ثور سے وہ کہتے ہیں کہ اگر اپنے چہرے کے بل گرا۔یہ تاریخ بخاری میں ہے۔(یعنی جرعلی وجہہ کی بجائے خرعلی وجہہ ہے ثور کی روایت میں)بلال بن سعد فرماتے ہیں۔

۷۶۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے اور محمد بن ابوموسیٰ نے کہتے کہ ان کو بیان کیا ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بیروتی نے ان کو خبر دی ان کے باپ نے ان کو ضحاک بن عبدالرحمن نے وہ کہتے کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے وہ فرماتے ہیں۔

اے رحمٰن کے بندو۔کیا تمہارے پاس کوئی خبر دینے والا آیا ہے؟ جو تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں کچھ خبر دے کہ وہ تم سے قبول کر لئے گئے ہیں۔یا تمہارے گناہوں میں سے کوئی شئی معاف کردی گئی ہے؟

افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لاترجعون (المؤمنون ۱۱۵)

کیا سمجھتے ہو تم کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے کار وبے مقصد پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟ اللہ کی قسم اگر ثواب تمہیں جلدی جلدی دنیا میں دے دیا جائے البتہ خود غرض ہوجائے گا ہر ایک تم سے ان فرائض سے جو تمہارے اوپر فرائض ہیں۔کیا اللہ کی اطاعت میں تم رغبت کرتے ہو اس کے گھر کی جلدی کرنے کے لئے نہ رغبت کرو ثواب کی اور رغبت کرو جنت میں۔

---

(۷۶۶)...... أخرجه مسلم (۲۱۷۰/۴) من طريق ابن أبي عدى عن ابن عون. به وأخرجه البخارى (۲۹۴/۱۱ فتح) من طريق سعيد المقبرى و مسلم (۲۱۶۹/۴) من طريق محمد بن سيرين كلاهما عن أبي هريرة.

اکلھا دائم و ظلھا تلک عقبی الذین اتقوا و عقبی الکافرین النار۔ (الرعد ۳۵)

میوہ اس کا دائمی ہے اور سایہ بھی دائمی ہے یہ انجام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

۷۷۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابوالعباس نے ان کو عباس بن ولید نے ان کو ان کے باپ نے ان کو ضحاک نے کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا بلال بن سعد سے کہتے ہیں۔

اللہ سے شرم و حیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہ ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن ہے

۷۷۱:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن غالب تمتام نے ان کو بشر نے یعنی ابن عبدالملک نے ان کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم انصاری نے ان کو حضرت انس کے بیٹے نے ان کو ان کے والد نے ان کو ان کے دادا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں۔

اے بیٹے بچاؤ تم اپنے آپ کو سفلہ سے لوگوں نے کیا کہ سفلہ کیا ہے (یعنی کمینہ پن) فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ سے نہ ڈرے۔ (گویا کہ اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن اور کمینہ پن ہے)

۷۷۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن ابی مریم نے ان کو فریابی نے ان کو سفیان نے ان کو اعمش نے ان کو ابراہیم نے ان کو عبیدہ نے ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقرء۔ پڑھئے میں نے کہا کیا میں آپ کے اوپر پڑھوں، حالانکہ آپ کے اوپر قرآن مجید اترا ہے آپ نے فرمایا جی ہاں پڑھئے میں نے سورۃ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا:

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھولآء شھیدا (النسآء ۴۱)

قال، حسبک الان. قال فالتفت الیہ فاذا عیناہ تذرفان.

کیا حال ہوگا جس وقت ہم امت سے گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے آپ نے فرمایا بس تجھے اب کافی ہے میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

۷۷۳:......ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوبکر عبید اللہ بن یحییٰ طلحی نے کوفہ میں ان کو عبداللہ بن تمام نے ان کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ان کو حفص بن غیاث نے ان کو اعمش نے (اس نے اس حدیث کو) اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ

---

(۷۷۲)...... أخرجه الطبرانی (۹/۷۸) عن عبداللہ بن محمد بن سعید بن أبی مریم عن محمد بن یوسف الفریابی. به.

ورواه أحمد (۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۶۰۶، ۴۱۱۸ شاکر) والبخاری (۴۵۸۱ و ۵۰۵۵ و ۵۰۵۶ فتح)

وأبوداود (۳۶۵۱) والترمذی (۵۰۱۳ و ۵۰۱۴ و ۵۰۱۵ تحفة الأحوذی) والحاکم (۳/۳۱۹) والبزار (۱/۲۸۴)

(۷۷۳)...... أخرجه البخاری (۹/۹۴ فتح ۹ عن محمد بن یوسف الفریابی و (۹/۹۳ فتح) عن عمر بن حفص بن غیاث عن أبیه و مسلم (۱/۵۵۱) عن أبی بکر بن أبی شیبة وأبی کریب جمیعاً عن حفص.

ازیں یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھیے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے سامنے پڑھوں حالانکہ آپ کے اوپر تو اترا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو کسی اور سے سنوں۔ اس کے بعد اس نے آگے حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے اس روایت میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ تجھے کافی ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے سر اوپر اٹھایا۔ یا یوں فرمایا۔ کہ میرے پہلو میں ایک آدمی نے کہنی ماری۔ اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یکا یک آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں فریابی سے اس نے عمر بن حفص سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ اور اس کو مسلم نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

خوف خدا سے سینہ رسول سے ہانڈی کی سی آواز پیدا ہونا

۷۷۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن احمد بن سلمان فقیہ نے ان کو حسن بن مکرم نے بزار نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو حماد بن ابی سلمہ نے ان کو ثابت نے ان کو مطرف نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ کے سینہ مبارک میں سے اس طرح کی آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیا کے کھولنے کے وقت آتی ہے یہ آپ کے رونے کی آواز تھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب بھی آپ کسی رحمت کی آیت سے گذرتے اس پر رک کر دعا کرتے۔ اور جب بھی کسی عذاب کی آیت سے گذرتے اس پر رک کر اللہ سے پناہ مانگتے اور ہم نے حذیفہ بن یمان سے یہ روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے سورۃ ھود۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ مرسلات۔ اور سورہ عم یتساءلون۔ اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی شدت سے تھا اور اپنی امت پر اللہ کے خوف سے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رات بھر امت کی مغفرت کی دعا کرنا

۷۷۵:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد سماک نے ان کو عبدالرحمن بن محمد بن منصور نے ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے ان کو قدامہ بن عبداللہ نے ان کو جسرہ نے فرماتی ہیں کہ میں نے سنا ابوذر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رات کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے ایک آیت کے ساتھ قیام کیا یعنی صبح تک اسی آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔ آیت یہ ہے۔

ان تعذبهم فانهم عبادک و ان تغفر لهم فانک انت العزيز الحكيم. (المائدہ ۱۱۸)

اگر آپ ان لوگوں کو عذاب دیں تو بیشک وہ تیرے بندے ہی ہیں، اور اگر آپ ان کو معاف کر دیں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔

قیامت کے مناظر پر مشتمل پانچ سورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور کر دیا تھا

۷۷۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے ان کو ابوبکر محمد بن جعفر کی نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے ان کو مسدد بن مسرہد نے

(۷۷۴)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۱/۲۶۴) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي

(۷۷۵)...... أخرجه ابن ماجة (۱۳۵۰) والحاكم (۱/۲۴۱) من طريق يحيى بن سعيد. به.
وصححه الحاكم ووافقه الذهبي وقال البوصيري في الزوائد إسناده صحيح ورجاله ثقات ثم قال. رواه النسائي وأحمد في المسند وابن خزيمة في صحيحه والحاكم وقال صحيح.

(۷۷۶)...... أخرجه المصنف في طريق الحاكم في المستدرك (۲/۴۷۶) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

ان کو ابو الاحوص نے ان کو اسحٰق ہمدانی نے ان کو عکرمہ نے ان کو ابن عباس نے فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کس چیز نے آپ کو بوڑھا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ۔ سورۃ ھود۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ عم یتساءلون، سورۃ المرسلات۔ سورۃ اذا الشمس کورت۔ (یعنی ان سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔)

دو خوف اور دو امن

۷۷۷:......ہمیں خبر دی ہے ابو علی رود باری نے۔ ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو ابو داؤد نے ان کو محمد بن یحییٰ بن میمون عتکی نے ان کو عبد الوہاب بن عطاء نے ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ اپنے رب سے اس کو نقل فرماتے ہیں۔

مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اپنے کسی بندے پر دو خوف۔ اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہتا ہے۔ میں اس کو قیامت کے دن امن دوں گا اور جب وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو جاتا میں قیامت میں اس کو خوف میں مبتلا کروں گا۔

۷۷۸:......ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو یحییٰ بن یعقوب بن مرداس نے یعنی مبارکی نے ان کو سوید بن سعید نے ان کو حفص بن میسرہ نے ان کو زید بن اسلم نے ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سوا کے اس کے نہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو اس کی آرزو رکھتا ہوگا اور آگ سے وہی بچایا جائے گا جو اس سے ڈرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا جو خود بھی رحم کرتا ہوگا۔

۷۷۹:......ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء۔ ان کو ابو عمرو بن مطر نے بطور املاء کے ان کو قاسم بن زکریا مطرز نے بطور املاء کے ان کو سوید بن سعید نے انہوں نے اس کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل۔

۷۸۰:......ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن محمد بن حسن بن حسین علوی نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن حسن بن شرقی نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو وکیع نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو محمد بن زیاد نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم و کثیراً.

اگر تم جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور البتہ تم بہت روؤ۔

۷۸۱:......اور اسی اسناد ہمیں بیان کیا وکیع نے ان کو ابو عمیس نے ان کو ابو طلحہ اسدی نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد راوی مذکور کی مثل حدیث ذکر کی۔ بخاری مسلم نے صحیح میں دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

---

(۷۷۷)......أخرجه عبدالله بن المبارك (۱۵۸) من طريق محمد بن يحيى بن ميمون. به.

وقال الهيثمي في المجمع (۳۰۸/۱۰) رواه البزار (۳۲۲۳) عن شيخه محمد بن يحيى بن ميمون ولم أعرفه وقال: رجاله رجال الصحيح غير محمد بن عمرو بن علقمة وهو حسن الحديث.

(۷۷۸ و ۷۷۹)...... أخرجه المصنف في (الأربعون الصغرى) رقم (۳۹) بترقيمي عن الإمام أبي الطيب سهل بن محمد بن سليمان عن أبي عمرو بن مطر عن القاسم بن زكريا المطرز عن سويد بن سعيد. به.

(۷۸۰)...... أخرجه أحمد (۲۶۷/۲) عن عبدالرحمن بن مهدي عن حماد بن سلمة. به.

(۷۸۱)...... أخرجه البخاري (۶۸/۲) و مسلم (۱۸۳۲/۴) من طريق موسىٰ بن أنس عن أنس.

۷۸۲:...... ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ زید بن ابی ہاشم علوی نے ان کو ابوجعفر بن دحیم نے ان کو محمد بن حسین ان کو الحوضی یعنی ابوعمرو نے ان کو شعبہ نے ان کو موسیٰ بن ابوانس نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر مذکورہ حدیث ذکر کی)

۷۸۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے ان کو محمد بن علی بن دحیم نے ان کو احمد بن حازم غفار نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو اسرائیل نے ان کو ابراہیم بن مہاجر نے ان کو مجاہد نے ان کو مورق عجلی نے ان کو ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

هل اتى على الانسان حين من الدهر . (دهر ا)

یہاں تک کہ پوری سورۃ ختم کر ڈالی انسان پر وہ وقت بھی آیا ہے زمانے میں سے کہ کوئی قابل ذکر شے نہیں تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان جھومتے ہوئے بوجھ لان کی طرح چر چر کی آواز (بوجھ کی وجہ سے) کر رہے ہیں اور انہیں حق ہے کہ وہ ایسا کریں۔ ان میں سے کوئی چپہ انچ جگہ خالی نہیں ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ فرشتوں کے اپنی پیشانی سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ اللہ کی قسم اگر تم جان لیتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور البتہ زیادہ سے زیادہ روتے رہتے۔ اور تم بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دیتے۔ اور البتہ تم (آبادیوں کو چھوڑ کر) پہاڑوں میں نکل جاتے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں روتے چلاتے۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا (یعنی اللہ کے آگے حساب و کتاب کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑتا۔)

اور یہ حدیث اسحاق بن منصور سے روایت کی گئی ہے انہوں نے اسرائیل سے اس کے آخر میں یہ ہے کہ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ راوی نے اس روایت میں اس جملے کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے۔

۷۸۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو اسماعیل صفار نے ان کو محمد بن عبید بن عتبہ کندی نے ان کو محمد بن عمر نے ان کو اسحاق بن منصور نے انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن حدیث کے شروع میں سورۃ دھر کی آیت کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندے کو دیکھ خوش ہونا

۷۸۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے تاریخ میں کہتے کہ میں نے سنا ابوالفضل سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا خالد سقاء سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا اور فرمایا:

طوبیٰ لک یاطیر اتاء وی الی الشجرة وتاكل الثمر .

خوشی ہے تیرے لئے اے پرندے درخت پر رہ لیتے ہو۔ پھل کھا کر ضرورت پوری کر لیتے ہو (یعنی کہ حساب و کتاب سے آزاد ہو)۔

پھر آگے راوی نے حدیث ذکر فرمائی۔ ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس حدیث کی علت یا شاہد۔ یا متن کوشش کے ساتھ پوری تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کو پالیا ہے (اور وہ اگلی روایت میں مذکور ہے۔)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرندے کو دیکھ کر رشک کرنا

۷۸۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابراہیم بن عصمہ بن ابراہیم عدل نے ان کو ان کے والد نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو

(۷۸۳)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۲/۵۱۰) وصححه الحاكم وسكت عليه الذهبي.

سفیان بن عینیہ نے ایک آدمی سے اس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخت کے اوپر بیٹھے ایک پرندے کو دیکھا تو فرمانے لگے خوشی سے اے پرندے پھل کھالیتے ہو درخت پر آرام کر لیتے ہو میں چاہتا ہوں کہ میں بھی درخت کا پھل ہوتا جسے پرندے چونچ سے نوچ کر کھاتے۔

۷۸۷:......بیہقی فرماتے ہیں۔ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو ابومعاویہ نے ان کو جویبر نے ان کو ضحاک نے کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پرندے کے قریب سے گذرے جو کسی درخت پر بیٹھ رہا تھا۔فرمانے لگے مبارک باد ہو تجھے اے پرندے، اڑتے رہتے ہو پھر درخت کے پھل سے کھالیتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، تیرے اوپر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے، کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ میں راستے کے کنارے کوئی درخت ہوتا ہے اور میرے پاس سے کوئی اونٹ گذرتا اور مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں لے لیتا اور وہ چبا جاتا۔ پھر وہ مجھے حقیر کر دیتا۔ چنانچہ مجھے وہ لید کر کے نکال دیتا اور میں بشر نہ ہوتا (کہ مجھے حساب و کتاب نہ دینا پڑتا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں اپنے گھر والوں کا مینڈھا ہوتا، وہ مجھے جی بھر کر پالتے، جب میں خوب موٹا ہو جاتا۔لہذا ان کے کوئی پیارے مہمان آجاتے، یہ مجھے ان کے لئے ذبح کر دیتے۔ پھر میرے کچھ حصے کو یہ لوگ بھون لیتے، کچھ کو سوکھا کر گوشت بنا لیتے، اس کے بعد وہ لوگ مجھے کھا جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (کہ حساب و کتاب نہ دینا پڑتا)۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا یا میرے پھل کھائے جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (تاکہ حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۷۸۸:......ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحٰق بن ایوب ضبعی نے، ان کو سہل بن عمار نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو موسیٰ بن عبیدہ نے، ان کو یعقوب بن زید نے اور عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ نے، دونوں کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا جب وہ درخت پر بیٹھا تھا۔ اے پرندے تو کتنی سکون و آرام میں ہے۔ کھاتا ہے، پیتا ہے، نہ تیرے اوپر کوئی حساب ہے نہ کتاب ہے۔ اڑتا رہتا ہے، کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ (لہذا مجھ پر بھی کوئی حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۷۸۹:......اور شعبہ حدیث میں ہے ان کو عاصم بن عبداللہ نے، ان کو عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، زمین کے اوپر سے تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ کاش کہ یہ تنکا (یعنی میں ہوتا) کاش کہ میں کوئی شے نہ ہوتا، کاش کہ میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔ کاش کہ میں بھولا بسرا ہو جاتا۔ یہ قول کتاب فضائل عمر میں منقول ہے۔

۷۹۰:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ صنعانی نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، انہوں نے قتادہ سے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں پسند کرتا ہوں کہ میں مینڈھا ہوتا، میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے اور میرا گوشت کھا جاتے اور میرا شوربہ پی جاتے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں کسی ٹیلے پر پڑی ہوئی راکھ ہوتا، مجھے تیز وتند

---

(۷۸۶)...... أخرجه ابن المبارك (رقم ۲۴۰) عن سفیان عن عیینة. به.

(۷۸۷)...... أخرجه ابن أبي شيبة (۲۵۹/۱۳) عن أبي معاوية. به و كلام عمر رضي الله عنه أخرجه أبو نعيم في الحلية (۵۲/۱) من طريق أبي معاوية. به.

(۷۸۹)...... أخرجه البغوي في شرح السنه (۳۸۳/۱۴) من طريق عبدالله بن عامر. به.

ہوائیں اڑا کر لے جاتیں۔

۷۹۱:......فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے، ان کو عروہ نے، فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
کاش کہ میں نسیاً منسیاً یعنی بھولی بھولائی ہوئی ہوتی۔

۷۹۲:......فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوھاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسعر نے زیاد بن علاقہ سے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا:
میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیری کا درخت ہوتا۔

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لو جان لو

۷۹۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالنضر فقیہ نے علی بن عبدالعزیز نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو یزید بن خمیر نے، ان کو سلیمان بن مرثد نے، ان کو ابودرداء نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر تم وہ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں البتہ تم بہت کم ہنسو گے اور تم بہت زیادہ روؤ گے اور پہاڑ اور وادیوں میں نکل جاؤ گے۔ اللہ کی بارگاہ میں تم زاری کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم نجات پاؤ گے یا نہیں۔

مذکورہ احادیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
یہ تمام احادیث وآثار واقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو شخص جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اس قدر وہ اس سے زیادہ ڈرتا ہے اور ان لوگوں میں سے جو شخص بھی مغفرت کی یا جنت کی بشارت دیا گیا ہے آیات کو یاد کرتے وقت بشارت خوف کو نہیں روک سکتی، کبھی اللہ تعالیٰ بندے کے احوال کو عبودیت میں تکمیل کے لئے اس خاص وقت میں بشارت کو بندے سے بھلوا دیتے ہیں اور کبھی بندہ اس بشارت کے لئے مطمئن ہو جاتا ہے۔ انجام کار اور عاقبت کے لئے بوجہ اس کی خبر صادق مصدق کی طرف آنے کے۔ مگر اس کے باوجود انسان بے خوف نہ رہے۔ ایسے عوامل سے جن کی وجہ سے انسان گرفت اور عذاب کا مستحق بن سکتا ہے۔ اس وقت تک جب تک رحمت اور مغفرت عاقبت اور آخرت میں انسان کو نہ پالے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف اس کے بعد بھی ہوتا تھا کہ آپ کی امت پر امن دے دیا جاتا۔

۷۹۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفوارس شجاع بن جعفر انصاری نے بغداد میں، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو

---

(۷۹۱)......أخرجه أبو نعيم فى الحلية (۴۵/۲) من طريق إسحاق بن إبراهيم. به.

(۷۹۲)...... أخرجه ابن أبى شيبة (۲۸۸/۱۳) من طريق أبى إسحاق عن عبدالله بن مسعود بلفظ "ليتنى شجرة تعضد".

(۷۹۳)...... عزاه الهيثمى فى المجمع (۲۳۰/۱۰) إلى الطبرانى والبزار من طريق ابنة أبى الدرداء عن أبيها وقال الهيثمى : لاأعرفها وبقية رجال الطبرانى رجال الصحيح.

أخرجه البزار (۷۰/۴) عن الحسن بن يحيى وعبدالملك بن محمد الرقاشى قال : ثنا مسلم عن شعبة عن يزيد بن خمير عن سليمان بن مرثد عن ابنة أبى الدرداء أبى الدرداء. وقال البزار :لانعلمه يروى عن أبى الدرداء إلا من هذا الوجه وغيره أصح إسناداً منه وفيه من الزيادة تريدون أن تنجوا ولا نعلم أسنده عن شعبة إلا مسلم ووافقه جماعة على أبى الدرداء.

تنبيه : سقط من إسناد البيهقى (ابنة أبى الدرداء) فليتنبه.

ابونعیم فضل دکین نے، ان کو عبداللہ بن عامر اسلمی نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات شخص ایسے ہیں، اللہ ان کو اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ جس دن ان کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل بادشاہ اور وہ آدمی جس کو کوئی صاحب حسن جمال صاحب عزت و منصب عورت ملتی ہے اور اپنے آپ کو اس پر پیش کرتی اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور وہ آدمی جس نے اپنے بچپن میں قرآن مجید سیکھا ہو اور وہ اس کو اپنے بڑھاپے میں تلاوت کرتا ہو اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ کرتا ہے سیدھے ہاتھ کے ساتھ اور اس کے اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے بری ہونے کی حالت میں اور اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں اللہ کے خوف سے اور وہ آدمی جو دوسرے آدمی سے ملتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کے واسطے محبوب رکھتا ہوں اور جواب میں وہ آدمی کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت حفص بن عاصم کی روایت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ باقی اس مذکورہ طریقہ سے یہ حدیث غریب ہے۔

تین آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی

۷۹۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، بطور املاء کے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو محمد بن قاسم اسدی نے، ان کو عمر بن راشد یمامی نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے، ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں چھوڑ گئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں چوکیداری کرتی رہی اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی۔

۷۹۶:...... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید مفار نے، ان کو کمل کدیمی نے، ان کو بشر بن عمر نے اور مجھے خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو دعلج بن احمد نے، ان کو محمد بن احمد بن براء نے، ان کو بشر بن عمر نے، ان کو شعیب بن رزیق نے، ان کو عطا خراسانی نے، ان کو عطا بن ابی رباح نے، ان کو عبداللہ بن عباس نے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں جلائے گی، وہ آنکھ جو رات کے درمیانی حصہ میں اللہ کے خوف سے روتی ہے اور وہ آنکھ جو رات اس طرح گذارتی ہے کہ اللہ کی راہ میں حفاظت اور چوکیداری کرتی ہے۔

۷۹۷:...... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو ثمیہ نے سلمہ سے، ان کو موسیٰ بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے اور عیاد بن کثیر نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

---

(۷۹۴)...... أخرجه الخطيب (۹/۳۹۵. ۲۵۴) من طريق أبى الفوارس شجاع بن جعفر بن أحمد بن الأنصارى الواعظ. به.

(۷۹۵)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم فى المستدرک (۲/۸۲) وصححه الحاكم وتعقبه الذهبى بأن عمر بن راشد ضعيف وعزاه المنذرى فى الترغيب (۲/۲۵۰) إلى الحاكم وقال المنذرى : فى إسناده عمر بن راشد اليمانى اهـ.

(۷۹۶)...... أخرجه الترمذى (۱۶۳۹) عن نصر بن على الجهضمى عن بشر بن عمر. به وقال الترمذى : حسن غريب لانعرفه إلا من حديث شعيب بن رزيق.

اللہ نے اس آنکھ کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کے خوف سے رو پڑی اور وہ آنکھ جو دنیا میں رہ کر جنت الفردوس کے لئے رو پڑی۔ اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو تکبر اور غرور کرتا ہے مسلمان پر اور اس کے حق میں کوتاہی کرتا ہے پھر ہلاکت ہے...... پھر ہلاکت ہے...... پھر ہلاکت ہے۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا رونا

۷۹۸:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد اھوازن نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کولمی نے، ان کو عبداللہ بن ربیع باھلی نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو ابو سلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

افمن هذا الحديث تعجبون و تضحكون و لاتبكون؟ (النجم ۵۹)

کیا تم اس بات (یعنی قرآن سے) تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو، روتے نہیں ہو۔

تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رونے کے بارے میں سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ رو پڑے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے پر ہم سب لوگ بھی رو پڑے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رو پڑا اور جنت میں گناہ پر اصرار کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور وہ ان کو معاف فرمائے گا۔

جہنم وہ ہولناک شے ہے

۷۹۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی بکر بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، ان کو سہیل بن حماد نے، انکو مبارک بن فضالہ نے، ان کو ثابت بنانی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

وقودها الناس والحجارة (البقرہ ۲۴، التحریم ۶)

اس آگ کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ جہنم کی آگ ہزار سال تک دھونکی گئی تھی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی تھی اور پھر مزید ایک ہزار سال سلگائی گئی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔ اس کے بعد

---

(۷۹۷)...... أخرجه ابن عدى (۲۴۳۳/۲) عن زكريا عن أبى الدرداء عن عمر بن بكر عن ميسرة بن عبدربه عن عباد و سفيان الزيدى عن سهيل. به.

وقال ابن عدى بعد أن ساق حديثين آخرين: هذه الأحاديث الثلاثة عن الثورى عن سهيل منكرة وميسرة هذا جمع فى هذه الأحاديث بين عباد والثورى والزيدى، وعباد هو ابن كثير الرملى والزيدى هو موسى بن عبيدة وميسرة وعباد والزيدى كلهم ضعفاء ويخلطون فى هذه الأحاديث وفيما هو أشرمنه والثورى لايحتمل وهو باطل عنه.

(۷۹۸)......عزاه السيوطى فى الدر (۱۳۱/۲) إلى المصنف فقط وفى الدر (حنينهم) بدلاً من (حسهم)

(۷۹۹)......أخرجه المصنف بنفس الإسناد فى البعث والنشور (۵۵۷)

وأخرجه الأصبهانى فى الترغيب (۴۸۳) من طريق سهل بن حماد. به وعزاه السيوطى فى الدر (۳۶/۱) إلى ابن مردويه والمصنف وعزاه المنذرى فى الترغيب (۲۳۳/۴ و ۴۶۱) إلى أبى نعيم.

پھر وہ مزید ہزار سال تک سلگائی گئی، یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی تھی۔ اب یہ سیاہ ہے اور اندھیرا کرنے والی ہے۔ جس کا شعلہ بجھتا نہیں ہے۔
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک آدمی تھا جس کا رنگ خوب سیاہ تھا، زور زور سے رونے لگا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون روتا ہے آپ کے سامنے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشہ کا ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی مثبت تعریف فرمائی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:
بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں مجھے میری عزت کی قسم، مجھے میرے جلال کی قسم، مجھے میری رفعت کی قسم ہے میرے عرش پر، دنیا میں میرے خوف سے جو بھی آنکھ روتی ہے میں جنت میں اپنے ساتھ اس کے ہنسنے کو زیادہ کر دوں گا۔
اور اس حدیث کے مفہوم کو سہیل ابن ابی حزم نے ثابت سے حبشی کے بارے میں اور اس کے رونے کے بارے میں روایت کیا ہے۔

جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا

۸۰۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منقذ نے، ان کو المقری نے، ان کو مسعودی نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے، ان کو عیسیٰ بن ابوطلحہ نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص اللہ کے خوف سے روتا ہے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ دودھ واپس اپنے تھنوں میں چلا جائے (یعنی جیسے یہ ناممکن ہے، اسی طرح وہ بھی ناممکن ہے)۔ کسی مسلمان بندے کی ناک میں جہاد فی سبیل اللہ میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ اکٹھے نہیں ہوسکیں گے۔
مسعودی نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے، جبکہ مسعر نے اس کو موقوف رکھا ہے۔
۸۰۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسعر نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ ابوطلحہ نے عیسیٰ بن ابی طلحہ سے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں:
اللہ کے خوف سے جو شخص بھی روتا ہے اس کو آگ نہیں کھائے گی۔ یہاں تک کہ دودھ واپس کھیری میں چلا جائے۔ غبار فی سبیل اللہ اور جہنم کی آگ کا دھواں کبھی بھی کسی مسلمان کے نتھنوں میں نہیں جائے گا۔
۸۰۲:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، ان کو احمد بن محمد بن اسحاق قلانی نے، ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے، ان کو اسحٰق بن عیسیٰ بن ابنۃ داؤد بن ابی ھند نے، ان کو محمد بن ابوحمید نے، ان کو عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو کا قطرہ نکل کر اس کے چہرے پر لگتا ہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آگ پر حرام فرما دیتے ہیں۔

---

(۸۰۰)..... أخرجه الترمذی (۱۶۳۳) والنسائی (۱۲/۶) والحاكم (۲۶۰/۴) وأحمد (۵۰۵/۲) من طريق المسعودی عبدالرحمن بن عبدالله. به وقال الترمذی. حسن صحيح ومحمدبن عبدالرحمن هو مولى أبی طلحة مدنی.
(۸۰۱)..... أخرجه النسائی (۱۲/۶) عن أحمد بن سليمان عن جعفر بن عون. به.
(۸۰۲)..... أخرجه ابن ماجة (۴۱۹۷) من طريق ابن أبی فديک عن حماد أبی حميد الزرقی. به.
وفی الزوائد قال البوصيری: إسناده ضعيف وحماد بن أبی حميد اسمه محمد بن أبی حميد ضعيف

اس کوسلیمان بن بلال نے محمد بن ابی حمید سے روایت کیا ہے اوراس کومصعب بن مقدام نے محمد بن ابراہیم سے،اس نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ کے خوف سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں

۸۰۳:.....ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید صفار نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم نے ،ان کو حمزہ بن یوسف بن ابراہیم سہمی جرجانی نے جو ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سعدرزاز نے ، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوشعیب حرانی نے ،ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے ،ان کو عبدالعزیز بن محمد نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوابکر بن حسن نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے ،ان کو ابونعیم ضرار بن صرد نے ،ان کو عبدالعزیز ابن محمد نے۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابومنصور محمد بن محمد بن عبداللہ نے اولاد ابراہیم نخعی میں سے کوفہ میں اور ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی دحیم نے ،ان کو احمد بن حازم نے ، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ضرار بن صرد نے ،ان کو عبدالعزیز بن محمد داروردی نے ،ان کو یزید بن عبداللہ بن ھاد نے محمد بن ابراہیم تیمی سے ،اس نے ام کلثوم بنت عباس سے ،انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے ،وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس وقت کسی بندے کے اللہ کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے سوکھے پتے جھڑتے ہیں۔

مؤمن کی تمثیل درخت کے ساتھ

۸۰۴:.....ہمیں خبر دی ہے محمد بن ابوبکر فقیہ نے ،ان کو ابوعمرو بن جعفر نے ان کو ابویعلی نے ،ان کو موسیٰ بن محمد بن حبان نے ،ان کو محمد بن عمر بن عبداللہ رومی نے ،ان کو حدیث بیان کی ہے جابر بن یزید بن رفاعہ نے ،ان کو ھارون بن ابوالجوزاء نے عباس سے ،فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ایک درخت کے نیچے ، اتنے میں ہوا تیز چل گئی ، لہذا اس درخت کے اوپر جتنے سوکھے پتے تھے وہ گر گئے اور باقی صرف ہرے پتے رہ گئے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا:

اس درخت کی تمثیل کس چیز کے ساتھ ہوسکتی ہے؟ لوگوں نے کہا یارسول اللہ، اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثال اس مومن جیسی ہے اللہ کے خوف سے جس کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اس کے گناہ سارے گر جاتے ہیں اور اس کی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

نجات کس طرح ہے؟

۸۰۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن اسحٰق نے ،ان کو ابن ابی مریم نے ،ان کو یحییٰ

---

(۸۰۳)..... أخرجه البزار (۴/۷۴) كشف الأستار عن محمد بن عقبه عن الدراوردی. به وقال البزار لانعلمه مرفوعاً بهذا اللفظ إلا عن العباس ولاله عن العباس إلا بهذا الإسناد.

وعزاه المنذری فی الترغيب (۴/۱۲۸ منيرية) إلى أبی الشيخ ابن حبان فی الثواب والمصنف.

(۸۰۴)..... عزاه الهيثمی فی المجمع (۱۰/۳۱۰) إلى أبی يعلى من رواية هارون بن أبی الجوزاء عن العباس وقال الهيثمی ولم أعرف هارون. وبقية رجاله ثقوا على ضعف فی محمد بن عمر بن الرومی ووثقه ابن حبان.

بن ابوایوب نے اور ہمیں خبر دی ہے عبدالخالق بن علی نے، ان کو علی بن محتاج کشانی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابونعمان نے، ان کو ابن مبارک نے اور ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن ابوایوب نے، ان کو عبیداللہ بن زمر نے، ان کو علی بن یزید نے، ان کو قاسم نے، ان کو ابوامامہ نے، ان کو عقبہ بن عامر جھنی نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی، نجات کس طرح سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنی زبان کو اپنے اوپر روک کر رکھو۔ چاہے کہ فراخ ہو تیرے لئے تیرا گھر اور روتا رہ تو اپنی خطا پر۔

اور ابوعبداللہ کی روایت میں ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، میں نے سوال کیا کہ نجات کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ اپنی زبان کو اپنے اوپر روک کر رکھو۔ چاہے کہ فراخ ہو تیرے لئے تیرا گھر اور روتا رہ تو اپنی خطا پر۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں ابن زُحر ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے

۸۰۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ابوعون نے، ان کو عرفجہ نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جو شخص رونے کی استطاعت رکھتا ہے اسے رونا چاہئے اور جو نہیں روسکتا اسے رونے کی صورت بنانی چاہئے۔ یعنی عاجزی اور زاری کرنی چاہے۔ ہم نے کتاب فضائل صدیق رضی اللہ عنہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب روتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے جس وقت قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اور ہم نے کتاب فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے کہ ان کے چہرے پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔

اللہ کے خوف سے روئے، آنسو صاف نہ کرے

۸۰۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نظیف مصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابوالفضل عباس بن محمد بن نصر رافقی نے بطور املا کرانے کے، ان کو حسن بن علی بن زرعہ نے، ان کو عامر بن سیار نے، ان کو عبدالکریم نے، ان کو ابواسحٰق ھمدانی نے، ان کو حارث نے اور عاصم نے، ان کو علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جب تیری آنکھوں سے آنسو آ جائیں اور تیرے آنسو تیرے رخسار پر بہہ جائیں، انہیں کپڑا نہ لگا اور اپنے چہرے کو نہ پوچھ، یہاں تک کہ ان آنسوؤں سمیت تو اللہ کو جا مل۔

۸۰۸:...... ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو عبداللہ بن یحییٰ ابوبکر طلحی نے کوفہ میں، ان کو حسن بن علی تیمی نے ان کو ابوالحسن جعفر بن محمد ورّاق نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابوحماد نے، ان کو عبدالکریم نے، ان کو ابواسحٰق نے، ان کو حارث نے، ان کو علی رضی اللہ نے،

---

(۸۰۵)...... أخرجه الترمذی (۲۴۰۶) عن صالح بن عبدالله عن ابن المبارک. به.

وقال أبوعیسی: حسن غریب.

وأخرجه المصنف فی الزهد (قم ۲۳۶) وابن المبارک (۱۳۴) وأبونعیم (۹/۲) وأحمد (۲۵۹/۵) من طریق عبیدالله بن زحر. به.ئ

وقال المنذری فی الترغیب (۵۲۴/۳) رواه أبوداود والترمذی وابن أبی الدنیا فی العزلة وفی الصمت والبیهقی فی الزهد وغیره کلهم من طریق عبیدالله بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عن أبی أمامة عن عقبة.

قلت: لم أجد الحدیث فی سنن أبی داود وعزاه المزی فی الأطراف (۳۰۸/۷) إلی الترمذی فقط.

(۸۰۶)...... أخرجه ابن المبارک فی الزهد (رقم ۱۳۱) عن مسعر عن ابن عون الثقفی. وبه.

والحدیث عن أحمد فی الزهد (۱۳/۲ ط /دارالفکر الجامعی) عن وکیع عن أبی عون الثقی عن عرفجة السلمی.

فرماتے ہیں:

جس وقت تم میں سے کوئی اللہ کے خوف سے رو پڑے تو اپنے آنسوؤں کو کپڑے سے نہ پونچھے اور اسے چاہئے کہ ان کو اپنے چہرے پر بہتا چھوڑ دے، یہاں تک کہ انہیں آنسوؤں سمیت اللہ کو مل جائے۔

۸۰۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو بکر بن محمد صوفی نے مقام مرو میں۔ ان کو محمد بن یونس نے، ان کو عبداللہ بن سنان نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، ان کو وھیب بن ورد نے، فرماتے ہیں کہ ذکریا کا بیٹا یحییٰ تین دن گم ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں جنگل میں نکل گیا۔ (چنانچہ جب وہ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ اس نے) قبر کھود کر اس میں کھڑا ہو کر رو رہا ہے۔ وہ بولے، اے بیٹے میں تجھے تین دن سے مسلسل تلاش کر رہا تھا اور آپ خود قبر کھود کر کھڑے ہو کر اس میں رو رہے ہیں؟ بیٹے نے جواب دیا، اے ابا جان، آپ نے ہی تو فرمایا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک جنگل ہے، ایک میدان ہے، جس کو رونے والوں کی آنسوؤں کے سوا کوئی شے پار نہیں کر سکتی۔ باپ نے جواب دیا اچھا بیٹے روئیے۔ لہذا دونوں باپ بیٹے مل کر رونے لگے۔

ایک آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رونا

۸۱۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو محمد بن جعفر بغدادی نے، ان کو نفطویہ نے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو عبدالوھاب نے، ان کو ثور بن یزید نے، ان کو ھیثم بن مالک نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تو ایک آدمی آپ کے آگے رو پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر آج تمہارے پاس ہر وہ مومن موجود ہوتا جس پر بڑے بڑے پہاڑوں کی مثل گناہ ہیں تو اس آدمی کے رونے کی وجہ سے ان سب کے گناہ معاف کر دیئے جاتے اور یہ اس لئے کہ فرشتے رو رہے تھے اور اس کے لئے دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ، رونے والوں کی سفارش ان لوگوں کے حق میں قبول فرما جو نہیں روئے۔ اسی طرح یہ حدیث مرسل آئی ہے۔

آنسوؤں سے آگ کا سمندر بجھ سکتا ہے

۸۱۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ صنعانی نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، ان کو ان کے شیخ نے، ان کو عمر بن سعید نے، ان کو مسلم بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں ڈوبتی کوئی آنکھ آنسو کے پانی میں مگر حرام کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم کو آگ پر اور نہیں بہتا کوئی قطرہ اس کے رخسار پر کہ اس چہرے کو کوئی ذلت۔

یا روسیاھی ڈھانپ لے (ایسا نہیں ہو سکتا)۔ اگر کوئی رونے والا امتوں میں سے کسی امت میں رو پڑے تو سارے لوگ رحم کئے جائیں گے۔ کوئی شے ایسے نہیں ہوتی، مگر ہر شے کی کوئی نہ کوئی مقدار ہوتی ہے اور وزن ہوتا ہے، سوائے آنسو کے، بے شک اس کے ساتھ تو آگ کے

(۸۰۹)...... أخرجه أبونعيم فى الحلية (۸/۱۴۹) من طريق سعيد بن عطارد عن وهيب مختصراً.

(۸۱۰)...... عزاه المنذرى فى الترغيب (۴/۱۲۷ منيرية) إلى المصنف فقط.

(۸۱۱)...... عزاه المنذرى فى الترغيب (۴/۱۲۶ منيرية) إلى المصنف وقال المنذرى: وروى عن الحسن وأبى عمران الجونى وخالد بن معدان غير مرفوع وهو أشبه.

سمندر بھی بجھائے جاسکتے ہیں۔

یہ حدیث مرسل ہے اور حسن بصری کے قول سے مروی ہے۔ جیسے کہ

۸۱۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر محمد بن محمد فقیہ نے، ان کو ابوحامد بن بلال بزار نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو عمرو بن محمد نے، ان کو سلمہ بن جعفر احری نے، ان کو ابوالحسین نے، ان کو حسن نے، فرماتے ہیں کہ:

کوئی آنکھ اپنے پانی میں نہیں ڈوبتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔

اگر آنسو والے کے چہرے پر وہ پانی بہہ جائے تو اس کے چہرے کو کوئی ذلت اور روسیاہی نہیں ڈھانپے گی کبھی بھی۔ کوئی عمل اس کے سوا نہیں ہے۔ مگر سب کا کچھ وزن ہوتا ہے اور اس کا ثواب بھی متعین ہوتا ہے۔ مگر آنسو۔ بے شک وہ تو آگ کے سمندروں کو بجھا دیتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ کے خوف سے رو پڑے، کسی بھی امت میں امتوں میں سے تو البتہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ پوری امت اس کے رونے سے رحم کر دی جائے گی۔

۸۱۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالصمد بن معقل بن منبہ سے، کہتے ہیں میں نے سنا اپنے چچا وھب بن منبہ سے، وہ کہتے تھے:

جب داؤد علیہ السلام نے غلطی کا ارتکاب کیا تو وہ بیویوں سے علیحدہ ہو گئے اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ یہاں تک کہ عبادت کرتے کرتے گر گئے اور رو پڑے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کے چہرے کو تر کر دیا۔

۸۱۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حضر بن ربان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ:

ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام فرماتے تھے، افسوس ہے آگ میں واقع ہونے سے پہلے۔ افسوس ہے اس سے پہلے کہ افسوس کوئی فائدہ نہ دے۔

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ثابت سے سنا، وہ کہتے تھے کہ داؤد علیہ السلام نے مغفرت ہو جانے کے بعد جب بھی کوئی پینے کی چیز پی اس میں نصف تو ان کے آنسو ہی ملے ہوئے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا

۸۱۵:..... اپنی اسناد کے ساتھ جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت سے سنا، وہ کہتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے سات تکیے یا سات بستر لئے بالوں کے لئے اور انہیں راکھ سے بھر دیا۔ پھر رو پڑے، یہاں تک کہ آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں نے ان کو بہا دیا۔

۸۱۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد شاہد نے ہمدان میں، ان کو فضل بن فضل نے، ان کو ابوخلیفہ نے، ان کو محمد بن عبداللہ خزاعی نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو عبداللہ بن عبداللہ بن عمیر نے، یہ کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا، پھر رو پڑے اپنی غلطی پر

(۸۱۳)..... أخرجه أبو نعيم فى الحلية (۴..... ۳۹) من طريق سيار. به.

(۸۱۴ و ۸۱۵)..... أخرجه أبو نعيم فى الحلية (۲/۳۲۷) من طريق سيار. به وانظر الزهد لأحمد (۱/۱۵۱ ط / دار الفكر الجامعى) من طريق وهب بن منبه.

جب اللہ کی طرف سے انہیں یہ کہا گیا کہ سر اٹھا آپ کو بخش دیا گیا ہے اس پر انہوں نے سر اٹھایا تو ان کے چہرے کے گوشت میں طاقت نہیں تھی۔

داؤد علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا

۸۱۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو سعید بن عامر نے، ان کو ہشام بن حسان نے، وہ کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نے بستر بنایا جس کے اندر راکھ بھری ہوئی تھی۔ایک رات اس پر لیٹے اور رو پڑے۔راکھ نے آنسو جذب کئے، اس کے باوجود پانی کروٹ یعنی ان کے پہلو سے نیچے بہہ گیا۔

داؤد علیہ السلام کی کثرت عبادت

کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام نے پہلو کے نیچے پانی دیکھا تو اس میں کوئی چیز دیکھی تو فرمایا کہ یہ دوسری خطا ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ پہاڑی کی طرف نکل گئے۔وہاں جا کر عبادت کرتے رہے، یہاں تک کہ قریب تھا بغیر لباس کے ہو جاتے (یعنی طویل عرصہ گذرنے کی وجہ سے لباس پرانا ہو کر جھڑ گیا)۔

اللہ کے آگے حضرت عطا سلمی کا رونا

۸۱۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابومحمد بن زیاد نے، ان کو عبداللہ بن منازل نے، ان کو حمدون قصار نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو علی بن علی نے عطا سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان کے آگے اتنی تر زمین دیکھی جس قدر آدمی کے وضو کرنے سے تر ہو جاتی ہے تو اس کو بتایا گیا کہ یہ ان کے آنسوؤں کی وجہ سے ہے۔

عطا سلمی نے رونے سے منع کرنے پر طبیب کو علاج سے منع کر دیا

۸۱۹:......علی بن علی نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ عطاء سلمی روتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کی ایک آنکھ ضائع ہونے کا خطرہ ہو گیا۔ علاج کے لئے ایک طبیب کو لایا گیا، اس نے کہا کہ میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ آپ تین دن تک نہ روئیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ سمجھا اور کہنے لگے کہ ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے۔

بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں

۸۲۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو محمد بن شعیب نے، ان کو خبر دی عثمان بن مسلم نے کہ انہوں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ کہتے تھے:

بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں اور بہت سے دھوکہ کھانے والے شعور و ادراک سے عاری ہوتے ہیں۔ پس ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کے لئے ہلاکت ہے حالانکہ وہ شعور نہیں رکھتا۔ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے۔ حالانکہ اللہ کی تقدیر میں

---

(۸۱۸)...... فی حلیة الأولیاء (۲۱۵/۶) عطاء السلیمی بدلاً من (عطاء السلمی) وھو الصحیح وانظر صفة الصفوة (۲۴۵/۳) والزھد للبیھقی (۴۸۵)

أخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۲۲۳/۵) من طریق العباس بن الولید. به.

(۱)...... فی الیواقیت الجوزیه (۷) : وحق لمن عصی مر البکاء.

اس پر یہ بات پکی ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ ہے تیرے روح کی ہلاکت۔ ہے تیرے جسم کی ہلاکت۔ تجھے رونا چاہئے اور رونے والوں کو بھی تیرے اوپر رونا چاہئے لمبی مدت کے لئے۔

ایک اللہ والے کا خوف سے روتے رہنا

۸۲۱:......ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے حسین بن صفوان نے، ان کو بردعی نے، ان کو ابوبکر قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عبداللہ بن محمد تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہیر سلولی نے، وہ کہتے ہیں کہ بلعنبر کا ایک آدمی تھا جو کہ رونے کے ساتھ جذباتی ہو جاتا۔ ہر وقت روتا دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اس کے بھائیوں میں سے کسی نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے، کیوں روتے ہو اور پھر اتنا لمبا رونا؟ تو وہ پھر رو پڑے۔ اس کے بعد کہنے لگے:

بکیت علی الذنوب لعظم جرمی

وحق لکل من یعصی البکاء

میں گناہوں پر جرم کے بڑے ہونے کی وجہ سے روتا ہوں اور ہر وہ شخص جو اللہ کا نافرمان ہے اسے رونا چاہئے۔

ولو کان البکاء یرد همی

لاسعدت الدموع مع دماء

اگر ہوتا رونا میرے فکر و غم کو دور کر سکتا

تو میں آنسوؤں کو خون کے ساتھ ملا کر بہاتا

یہ شعر کہنے کے بعد پھر وہ رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ لہذا نصیحت کرنے والا آدمی اسے اس کے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔

کہمس ہلالی کا پڑوسی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھونے پر بیس سال تک رونا

۸۲۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے ان کو جعفر بن احمد شاماتی نے، ان کو محمد بن حسین ہلالی نے، ان کو علی بن عثام نے، کہتے ہیں کہ کہمس ہلالی نے کہا تھا کہ میں ایک گناہ پر بیس سال رویا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا؟

بتایا کہ ایک دن میں نے کسی آدمی کو صبح کا ناشتہ کرایا اور اس کے ہاتھ دھلانے کے لئے میں نے اپنے ایک پڑوسی کی دیوار کی اینٹ میں سے ایک ٹکڑا توڑ لیا تھا۔ تاکہ مہمان اس کی مٹی کے ساتھ ہاتھ دھو لے۔

کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمی کا چالیس سال تک رونا

۸۲۳:......کہتے ہیں کہ عطاء سلمی نے کہا میں ایک گناہ پر چالیس سال تک رویا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک کبوتر کو شکار کر لیا تھا اور بے شک میں تمہارے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس کی قیمت میں نے مساکین پر صدقہ کر دی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توجیہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

---

(۸۲۲)...... أخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۲۱۱/۶) من طریق عمارة بن زاذان عن کهمس.

وعند أبی نعیم (أربعین سنة) بدلاً عن (عشرین سنة)

گویا کہ حضرت عطا سلمی کو کبوتر کے بارے میں یہ شک پیدا ہو گیا تھا کہ کیا وہ کسی کی ملکیت میں تھا یا وہ کسی کی ملکیت میں نہیں تھا۔

حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمی کا رونا

۸۲۴:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو عبدالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اجازت دی اس کی محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو علی بن عثام نے، ان کو ابو خالد احمر نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ حضرت ثابت اور حضرت عطا سلمی باہم ملے، پھر جدا ہو گئے۔ جب دوپہر کی گرمی کا وقت ہوا تو عطاء ان کے ہاں آئے تو لڑکی باہر آئی۔ پھر واپس جا کر بتایا حضرت ثابت کو کہ آپ کے بھائی عطاء آئے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی باہر گئے اور پوچھا بھائی اس گرمی میں آئے ہو؟ خیریت تو ہے؟ بولے میں روزے سے تھا، مجھے گرمی شدید لگی تو میں نے جہنم کی گرمی کو یاد کر لیا۔ میں نے چاہا کہ آپ رونے میں میری مدد کریں۔ لہٰذا دونوں مل کر رونے لگے، یہاں تک کہ وہ گر گئے۔

ضرار اور محمد بن سوقہ کا مل کا رونا

۸۲۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو سعید اشج نے، ان کو محاربی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ضرار اور محمد بن سوقہ جمعہ کے دن ایک دوسرے کو تلاش کرتے، جب اکٹھے ہو جاتے تو دونوں بیٹھ جاتے اور دونوں مل کر روتے۔

ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا

۸۲۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد محمد بن عیسیٰ جلودی نے، ان کو ابو بکر محمد بن زنجویہ بن ھیثم بن عیسیٰ بن عبداللہ قیشری نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن حماد نرسی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو حضرت ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گذرے جو باہم ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اکثروا ذکر ھاذم اللذات

تمام لذتوں اور مزوں کو توڑ دینے والی چیز (یعنی موت کو) کثرت سے یاد کرو۔

۸۲۷:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد جلودی نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور احمد بن ابراہیم بن عبداللہ اور محمد بن شادل اعمی نے، ان کو محمد بن اسلم نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، پھر اس کو ذکر کیا اسی کی اسناد کے ساتھ حرف بحرف اسی مذکور کی مثل۔ مگر یہ اس اسناد کے ساتھ غریب ہے۔

۸۲۸:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد سنجوریہ نے، ان کو محمد بن مغیرہ سکری نے، ان کو قاسم بن حکم عزنی نے، ان کو عبیداللہ بن ولید وصافی نے، ان کو عطیہ نے، ان کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ کچھ لوگ کثرت کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز کی یاد کو زیادہ کر دو تو وہ تمہیں اس حالت سے مصروف کر دے گی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لذتوں کو توڑ دینے والی

(۸۲۶ و ۸۲۷)...... أخرجه البزار (۲۴۰/۴ کشف الأستار عن جعفر بن محمد بن الفضیل عن مؤمل بن إسماعیل عن حماد. به وقال الهیثمی فی المجمع (۳۰۸/۱۰) رواه البزار والطبرانی وإسنادهما حسن.

(۸۲۸)......عزاه الزبیدی فی الإتحاف (۲۲۸/۱۰) إلی المصنف والحکم هو: أبومحمد الحکم بن بشیر بن سلیمان یروی عن عبیدالله بن الولید الوصافی ویروی عنه القاسم بن سلام البغدادی أبوعبید.

چیز کا ذکر کثرت سے کرو۔ یعنی موت کا۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ ہر روز قبر یہ کہتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مسافرت کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

شاید تمہارا کفن روانہ ہو چکا ہو

۸۲۹:......ہمیں خبر دی۔ ہے ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن سلیطی نے، ان کو محمد بن اسحٰق سراج نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو اسحٰق باھلی سے، وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن ثعلبہ سے، وہ کہتے تھے:

آپ ہنس رہے ہیں، شاید کہ آپ کا کفن دکاندار کے ہاں سے نکل چکا ہے اور تمہیں معلوم نہیں ہے۔

زیادہ ہنسنا دل کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے

۸۳۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر نے، ان کو حسن بن یحیٰی بن عیاش قطان نے ان کو ابراہیم بن مجشر نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو یحیٰی بن ابوکثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا:

اے بیٹے، اپنی گھر والی کے خلاف زیادہ غیرت نہ کرنا کہ کوئی بھی اس کی ذرا سی برائی بھی دیکھے تو تو اپنی گھر والی کو خرابی کی تہمت لگا دے، اگرچہ وہ اس سے بری بھی ہوگی اور ہنسنے کی کثرت نہ کر، اس لئے کہ کثرت کے ساتھ ہنسنا عقلمند آدمی کے دل کو ہلکا کر دیا۔ (یعنی حکمت و دانائی سے خالی کر دیتا ہے)۔

اور فرمایا کہ اللہ کے خوف کو لازم پکڑ، اس لئے کہ بے شک وہ ہر شے کی آخری حد ہے۔

کہیں ہنسنے پر پکڑ نہ ہو جائے

۸۳۱:......ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن یوسف نے، ان کو ابوالطیب مظفر بن سہیل خلیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن نصر خزاعی صائغ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا بشر بن حارث حافی سے کہ ان کے سامنے کوئی آدمی ہنس پڑا تو انہوں نے فرمایا، اے بھتیجے تو اللہ سے ڈر کہ اللہ کہیں تمہیں اسی پر بھی پکڑ نہ لے۔

ہنسنا چھوٹی غلطی ہے، ہم لوگ جنت کے قیدی ہیں

۸۳۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو ابوالحسین بن ماتی کوفی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، کہتے ہیں کہ مجھے ابوحازم نے خبر دی ہے، انہوں نے اپنی امی حمادہ بنت محمد یعنی ابن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے وہ اپنے والد سے بیان کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

---

(۸۲۹)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۲۴۶/۲) من طريق أبي بكر بن أبي الدنيا عن علي بن محمد عن يوسف بن أبي عبدالله عن عبدالله بن ثعلبة الحنفي.

(۸۳۰)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۷۱/۳) من طريق أبي المغيرة عن الأوزاعي. به.

(۸۳۱)......أخرجه الخطيب بنحوه (۳۱۵.۳۱۴/۳) من طريق العباس بن يوسف الشكلي عن محمد بن نصر. به.

(۱)......هو أبومحمد عبدالله بن يوسف بن أحمد الأصبهاني.

(۸۳۲)......أخرجه الطبراني (۱۶۸/۱۵) عن أحمدبن حازم. به.

مال هذالکتاب لایغادر صغیرۃً و لا کبیرۃً الا احصاها (الکهف۴۹)

کیاہوااس کتاب کو کہ نہ کوئی چھوٹی غلطی کو چھوڑتی ہے نہ ہی بڑی کو مگر سب کو اس نے محفوظ کر رکھا ہے۔

فرمایا کہ اس آیت میں چھوٹی غلطی سے مراد ہنسنا ہے۔

۸۳۳:.....ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو بکر عثمانی الخمیمی نے، ان کو ابو بکر بن ابو موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا قاسم جوعی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا منیہ بن عثمان خمی سے، وہ کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا:

ہم لوگ جنت کے قیدیوں میں سے قیدی ہیں۔ ہمیں ابلیس نے غلطی کروا کر قید کرلیا ہے۔ اب ہمارے لئے رونے اور غم کھانے کے سوا کچھ بھی مناسب نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہم اسی گھر کی طرف واپس لوٹ جائیں جس گھر سے ہمیں قید کیا گیا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو اولاد آدم سے زیادہ تھے

۸۳۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابو سعید مالینی نے اور ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو ابو طاہر محمد بن احمد بن عثمان مدینی نے مصر میں، ان کو یحییٰ بن سلیمان جعفی نے، ان کو احمد بن بشر نے، ان کو مسعر نے، ان کو علقمہ بن مرثد نے، ان کو ابن ابی بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(آدم علیہ السلام اتنا روئے تھے کہ) اگر ان کے آنسوان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے تولی جائیں تو ان کے آنسو پھر بھی ان کی اولاد کے آنسوؤں سے زیادہ وزنی اور بھاری ہو جائیں گے۔

ہم سے ابو سعید نے کہا کہ ابو احمد نے کہا تھا۔ یہ روایت وہ منصور سے موصول اور ملی ہوئی نہیں لائے ہیں، سوائے احمد بن بشیر کے۔ میرا زیادہ گمان یہی ہے کہ یہ وہم اسی کی طرف سے ہے۔

داؤد علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے زیادہ تھے

۸۳۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابو سعد نے، ان کو ابو احمد نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو ابو بکر ابن ابو شیبہ نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی حفار نے، ان کو ابو ہمام ولید بن شجاع نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر نے، ان کو مسعر نے، ان کو علقمہ بن مرثد نے، ان کو ابن ابو بریدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اگر پورے اہل زمین کا رونا داؤد علیہ السلام کے رونے کے برابر کیا جائے تو برابر نہیں ہو سکے گا۔

اسی طرح اگر پوری اہل زمین کا رونا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر کیا جائے تو برابر نہیں ہو سکے گا۔ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تھے اور روتے رہے۔

کہا ابو احمد نے اس میں بریدہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ابو علی حافظ نیساپوری سے راویت کی ہے کہ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور فرمایا کہ صحیح جو ہے وہ

---

(۸۳۳)..... فی السیر (۱۰/۱۵۹) منیة بن عثمان اللخمی بدلاً من الحمی.

(۸۳۴)..... أخرجه المصنف من طریق ابن عدی (۱/۱۷۰) وقال ابن عدی: هذا الحدیث لم یأت به عن مسعر موصولاً غیر أحمد بن بشیر وعن أحمد بن بشیر غیر یحیی بن سلیمان هذا فلا أدری الوهم من أحمد أومن یحیی وأکثر ظنی أنه من أحمد

(۸۳۵)..... أخرجه ابن عدی (۱/۱۷۰) بنفس الإسناد وقال ابن عدی وهذان الحدیثان أنکر ماروی لأحمد بن بشیر.

مسعر کی روایت ہے جو کہ علقمہ بن مرثد سے عبدالرحمٰن بن سابط ہے، ان کا قول ہے کہ یہ کلام نبی میں سے نہیں ہے۔

۸۳۶:......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ابوعلی حافظ سے، پھر اس کو ذکر کیا (جو پیچھے مذکور ہے)۔

۸۳۷:......ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن یوسف نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابویحییٰ نے، ان کو مجاہد نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے حجر اسود سمیت اترے تھے، اس کے ساتھ اپنے آنسو صاف کرتے تھے اور آدم علیہ السلام کے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے جب سے جنت سے نکلے تھے، یہاں تک کہ واپس جنت میں لوٹ گئے۔

مشہور عابدہ غفیرہ کا رونا

۸۳۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو حضر بن ابان نے، ان کو سعید بن نعمان نے، فرماتے ہیں کہ میں نے غفیرہ سے کہا، کیا آپ اس رونے دھونے سے تھکتی نہیں ہیں؟ بولیں: اے سعید! بیمار اس چیز سے کیسے اکتا سکتا ہے جس چیز میں وہ اپنی بیماری کی شفا دیکھ رہا ہو؟

رونے سے منصور بن معتمر مسکین و مصیبت زدہ لگتے تھے

۸۳۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی دنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو زائدہ بن قدامہ نے، فرماتے ہیں کہ منصور بن معتمر کچھ اس طرح کے آدمی تھے کہ جب آپ اسے دیکھتے تو آپ یہ کہتے کہ یہ مصیبت زدہ شخص ہے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا۔ یہ تم اپنے آپ کے ساتھ کیا کرتے ہو کہ رات رات بھر روتے رہتے ہو؟ چپ ہونے میں نہیں آتے ہو؟ بیٹا شاید تم اپنے آپ سے ناراض ہو؟ کیا تم اپنے آپ کو مار دو گے ناحق؟ انہوں نے جواب دیا۔ اے میری امی میں جانتا ہوں کہ میرے نفس نے کیا کیا ہے؟

یزید بن ھارون کی روتے روتے آنکھیں ضائع ہو جانا

۸۴۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا ابن ابواسحٰق نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالعباس ازھری سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا حسن بن عرفہ عبدی سے، کہتے تھے کہ میں نے یزید بن ھاروں کو مقام واسط میں دیکھا، جس کی آنکھیں سب لوگوں سے خوبصورت تھیں، کچھ عرصے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی ایک آنکھ رہ گئی ہے، پھر کچھ عرصہ بعد دیکھا تو دونوں آنکھیں ضائع ہو چکی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا اے ابوخالد، آپ کی خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟ کہنے لگے سحر کے رونے سے ختم ہو گئی ہیں۔

۸۴۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو محمد بن نضر اصفہانی نے، ان کو بکر بن بکار نے، ان کو برار بن عبداللہ نے، ان کو حسن بن ابوالحسن بصری نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے کہا گیا کیا آپ رو رہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں اور آپ ایسے ہیں ایسے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس لئے نہیں رو رہا ہوں کہ میں موت سے گھبرا رہا

---

(۸۳۹)......أخرجه ابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۹۰) عن محمد بن الحسين. به.

والحديث أيضاً من نفس الطريق عن الأصبهاني (۴۹۰).

ہوں اور نہ اس لئے کہ میں اپنے پیچھے دنیا کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ لیکن میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی دو مٹھیاں بھریں گے، ایک مٹھی جنت میں ڈالیں گے اور دوسری مٹھی جہنم میں ڈالیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کونسی مٹھی میں جاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۴۲:...... ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو وھب نے، ان کو ابن لھیعہ نے، ان کو عبداللہ بن ھبیرہ نے یہ کہ عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

اگر میں اللہ کے خوف سے ایک آنسو بھی رو لوں تو مجھے یہ ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا ارشاد

۸۴۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوصادق عطار نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن سحٰق نے، ان کو یحییٰ بن ابی بکیر نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عبدالملک بن میسرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیادہ سے اور وہ صاحب حیثیت تھے۔ وہ ربعی بن حراش سے حدیث بیان کرتے ہیں، وہ حذیفہ بن یمان سے کہ انہوں نے فرمایا:

کچھ دن ایسے ہیں کہ اگر میرے پاس موت آجاتی تو مجھے شکایت نہ ہوتی بہرحال آج کے دن، یعنی اب کئی چیزیں مخلوط ہوگئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں کس حال پر ہوں؟

اور مجھے حضرت ابومسعود نے وصیت فرمائی تھی اور فرمایا کہ اپنے آپ کو لازم کر رکھو ان امور پر جن کو تم جانتے ہو اور اللہ کے حکم میں کوتاہی نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت

۸۴۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن منصور نے، ان کو بشر بن قاسم نے، ان کو حکم بن ھشام نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ان کے باپ نے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کی موت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے گھر میں رہئے، اپنی زبان کی حفاظت کیجئے اور اپنے گناہ پر روئیے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۴۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ابومعاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم نے، ان کو حارث بن سوید نے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

---

(۸۴۳)......أخرجه أبونعیم فی الحلیة (۱/۲۷۸) من طریق شعبة. به.

(۱)...... أبو صادق العطار هو محمد بن أبی الفوارس الصیدلانی.

(۸۴۴)......أخرجه أبونعیم فی الحلیة (۱/۱۳۵) من طریق المسعودی عن القاسم قال: قال رجل لعبدالله: أوصنی یاأباعبدالرحمن قال: لیسعک بیتک واکفف لسانک وابک علی ذکر خطیئتک.

(۸۴۵)......أخرجه ابن أبی شیبة (۲۸۸/۱۳) عن أبی معاویة. به.

اللہ عنہ نے فرمایا:

البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل میرے گناہوں میں سے کوئی گناہ بخش دے اور میرا نام عبداللہ بن روشہ لیا جائے (تو پرواہ نہیں)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

۸۴۶:......اور سعید نے اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کی، ان کو خالد بن عبداللہ نے، ان کو یونس بن عبید نے، ان کو حمید بن ھلال نے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری نسبت روثہ (اور اُپلہ) کی طرف کی جائے اور اللہ تعالیٰ میری نیکیوں میں سے کوئی ایک نیکی قبول فرمالے۔ (یعنی نام ونمود سے مجھے سروکار نہیں، ظاہری اور جھوٹی نسبتوں سے کوئی فائدہ نہیں، بس اللہ تعالیٰ کوئی عمل میرا قبول کرلے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۴۷:......اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن ابی حامد مقری نے اور دیگر نے بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بکار بن قتیبہ نے، ان کو ابوبکرہ نے، ان کو ابوعامر عقدی نے، ان کو سفیان نے سلمان اعمش سے، ان کو ابراہیم تیمی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے کہا:

اگر تم لوگ میرے عیبوں کو جان لو تو تم لوگوں میں سے دو آدمی بھی میری تابعداری نہیں کریں گے۔ (یعنی دو آدمی بھی میرے پیچھے پیچھے نہیں جائیں گے) اور البتہ میں چاہتا ہوں کہ میں عبداللہ بن روشہ کہہ کر پکارا جاؤں۔ مگر اللہ تعالیٰ میری گناہوں میں سے ایک گناہ کو بھی معاف کردیں۔

۸۴۸:...... مجھے خبر دی احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو محاضر نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم تیمی نے، ان کو ان کے والد نے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں روشہ اور اُپلہ بن جاؤں اور مجھے لوگوں میں عبداللہ بن روشہ بولا جائے، مگر اللہ تعالیٰ میرا کوئی ایک بھی گناہ معاف کردے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول

۸۴۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعد سعید بن محمد شعیبی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابونصر احمد بن نصر زعفرانی بخاری سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے جعفر بن نمیر قزوینی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معاذ رازی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ:

لوگ دار دنیا میں کیسے خوش رہتے ہیں؟ اگر برا عمل کرے تو خوف ہے کہ اس کے بدلے میں پکڑا جائے اور نیک عمل کرے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں اس سے یہ قبول نہ کیا جائے اور وہ یا تو برائی کرنے والا یا اچھائی کرنے والا ہوتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد

۸۵۰:......ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان واعظ نے، ان کو ابوعلی حسین بن عبدالوہاب نے، ان کو احمد بن محمد تیمی نے، ان کو علی بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا:

---

(۸۴۷)......أخرجه الحاكم فى المستدرك (۳/۳۱۶) من طريق سفيان الثورى عن الأعمش عن إبراهيم التيمى عن أبيه عن ابن مسعود.

(۱)...... الجريرى هو سعيد بن أياس أبومسعود البصرى.

میرے اعمال مجھے نجات کیسے دے سکتے ہیں؟ حالانکہ میں نیکی اور بدی کے درمیان میں ہوں؟ میری برائیوں کا یہ حال ہے کہ ان میں کوئی نیکی ہے ہی نہیں اور میری نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ بدیوں کے ساتھ آلودہ ہیں اور آپ تو اخلاص کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کرتے۔ اس کے بعد تو بس صرف آپ کا احسان اور کرم ہی باقی رہ جاتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۵۱:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے محمد بن عبداللہ رازی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جریری سے سنا، وہ کہتے تھے حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا۔ کیا بندے سے خوف خدا ساقط ہوسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اللہ کا خوف کبھی ساقط نہیں ہوتا بلکہ جس قدر اللہ کو زیادہ جانتا ہے اسی قدر اس کے خوف میں بھی شدت آ جاتی ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے تین طبقات ہیں:

❶.....جرائم سے ڈرنے والے۔

❷.....نیکیوں سے ڈرنے والے کہ کہیں قبول ہونے سے رد نہ ہو جائیں۔

❸.....اور انجاموں سے اور گرفتوں سے ڈرنے والے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و لا یخاف عقبٰها (الشمس ۱۵)

اور نہیں ڈرتا وہ اس کے پیچھے کرنے سے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۵۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن احمد حنبل نے کہا۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عمرویہ صفار نے، بغداد میں، وہ کہتے ہیں مجھے صالح بن احمد بن حنبل نے کہا کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت آیا تو میں ان کے پاس بیٹھا۔ میرے ہاتھ میں کپڑے کی دھجیاں تھیں، جس کے ساتھ مجھے ان کے جبڑوں کو باندھنا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ وقفے وقفے سے بے ہوش ہو جاتے، پھر ہوش میں آ جاتے اور اپنی آنکھیں کھول لیتے اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہتے۔ ابھی نہیں.....ابھی نہیں.....ابھی نہیں.....انہوں نے ایک بار کہا، پھر دوسری بار، پھر تیسری بار۔ جب تیسری بار ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں نے کہا اے ابا جی، یہ کیا چیز ہے آپ نے جو اس وقت اشارہ کیا ہے۔ بولے کہ بیٹے کیا تو نہیں جانتا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ ابلیس لعین میرے برابر میں کھڑا تھا اور وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کو کاٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا (اے امام) احمد تم مجھ سے بچ کر جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ ابھی نہیں، جب تک کہ میں مر نہ جاؤں۔ (یعنی جب تک ایمان پر میری وفات نہ ہو جائے)۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام احمد حنبل کے لئے اس میں حق پر گذرنے کی بشارت ہے۔

عطاء بن یسارؒ نے کہا

۸۵۳:.....ہمیں خبر دی ہے امام ابوعثمان نے، ان کو زاھر بن احمد نے، ان کو محمد بن معاذ نے، ان کو حسین بن حسن مروزی نے، ان کو ابن

---

(۸۵۳).....أخرجه المصنف من طريق ابن المبارك في الزهد (رقم ۳۰۸)

(۱).....بياض في الأصل.

مبارک نے، ان کو سفیان نے ایک آدمی سے، فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عطاء بن یسار سے انہوں نے کہا کہ:

ایک آدمی کے سامنے موت کے وقت ابلیس ظاہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم نجات پا گئے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں نے نجات نہیں پائی ہے اور تجھ سے ابھی تک میں امن میں نہیں ہوں۔

عطاء بن یسارؒ کا قول

۸۵۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابی دنیا نے، ان کو ابوخالد قرشی نے، ان کو سفیان ثوری نے ایک آدمی سے، ان کو عطا بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک آدمی کے سامنے اس کی موت کے وقت ظاہر ہو گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ابھی تک میں تجھ سے نجات نہیں پا سکا۔

ابلیس کی تلبیس

۸۵۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین نے، ان کو حسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو عبداللہ بن جریر عتکی نے، ان کو ابوحذیفہ نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو غسان مدینی نے، ان کو عطا بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت ایک آدمی کے سامنے ابلیس ظاہر ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے امن میں ہو چکے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں ابھی تک تم سے امن میں نہیں ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا

۸۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو بیان کیا ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے ان کو عبدالعزیز بن سری نے، ان کو صالح مری نے، ان کو ھشام ابن حسان نے، ان کو محمد بن سرین نے، ان کو ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ آپ آخر عمر میں دعا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذبک ان ازنی او اعمل بکبیرۃ فی الاسلام

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں بدکاری کروں یا میں اسلام میں رہتے ہوئے کوئی بڑا گناہ کروں۔

چنانچہ آپ کے بعض احباب نے پوچھا اے ابوہریرہ! آپ کے جیسا بندہ یہ دعا کرتا ہے۔ یا یہ کہا کہ اس عمر میں بھی آپ کو ایسی دعا کی ضرورت ہے۔ کیا اب بھی آپ کو زنا کا خوف ہے یا کبیرہ گناہ کا خوف ہے۔ حالانکہ شہوات ختم ہو چکی ہیں اور آپ تو بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ نے ان سے دین سیکھا؟ فرمانے لگے کہ افسوس ہے تجھ پر کس چیز نے مجھے ان چیزوں سے امن دیا ہے، حالانکہ ابلیس زندہ ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے

۸۵۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بن عبداللہ بیہقی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین خسروجردی نے، ان کو داؤد بن حسین نے، ان کو حمید بن زنجویہ نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو سلیم بن جابر نے، ان کو حبیب بن نفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے گھر حمص میں ملنے کے لئے گیا تو وہ اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی مسجد میں۔ جب وہ التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھے تو اللہ سے پناہ مانگنے لگے نفاق سے۔ جب نماز پڑھ کر ہٹے تو میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ اور نفاق سے بچنے کی دعا؟

یعنی کیا آپ کو بھی نفاق کا ڈر ہے؟ انہوں نے تین بار یہ کہا: اے اللہ میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم آدمی ایک منٹ میں فتنے میں پڑ کر دین سے پلٹ سکتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت

۸۵۸:...... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مؤمل نے ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عجلان نے، ان کو اہل شام میں سے ایک شیخ نے، شیخ فرماتے ہیں حضرت ابو درداء نے فرمایا تھا: کیا ہوا کہ تم لوگوں میں ایمان کی حلاوت کا ظہور نہیں دیکھ رہا ہوں؟ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر جھاڑی کا ریچھ بھی ایمان کا ذائقہ پالے تو ایمان کی حلاوت اس پر بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ جو بندہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈرتا رہتا ہے اس کو عطا کیا جاتا ہے اور جو شخص اپنے ایمان کے بارے میں بے خوف ہو جاتا ہے اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

۸۵۹:...... فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حمید نے، ان کو مؤمل نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو معلّٰی بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حسن سے، وہ فرماتے تھے، اللہ کی قسم روئے زمین پر جو بھی مومن صبح کرتا ہے یا شام کرتا ہے وہ اپنے آپ پر نفاق سے ڈرتا ہے اور نفاق سے صرف منافق ہی نہیں ڈرتا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا

۸۶۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو عبدالرحمٰن بن اسحاق نے، ان کو عبیداللہ قرشی نے، ان کو عبداللہ بن عکیم نے، وہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی، جب وہ دوسری رکعت میں بیٹھے تو فوراً کھڑے ہوئے اور سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد قرآن کی یہ دعا پڑھی:

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذهديتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب (آل عمران ۸)

اے میرے رب، ہماری دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا جبکہ آپ نے ہمیں ہدایت عطا کی ہے اور اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا کر، بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت

۸۶۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ عدل نے مقام مرو میں۔ ان کو ابو رجاء محمد بن حمدویہ سنجی نے، ان کو احمد بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابو روح سے سنا، کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

صاحب بصیرت چار صفات سے بے خوف نہیں رہتے۔

❶ ...... وہ گناہ جو گذر چکا ہو اس کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم اس کے بارے میں رب تعالیٰ کیا کریں گے۔

❷ ...... بقیہ عمر کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم کہ اس میں کیا کیا ہلاکت خیزیاں ہوں گی۔

❸ ...... اور فضل کے بارے میں جو عطا ہو چکا ہے، شاید کہ اس کا انجام کوئی حیلہ و تدبیر ہو یا عارضی مہلت ہو یا ضلالت و گمراہی ہو جو اس کے

(۸۶۰)...... أخرجه المصنف في السنن (۲/۶۴) من طريق أبي عبدالله الصنابحي عن أبي بكر ومن طريق الصنابحي أخرجه أيضاً (۲۶۹۹).

سامنے آراستہ ہو، جس کی وجہ سے وہ اس کو ہدایت سمجھ رہا ہو۔

۵......اور دل کج ہونا لحہ بہ لحہ جو کہ آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ کبھی انسان سے اس کا دین چھین لیا جاتا ہے اور اس کو شعور و ادراک ہی نہیں ہوتا۔

بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس اصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس بن ولید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ اپنی دعا میں کہتے تھے:

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں دلوں کی کجی سے اور گناہوں کی تباہ کاری سے اور اعمال کو مردود کرنے والے اسباب سے اور نفس کی گمراہ کرنے والی باتوں سے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سری سقطی سے وہ کہتے تھے:

اے اللہ جب بھی مجھے کسی شے کا عذاب دینا چاہے تو مجھے سب کے آگے رسوا کر کے نہ دینا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حسن بن یعقوب نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے تھے کہ میں نے ابوعثمان سے سنا، وہ کہتے تھے، میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ فرماتے تھے:

اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ مجھے کل اپنے دشمنوں کے سامنے سب چیز سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے رونا

۸۶۵:......ہمیں خبر دی استاذ ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو احمد بن عصام بن عبدالمجید نے، فرماتے ہیں کہ میں نے سنا محسن بن موسیٰ سے، وہ کہتے تھے کہ میں مکہ کے سفر میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا وہ بہت روتے تھے۔ میں نے ان سے کہا اے ابوعبداللہ آپ کا یہ رونا کیا گناہوں کے ڈر سے ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے اونٹ کی پلان کی ایک لکڑی لی اور اس کو پھینک دیا اور فرمانے لگے کہ میرے گناہ تو میرے اوپر اس سے بھی زیادہ آسان ہیں اور اس سے بھی زیادہ ہلکے ہیں، لیکن مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں مجھ سے عقیدہ توحید نہ چھین لیا جائے۔

ابرار اور مقربین کے افکار

۸۶۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بغدادی نے، ان کو سری سقطی نے، وہ کہتے تھے کہ

(۸۶۲)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۵/۲۲۹) من طريق عباس بن الوليد. به.

(۸۶۳)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۱۰/۱۲۰) من طريق الجنيد. به.

ابرار کے دل خاتموں کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں اور مقربین کے دل ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والے اعمال سے معلق ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کی طرف سے کیا کچھ پہلے سے تیار ہے؟ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں خاتمہ کس چیز پر ہوتا ہے؟

شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول

۸۶۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین بن بشران نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو حسن بن علی بن شبیب معمری نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو اسحٰق بن خلف نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کی کمر توڑ دینے کے لئے ابن آدم کے اس قول سے کوئی اور بڑی چیز نہیں ہے کہ کاش میں زندہ رہتا معلوم نہیں میرا خاتمہ کیسا ہوگا؟ فرمایا کہ اس قول کو سن کر ابلیس اس بندے سے مایوس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص اپنے عمل پر کب اترائے گا اور کب خوش ہوگا۔

عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا

۸۶۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعلی بن حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عمرو بن قیس ملائی کو موت آئی تو رونے لگا۔ اس کے احباب نے پوچھا کہ دنیا پر کیوں روتے ہو؟ تم نے اپنی زندگی بڑی عیش وعشرت سے گذاری ہے۔ بولے میں دنیا کے بارے میں نہیں رو رہا، میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں آخرت کی خیر سے محروم نہ کر دیا جاؤں۔

غفلت سے تنبیہ

۸۶۹:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلیمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر رازی سے سنا، وہ کہتے تھے انہوں نے الکتانی سے سنا، فرماتے تھے: غفلت سے تنبیہ کرتے وقت اور نفس کی لذت کے انقطاع کے لئے قیامت کا ڈر اور اللہ کے فضل کے انقطاع کے خوف سے کانپنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

افضل رونا

۸۷۰:......میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلیمی سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابواحمد حافظ سے، وہ کہتے تھے میں نے سعید بن عبدالعزیز سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے احمد بن حواری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ افضل رونا بندے کا وہ رونا ہے جو غیر درست اوقات ضائع ہونے پر ہو۔ یا وہ رونا جو اس کی طرف سے سابقہ نافرمانی پر ہو۔

اللہ کے خوف سے جن کا رونا

۸۷۱:......میں نے سنا ابوزکریا بن ابواسحٰق سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوالفتح احمد بن عبداللہ بغدادی سے، کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ دیہات میں گیا، میں جا رہا تھا کہ یکایک میں نے زور زور سے رونے کی آواز سنی۔ میں نے اپنے آگے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص دکھائی

---

(۸۶۶)......أخرجه أبونعيم فى الحلية (۱۰/۲۱۱) من طريق الجنيد. به.

(۸۶۷)......أخرجه أبونعيم فى الحلية (۹/۳۱۱) من طريق أحمد بن أبى الحوارى. به.

تنبيه : فى الحلية (إسحاق بن خالد) بدلاً من (إسحاق بن خلف) وهو خطأ.

دیا۔ میں جلدی جلدی چل کر اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک نوجوان تھا۔ مجھے اس کے پاس کوئی سواری یا سامان سفر بھی دکھائی نہیں دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا جوان؟ چنانچہ اس نے شعر کہا، جس کا مطلب یہ تھا کہ:

میں کونسے دروازے سے اجازت مانگوں اس کے بعد جب میں اس دروازے سے محروم کر دیا جاؤں جس سے میں حاجت طلب کرتا ہوں۔

لہذا مجھ پر رونا طاری ہو گیا اس کے رونے کی وجہ سے۔ (میں روتا رہا روتے روتے) جب اچانک میں نے سر اوپر اٹھایا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ کا قول

۸۶۲:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوحامد احمد بن عباس خطیب نے مقام مرو میں، ان کو محمود بن والان نے، انہوں نے سنا عبدالرحمٰن بن بشر نیساپوری سے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے سنا، فرماتے تھے کہ:

اللہ کا غضب ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۸۷۳:......ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان حکایات میں سے جو یوسف بن حسین سے بیان کی گئی تھیں:

کیف السبیل الی مرضات من غضبا

من غیر جرم ولم اعرف له السببا

اس ذات کی رضا کی کیا سبیل ہے جو بغیر کسی جرم کے ناراض ہو جائے اور نہ ہی مجھے اس کا کوئی سبب معلوم ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یوسف بن حسین نے یہ شعر لکھ کر جنید بغدادی کی خدمت میں بھیج دیا اور اس نے اس کو جو لکھا:

یکفی الحکیم من التنبیه ایسره

فیعرف الکیف والتکوین والبیا

عقلمند کے لئے ہلکی سی تنبیہ کافی ہے

سو وہ کیفیت کو اور تکوین کو اور سب کو پہچان لے گا

ان السبیل الی مرضاته نظرک

فیما علیک له یرضی کما غضبا

بے شک اس کی رضا حاصل کرنے کی سبیل یہ ہے کہ آپ یہ نظر کریں، سوچ و فکر کریں کہ آپ کے اوپر اس کے کیا کیا فرائض ہیں۔ لہذا وہ ان امور میں لگ جائے، وہ ایسے تم سے راضی ہوگا جیسے وہ ناراض ہوا۔ (یعنی اطاعت شعار سے وہ خود بخود راضی ہوگا جیسے نافرمانی سے وہ ناراض ہوا)۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی طرف نظر کرنے کی سبیل کی کیفیت اس کی رضا جوئی کی طرف سبیل کی کیفیت ہے۔ جبکہ اس جواب کے باوجود سوال باقی ہے اور وہ سبیل جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بیان فرمائی ہے اپنے دین میں سے وہ اس کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت

(۸۷۳)......أخرجه أبو عبدالرحمن السلمی فی طبقات الصوفیة (ص ۱۸۸)

دیتا ہے۔ وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جبکہ سب لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضگی

۸۷۴: ......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو علی بن حمشاذ عدل نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، ان کو ابوعبدالرحمٰن مقری نے، ان کو حیوۃ نے سالم بن غیلان سے، اس نے سنا ابوالسمح سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوالھیثم سے، وہ حضرت ابوسعید خدری سے، انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

بے شک اللہ عزوجل جس وقت کسی بندے سے راضی ہوجاتا ہے اس پر سات قسم کی خیر دوگنی کر دیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے اس پر سات قسم کے شر دوگنے کردیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی کتاب میں (لَمْ یَعْلَمْه) اس کو نہیں جانتا اور ابوعاصم نے حیوۃ بن شریح سے کہا ہے کہ (لَمْ یَعْمَلْه) وہ امور جن کا اس نے عمل نہ کیا ہوا۔

ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے

۸۷۵: ......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین عفیف بن محمد بن شہید خطیب نے، ان کو محمد بن عبداللہ حفید نے، ان کو ان کے دادا عباس بن حمزہ نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان سے سنا، وہ فرماتے تھے، دنیا اور آخرت کی ہر چیز کی اصل اور بنیاد اللہ کا خوف ہے اور آخرت کی کنجی بھوکا رہنا ہے اور دنیا کی کنجی پیٹ بھرا ہونا ہے۔

۸۷۶: ......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصرہ نے، ان کو ابراہیم بن بشارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے سنا، وہ فرماتے تھے: عشق و محبت اور خواہش ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ کا خوف شفاء دیتا ہے۔ یقین جانئے کہ جو چیز تیرے دل سے تیرے خواہش نفس کو دور کرتی ہے کہ جب تو اس ذات سے ڈرے جس کو تو جانتا ہے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز

۸۷۷: ......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن علی نے مکہ میں، ان کو محمد بن جعفر خرائطی نے، ان کو احمد بن جعفر نے، ان کو ابراہیم بن ھشام مدائنی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو فضیل نے رزین ابوالسماء سے کہ ایک آدمی درختوں اور جھاڑیوں کے جھنڈ میں داخل ہوگیا (خلوت محسوس کی تو کہنے لگا) اگر میں اس جگہ گناہ کرنے کے لئے علیحدہ کیا کروں تو مجھے کون دیکھے گا؟ (یعنی محفوظ جگہ ہے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا) اتنے میں اس نے ایک ایسی آواز سنی جس نے اس جزیرے کے طول و عرض کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ یہ تھی:

الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (الملک ۱۴)

(خبردار) کیا بھلا وہ ذات جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا؟ (نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ) وہ باریک بین ہے اور پوری طرح خبردار ہے۔

---

(۸۷۴)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۱/ ۳۷۰) من طريق الحارث بن أبي أسامة. به وفي تاريخ أصبهان (۲/ ۱۹۶) من طريق محمد بن العباس عن أبي عاصم عن حيوة وأخرجه أحمد (۳/ ۳۸) عن أبي عبدالرحمن. به ومن طريق أبي عاصم عن حيوة. به (۳/ ۴۰) وقال الهيثمي في المجمع (۱۰/ ۲۷۲، ۲۷۳) رواه أحمد وأبويعلى إلا أنه قال تسعة أضعاف ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم. والحديث عن أبي يعلى في مسنده (۲/ ۴۹۲) من طريق عبدالله بن يزيد عن حيوة. به.

ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟

۸۷۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔انہوں نے سنا ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ سے، وہ کہتے تھے کہ مجھے بات بیان کی ابوبکر بن محمد بن حمدون بن خالد نے اور انہوں نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے لکھا کہ ہمیں بیان کی ہے عبدالاکرم بن موسیٰ بن رزق اللہ قاضی نے، ان کو اصمعی نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔میں نے دیکھا کہ ایک دیہاتی بھی طواف کر رہا ہے۔اس دیہاتی نے ایک دیہاتن کا واقعہ ذکر کیا۔کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تیرے اور اس کے درمیان جس سے تم عشق کرتے ہو کوئی لمبی مدت حائل ہے۔بولا نہیں صرف ایک رات میں نے اس سے کچھ خواہش کی ہے۔اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھے شرم نہیں آتی؟ میں نے کہا کہ میں کس سے شرم کروں، ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا مگر ستارے۔اس نے مجھ سے کہا، اچھا یہ بتاؤ ستاروں کو ستارے بنانے والا کہاں ہوگا؟

ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے گا؟

۸۷۹:......مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو احمد بن خالد نے، ان کو محمد بن عبدہ نیساپوری نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوھاب نے، ان کو عبداللہ بن شبیب نے، ان کو عتبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک دیہاتی عورت سے ملا اور اس سے گناہ کرنے کی بات کی۔اس نے انکار کیا اور بولی تیری ماں تجھے گم پائے، کیا تجھے کوئی ڈانٹنے والا نہیں ہے؟ کیا تجھے دین میں کوئی روکنے والا نہیں ہے؟ کہتا ہے کہ میں نے اس عورت سے کہا، اللہ کی قسم ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا سوائے ستاروں کے۔بولی کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ستاروں کے بنانے والا کہاں جائے گا؟

ہلاکت کی چراگاہوں سے بچنا:

۸۸۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعید مالینی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالفتح عبدالرحمٰن بن احمد سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا شیخ ابوعبداللہ بن خفیف سے، کہتے ہیں کہ جب ابوالعباس بن سریج فارس میں قاضی بن کر آیا، ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ابوعبداللہ نجرانی نے ان سے پوچھا کہ ہلاکت کی چراگاہوں سے ہٹا کر چرواہا چرانے والی لاٹھی کے ساتھ کب پتے جھاڑ کر اپنی بکریوں کو کھلاتا ہے؟ قاضی نے فرمایا اس وقت جب وہ جان لے کہ اس پر کوئی رقیب اور نگرانی بھی ہے۔اس کے بعد قاضی نے کہا اے شیخ یہ ایک شریف عالم ہے، اس کے لئے ایک خاص نشست ہونی چاہئے۔جب تم چاہو میں تمہارے پاس حاضر ہو جایا کروں گا اور تمہارے ساتھ (اس موضوع پر) مذاکرہ کیا کروں گا۔

رات کو جلدی اٹھنے والے منزل پر پہنچتے ہیں

۸۸۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور نے، ان کو حسین بن فضل نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو ابوعقیل ثقفی نے، ان کو یزید بن سنان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا بکیر سے، یعنی ابن فیروز سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خوف رکھتا ہے وہ رات کے آخری حصے میں سفر شروع کر دیتا ہے اور جو

(۸۸۱)...... أخرجه الترمذی (۲۴۵۰) عن أبی بکر بن أبی النضر عن أبی النضر. به وقال الترمذی حسن غریب لانعرفه إلا من حدیث أبی النضر.
وأخرجه الحاکم فی المستدرک (۳۰۷،۳۰۶/۴) من طریق الحارث بن أبی أسامة عن أبی النضر هاشم بن القاسم. به.
وصححه الحاکم ووافقه الذهبی.

رات کوجلدی چلتا ہے منزل پر بہ آسانی پہنچ جاتا ہے۔خبردار وہوشیار اللہ کا سامان تجارت بہت مہنگا ہے۔خبر دار اللہ کا سامان جنت ہے۔
اورہمیں دوسرے مقام پراسی کی خبردی ہےاورفرمایا کہ یہ برد بن سنان سے مروی ہے۔

اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا

۸۸۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کوابوبکر بن احمد بن اسحاق نے، ان کوخبر دی ہے محمد بن یونس نے، ان کوابراہیم بن نصر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے فضیل بن عیاض سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کا اللہ سے ڈرنا اس انداز ے کے ساتھ ہوتا ہے جس قدر اس کو اللہ کا علم ہے اور بندے کا زہد اور دنیا سے بے رغبتی جنت کی طرف اس کے شوق کے انداز ے کے مطابق ہوتی ہے۔جس قدر جنت کا شوق ہوگا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی اور لاتعلقی ہوگی۔

خائفین، محبین، مشتاقین کی علامات

۸۸۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کوجعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کوابراہیم بن نصر منصوری نے، ان کوابراہیم بن بشار صوفی نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم بن ادہم سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ حضرت داؤد طائی کہتے تھے، خوف کی کچھ حرکات میں اور علامات میں جوخوف کرنے والوں میں پہچانی جاتی ہیں اور کچھ مقامات میں جومحبت کرنے والوں میں پہچانے جاتے ہیں اور کچھ بے چینیاں وبے آرامیاں ہیں جومشتاق لوگوں میں پہچانی جاتی ہیں، اور کہاں ہیں یہ لوگ؟ یہی وہ لوگ ہیں جوکامیاب ہیں۔

سری سقطیؒ کا قول

۸۸۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کوجعفر بن محمد نے، انہوں نے سنا جنید بغدادی سے، انہوں نے سری سقطی سے، وہ فرماتے تھے دو چیز غائب ہوچکی ہے اور گم ہوچکی ہے۔بے چین وبے آرام کردینے والا اللہ کا خوف اور جگر پاش پاش کرنے والا شوق۔

ذوالنون بن ابراہیمؒ کا قول

۸۸۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن حسن بن علی فہری نے مکہ مکرمہ میں، ان کوحسن بن رشیق نے، ان کوذوالنون بن احمد اخمیمی نے، ان کو عبید ذوالعرش نے، ان کوان کے بھائی ذوالنون بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ:
فرض نماز خوف کی کنجی ہے اورنفلی عبادت امید کے دروازے کی کنجی ہے اور دائمی ذکراللہ شوق کے دروازے کی کنجی ہے۔خوف کے ساتھ فرض کو نہیں پایا جاسکتا، لیکن ہر فرض کے ساتھ خوف کوپالیا جاتا ہے اور امید کے ساتھ نفل حاصل نہیں ہوتی، لیکن نفلی عبادت کے ساتھ امید حاصل ہوسکتی ہے۔جوشخص اپنے دل اور زبان کوذکر کے ساتھ مشغول رکھے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اشتیاق کا نور بھر دیتے ہیں۔یہ کائنات کا بہت بڑا راز ہے۔اس کوخوب سمجھ لیجئے اور اس کواچھی طرح یاد رکھئے۔

ابراہیم بن شیبانؒ کا قول

۸۸۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، انہوں نے سنا ابوبکر رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن شیبان سے، وہ فرماتے

(۸۸۲)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۸/۱۱۰) من طريق محمد بن زنبور عن الفضيل.
(۸۸۳)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۷/۳۴۶) عن جعفر بن محمد بن نصير. به.

ہیں خوف خدا جب دل میں ٹھکانہ بنالیتا ہے تو اس میں موجود شہوتوں کی مقامات کو جلا دیتا ہے اور اس سے دنیا کی رغبت کو بھگا دیتا ہے اور زبان کو دنیا کے ذکر سے خاموش کرادیتا ہے۔

محمد بن نصرؒ کا قول

۸۸۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوحفص عمر بن خضر بن محمد بن ھشام المعروف بالثمانینی جو کہ مکہ کے مجاورین میں سے تھے، ان کو ھشام بن محمد بن قرہ نے، ان کو ابوبشر دولابی نے، ان کو ابومحمد عبداللہ بن خبیق انطا کی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یوسف بن اسباط سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا محمد بن نصر سے، وہ کہتے تھے:

دنیا میں کوئی بھی عمل کرنے والا جب عمل کرتا ہے تو ان کے لئے آخرت میں اس کے درجات میں بھی کوئی عمل کرنے والا ضرور عمل کر رہا ہوتا ہے۔ جب یہ دنیا میں عمل کرنے سے رک جاتا ہے تو وہ بھی عمل کرنے سے رک جاتا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم کام نہیں کر رہے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارا ساتھی کھیل میں لگ گیا ہے۔

یوسف بن اسباط نے کہا کہ مجھے تمہارے اوپر حیرانی ہے، خوف خدا کے باوجود آنکھ کیسے سوتی ہے؟ یا محاسبے کے یقین کے ہوتے ہوئے دل غافل کیسی ہوسکتی ہے؟ جو شخص اللہ کے بندوں پر اللہ کے حقوق کے لازمی ہونے کو پہچانتا ہے، اس کی آنکھیں کبھی بھی بند نہیں ہوسکتیں، مگر انتہائی کوشش صرف کرنے کے بعد۔ اللہ نے دلوں کو ذکر کے مسکن بنایا ہے، مگر وہ شہوات کے مسکن بن چکے ہیں اور شہوات ولذات دلوں کو خراب کرنے والے ہیں اور مال کا ضیاع ہیں۔ دلوں سے شہوات کو کوئی بھی چیز نہیں مٹا سکتی، مگر بے چین کر دینے والا خوف خدا اور جگر کو چیر دینے والا شوق۔

ہارون رشیدؒ کا قول

۸۸۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوصالح محمد بن محمد بن عیسیٰ عارض مروزی نے، ان کو ابوعبداللہ حسین بن عبیداللہ بن خطیب بغدادی نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، کہتے ہیں کہ مجھے ماموں نے کہا اے ابراہیم، مجھے خلیفہ ہارون رشید نے کہا ہے کہ میری آنکھوں نے فضیل بن عیاض جیسے شخص کو کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا، جب میں ان سے ملنے گیا ہوا تھا، اے امیر المومنین اپنے دل کو خوف خدا اور آخرت کے غم کے لئے خالی کر لیجئے تاکہ وہ دل میں ٹھکانہ بنالیں۔ لہٰذا وہ تجھے اللہ کی نافرمانی سے روک دیں گے اور تجھے جہنم کے عذاب سے دور کردیں گے۔

محمد بن عاصم انطا کیؒ کا قول

۸۸۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، انہوں نے سنا نصر آبادی سے، انہوں نے ابن ابی حاتم سے، انہوں نے علی بن عبدالرحمٰن سے، ان سے کہا احمد بن عاصم انطا کی نے، خوف خدا کی کمی دل میں حزن وغم کی کمی سے ہوتی ہے اور جس وقت دل میں حزن کم ہوجاتا ہے تو دل ویران ہوجاتا ہے، جیسے گھر اس وقت ویران ہوجاتا ہے جب اس میں کوئی سکونت نہ رکھے۔

---

(۸۸۶)......أخرجه المصنف من طريق السلمي في طبقات الصوفية (ص ۴۰۴)

(۸۸۷)......أخرجه أبو نعيم في الحلية (۸/۲۲۱) من طريق عبدالله بن خبيق. به دون كلام يوسف به أسباط

(۱)......في المختصر ص ۹۱ بعد قوله (النار) اللهم اقطعنا عن معاصيك وباعدنا من نارك الموقدة

حضرت مالک بن دینارؒ کا قول

۸۹۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر زیادی نے، ان کو ابوعثمان عمرو بن عبداللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبدالوھاب نے، انہوں نے سنا علی بن عثام سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ دل جب محزون نہ ہو تو ویران ہو جاتا ہے، جیسے گھر جب اس میں سکونت نہ ہو تو ویران ہو جاتا ہے۔

۸۹۱:......اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا تھا۔ حزن وغم عمل صالح کو بار آور کرتا ہے اور اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

۸۹۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے اور ابوعبداللہ حافظ نے، فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عوف بن سفیان حمصی طائی نے، ان کو ابوالمغیرہ عبدالقدوس بن حجاج نے، ان کو بکر بن ابومریم نے، ان کو ضمرہ بن حبیب نے، ان کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ یحب کل قلب حزین

اللہ تعالیٰ ہر مغموم دل کو محبوب رکھتے ہیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۸۹۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو ضمرہ بن حبیب نے، ان کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل کو پسند فرماتے ہیں اور یہ اسناد زیادہ صحیح ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ کا قول

۸۹۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو محمد بن منذر نے، ان کو موسیٰ بن عمر نے، انہوں نے سنا حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا:

انسان کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی کوتاہی جانتا ہے، اس کے باوجود نہ تو اس کی تلافی کرتا ہے اور نہ ہی اس پر افسوس کرتا ہے اور غمگین ہوتا ہے۔

شقیق بلخی کا قول

۸۹۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے سعید بن احمد بلخی سے وہ فرماتے ہیں انہوں نے اپنی والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن عبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے ماموں محمد بن لیث سے، انہوں نے حامد الفاف سے، انہوں نے حاتم

(۸۹۰)......أخرجه السلمي في عيوب النفس (۶۴) و أبونعيم في الحلية (۲/۳۶۰)

(۸۹۲)......أخرجه الحاكم في المستدرك (۴/۳۱۵) بنفس الإسناد وصححه الحاكم وتعقبه الذهبي بقوله : مع ضعف أبي بكر منقطع.
والحديث في الحلية (۶/۹۰) من طريق أبي المغيرة. به.

(۱)......يأتي برقم (۱۲۷۳) : عبدالله بدلاً بن عبيد.

اصم سے، انہوں نے شقیق سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کے لئے آخرت کے غم اور خوف خدا سے بہتر ساتھی کوئی نہیں ہے غم گزشتہ گناہوں پر اور خوف اس پر کہ اس کو یہ نہیں معلوم کہ اس پر کیا مصیبت آئے گی۔

حضرت سہل کا قول

۸۹۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن نے، انہوں نے سنا محمد بن حسن خشاب بغدادی سے، انہوں نے سنا جعفر بن محمد سے، انہوں نے سنا جریری سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا سھل سے، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص خوف کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ اس میں اللہ کے علم کے مواقع جان لے اور اس پر غم کرے۔

علامہ شبلیؒ اور جنید بغدادیؒ کا واقعہ

۸۹۷:...... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزکریا بن اسحٰق مزکی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے دوست ابوجعفر بن محمد صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جنید بغدادی کے پاس بیٹھا تھا تو علامہ شبلی تشریف لائے۔ حضرت جنید بغدادی نے کہا: جس شخص کی فکر اللہ بن جائے اس کا حزن وغم طویل ہو جاتا ہے۔

حضرت شبلی نے کہا: نہیں اے ابوالقاسم، بلکہ جس شخص کی فکر اللہ بن جائے اس کا حزن ملال ختم ہو جاتا ہے۔

دونوں بزرگوں کے قول پر امام بیہقیؒ کا محاکمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

❶...... حضرت جنید کا قول ذکر دنیا پر محمول ہے اور حضرت شبلی کا قول آخرت پر محمول ہے۔

❷...... حضرت جنید کا قول اس کے حزن پر محمول ہے جس وقت اپنے نفس سے اللہ کے واجبات کو قائم کرنے میں کوتاہی دیکھے اور حضرت شبلی کا قول محمول ہے اس سرور پر اور خوشی پر، اس توفیق پر جو اسے فی الوقت عطا ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے فکر کو ایک ہی فکر بنا دیا ہے۔

استاذ ابوسہل صعلوک کا قول

۸۹۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، کہتے ہیں کہ استاذ ابوسہل صعلوکی سے آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا:

فبذالک فلیفرحوا (یونس ۵۸)

اسی کے ساتھ خوش ہونا چاہئے۔

(سائل نے فرمایا کہ) جو شخص محفوظ نہ ہو مامون نہ ہو وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟ (دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو غیر محفوظ ہو، یعنی خطرے میں وہ وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟) ابوسھل نے جواب دیا کہ جس وقت فضل کی طرف دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جس وقت لوٹتا ہے غمگین ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک وقت میں غمگین ہوتا ہے اور دوسرے میں مسرور ہوتا ہے، یہی حال خوف اور امید کا ہوتا ہے۔

۸۹۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین احمد بن اسماعیلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، انہوں نے سنا ابوسلیمان دارانی سے، وہ فرماتے ہیں:

اللہ نے ان کا اکرام اور ان کی تذلیل ان کو پیدا کرنے سے پہلے کر لی ہے اور ان کو جنت اور جہنم میں سکونت بھی کرا دی ہے ان کو اپنی طاعت کی

توفیق دینے سے بھی پہلے۔ اور ان کو اپنی معصیت میں بھی مبتلا کر لیا ہے۔ یہ بطور عدل کے اور اپنے دوستوں پر فضل و عنایت کے ہے۔ بس اس کریم کی پاکی ہے، وہ کتنی کریم ہے۔ حیرانی ہے اس شخص پر جو اس کو پالیتا ہے۔ کیسے اس کو چھوڑ دیتا ہے؟ اور حیرانی ہے اس شخص پر جو اس کو نہیں پاسکتا، کیسے اس کو طلب نہیں کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ:

باطل ہواؤں سے چلتے ہیں اور بندے توفیق ملنے سے غمگین ہو سکتے ہیں اور توفیق قربت کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔

۹۰۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مہرجانی نے، ان کو محمد بن احمد بن یوسف نے، ان کو احمد بن عثمان نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو ابوالحسن بشر بن سالم نے، ان کو مسعر نے، ان کو بکیر نے، ان کو ابراہیم نے فرمایا جو غمگین نہیں ہوتا اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ خوف رکھے اس بات کا کہ کہیں وہ اہل جنت میں سے نہ ہو اس لئے کہ اہل جنت کہیں گے:

الحمدللّٰہ الذی اذھب عنا الحزن (فاطر ۳۴)

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے حزن وغم دور کر دیا۔

اور جو شخص نہیں ڈرتا اسکو چاہئے کہ وہ خوف کرے کہ کہیں وہ اہل جنت ہی سے نہ ہو اس لئے کہ وہ لوگ قیامت میں کہیں گے:

انا کنا قبل فی اھلنا مشفقین (الطور ۲۶)

بے شک ہم اپنے اہل میں ڈرتے رہتے تھے۔

ان کو دیگر لوگوں نے احمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔ بشر بن مسلم نے کہا ہے کہ ابراہیم تیمی سے مروی ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۹۰۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالحسین بن اسحاق بن احمد کاذی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبدالصمد نے، ان کو عبداللہ بن بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے سنا، فرماتے ہیں کہ:

السابقون السابقون اولئک المقربون (الواقعہ ۱۰)

سبقت کرنے والے وہی مقرب لوگ ہیں۔

فرمایا: مقربون گذر گئے ہیں، مبارک ہو ان کے لئے، لیکن اے اللہ ہمیں دائیں ہاتھ والوں میں بنا دے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ اس آیت پر پہنچے:

ان جھنم کانت مرصاداً (النباء ۲۱)

بے شک جہنم گھات لگائے ہوئے ہے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: خبردار! دروازے پر چوکیدار اور محافظ موجود ہیں جو شخص پاسپورٹ لے کر آئے گا۔ یعنی راہداری لائے گا گذر جائے گا اور جو نہیں لائے گا قید کر دیا جائے گا۔

فتح موصلیؒ کا واقعہ

۹۰۲:......ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن ابراہیم ھروی نے ھرات میں، ان کو حسن بن سفیان نے، ان

(۸۹۹)......أخرجه أبو نعيم في الحلية (۹/۲۵۷) من طريق أحمد بن أبي الحواري. به مختصراً

(۹۰۰)......عزاه السيوطي في الدر (۵/۲۵۳) إلى ابن أبي حاتم

کو ابو ثابت مشرف بن ربان نے، ان کو ابوبکر موصلی نے، وہ کہتے ہیں: فتح موصلی عید قربانی کے دن عیدگاہ کی طرف نکلا۔ اس نے اگر کی خوشبو کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اپنا سر اوپر اٹھایا اور گویا ہوئے۔ الٰہی قرب حاصل کرنے والے قربانیاں کر کے تیرا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ میں اے میرے محبوب اپنے حزن وغم کے ساتھ تیرا قرب حاصل کرتا ہوں۔ یہی کچھ کہا اس کے بعد گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو گویا ہوا کہ آپ کب تک اپنے دروازے سے مجھے لوٹاتے رہیں گے کہ میں دنیا کی گلیوں میں غمگین پھرتا رہوں گا۔

۹۰۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن یوسف بن عبداللہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ثابت خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابراہیم بن موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح موصلی کو عید قربان کے دن دیکھا، اس نے اگر کی خوشبو سونگھی اور ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ میں نے سنا کہ وہ یوں کہہ رہے تھے۔ تیرا قرب حاصل کرنے والے تو قربانیاں کر کے قرب حاصل کر رہے ہیں اور میں نے اپنے لمبے حزن وغم کے ساتھ اے میرے محبوب تیرے قریب ہوتا ہوں۔ آپ مجھے کب تک چھوڑے رکھیں گے کہ میں دنیا کی گلیوں میں غمگین بھٹکتا رہوں گا۔ یہ کہا اور اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اٹھائے گئے۔ ہم نے اسے تین دن کے بعد دفن کیا۔

بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ

۹۰۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابومنصور دامغانی نے جو بیہق میں آئے ہوئے تھے۔ ان کو ابوبکر اسماعیلی، نے ان کو محمد بن احمد بن حکیم نے جرجان میں، ان کو ابراہیم بن جنید نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو شعیب بن محرز نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بی بی سلامہ عابدہ نے بات بیان کی کہ بی بی عبیدہ بنت ابوکلاب چالیس برس تک روتی رہیں، یہاں تک کہ اس کی بینائی چلی گئی۔ اس سے کہا گیا کہ آپ کیا چاہتی ہیں، بولیں کہ موت چاہتی ہوں۔ پوچھا گیا کہ وہ کیوں؟ بولیں اس لئے کہ روز جب صبح ہوتی ہے تو مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں آج مجھ سے کوئی ایسا گناہ نہ ہو جائے جس سے میرے لئے آخرت میں میری ہلاکت اور تباہی ہو جائے۔

یزید بن مرثد کی آنکھوں کا آنسوؤں سے تر رہنا

۹۰۵:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو دعلج بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ھدیہ بن عبدالوھاب نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے، کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن مرثد سے کہا: کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہتی ہیں۔ کبھی آپ کے آنسو خشک نہیں ہوتی۔ آپ کا کیا سوال ہے؟ شاید کہ اللہ تعالیٰ (میری وجہ سے آپ کو کوئی) فائدہ دے۔ (اس نے جواب دیا) کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو وہ مجھے جہنم میں قید کر دے گا اور اللہ کی قسم اگر وہ مجھے یہ دھمکی دیتا کہ مجھے حمام میں قید کر دے تو بھی میں اسی قابل تھا کہ میرے آنسو خشک نہ ہوں۔ میں نے کہا کہ یہی کیفیت تیری خلوتوں میں بھی ہوتی ہے۔؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم حالت کچھ ایسی ہے کہ ہمارے سامنے کھانے کا پیالہ رکھا جاتا ہے اور میرے اوپر یہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا میں رونے بیٹھ جاتا ہے اور میرے گھر والے بھی روتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی روتے ہیں اور وہ نہیں جانتے ہوتے کہ کس چیز نے ہمیں رلایا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنے اہل میں ٹھہرا ہوں کہ مجھ پر یہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ میرے درمیان اور

(۹۰۵)...... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۵/۱۶۴) من طريق الوليد مسلم.

میرے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا میری گھر والی مجھ سے کہتی ہے اے میری ہلاکت، آپ کو کیا طویل غم لگ گیا۔ میری تو آپ کے ساتھ آنکھ ٹھنڈی نہیں رہ سکتی۔

۹۰۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن سعید نے، ان کو ولید بن مسلم نے، پھر اس کو اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس کا معنی بھی ذکر کیا ہے۔

۹۰۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم حنفی نے، ان کو علی بن محمد بن زبیر نے، ان کو حسن بن علی عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو محمد بن عاصم مولیٰ عثمان بن عفان نے، ان کو حوشب بن مسلم ثقفی نے، ان کو حسن بصری نے کہ ان کے سامنے کھانے کے وقت موت کا تذکرہ کرنا ناپسند کرتے تھے۔

۹۰۸:......ہمیں خبر دی ہے سید ابوالحسین محمد بن حسن علوی نے، ان کو ابوالفضل محمد بن احمد سلیمی نے، ان کو عبداللہ بن محمود نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن قہزاد نے، فرماتے ہیں: حفص بن حمید نے کہا کہ میں نے سہیل بن علی کو دیکھا، وہ مسجد میں پاگل کی طرح گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بچاؤ بچاؤ، مجھے آگ سے بچاؤ اور خوف سے اس کی گردن کی رگیں کانپ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کو دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔

سری سقطیؒ کا قول

۹۰۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اس چیز کے بارے میں جو اس نے سری سقطی سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خوف تین وجوہ سے ہوتا ہے:

❶......دین میں خوف یہ تو عام لوگوں میں موجود ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ سے ڈرنا واجب ہے۔

❷......وہ خوف جو قرآن کی تلاوت کے وقت پیش آتا ہے اور واقعات پڑھ کر یہ تو رقت ہے جیسی عورتوں میں رقت ہے۔ اس کا بھی ثبوت ہے۔

❸......اور خوف ہے بے چین بے آرام کر دینے والا اور اضطراب پیدا کرنے والا جو قلب و بدن میں متخل ہو جاتا ہے اور نیند کو ختم کر دیتا ہے اور کھانے کی خواہش کو ختم کر دیا ہے اور خوف کرنے والا یہ خوف نہیں رکتا اور اس کو سکون نہیں آتا اس وقت تک کہ اس کو اس چیز سے امن نہ ہو جائے جس چیز سے خوف کھاتا ہے۔

ربیعی بن حراش کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا

۹۱۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد ابوالدنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو محمد بن جعفر بن عون نے، ان کو بکر بن محمد عابد نے، ان کو حارث غنوی نے، کہتے ہیں کہ ربیع بن حراش نے قسم کھائی تھی کہ اس کے دانتوں سے کبھی ہنسنا ظاہر نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ کیا ہے۔ پھر وہ نہ ہنسے مگر موت کے بعد اور اس کے بھائی ربعی نے اس کے مرنے کے بعد قسم اٹھائی کہ وہ اس وقت تک نہیں ہنسے گا جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ کیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔

حارث غنوی نے کہا کہ مجھے ربعی کو غسل دینے والے نے بتایا کہ وہ برابر اپنے تختے پر مسکراتے رہے جس وقت ہم اس کو غسل دے رہے تھے

(۹۰۷)......حوشب بن بشر الثقفی هو : أبو بشر، صدوق کما بالتقریب.

(۹۰۸)......حفص بن حمید هو المروزی العابد صدوق کما بالتقریب روی عنه محمد بن عبدالله بن قهزاد.

(۹۱۰)......أخرجه ابن أبی الدنیا فی (من عاش بعد الموت) رقم ۱۲ ومن طریقه الخطیب (۴۳۴/۸) عن محمد بن الحسین. به.

ہمارے فارغ ہونے تک۔

۹۱۱:.....ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد زاہد نے، ان کو ابوالحسین عبدالوھاب بن حسن نے دمشق میں، ان کو احمد بن حسین قرنی نے، ان کو مؤمل بن یھاب نے، ان کو یسار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلّی بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ غزوان رقاشی نے کہا تھا:

مجھ پر اللہ کی قسم ہے کہ مجھے کوئی شخص ہنستا نہیں دیکھے گا اس وقت تک جب تک کہ میں جان لوں کہ دو گھروں میں سے میرا گھر کونسا ہے۔ (جنت یا جہنم)

حسن بصری نے کہا کہ اس شخص نے عزم کیا، پھر اللہ کی قسم وہ کبھی ہنستا نظر نہیں آیا، یہاں تک کہ وہ اللہ کو مل گیا۔

۹۱۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابونعمان نے، ان کو مہدی نے، ان کو غیلان نے، ان کو مطرف نے، کہتے ہیں کہ:

اگر کوئی آنے والا میرے رب کی طرف سے آجائے اور وہ مجھے اختیار دے کہ تم مٹی ہوجانا پسند کرو گے یا اپنے جنتی یا جہنمی ہونے کی خبر لینا پسند کرو گے؟ تو میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ میں مٹی ہوجاؤں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (کہ سند میں مطرف کا نام آیا ہے) یہ مطرف وہی عبداللہ بن شخیسہ ہے۔

اسرافیل علیہ السلام کا نہ ہنسنا

۹۱۳:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کو خبر دی ہے عباس بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو عبداللہ بن وھب نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمر نے، ان کو مطلب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا:

اے جبرائیل! کیا بات ہے کہ میں اسرافیل کو کبھی ہنستے نہیں دیکھتا؟ اس کے علاوہ جتنے فرشتے میرے پاس آئے میں نے ان سب کو ہنستے ہو دیکھا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جب سے جہنم بنی ہے ہم نے اس فرشتے کو ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا

۹۱۴:.....ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن فرج ارزق نے، ان کو سھمی نے، ان کو عباد نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام ارطاۃ سے سنا ہے، وہ مدائن کے منبر پر تھا اور وہ یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ ایک آدمی سے اس نے اس آدمی کا نام لیا

---

(۹۱۲).....أخرجه أبونعيم في الحلية (۱۹۹/۲) وعبدالله بن أحمد في زوائد الزهد (ص ۱۹۳/دار الفكر الجامعي) (من طريق مهدى بن ميمون. به.

تنبيه: في الحلية (غيلان بن ميمون) وهو خطأ والصحيح (غيلان بن جرير)

(۹۱۳).....عزاه السيوطي في الحبائك (رقم ۹۷) إلى المصنف فقط.

(۹۱۴).....عزاه السيوطي في الحبائك (رقم ۲۴) إلى أبي الشيخ والمصنف والخطيب وابن عساكر من طريق عباد بن منصور عن عدى بن أرطاة عن رجل من الصحابة سماه قال عباد فنسيت اسمه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

أخرجه الخطيب (۳۰۷/۱۲) من طريق روح بن عبادة عن عباد. به.

تھا مگر میں نام بھول گیا ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے جن کے دل کانپتے رہتے ہیں۔ جس فرشتے کی آنکھ سے آنسوؤں کا کوئی قطرہ گرتا ہے تو وہ قطرہ کسی ایسے فرشتے پر ہی گرتا ہے جو کھڑا ہوا اللہ کی تسبیح کر رہا ہو۔ (یعنی اتنی کثرت سے فرشتے اللہ کی تسبیح میں مصروف ہیں)۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رونا

۹۱۵:......ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر عبداللہ بن یحییٰ طلحی نے کوفہ میں، ان کو حسین بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن ابوزیاد نے، ان سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن ابوسلیمان نے، ان کو ابوعمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور وہ رو رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری آنکھ کبھی خشک نہیں ہوئی جب سے اللہ نے جہنم پیدا کی ہے، اس خوف سے کہ کہیں میں اللہ کی نافرمانی کروں اور وہ مجھے جہنم میں ڈال دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے

۹۱۶:......ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن محمد حرفی نے، ان کو ابوالحسین بن محمد بن زبیر کوفی نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو ابوعمران جونی نے، ان کو عبداللہ بن رباح انصاری نے، ان کو کعب نے کہ ان ابراھیم لاواہ کہ ابراہیم علیہ السلام اواہ تھے۔ فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام جب جہنم کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے اوہ...... آہ (گویا کہ ان کی آہیں نکلتی تھیں) اس لئے وہ اواہ یعنی آہیں بھرنے والا کہلائے۔

قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا

۹۱۷:......ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد عدی نے، ان کو احمد بن حسین کرخی نے، ان کو حسین بن شبیب نے، ان کو ابویوسف نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو حمران بن اعین نے، ان کو ابوحرب بن اسود نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا وہ پڑھ رہا تھا:

ان لدينا انكالاً وجحيماً وطعاماً ذاغصة (المزمل ۱۲-۱۳)

بے شک ہمارے پاس سزائیں ہیں اور جہنم ہے اور حلق میں پھنس جانے والا کھانا ہے۔

یہ پڑھا اور وہ شخص بے ہوش گیا۔

ابواحمد نے کہا اس کو ابویوسف کے سوا نے حمزہ سے انہوں نے حمران سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اس اسناد میں ابوحرب کا ذکر نہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

۹۱۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالحسین اسحٰق بن احمد کارزی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے

---

(۹۱۵)......عزاه السيوطى فى الحبائك (رقم ٦٧) إلى أحمد فى الزهد عن أبى عمران الجونى.

(۹۱۶)......عزاه السيوطى فى الدر (۲۸۵/۳) إلى عبدالله بن أحمد فى زوائد الزهد وابن جرير وابن المنذر وابن أبى حاتم وأبو الشيخ والمصنف عن كعب رضى الله عنه.

أخرجه أحمد فى الزهد (ص ۱۱۲ / دار الفكر الجامعى) عن عبدالصمد عن جعفر. به.

والحديث ليس من زوائد عبدالله على الزهد كما قال السيوطى.

(۹۱۷)......عزاه السيوطى فى الدر (۲۷۹/٦) إلى أحمد فى الزهد وهناد وعبد بن حميد ومحمد بن نصر عن حمران.

والد نے، ان کو موسیٰ بن ھلال عبدی نے، ان کو بشر بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

میں حضرت عطاء بن عبدی سلمی کے لئے صبح سردیوں میں آگ جلایا کرتا تھا۔ میں نے ان سے کہا اے عطاء کیا آپ کو وہ خوشی دے گا اگر آپ کو یہ حکم مل جائے کہ آپ اپنے آپ کو اس آگ میں جھونک دیں، لہذا آپ حساب وکتاب کے لئے نہیں اٹھائے جائیں گے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہاں رب کعبہ کی قسم۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس کے ساتھ ساتھ اگر مجھے یہ حکم دیا جائے تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ خوشی سے کہیں اس آگ تک پہنچنے سے قبل ہی میری روح نہ نکل جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۱۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبد الحافظ نے ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید بن محمد سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا سری سقطی سے، وہ کہتے تھے کہ میں روزانہ بار بار اپنی ناک کو دیکھتا ہوں، اس خوف کے مارے کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ نہ ہو جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری جب موت آئے تو ایسی جگہ آئے جہاں مجھے کوئی نہ پہچانے کہ میں کون ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے اے ابوالحسن؟ فرمایا اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری قبر نے اگر مجھے قبول نہ کیا تو میں رسوا ہو جاؤں گا۔

عطاء سلمی کا واقعہ

۹۲۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالحسین اسحاق بن احمد کارزی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو جعفر بن محمد بن فضیل نے جو اہل راس العین میں سے تھے۔ ان کو محمد بن کثیر صنعانی نے، ان کو ابراہیم بن ادھم نے، وہ کہتے ہیں کہ عطاء سلیمی کی یہ حالت تھی کہ وہ جب رات کو جاگتے تو گھبراہٹ کے مارے اپنے اعضاء پر ہاتھ مارتے، یہ دیکھنے کے لئے اور یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں میری شکل نہ بگڑ گئی ہو۔

۹۲۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حسن بن عمر نے، ان کو بشر بن حارث نے، کہتے ہیں کہ اویس قرنی نے کہا تھا۔ یہ امر تجھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے کہ آپ ایسے ہو جائیے گویا کہ اپنے تمام لوگوں کو قتل کیا ہوا ہے۔ (یعنی ہر وقت یہ خوف رہنا چاہیے کہ نہ معلوم میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں؟)

۹۲۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس سیاری نے، ان کو عبد اللہ بن علی غزال نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو یزید بن یزید بکری نے، وہ کہتے ہیں کہ اویس قرنی نے فرمایا کہ:

اللہ کی امر میں پسینہ پسینہ ہو جائے گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

---

(۹۱۸)......أخرجه أبونعيم فى الحلية (۶/۲۱۲) عن أحمد بن جعفر بن حمدان عن عبدالله بن أحمد بن حنبل. به.

(۹۱۹)......أخرجه أبونعيم فى الحلية (۱۰/۱۱۶) عن جعفر بن محمد بن نصير. به.

(۹۲۰)......أخرجه أبونعيم فى الحلية (۱۰/۱۱۶) عن جعفر بن محمد بن نصير. به.

(۹۲۱)......أخرجه أبونعيم فى الحلية (۶/۲۲۲) من طريق خزيمة بن زرعة عن محمد بن كثير. به بنحوه.

اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۴:......اور اسی اسناد کے ساتھ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن مبارک نے، ان کو سفیان ثوری نے کہ اویس قرنی کی ایک چادر تھی جب بیٹھتے تو زمین پر بچھا لیتے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ بے شک میں تیری بارگاہ میں مغفرت پیش کرتا ہوں بھوکے جگر سے اور ننگے جسم سے۔ حالت یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مگر صرف وہی کچھ ہے جو کچھ میری پیٹھ پر ہے اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ کا واقعہ

۹۲۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمود بن محبور دھان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبدالملک بن احمد دقاق نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو عباد بن ولید قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا:

اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ مجھے مجنون کہیں گے کہ مالک کو جنون ہوگیا ہے تو میں ٹاٹ پہن لیتا اور اپنے سر میں راکھ ڈال کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتا کہ جو شخص میرا حشر دیکھے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہ کرے۔

۹۲۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسماعیل بن محمد بن فضل بن شعرانی سے، کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا، انہوں نے صلت بن مسعود سے، وہ کہتے تھے کہ حسن بن صالح بن حی ایک دن میرے گھر سے نکلے، ان کی ایک ٹڈی پر نظر پڑ رہی جواڑ رہی تھی۔ بولے:

يخرجون من الاجداث كانهم جراد منتشر (القمر۷)

لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔

یہ پڑھا اور گر کر بے ہوش ہوگئے۔ (اس لئے کہ حشر کا منظر سامنے آ گیا۔)

مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ

۹۲۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خلف بن محمد بخاری نے، ان کو نصر بن زکریا امروزی نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، کہتے ہیں کہ انہوں نے رابعہ بصریہ سے سنا کہہ رہی تھیں کہ میں جب بھی برف دیکھتی ہوں تو مجھے قیامت کے دن اعمال ناموں کا اڑتے پھرنا یاد آ جاتا ہے اور جب میں ٹڈی کو دیکھتی ہوں تو مجھے میدان حشر یاد آ جاتا ہے اور میں جب بھی اذان سنتی ہوں تو مجھے قیامت کی منادی کرنے والا یاد آ جاتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں اپنے نفس سے کہتی ہوں کہ دنیا میں گرنے والے پرندے کی طرح ہو جائے، یہاں تک کہ تیرے پاس اس کی قضا آ جائے۔

عبدالعزیز بن سلمانؒ کا واقعہ

۹۲۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن امیہ قرشی نے سادہ میں، ان کو ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق نے، ان

---

(۹۲۵)......أخرجه أبونعيم فی الحلية (۲/۳۷۱) من طريق محمد بن الحارث عن يحيى بن أبى بكير. به.

(۹۲۶)......أخرجه المصنف فی الزهد (۵۳۰) والإسناد فی الزهد خطأ فليصحح

(۹۲۷)......أخرجه المصنف فی الزهد (۵۲۹)

(۹۲۸)......أخرجه أبونعيم فی الحلية (۲۴۳/۶) من طريق محمد بن الحسن عن يحيى بن بسطام الأصفر. به

کومحمد بن داؤد بن عبداللہ نے، ان کو یحییٰ بن بسطام نے، ان کو ابوطارق لبان نے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن سلمان جب قیامت کو یاد کرتا تو ایسے چیختا جیسی بچے کو گم پانے والی ماں چیختی ہے اور ڈرنے والے مسجد کے کونوں سے لوگ بھی چیختے (اور مرجاتے) چنانچہ ان کی مجلس سے دو میتیں اٹھائی جائیں گی۔

عتبہ عابد کا واقعہ

۹۲۹:......ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی ابوالعباس بن مسروق نے، ان کو عصمہ بن سلیمان نے، ان کو عصمہ بن عرفہ عنبری نے، انہوں نے سنا عنبسہ خواص سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عتبہ نامی غلام مجھے ملنے آتا تھا۔ بسا اوقات وہ میرے پاس رات کا قیام بھی کر لیتا۔ ایک مرتبہ رات کو اس نے میرے پاس قیام کیا۔ سحر کے وقت رونا شروع کر دیا اور بہت شدید رویا۔ صبح ہوئی تو میں نے کہا آج رات تو تم نے مجھے بہت ڈرا دیا اپنے رونے کے ساتھ۔ بھائی آپ کیوں روئے تھے؟ کہنے لگا کہ اے عنبسہ اللہ کی قسم جب میں اللہ تعالیٰ کے آگے پیشی کے دن کو یاد کرتا ہوں تو (یعنی مجھے رونا آجاتا ہے) اس کے بعد وہ گرنے لگا تو میں نے اسے گود میں لے لیا اور میں اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا جو کہ پلٹ رہی تھیں اور ان کی سرخی شدید ہوتی جارہی تھی۔ (کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ جھاگ نکالنے لگا) گرگراہٹ کی حلق سے آوازیں نکالنے لگا۔ میں نے اسے آوازیں دیں۔ عتبہ۔ عتبہ......اس نے مجھے انتہائی پست آواز کے ساتھ جواب دیا اور یہ کہا: اللہ پر پیش ہونے کے ذکر نے محبت کرنے والوں کے عضو کاٹ دیئے ہیں۔ عنبسہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ غرغرانے لگا، موت کی غرغراہٹ کی طرح۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) کہنے لگا: آپ کیا کہتے ہیں کہ آپ اپنے عاشقوں کو عذاب دیں گے جبکہ آپ تو زندہ جاوید ہیں اور آپ کریم ہیں؟ (عنبسہ) کہتے ہیں کہ وہ مسلسل یہ الفاظ مکرر کہتا رہا، یہاں تک کہ اللہ کی قسم اس نے مجھے بھی رلا دیا۔

طویل خاموش عابد کا واقعہ

۹۳۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن امیہ قرشی نے، ان کو ابوالعباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد بن عبداللہ بن جوزی اسدی نے، ان کو محمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بصرہ میں داخل ہوا، میں نے ایک آدمی سے کہا جسے میں پہچانتا تھا۔ مجھے اپنے شہر کے بڑے بڑے عبادت گذاروں کے بارے میں رہنمائی کیجئے (تاکہ میں عابد ترین لوگوں کو مل سکوں) چنانچہ وہ مجھے ایک آدمی کے پاس لے گئے جس نے بالوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ بڑی لمبی خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا۔ سر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ محمد بن سماک کہتے ہیں کہ میں نے اس عابد کو بلوانے کی کوشش کی مگر اس نے مجھ سے کلام نہ کی۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے ہاں سے نکل گیا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ یہاں پر ایک ابن عجوز عابد بھی مشہور ہے۔ (بڑھیا کا بیٹا)۔

---

(۹۲۹)......أخرجه أبو نعیم (۲۳۵/۶) من طریق محمد بن الحسین عن عصمة بن سلیمان عن مسلم بن عرفجة العنبری عن عنسبة الخواص. به.

تنبیه: فی الحلیة (مسلم بن عرفجة) بدلاً من (عصمة بن عرفة)

(۹۳۰)......أخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۲۰۸/۸) من طریق ابن أبی الدنیا عن محمد بن الحسین عن محمد بن داود بن عبدالله. به.

وأخرجه المصنف بنفس الإسناد فی الزهد (۵۵۶)

عابد ابن عجوز کا واقعہ

کیا آپ اس کو ملنا پسند کریں گے؟ ابن سماک کہتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ بڑھیا نے کہا کہ میرے بیٹے کے سامنے تم لوگ نہ تو جنت کا ذکر کرنا اور نہ ہی جہنم کا، ورنہ تم لوگ اسے مار دو گے۔ میرا اس بیٹے کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔ ابن سماک کہتے ہیں جب ہم پہنچے تو اس نے بھی پہلے والے عابد کی طرح بالوں (یا اون کا) لباس پہن رکھا تھا۔ وہ بھی سر کو جھکائے ہوئے اور طویل خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا اس نے سر اوپر اٹھایا اور ہماری طرف دیکھا اور پھر بولا۔ بہر حال تمام لوگوں کا ایک موقف ہے۔ وہ لامحالہ اس کے لئے کھڑے ہوں گے (یعنی تمام لوگوں کو اللہ کے سامنے پیش ہو کر حساب و کتاب کے لئے کھڑا ہونا ہے) ابن سماک کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کس کے آگے کھڑے ہونا ہے؟ اللہ آپ کے اوپر رحم فرمائے۔ (بس اتنا لفظ سنتے ہی) اس نے زوردار چیخ ماری اور وہ مر گیا۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ بڑھیا آ گئی اور بولی تم لوگوں نے میرا بیٹا مار دیا۔ میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جن لوگوں نے ابن عجوز کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

عبادان کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن سماک کا واقعہ

۹۴۳۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو ابوعثمان سعید بن عثمان حناط نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن احمد ھاشمی نے، ان کو حسین بن محمد ھاشمی نے، ان کو محمد بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں گھومتا پھرتا اور بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں کو تلاش کرتا تھا۔ مجھ سے عبادان نام کی بستی میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا، جس نے دنیا کو چھوڑ رکھا تھا اور انتہائی شدید کوشش کے ساتھ آخرت کی تیاریوں میں لگ چکا تھا۔ میں قصبہ عبادان میں پہنچا (جو کہ بصرہ کے قریب واقع تھا) اور میں نے وہاں پہنچ کر اس عابد کے بارے میں پوچھا، مجھے اس کا گھر بتایا گیا، لہذا میں ایک بڑی حویلی کے دروازے پر پہنچا جس پر ایک چھوٹے کواڑ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میرے پاس کوئی پانچ سال کی لڑکی باہر نکل کر آئی۔ بولی دروازے پر پہنچنے والا کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ابن سماک ہوں۔ کیا فلاں عابد کا گھر یہی ہے؟ بولی جی ہاں یہی ہے۔ میں نے اس بچی سے کہا کہ آپ جا کر میری لئے ملنے کی اجازت لے کر آئیے۔ اگر اجازت مل گئی اور میں اندر چلا گیا تو میں آپ کو ایک درہم بطورِ عطیہ دوں گا۔ وہ بچی بولی۔ اے اللہ کے بندے میں نے آپ سے زیادہ نادان نہیں دیکھا۔ اندر آ جائیے، میرے والد کے آگے کوئی چوکیدار یا روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ رکاوٹ کرنے والے تو بادشاہوں اور دنیا کے بندوں کے دروازوں پر ہوتے ہیں۔ لہذا میں اس بچی کی بات سن کر تعجب کرتے ہوئے حیران ہو گیا۔ اس کے بعد میں بچی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھا کہ وہ ایک کشادہ دار جگہ ہے جس میں چھوٹے سے گھر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں اس گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے جو بغیر کسی بیماری کے گھل چکا ہے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پتہ ہے، جسے وہ چیرتا ہے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا ہے۔

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین امنوا وعملوا الصالحات
سواء محیاهم ومماتهم ساء مایحکمون (الجاثیہ ۲۱)

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ان کو ہم ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ کئے ہیں، کیا وہ موت اور زندگی میں برابر برابر ہیں وہ جو فیصلہ کرتے ہیں۔

اس نے غمگین اور گلوگیر آواز میں یہ آیت پڑھی۔ اتنے میں، میں نے اس کو السلام علیکم کہا۔ اس نے وعلیکم السلام کہا۔ اور بولا کیا آپ میرے برادر میں سے ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں، مگر میں نہ تو اہل بصرہ میں سے ہوں اور نہ ہی اہل عبادان سے۔ بولے کہ پھر آپ کہاں سے آئے ہیں؟

میں نے کہا کہ میں کوفے سے آیا ہوں۔ بولے آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد ابن سماک۔ بولے کہ شاید آپ ابن سماک واعظ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پورا پورا لے لیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور بولے: اے میرے بھائی، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور ہمیں اور آپ کو بھائیوں کے ساتھ بہرور فرمائے۔ اے بھائی جان میرا دل ہمیشہ آپ کی ملاقات کا مشتاق رہا، تاکہ اپنی بیماری کو آپ کی دوا کے آگے پیش کرسکوں۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں اے بھائی جان، مجھے ایک پرانا زخم لگا ہوا ہے، آپ سے پہلے سارے معالج جس کے علاج سے تھک گئے ہیں۔ آپ اپنی مہربانی کے ساتھ اس کا علاج مہیا کیجئے اور اپنی مرہموں میں سے جو آپ اس زخم کے لئے مناسب سمجھتے ہیں، وہ آپ اسے لائیے۔

ابن سماک فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں وعظ کروں۔ میں نے (ذرا اظہار عجز کے لئے) ان سے کہا کہ کیا میں آپ جیسے (عظیم انسان) کا علاج کرسکتا ہوں؟ حالانکہ میرا زخم آپ کے زخم سے زیادہ گہرا ہے۔ اور میرا جرم اور گناہ آپ کے گناہ سے بڑا ہے۔ لہذا وہ بولے کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے وعظ کریں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا: بھائی جان، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا وہ گناہ جو آپ نے کیا ہے، مٹا نہیں ہے اور (عبادت میں) آپ کی لذت بھی باقی نہیں رہی اور موت صبح وشام آپ کی تلاش میں ہے اور بے شک آپ کل آنے والے وقت میں لحد کی تنگیوں میں پڑے ہوں گے اور قبروں کے اندھیروں میں اور منکر نکیر کے سوال کے آگے ہوں گے۔ جب میں نے ان سے یہ باتیں کہیں تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی قبر میں گر گئے اور ایسے آواز نکالنے لگے جیسے بیل ذبح کرتے وقت نکالتا ہے۔ اتنے میں اس کی بیوی اور بیٹی بھاگ کا آگئیں اور پردے کے پیچھے سے رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ انہیں آپ مزید کچھ نہ کہئے ورنہ آپ انہیں ہمارے سامنے ماردیں گے۔

اتنے میں وہ ہوش میں آگئے اور بولے: اے میرے بھائی آپ کی دوائی میری بیماری کے بالکل موافق آگئی ہے اور آپ کی مرہم میرے زخم پر لگ چکی ہے۔ اے بھائی ابن سماک مجھے مزید کچھ وعظ کیجئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے بیوی بچے مجھے قسمیں دے رہے ہیں کہ میں مزید کچھ بھی نہ کہوں۔ لہذا آپ ان کی طرف متوجہ ہوکر ان سے کچھ کہئے۔ لہذا فرمایا کہ بھائی جان، یقین کیجئے کہ جب میں اپنے رب کے آگے کھڑا ہوں گا تو میرے جرم سے بڑا کسی کا جرم نہیں ہوگا اور میری مصیبت سے بڑی مصیبت کسی کی نہیں ہوگی۔ میری بیوی بچے اتنی مصیبت میں نہیں ہوں گے۔ چنانچہ میں نے (وعظ جاری رکھتے ہوئے کہا) کہ قبر کے اندھیرے کے بعد اور لحد کی تنگی کے بعد اور منکر نکیر کے سوال کے بعد ایک بہت بڑی ہلاکت اور مصیبت ہوگی۔ بولے ابن سماک پھر وہ کیا ہوگی؟ میں نے اس سے کہا کہ وہ، وہ ہوگی جو اسرافیل سور پھونکے گا اور قبروں کے مردے باہر نکل پڑیں گے اور ہم سب اپنے اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے آئیں گے تو میرے بھائی اس دن کتنے پکارنے والے ہوں گے جو ویل اور ھلاکت کو پکاریں گے؟ اور اس سے بڑھ کر ہم سب کے لئے رب کی ڈانٹ ہوگی، ان گناہوں کو پڑھنے کے وقت جنہیں اللہ تعالیٰ نے گن گن کر رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ہوں یا تمہارے ہوں، ان میں وہ گناہ بھی ہوں گے جو دھاگے کے برابر ہیں اور وہ بھی جو گٹھلی کے پردے کے برابر ہیں اور وہ بھی جو کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر ہیں۔ (یعنی نقیب بھی، فتیل بھی اور قطمیر بھی)۔ اور فرشتے ہوں گے جو آگ کی چادر لپیٹنے والے ہوں گے اور سخت غضبناک ہوں گے رحمٰن کے غضب کی وجہ سے، وہ اس قول کے انتظار میں ہوں گے کہ کب ان کو غضب کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ خذوہ فغلوہ (الحاقۃ ۳) پکڑو اس کو اور جکڑو اس کو۔ ثم الجحیم صلوہ پھر پھینکو اس کو جہنم میں۔

ابن سماک کہتے ہیں کہ (میں نے یہاں تک بات کی تھی کہ پھر اس نے) ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی قبر میں گر گیا اور ایسی گرگراہٹ ہونے لگی جیسی جانور کو ذبح کرتے وقت ہوتی ہے اور اتنے میں اس کا پیشاب بھی خطا ہوگیا۔ جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اس کی عقل بھی ختم ہوگئی ہے۔

چنانچہ اس کی بیٹی بھاگ کر آئی، اس نے اس کو کھینچا اور اسے اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیا اور اپنی آستین کے ساتھ ان کے چہرے کو سہلانے لگی۔ اور وہ کہہ رہی تھی میرے ماں باپ قربان ان آنکھوں پر جو طویل عرصہ تک اللہ کی اطاعت میں جاگتی رہیں۔ میرے ماں باپ قربان آنکھوں پر جو طویل زمانے تک اللہ کے محارم کو دیکھنے سے جھکی رہیں۔ پھر وہ ہوش میں آ گئے اور مجھ سے کہنے لگے، تمہارے اوپر سلامتی ہو اے ابن سماک۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اب اس نے تیسری بار چیخ ماری۔ میں نے خیال کیا کہ اب بھی پہلی دو باریوں کی طرح کیا ہوگا۔ لہذا میں نے اسے ہلایا تو وہ تو دنیا چھوڑ چکے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور پہاڑ کے رونے کا واقعہ

۹۳۲:...... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن یوسف نے بطور املاء کے، ان کو ابوبکر طلحی نے کوفے میں، ان کو حبیب بن نصر مہلبی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو احمد بن عاصم نے، ان کو فضیل بن عیاض کندی نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک ایسے پہاڑ کے پاس سے گذرے جس کے دائیں اور بائیں دو نہریں تھیں وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کہاں سے آ رہی ہیں اور کہاں جا رہی ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے پہاڑ، یہ پانی کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ پہاڑ نے کہا کہ یہ نہر جو دائیں جانب بہہ رہی ہے یہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور جو بائیں طرف ہے یہ میری بائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ آنسو کیوں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میرے رب کے خوف سے ہیں کہ وہ مجھے کہیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے لئے رب سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں عطا کر دے۔ یعنی تیرا مجھے مالک بنا دے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ نے پہاڑ ان کو عطا فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم مجھے عطا کر دیئے گئے ہو۔ لہذا اب اس نے اتنا پانی دیا جتنا عیسیٰ علیہ السلام کی ضرورت تھی اور اسے لے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی طاقت کے ساتھ رک جا۔ وہ سکون اختیار کر گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ کی بارگاہ میں مانگا تھا اس نے مجھے عطا کر دیا۔ اب یہ کیا ہے؟ پہاڑ نے کہا، پہلا رونا تو خوف کی وجہ سے تھا اور دوسرا رونا یہ شکر کا رونا ہے۔

خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ

۹۳۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو ابوعثمان حناط نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شام کے ملک میں ایک ایسے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ مگر ایک چادر لٹکی ہوئی تھی۔ ایک عورت نے دیوار بجائی۔ میں نے کہا، کون ہے؟ بولی میں ایک بھٹکی ہوئی عورت ہوں، مجھے راستہ بتائیے۔ اللہ تیرے اوپر رحم کرے۔ میں نے پوچھا کہ کونسا راستہ تم پوچھتی ہو؟ (یہ پوچھتے ہی) وہ رو پڑی۔ پھر بولی، نجات کا راستہ۔ میں نے کہا بہت دور ہے...... بہت دور ہے یہ راستہ تو تیز ترین چلنے یا دوڑنے کے سوا اور سخت کوشش اور معاملہ درست کئے بغیر طے نہیں ہو سکتا اور تمام علائق اور رکاوٹیں جو دنیا و آخرت کے کاموں سے مصروف و مشغول کرنے والی ہیں، ان کو گرائے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔ لہذا وہ پھر رو پڑی اور بولی دنیا کے علائق اور رکاوٹیں تو سمجھ گئی ہوں، یہ بتائیے کہ آخرت کے علائق و رکاوٹیں کیا ہیں؟

میں نے کہا اگر آپ ستر نبیوں جیسے اعمال لے کر قیامت میں آئیں گی تو بھی تیرے لئے وہی کچھ ہوگا جو تیرے لئے لوح محفوظ میں لکھا گیا اور قیامت کے دن جہنم سے گذرے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہ سن کر اس عورت نے چیخ ماری، پھر بولی:

سبحان من صان علیک جوارحک فلم تقطع

سبحان من امسک علیک قلبک فلم یتصدع

پاک ہے وہ ذات جس نے تیرے اعضاء یا تیرے زخموں کی حفاظت کی کہ وہ پھٹ نہیں پڑے

اور پاک ہے وہ ذات جس نے تیرے دل کو تھام رکھا کہ وہ دو ٹکڑے نہیں ہو گیا۔ اس کے بعد وہ عورت گر کر بے ہوش ہو گئی۔

چنانچہ میرے بھتیجے ابو الحواری نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک عبادت گذار لڑکی ہے۔ میں نے کہا، بلاؤ اس کو دیکھیں اس عورت کا کیا قصہ ہے؟ کہتے ہیں کہ وہ لڑکی آئی، اس نے اس کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو دنیا چھوڑ چکی ہے۔ اس نے چیک کیا تو اس کی جیب سے ایک رقعہ لکھا ہوا ملا کہ مجھے میرے کپڑوں میں کفن دے دو۔ اگر میرے لئے میرے رب کے پاس کوئی خیر ہو گی تو وہ بہت جلدی میرے لئے ان سے بہتر بدل دے گا۔ اگر میرے لئے وہاں کوئی چیز نہ ہوئی تو پھر دوری ہے میرے نفس کے لئے اور لعنت ہے۔

ابن الحواری نے کہا کہ وہ ایک مرتبہ آیا تو دیکھا لوگوں نے ایک لڑکی کو گھیرے میں لے رکھا۔ میں نے پوچھا اس لڑکی کا کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا اے ابو الحسن یہ ایسی لڑکی ہے۔ اس پر کوئی چیز ظاہر ہوتی، ہم سمجھتے تھے کہ اس کی عقل خراب ہے، وہ کچھ کھاتی پیتی نہیں تھی اور اپنے پیٹ میں درد کی شکایت کرتی تھی۔ ہم طبیبوں کو لا کر دکھاتے تھے اور وہ کہتی تھی میں چاہتی ہوں کسی بڑے ماہر طبیب کو لاؤ تا کہ میں اپنی تکلیف جو میرے ساتھ ہے میں بتاؤں، ممکن ہے اس کے پاس شاید میری شفا ہو۔

بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ

۹۳۴:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمٰن سلمی نے تفسیر میں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ سے سنا، وہ کہتے ہیں انہوں نے ابو الحسن بن زرعان سے سنا، انہوں نے احمد ابو الحواری سے، وہ کہتے تھے کہ:

ہم لوگ بصرہ کے بعض راستوں پر چل رہے تھے۔ اچانک میں نے ایک چیخ سنی، اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی گر کر بے ہوش ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا، ایک آدمی حاضر القلب تھا (یعنی ذکر کرنے والا صاحب دل تھا) اس نے ایک آدمی سے قرآن کی ایک آیت سنی ہے، لہذا یہ بے ہوش ہو کر گر گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے جسے سن کر یہ شخص بے ہوش گیا ہے؟ بتایا کہ یہ آیت ہے:

الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ (الحدید ۱۶)

کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں۔

ہماری گفتگو کی آواز سنی تو وہ ہوش میں آ گیا اور اس نے یہ اشعار پڑھے:

اما أن للھجران ان یتصرما

وللغصن غصن البان ان یتبسما

وللعاشق الصب الذی ذاب وانحنی

الم یأن ان یبکی علیه ویرحما

(۱)......کیا ابھی تک ہجر کے لئے وقت نہیں آیا؟ کہ وہ عشق و محبت کی آگ بھڑکا دے؟

اور کیا ابھی تک درخت بان کی ٹہنی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ مسکرائے (یعنی اس کے شگوفے پھوٹیں)۔

(۲)......کیا وہ عاشق زار جو محبوب کی محبت میں گھل چکا ہے اور جس کی کمر جھک چکی ہے اس کے لئے وقت نہیں آیا

(۹۳۳)......أخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۱۰/۱۱) من طریق عمرو بن یحیی الأسدی عن أحمد بن أبی الحواری

کہ اس پر رویا جائے اور اس پر ترس کھایا جائے؟

(۳)......میں نے شوق اور عشق کے پانی کے ساتھ اپنی پسلیوں کے درمیان ایک ایسی کتاب لکھی ہے

جو جھوٹ کر سچ دکھانے والے نفس کی تابعداری کی حکایت حال بیان کرتی ہے۔

یہ اشعار کہنے کے بعد وہ ایک دم چلایا اشکال......اشکال......اشکال......کہ مجھے شکلیں دکھائی دے رہی ہیں......مجھے شکلیں دکھائی دے رہی ہیں......مجھے شکلیں نظر آ رہی ہیں......اور پھر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ ہم نے اسے ہلایا تو وہ مر چکا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر رونے والا عابد

۹۳۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوعلی حسین بن صفوان نے ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو محرز ابوھارون ضبی نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

ہمارے پاس کوفے میں ایک آدمی تھا، وہ صبح فرات کے کنارے جا کر دن چڑھے تک روزانہ روتا رہتا، پھر واپس آتا اور کچھ آرام کرتا۔ جب وہ نماز پڑھتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے قیام میں کھڑا رہتا۔ عصر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر روتا رہتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ دریا اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اسی نے اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جاری کیا ہے اور اس کو اپنے بندوں کے رزق کا ذریعہ بنایا ہے۔ جبکہ میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں اور میں اس کے باوجود ڈرتا بھی نہیں ہوں اور نہ ہی اس کی ناراضگی کی امید رکھتا ہوں۔ یہ بات کہنے کے بعد وہ گرا اور مر گیا۔ ابوہارون نے کہا کہ میں اس کے جنازے میں موجود تھا۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو اس وقت موت کی خبر ہوئی ہو مگر وہ اس کے جنازے میں نہ پہنچا ہو۔ یعنی سب لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہنم کے خوف سے موت واقع ہونا

۹۳۶:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابی الدنیا نے، ان کو محمد بن اسحٰق بن حمزہ بخاری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے، ان کو محمد بن مطرف نے ان کو ابوحازم نے، میرا خیال ہے کہ ان کو سہیل بن سعد نے کہ انصار کے ایک جوان کے دل میں جہنم کا خوف بیٹھ گیا تھا۔ جب بھی آگ کا ذکر ہوتا تو وہ رونے لگ جاتا، یہاں تک کہ یہ خوف اس کو گھر میں بند کر دیا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں اس کے پاس تشریف لے گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معانقہ کیا، یعنی گلے ملا اور گر کر مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جهزوا صاحبكم فان الفرق فلذ كبده

اپنے ساتھی کی تجہیز و تکفین کرو، بے شک خوف نے اس کے جگر کو پھاڑ دیا ہے۔

۹۳۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابودنیا نے، ان کو محمد بن اسحاق ثقفی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے بطور املا کے، ان کو محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو

---

(۹۳۶)......أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۲/۴۹۴) وصححه الحاكم وتعقبه الذهبي بقول:

هذا البخاري وأبوه لايدري من هما والخبر شبه موضوع. وانظر الترغيب للأصبهاني (۴۷)

ابوالعباس نے، ان کو احمد بن منصور انصاری نے، ان کو منصور بن عمار نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کیا۔ لہذا میں اس کے بعد کوفے گیا اور کوفے کی گلیوں میں سے ایک گلی میں اترا اور میں ایک اندھیری رات میں باہر نکلا۔ اچانک مجھے ایک چیخنے والی کی چیخ رات کے وقت سنائی دی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا الٰہی تیری عزت کی قسم اور تیرے جلال کی قسم ہے۔ میں نے اپنے گناہ کے ساتھ محض تیری مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بالکل میں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ جب میں نے تیری نافرمانی کی ہے، میں تیرے عذاب سے بھی واقف نہیں تھی۔ لیکن ایک غلطی تھی جو پیش آ گئی تھی۔ میری شقاوت اور بدقسمتی نے میری معاونت کی تھی اور تیری طرف سے میرے گناہ پر ڈلے ہوئے پردے نے مجھے دھوکہ میں ڈالا اور میں نے اپنی پوری کوشش کے ساتھ تیری نافرمانی کر ڈالی اور اپنی جہالت سے تیری مخالفت کر ڈالی۔ مگر اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اور اگر تو مجھ سے اپنی رسی کاٹ دے تو میں کس کی رسی سے جڑوں گا؟ اے میری جوانی...... اے میری جوانی...... جب وہ اپنی یہ بات کہہ کر فارغ ہوا تو میں نے قرآن کے یہ الفاظ زور زور سے پڑھے:

ناراً وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد (التحریم ۶)

آگ ہے اس کا ایندھن لوگ ہیں اور پتھر ہیں اس پر فرشتے ہیں جو انتہائی سخت ہیں۔

اتنے میں، میں نے شدید حرکت یا ہلچل سنی۔ جس کے بعد میں نے دوبارہ کوئی آہٹ یا آواز وغیرہ محسوس نہیں کی۔ میں چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں واپس اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ وہاں جنازہ رکھا ہوا ہے اور بڑی عمر کی ایک بڑھیا ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اس سے میت کا معاملہ دریافت کیا وہ مجھے پہچانتی بھی نہیں تھی۔ وہ بولی کہ رات کو یہاں سے کوئی آدمی گذر رہا تھا، اللہ اس کو جزا نہ دے، مگر وہ جس کا وہ مستحق ہے۔ وہ میرے بیٹے کے پاس سے رات کو گذرا ہے جبکہ میرا بیٹا نماز پڑھ رہا تھا۔ اس آدمی نے ایک آیت پڑھی ہے۔ جب میرے بیٹے نے وہ سنی تو اس کے بعد سے اس کا پتہ پھٹ گیا اور یہ مر گیا۔

لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹے کا ہلاک ہو جانا

۹۳۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ہے ابوشعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا تھا:

اے میرے بیٹے! میں نے تجھے نصیحت کی ہے اور اتنی کی ہے کہ اگر تو پتھر کا ہوتا تو پھٹ پڑتا اور تجھ سے پانی بہنے لگتا۔ وہ ایک دن اسے نصیحت کر رہے تھے کہ یکا یک لڑکے کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

حضرت زرارہ بن ابی اوفی کا نماز میں سورۃ مدثر کی آیت پڑھ کر فوت ہو جانا

۹۳۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو عتاب بن مثنی نے، ان کو بھز بن حکیم نے، انہوں نے کہا حضرت زرارہ بن ابی اوفی نے مسجد بنو قشیر میں ہم لوگوں کی امامت کی اور نماز میں سورۃ مدثر پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ فاذا نقر فی الناقور (مدثر ۸) (قیامت کی ہولنا کی اس وقت شروع ہوگی) جب ناقور اور ناقوس میں پھونک ماری جائے گی۔

---

(۹۳۷)......أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۲/۴۹۴، ۴۹۵) وسكت عليه الحاكم والذهبي.

وأخرجه أبونعيم في الحلية (۹/۳۲۷، ۳۲۸)، (۱۰/۱۸۷ و ۱۸۸) من طريق محمد بن إسحاق الثقفي عن أحمد بن موسى الأنصاري عن منصور. به

یہ پڑھتے ہی مر گئے اور گر گئے۔ میں خود ان کو اٹھانے والوں میں شامل تھا۔

مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور خطابت سے ایک آدمی کی موت واقع ہو جانا

۹۴۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحق نے ان کو خبر دی ہے ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو حصن بن قاسم وراق نے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبدالواحد بن زید کے پاس بیٹھے تھے اور وہ وعظ فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے ان کو مسجد کے کونے سے آواز دی: ابوعبیدہ رک جائیے، آپ نے میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ عبدالواحد نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور اپنا وعظ جاری رکھا۔ وہ آدمی بار بار یہی کہتا رہا۔ اے ابوعبیدہ رک جائیے، آپ نے تو میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ جبکہ عبدالواحد تقریر کرتے رہے، تقریر ختم نہ کی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قسم آدمی کو موت کی سکرات اور خرخراہٹ لاحق ہوگئی اور اس کی روح نکل گئی۔ اللہ کی قسم میں اس دن اس کے جنازے میں حاضر تھا۔ میں نے بصرے میں اس دن سے زیادہ رونے والا کوئی دن نہیں دیکھا۔

حضرت صالح مری کی مجلس میں ابوجہث کی وفات ہو جانا

۹۴۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن محمد صوفی نے مقام مرو میں، ان کو محمد بن یونس قرشی نے، ان کو اسماعیل بن نصر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت صالح مری کی مجلس میں ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ رونے والوں اور جنت کے مشتاقو کو اٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔ لہذا ابوجہث کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے اے صالح آپ یہ آیت پڑھئے:

وقد منا الیٰ ماعملوا من عمل فجعلناه هباءً منثوراً، اصحٰب الجنة یومئذ

خیر مستقر واحسن مقیلاً (الفرقان ۲۳۔۲۴)

ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو عمل انہوں نے کئے تھے۔ ہم ان کو کر دیں اڑتا ہوا

غبار جنت والے اس دن بہتر ہوں گے ٹھکانے اور آرام کے اعتبار سے۔

جب انہوں نے یہ آیت پڑھی تو ابوجہث نے کہا کہ مکرر پڑھئے اے صالح۔ جب وہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ابوجھث مر چکے تھے۔

مجلس وعظ وذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہو جانا

۹۴۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن امیہ قرشی نے مقام ساوہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بتائی ابوالعباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد نے ان کو یحییٰ بن بسطام نے، ان کو ابوطارق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں تین آدمیوں کی موت میں حاضر رہا ہوں جو مجلس ذکر میں فوت ہو گئے تھے، حالانکہ وہ تندرست تھے، خود اپنے پیروں پر چل کر مجلس میں آئے تھے۔ جبکہ ان کے پیٹ میں عشق الٰہی کے زخم تھے۔ جب انہوں نے وعظ وتقریر سنی تو ان کے دل پھٹ گئے اور وہ انتقال کر گئے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابوطارق سے پوچھا کیا تینوں آدمی اکٹھے فوت ہو گئے تھے؟ کہا کہ نہیں، بلکہ الگ الگ فوت ہوئے تھے۔ ایک آدمی کی مجلس میں یا دو آدمیوں کی مجلس میں۔

حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہو جانا

۹۴۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو ساجی نے، ان کو ا[illegible] بن یحییٰ صولی نے، ان کو جعفر بن محمد

(۹۴۰)......أخرجه أبو نعيم في الحلية (۶/۱۵۹، ۱۶۰) من طريق محمد بن يحيى عن عمار بن عثمان الحلبي. به.

بن عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو ان کے دادا عبید اللہ بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں علی بن صالح کے سامنے تلاوت کر رہا تھا، جب میں اس آیت پر پہنچا:

فلا تعجل علیھم (مریم ۸۴)

نہ جلدی کر ان پر۔

تو حسن بن صالح گر گئے اور اس طرح آواز کرنے لگے جیسے بیل کو ذبح کرتے وقت نکلتی ہے۔ چنانچہ علی ان کی طرف اٹھے، اسے اٹھایا اور چہرہ صاف کیا اور ان پر پانی کے چھینٹے دیئے اور ان کو اپنے ساتھ سہارا دیا۔

۹۴۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابو علی حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد قرشی نے، ان کو قریش کے ایک آدمی نے کہا کہ وہ طلحہ بن عبد اللہ کی اولاد میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں:

توبہ بن صمہ بڑے نرم دل آدمی تھے، وہ اپنے نفس کا خوب محاسبہ بھی کرتے تھے۔ جب وہ ساٹھ برس کے ہو گئے تو انہوں نے ساٹھ سال کے دنوں کا حساب لگایا تو ان کی تعداد اکیس ہزار پانچ سو کی تعداد بنی۔ لہٰذا انہوں نے چیخ ماری اور کہنے لگے: ہے مصیبت بادشاہ نے اکیس ہزار گناہ ڈال دیئے ہیں؟ کیسے ہوگا جب ایک دن میں دس ہزار گناہ ہوں، اس کے بعد وہ گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب دیکھا تو مر چکا تھا۔ لوگوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا: اے وہ شخص تیرا جنت الفردوس میں انتظار ہو رہا تھا۔

صفوان کا خفیہ مقام پر رونا

۹۴۵:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلّٰی بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ صفوان کا ایک پوشیدہ مقام تھا، جس میں وہ رویا کرتے تھے۔

خوف خدا اور عجز وانکساری کی ایک مثال

۹۴۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے کہ انہوں نے ابوبکر بن عباس سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں ابو حصین کے ہاں گیا، میں ان کی مزاج پرسی کرنے گیا تھا، وہ یوں بیٹھے تھے اور ابوبکر نے اپنا سر جھکا لیا، یہاں تک کہ اس کو دونوں گھٹنوں کے درمیان کر لیا، جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ (اس کی کیفیت ایسی تھی کہ) اگر آپ اسے دیکھتے تو آپ کو ان پر رحم آتا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وما ظلمناھم ولکن کانوا ھم الظالمین (زخرف ۷۶)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ظلم کرنے والے ہیں۔

وما ظلمناھم ولکن ظلموا انفسھم (ھود ۱۰۱)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔

---

(۹۴۴)......أخرجه المصنف من طريق ابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۷۶)

(۹۴۵)......أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۲۱۴) وابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۱۳۴) عن صفوان بن محرز.

(۹۴۶)......أبو حصين هو : عثمان بن عاصم بن حصين الأسدي الكوفي.

عبدالعزیز بن ابوداؤد نے چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا

۹۴۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوحفص عمر بن خضر نے کہ مکرمہ میں ان کو ھشام بن محمد بن قرّہ نے، ان کو ابوبشر دولابی نے، ان کو ابو محمد بن عبداللہ بن خبیق انطاکی نے، انہوں نے سنا یوسف بن اسباط سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عبدالعزیز بن ابوداؤد چالیس سال تک اس طرح رہے کہ انہوں نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

۹۴۸:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو حسین بن منصور نے، ان کو حفص بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ میں مسعر بن کدام کے پاس آیا تا کہ وہ مجھے حدیث بیان کرے۔ وہ ایسا آدمی تھا جیسے کہ وہ قبر کے کنارے بیٹھا ہے تا کہ اس میں پہنچ جائے اور دوسری بار یوں کہا کہ جہنم کے کنارے بیٹھا ہے تا کہ اس میں ڈال دیا جائے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر سفیان ثوری کو پیشاب میں خون آ جاتا تھا

۹۴۹:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو ابوھشام رفائی نے، کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن یمان سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ مجھے بنی زرارہ کے ایک پہاڑ کے قریب سفیان ثوری ملے اور فرمایا کہ اگر میں دیکھوں کہ کوئی ایسی بات ہے جس کا مجھے امر کرنا ہے یا کسی بات سے منع کرنا ہے پھر میں وہ امر یا نہی نہ کرسکوں تو میرے پیشاب میں خون آنے لگتا ہے۔

آخرت کے خوف سے خونی پیشاب آنا

۹۵۰:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن جعفر بن یزید آدمی قاری نے بغداد میں، ان کو ابوالعیناء محمد بن قاسم نے، انہوں نے عبداللہ بن خبیق سے، وہ کہتے ہیں کہ یوسف بن اسباط نے کہا کہ حضرت سفیان ثوری جب آخرت کا ذکر کرنا شروع ہوتے تو ان کو خونی پیشاب آنے لگ جاتا۔

۹۵۱:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو منصور محمد بن احمد بن بشر صوفی نے، ان کو محمد بن عمر بن نضر حرسی نے، ان کو ایوب بن حسن فقیہ نے، ان کو علی بن عثام عامری نے، ان کو یحییٰ بن یمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے کہ میں نے پورا پورا اللہ کا ڈر خوف رکھا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھ سے تخفیف اور آسانی کردے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۲:......علی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے داؤد بن یحییٰ بن یمان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہوں اور میں اپنے لئے تعجب کرتا ہوں کہ میں کیسے مروں گا اور میرا اس وقت کیا حال ہوگا؟ مگر یہ کہ میرے لئے ایک

---

(۹۴۷)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۸/۱۹۱) من طريق إبراهيم بن محمد بن الحسن عن عبدالله بن خبيق. به.

(۹۴۸)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۷/۲۱۲) من طريق قطن بن إبراهيم عن حفص بن عبدالرحمن. به.

(۹۴۹)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۷/۲۴) من طريق داود بن يحيى بن يمان عن يحيى بن يمان بلفظ.

"إني لأهتم فأبول الدم"

(۹۵۰)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۷/۲۳) من طريق عبدالرحمن بن عفان عن يوسف بن أسباط. به بلفظ.

كان سفيان من شدة تفكره يبول الدم.

عظمت ملنے کا مرتبہ ہے، میں اس تک پہنچنے والا ہوں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو عبداللہ بن سلمہ مؤدب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو علی بن عثام نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری رو پڑے۔ پھر بولے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بندہ یایوں کہا کہ آدمی کا جب نفاق مکمل ہو جاتا ہے تو اس کو اپنی آنکھوں پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی دل سخت ہو جاتا ہے۔ (وہ بے اختیار رو نہیں سکتا۔) یہ کہہ کر وہ خود بے اختیار رو پڑے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا خوف خدا

۹۵۴:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو جعفر بن احمد شاماتی نے، ان کو مھنأ بن یحیٰی شامی نے، ان کو زید بن ابوزرقاء نے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پسینہ ایک حکیم کے پاس لے جایا گیا ان کی بیماری میں۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ ایسے آدمی کا پانی ہے جس کے اندر کو خوف نے جلا دیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۵۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو محمد بن عبداللہ حضرمی نے، ان کو محمد بن یزید رفاعی نے، ان کو یزید بن ھارون نے ان کو عمر بن حمزہ نے...... یہ سفیان ثوری کے بھانجے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب مشہور طبیب دیرانی کے پاس دکھانے کے لئے لے کر گیا۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ یکسو ہونے والے یا پکے مسلمان کا پیشاب ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں اللہ کی قسم ان میں سے بہترین کا اور آپ تو اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر نہیں جاتے تھے۔ طبیب نے کہا میں تمہارے ساتھ ان کو دیکھنے چلا چلوں گا۔ میں نے آکر سفیان ثوری کو بتایا کہ حکیم صاحب آپ کے پاس خود آئیں گے۔ وہ آئے، انہوں نے آپ کے پسینے کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ یہ ایسا آدمی ہے جس کے جگر کو حزن وغم نے کاٹ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عباد

۹۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن نے، ان کو ھیثم بن جمیل نے، ان کو سفیان ثوری کے بھتیجے نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

جب سفیان ثوری نے کثرت سے عبادت کی تو بیمار ہو گئے۔ ہم لوگ ان کا پیشاب طبیبوں کے پاس لے جاتے تھے، مگر وہ یہ نہیں سمجھ پاتے تھے کہ اسے کیا تکلیف ہے۔ یہاں تک کہ ہم ان کا پیشاب ایک راھب کے پاس لے گئے جو کہ حیرہ کے محلّہ میں رہتا تھا۔ اس نے جب پیشاب دیکھا تو یہ کہا کہ اس بندے کو کوئی مرض نہیں ہے۔ اس کو جو تکلیف ہے وہ کوئی خوف ہے یا اس جیسی کوئی چیز ہے۔

---

(۹۵۳)......علی بن عثام هو : ابن علی العامری الکلابی الکوفی أبوالحسن روی عن سفیان بن عیینة.

(۹۵۵)......أخرجه أبونعیم فی الحلیة (۲۳/۷) من طریق یزید بن هارون العکلی. به.

تنبیه : فی الحلیة (علی بن حمزة) بدلاً من (عمرو بن حمزة)

(۹۵۶)......الهیثم بن جمیل هو البغدادی أبوسهل الحافظ روی عنه الحسین بن الحسین بن الحسن المروزی.

حازم بن ولید کی عبادت

۹۵۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو ضمرہ نے، ان کو رجاء بن ابی سلمہ نے، ان کو رشید بن خباب نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

حازم بن ولید بن زجیر ازدی بیمار ہوگئے تھے، میں ان کے لئے طبیب کو بلا کر لے آیا۔ اس کو دیکھ جب وہ نکلا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اس نے بتایا کہ تمہارے اس مریض کو کچھ بھی نہیں ہے، سوائے حزن وغم کے۔ جب میں واپس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ طبیب نے کہا ہے کہ تمہارے آدمی کو کوئی مرض نہیں ہے، صرف غم ہے۔ حازم نے فرمایا کہ طبیب نے سچ کہا ہے، میں نے قیامت کے کئی موقف یاد کئے تھے، لہذا میرا دل گھبرایا گیا ہے۔

وسیم بلخی کا خوف آخرت

۹۵۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو احمد بن حداس نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں وسیم بلخی کے پاس بیٹھتا تھا اور وہ نابینا تھے اور وہ حدیث بھی بیان کرتے تھے اور کہتے تھے او وہ قبر اور اس کا اندھیرا اور لحد اور اس کی تنگی۔ میں کیسے کروں گا۔ اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اس کے بعد ٹھیک ہوگئے اور باتیں کرنے لگے۔ کئی بار ایسا کیا اور پھر اس کے بعد اٹھ گئے۔

شیخ اوزاعی کا قول

۹۵۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اوزاعی نے، وہ کہتے تھے:

جب جہنم کا تذکرہ ہو جائے تو جو رونے والا ہے! اسے رونا چاہیئے۔

آمنہ بنت مورع کا خوف

۹۶۰:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابوعثمان سعید بن عثمان نے، ان کو ریاح بن جراح موصلی نے، کہتے ہیں کہ آمنہ بنت مورع بہت ڈرنے والوں میں سے تھیں۔ وہ ایسی تھیں کہ جب جہنم کا تذکرہ ہوتا تو وہ یہ کہتیں:

وہ آگ میں داخل کئے گئے اور آگ کھائی اور آگ کو پیا اور آگ میں زندگی گذار دی۔ اس کے بعد وہ رو پڑتیں۔ اور اس کا رونا اس سے زیادہ طویل ہوتا۔ کہتے ہیں کہ جب آگ کا ذکر ہوتا اور اہل جہنم کا ذکر ہوتا تو وہ خود بھی روتیں اور دوسری کو بھی رولاتی۔ میں نے اس سے بڑھ کر زیادہ خوف والا کوئی نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ رونے والا کسی کو دیکھا۔

بعض عابدوں کا قول

۹۶۱:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابوعثمان سعید بن عثمان نے، انہوں نے سنا سری سقطی سے، کہتے تھے کہ میں نے بعض عابدوں سے کہا، وہ کونسی چیز ہے جس نے عابدوں کو کھڑا کیا ہے اور ان کو ڈرایا ہے؟

انہوں نے فرمایا:

اللہ کے آگے پیشی کے لئے کھڑے ہونے کا ذکر اور حساب کا خوف۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اے ابوالحسن عابدوں اور زاہدوں اور خدام کے بدن خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے کمزور اور مضمحل کیوں نہیں ہوتے؟ حالانکہ قیامت ان کے آگے ہے اور ان کے لئے قیامت کے دن وہ پھھ ہے جو کچھ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے زور سے چیخ ماری جس سے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد کہا کہ اے ابوالحسن اس موقف اور پیشی میں میرا کون ہوگا؟ اور کون ہوگا میری حسرت اور میری لذت کے لئے؟ کون ہوگا میری بھوک کے لئے اور میری پیاس کے لئے؟ اس کے بعد کہا میں آپ کی طرف متوجہ ہوں اے ابوالحسن آپ نے مجھے ساکن اور ٹھہرے ہوئے متحرک کر دیا ہے اور میرے چھپے ہوئے غم کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ چیخا اور بولا۔ اے اس کے دو موقف ہیں۔ اس کا تھک جانا اور پچھتانا۔ ہے اس کی پیٹھ کو بوجھ، خواہ گناہوں کو اٹھائے یا مظالم کو اور خطا کو یا خواہ عیبوں کے میل۔ اس کے بعد وہ اس کے اٹھانے...... او وہ اس کے ذکر سے...... او وہ اس کے بوجھ سے...... او وہ اس کے ساتھ میرے نفس کے خلاف میرے اقرار سے...... اس کے بعد اس نے انا اللہ پڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار کہاں ہے آپ کا خوبصورت قدیم پردہ؟ کہاں ہے تیرا حوصلہ سیدی؟ کہاں ہے تیرا درگذر کرنا سیدی؟ کہاں ہے تیرا فضل جس پر تیرے بندے اعتماد کرتے ہیں سیدی؟ پس مجھے تو بچا لے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے سلامتی دے دے۔ اس کے بعد وہ رو پڑا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ رلایا۔ میں تو اسے روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا۔ حالانکہ وہ رو رہا تھا، غمگین تھا، گھبرائے ہوئے دل والا تھا، لہٰذا میں اس سے چلا گیا۔

شیخ مطرف کا قول

۹۶۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو مھدی بن میمون نے، ان کو غیلان نے، وہ کہتے ہیں کہ مطرف نے کہا: البتہ تحقیق قریب ہے کہ جہنم کا خوف حائل ہو جائے میرے درمیان اور میرے جنت کے سوال کے درمیان۔

کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں

۹۶۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، انہوں نے ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن شاذان عبداللہ سے، انہوں نے علی بن سلمۃ لبقی سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ:

لوگوں میں کمتر گناہ والے اپنے رب سے زیادہ ڈرتے ہیں، اس لئے کہ وہ لوگ سب سے زیادہ صاف دل والے ہوتے ہیں۔

۹۶۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد بن ابی حامد مقری نے، دونوں کو ابوالعباس اصم نے، ان کو خضر بن ریان نے، ان کو یسار نے، ان کو جعفر نے، انہوں نے سنا مالک سے، وہ کہتے تھے:

اے وہ لوگو مومن کی مثال سوئی زدہ بکری جیسی ہے جو سوئی کو کھا جاتی نہ تو وہ چارا کھا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی بیماری ختم ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ مومن کو آگے کا غم لگا رہتا ہے۔

---

(۹۶۲)...... أخرجه أحمد بن حنبل فی الزهد (ص ۱۹۳ / دار الفکر الجامعی) وأبونعیم فی الحلیة (۲۰۲/۲) من طریق المعلی بن زیاد قال کان إخوان مطرف عنده فخاضوا فی ذکر الجنة فقال مطرف : لاأدری ماتقولون حال ذکر النار بینی وبین الجنة.

(۹۶۴)...... أخرجه أبونعیم فی الحلیة (۳۷۷/۲) من طریق عبدالله بن أبی زیاد عن سیار. به. وفی الحلیة (إبرة) وبالهامش (وبرها) بدلاً من (برہ)

فضیل بن عیاضؒ کا خوف خدا سے رونا

۹۶۵:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ بن ابراہیم نے، ان کو ابویحییٰ زکریا بن داؤد خفاف نے، ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیساپور میں، ان کو یحییٰ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں زافر بن سلیمان کے ساتھ کوفے میں حضرت فضیل بن عیاض کے پاس گیا۔ وہاں فضیل اور ان کے ساتھ کوئی اور شیخ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ زافران کے پاس اندر چلے گئے اور مجھے دروازے پر بیٹھا کر گئے۔ زافر کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض میری طرف دیکھنے لگ گئے، اس کے بعد کہنے لگے اے ابوسلیمان، یہ ہیں اصحاب حدیث، ان کے ہاں قربِ اسناد سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا میں آپ کو ایک ایسی اسناد کے بارے میں نہ خبر دوں جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (اس لئے کہ اس میں کوئی رجال ہی نہیں ہے بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد (التحریم ۶)

پوری آیت پڑھی۔

میں اور آپ اے سلیمان ان لوگوں میں سے ہیں۔ یہ کہا اس کے بعد ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور دوسرے شیخ پر بھی۔ اور زافر دونوں کا یہ منظر دیکھنے لگا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد فضیل نے حرکت کی، لہٰذا زافر باہر نکل آئے اور میں بھی چلا آیا۔ ابھی تک شیخ بے ہوش ہی تھا۔

عامر بن عبداللہؒ کی دعا کی قبولیت

۹۶۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضیل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبداللہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کے لئے سردیوں کے موسم میں وضو کرنے کو آسان بنادے۔ (ماشاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی) کہ جب ان کے لئے وضو کا پانی لایا جاتا تو اس میں سے گرم بخارات اڑ رہے ہوتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ ان کے دل سے عورتوں کی شہوت ورغبت نکال دے۔ (ماشاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ) انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان سے کوئی مرد ملا ہے یا کوئی عورت ملی ہے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ نماز میں اللہ تعالیٰ شیطان کے اور ان کے درمیان حائل ہوجائیں، اس پر وہ قادر نہ ہوسکے تھے۔ اور جب وہ جہاد کر رہے ہوتے تو ان سے اگر یہ کہا جاتا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس گھاٹی میں آپ کے اوپر کوئی شیر حملہ نہ کرے تو وہ یہ جواب دیتے کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈروں۔

علی بن فضیلؒ کی موت

۹۶۷:......ہمیں خبر دی ہے ابونصر قتادہ نے، ان کو ابوحامد احمد بن حسین ھمدانی نے جو کہ بلخ میں قاضی تھے بطور املا کے ان کو ابوبکر انباری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حماد بن حسن مھشلی وراق نے، ان کو محمد بن بشر مکی نے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن علی بن فضیل کے ساتھ گذر رہے تھے لہٰذا ہم لوگ بنو حارث مخزومی کی مجلس کے پاس سے گذرے۔ وہاں ایک استاذ بچوں کو پڑھا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ:

ليجزى الذين اساء وا بما عملوا ويجزى الذين احسنوا بالحسنىٰ (النجم ۳۱)

تا کہ جزا دے ان لوگوں کو جنہوں نے برائی کی ان کے عمل کی جزا۔ اور تا کہ ان لوگوں کو جنت کی جزا دے جنہوں نے نیکی کی۔

یہ سن کر ابن فضیل نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے اور گر گئے۔ چنانچہ حضرت فضیل آئے اور فرمانے لگے میرے باپ قربان، یہ

(۹۶۶)......عمرو بن عاصم هو : ابن عبيدالله بن الوازع الكلابي القيسي أبوعثمان البصري من رجال التهذيب.

(۹۶۷)......علي بن الفضيل هو ابن عياض له ترجمة في الحلية (۸/۲۹۷)

قران کا مقتول ہے۔ (قتیل القرآن) اس نے اسے اٹھایا۔ مجھے بعض ان لوگوں نے حدیث بیان کی ہے کہ جنہوں نے اس کو اٹھایا تھا کہ ان کو فضیل نے خبر دی ہے کہ ان کے اس بیٹے علی نے اس دن ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں نہیں پڑھی تھیں۔ یعنی طویل بے ہوشی کے بعد رات کے دوران ہی ہوش میں آ گئے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۶۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو عبداللہ بن محمد رازی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن ابوحسان الخاطی نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو جعفر بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بیٹے علی کی موت کا سبب کیا ہوا؟ بولے کہ انہوں نے اپنے حجرے میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے رات گذاری تھی، صبح کی تو اپنے حجرے میں مرے ہوئے پڑے تھے۔

زید بن وہب کا قول

۹۶۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن اور ابوسعید بن ابوعمر نے، ان سب کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے، ان کو عباد بن موسیٰ نے، ان کو ابواسماعیل مؤدب نے، ان کو اعمش نے، ان کو زید بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جہاد کیا، چنانچہ ہم کچھ گھاٹیوں کے ساتھ ایک ڈرانے مقام سے گذرے۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے گھوڑے۔ کے پاس سو رہا ہے۔ ہم نے کہا اے اللہ کا بندے، تجھے کیا ہوا؟ بولا کہ مجھے کیا ہوا؟ ہم نے کہا کہ آپ ایسی خطرناک جگہ سوئے ہوئے ہیں؟ بولا کہ مجھے شرم آتی ہے اپنے رب سے کہ وہ یہ جان لے کہ میں اس کے سوا کسی شے سے ڈرتا ہوں۔

۹۷۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسحٰق بن احمد کارزی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو سفیان بن وکیع نے، ان کو ابوبکر نے، یعنی ابن عیاش نے، ان کو اعمش نے، ان کو زید بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ:

ہم لوگ ایک جہادی مہم میں نکلے، یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک گھاٹی میں ایک آدمی سر منہ ڈھکے سو رہا ہے۔ ہم نے اس کو جگایا۔ ہم نے اس سے کہا کہ آپ خوفناک جگہ پر ہیں کیا آپ کو اس جگہ سے ڈر نہیں لگتا۔ اس نے سر منہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا کہ مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میرا خدا مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈر رہا ہوں۔

اس کو ابومعاویہ نے اعمش سے روایت کیا ہے، ان کو شقیق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ڈراؤنی رات میں نکلے، یکا یک ہمارا ایک آدمی کے ساتھ گذر ہوا جو ایک گھاٹی میں سویا ہوا تھا۔ اس نے اپنا گھوڑا باندھ رکھا تھا جو کہ اس کے سر کے پاس چر رہا تھا۔ ہم نے اسے جگایا اور اس سے کہا کہ آپ ایسی خطرناک جگہ پر سو رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے حیا آتی ہے عرش والے سے کہ وہ یہ دیکھے کہ میں اس کے سوا کسی اور شے سے بھی ڈرتا ہوں۔

۹۷۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن اسحٰق نے، ان کو ابومحمد یحییٰ بن منصور حاکم نے لکھوا کر، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو محمد بن مثنی نے، ان کو ابومعاویہ نے، ان کو اعمش نے شقیق سے، پھر مذکورہ بات کو نقل کیا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۷۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے اور میں نے اس کو انہیں کی اپنی تحریر میں پڑھا ہے جو اس کو محمد بن عبدالوہاب نے اجازت دی تھی۔ علی بن عثام نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا تھا کہ:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈراتے ہیں اور جو شخص اللہ سے نہیں ڈرتا وہ ہر شے سے ڈرتا ہے۔

---

(۹۷۰)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۴/ ۱۷۱) من طريق عبدالله بن أحمد بن حنبل. به.

فضیل بن عیاضؒ کا قول

۹۷۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد نے، ان کو احمد بن محمد بن مسروق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری ابن مغلس سے سنا، اس نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاتا اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو کوئی ایک بھی فائدہ نہیں دیتا۔

فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد

۹۷۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حمدان ھمدانی نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو عمران بن موسیٰ طوسی نے، ان کو فیض بن اسحٰق رقی نے، وہ کہتے ہیں فضیل بن عیاض نے فرمایا تھا:

اگر آپ اللہ سے ڈرتے رہیں گے تو آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ غیر اللہ سے ڈریں گے تو آپ کوئی بھی فائدہ نہیں دے گا۔

۹۷۴:......مکرر۔ اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ ہے کہتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے کسی شے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شے ڈرتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے وہ ہر شے سے ڈرتا ہے۔

اور یہی الفاظ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ مگر اس کی اسناد مجہول ہے۔

ابوعمرو دمشقی کا قول

۹۷۵:......میں نے سنا ابوعبدالرحمٰن سلمی سے، انہوں نے ابوالحسین فارسی سے، کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا احمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں سنا ابوالخیر دیلمی سے، وہ کہتے تھے کہ ابوعمرو دمشقی نے فرمایا تھا:

اللہ سے ڈرنے کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے ساتھ کسی ایک سے بھی نہ ڈریں۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول

۹۷۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوسعید مالینی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن نے، ان کو ابوالعباس بن حکمویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ رازی سے، وہ فرماتے تھے کہ:

آپ کو جس قدر اللہ سے محبت ہوتی ہے اسی قدر مخلوق آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور جس قدر آپ کو اللہ کا خوف ہوتا ہے اسی قدر مخلوق آپ سے ڈرتی ہے اور آپ جس قدر اللہ کے حکم میں مشغول ہوتے ہیں، اسی قدر مخلوق آپ کے کام میں مشغول رہتی ہے۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا

۹۷۷:......ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو مغیرہ بن حکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبدالملک نے کہا (یعنی عمر بن عبدالعزیز کی زوجہ نے) اے مغیرہ لوگوں میں ایسے

---

(۹۷۳)......أبونعيم في الحلية (۸/۸۸) من طريق إسحاق بن إبراهيم الطبري عن الفضيل بن عياض.

(۹۷۵)......أخرجه المصنف من طريق السلمي في طبقات الصوفية (ص ۲۷۹)

(۹۷۷)......أخرجه أبونعيم في الحلية (۲۶۰/۵) من طريق عبدالله بن المبارك عن جرير بن حازم. به.ئ

لوگ تو ہوں گے جن کا نماز روزہ عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہوگا۔ مگر میں نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے جو عمر بن عبدالعزیز کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہوں کہ وہ اللہ کا بندہ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو مسجد میں بیٹھ جاتا اور اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا لیتا۔ مسلسل روتا رہتا۔ یہاں تک کہ روتے روتے اس پر نیند غالب آ جاتی۔ پھر جب بیدار ہوتا تو پھر برابر ہاتھ اٹھائے رکھتا اور روتے رہتے...... روتے رہتے...... پھر نیند غالب آ جاتی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر رونا

۹۷۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، ان کو عبداللہ ابن مبارک نے، ان کو محمد بن ابی حمید مدنی نے، ان کو ابراہیم بن عبید بن رفاعہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور محمد بن قیس کے پاس تھا جو کہ ان کو حدیث بیان کر رہے تھے اور میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں روتے روتے مل گئی تھیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا رونا

۹۷۹:...... فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن عثمان نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو میمون بن مہران نے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چقندر کا سالن اور روٹیاں پیش کی گئیں۔ انہوں نے کھایا۔ اس کے بعد وہ بستر پر لیٹ گئے اور اپنے منہ پر چادر ڈال لی اور رونے لگ گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے: بندہ ست، پیٹو پیٹ بھر لیتا ہے اور اللہ پر امید باندھ لیتا ہے صالحین کے مراتب کی۔

۹۸۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد سکری نے بغداد میں، ان کو ابوبکر شافعی نے، ان کو جعفر بن محمد بن ازہر نے مفضل نے غسان غلابی نے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے اس شعر کی وجہ سے آنسو خشک نہیں ہوتے تھے:

لاخير في عيش امرء لم يكن له   من الله في دار القرار نصيب

ایسے آدمی کی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

علاء بن زیاد کا قول

۹۸۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین علی بن محمد بن بشران نے، ان کو ابو عمرو سماک نے، ان کو حنبل بن اسحٰق نے، ان کو عفان نے، ان کو ھمام نے، ان کو قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علاء بن زیاد نے کہا کہ:

ہم لوگوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے کہ ہم نے اپنے نفسوں کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ اس میں سے نکال لے۔

مورقؒ کا قول

۹۸۲:...... فرماتے ہیں کہ مورق نے کہا تھا کہ موت کے لئے مجھے کوئی مثال نہیں ملی۔ مگر اس آدمی کی مثال جو ایک تختے پر سمندر میں تیر رہا ہو اور وہ کہتا ہو یا رب! شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دے۔

۹۸۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن یزید کوفی نے، ان کو سعید بن عبداللہ بن ربیع بن خثیم نے اپنی پھوپھی جان سے کہ:

میں اپنے والد سے کہتی تھی کہ اے ابا کیا آپ سوتے نہیں ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ اے بیٹی وہ شخص کیسے سو سکتا ہے جو اچانک حملے سے ڈر رہا ہو۔

---

(۹۷۹)......اخرجه أبونعيم في الحلية (۵/۲۸۷) من طريق المفضل بن يونس عن عمرو و من طريق الثوری عن عمر بنحوه.

(۹۸۱)......اخرجه أبونعيم في الحلية (۲/۲۴۵) من طريق عبدالصمد عن همام. به.

(۹۸۲)......اخرجه أبونعيم في الحلية (۲/۲۳۵) من طريق أبي بكر بن أبي شيبة عن عفان. به.

(رات کواچانک عذاب سے)۔

۹۸۴:......ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ،ان کوابواحمد حسین بن علی نے ،ان کوالقاسم بغوی نے ،ان کواحمد بن حنبل نے ،ان کوسیار بن حاتم نے ،ان کوجعفر بن سلیمان نے ،ان کو مالک بن دینار نے ،وہ فرماتے ہیں کہ ربیع بن خثیم کی بیٹی نے کہا کہ اے اباجان میں دیکھتی ہوں کہ لوگ سور ہے ہیں اور آپ جاگ رہے ہیں۔فرمایا: اے بیٹی بے شک تیرا باپ ناگہانی عذاب سے ڈرتا ہے جواچانک رات کوآ جائے۔

ذ النون مصری کا قول

۹۸۵:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کوحسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سناابوعثمان حناط سے ،وہ کہتے ہیں میں نے سناذوالنون مصری سے ،ایک آدمی نے ان کی طرف نیند نہ آنے کی شکایت کی۔لہذاان سے کہااگر آپ رات کواچانک آنے والے عذاب سے ڈرتے تو آپ کے اوپر نینداور رات کا آرام کرنا غالب نہ آتا۔اس کے بعد ذوالنون مصری نے شعر کہے ،جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مولا کی طاعت کی قسم کھالے اور اس کی طاعت کے لئے فاقہ مستی کا پردہ اوڑھ لے ،وہ تیری اس کوشش اور اہتمام کا استقبال کرے گا اپنی رضامندی کے ساتھ۔وہ اس کی بدولت تجھے نیکوں کے مراتب تک پہنچادے گا۔

حضرت ذوالنون مصری کا قول

۹۸۵:......یہ مکرر ہے۔مذکورہ اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا،وہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں خوف کی نشانیوں میں سے ہیں۔عذاب کی دھمکیوں کو دیکھ کر شبہات سے پرہیز کرنا ذات باری کو دیکھنے والی عظیم نظر کو زیر غور لاکر زبان کی حفاظت کرنا۔بلند حوصلہ ذات کے غضب سے ڈرتے ہوئے سدا مغموم رہنا۔

ابوالفتح بغدادی کا واقعہ

۹۸۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحق نے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالفتح بغدادی سے سنا جو کہ جعفر بن محمد بن نصیر صوفی کے اصحاب میں سے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے مسجد شونیزیہ میں ایک رات گذاری ،مجھے نیند نے پریشان کیا۔لہذا میں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی مگر شکل نہیں دیکھی:

کیف تنام العین وھی قریرۃ ولم تدر فی ای المحلین تنزل

وہ آنکھ کیسے سوسکتی ہے جوخوش تو ہے لیکن یہ نہیں جانتی کہ دوٹھکانوں میں سے کس ٹھکانے پراتاری جائیں گی۔

لہذا یہ آواز سن کر مجھ سے نیند اڑ گئی۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۸۷:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کوخبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس عنزی نے ،ان کوعثمان بن سعید دارمی نے ،وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنانعیم بن حماد سے ،وہ فرماتے تھے کہ:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جس وقت کتاب الرقاق پڑھتے تو ایسے ہوجاتے جیسے بیل ذبح کیا ہوا یا گائے ذبح کی ہوئی۔رونے کی وجہ سے ہم میں سے کوئی بھی اس بات کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ ان کے قریب ہو یا ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے۔مگر اس کو دفع کردیتے تھے۔

---

(۹۸۴)......اخرجه أبونعيم فى الحلية (۲/۱۱۴) من طريق سليمان عن مالك بن دينار. به.

(۹۸۵) مكرر. اخرجه أبونعيم فى الحلية (۹/۳۶۱) من طريق أبى عثمان. به.

(۹۸۷)......اخرجه ابن الجوزى فى صفة الصفوة (۴/۱۱۲)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا واقعہ

۹۸۸:......ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر جراحی نے، ان کو یحییٰ بن ساسویہ نے، ان کو عبدالکریم سکری نے، ان کو وھب بن زمعہ نے، ان کو خبر دی ابواسحاق بن اشعث نے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تھے اور وہ گھبرا گئے، یہاں تک کہ لوگوں نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھا اور پریشان دیکھا۔ لہٰذا ان سے کہا گیا کہ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ نہیں ہے اور آپ اس قدر گھبرا رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا ہوں اور میں ایسی حالت میں ہوں جس کو میں پسند نہیں کرتا۔

۹۸۹:......ابواسحاق نے کہا کہ ایک دن فضیل بن عیاض نے کہا اور عبداللہ کا ذکر کیا اور کہا کہ بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد

۹۹۰:......ابواسحٰق نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ دو آدمی میں سے ایک اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور دوسرا اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو دونوں میں سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

عبداللہ بن مبارک کا قول

۹۹۱:......حضرت وھب کہتے ہیں کہ مجھے ابوخزیمہ عابد نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے۔ وہ غم کی وجہ سے اپنے بستر پر لوٹنے لگے۔ میں نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن یہ کیا بات ہے۔ آپ صبر کیجئے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی گرفت پر کون صبر کرے گا۔ اس لئے کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا خوف خدا

۹۹۲:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سنا ابوعبداللہ محمد بن عباس سے، ان کو احمد بن محمد بن سعید حافظ نے، ان کو ابوجعفر شامی نے، ان کو عبداللہ بن عاصم زہری نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک کے پاس ایک شیخ آیا، انہوں نے ان کو ایک گدے پر جو کھردار اور ٹاکی یا پیوند لگا ہوا تھا بیٹھے دیکھا، کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان کو کچھ کہوں، مگر میں نے جب ان کے ساتھ خوف خدا کی کیفیت دیکھی تو مجھے ان پر ترس آ گیا۔ بس اچانک وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱)......**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم** (النور۳۰) اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں جھکا لیں۔

ابن مبارک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ ہم عورت کے حسن کے مقامات کو دیکھیں تو وہ اس شخص سے کیسے راضی رہ سکتا ہے جو اس کے ساتھ زنا کرے۔

(۲)......اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ویل للمطففین (المطففین ۱) بڑی خرابی کم تولنے والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہلاکت اور بڑی خرابی بتائی ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ یا تول میں کمی کرتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ یہ تنبیہ تو دوسرے کا کچھ حق مارنے پر کی گئی ہے، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو لوگوں کا پورا پورا مال ہڑپ کر جاتے ہیں؟

(۳)......اللہ تعالیٰ کا اور ارشاد ہے:

ولا یغتب بعضکم بعضاً (الحجرات ۱۲) بعض تمہارا بعض کی غیبت نہ کرے۔

اور اسی کی مثل دیگر ممنوعہ باتیں بھی ہیں۔غور فرمائیے کہ یہ انتباہ تو غیبت کے بارے میں ہے، اس کا کیا حال ہوگا جو سرے سے انسان کو قتل کر دے۔خلاصہ یہ کہ جو رب عورتوں کے (جو نکاح میں نہیں) حسن نہیں دیکھنے دیتا وہ زنا کیونکر کرنے دے گا۔ جو رب حقوق العباد میں، ناپ تول میں کمی نہیں کرنے دیتا وہ چوری، ڈاکے سے پورا مال کیسے کھانے دے گا۔ جو مالک ایک دوسرے کی غیبت کرنا برداشت نہیں کرتا وہ ایک دوسرے کو قتل کرنا کیسے برداشت کرے گا۔(مترجم)

عبداللہ بن مبارک کی یہ تقریر سن کر شیخ کہتے ہیں مجھے ان پر رحم آ گیا اور میں نے انہیں بھی کچھ نہیں کہا۔

بعض علماء کا قول

۹۹۳:......ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا ابن ابواسحٰق نے، اس کو احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو عباس بن ابان نے، انہوں نے اس کو بعض علماء سے ذکر کیا ہے۔ان بعض علماء نے کہا۔ دین والا گرفت سے ڈرتا ہے، عزت والا عار سے ڈرتا ہے، عقل والا پیچھا کرنے سے ڈرتا ہے۔

دیندار عذاب سے ڈرتا ہے۔شریف آدمی شرم وعار سے ڈرتا ہے۔عقلمند باز پرس سے ڈرتا ہے۔

فصل:......خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریح

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی لوگ اپنے دلوں میں بہت ساری چیزوں سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ جیسے باپ کو بیٹے کی موت کا خوف یا اس کے مال کے ضائع ہونے کا خوف یا ڈوب جانے کا یا جل جانے کا یا نیچے دب جانے کا خوف یا کان، آنکھ یعنی سماعت اور بصارت کے ضائع ہونے کا خوف یا ظالم حکمران کے ہاتھ چڑھ جانے کا خوف یا درندوں میں گھر جانے کا خوف یا کسی بھی دشمن کے ہاتھ چڑھ جانے کا خوف۔ یا ہم نے جو ذکر کیا ہے اس کے مشابہ کئی اقسام کے مشکلات۔ہاں مگر یہ سب دو طرح کے خوف ہوتے ہیں۔جو محمود و مذموم اچھے اور برے کی طرف تقسیم ہیں۔محمود اور پسندیدہ خوف۔ وہ خوف جو مذکورہ امور سے اس لئے ہو کہ ممکن ہے ان کے تحت کوئی اللہ کی ناراضگی ہو۔

وہ خوف والی چیزیں کبھی تو عقوبات اور مؤاخذات ہوتے ہیں جو شخص ان سے ڈرتا ہے وہ ان کی وجہ سے بہت سے معاصی سے بچ جاتا ہے اور اس بات سے محفوظ نہیں ہوتا کہ اس پر اچانک حملہ کرے۔اس شخص کا مقام ومرتبہ اس شخص جیسا ہے جو جہنم کے خوف سے معاصی سے رک جاتا ہے اور اسی طرح ہے اگر اس بات سے ڈرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے وہ سب کچھ لے لے جو اس کو عطا کیا تھا بطور آزمائش اور امتحان کے۔حتیٰ کہ اگر صبر کرتا اور ثواب کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔ اور اگر وہ بے صبری کرتا ہے اور اضطراب کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی قضاء کے حوالے نہیں کرتا تو اس سے زیادہ چھپتا ہے۔لہذا خوف کرتا ہے کہ یہ اگر ایسے ہوا تو اپنے نفس کا مالک نہیں رہے گا۔ اور اس سے بعض ان چیزوں کا ارتکاب ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرے گا۔لہذا اسی وجہ سے اس کا ڈرنا اور اس کو ناپسند کرنا ان امور کا، تو یہ خوف بھی محمود ہے اور پسندیدہ ہے اور یہ ایسا خوف ہے جو تعظیم اور محبت دونوں کے مجموعے سے پیدا ہوتا ہے۔

خوف مذموم، ناپسندیدہ خوف وہ اس طرح ہوتا ہے کہ بعض مذکورہ امور کا خوف بوجہ اس کے حرص کے ہے ان امور پر جن میں اس کے دنیوی منافع ہیں اور ان کی طرف اس کا شدید جھکاؤ ہو اور ان امور سے اس کا مال بڑھانے اور زیادہ کرنے کا رجحان ہے اور اپنے ارادوں اور خواہشات تک توصل اور رسائی حاصل کرتا ہے۔جن میں اللہ کی رضا یا ناراضگی ہے۔

چنانچہ یہ مذموم ہے۔اس غرض کی وجہ سے جس سے یہ خوف پیدا ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں جو بندے کے پاس ہیں۔ مال ہو، دولت ہو یا ان کے مشابہ کوئی چیز ہو، یہ سب عاریں ہیں اور جو چیزیں عار ہوں ان کی طرف جھکاؤ اور میلان عقلمندوں اور مخلص لوگوں کا فعل نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث اور آثار میں آچکا ہے جو اس تحقیق کی صحت کو پکا کرتا ہے، جو کچھ شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ہے اس فصل میں اور ان کا تمام کو یہاں جاری کرنا اور نقل کرنا طویل ہے۔ان سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۴:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے ،ان کو موسیٰ بن حسن نے ،ان کو عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ۔ان کو احمد بن عبید صفار نے ،ان کو صفار نے ،ان کو معاذ بن مثنیٰ نے ،ان کو قعنبی نے ،ان کو سلیمان بن بلال نے ، ان کو جعفر بن محمد نے ان کو عطاء بن ابی رباح نے ،انہوں نے سنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے ،فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پریشانی واضح دکھائی دیتی تھی جب تیز آندھی یا بادل کا دن ہوتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کی وجہ سے کبھی اندر آتے ،کبھی باہر جاتے اور جس وقت وہ ختم ہو جاتی تو آپ کی پریشانی ختم ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے۔فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی خشیت ان یکون عذاباً سلط علی امتی

مجھے ڈر لگنے لگتا ہے کہ یہ آنے والا کہیں کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریں اثناء جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے رحمه الله......اللہ اس کو رحمت بنائے۔

اور موسیٰ کی روایت میں فقط رحمة ہے۔اور وہ فرماتے ہیں کہ خوف آپ کے چہرے سے پہچانا جاتا تھا۔اس کو امام مسلم نے صحیح میں عبداللہ بن مسلمہ قعنبی سے روایت کیا ہے۔

اور اس کو بخاری نے ابن جریج کی حدیث سے ،انہوں نے عطاء سے نقل کیا ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۵:......ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید صفار نے ،ان کو کدیمی نے ،ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے ،ان کو ابن عون نے ،ان کو ثمامہ نے ،ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ،فرماتے ہیں کہ:

میں ان لوگوں کے لئے روٹیاں بناتا تھا، یکایک میں نے زمین پھٹنے کی آواز سنی۔میں باہر نکلا تو دیکھا کہ زمین پھٹی ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں ،وہ اسی حالت میں تھے کہ میں چلا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۹۹۶:......ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس اصم نے ،ان کو عباس دوری نے ،ان کو یونس بن محمد مؤدب نے ،ان کو عبیداللہ یعنی ابن نضر نے ،ان کو ان کے والد نے ،بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دور میں سورج گرہن ہوا۔یہاں تک کہ دن رات کی طرح اندھیرا ہو گیا۔فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا جب سورج کھل چکا تھا، میں نے ان سے کہا اے ابوحمزہ ،کیا آپ لوگوں کو یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی لاحق ہوئی تھی ۔انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ۔اگر ہوا بھی اس وقت تیز

---

(۹۹۴)......أخرجه المصنف فی السنن (۳۶۱/۳) وقال البیهقی : رواه مسلم فی الصحیح عن القعنبی. أخرجه مسلم (۶۱۲/۲) عن عبدالله بن مسلمة بن قعنب. به وأخرجه البخاری (۱۳۲/۴، ۱۳۳) کما قال المصنف.

(۹۹۶)......أخرجه أبوداود (۱۱۹۶) من طریق حرمی بن عمارة عن عبیدالله بن النضر. به بلفظ معاذ الله إن کانت الریح لتشتد فنبادر المسجد مخافة القیامة.

ہو جاتی تو ہم لوگ فوراً مسجد میں چلے جاتے تھے اور ہم کوشش کرتے تھے کہ ہم ایک دوسرے سے پہلے پہنچ جائیں۔

علی بن بکار کا خوف خدا

۹۹۷:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان حناط نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو ابوزکریا خلقانی ہمدانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ علی بن بکار کی خدمت میں بیٹھے کہ اچانک آسمان پر ایک بادل گذرا۔ چنانچہ میں نے علی بن بکار سے اس بارے میں کوئی سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا چپ رہو، یہاں تک کہ یہ بادل گذر جائے۔ کیا آپ کو ڈر نہیں لگ رہا کہ اس میں کوئی پتھر ہوں، جن کے ساتھ ہمیں مار دیا جائے؟

حارث محاسبی کا ارشاد

۹۹۸:......ہمیں خبر دی ہے ابو اسامہ محمد بن احمد بن محمد بن قاسم مقری ھروی نے مکہ مکرمہ میں۔ ان کو حسن بن رشیق نے، ان کو ابو علی روذ بادی نے، انہوں نے سنا ابو احمد زھیری سے، انہوں نے سنا ابو بکر بن ھارون جمال سے، ان کو حارث محاسبی نے، وہ فرماتے ہیں کہ آزمائش کا ذکر آیا تو فرمایا: مخلوط اعمال کرنے والوں کے لئے آزمائش سزائیں ہوتی ہیں۔ اور توبہ کرنے والوں کے طہارتیں ہوتی ہیں اور طاہر اور پاک لوگوں کے لئے بلندی درجاتی ہوتی ہیں۔

علی بن عثام کی دعا

۹۹۹:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے احمد بن سلمہ سے، انہوں نے سنا حسین بن منصور سے، وہ اکثر یہ کہتے تھے کہ میں سنتا تھا علی بن عثام سے، وہ یوں دعا کرتے تھے:

اللّٰھم لاتبل اخبارنا اے اللہ ہماری خبروں کو نہ آزمانا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دعا ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ونبلو اخبارکم اور ہم جانچیں گے تمہاری خبروں کو۔ (پارہ ۲۶ سورۃ محمد)

اور یہ آیت اور یہ فرمان باری تعالیٰ اس بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جہاد وغیرہ میں آزمائش کی بات کی ہے تاکہ دیکھے کہ ان کا صبر کیسا ہے؟

چنانچہ علی بن عثام کو اس بات کا خوف ہوا کہ وہ صبر کو قائم نہ کرسکیں گے۔ لہٰذا یہ دعا کی:

اللّٰھم لاتبل اخبارنا اے اللہ ہماری خبروں کو نہ جانچنا۔

کتاب الخوف ختم ہوئی

الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ کتاب مستطاب، شعب الایمان۔ جلد اول کا ترجمہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ مکمل ہوا اور اس کے بعد انشاء اللہ جلد ثانی شروع ہوگی۔ جس کی ابتداء شعب الایمان میں سے بارہویں شعبے سے ہے اور وہ رجآء من اللہ تعالیٰ کے باب ہے۔ اے الٰہ العالمین یہ سعی قبول فرما اور اس کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنا۔

۵ بج کر ۱۵ منٹ بوقت نماز عصر مورخہ یکم صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بروز منگل بمطابق ۲۳ مارچ ۲۰۰۴ء

احقر العباد ابوالارشد محمد اسمٰعیل الجاروی

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁